تصوف کے ایک سو چند ممتاز خانوادوں کا تذکرہ

قصرِ عارفاں

حضرت شیخ نوری محمد علی چشتی مدظلہ

تقسیم کار

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

تصوّف کے ایک سو پندرہ خانوادوں کا ایک

مُستند تذکرہ

قصرِ عارفان

جلد اوّل

تالیف لطیف: حضرت شیخ مولوی محمد علی چشتی حیدرآبادی (م ۱۲۸۱ھ)

ترجمہ و ترتیب: پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی

مکتبۂ منظہر فیض رضا۔ برج منڈی

marfat.com

نام کتاب ——— قصرِ عارفان

مصنف ——— شیخ احمد علی چشتی قدس سرہٗ (م ۱۲۸۱ھ)

ابتدائیہ ——— علامہ اقبال احمد فاروقی

موضوع ——— تذکرہ صوفیائے کرام

ترجمہ ——— علامہ اقبال احمد فاروقی

سال تصنیف فارسی ——— ۱۸۷۴ء / ۱۲۹۱ھ

سال طباعت اردو ایڈیشن ——— ۱۹۸۸ء / ۱۴۰۸ھ

طابع ——— کارواں پریس، لاہور

ناشر ——— مکتبہ مظہر فیض رضا

قیمت ———

کتابت ——— فہیم اشرف کاہلوں چوہدری

marfat.com

فہرست موضوعات کتاب

ابتدائیہ

حمد و ثنا حضرت کریم کارساز ۱۸

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ۱۹

مناجات بحضرت رب الارض والسماوات ۲۰

تضرع بجناب احدیت ۲۱

توسل بحضرت شاہ محمد علی ۲۲

التجا ببارگاہ حضرت شاہ سلیمان ۲۳

التجا بجناب خواجگان چشت ۲۴

ہدیہ ببارگاہ شاہ محمد علی ۲۵

وجہِ تالیف قصرِ عارفاں ۲۷

طلب شفاعت بوساطت خسرو نظامی ۲۸

فضائل و کمالات جناب رسالتمآب ۳۰

حضرات انبیاء و اولیاء کے فضائل ۳۲

فضائل نبوت و ولایت ۳۲

مناقب حضراتِ اولیاء ۳۴

اولیائے اُمتِ محمدیہ ۳۵

عارفانِ اولیائے امت ۳۵

اہلِ اللہ کا اخفائے حال ۳۶

اولیاء کرام کی کرامات کا مقصد ۳۶

استدراج اور کرامات میں امتیاز ۳۷

تجلیاتِ نور نبوت و رسالت ۳۸

نبوت کے شواہد اور ولائت کے وسائل ۴۷

مکتوبان ۵۳

حضرت الیاس اور خضر علیہ السلام ۵۴

حضرت آدم علیہ السلام سے حضورؐ تک ۵۵

انبیائے کرام کی خلافت و امامت ۵۶

حضور رسول مقبولؐ کی خصوصی خلافت ۵۸

سیدنا علی المرتضٰی کی باطنی خلافت ۵۹

عارفانِ امت و کاملانِ ملت کی خلافت ۵۹

حصولِ خلافتِ ازلی و مجازی ۶۰

انبیاء کرام میں خرقہ خلافت ۶۱

خانوادہ ابراہیمیاں ۶۵

marfat.com

خانوادۂ ہبیریاں ۶۷
خانوادۂ چشتیاں ۶۷
اشغال چشتیہ ۷۰
خانوادۂ عجمیاں ۷۱
خانوادۂ طیفوریاں ۷۲
خانوادۂ کرخیاں ۷۵
حضرت امام قاسم رضی اللہ عنہ ۷۶
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ۷۶
حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ ۷۷
خانوادۂ سقطیاں ۷۹
خانوادۂ جنیدیاں ۸۰
خانوادۂ گازرونیاں ۸۱
خانوادۂ طوسیاں ۸۱
خانوادۂ سہروردیاں ۸۳
خانوادہ فردوسیاں ۸۵
شیخ دلی تراش ۹۰
حضرت نجم الدین کبریٰ کے خلفاء ۹۵
شیخ حموی ۹۸
شیخ سیف الدین باخرزی ۹۸
شیخ نجم الدین رازی ۹۸
شیخ جمال الدین قزوینی ۹۹
باباکمال خجندی رحمہ اللہ ۱۰۰
مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۱
حضرت شیخ صنعان ۱۰۵
خانوادۂ فردوسیاں کے دیگر سلاسل ۱۰۹
خانوادۂ قادریاں ۱۱۰
خانوادۂ نوریاں ۱۱۷
خانوادۂ خضریاں ۱۱۷
خانوادۂ انصاریاں ۱۱۸
خانوادۂ صفویاں ۱۲۱
خانوادۂ زاہدیاں ۱۲۱
خانوادۂ شطاریاں ۱۲۲
خانوادۂ نقشبندیاں ۱۲۷
خانوادۂ نقشبندیہ کے شجرات ۱۳۳
خانوادۂ کرمانیہ ۱۳۸
خانوادۂ بیسویاں ۱۴۲
خانوادۂ سعیدیاں ۱۴۲
خانوادۂ نظامیاں ۱۴۷
خانوادۂ صابریاں ۱۴۹
خانوادہ سراجیاں ۱۴۹
توضیح استخراج خانوادگان تصوف ۱۵۰
دنیائے اسلام پر چودہ خانوادگان کی حکمرانی ۱۵۱

marfat.com

خانوادۂ عیدروسی	۱۵۱	سالار فخر الدین عراقی	۱۹۳
خانوادۂ رفاعی	۱۵۲	خانوادہ قلندری نعمتی کرمانی	۲۰۲
خانوادہ شاذلی	۱۵۲	شاہ نعمت اللہ عربی شہید	۲۰۳
خانوادہ احرار	۱۵۳	شاہ نعمت اللہ دہلوی	۲۰۹
خانوادۂ علائی	۱۵۴	خانوادہ قلندری جمالی	۲۱۱
خانوادۂ جلالی	۱۵۴	خانوادہ قلندری سہروردی مرتضوی	۲۱۶
خانوادۂ مداری	۱۶۰	خانوادہ قلندری رسولی	۲۱۷
شاہِ مدار برصغیر میں	۱۶۲	خانوادہ قلندری حیدری	۲۱۸
حضرت شاہ جہانگیر سمنانیؒ	۱۶۶	خانوادہ قلندری شریفی	۲۱۹
خانوادہ غزنویاں	۱۶۸	خانوادہ قادری رزاقی	۲۲۰
خانوادۂ ہمدانی	۱۷۳	خانوادہ شاہ میری لاہوری	۲۲۳
خانوادۂ زربخشی	۱۷۴	خانوادہ نقشبندی مجددی مظہری	۲۲۸
خانوادۂ نوربخشی	۱۷۶	حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی	۲۳۱
خانوادہ مجددی	۱۷۷	حضرت شاہ غلام علی دہلوی	۲۳۱
خانوادۂ خوارزمی	۱۸۱	شاہ ابوسعید مجددی	۲۳۲
خانوادگانِ طریقت	۱۸۱	خانوادہ چشتی نظامی فخری	۲۳۶
خانوادۂ قلندری حسنی خضروی	۱۸۳	خاندانِ جلالی	۲۴۰
ابوعبداللہ عبدالعزیز مکی	۱۸۴	حضرت شاہ نور محمد پنجابی قدس سرہٗ	۲۴۹
خانوادہ قلندر چشتی شرقی	۱۸۸	خانوادہ نقشبندی مجددی ناصری	۲۵۲
حضرات فخر الدین اور بوعلی قلندرؒ کے والد	۱۸۸	خانوادہ نظامی فخری سلیمانی	۲۵۵
		خلفائے خواجہ تونسوی	۲۶۱

marfat.com

مولوی شاہ احمد دین ابدال	۲۶۵
شاہ عبدالرحمان قادری رانوی	۲۶۶
مولوی قیام الدین	۲۶۷
مولانا جلال الدین ظاہر	۲۶۸
مولانا شاہ محمد حیات	۲۶۸
حاجی شاہ غلام نصیر الدین فخری	۲۶۹
شاہ محمد عسکری	۲۶۹
حضرت حافظ شاہ محمد علی خیرآبادی	۲۷۰
خان محمد عظیم خان قدس سرہٗ	۲۷۸
سید تراب علی شاہ	۲۸۱
طریقت اسرار کیا ہے !	۲۸۳
مولانا محمد رضی الزماں	۲۸۴
حافظ سلطان بخش	۲۸۴
حافظ محمد اسلم	۲۸۴
مرشدِ کامل کا انتخاب	۲۸۵
انبیاء کرام کی وساطت سے دعاء	۲۸۷
حیاتِ انبیاء کرام	۲۸۹
ایصالِ ثواب کے لئے نذر نیاز	۲۹۲
شجرہ حضراتِ چشت	۲۹۶
حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ	۲۹۷
ابی احمر ابدال	۳۰۱
سلسلہ قادریہ	۳۰۴
حضرات سہروردیہ	۳۱۰
سلسلہ نقشبندیہ	۳۱۵
حضراتِ خواجگان نقشبندیہ	۳۲۰
اختتام جلد اوّل	۳۲۳

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

(پیرزادہ) اقبال احمد فاروقی

صوفیاء اور مشائخ اسلام کے احوال و مقامات پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ عالم اسلام کے اہل قلم اور ارباب فضل و کمال نے اس موضوع پر بڑی تحقیق اور عقیدت سے قلم اٹھایا ہے۔ ہمارے دینی ادب میں بزرگان دین کے اذکار و سوانح پر سینکڑوں کتابیں ملتی ہیں۔ جو ہر دور اور ہر زبان میں لکھی گئیں۔ یہ کتابیں، سوانح، حالات، آثار، تذکار اور ملفوظات و مناقب کی شکل میں ہمارے سامنے آئیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان کتابوں نے ملت اسلامیہ کی ذہنی اور فکری نشو و نما میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔

قصر عارفاں بھی ایسے ہی گلستان اذکار کا ایک خوشنما پھول ہے جس سے دل و جان مہک اٹھتے ہیں۔ یہ کتاب تیرھویں صدی ہجری کے تذکروں میں بعض حیثیتوں سے منفرد اور ممتاز ہے جسے مولوی احمد علی چشتی قدس سرہٗ نے ۱۲۹۱ھ ۱۸۷۴ء میں مکمل کیا تھا۔ فاضل مؤلف نے اس تذکرہ کے اوراق میں سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ سے لے کر اپنے زمانہ تک کے خانوادگان تصرف و ولایت کی رُوحانی خدمات کو بڑے جامع انداز میں بیان کیا ہے۔ جسے فارسی سے اردو لباس میں دو جلدوں میں پیش کیا جا رہا ہے۔

حضرت مولانا شیخ احمد علی چشتی قدس سرہٗ مولانا مخدوم بخش لاہرپوری کے فرزند ارجمند تھے۔ ابتدائی تعلیم لاہرپور میں حاصل کی اور پھر آپ کو دارالسلطنت دہلی میں لاکر

marfat.com

مروجہ تعلیم سے بہرہ ور کیا گیا۔ آپ کے والد شیخ مخدوم بخش دہلی میں دہلی کی کمشنری میں سررشتہ دار کے عہدے پر فائز تھے۔ ان کی اچانک وفات نے فاضل مؤلف کو دہلی میں بے سہارا۔ بے یار و وطن اور نامکمل تعلیم کی پریشان حالیوں میں چھوڑ دیا۔ آپ کے خاندان کے تمام اقارب و اعزا، خیرآباد لاہرپور میں تھے۔ ان میں سے ہر ایک کی دلی خواہش تھی۔ کہ شیخ احمد علی کو دہلی سے لے جاکر اپنی نگرانی میں رکھے۔ مگر قدرت نے ایک ایسے فاضل یگانہ کے دل میں اس نوجوان کی تربیت کا خیال پیدا کر دیا جس کی طرف کسی کا گمان بھی نہ جاتا تھا۔ وہ حضرت مولانا فضل عظیم ابن مولانا فضل امام خیرآبادی قدس سرہٗ تھے۔ وہ آگے بڑھے۔ اور اس نوجوان کو اپنے سایہ تربیت میں لے آئے۔ مخدوم بخش کے احباب نے مولانا فضل عظیم کو مشورہ دیا کہ اس نوجوان احمد علی کو کمشنر صاحب دہلی کے پاس لے جائیں اور ان کے والد کا سامان، کتابیں اور دوسری چیزیں دلائیں۔ مولانا فضل عظیم اپنے چند احباب کے ساتھ کمشنر کو ملے۔ نوجوان احمد علی کا تعارف کرایا۔ احمد علی اپنے والد کا دفتر، ان کے احباب، ان کے رفقائے کار اور جائے کار دیکھ کر ضبط نہ کر سکے۔ اور در و دیوار کو دیکھ کر زار زار رو پڑے۔ نوجوان کی اس حالت کو دیکھ کر دفتر کے ملازمین خصوصاً کمشنر صاحب کے دل دہل گئے۔

ان دنوں ولیم فریزر دہلی کے کمشنر تھے۔ وہ کمشنری کے ساتھ گورنر بھی تھے انھوں نے احمد علی کو اپنے پاس بلایا۔ سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا۔ اور کہا" اگرچہ مخدوم بخش مر گیا ہے مگر فریزر زندہ ہے تمھاری سرپرستی کرے گا۔"

چنانچہ ولیم فریزر نے احمد علی کو حکم دیا کہ وہ کل سے کوٹھی میں رہے گا۔ اور ساتھ ہی اسے کمشنر آفس میں نقل نویس کی حیثیت سے تقرری کے احکام جاری کر دیئے۔ ولیم فریزر کے اس حسن سلوک نے لوگوں کو بے حد متاثر کیا۔ مولانا فضل عظیم نے اس اقدام کو احمد علی

marfat.com

کے لئے فضل عظیم تصور کرتے ہوئے دوسرے دن ہی کمشنر صاحب کی کوٹھی میں بھیج دیا۔

ولیم فریزر کا منصب ان دنوں برٹش انڈیا کا ایک اہم منصب تھا۔ وہ جس کوٹھی میں رہتا تھا۔ وہ ٹوٹی ہوئی دہلی کی ممتاز اور مشہور عمارتوں میں شمار ہوتی تھی۔ فریزر نے واقعی احمد علی کی سرپرستی کا حق ادا کر دیا۔ کوٹھی میں دو بڑے بڑے کمرے رہنے کو دے دیئے ان دنوں مسلمان انگریزوں کے ساتھ کھانا مکروہ خیال کرتے تھے۔ ولیم فریزر نے احمد علی کی خدمت کے لئے دو مسلمان نوکر مقرر کر دیے۔ جو اس کی ضروریات کا خیال رکھتے تھے اور سارا خرچہ فریزر کے باورچی خانہ سے جاتا تھا۔

شیخ احمد علی (مؤلف کتاب) تقریباً دس بارہ سال ولیم فریزر کی کوٹھی اور انکے دفتر میں ملازم رہے۔ وہ نقل نویس سے اہلمد بنے۔ اہلمد سے صدر اہلمد اور ناظر کے عہدے پر ترقی کرتے گئے۔ وہ فریزر صاحب کے خانگی انتظامات اور ضروریات کا خیال رکھتے تھے۔ اور ایک قابل اعتماد منتظم کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیا کرتے تھے۔ وہ یہاں تک قابل اعتماد تھے۔ کہ فریزر صاحب کے انگریز احباب اور ہندوستانی نواب شیخ احمد علی کو فریزر کا متبنٰے خیال کرنے لگے۔ لبسا اوقات رؤسا اور حکام شیخ احمد علی سے استمداد کرتے تھے۔ اہل معاملہ کمشنر صاحب سے ملنے آتے تو انھیں شیخ احمد علی کے تعاون کی ضرورت ہوتی جسے آپ بہ حسن وخوبی سرانجام دیتے تھے۔

ایک عرصہ تک شیخ احمد علی اپنے وطن مالوف نہ جاسکے۔ آپ کی والدہ، بھائی بہنیں۔ اور دوسرے عزیز و اقارب آپ کی ملاقات کے لئے بے تاب رہتے خط لکھتے مگر شیخ صاحب سے معذرت نامہ موصول ہوتا۔ اب شیخ صاحب جوان ہو چکے

marfat.com

تھے. خاندان میں شادی کے مشورے ہونے لگے تھے. ان عزیزوں نے آپ پر بے حد زور دیا. تو آپ نے ولیم فریزر کی خدمت میں حاضر ہو کر ان احساسات کا ذکر کیا جو رشتہ داروں کے ہاں پائے جاتے تھے. ولیم فریزر ایک ہمدرد اور دردمند انسان تھا. اس نے شیخ احمد علی کو وطن جانے کی اجازت دی. زاد راہ مہیا کیا. راستہ کے خطرات سے محفوظ رکھنے کے لئے سرکاری بندوبست کیا.

مولوی صاحب کے وطن کے راستہ میں بریلی شہر تھا. جہاں آپ کے ماموں شیخ احمد بخش وکالت کرتے تھے. آپ کے پاس ان دنوں شیخ باقر علی بھی قیام فرما تھے انھوں نے مولوی احمد علی کو پہلی بار دیکھا. تو انھیں اپنی اکلوتی بیٹی کے رشتہ کا وہ پیغام یاد آیا. جو مولوی صاحب کی والدہ ان کے پاس لے کر گئی تھی. آپ بریلی سے لاہر پور اپنے گھر پہنچے تو چند روز بعد فتح پور سے شیخ باقر علی کے رشتہ منظور کرنے کی اطلاع آ گئی. چونکہ مختصر سے قیام میں شادی کے انتظامات نا ممکن تھے. مولوی صاحب اپنی والدہ بہن بھائیوں کو لے کر دہلی پہنچے اور ولیم فریزر کی کوٹھی چھوڑ کر دہلی شہر میں ایک بڑا مکان کرایہ پر لے لیا. اور رہائش اختیار کر لی.

اب والدہ کی نگرانی اور اعزہ و اقارب کے زیر اہتمام آپ کی شادی مولوی شیخ باقر علی کی اکلوتی بیٹی سے ہو گئی. اب مولینا احمد علی ایک خاندان کی ذمہ داری جس میں والدہ. بہنیں اور بیوی شامل تھی. اٹھانے لگے.

مولینا احمد علی دفتری اور خاندانی ذمہ داریوں کو نبھاتے رہے. بایں ہمہ آپ اپنی علمی اور مطالعاتی سرگرمیوں سے کبھی غافل نہ ہوئے. وہ فکر معاش کے ساتھ ساتھ علمی منازل طے کرتے گئے. ان کی کتب بینی کا یہ ثمرہ تھا. کہ آپ دہلی کے اہل علم میں شمار ہونے لگے. آپ فارسی کی نظم و نثر پر قادر تھے. خوش خطی خصوصاً خط شقیقہ

marfat.com

میں ماہر تھے۔ آپ ملازمت کے دوران صوفیاء کرام کی مجالس میں حاضری دیتے۔ اور بزرگانِ دین کی تصانیف کا مطالعہ کرتے۔

حضرت حافظ محمد علی خیر آبادی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے۔ اسباق سلوک حاصل کئے۔ اہل وعیال کی ذمہ داریوں کے وجود زیادہ وقت عبادت میں وقف کرتے۔ اور امیر ہونے کے باوجود فقیرانہ زندگی کو ترجیح دیتے تھے۔ تنخواہ کا زیادہ حصہ غریبوں۔ محتاجوں۔ بیواؤں اور یتیموں میں تقسیم ہو جاتا تھا۔ مختلف درگاہوں کے مجاروں اور خدام کو ہر ماہ وظیفہ دیتے۔ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء اللہ قدس سرہٗ کے مزار پر حاضری دیتے کافی وقت دربار میں گذارتے تھے۔ اور دربار کے مخصوص فدائیوں میں شمار ہوتے تھے۔

انگریز کمشنری کی سالانہ تقریب پر دوشالہ اور قیمتی خلعت پاتے تو اپنے عزیز رشتہ داروں کو دے دیتے۔ اور خود سادہ لباس میں گذر بسر کرتے۔

مولوی احمد علی ایک پُرامن اور سادہ زندگی گذار رہے تھے کہ ایک واقعہ نے ان کی معاشی زندگی اور سکون کی بساط کو پلٹ کر رکھ دیا۔ آپ کے مربی اور محسن ولیم فریزر راجہ کشن گڈھ کے ہاں ایک تقریب میں دریا گنج گئے تھے۔ آدھی رات کے وقت گھر واپس آرہے تھے کہ کسی شخص نے انھیں گولی کا نشانہ بنا کر ہلاک کر دیا۔ اس قتل نے انگریزی اقتدار کے بڑے ستون پر کاری ضرب لگائی۔ مگر مولوی احمد علی پر اس کا جو اثر ہوا۔ وہ محتاج بیان نہیں۔

سرکار کی طرف سے تفتیش شروع ہوئی۔ اور کئی ماہ جاری رہی۔ سینکڑوں آدمی پکڑ دھکڑ میں آئے۔ ہزاروں سے باز پرس ہوئی۔ تفتیش کے نتیجہ میں فیروز پور کے نواب شمس الدین خان کے ایک ملازم کو ذمہ دار قرار دیا گیا۔ اور نواب صاحب کو اس کا

marfat.com

معاون قرار دیا گیا۔ چنانچہ انگریزی عدالت نے نواب شمس الدین خان اور اس کے ملازم کو سزائے موت دی۔ اور ریاست بحق سرکار منبط کرلی گئی۔

ان حالات میں فریزر صاحب کے تمام کاغذات، امور خانہ اور جائیداد کے معاملات کو نمٹانے کے لئے مولوی احمد علی ہی با اعتماد تھے۔ جنھیں بہت محنت اور تگ و دو کرنا پڑی۔ سرکار نے مولوی صاحب کو ہی آپ کی جائیداد کی فروخت اور دیکھ بھال کا مختار مقرر کیا تھا۔

اُنہی دنوں فریزر صاحب کے بھائی انگلستان سے دہلی پہنچے۔ مولوی احمد علی کے پاس اپنے محسن کا ایک صندوقچہ تھا۔ جس میں جواہرات بھرے ہوئے تھے۔ اِس امانت کا علم کسی دوسرے کو نہیں تھا۔ مولانا احمد علی نے یہ صندوقچہ اس کے حوالے کردیا۔ یہ آپ کی دیانت اور امانت کی بہترین مثال تھی۔

ولیم فریزر کے قتل پر دہلی کی رائے عامہ مختلف انداز سے سامنے آئی تھی۔ کچھ لوگ فریزر کے متوسلین اور ملازمین کو بھی سزا دلوانے کے درپے تھے۔ مگر بعض لوگ نواب شمس الدین خان والیٔ فیروز پور کے خلاف مہم چلا رہے تھے۔ تاکہ اس کے خاندان کے تمام افراد کو حکومت کا غدار قرار دے کر سزا دلائی جا سکے۔ ان لوگوں میں مرزا غالب بھی تھے۔ چنانچہ عدالت میں جس شخص نے سب سے پہلے گواہی دی وہ مرزا غالب ہی تھے۔ غالب کے فریزر سے اچھے مراسم تھے۔ قصیدہ خواں بھی تھے۔ اور اس کے احسانات کے زیربار بھی۔ ؎

من در بزمِ ولیم فریزر بہادر
کہ از حبیب ہر گوشہ گوہر برآرد

marfat.com

دوسری طرف علمار کرام فریزر کے قتل پر نہ صرف خوش تھے بلکہ جو لوگ نواب شمس الدین کو ایک انگریز کے قتل پر ملعون کہتے تھے۔ انھیں غدار وطن کہہ رہے تھے۔ چنانچہ مولوی احمد علی کی ایک طرف وفاداری تھی دوسری طرف علمار کرام کے فیصلے تھے آپ بڑی کشمکش میں بتلا رہے تھے۔ مگر ان حالات کے باوجود آپ نے دونوں خیالات کے لوگوں سے اپنی شخصیت کو محفوظ رکھا۔

فریزر کے قتل کے بعد آپ کا دل ملازمت سے اچاٹ ہو گیا۔ سرکاری کام سے کوئی دلچسپی نہ رہی۔ ابھی وہ اپنے مستقبل اور معاش کا فیصلہ نہ کر پائے تھے کہ ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی نے دہلی اور دوسرے علاقوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ آپ ان دنوں دہلی کے کاغذی محلہ میں قیام پذیر تھے۔

آپ کے مکان کے ارد گرد قتل و غارت کا بازار گرم رہا۔ پھر توپیں نصب ہوئیں انگریز مرد عورتیں مولوی صاحب کے گھر اور باغ میں چھپی رہیں۔ لوگوں نے آپ کو ڈرایا سمجھایا مگر آپ سراپا استقلال بن کر ان پناہ گزیں مہمانوں کی حفاظت کرتے رہے۔ آپ کا گھر اور باغ گولیوں کی بوچھاڑ میں تھا۔ ہر روز جھاڑو دلوایا جاتا تو سینکڑوں گولیاں اکٹھی ہو جاتیں۔ قرب و جوار کے مکان خالی ہو گئے۔ لوگ دہلی چھوڑتے گئے مگر مولانا اپنی جگہ پر مقیم رہے۔ آخر انگریزوں نے آپ کے مکان کے قریب میگزین کو اس ڈر سے آگ لگا دی کہ کہیں آزادی پسندوں کے ہاتھ نہ آجائے۔ اس آگ سے آپ کے مکان کے ارد گرد کئی بلڈنگیں اڑ گئیں۔

جنگ آزادی کے دوران بہادر شاہ ظفر کو تخت پر بٹھا دیا گیا۔ دربار سے بے شمار فرامین جاری ہونے لگے۔ مختلف مشاہیر کو اعلیٰ اعلیٰ عہدے دیئے جانے

marfat.com

لگے مولانا احمد علی چونکہ انگریز کمشنری میں ایک بلند عہدے پر فائز رہے تھے۔ اس لیے آپ کو بھی ایک معزز عہدے کی پیش کش کی گئی۔ مگر آپ نے معقول عذرات کے ساتھ اِسے رد کر دیا۔ یہی بات آگے چل کر مولانا کی نجات اور جانبری کا ذریعہ بنی۔

جنگ آزادی کی کشمکش میں انگریزوں کو ازسرِ نو اقتدار پر قبضہ کرنے کا موقعہ ملا۔ انگریزی فوج نے تحریکِ آزادی کے پروانوں کو چُن چُن کر ختم کیا۔ اس سے فارغ ہوئے تو شہریوں کی باری آئی۔ اور جس میں غیرت اور آزادی کی گرمی پائی۔ تختۂ دار پر لٹکا دیا۔ جب تختہ دار سے یہ لوگ ختم نہ ہوئے۔ تو توپوں کے سامنے رکھ کر اڑا دیئے گئے۔ ان دنوں دہلی میں مسٹر ٹی۔ مٹکاف انگریز عدالت پر براجمان ہوا۔ یہ انگریز سلطنت کا حجاج بن یوسف تھا۔ اس نے اعلان کیا۔ کہ جنگ آزادی سے پہلے جتنے سرکاری ملازم تھے وہ اس کے سامنے حاضر ہوں۔

سینکڑوں نہیں ہزاروں کو تھوڑی تھوڑی بات پر موت کی نیند سلا دیا گیا۔ ان خونچکاں حالات میں مولانا احمد علی کو بھی عدالت کے سامنے پیش ہونا پڑا۔ عزیز و اقارب عدالت کے باہر تڑپتے دلوں کی دھڑکنوں اور اشک آلود آنکھوں کے ساتھ کھڑے تھے۔ ٹی مٹکاف نے آپ سے سوالات کئے جواب سن کر نہ صرف آپ کو بَری کر دیا گیا بلکہ سابقہ ملازمت پر حاضر ہونے کا حکم دیا گیا۔

جنگ آزادی کے بعد دہلی کو پنجاب سے ملا دیا گیا۔ اور دہلی کے لوگوں کو پنجاب کی عدالتوں میں حاضر ہو کر اپنے حقوق لینے پڑتے تھے۔ حصار کو ایک علیحدہ ضلع بنا دیا گیا۔ اور اس میں بہت سے دفاتر قائم کئے گئے۔ چنانچہ مولانا احمد علی ایک تجربہ کار اور مستعد سرکاری ملازم ہونے کی وجہ سے حصار کورٹ کے سررشتہ دار مقرر

marfat.com

کر کے تبدیل کر دیئے گئے۔ یہ تبدیلی آپ کے لئے بڑی نقصان دہ ثابت ہوئی۔ دہلی چھوٹی، دہلی کے احباب چھوٹے۔ دہلی کی مجالس سے محروم ہوئے۔ آپ نے تین چار سال بعد قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے کر پنشن لے لی۔ اور دہلی چلے آئے۔ یہاں آپ نے کتب بینی اور مجالس صوفیاء کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔

قصرِ عارفاں اسی زمانہ (۱۲۹۱ھ / ۱۸۷۴ء) کی تصنیف ہے۔ اور اس کتاب میں آپنے تصوّف کے کئی خانوادوں کا تذکرہ کیا۔ بزرگانِ دین کے نسب ناموں پر خصوصی قلم اٹھایا گیا پھر قصرِ عارفاں کو بعض ایسے واقعات سے مزین فرمایا جو دوسرے تذکروں میں نہیں ملتے اہلِ تصوّف کے ساتھ ساتھ آپ نے بعض ایسے حکمرانوں کے حالات بھی لکھے جو ان صوفیاء کے عقیدت مند بھی تھے اور فیض یافتہ بھی۔ فاضل مؤلف اپنے اس عقیدہ کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ دنیا کی ظاہری حکومتیں، اولیائے کرام کی روحانی سلطنتوں کے تابع ہوتی ہیں۔ اور اہل اللہ ان کی نگرانی کرتے ہیں۔ معاشرے کی ناہمواریاں۔ بادشاہوں کی چیرہ دستیاں قوموں کے عروج و زوال کی ساری داستانیں ان اہل اللہ کی رضا اور خشم کی تصویریں ہیں۔

زندگی کیا؟ موت کس کا نام ہے ؟؟
مہربانی آپ کی، نا مہربانی آپ کی!

فاضل مؤلف نے اپنی قابلیت اور تحقیق کے مطابق اپنی اس یادگار کو بڑی محنت سے مرتب کیا۔ مگر پھر بھی اُس زمانہ میں وسائل کی کمی اور تاریخی کتابوں کی کمیابی کی وجہ سے بعض مقامات تشنہ تکمیل رہ گئے اور بعض مواقع پر حقائق کے برعکس مواد بھی آ گیا: تذکرہ نگاروں کی دنیا میں ایسے حادثات آتے ہی ہیں۔ جو اغلاط اور مسامحات

marfat.com

توارد۔ تکرار اور ناقابل اعتماد واقعات پر مبنی ہوں سے دنیا کا کوئی تذکرہ نگار اپنی تمام تر تحقیق و دریافت کے باوجود اہلِ تنقید کی نگاہ سے نہیں بچ سکا۔ اسی حادثہ سے ہمارے فاضل مولف مولانا احمد علی قدس سرہٗ کو بھی دوچار ہونا پڑا۔ پھر قصرِ عارفاں کا انکے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا مسودہ بھی نقلِ مکانی اور افراتفری کی نذر ہو گیا۔ ہاں اس کی ایک نقل ۱۲۹۱ھ/۱۸۷۵ء جسے مولانا رکن الدین نے حصار میں تسوید کیا تھا۔ یہ نقل آشوب زمانہ میں محفوظ رہی اور اسی نقل سے بعض اداروں نے فارسی زبان میں طبع کیا۔ ایک وقت آیا کہ پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر ایم اے پی ایچ ڈی نے جن دنوں وہ یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور کے پرنسپل تھے۔ مئی ۱۹۶۵ء میں اورینٹل کالج میگزین میں اسے فارسی میں ہی شائع کر دیا۔

ڈاکٹر صاحب کی اس مساعی جمیلہ سے قصرِ عارفاں (اپنے بعض استقام و مسامحات کے باوجود) علمی دنیا میں جلوہ گر ہو گئی۔ ترجمہ کرتے وقت ہمارے سامنے یہی نسخہ مشعلِ راہ رہا اور اغلاط و مسامحات کے خارزاروں نے دامنِ قلم کو تار تار کر دیا فاضل مولف کے حالات ترتیب دینے میں بھی جناب ڈاکٹر صاحب کا گراں قدر مقدمہ ہی بنیاد بنا۔

حضرت مولوی احمد علی رحمۃ اللہ علیہ عمر کے آخری حصہ میں حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہٗ کے سلسلہ چشتیہ نظامیہ سے متاثر ہوئے۔ اور سلوک کے بعض منازل اسی خانوادہ کے زیرِ سایہ طے کئے۔

قصرِ عارفاں کی تکمیل کے چند سال بعد ۱۱ ربیع الاول ۱۲۸۱ھ کو واصل بحق ہوئے لفظ غفر اور فارغ سے تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے۔ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اللہ دہلوی قدس سرہٗ کے مزار کے احاطہ میں آسودۂ خاک ہوئے۔ ؎

زسلطان المشائخ التجائے

پس از مردن برائے قبر جائے

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب فیض انتساب قصر عارفان بزرگان پاک و ہند کے شجرات و حالات پر مشتمل ہے۔ بزرگانِ دین کے احوال و حکایات سے لے کر حضرت مولانا مرشدنا خواجہ شاہ محمد سلیمان قطب زماں تونسوی قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم اجمعین الی یوم الدین تک کے حالات جمع کر دیئے گئے ہیں۔ ان حالات کا مرتب عاصی حقیر سراپا تقصیر احمد علی ہے حقیر غلام کو آستانہ عالیہ تونسہ۔ ملائک دربان جناب قیوم یزدانی حافظ کلام ربانی سید السادات منبع البرکات حضرت مولانا و سیدنا حافظ شاہ سلیمان صاحب نعمت اصلی قطب دائرہ ایمان حافظ سید شاہ محمد علی خیرآبادی قدس سرہ العزیز کل ہے کی غلامی کا شرف حاصل ہے۔

marfat.com

باب اوّل

حمد ثنائے حضرت کریم کارساز ورحیم جلّ جلالہٗ

بنام آنکہ اندر قالب خاک
دمید از لطف و احسان روح ادراک

ضمیر دل مصفّا کرد از نور
دراں نورے دو عالم گشت پُر نور

حبیب خویش کرد اولاد آدم
محمد را شفاعت خواہ عالم

ہم او را خاتم پیغمبراں کرد
ز آدم تا مسیحش بے رواں کرد

نماید گاہ ارنی لن ترانی
فزائید گاہ قرب جا ودانی

تجلّی گاہ فرمائید سرِ طُور
حریم وصل گاہ آرایدا از دُور

شکیبائی دہد آزردہ جاں را
توانائی دہد ہر ناتواں را

شب دیجور عاشق را دہد نور
دل آباد زاہد را دھد شور

باب اوّل میں ایک سو پندرہ منازل ہیں۔ دس منازل منظوم ہیں۔ حمد ثنا باری ونعت تحیّت۔ دعا۔ التجا بوسائل بعضے حضرات بابرکات و بنیاد استحکام دین قصر عالی ہیں۔ ان میں ایک سو منازل نثر میں ہیں۔ جن میں پاک و ہند کے مشہور روحانی خانوادے ہیں۔ آخر میں پانچ شجرات ہیں۔ اور ان بزرگانِ دین کے برکات مجالس وصحبت کا ذکر ہے۔

marfat.com

گہ آرد از دل مجنون خروشے | زمانے از دم منصور جوشے
زمعشوق دمے عاشق نما شد | دمے چوں غیر گاہے آشنا شُد
زفیض اولیا اقلیم ہر ساخت | دل افسردگاں رالعل و ور ساخت
جمال غرتش ہر سوئے تاباں | سحاب ہمتش ہر جوئے باراں
شریک خلوت ہر عشق بازی | انیس قدس در راز و نیازی
رفیق درمنداں دل افگار | شفیق راز جویان طلب گار
دل شب زندہ داراں شاد از وے | زیارت گاہ دل آباد از وے

۲

نعت وعقیدت بر حضرت سرور کائنات مفخر موجودات جناب

فیض رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم افضل خلائق بہ عظمت حقائق

محمد سرو باغِ زندگانی | محمد نور شمع جاودانی :
محمد موجب ایجادِ عالم | محمد اشرف از اولادِ آدم
محمد دو جہاں را قرۃ العین | محمد جا گزیں تاب قوسین
محمد رحمۃ للعالمین شد | حضور حق شفیع المذنبیں شد
محمد سرورِ پیغمبراں است | محمد افتخار ہر زماں ست
زخیل انبیا سردار ذی شان | طفیل او بود ہر جن و انسان
نخستیں گوہر دریائے توحید | گرامی نرخم صبہائے توحید
فراخ از فیض او خوان نبوت | وسیع در بحر او کان نبوت

marfat.com

معظّم تر بود از ہر معظّم مکرّم تر بود از ہر مکرّم
ہزاران صد درود و صد صلاتش بر آل پاک و اصحاب کرامش

۳

مناجات بحضرت ربّ الارض والسماوات

خداوندا ز عصیاں روسیاہم ز سرتا پائے خود غرق گناہم
نباشد اندریں دنیا گناہے کہ مصروفش نماندم حال و ماہے
بر گردید عمر من بہ عصیاں ز طفلے تا جوانے بود یکساں
دریغا صرف شد این زندگانی بہ غفلت رائیگاں نقد جوانی
پیری آثار پیری شد نمایاں ہماں حرص و ہوس دارم بداماں
اگر از خوف تو فریاد کردم ہماندم خط عصیاں یاد کردم
بجو در محراب می آرم سر خویش بود خیل گناہم پیش در پیش
سر خود تا کہ در محراب دارم بسر از تار جاں مضراب دارم
سجودے کانست مخصوص خداوند کنم از بہر دنیا بر در چند
مکلّف گہ شوم در پارسائی بود کے خالی از زہد ریائی
منم در مسجد و دل در خرابات ہزار افسوس و صد ہیہات ہیہات
منم مستغرق اندر بحر عصیاں ز نقد معصیّت ہر جیب و داماں
ہراسانم ہراسانم ہراساں نسازد کار ما کس جز تو آساں
بجو تائب بینم اندر معاصی نہ اندوہ عذابم دہ خلاصی

marfat.com

زخیر و شر مپرس از بندہ خود | بذیل عفو کش شرمندہ خود
چو از لطف و عنایت آفریدی | روان پاک در قالب دمیدی
بر آنم دار کاں باشد رضایت | بروئے من کشا راہ ہدائیت
ز حرص و آز گرداں بے نیازم | ز خواب غافلی کن دیدہ بازم
چو از کردار بد بس شرمسارم | نباشد جز بتو جائے فرارم
کنی گر غور بر اطوار و افعال | کجا باشد مرا گنجائش قال

◎

۴

تضرع بجناب احدیت بوسائل نور نبوت

بنور محتجب از چشم اغیار | بشوق مضطرب در وادئ تار
بآن رکن رکین منزل تو | بآن کرسی نشین محفل تو
بآں مخمور جام نقد وحدت | بآں در شرف از عقد وحدت
شفیع آخرت درماندگاں را | بعرصات قیامت ماندگاں را
بصیر خاص فرزنداں نامی | بفرد حرمت شانِ گرامی
طفیل حضرت اصحاب ذیشاں | بصدق و عدل و حلم و علم ایشاں
خصوصاً باب علم لا تناہی | فروغ از دے بدرویشی وشاہی
کہ باشد خازن گنج ولایت | علی الشاہ اقلیم ہدایت
وصی مصطفٰے اندر طریقت | ولی مرتضٰے اندر حقیقت
سیّاحانِ بیدائے بصحت | شنا دراں دریائے شریعت

marfat.com

به عزّ و ناز محبوبان درگاه — بسر و راز معشوقان این راه
بانگ گرم عشّاقان دلدوز — باه سرد مشتاقان جاں سوز
بآں ہوئے کہ شد از خوابس آزاد — زہم جنسی یار آوردہ فریاد
زجد و طاعت ارباب عرفان — بزہد و حالت صورت پرستاں
شب تاریک عصیانم شود روز — دہد از شام ہجرم صبح نوروز

۵

از روئے ثبات بہ توسل بجناب فیض مآب حضرت پیر روشن ضمیر مولانا و مرشدنا سیّد شاہ حافظ محمد علی قدس سرہٗ

چو نبود طاقت بار گناہم — بدرگاہ خدائے عذر خواہم
بفرقِ خاکپائے سیّد پاک — کہ شد در زہر عصیاں عین تریاک
دلش بیداد و چشمش عین جادو — جبیں محراب زیر طاقِ ابرو
ز دریائے کرم دُرّ یتیمی — زبحر محترم فیض عمیمی !
سعید و سید و عالی جنابے — بہ چرخ رہنمائی آفتابے
شرف از ذات او اہل زماں را — فروغ از فیض عامش عارفاں را
درخشاں او ز نور شاہی — برو مکشوف از خور تا بہ ماہی
سلیماں دولتے در بادشاہی — سکندر حشمتے در پارسائی
بظاہر جانشینِ مسند شان — بہ معنیٰ ثانی شاہ سلیماں

marfat.com

نژادِ پاکش از سادات گیری ۔۔۔ طریقش ثابت اندر دستگیری
جناب سیّد روشن ضمیرے ۔۔۔ ز پا افتادگاں را دستگیرے
بود نامش محمد با علی ضم ۔۔۔ بنورِ معرفت معروف عالم
قلم در وصف او عاجز بہر حال ۔۔۔ زباں کلک اندر مدح او لال
بیا بوسی خاکش روز و شب خیز ۔۔۔ چو داری دسترس در دستش آویز
مرید ار ز لغزش مے شود پست ۔۔۔ کہ دست حق بود بالائے ایں دست
بحفظ حافظ علم الٰہی ۔۔۔ مرا محفوظ دار از ہر نواہی !
گناہ خویش چوں من بیش دارم ۔۔۔ بجانِ ناتواں صد نیش دارم
سراپا خالیم از نقد طاعت ۔۔۔ فزائد معصیّت ساعت بساعت
ز بارِ کوہِ غم بے حد ملولم ۔۔۔ سبکباری از او گردد حصولم !
ز فضل تو بر آید آرزویم
بدیں رحمت نظر فرما بسویم

التجا بدرگاہ مرشد اکبر قطب زماں حضرت شاہ محمد سلیمان قدس سرہٗ العزیز

عطاء فرمائے توفیقم بطاعت ۔۔۔ پس از شاہ سلیمانم عنایت
درِ مقصود از بحر گرامی ۔۔۔ فرید ملت از سلک نظامی
ولید وقت در کشور ستانی ۔۔۔ وحید دولت فخر زمانی
بچراغ نور خالد ذیل در ذیل ۔۔۔ فروغ خاندان جعفری خیل
شدہ فیضیاب زلال آب حیواں ۔۔۔ کلیم نور از کوہ سلیمان

marfat.com

نظام فخر ملّت نور عرفان — جناب حضرت شاہ سلیمان
جنید وقت و شبلی زماں بود — بوے یار زمین و آسمان بود
مقام و منزلش تو — ازاں رو انتخاب ہفت کشور
رسد ہر کس کہ بر جائے مزارش — شود پُر فیض در ماں و کنارش

کرامت کن مرا رزق لطیفی
ز درگاہ و یم موسے حنیفی !

التجا جناب کبریا بدرگاہ خواجگان چشت رحمہم اللہ علیہم

بحق خواجگان از دل و جاں — غلام حضرت شاہ سلیمان
بہ جو ہر اعمال من بگیری دلیلے — کسی نبود چو من خوار و ذلیلے
دگر بخشش طفیل خواجگانم — عجب نبود کہ خاک راہ شانم
بآن سلطان این اقلیم عالی — کہ اقلیمے ز فیضش نیست خالی
بخونِ کشتگان خنجر عشق — نظارت دیدگاں منظر عشق
بآن در منتظر در جلوہ ناز — بااشک چشم محبوباں جاں باز
بہ شکر شاکرانِ راہ تسلیم — بصبر صابراں رنج و ما
بعزو حرمت محبوب درگاہ — بقرب و منزل آں شاہ ذی جاہ
سیادت گوہر زریں کلاہے — سعادت اختر گردوں پناہے
جلیس منزلِ تفریح و تسکین — انیس محفل تفریح و تسکین
قیام دین و دولت صدر ایماں — نظام ملک ملّت چشم عرفان

marfat.com

معطر تر گل د گلزار یزداں — متاعِ کامل بازار یزداں
جناب خاص محبوب الٰہی — بہ فرقش می سزد زرین کلاہی
ز فیضِ وے ہزاراں جنّت آباد — ز لطف وے ہزاراں عاصیاں شاد
بنامش بود فرمانِ مشیخت — بذاتش ختم شد شاں مشیخت
چو شد منزل گزیں در خاک دہلی — معتبر گشت خاک پاک دہلی ؟
فزودش منزلت زانساں کہ دانی — ز روح چرخ و خلد کامرانی ؟
بعزّت ثانی بیت الحرم شد — بخدمت چوں حریم محترم شد
ازیں بیت الشرف آنرا بود نام — کہ سلطان السلاطین یافت آرام
ہزاراں خفتگان گرد خاکش — بذوق شادماں از روئے پاکش
ز گرد خاک گرد آستانش — سگے باشم ز چیندانی سگانش
غبار معصیت شدمم ز خویشتی — شرف بایم ز خاک آبرویش
بعجز و زاریم مقبول فرما — ز حد آستان دہ بما جا خویش
کہ در زیر قدومش شاد باشم — ز قید معصیت آزاد باشم

ہدیہ ببارگاہ مولانا و مرشدنا سید شاہ محمد علی خیرآبادی قدس سرہٗ

گناہم چوں ز حصر و حد بروں شد — ہراس معصیت از حد فزوں شد
شبے بودم دریں اندوہ ناگاہ — سروش لطف غیبی کرد آگاہ
کہ اے شرمندہ غافل از مکافات — تلافی چوں نسازی بہر مافات
ہنوز آں بیر رحمت در زمانست — کہ ابر رحمتش ہر سو منتانست

marfat.com

قریب بست سالت شد کہ گشتی | غلام او ولے از خود پرستی
نور نبیدی رہ و رسم سلاسل | ہلا تا کے بمانی بلائے در گل
بہ جو خواہی یک نظر افتد بسویت | ز سلطان جہاں آرزویت
کلیم عصر وا براہیم دوراں | سلیمان منزلت شاہ سلیماں
مصائب در گذر کردی ہر پیش | سفر بگزیدی قادر جایگاہش
ولے محروم ماندے از قدومش | کنوں بگذار این شرط ولزومش
رواں این دولت بیدار دریاب | تغافل تا بکے درباب دریاب
اگر بینی دو پی اندر مناظر | نباشد جز مجازہ اندر مظاہر
دو قالب واں وہر یک جاں پندار | یکے سیّد یکے را خان پندار
بجو بادام اندر یک مغز دوست | مصفّا و مجلّی دوست بر دوست
نوید غیب را چوں یاد کردم ! | بفورش روے خیر آباد کردم
رسیدم بعد چندے در ارادت | سعادت شد نصیبم شد سعادت
نباشد جز بوے دیگر پناہم | غلام او چو گشتم بادشاہم
بدیں توفیق گاہے دل کند شاد | کہ دست من بدست کامل افتاد
مرید صادقم سلکم مسلسل | خط آزادگی دارم مسجّل !
وزاں پس در بساط زندگانی | ندارم ہیچ چیز از شادمانی
بضاعت چوں زطاعت نیست در ہیچ | ازیں اندوہ ناکم ہیچ در ہیچ !
درِّ منظوم در ہر اعتبارے | درِّ منشور ناید در شمارے
جواہر چوں جلد یابد زخاشاک | نماید از غبار تیرگی پاک
نشاطی جز بریں دیگر ندارم | ازیں غم اشک چوں از دیدہ بارم
بصدق از دامن پیراں گرفتن | تواں زیں قید عصیاں بار رستن

marfat.com

۹

وجۂ تالیف قصرِ عارفان

توقع دارم از پیران کامل	شدم بر آنسوئے خویش واصل
چو قصرِ عارفان بنیاد کردم	بہر منزل خدا را یاد کردم
اساس آں نہادم بر صداقت	کہ تا خالی بود از رنج و آفت
ز انوار صداقت پر فروغست	اگر خالیش گوئی از دروغست
باشک دیدہ کردم شُست و شوس	بجاروبی مژگان رفت و روبش
سحر خزاں ایں ایوان عالی	بصدرِ معرفت حالی و قالی
ہزاراں اہلِ باطن خرم و شاد	کہ جا دارند در قصر نو آباد
زہر اقلیم ہریک کاردانے	زہر منزل بود ہر را نشانے
دراں مخفی نہادم گنج اسرار	طلسمی ساختم از بہر اغیار
جرس آویز شد در دروازۂ آں	رسد در گوش دل آوازۂ آں
دلے کز یاد حق بیدار باشد	بدرگاہ خدایش بار باشد
چوں این عالی بنا ترتیب یابد	برائے دیدش اہل دل ستاید
بعد سیر و گشت این منازل	شود گر اندکے تفریح حاصل
بحق من دعائے خیر سازند	بدیں نعمات مارا سرفرازند !
خداوندا بحق اہل ارشاد	کہ شد بر نام شاں ایں قصر آباد
در فیض ادب یکتا بروبم	ز قصرِ عارفان راہِ نو جویم
ز دنیا بے سر و سامانیم بخش	بقصرِ عارفاں دربانیم بخش
ز جاروبی قصر عارفانم	خس و خاشاک برخیزد ز جانم

marfat.com

دل مارا بروِدت آشنا ساز
زبانم صادق و دہم رسا ساز

بقدر عفو عصیانم جزا دہ
دلم را درد دہ درم را دوا دہ

حصولِ مغفرت بشر مردگاں را
قبول اوج قصرِ عارفاں را

چناں شاداب گرداں کشت زارم
کہ سرسبزی برآید از غبارم

زہر یک منزل این قصر عرفاں
شعاع صدق خیزد نور رخشاں

ز قندیل قبولش روشنی دہ
زطعن بوالفضولش ایمنی دہ!

زچشم زخم ہر بدا عتقادے
ز تشنیع زبانِ نامرادے

۱۰

طلبِ شفاعتِ اُخروی بوساطتِ جنابِ خسروی نظامی قدس سرہ السامی

تشفیع آخرت داریم شاہے
چہ شاہے پادشاہے کج کلاہے

جنابش موردِ فیض مخلد
بسلطان نظام الدّین محمّد

بود سلطانِ ملک کامرانی
بود سرخیل خیلِ جاودانی

صفات بندگی چو گشت زائل
روان پاک او شد روح کامل

چو منزل گاہ وے عرش بریں شد
عروج از حد وحدت ہم قریں شد

مقام و منزلِ تو بس فزوں گشت
حجاب ظاہری از تو بروں گشت

قبائے بندگی از بر فگندی
بسر کردی کلاہِ ارجمندی

منزہ تا شوی از رنج وآفات
ترا مخصوص شد محبوبی ذات

لباس پادشاہی در برت راست
کہ تاج دلبری حق بر تو آراست

marfat.com

چو پوشیدی قبائے بادشاہی ! روان شد حکمت از خورتا بہ ماہی
عروس مملکت اندر کنارت جلوس سلطنت در پیش کارت
متاع دو جہاں داری در آغوش وزاں پس جائے آں باشد کہ خاموش
زمحبوب خدا ایم التجائے پس از مردن برائے قبر جائے
الف را گر بدل با میم دارند غلامے از غلامانش برآرند
مراد ما بدیں نام گرامی ! زہیر رہبر از سلک نظامی

مندرجہ بالا دس منازل قصر عارفان کے باب اوّل کی منظوم مکمّل ہوئیں۔ ان میں ایک سو اَسّی اشعار ہیں۔

marfat.com

۱۱

فضائلِ و کمالات جنابِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ کے تجلی سے سب سے جو اوّلین چیز ظہور میں آئی وہ نورِ محمّدی اور حقیقت احمدی تھی۔ چنانچہ آپ کی ذات والا صفات سے جمیع کائنات کے حقائق اور تفاریق و تفاصیل ظاہر ہوتی گئیں۔ جسم انسانی کی صورت عنصری حضرت ابوالبشر آدم علیہ السّلام کی شکل میں ظاہر ہوئی۔ یہ نوع انسانی آپ ہی کے اصل اصول تصوّر سے بنی تھی۔ انبیاء اولیاء اور تمام مخلوقات کے اعمال خیر حضرت آدم کے جریدہ عمل میں ثابت ہوئے تھے وہ حضور ہی کا پرتو تھا۔ نوع انسانی کا ہر کمال جس صورت میں بھی ظاہر ہوا۔ وہ آپ کی ذات جامع البرکات میں موجود تھا۔ ساری مخلوقات سے افضل بنی آدم ہیں۔ مگر جناب فیض مآب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کا شرف و منزلت تمام عالم پر جس طرح ہویدا ہوا۔ اس کی تفصیل و تصریح کی نہیں جا سکتی۔ اگر آپ کی ذات کی تخلیق منظور نہ ہوتی۔ تو یہ زمین و آسمان پیدا نہ ہوتے۔ حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام تک جتنے انبیاء کرام کائناتِ ارضی پر ظاہر ہوئے اور شرف نبوّت اور عزت رسالت سے سرفراز ہوئے۔ اس وقت تک درجۂ کمال کو نہ پہنچ سکے۔ جب تک ان کے مناصب و مقامات میں جناب رسُول مقبول کے نور کی جلوہ گری نہیں ہوتی۔ ان حضرات میں جتنی حسنات و کمالات پائی جاتی ہیں۔ وہ صاحب لوائے الحمد، اور صاحب مقامِ محمود خیر بشر شافع یوم حشر کی بدولت

marfat.com

متصف و ملقب ہوتی رہی ہیں۔ آپ کی شفاعت عظمیٰ۔ خلافت کبریٰ سے بشارت حاصل کرتی رہی ہیں۔ اس صورت حال میں تمام انبیاء و رسل جو اللہ تعالیٰ کے دربار سے ابلاغ احکام و رسالت پر مامور ہوئے تھے۔ جناب رسول کریم کی شفاعت سے ہوئے تھے۔ اس مخبر برحق اور بشیر صادق کے قدوم برکت لزوم کی بدولت بلند مرتبہ ہوئے تھے۔ اسی طرح انبیاء کرام کی تمام شریعتیں فرع تھیں شریعت محمدیہؐ کی۔ اصل احکام نور احمدیت سے جاری ہوئے۔ ان میں حسب استعداد و استطاعت۔ لیاقت و صلاحیت اختلافات عمل میں آتے رہے اور ہر اُمت کے اعیان و عوام کے لئے مناصب و مناقب وقت کے مطابق نمایاں ہوتے رہے۔ جس وقت سرکار نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم کی ذات کا ظہور ہوا۔ تو ان ادیان کے احکام میں اصلاح و تنسیخ ہوتی گئی۔ آپ نے ملت ابراہیمی کو شریعت خاص سے تر و تازہ کر دیا۔ آپ کو حالت بیداری میں ظاہری جسم کے ساتھ معراج کا شرف دیا گیا۔ طبقات سماوی کی تمام بلندیاں آپ کے پاؤں کے نیچے آ گئیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میں آپ کی حاضری نہایت ہی اعلیٰ اور ارفع اعزاز تھا۔ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی کے قرب میں ننانوے ہزار اسرار بلا توسط و حجاب عطا فرمائے گئے۔ آپ خاتم پیغمبراں تھے۔ افضل الرسل تھے۔ آپ تمام مخلوقات سے کامل تر اور فاضل تر تھے۔ تمام مخلوقات نوری۔ ناری۔ جسمی و رسمی وغیرھم پہ آپ کی شان حاوی تھی۔ اٹھارہ ہزار عالم علوی و سفلی جو تخیل و تصور میں نہیں آ سکتے۔ آپ کی افضلیت کے زیر سایہ ہیں۔ آپ ہر فرد ہر گروہ۔ ہر قوم اور ہر صنف سے افضل و اعلیٰ تھے۔ بلکہ یوں کہا جائے گا۔ کہ اگر تمام مخلوقات کے ہر قسم کے ذاتی۔ صفاتی کمالات اور ظاہری اور معنوی صفات جمع کر لئے

marfat.com

جائیں تو حضور کے کمالات ان تمام کمالات اور اوصاف کے منبع اور مخزن ہونگے۔ آپ کے اقوال احکام شریعت بنتے گئے۔ آپ کے افعال اسرار طریقت کہلائے، آپ کی ذات بحر معرفت تھی اور آپ کا حال عین حقیقت تھا۔

آں صدر ایواں رسل واں شمع جمع انبیاء
خورشید بُرج سلطنت جمشید تخت کبریا

۱۲

حضرات انبیاء و اولیاء کے فضائل

حضرات انبیاء کرام کی ذات پاک تمام اولیاء اللہ سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ کیونکہ انبیاء کرام علی الدوام اللہ کی حفاظت اور نگرانی میں ہوتے ہیں اور وہ اپنے احوال اور اعمال پر پورا پورا اختیار رکھتے ہیں۔

دوسری طرف اولیا کرام مختلف حالات میں سے گذرتے ہیں۔ اللہ کی نگرانی میں بھی اور پھر انسانی فطرت میں آزاد بھی۔ وہ صاحی بھی ہوتے ہیں اور ساکر بھی۔ یہ جو مشہور بات ہے کہ انبیار کا انتہائے مقصود اولیا ء اللہ کی ہدایت ہے۔ اس کی تصریح و تشریح یوں کریں گے کہ سالک طریقت جب تک مدارج نبوت اور معارج نعمت کے تمام احکام اوامر و نواھی کی تکمیل کے مراحل طے نہ کرلے۔ یا اللہ تعالیٰ کی نعمات کے اصول و فرع کو قبول نہ کرے۔ اور پھر آیات قرآنی کو اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ سے لے کر اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ کو تسلیم کرکے اس کے ظاہری اور باطنی فیضان کو حاصل نہ کرے وہ شاہراہ ولائت و طریقت پر گامزن نہیں رہ سکتا۔

marfat.com

۱۳

تصریح فضائل نبوّت ولائیت

حضرات انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے دو فضیلتیں بہ یک وقت عطا فرمائی ہیں۔ ایک ولائیت جس کی وساطت سے انہیں اللہ تعالےٰ سے فیض حاصل ہوتا ہے۔ دوسرے نبوّت جس کی وساطت سے اللہ تعالےٰ کے فیض کو مخلوق تک پہنچایا جاتا ہے۔ اس نکتہ نظر کو سامنے رکھا جائے تو نبی کی ولائیت۔ نبی کی نبوّت سے افضل قرار دی جائے گی[1]۔ کیونکہ ولائیت حضرت حق کی نگاہِ التفات کا مظہر ہے اور نبوت رجوع الی الخلق ہے۔ مگر اس دلیل کے باوجود یہ بات تسلیم نہیں کی جاسکتی کہ اولیائے اُمّت محمدیہ انبیاء سابقہ سے فضیلت رکھتے ہیں۔ اگرچہ حدیث پاک میں وضاحت کی گئی ہے کہ میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کی طرح ہیں۔ مگر اس سے مقصد یہ ہے۔ انبیاء کرام کے بعد اولیا کرام کا مقام ہے علماء راسخین کے مناصب و مقامات انبیا دکرام کے بعد ہی ہیں اور اس حدیث میں علماء کرام کی شان بیان کی گئی ہے فضیلت بیان نہیں کی گئی۔

---

[1]: شیعی نظریات میں ولایت کو نبوّت پر افضلیت دی گئی ہے۔ مگر علماء اہلسنّت کے ہاں نبوّت بہرحال ولائیت سے اعلیٰ و افضل ہے۔ ہر نبی پہلے ولی اللہ پھر نبی ہے۔ مگر ہر ولی اللہ نبی نہیں ہو سکتا۔ ولائیت علامات محبّت الہیہ ہے۔ جو ہر غیر نبی میں بھی پائی جاسکتی ہیں۔ مگر نبوّت علامات محبّت کے علاوہ امانتِ خداوندی کی ترسیل و تبلیغ کا فریضہ ادا کرنے کا منصب بھی ہے۔ (مترجم)

marfat.com

۱۴

مناقب حضرات اولیاء اور معجزات و کرامات

حضرات اولیاء کی منزلت اور قرب صدیقین۔ شہداء۔ عارف کامل عابد زاہد سے علیحدہ ہے اور اس کے مختلف درجات ہیں۔ مگر یہ سارے مناصب و درجات حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد آتے ہیں۔ حقیقت میں یہ اولیا اللہ کا گروہ عالی شکوہ اولی الامر وارشاد ہے۔ ان میں خدا ورسُول کی اطاعت انقیاد و محبّت اور اعتقاد تمام خلائق سے بڑھ کر پائی جاتی ہے۔ اسی لئے ان حضرات کی اتباع تمام مخلوق پر لازم اور واجب قرار دی گئی ہے اور صاحب ارادت صادق پر فرض عین قرار دی گئی ہے۔

یاد رہے، اولیاء کرام کا طبقہ ہر اُمّت اور ملّت میں انبیاء کرام کے بعد ارشاد و ہدایت کا امین ہوتا ہے۔ قرآن پاک اس بات کی وضاحت فرماتا ہے اور احادیث مبارکہ میں اس کی تصریح پائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سابقہ اُمتوں کے صالحین اور اولیاء کبار کے واقعات صحابہ کرام کو بڑے احترام سے بیان فرمائے ہیں۔ اسی طرح اولیا اللہ کی کرامات کو حضرات انبیاء کرام کے معجزات کا تتمہ مانا گیا ہے۔ صاحب فتوحات مکیّہ فرماتے ہیں۔ جس طرح نبی کا معجزہ تصدیق نبوّت کی دلیل ہے اسی طرح ولی اللہ کی کرامت اس کی ولائیت کی تصدیق کرتی ہے۔

marfat.com

۱۵

اولیائے اُمّت محمدیہ۔ اہلبیت رسالت اصحاب کبار

مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم

یہ بات صداقت و ایقان کے ساتھ تسلیم کرنی چاہیئے کہ حضور نبی کریم کے اولیا اللہ اصحاب نبوّت کے بعد فاضل ترین خلائق ہیں۔ ان حضرات ولائیت کے سربراہ حضرات اہل بیت ہیں۔ کیونکہ اصُول نبوّت کی یہی شاخیں ہیں، انہیں نور نبوّت کے اجزائے روحانی اور اعضائے جسمانی قرار دیا گیا ہے۔ مہاجرین و انصار میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور کی صحبت کا فیضان نصیب ہوا ہے۔ وہ وحی سماوی کی برکات کے نزول کا مظہر رہے ہیں اور حضور کی نگاہ خواص کے تربیّت یافتہ ہیں رضی اللہ عنہم

۱۶

عارفان اولیاء اُمّت

کاملانِ طریقت کا ایک ایسا طبقہ بھی ہے جو خوارق عادات اور کرامات سے کلیتہً احتراز و اعتراض فرماتے ہیں۔ ان کے ہاں کرامات کی نمائش سے اہل دنیا کے اعمال کی معاونت کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس طرح احکام استخراج سے شرکت کا شائبہ بھی پایا جاتا ہے وہ اس وقت تک کرامت کا اظہار نہیں فرماتے۔ جب تک دینی ضرورت اور انتہائی مجبوری درپیش نہ ہو۔ جس طرح انبیا کرام کو اظہار معجزات ضروری ہے۔ اسی طرح اولیا کرام کے لئے اخفائے کرامت فرض ہے۔

marfat.com

۱۷

اہل اللہ کا اخفائے حال

ارباب حال اور اصحابِ کمال کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے۔ کہ وہ اخفائے راز دنیا نہ کا اہتمام کریں۔ اس بنا پر بعض اہل طریقت کو ملامت کا طریقہ اختیار کرنا پڑا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالٰے کے فیصلوں سے راہِ فرار اختیار کرنا محال ہے۔ مگر ہمارے خواجگان علیہم الرحمت والغفران کا ارشاد ہے کہ کامل الاحوال حضرات وہ لوگ ہوتے ہیں جو اسرار کا انکشاف نہیں کرتے۔ مالکان راہ طریقت ہر روز ایک لاکھ ممالک سے گزرتے ہیں۔ انہیں غیب کے امور پر آگاہی ہوتی ہے مگر وہ انہیں زباں پر نہیں لاتے اور ان کے قدم آگے بڑھتے جاتے ہیں۔

مقام سلطنت درویش دارد
زہد سلطان فراغت بیش دارد
ہر آں ملکے کہ واپس می گذارد
دو صد ملکے دگر در پیش دارد

۱۸

اولیاکرام کی کرامات کا مقصد

اولیاء اللہ کی کرامات کی غائیت و مقصود اسی طرح ہے جس طرح انبیاء کرام خصوصاً حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا اظہار ہوتا ہے۔ جس طرح دعا کی قبولیت۔ خیر و شر اور حصول نفع۔

marfat.com

طولِ حیات ۔ احیائے ممات ۔ امانت احیا ۔ ہوا میں اڑنا ۔ پانی پر چلنا ۔ لمبے مقامات پر ایک آن میں پہنچ جانا معدوم اشیاء کو ایجاد کرنا ۔ اکثر مقامات پر بیک وقت موجود ہو جانا ۔ مختلف شہروں کی مجالس کو بیک وقت شرف باریابی دینا ۔ نباتات جمادات ۔ طیور ۔ پرند ۔ درند وحشی جانوروں سے گفتگو کرنا ۔ شمائل و خصائل کی تعمیل و تکمیل ۔ تسخیر کواکب ۔ اعلان امور مخفیہ ۔ انکشاف احوال ماضی ۔ حال و استقبال ۔ تصوّف ۔ مشرف بہ تجلّی قلب ۔ اطلاع بر خیالات باطن ۔ طعام میں برکات خورد و نوش کی اشیاء کو پردۂ غیب سے حاضر کرنا ۔ بے شمار اجناس کو ضرورت کے وقت مہیا کر لینا ۔ نزول باران رحمت اور اس قسم کی ہزاروں کرامات جن کا شمار کرنا ناممکن ہے ۔ اولیاء اللہ سے ظہور ہوتی رہتی ہیں ۔

استدراج اور کرامت میں امتیاز

بزرگانِ دین سے ظاہر ہونے والی خوارق عادات توحید خداوندی کے اعلان حجت نبوّت ۔ اثبات ولایت و امامت ۔ تصدیق احکام الٰہی اور تکذیب باطل کے لئے ہوتی ہیں ۔ مگر جو محیّر العقول اعمال کفر و شرک معبودانِ باطل کی تعظیم عقائد فاسدہ کی تبلیغ کے لئے ہوں وہ استدراج ہوں گے ۔ جو خوارق عادات انبیاء کے حقوق ۔ ان کے دعاوی کی صداقت پر مشتمل نہ ہوں ۔ اسے بھی استدراج ہی کہا جائے گا ۔ ایسی حیران کن چیزیں اہل تسخیر ۔ ارباب سحر و تدبیر سے رونما ہوتی ہیں ۔ وہ شریعت حقّہ دینی معاملات کے خلاف اپنے دعووں کو بروئے کار لاتے ہیں ۔ اہل حق سے ایسی خوارق و کرامات کا ظہور تائید حق اور دینی دنیاوی معاملات میں اتباع شریعت کے لئے ہوتا ہے ۔ کرامات مخلوق خدا کی امداد کرتی ہیں اور

marfat.com

آخرت میں جزائے خیر کی مستحق بناتی ہیں۔ مگر استدراج سے صرف دنیاوی شہرت حاصل ہوتی ہے اور ظاہری فائدوں کے علاوہ کچھ نصیب نہیں ہوتا۔ استدراج کے مالک بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔ بڑی بلند بانگ دلیلیں دیتے ہیں۔ مگر اہل کرامت دعویٰ کے بغیر ہی کرامت کا اظہار کرتے ہیں۔ ایسے حالات میں اہل علم معلوم کر لیتے ہیں۔ کہ یہ استدراج ہے یا کرامت۔ پھر اہل استدراج کی ایک عادت ہے۔ کہ وہ اولیاء اللہ کی کرامات اور انبیاء کرام کے معجزات کے مقابلے میں بڑے عجیب و غریب دعوے کرتے جاتے ہیں۔ حالانکہ اندرونی طور پر وہ جانتے ہیں کہ ان کے یہ دعوے باطل اور وقتی ہیں۔

استدراج کے لغوی معانی نزدیک ہوتا ہے۔ مگر اصطلاحی طور پر ان استدراجی اعمال کو تفاوت و گمراہی پر محمول کیا جاتا ہے اور تکبر و غرور کے اظہار کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ استدراجی کام کرنے والوں کی کئی قسمیں ہیں۔ ظاہری علوم اور فکر سلیم رکھنے والے اکثر اہل ایمان۔ اہل استدراج کو سمجھنے میں کامیاب ہوتے ہیں اور اس کے سامنے مندرجہ بالا علامات کی روشنی میں ان کو سمجھنا مشکل نہیں ہوتا۔

۲۰

تجلیات نورِ نبوت و رسالت اور انوارِ تجلیات ولائیت و امامت

ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ کہ حضرات انبیاء کرام کی ذات گرامی ولایت اور نبوت کی جامع ہے۔ پھر ہم نے یہ بھی لکھا تھا۔ کہ ولائیت نبوت سے افضل

marfat.com

ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات میں تمام جسمانی اور روحانی کمالات اور فضائل جمع تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت سے آپ کو ھُوالاوّل والآخر خاتم الانبیاء والمرسلین کے القابات کے ساتھ ولایت اور امامت کی تمام فضیلتوں سے مزیّن فرمایا تھا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اہلبیت درسالت کی تمام برکات کو عملی صورت میں سید المرسلین جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات میں رکھا۔ آپ کے اہلبیت آپ کی وساطت سے حضرت نوح کی کشتی کی طرح کائنات ارضی کے سمندروں میں محفوظ ماحول ہیں۔ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ [۱۱ـ۹۹] کی بشارت عطا فرمائی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ایک حدیث ہے۔ کہ ہمارے اہلبیت حضرت نوح کی کشتی کی مثال رکھتے ہیں۔ جو شخص ان کا دامن پکڑے گا۔ غرق و ہلاکت کے مصائب سے محفوظ رہے گا۔ جو شخص محروم رہا وہ طوفانوں کی زد میں رہے گا۔

اہل بیت کی ان نعمتوں کا ہم اس طرح جائزہ لے سکتے ہیں۔ کہ کشتی نوح سے مُراد حضور کی مکمل اتباع و اطاعت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اہلبیت رسُول کو حضور نبی المرسلین کی عملی اور علمی تصویر بنایا ہے۔ کیونکہ حضرت کی صحیح اور کامل اتباع اس وقت تک درست نہیں ہو سکتی جب تک آپ کی جمیع صفات روحانی اور جسمانی کی تربیت نصیب نہ ہو۔ اور یہ تربیت اس وقت تک میّسر نہیں ہو سکتی جب تک آپ کی ذات کے ساتھ اہلبیت اور فروع میں تعلّق نہ ہو۔ پھر توالد تناسل کی تمام صفتیں قائم نہ ہوں۔ لہٰذا یہ سارے خصُوصی کمالات پورے درجات کے ساتھ حاصل ہونے کے بعد اہلبیت معدن ولایت اور مخزن کمالات بن جاتے ہیں۔ اسی دریا سے یہ تمام نہریں جاری ہوتی ہیں اور اسی مزراب سے تمام بادل پانی لیتے ہیں۔ امامت کا معنیٰ ہی ہے۔ کہ حضور نے اپنے اہلبیت

marfat.com

ہیں سے ایک سوروحی بنا دیا تھا۔ اور نظم و اصلاح اُمّت کے لئے اپنے سجادہ پر بٹھا دیا تھا۔ یہی اصول طریقت ہے۔ اور یہی وجہ ہے اولیاء کے تمام سلسلے خواہ کسی انداز سے ترقی کریں۔ انہیں ہر حالت میں اسی ذات گرامی سے نسبت و افادات کی سند حاصل کرنا ہوتی ہے۔ انہیں نجات اُخروی کے حصول کے لئے اسی کشتی میں پناہ لینا پڑتی ہے۔ وقت کی ضروریات اور عقل کے لوازمات میں یہ بات طے شدہ ہے کہ گناہوں کے بوجھ سے نجات حاصل کرنے کے لئے طوفان عزلی کے وقت اسی کشتی کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اور اس بحر محیط اور قہر صغیر سے اسی کشتی کی وساطت سے نجات پائی جا سکتی ہے۔ یہ نسبت صرف اسی ذات سے پیدا ہو سکتی ہے۔ موجود چوب کشتی کی صلاحیت سے باطنی قوت لے کر سمندر کی پنہائیوں اور طوفانوں کی ظلمتوں سے صحیح و سالم کنارے پر لے جائے ان حالات میں ہر طرح دلوں میں اس ذات والا کا مقام بنانا ہوگا تاکہ اس ایمان اور اعتقاد کی برکت سے تمام روحانی اور ظاہری کمالات حاصل ہو سکیں اسی قوت سے ہمیں گناہوں کے بوجھ سے نجات مل سکتی ہے۔ اگرچہ وہ ظرف لطیف ہر وقت اور ہر زمان نادر الوجود اور نایاب ہے۔ تاہم ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کی تلاش اور جستجو میں رہیں اور دل و جان سے اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اتباع بھی کریں اور ان کی نصرت و حمایت میں ان کا ساتھ دیں۔ اس طریقہ سے ان کے دلوں میں ہمارا مقام پیدا ہو سکتا ہے۔

اس گناہ گار اُمّت کے لئے صرف اہلبیت کے ہی ظروف ہیں۔ اور ان کی محبّت و عقیدت ہی ہمارا سرمایہ حیات ہے۔ ان کے دل تجلّی حضرت حق سے معمور ہیں۔ ظرفیّت کی اس مشارکت اور مکان کی اس جامعیت کی وجہ سے توحیدِ حق کے ثمرات حاصل ہوتے ہیں۔ اور درجہ بدرجہ ان ثمرات کے اثرات سامنے

marfat.com

آتے ہیں گناہوں کے بوجھ سے نجات حاصل کرنے کے لئے اہلبیت کے احکامات مؤثر ہوتے ہیں۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس وقت یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے سیّدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو فرمایا سألت اللّٰہ اَنْ یَجْعَلَھَا اُذُنَکَ یا علی! حضرت امیر کو یہ شرف و منزلت اس لئے حاصل تھا۔ کہ اہل بیت کی کشتی سیّدنا علی کرم اللہ وجہہٗ کے بغیر ساحل مراد تک نہیں پہنچ سکتی۔ کیونکہ آپ کے اہل بیت ہی قابل ولائیت اور لائق طریقت تھے۔ چنانچہ آفات سے نجات کے اصول و قواعد سیّدنا علی پر القا کر دیئے گئے۔ اور ختم نبوّت کے بعد آپ کو ہی امام قرار دیا گیا۔ حضور نبی کریم نے اپنے عملی کمالات کیلئے سیّدنا علی کرم اللہ وجہہٗ کو اپنا نمونہ بنایا۔ تاکہ محبّت و شفقت سے ان کمالات کو اپنی اولاد میں منتقل کریں۔ اور یہ سلسلہ تاقیامت جاری و ساری رہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو یعسوب المومنین کا خطاب دیا گیا تھا۔ دوسری بات یہ تھی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ قیامت کے دن سیّد الانبیاء کے کنارِ عنایت پر جلوہ فرما ہوں گے۔ بچپن سے لے کر آخر وقت تک آپ کو حضور کی نگرانی میں تربیّت ملتی رہی تھی۔ پھر آپ کو اپنا فرزند بنا لیا گیا۔ قرب قرابت عمزادگی کے علاوہ شرف دامادی عطا کیا گیا۔ اس طرح حضرت علی کو حضور سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلّم سے کلی مناسبت قوامی روحانی جسمانی میّسر ہوئی اسطرح جناب امیر ظلِ رسول اللہ تھے۔ نبوّت کے کمالات کی عملی تصویر تھے۔ جس میں ولایت اور طریقت دونوں جلوہ فرما تھیں۔ حضور کی دعاؤں سے یہ اوصاف بڑھتے گئے۔ اور آپ کمالات کے اعلیٰ مقامات پر پہنچے۔ آپ میں آثار و علامات، اسرار و کمالات ظاہر و باطن جمع ہو گئیں۔ اور ان کمالات کا ظہور طریقت و ولایت کے سرخانوادہ

marfat.com

میں نمایاں ہونے لگا۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے علاوہ دوسرے صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین میں جناب رسالت مآب کے کمالات علمیّہ جلوہ گر تھے۔ کیونکہ یہ حضرات ایک طویل عرصہ تک حضورؐ کی نگاہ تربیت میں رہے۔ اور صحبت تلمذ سے اکتساب فیوض علمی رہا۔ مشکلات کے حل اور مصائب کی صفائی میسّر آتی رہی اس طریقہ سے وہ مراد ارشاد ہے۔

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فِیْ فَلَکَ الْھُدیٰ ایتہ باشیم بِاَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ

بحر حقیقت کی عملی اور علمی موجوں سے ان راہنماؤں کی امداد کے بغیر گذرنا مشکل ہے۔ اس لئے کشتی نجات اور نجوم کا باہمی ربط امت کی سلامتی کے لئے نہایت ضروری قرار دیا گیا ہے ایک صحیح العقیدہ مسلمان کے لئے دونوں کی اتباع اور اطاعت کے بغیر چارۂ کار نہیں ہے۔ سمندر کا سفر کشتی کے بغیر ناممکن ہے۔ اور کشتی کا سلامتی سے کنارے پر پہنچنا۔ نجوم کی راہنمائی کے بغیر محال ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ صوفیہ کرام اور ارباب تحقیق لکھتے ہیں۔ اور علماء کرام جن کا مقام شریعت اور طریقت میں مستند مانا گیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ سیّدنا صدیق اکبر۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کامل کمالات نبوّت تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کامل کمالات ولایت تھے۔ اسی لئے احکام شریعت کی تشریح وترویج۔ اصلاح اور امر ونواہی۔ دین وملت کی راہنمائی۔ ملک و دولت میں وسعت دشمنانِ دین سے جدال وقتال۔ صدق ویقین کے معاملات میں اجتہاد انہی دونوں حضرات کی برکات ومساعی سے ہوا تھا۔ دونوں حضرات انبیاء سابقین کے فریضہ کو سرانجام دیتے

marfat.com

رہے ہیں۔ اور ان کے ہاتھوں اسلام کا نظام شریعت مربوط و مضبوط ہوا ہے۔
ان دونوں حضرات نے اسلام کی ترقی میں اتنا اہم کام کیا۔ بس طرح سابق انبیاء کرام نے اپنی اپنی شریعتوں کو پھیلانے میں رات دن وقف کر دیئے تھے۔ تعلیم و تفہیم۔ منازلِ طریقت۔ معاد و یقین کے مقامات۔ تلقین و تضمین۔ مسائل حقیقت و طریقت۔ سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ کے تصرفات سے قائم و دائم ہوئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک طرف تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے قوّتِ بازو تھے۔ اور دوسری طرف حضور کی ولائیت کے امین تھے۔ حضور نے فرمایا۔ اِنَّکَ یَا عَلِی تُقَاتِلِ النَّاسَ عَلٰی تَاوِیْلِ الْقُرْآنِ کَمَا قَاتِلُ عَلٰی تَنْزِیْلِ الْقُرْآنِ۔ میں آپ کی فضیلت کا اعلان ہے۔ دونوں جلیل القدر صحابہ تنزیل القرآن پر عمل پیرا تھے اور سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ اسرار قرآن کے بھی ترجمان تھے۔ دوسرے الفاظ میں ان دونوں حضرات کے عہدِ خلافت میں نبوّت کے احکامات و مقامات زیرِ عمل رہے۔ مگر حضرت امیرالمؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت میں نبوّت کے احکامات کے ساتھ ساتھ ولائیت کے تصرفات کا سلسلہ بھی جاری ہوا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ علماء طریقت۔ فضلاء شرایت۔ ارباب معرفت۔ اصحابِ حقیقت۔ جناب سیّدنا امیر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ کو فاتح باب ولائیت محمّدی اور خاتم ولایت مطلق قرار دیتے ہیں یہی وجہ ہے۔ کہ اولیا رکرام کے تمام سلاسل آپ کی ذات پر منتہی ہوتے ہیں۔ اور ولائیت کے سارے چشمے اسی دریائے معرفت سے جاری و ساری ہوتے ہیں۔ اسی طرح سلاسل تلمذ و تعلیم فقہائے شریعت مجتہدین ملّت حضرات شیخین سے جاری ہوتے ہیں۔ عبداللہ ابن مسعود و معاذ بن جبل۔ زید بن ثابت۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم انہیں انوار سے مشعلیں لے کر

marfat.com

آگے بڑھتے ہیں۔ پھر ان حضرات کے شاگردان رشید علوم قرآن و شریعت کو سارے جہاں میں پھیلاتے ہیں۔ کیونکہ شریعت تو ان حضرات کے فیضان سے قائم اور دائم ہوئی تھی۔

امامت کے معانی جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں جاری ہوئے ہیں۔ یہ بھی ان حضرات کی تبلیغ و اشاعت سے مروّج ہوئے۔ یہ شریعت اسلامیہ کی حجت بھی تھے۔ اور ولائیت مرتضوی کے قطب ارشاد۔ مخزن خزائن رب العباد منبع فیوض معاش و معاد بھی تھے۔ ان حضرات کی طبائع میں یہ تمام جوہر موجود تھے۔ سیّدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد پاک تمام اُمت کے لئے پیران طریقت۔ مُرشدان حقیقت کا مقام حاصل کرتے رہے ہیں۔ امُور تکوین عالم انہیں حضرات کی نگرانی میں سرانجام پاتے ہیں۔ درود و صدقات۔ نذر و نیاز منّت و فتوحات انہی کے اسمائے بابرکت سے جاری ہوتے ہیں۔ تمام اولیاء اللہ اپنے روحانی معاملات کی نسبت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مستحکم رکھتے ہیں۔ ان روحانی معاملات میں شیخین کے اسمار گرامی نہیں آتے۔ نذور۔ اعراس۔ مجالس درود اور نیاز میں حضرت مرتضیٰ اور ان کی اولاد کا ہی ذکر آتا ہے۔ دینی اور دنیوی کے حل عقد اسی سلسلہ سے طے ہوتے ہیں۔ حضرات شیخین اپنے اپنے کمالات میں بے مثال ہیں۔ وہ حضرات انبیار و رسل میں سے خلیل اللہ ابراہیم حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہم السلام کی نیابت پر گامزن ہیں۔ ان کے کمالات انبیار کے کمالات سے ملتے جلتے ہیں۔ اسی طرح کمالات اولیار جن کا سرچشمہ وحیّت۔ جمیع اور غیبت ہے۔ سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ سے جاری ہوتے ہیں۔ ان کی ذات اکرم وارحم ہے۔ انبیاء کرام اور ان کے وارث (علمائے کرام) اپنے کمالات کو عبدیّت اور رسالت کے تعلق کے بغیر جاری نہیں کرتے۔

marfat.com

جب تک انہیں آئینہ حق کا پرتو حاصل نہ ہو۔

اس مقام پر ہم مختصر سے الفاظ میں ولایت محمدی کی چند قسموں کا ذکر کرنا مناسب خیال کریں گے۔ ایک ولایت تو وہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی صفات ذات اور افعال سے متصف ہو اور اسے صوری اور معنوی تصرفات خلافت و امامت سے ظاہری و باطنی امامت و خلافت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ کا منصب ہے۔ اسی طرح اس میں حضرات خلفائے راشدین بھی اس منصب میں شریک تھے۔ وہ محرم اسرار دین بھی تھے۔ اور قوّت بازوئے مُصطفٰی بھی تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دربارِ نبوّت سے خطاب ہوتا ہے۔ اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَتِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی (آپ میرے ساتھ ایسے ہیں جس طرح ہارون حضرت مُوسٰی کے ساتھ تھے۔) اَنَا خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ یَا عَلِیُّ وَ اَنْتَ خَاتَمُ الْاَوْلِیَاءِ (اے علی! میں خاتم الانبیاء ہوں اور تم خاتم الاولیاء ہو) یہ ظاہری اور باطنی امامت اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہوتی ہوئی حضرت امام ابوالقاسم مہدی صاحب الوقت آخر زمان پر ختم ہو گی۔

ولایت محمدی کی ایک اور قسم ہے۔ جو تصرّفات معنوی کو لے کر آفتاب عالم تاب کی طرح ہر زمانہ اور ہر وقت جلوہ گر رہے گی۔ یہ ولایت اقطاب عالم کی معرفت کائنات ارضی پر تصرّفات کرے گی پھر ولایت محمدی کی ایک اور قسم وہ ہے جو ظاہری تصرّفات سے قائم و دائم ہے۔ چنانچہ عادل بادشاہ ہر وقت اور ہر زمانے میں مختلف ممالک اور اقالیم میں نورِ نبوّت پھیلانے میں مصروف ہوئے ہیں۔ ان ولایات کے علاوہ علماء تصوّف نے کئی اور ولایات محمّدی کا ذکر فرمایا ہے۔ جن کی اس مقام پر تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر اصُولی طور پہ ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ہر مقام اور ہر زمان میں جو بھی صاحب ایمان

marfat.com

ولائیت ایمانی اور لطائف روحانی سے محروم نہیں ہوتا۔ مگر یاد رہے ہر قسم کی ولائیت کا کوئی نہ کوئی خاتم ضرور ہوتا ہے۔ ہم ایسے حضرات کا تذکرہ اپنے اپنے مقام پر کریں گے البتہ ان خاتم حضرات میں سے چار حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱:۔ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی سید ابو محمد عبد القادر جیلانی محی الملت والدین رضی اللہ عنہ۔

۲:۔ حضرت سلطان العارفین رحمت خاص للعالمین مورد فیوض نامتناہی محبوب الٰہی سید محمد نظام الحق والشرع والدین بدایونی قدس سرہ العزیز

یکے از اُمّت خیر النبیین
نشد جز وے کہ ختم المشائخ

۳:۔ مقتدائے ارباب توحید سرخیل عرفان بحر العرب شیخ الاکبر حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ العزیز۔

۴:۔ نبی عالی جاہ رفیع جائے گاہ اوج گزین آسمان چہارم حضرت عیسیٰ ملقب بہ مسیح اللہ ابن حضرت مریم علیہ السلام جو قرب قیامت میں نزول فرما کر ولایت محمدی کا اعلان فرمائیں گے اس اعلان کے بعد سلسلہ ولایت و کرامت ختم کر دیا جائے گا۔

marfat.com

۲۱

نبوّت کے شواہد اور ولائیت کے وسائل تا قیامِ قیامت

اللہ تعالےٰ نے دلائل وحدت اور شواہد کو اہل ولائیت کے وسائل سے قیامت تک اظہار کا اہتمام کیا ہے۔ اور اس فریق صاحب تحقیق کو ان کی نشوونمائی کا ذریعہ بنایا ہے۔ اولادِ آدم کے تمام انتظامات ان بزرگان ولائیت کی کوششوں میں رکھے ہیں۔ چنانچہ فیوض کے دروازے اور برکات کی فیاضیاں ان بزرگانِ دین کی وساطت سے کھلے اور جاری ہیں۔ حضور کی نبوّت کے انوار انہی حضرات کی بدولت آج تک نمایاں ہیں۔ ظاہری حیات۔ بعد از ممات وشال کی تمام کیفیتیں ان بزرگانِ دین کی وجہ سے ظاہر ہوتی رہتی ہیں دنیا والوں کے مسائل کے حل وعقدا نہیں واصلان۔ سالکان عارفان اور کاملان ولائیت کے تصرفات سے حل ہوتے ہیں۔ یہ غواصاں بحرِ توحید۔ سیاحان وادی تفرید مشتاقان وصال بھی ہیں۔ اور مہجوران جمال بھی۔ بعض حریمِ خلوت کے جلیس ہیں۔ بعض بحر الحقائق کے کنز الدقائق ہیں۔ بعض حضرات محلّات میں رہ کر تصرفات سے کام لیتے ہیں۔ بعض فقر کے لباس میں مخلوقات کی راہنمائی میں مصروف رہتے ہیں۔ ان محبوبان خدا کی ایک تعداد والیانِ عالم کی شکل میں پائی جاتی ہے۔ مگر ایک خاصی تعداد لباس ولائیت میں اپنے تصرفات سے کام کرتے ہیں۔ یہ حضرات اربابِ تصوّف بھی ہیں۔ اور احباب تحقیق بھی ہیں۔ ان میں سے اکثر نے اپنی تالیفات سے لوگوں کی راہنمائی فرمائی ہے۔ فتوحات مکیّہ۔ کشف المحجوب۔ عوارف المعارف صواعق حقائق۔ فصل الخطاب۔ عروہ الوثقیٰ۔ بحر المعانی۔ لطائف اشرفی

marfat.com

نفحات الانس جو امی ملا عبد الغفور لاری ۔ رسائل شیخ عزیز ابن محمد نسفی۔ شیخ سعد الدین حموی کی تالیفات۔ مراۃ الاسرار۔ اور مسلک الابرار جیسی گراں مایہ کتابیں اسرار الٰہیہ کی ترجمانی کرتی ہیں۔ ان تحریروں کے علاوہ بہت سے حضرات نے اپنی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے اہم کام کئے ہیں۔ بعض مواقع پر رجال الغیب نے از روئے تفریق و تعدد۔ خطاب و القاب حصر و شمار کے روحانی راہنمائی فرمائی ہے۔ متاخرین نے مشاہدات و ملاقات کو بھی ذریعہ ہدایت بنایا ہے۔

ارباب بصیرت پر یہ حقیقت مخفی نہیں ہو گی۔ کہ ہر زمانے ہر مقام پر اصحاب تصرفات موجود رہے ہیں اور مختلف مناصب اور القاب سے اس کام کو سرانجام دیتے رہے ہیں۔ ان میں قطب الاقطاب۔ قطب الارشاد۔ قطب اکبر قطب عالم۔ قطب مدار۔ قطب جہانگیر۔ قطب عالم باب ارباب تصرف کام کرتے ہیں۔ ولایت شمی تمام ان کے تصرف میں ہوتا ہے۔ یہ حضرات بلا توسل اللہ تعالیٰ کی جناب سے فیض حاصل کرتے ہیں یہ نور محمدی کے زیر اثر عالم علوی اور سفلی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان میں دو وزیر ہوتے ہیں۔ ایک دائیں ہاتھ بیٹھتا ہے اور دوسرا بائیں ہاتھ۔ دائیں ہاتھ والے کو عبد الملک کہا جاتا ہے اور بائیں ہاتھ والے کو عبد الرب کہا جاتا ہے۔ اسی طرح بارہ (۱۲) دوسرے اقطاب ہوتے ہیں۔ جو قطب کبریٰ کے ماتحت ہوتے ہیں۔ ہر ایک کسی نہ کسی پیغمبر کے قلب کے مطابق اثر انداز ہوتا ہے۔ اور وہ قرآن پاک کی کسی ایک سورت کے ورد کے تابع ہوتا ہے۔ اوّل بر مقام حضرت نوح علیہ السلام یہ سورۂ یٰسین کے تابع ہوتا ہے۔ دوم حضرت ابراہیم کے مقام پر یہ سورۂ اخلاص کے تابع ہوتا ہے۔ سوم حضرت کلیم اللہ کے مقام پر ہوتا ہے اور

marfat.com

سورۂ اذا جاء کے تابع ہوتا ہے۔ چہارم حضرت عیسیٰ کے قدم پر سورۂ فتح کے تابع ہوتا ہے۔ پنجم حضرت داؤد علیہ السلام کے مقام پر اذا زلزلت الارض کے تابع ہوتا ہے۔ ششم حضرت سلیمان علیہ السلام کے مقام پر سورۂ واقعہ کے تابع ہوتا ہے۔ ہفتم حضرت ایوب علیہ السلام کے مقام پر سورۂ بقرہ کے تابع ہوتا ہے ہشتم حضرت الیاس علیہ السلام کے مقام پر سورۂ کہف کے تابع ہوتا ہے۔ نہم حضرت لوط علیہ السلام کے مقام پر سورۂ نحل کے تابع ہوتا ہے۔ دہم حضرت ہود علیہ السلام کے مقام پر سورۂ انعام کے تابع ہوتا ہے۔ یازدہم حضرت صالح علیہ السلام کے مقام پر سورۂ طٰہٰ کے تابع ہوتا ہے۔ دوازدہم حضرت شیث علیہ السلام کے مقام پر سورۂ ملک کے تابع ہے۔

ہر ایک قطب قلوب انبیاء سے مستفیض ہوتا ہے اور قطب اکبر کے وزیر کے ماتحت کام کرتا ہے۔ یہ سات اقالیم کائنات بارہ اقطاب کے انتظام و انصرام میں ہوتی ہیں۔ ہر قطب ایک ایک اقلیم پر حکمران ہے اور انہیں قطب اقلیم کہا جاتا ہے۔ ان سات کے علاوہ پانچ مزید اقطاب ولائیت ہوتے ہیں۔ جو اقطاب عالم کے تابع ہوتے ہیں یہ تمام اولیائے جہاں کی فیض رسانی پر مامور رہتے ہیں۔ تمام انسانی عارف ان سے ہی استفادہ کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ پندرہ حضرات اخیار کے لقب سے کام کرتے ہیں۔ یہ حضرات دنیا کے مختلف شہروں۔ دیہاتوں۔ وادیوں۔ جنگلوں۔ بیابانوں۔ پہاڑوں میں رہنے والے صالحین کی حسب ضرورت حفاظت۔ حراست پر مامور ہوتے ہیں۔ یہ صاحب تصرّف اور صاحب حفاظت ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض حضرات مختلف مقامات پر قائض ہو کر اللہ کی مخلوق کی حاجات پوری کرنے پر مامور ہوتے ہیں۔ عابدین۔ زاہدین

marfat.com

عارفین۔ صالحین انہی کی زیر ہدایت کام کرتے ہیں۔ یہ لوگ حضور رب العزت سے نعمت خاص کے مالک ہوتے ہیں وہ از روے قرب اور خصوصیت مقامات۔ حاصل کرتے ہیں۔

ایک مقتدائے مستقر ہوتا ہے۔ اگر مجازی طور پر اسے اس آبادی کا قطب کہہ لیں تو درست ہے۔ اس طرح پندرہ اقطاب جن کا ذکر اوپر آچکا ہے مزید ارباب خیر بھی کام کرتے ہیں۔ ان کی تعداد معین اور مقرر نہیں ہے۔ ان میں سے ایک ہفت اقلیم کا قطب ہوتا ہے۔ اسے قطب اقلیم سے بھی بڑا منصب ملا ہوتا ہے۔ اسے حضرت اسرافیل کے قطب پر شرف ہوتا ہے۔ قطب ابدال ولایت عمری کا مالک ہوتا ہے۔ ہفت اقالیم کے تمام اقطاب اور ابدال اسی کے تصرف میں ہوتے ہیں اور یہ تمام اپنے ہاتھوں کی معرفت تمام رُبع مسکون (کائناتِ ارضی) پر حکومت کرتا ہے۔ یہ ترقی کے وقت قطب الاقطاب اور صاحب ولایت شمسی کے نظام پر تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور جمیع موجودات پر متصرف ہوتے ہیں۔ یہ حضرات ترقی کے ان درجات پر فائز ہو کر رابع قطب الاقطاب صاحب ولایت شمسی اور متصرف جمیع موجودات کے منصب پر پہنچ جاتے ہیں۔ پھر اقطاب میں سے ایک کو ترقی دے کر ان کی جگہ قطب الاقالیم بنا دیا جاتا ہے۔

ابدال کی تعداد چونسٹھ (۶۴) ہے۔ ایک تو قطب حضرت اسرافیل جس کا ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں۔ بن جاتا ہے۔ چار قطب حضرت میکائیل مقرر ہوتے ہیں۔ پانچ قطب حضرت جبرائیل پر سات قطب حضرت ابراہیم خلیل علی نبینا علیہم السلام پر ہوتے ہیں۔ اسی طرح سات ابدال ہفت اقلیم پر مقرر ہوتے ہیں۔ یہ ابدال عارف ہوتے ہیں۔ ربِ جلیل کے لطائف معارف

marfat.com

سے آگاہ کر دیئے جاتے ہیں۔ صاحب تصرف ہوتے ہیں۔ سبعات کو اکب کو تسخیر کرتے ہیں۔ قلوب انبیاء کے قدم پر قدم رکھ کر چلتے ہیں۔ ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ نام ہوتا ہے۔ مگر اسمائے باری تعالےٰ پہ نام ہوتا ہے۔ اسی طرح اقالیم بھی مختلف ناموں سے موصوف ہوتی ہیں۔

اقلیم اوّل: حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب ہوتی ہے۔

اقلیم دوم: حضرت کلیم اللہ کے قدم سے منسوب ہوتی ہے۔

اقلیم سوم: حضرت ہارون کے قدم سے منسوب ہوتی ہے۔

اقلیم چہارم: حضرت ادریس علیہ السلام کے قدم سے منسوب ہوتی ہے۔

اقلیم پنجم: حضرت یوسف علیہ السلام کے قدم سے منسوب ہوتی ہے۔

اقلیم ششم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدم سے منسوب ہوتی ہے۔

اقلیم ہفتم: حضرت آدم علیہ السلام کے قدم سے منسوب ہوتی ہے۔

ان سات اقلیموں کے ابدال اپنی اپنی اقلیم کی خبر گیری کرتے ہیں سیاروں پر نگاہ رکھتے ہیں۔ صاحب تاثیر ہوتے ہیں۔ نور کلیمی اور نور ادریسی سے متجلی دونوں ابدال اللہ تعالےٰ کے جلال کے مظہر ہوتے ہیں۔ وہ کسی ملک۔ علاقہ شہر یا قوم پر تباہی مچاتے ہیں۔ اور اللہ کے قہر اور عذاب کا اظہار انہیں کے ذریعہ ہوتا ہے۔ ان کا نام عبدالقادر اور عبدالقاہر ہوتا ہے۔ چالیس ابدال حضرت کلیم اللہ کے قلب پر ہوتے ہیں۔ وہ عراقین کے ممالک میں اقامت پذیر ہوتے ہیں مگر تمام کے تمام چونسٹھ ابدال اکناف عالم اور اطراف جہاں پر نگران ہوتے ہیں۔ یہ ابدال سال میں دو بار عرب میں ایک جگہ جمع ہو کر اجلاس کرتے ہیں۔ تین سو ابدال شمالی پہاڑوں پر قیام پذیر رہتے ہیں۔ انہیں ابدال کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ دنیا کے مختلف علاقوں میں سیر و سیاحت کرتے

marfat.com

کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ البتہ ان میں سے جیسے چالیس ابدال موسوی پر ترقی مل جاتی ہے وہ دنیا کے سیر پر روانہ ہو جاتا ہے۔ پھر ان کی جگہ کسی عابد زاہد صابر صافی مذہب صوفی مشرب کو مقرر کر دیا جاتا ہے۔ دنیا کے چار جہتوں کا انتظام چار ابدالوں پر قائم ہوتا ہے۔ ان کا لقب اوتاد ہے۔ عبدالودود مغرب کی سرزمین پر ہے۔ عبدالرحمان سرزمین مشرق پر۔ عبدالرحیم جنوب پر اور عبدالقدوس سرزمین شمال پر محتار ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرات ابرار بھی چالیس ہیں۔ وہ حضرت خلیل کے قطب پر قیام پذیر ہوتے ہیں۔ بعض عراق میں بعض شام میں۔ اقطاب۔ ابدال۔ اوتاد اور ابرار کی ترقی، معزولی۔ تنزلی قطب جہانگیر کے احکام سے ہوتی ہے۔ صاحب تصوف علوی سفلی اور صاحب تصرف نعمتی بھی قطب دہر کا ہم منصب ہوتا ہے۔ اسے غوث وقت کہا جاتا ہے۔ خلائق کی فریاد رسی۔ دستگیری اور دادرسی اس کے اختیارات کا حصّہ ہیں۔ اس کے کئی ماتحت کام کرتے ہیں۔ چار عمائدین تو اوتاد ہوتے ہیں۔ سات اخیار ہوتے ہیں۔ پھر ابدال اقالیم بھی ہوتے ہیں۔ عمائد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے نام نامی سے منسوب ہوتے ہیں۔ اخیار حضرت شہید کربلا رضی اللہ عنہٗ کے نام سے معنون ہوتے ہیں۔ ستّر (۷۰) نجبا ہوتے ہیں۔ ہر ایک کا نام امام دوم کے نام پر ہوتا ہے۔ تین سو نقبا ہوتے ہیں۔ ہر ایک حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے نام پر منسوب ہوتا ہے۔ یہ نجبا دیار مغرب میں رہتے ہیں۔ نقبا نواحی مصر میں قیام کرتے ہیں۔ قطب الارشاد سے لے کر مجاز تک۔ قطب سے لے کر ابدال تک پہاڑوں میں قیام کرتے ہیں۔ غوث وقت سے نقبا تک ہر ایک دوسرے کو پہچانتا ہے۔ ایک دوسرے کے شناسا۔ مطاع مطیع۔ تابع متبوع

marfat.com

ہم داستان ہم صلاح۔ ترقی پذیر عملی طریق ترتیب۔ صاحب نفحات و تصوفات باطنی ہوتے ہیں۔

مکتوبان

مکتوبان کی تعداد تقریباً چار ہزار ہے۔ یہ لوگ ساری دنیا پر پھیلے ہوئے ہیں۔ انہیں اپنے مقام اور منصب کا بھی علم نہیں۔ وہ اپنے احوال میں بھی محجوب ہیں۔ مخلوق سے مخفی رہتے ہیں۔ اپنے آپ کو اپنے کمالات کو بھی نہیں پہچانتے۔ ہاں صاحب کشف حضرات معلوم کر لیتے ہیں کہ وہ کون ہیں۔ انہیں رضایا بلا رضا رجال الغیب کے دس طبقے منتظم کرتے رہتے ہیں۔ پھر انہیں اپنے حالات سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ قطب الاقطاب کا منصب اور غوث دہر کا منصب یکجا جمع ہو جاتا ہے۔ اور ایک ہی ذات میں ظاہر ہوتا ہے۔ قطب عالمتاب تمام کائنات پر مامور ہوتا ہے۔ اور اس پر اللہ کی ذات کی تجلّی رونما ہوتی ہے اور وہ رب العزّت کی صفات کا مظہر ہوتا ہے۔ مگر بایں ہمہ افراد کا گروہ پرشکوہ اور لوگ ہیں۔

افراد

یہ حضرات مراتب اور فضائل کے اعتبار سے قطب دہر اور غوث عصر سے بھی بالاتر ہیں۔ یہ وہ لوگ حضرات زندگی میں ترقی کرتے جاتے ہیں۔ اور غوث عصر اور قطب دہر افراد کے درجہ اور منصب کو ترقی پاتے رہتے ہیں۔ ان حضرات کے ذمہ کوئی کام یا خدمت نہیں ہوتی۔ وہ صرف حرم قدسی میں مصروف و مشغول رہتے ہیں۔ وہ محض تفریح۔ انبساط مسرت و نشاط کے مواقع میں مخل ہوتے ہیں۔ افراد کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔ یہ لوگ عنائیت ازلی۔ طے منازل۔ بقائے حیات پر انحصار کرتے ہیں۔ اور اس بات کے منتظر رہتے ہیں۔ کہ کسی کے لئے در دولت کھلتا ہے اور

marfat.com

کے آوازۂ رحمت آتا ہے۔ افراد کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ افراد کامل۔ اور افراد غیر کامل جب افراد سے ترقی ملتی ہے۔ تو یہ قطب وحدت کے مسند پہ جاتے ہیں۔ اور انہیں قطب حقیقت کا عہدہ عطا ہوتا ہے۔ اس مقام پہ پہنچ کر انکی بشری صفات بالکل ختم ہو جاتی ہیں۔ یہ مقام معشوقی اور محل محبوبی پر فائز ہو جاتے ہیں۔ یہ انوار محمدیہ سے متحد و معمور ہوتے ہیں۔ تصوف کی تاریخ میں اس مقام پر ہمیں صرف دو حضرات کے اسمائے گرامی نظر آئے ہیں حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور حضرت سید نظام الحق والدین احمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ۔

یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیئے۔ کہ سیر الی الحق کی تو انتہا ہوتی ہے۔ مگر سیر فی الحق کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے یہ ایک سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔

۲۲

حضرات الیاس اور خضر علیہما السلام

صوفیا کے عالی درجات بعض صاحب تصوف حضرات نے حضرت خضر اور حضرات الیاس علیہما السلام کو رجال الغیب میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ صاحب فتوحات مکیہ ابن عربی اور صاحب عروۃ الوثقیٰ نے انہیں امت محمدیہ کے رجال الغیب میں تصور کیا ہے حضرت الیاس سام بن حضرت نوح کے بیٹے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام ملبان بن طبان سمعان۔ بن سام بن حضرت نوح علیہ السلام تھے۔ اس شجرہ کی روشنی میں حضرت خضر علیہ السلام کے دادا حضرت الیاس کے حقیقی بھائی تھے۔ ارباب تصوف نے حضرت خضر علیہ السلام

marfat.com

کے حالات تفصیلاً لکھے ہیں۔ اور حضرت خضر نے اکثر اقطاب وقت سے ملاقاتیں بھی کی ہیں۔ اور کئی اولیا کبار کی مجالس میں آپ کا ذکر ملتا ہے۔ آپ کی تعلیمات زمانہ کے صالحین کے اذکار میں ملتی ہیں۔ وہ عام طور پر متبرک مقامات سے گزرتے نظر آتے ہیں۔ ان کی صحبت میں دس حضرات اکثر رہتے ہیں۔ وہ حضرات انبیاء کرام کی مصاحب بھی رہ چکے ہیں۔ انہیں ذوالقرنین اکبر کی صحبت نصیب ہوئی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت صالح علیہ السلام سے ملے تھے۔ وہ اللہ کے کلام کے مخاطب رہے ہیں۔ مشہور سکندر رومی فاتح جہاں کی مجلس میں بھی رہے ہیں۔ ذوالقرنین اصغر رومی حضرت کلیم اللہ کی ملت میں سے تھے۔

○

۲۳

حضرت آدم علیہ السلام سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک

امام ابوالفتح ناصرالدین اپنی معارف میں لکھتے ہیں۔ کہ بروائیت عمر حضرت آدم علیہ السلام نے ایک ہزار سال عمر پائی تھی۔ آپ کی وفات سے لے کر طوفان نوح تک دو ہزار دو سو بیالیس برس کا زمانہ شمار کیا گیا ہے۔ طوفانِ نوح سے حضرت نوح علیہ السلام کی وفات تک تین سو پچاس سال کا عرصہ ہے۔ حضرت نوح کی وفات سے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے انتقال تک دو ہزار دو سو چھیالیس سال کا عرصہ آتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک سات سو سال کا عرصہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت داؤد علیہ السلام تک پانچ سو سال گذرے۔ حضرت داؤد سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا درمیانی عرصہ ایک ہزار

marfat.com

ایک سو سال تھا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے عروج سے حضور خاتم الانبیاءؑ کی ولادت تک کا درمیانی عرصہ چھ سو بیس سال ہے ۔ اس حساب سے حضرت آدم علیہ السّلام کی پیدائش سے لے کر حضور نبی کریم کی ولادت تک آٹھ ہزار سات سو آٹھ سال بنتے ہیں۔ؑ ۔

حمزہ بن اصفہانی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ حضرت آدم سے لے کر سرورِ عالم کی ہجرت تک کا درمیانی عرصہ چار ہزار چھ سو نوّے سال ہے ۔ واقدی نے اپنی تاریخ میں اسے چار ہزار چھ سو لکھا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق پانچ ہزار پانچ سو سال ہوتے ہیں ۔

۲۴

انبیائے کرام کی خلافت اور امامت

یاد رہے کہ خلافت چار قسم میں تقسیم کی جا سکتی ہے۔ خلافت باصالت جس میں اللہ تعالےٰ بلا وساطت اپنے خلیفہ سے ثابت کرتا ہے۔ یہ خلافت صرف چار انبیاء کرام علیہم السلام کو ملی تھی ۔ قرآن مجید میں اس کی تصریح موجود ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام ۔ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السّلام۔ (آپ ساری انسانیت پر امام قرار دیئے گئے) حضرت داؤد علیہ السلام (آپ کو خلافت راضی وضاحت عطا کی گئی تھی)

ؑ : زمانہ قدیم میں ایک سال کا عرصہ موجودہ قمری اور شمسی سالوں سے مختلف تھا۔ (مترجم)

marfat.com

پھر سیدالانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو رحمت عالمیاں قرار دیا گیا۔ اور خلافت مطلق سے سرفراز فرمایا گیا۔ اس میں ارضی وسماوی کی قید نہیں تھی۔ اور تمام مخلوقات پہ آپکی نبوت کا فیض رہے گا۔ وہ مخلوق ظاہر ہو یا باطن، انسان ہوں یا جن تمام پر حضور کا شرف اور منزلت کا سایہ ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی ہدایت سے پہلے بلکہ تمام عالم سماوی اور ارضی سے بہت پہلے حضور کو خلافت معنوی حاصل تھی۔ صوفیاء کرام اپنی اصطلاح میں اسے عالم مثال، عالم معنی یا عالم برزخ کہتے ہیں۔ پھر اسے عالم برزخ کبریٰ سے برزخ خیالات اور برزخ وحدت کے ناموں سے یاد کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں اپنے محبوب محمد رسول اللہ پر مکمل ہوئی تھیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں آپ پر نازل ہوتی رہیں گی۔ آپ کی اولاد۔ صحابہ کرام۔ اولیائے ملت علمائے اُمت ان نعمتوں کے نصیب یافتہ ہیں۔

دوسری خلافت وراثہ کی حیثیت سے قائم ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے حضرت شیث علیہ السلام کے ذریعہ سے منتقل ہوتی ہوئی دوسری اولاد میں آتی گئی۔

تیسری خلافت اجازت کہلاتی ہے۔ اسے اولاد۔ اقارب اور دوسرے مجاز لوگوں کو منتقل کیا جاتا ہے۔ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی خلافت، خلافت اجازت ہے۔ حالانکہ آپ کے دوسرے بھائی بھی خلافت وراثت کے مستحق تھے۔ مگر حضرت یعقوب کی اجازت سے آپ کو ملی۔ اور حضرت یوسف نے بھی اسے اپنے بھائی کو تفویض کر دی۔ اور یہ خلافت پشت در پشت انبیائے بنی اسرائیل تک پہنچتی رہی۔

چوتھی خلافت اجماع اُمت سے ملتی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے

marfat.com

ہاں ننانوے بیٹے تھے۔ ہر ایک کی خواہش تھی۔ کہ باپ سے خلافت ملے۔ اللہ تعالیٰ نے ان بیٹوں کو کئی سوالات مختوم و مسجل نازل کئے۔ اور ان سے معقول جوابات طلب فرمائے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ان تمام بیٹوں کو جمع کیا۔ بنی اسرائیل کے تمام قبائل کو بلایا مگر حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے ان سوالات کے جوابات نہ دے سکے۔ حضرت سلیمان کے دادا نے ایک ایک سوال کا درست جواب دیا۔ تمام قوم کے اکابر اور ممتاز حضرات نے ان جوابوں کو پسند کیا۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس خلافت۔ مملکت اور سلطنت کا مستحق قرار دیا گیا۔

◉

۲۵

حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی خلافت و امامت

اسلامی اصولوں اور عقائد صحیحہ کی روشنی میں یہ بات بلا خوف تردید ثابت ہے کہ سید الانبیاء کے وصال کے بعد تیس سال تک خلافت قائم رہی اس دور میں خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اسلامی منصب اعلیٰ پر قائم رہے۔ تیس سالہ خلافت کی تکمیل جناب رسالتمآب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے فرزند ارجمند نور دیدۂ بتول حضرت حسن مجتباء رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ہوئی۔ آپ کے بعد امارت و ایالت کا دور شروع ہو گیا۔ چنانچہ امیر شام (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) سے امارت کا آغاز ہوا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد مکرم اور دادا معظم کی روحانی خلافت کے امین بن گئے۔ آپ کی یہ برکات نوبت بنوبت قیامت تک خانوادہ نبوت میں جاری رہیں گی۔ ان حضرات

marfat.com

کی امامت کے زمانے میں ہر ایک امام کو رفعت و منزلت ملی اور ہر ایک نے اُمّتِ محمدیہ اور ملّت اسلامیہ کی ترقی کے لئے کام کیا امام برحق سید الشہداء شہیدِ کربلا رضی اللہ عنہ پر جس قدر روحانی برکات اور انعامات نازل ہوئے۔ وہ اُمّت کی اساس بنے اور ان سے تمام اُمّت کو ظاہری اور باطنی حصّہ ملا۔

۲۶

سیّدنا علی المرتضیٰؓ کی باطنی خلافت

حضور سید المرسلین نے سیّدنا علی مرتضیٰ قوّت بازوئے مصطفیٰ کرم اللہ وجہہ کو خلافت معنوی اور نعمت باطنی سے مالامال فرمایا تھا۔

۲۷

عارفان اُمّت اور کاملان ملّت کی خلافت

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ کہ حضرات عارفین کی خلافت کا ایک طریقہ وراثتاً جاری ہوا ہے۔ اس میں ظاہری اور باطنی نعمت ورثہ میں میسّر آئی ہے۔ جیسے اولاد کے علاوہ اصحاب و احباب میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس میں کسی بزرگ خورد کی تمیز نہیں ہوتی۔ قدیم و جدید کی قید نہیں ہوتی۔ جبیر ایک خلافت اجماع اُمّت پر مشتمل ہوتی ہے۔ جیسے ہم حضرت سلیمان علیہ السّلام کی خلافت سیّدنا داؤد علیہ السلام سے بیان کر آئے ہیں۔ ایسا اجماع اُمّت بعد از ممات خلیفہ بھی میسّر آتا ہے۔ رحم اللہ علیہم اجمعین۔

marfat.com

۲۸

حصول خلافتِ ارثی و مجازی

عارفین اُمت میں اکثر ایسے حضرات گذرے ہیں۔ جنہیں خصوصی اجازت خلافت سے نوازا گیا ہے۔ یہ حضرات اولاد میں سے بھی ہوئے ہیں۔ اور اغیار میں سے بھی۔ لیکن ان دونوں خلافتوں کی عطاء اور حصول ایک جیسا ہی ہوتا ہے لیکن ایک بات خصوصی ہے کہ صاحب خلافت (سجادہ نشین) اپنے شیخ کی نعمت سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اور شیخ کے سجادہ اور طریقہ کار پر کاربند رہتا ہے۔ ہدایت اور حصول خلافت ارثی اور اجازتی وارثوں اور مجازان خلافت متحد الاوصاف ہوتی ہے۔ عبادات ریاضات۔ اکتساب فیوضات کا ایک ہی طریق کار ہوتا ہے۔ البتہ مراتب اور مدارج میں فرق ہوتا ہے۔ خاندانی مناقب اور فضائل اپنی جگہ ہوتے ہیں۔ خاندانی شرف و مجد کے آثار میں امتیاز ہوتا ہے۔ صاحبِ کرامت کی نسبت اور تعلق کے اثرات ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ حضرت علی ولی بھی تھے۔ اور حضور کے وصی بھی تھے۔ وہ نائب رسول بھی تھے۔ اور زوج بتول (سیدہ فاطمہ کے خاوند) بھی تھے۔ اس نسبت سے حضور نبی کریم کی خلافت ارثی اور اجازی دونوں حاصل تھیں۔ پھر آپ سیدین شہیدین کے والد مکرم بھی تھے۔ یہ خلافت سیدین شہیدین دونوں کو ملی۔ وہاں سے قالب عنصری کو فروغ ملا۔ حضرت خواجہ ابی سعید حسن بن ابی الحسن بصری قدس سرہٗ کو خلافت و نعمت آئی۔ ان سے قطب ہدایت و ارشاد حضرت خواجہ ابوالمجد کمیل ابن زیاد کے حصہ میں آئی۔ حضرات سعدین کے ورثہ میں اپنے دادا۔ والد سے فیض تھا۔ اور آپ حضرات سید الانبیاء خیر البشر شافع یوم المحشر کی امامت کبریٰ کی نیابت کرتے تھے۔ وراثت کے علاوہ انہیں خلافت

marfat.com

کا جازۃ بھی تھی۔ مگر یہ اجازت بھی فضیلت اور ہدایت کے اعتبار سے اعلیٰ اور ارفع تھی حدیث نبویؐ ہے۔ یَا عَلِیُّ بِکَ لِیَهْتَدِی الْمُهْتَدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک جہان نے ہدایت پائی۔ سلاسلِ ارشاد مسلسل ظاہری و باطنی از روئے صحبت و برداشت انہیں چار حضرات سے جاری ہوئے تھے۔ اور ہر سلسلۂ خلافت انہی چاروں پر منتہی ہوتا ہے۔

افتخار ہر نبی و ہم ولی
در جہاں آمد وجود آں علی

انبیاء کرام میں خرقہ خلافت اور منصب امامت

قدوۃ آفاق حضرت مولانا بدرالدین اسحاق قدس سرہٗ اپنی تفسیر میں قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ کا شانِ نزول بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اور یہ صحیح روایت حضرات متقدمین سے ملتی ہے کہ جس وقت نمرود نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عریاں کر کے آگ میں پھینکا تھا۔ تو آپ اس وقت محل رضا و تسلیم میں تھے۔ باوجودیکہ جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ اور عرض کی اگر آپ حکم کریں تو میں اس آگ کو دُور پھینک دوں۔ مگر آپ نے کچھ نہ کرنے کو کہا اور صرف رضائے خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم خم رہے۔ کسی فرشتے نے آپ کے اس عزم کے سامنے حاضر ہونے کی جرأت نہ کی۔ تب آسمانی جامہ اور قمیص معنبر پہن کر کھڑے ہوئے اور

marfat.com

خاموش رہے۔ آپ نے ملائک ربانی کو صرف اتنا فرمایا کہ مجھے اللہ کی امداد ہی کافی ہے۔ اس مقام پر شیخ العرفان حضرت فریدالحق والدین شیخ عطار نیشاپوری فرماتے ہیں۔

حاجت خود را بجز از سلطان مخواہ

چوں نخواہی یافت از دربان مخواہ

(اپنی حاجت صرف بادشاہ سے طلب کرو۔ اگر وہاں سے نہ ملے۔ تو دربان کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤ)

اللہ تعالےٰ نے خلافت و امامت کا لباس سیدنا خلیل اللہ کو عطا فرمایا تھا اور آپ خلعت خلت اور استقامت سے مزین فرمایا تھا۔ آپکو سیاہ رنگ کی قمیص اور لباس جنت سے مہیا کیا گیا تھا۔ تاکہ بھڑکتی ہوئی آگ آپ کیلئے بوستان وگلزار بن جائے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو تمام انسانیت پر منصب امامت عطا فرمایا (اِنّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا) پھر آیتہ کریمہ قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا (اے آگ تم ٹھنڈی ہو جاؤ) بھی اللہ تعالیٰ کا خطاب تھا۔ آج تک یہی آگ جس میں سیدنا ابراہیم خلیل کا سینہ منور تھا اولیائے اُمت محمدیہ کے دلوں میں موجزن ہے۔ یہ آگ اہل اللہ کے دلوں کی بھٹیوں میں شعلہ زن ہے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ تمام ظاہری اور باطنی بے اطمینانی کی آگ کو سلامتی اور سکون مہیا کیا جائے۔ چنانچہ حضرت خلیل اللہ نے تمام انسانوں پر نظامت کا پرچم بلند کیا۔ اور اسی طرح نعمات الٰہیہ کی قمیص حضرت اسحٰق علیہ السلام کو پہنائی حضرت اسحٰق علیہ السلام سے حضرت یعقوب علیہ السلام نعمت یافتہ ہوئے۔ اسی طرح یہ نسبت روحانی حضرت یوسف علیہ السلام کے حصتہ میں آئی۔ یہ لباس اس وقت سیدنا یوسف علیہ السلام کے بدن پر نہیں تھا۔

marfat.com

جب آپ کو چاہِ کنعان میں پھینکا گیا۔ اس موقعہ پر حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تو آپ کو چاہِ کنعان میں ہی وہ تعویذ عطا کیا تھا۔ اس میں جنّت کی ہوائیں تھیں۔ بہشت کی خوشبوئیں تھیں۔ حضرت یُوسف کے رنج وغم کو دور کرا یا گیا۔ آپ کی گبھراہٹ دُور ہوگئی۔ اور سکون قلب ملا۔ قرآن پاک میں اس واقعہ کی طرف اشارہ موجُود ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک سیاہ کمبل سیّدنا اسماعیل علیہ السّلام کو عطا کیا گیا تھا۔ یہ کمبل دست بدست آپ کی اولاد میں منتقل ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ یہ سیدالانبیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تک پہنچا آپ عام طور پر اسے اوڑھے رکھتے تھے۔ اور ملّت ابراہیمی کی قیادت کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن یہ کمبل حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر اوڑھایا گیا اور اعلان فرمایا علی ہمارے خلیفہ ہوں گے۔ علی کی خلافت زندگی میں بھی ہو گی اور بعداز مماتت بھی۔

صاحب کتاب فصوص الحکم نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص جو حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہ کے سلسلہ فردسیہ میں تھا اور خاندان نبوّت سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ سیاہ کمبل پہنے ہوا نظر آیا۔ یہ صوف کا کمبل تھا۔ مگر معلُوم نہیں کہ یہ بالوں کا بنا ہوا تھا یا ریشم کا۔ یہ وہ کمبل تھا۔ جسے سرکار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلّم نے اہل نبوّت کے اُن پانچ جسموں پر اوڑھا تھا۔ جو سیّدہ فاطمہ کے گھر موجود تھے۔ شریعت مصطفویؐ اور ارباب احادیث اسے مِرط (بکسر میم) مُرحل (بضم میم) تشدید یا یامُرجّل (بجیم) کے ناموں سے تحریر کرتے رہے ہیں۔ گلیم یا چادر مختلف انداز میں منقش تھی۔

اسی طرح صالحین امت اور مشائخ روحانیت کے ہاں خرقہ پوشی

marfat.com

کا سلسلہ جاری ہے۔ دراصل یہ سلسلہ اسی سیاہ کمبل کی مثال برقرار رکھتا ہے۔ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ واقعہ کہ آپ نے اپنے علاوہ چار حضرات کو اس کمبل (مرحل) کے زیر داماں کس طرح لیا تھا۔ یوں ہے کہ حضرت رسول مقبول حضرت اُم سلمہ کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ اسی دوران قرآن پاک کی آیتہ تطہیر نازل ہوئی۔ چنانچہ سرکار دو عالم کے حکم پر دونوں بیٹے (حضرات حسنین) حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اس کمبل کے نیچے گھس گئے۔ حضور نے ان چاروں کو اپنے پہلو میں جگہ دی اور یہ دعا فرمائی۔

"اَللّٰھُمَّ ھٰؤلاءِ اَھلَ بَیْتی فَاَذْھَبْ عَنْھُمُ الرِّجسَ وطھرھم تطھیرا"

(اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے تمام میل کچیل دور فرما دے اور انھیں ایسا پاکباز بنا جیسے پاکبازی کا حق ہوتا ہے۔)

آیتہ تطہیر یہ ہے اِنَّمَا یرید اللّٰہ لیذھب علیکم الرّجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔

(اللہ تعالٰے چاہتا ہے کہ آپ کے اہل بیت سے رجس کو دُور فرما دے اور انھیں طاہر اور مطاہر بنا دے۔

صحیح روایات میں لکھا ہے کہ اللہ کے رسول نے جس طرح دعا کی تھی وہ پوری ہوئی۔

marfat.com

۴۹

خانوادۂ ابراہیمیاں

یہ خانوادہ سلطان التارکین برہان السالکین خواجہ ابو اسحاق ابراہیم بن ادھم بن سلیمان بن منصور بن یزید بن جابر سے منسوب ہے۔ حضرت ابراہیم ادھم قدس سرہٗ تجرید و تفرید میں یکتائے زمانہ تھے۔ آپ نے حکومت کے جاہ و جلال اور دنیاوی مناصب و منزلت کو محض رضائے خداوندی کے لئے ترک کر دیا تھا۔ تاریخ کی صحیح روایات کی روشنی میں آپ نے بلخ اور بخارا کی سلطنت کو چھوڑ دیا۔ اور حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام کی سُنت پر عمل پیرا ہوگئے۔ کچھ عرصہ ان دونوں حضرات کی صحبت میں رہے۔ حضرت خضر علیہ السلام سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ حضرت الیاس علیہ السلام سے اسمِ اعظم کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت خواجہ ابی علی فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ کی مجلس میں بیٹھتے رہے ہیں۔ اور فقر کی شان حاصل کی۔

آپ کو وقت کے بہت سے صوفیائے کرام نے خرقۂ خلافت سے نوازا تھا۔ اپنے شیخ کے علاوہ حضرت امام محمد باقر، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما سے بھی خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ پھر امام ابی عتاب منصور بن المعتمر بن عبداللہ السلمی الکوفی سے خلافت پائی۔ ابی عمران موسیٰ بن زید الراعی قدس سرہٗ (ہم منزل اڑتالیس میں ان حضرات کا تفصیل سے ذکر کر آئے ہیں) سے بھی خلافت حاصل کی۔ شیخ الامام العمر المغربی الجبلی (آپ احباب کبار یا نامدار اور صوفی ماوراء النہر کے لقب سے شہرت رکھتے تھے۔ اور آپ کا مزار ادجیل اور جیلان کے وسط میں واقع ہے) نے بھی آپ کو خلافت دی۔ حضرت شیخ ابراہیم ادھم

marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت امام اعظم کوفی رضی اللہ عنہ نے سیّد العرفاء کا لقب دیا تھا۔ حضرت ابو القاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو مفاتیح العلوم کہا ہے۔ ابی یحیٰی مالک دینار اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہما آپ کو بڑی عزت سے پیش آیا کرتے تھے۔ خواجہ داؤد بلخی آپ کو غیب سے طعام مہیا کرتے تھے۔ آپ پچاس سال تک حرم پاک کے مجاور رہے۔

آپ کے والد ادھم بلخ کے سلاطین میں سے تھے۔ بعض ارباب تواریخ نے لکھا ہے کہ آپ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے مگر ہم اس بات کی تحقیق نہیں کر سکے۔ حضرت شقیق بلخی قدس سرہٗ بھی آپ کے ہم عصر اور ہم شہر تھے۔ ایک تذکرہ میں لکھا ہے کہ آپ حضرت ابراہیم بن ادھم کے فرزند ارجمند تھے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم بڑے زاہد و پارسا تھے۔ آپ کے سات بیٹے تھے۔ ایک شفیق بلخی جو صاحب الرائے بزرگ تھے۔ پھر محدث ہو گئے۔ آپ شیخ وقت ہوئے۔ ساری عمر ترک و تجرید میں گذاری۔ توکل اور صبر پر کاربند رہے۔ بعض علوم الٰہیہ میں آپ کی تصانیف بھی یادگار رہیں۔ حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ بھی طریقت میں بلند مقام پر فائز تھے۔ آپ نے طریقت اور حقیقت کے تمام مقامات اپنے والد حضرت ابراہیم ادھم سے پائے۔ ان دنوں جو لوگ اپنے آپ کو حضرت ابراہیم ادھم کی اولاد کہلاتے ہیں۔ وہ حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں۔

marfat.com

۵۰

خانوادہ ہبیریاں

یہ خانوادہ حضرت خواجہ امین الحق والدین ہبیرہ بصری سے منسوب ہے۔ آپ کو حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت ملی تھی۔ حضرت سدید الدین حضرت ابراہیم ادھم کے مُرید تھے۔ آپ کے وسیلے سے حضرات چشت اہل بہشت کو نسبت روحانی منتقل ہوئی تھی۔

●

۵۱

خانوادۂ چشتیاں

خانوادۂ چشتیاں خواجہ شریف الحق والدین ابو اسحاق شامی مکی رحمۃ اللہ علیہ سے جاری ہوا تھا۔ حضرت ابو اسحٰق شامی ملک ہدائیت کے بادشاہ کہلائے ہیں۔ آپ تمام سلاسل چشت کے رئیس اور مقتدا تھے۔ آپ کی وجہ سے یہ لقب اور نام معروف ہوا تھا۔ آپ جس وقت اپنے پیرِ مُرشد خواجہ کریم الحق والدین علوی الدینوری قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے (خواجہ الدینوری خواجہ ہبیرہ البصری کے مُرید تھے) تو حضرت نے آپ کا نام دریافت فرمایا۔ آپ نے عرض کی۔ ابو اسحٰق شامی! آپ نے فرمایا۔ آج کے بعد تمہیں چشتی کہا جایا کرے گا۔ اور یہ نسبت قیامت تک جاری رہے گی۔

آپ کئی سال حضرت مرشد کی خدمت میں رہے اور منازل مجاہدہ

marfat.com

سے گذرے آخر مقامات عالی طے کرتے ہوئے بڑے اعلیٰ منصب پر پہنچے آخر حضرت مرشد نے آپ کو اپنے سامنے بٹھایا۔ اور زبان سے ارشاد فرمایا کہ آج سے تم ہمارے موروثی اور خاندانی نعمات سے مالا مال ہوئے ہو۔ تم صُبح دیار چشت کی طرف روانہ ہو جانا اور وہاں گناہ گار لوگوں کی دستگیری کرنا جو لوگ آپ سے یا آپ کی اولاد سے نسبت قائم کریں گے۔ چشتی کہلائیں گے۔ چنانچہ آپ اپنے پیر و مرشد کے حکم پر چشت میں وارد ہوئے آپ کے والد مکرّم اس ملک کے امیر اور سلطان تھے۔ آپ کا نسب نامہ اس ترتیب سے ہے۔ حضرت خواجہ ابی احمد ابدال ابن سُلطان فرسانا ابن سیّد ابراہیم ابن سیّد یحییٰ ابن سید حسن ابن سید محمود المعالی ابن سید ناصر الدین ابن سید عبداللہ ابن سید حسن علی ابن امام دوم ابو محمد حسن ابن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم

حضرت خواجہ ابو اسحٰق شامی رحمۃ اللہ سنہ ٢٦٠ھ میں خلیفہ معتصم باللہ کے دورِ خلافت میں چشت میں تشریف لائے اسی سال ششم ماہ رمضان المبارک خواجہ ابی احمد ولی مادر زاد پیدا ہوئے۔ اور دوسو اسّی سنہ ٢٨٠ھ میں آپ سے بیعت ہوئے۔ ٣٥٥ھ میں ابو بکر عبدالکریم تابع بن مطیع کی خلافت کے زمانہ میں بتاریخ سوم جمادی الثانی واصل بحق ہوئے۔

پہلے آپ منزل ابدال پر فائز ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد منزل قطب ابدال پر فائز ہوئے۔ پھر آپ نے ولایت قمری پر تصرف حاصل کیا پھر منزل ابدالی پر پہنچے۔ اس زمانہ میں یہ مقام اکثر حضرات سلسلہ چشت کو ملا تھا۔ خواجہ ابی اسحاق حضرت خواجہ ابی احمد کی تربیت کامل سے مکمل ہوئے خاندانی نعمتیں منتصرف ہوئیں۔ اور آپ شام کی ولائیت کے ابدال منتخب ہوئے اور وہاں ہی فوت ہوئے۔ آپ کا مزار قصبہ مکہ میں واقع ہے۔ یہ شہر

marfat.com

شام کے شہروں میں تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت ابراہیم گاذرانی قدس سرہٗ کی روایت کے مطابق آپ کے مزار پر غیب سے ایک چراغ روشن رہتا ہے اور کوئی ہوا یا آندھی بجھا نہیں سکتی۔ کوئی ارضی یا سماوی آفت اسے متاثر نہیں کر سکتی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد ؎

چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

اسی طرح مشہور ہے کہ گاذران میں حضرت خواجہ ابو اسحٰق گاذرونی کا چراغ روشن ہے۔ اور تا قیامت روشن رہے گا۔ حضرات چشت کا طریق نسبتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم رہتا ہے۔ یہ حضرات عام طور پر قصبات، دیہات اور شہروں میں سکونت رکھتے ہیں۔ اور مخلوق خدا کو اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ خاص و عام کی دستگیری فرماتے ہیں۔ اور اپنے پیر و مرشد کے طریقہ اور سلسلہ پر مستحکم رہتے ہیں۔ نواہی سے کنارہ کشی اور اوامر سے وابستگی رکھتے ہیں۔ عبادت میں ریاضت شاقہ اختیار کرتے ہیں۔ مہمانانِ عزیز کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ سماع اور اہل سماع کا احترام کرتے ہیں۔ ہر قوم اور ہر فرد انسانی کو اپنے آپ سے بہتر خیال کرتے ہیں۔ ہر فرقے سے از رہِ تلطف و صلح محبت سے پیش آتے ہیں۔ اپنے پیروں کا عرس بڑے شوق سے مناتے ہیں۔ ان کی نگاہیں ہمیشہ وحدت الوجود پر ہوتی ہیں۔ کثرت میں بھی جمال احدیت پاتے ہیں پہلے مریدوں کو لاموجود اِلّاہو سکھاتے ہیں۔ اسی بات پر مراقبہ کی مشق کراتے ہیں۔ صحو۔ سکر کے جامع ہوتے ہیں۔ ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دیتے۔ یہی حال طیفوریوں اور جنیدیوں کا ہے۔ اگرچہ تمام حضرات

marfat.com

انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین شوائب سکر سے معریٰ ہیں۔ مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے سکر وصحو دونوں مخصوص تھے۔ آپ بعض اوقات لِیْ مَعَ حَقَّۃُ اللہِ وَقْتٌ (میرے لئے اللہ کے حضور ایسا وقت بھی آتا ہے کہ کوئی فرشتہ یا نبی مرسل دم نہیں مار سکتا) کبھی مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ (اے اللہ تیری معرفت کا حق ادا نہیں ہو سکا) کا مقام ہوتا ہے۔

سکر وصحو دونوں وصف ہیں۔ جو اللہ کے مقبول بندوں کو میسّر آتے ہیں۔ مقصد یہ ہوتا کہ اپنے تمام اوصاف کو اپنے آپ میں فنا نہ کر دیں۔ خود مجحوب ہو جاتے ہیں۔ اور خدا کے اوصاف کے مظہر ہوتے ہیں۔ ان دونوں اوصاف کے متحمل صرف وہی لوگ ہو پاتے ہیں جو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم کے قدم بقدم سنت کی پیروی کریں۔ حضرات چشت۔ آداب۔ تواضع اخلاق۔ بذل وایثار اور دلداری میں اس طرح خوگر ہو جاتے ہیں۔ کہ کوئی قوی ان سے روگردانی نہیں کر سکتا۔ وہ غیروں سے اسرار کو پوشیدہ رکھتے ہیں۔ عقل کو علم پر فوقیت دیتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام کو عقل سلیم عطا فرمائی۔ آپ کے علم نے عقل اختیار کی۔ اور اس طرح انسانی مراتب اور عرفان پر فائز ہوئے عزازیل (ابلیس) اپنے علم پر متکبر رہا اور عقل کی راہنمائی کے بغیر محروم رہا۔

س   شد عزیز آدم چو استغفار کرد
خورد شد شیطان چو اشک بار کرد

اشغالِ چشتیہ

چشتیہ حضرات تمام ظاہری اور باطنی کاموں میں ارادہ حق کی اتباع کرتے ہیں۔

جس طرح انبیاء کرام کو وحی آتی ہے۔ اولیاء کرام کو الہام ہوتا ہے۔

marfat.com

وراثت انبیاء علماء کرام کو حاصل ہے۔ ان کا اصلی مشرب۔ عشق۔ انکساری۔ ترک خواہشات اور ایثار ہے۔ وہ مجاہدہ کم کرتے ہیں۔ ذوق اور مشاہدہ زیادہ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دوسرے سلسلوں کے اکابر اپنی زبان پر لاتے ہیں۔ کہ خانوادہ چشت میں اللہ آسانی سے مل جاتا ہے۔

چشت خراسان میں ایک شہر ہے۔ جو دارالخلافہ ہرات کے نزدیک ہی ایک پہاڑ کے درّہ کے پاس واقع ہے۔ اس مقام کو شاقلان پیران بھی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح ملتان کے مضافات میں ایک شہر اوچ ہے۔ جسے ہندوستان میں شاقلان پیران کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ سیّد علاؤالدین اودھی وصالی قدس سرہٗ العالی نے ایک ترجیع بند میں فرمایا ہے۔

ے در بیابان درد حیرانم
راہِ شہر دوا نمی دانیم!!
گر ز ہندوستان شدیم چہ باک
بلبلِ گلشنِ خراسانیم

◉

۵۲
خانوادۂ عجمیان

یہ خانوادہ حضرت خواجہ محمد حبیب بن عیسیٰ العجمی انصاری البصری قدس سرہٗ سے منسوب ہے۔ آپ ابتدائی عمر میں بڑے رئیس اور مالدار تھے۔ اچانک اللہ کی رحمت شاملِ حال ہوئی اور حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

کی مجلس میں حاضری نصیب ہوئی۔ منصب خلافت حاصل ہوا۔ جو لوگ آپ سے نسبت روحانیت رکھتے ہیں۔ انہیں عجمی لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

۵۳

خانوادہ طیفوریان

یہ خانوادہ حضرت طیفور شامی قطب حق حضرت بایزید بسطامی سے منسوب ہے۔ اس میں تذکرہ نگاروں۔ موّرخوں اور اربابِ اخبار تصوّف نے اختلاف کیا ہے۔ کہ قطب وحدت حضرت بایزید بسطامی سے نسبت رکھنے والے طیفوری کہلاتے ہیں یا بسطامی۔

بعض نے لکھا ہے۔ کہ ابی یزید طیفور بن عیسٰی بن سرفروشان زاہد بسطامی تھے۔ دوسروں نے لکھا ہے۔ کہ ابویزید طیفور بن آدم بن عیسٰی بن زاہد بسطامی تھے۔ اس طرح پہلے بایزید اکبر اور دوسرے بایزید اصغر تھے۔ دونوں کی نشوونما۔ پیدائش اور رہائش ایک ہی شہر میں ہوئی تھی۔ صرف فرق اتنا ہے۔ کہ ایک حضرت امام کے سقّا تھے اور دوسرے عابد و زاہد۔ ایک کی نسبت روحانیت حضرت امام علی رضا بن موسٰی بن جعفر صادق سے تھی۔ اور اسے جعفر کہا کرتے تھے۔ دوسرے کو ظاہری یا باطنی نسبت حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے نہیں تھی۔ بلکہ وہ حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ یہ بات کہ آپ حلاق تھے۔ عوام میں غلط مشہور ہے۔

marfat.com

آپ دراصل حضرت امام جعفر بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے بیعت تھے۔ یہ بیعت حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے تھی۔ بعد میں حضرت خواجہ معروف سے فیض حاصل کرتے رہے۔ تحقیقی بات یہ ہے۔ کہ یہ خانوادہ حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ سے ہی فیض یافتہ ہے۔ ارباب اخبار و اصحاب اذکار نے اس خاندان کے تعریف میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اور اس خانوادے کے فضائل مراتب میں دفتروں کے دفتر بھرے پڑے ہیں اور اس خانوادے کے اکثر حضرات اصحاب کشف و کرامات ہوئے ہیں۔

ان میں سے حضرت شیخ فریدالدین عطار۔ خواجہ محمد پارسا۔ خواجہ علاؤالدین عطار۔ میر سید شریف جرجانی جیسے جلیل القدر حضرات اسی سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ ابوالقاسم جنید قدس سرہٗ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ حضرت بایزید ہماری قوم میں ایسے ہیں۔ جیسے ملائکہ میں حضرت جبرائیل ہیں۔ سالکان راہ توحید کے میدان میں جن حضرات نے سفر کیا ہے۔ حضرت بایزید ان کے قافلہ سالار تھے۔ پھر سلطانِ طریقت سیاح بیدائے حقیقت حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت بایزید قدس سرہٗ سے اٹھارہ ہزار عالم مستفیض ہو رہے تھے۔ مگر حضرت بایزید کی ذات پھر بھی محو حق ہی رہی شیخ الاسلام پیر ہرات حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام کو جو آپ نے حالت سکر میں کیا تھا۔ درست مانتے ہیں۔ اور ان شطحیات کی بڑی لطیف تاویلیں کی ہیں۔

آپ نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی رُوح پُرفتوح

marfat.com

سے باطنی فیض پایا تھا۔ اور آپ سے اویسی نسبت قائم کی تھی۔ پھر آپ نے ظاہری زندگی میں ایک سو چودہ مشائخ کبار کی زیارت کی اور صحبت اختیار کی۔ ان میں سے احمد خضروی ابو حفص حداد حضرت ابو زکریا یحییٰ معاذ لازی۔ خواجہ شفیق بن ابراہیم ازدی بلخی۔ ابو علی سندھی رحمۃ اللہ علیہم جیسے جلیل القدر اکابر کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ شطحیات روز بہان "بقلی" میں ہے۔ کہ بایزید فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے ابو علی سے توحید میں علم فنا سیکھا تھا۔ اور انہوں نے ہم سے الحمد للہ اور قل ہو اللہ کے خواص اس صورت میں سیکھے۔ جو بایزید کے لئے مخصوص تھے۔ یہ ایک ایسا عمل تھا۔ کہ کبرائے طریقت کے کسی ذخیرہ میں نہیں ملتا۔ اسی طرح آپ کے برادر زادہ شیخ محمد عمر بسطامی قدس سرہٗ السامی جو شیخ محمد عبداللہ داستانی قدس سرہٗ کے مرشد تھے۔ نے کمال حاصل کیا۔ شیخ محمد المغربی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو یزید العشقی الاعرابی کے مرشد تھے۔ قطب حق نے حضرت امام ہمام قدس سرہٗ سے اویسی طریقہ سے فیض پایا تھا۔ آپ کی نسبت قوی تھی۔ وہ بھی آپ کی نسبت سے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے تھے۔ اسی طرح حضرت عارف ربانی حضرت خواجہ ابو الحسن علی ابن جعفر ابن سلیمانی اور عارف صمدیت حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار شاہی قدس سرہٗ بھی مقامات اعلیٰ کو پہنچے۔ جس وقت قطب حق نے مقام صحو اور تمکین پر قیام فرمایا۔ تو مریدان صادق الارادت شیخ محمود شیخ مسعود شیخ ابراہیم شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہم جیسے حضرات جب آپ کے دائرہ اطاعت میں آئے اور اپنی نسبت آپ سے قائم کی۔ تو تمام کے تمام طیغوری کہلاتے تھے۔

marfat.com

۵۴

خانوادۂ کرخیاں

یہ حضرات خواجہ ابی المحفوظ معروف بن فیروز الکرخی سے منسوب ہیں۔ حضرت معروف کرخی قدس سرہٗ نے کئی حضرات سے فیض اٹھایا تھا مگر آخر کار دو حضرات سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ایک امام ہشتم علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ عنہٗ تھے۔ جنہوں نے امام موسیٰ کاظم اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق اور انہوں نے اپنے والد ماجد امام محمد باقر دوسری طرف سے اپنے نانا امام قاسم بن محمد بن ابو بکر الصدیق یارِ غار جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے نعمت روحانیت اور نسبت طریقت حاصل کی۔ اسی طرح حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہٗ نے حضرت امام زین العابدین انہوں نے حضرت ابی عبداللہ الحسین شہید کربلا سے امامت کے مدارج حاصل کئے تھے۔ اس وقت حضرت زین العابدین کی عمر ابھی پانچ یا دس سال تھی۔ جناب شہید کربلا حسین رضی اللہ عنہٗ نے اپنے برادر اکبر جناب حسن رضی اللہ عنہ سے خلافت و امامت حاصل کی تھی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہٗ نے یہ نسبت اپنی والدہ مکرمہ سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ملی تھی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہٗ نے براہِ راست سید الانبیا حبیبِ خدا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے خرقہ نعمت حاصل کیا تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہٗ نے اپنی والدہ ماجدہ کے علاوہ اپنے والد مکرم سید السادات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور اپنے نانا سید الانبیاؑ

marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلّم سے حاصل کی۔ سرکار دو عالم کو یہ نسبت جبرائیل علیہ السلام کی وساطت سے منزل قاب قوسین سے حضرت رب العالمین سے امامت و خلافت حاصل ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے تمام اوامر و نواہی علوم طریقت و حقیقت۔ تمام اسرار و انوار اپنے محبوب اکرم کو ملے تھے۔ آپ نے ہزارہا ہزار کلام معجز نظام اللہ تعالیٰ سے براہِ راست حاصل کئے۔ جن میں حضرت جبرائیل کی وساطت یا کسی دُوسرے شخص کی معرفت نہ تھی۔ یہ اسرارِ الٰہیہ بے توسّل و بے حجاب حاصل ہوئے تھے۔

حضرت امام قاسم رضی اللہ عنہٗ

حضرت امام قاسم رضی اللہ عنہٗ شہر کے سات فقہا میں سے ایک تھے۔ وہ اُمِّ فردہ کے والد مکرّم تھے۔ اُمِّ فردہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہٗ کی والدہ ماجدہ تھیں۔ پھر اُمِّ فردہ کی والدہ ماجدہ حضرت اسماء بنت عبدالرحمان بن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ تھیں۔ امام قاسم رضی اللہ عنہٗ نے بچپن میں ہی حضرت ابو عبداللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہٗ کی زیارت کی تھی۔ اور جب بالغ ہوئے تو اویسی طریقہ سے آپ کی رُوح پر فتوح سے روحانیّت حاصل کی تھی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہٗ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہٗ ایک طویل العمر صحابیٔ رسُول ہوئے ہیں۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ حضرت سلمان فارسی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی کی بھی زیارت کی تھی۔ حضورؐ نے آپ کو اپنے اہل بیت میں سے قرار دیا تھا۔ ایک اور مقام پر فرمایا۔

marfat.com

اَلسَّبَاق اَرْبَعَۃ انا سابق العرب ۔ الصہیب سابق الروم والسلمان سابق الفارس والبلال سابق الحبش

فرمایا۔ دنیا میں چار سابق (پیشرو) ہوئے ہیں۔ میں عربوں کا پیشرو ہوں۔ حضرت صہیب رومیوں کے پیش رو ہیں۔ حضرت سلمان فارسی فارسیوں کے پیش رو ہیں۔ اور حضرت بلال حبشیوں کے پیش رو ہیں۔

حضرت سلمان فارسی حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں مدینہ سے چل کر مدائین آگئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو مدائین کا گورنر (والی) مقرر کیا تھا۔ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں وہاں ہی وفات پائی تھی۔ آپ کی عمر چار سو سال لکھی گئی ہے۔ بعض مقامات پر دو سو سال۔ اور بعض جگہ ایک سو پچاس سال لکھی ہے۔ یہ وہ عمر ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت اور آپ پر ایمان لانے سے پہلے گذری تھی۔

ہم جبیر بن مطعم القریش رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر اڑتالیس منزل میں کر آئے ہیں۔ آپ خانوادہ فضیلیاں کے نعمت یافتہ تھے۔ یہ سلسلہ بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر یارِ غار سید الابرار تک ملتا ہے حضرت صدیق اکبر اوّلین خلفائے راشدین اور اوّل جانشین حضرت سید المرسلین شفیع المذنبین تھے۔

داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابی سلیمان داؤد بن نصیر طائی قدس سرہٗ خراسانی کوفی جامع فضائل شریعت و طریقت تھے۔ آپ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے نسبت رکھتے تھے۔ آپ نے حضرت امام موسیٰ کاظم سے ہی

marfat.com

خلعتِ خلافت حاصل کی تھی۔ انھوں نے ابی سعید ابی الحسن البصری قدس سرہٗ نے خلافت حاصل کی تھی۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ چار پیران طریقت اور جامع حقیقت میں سے ایک تھے۔ ہم نے آپ کے مفصّل حالات چھیالیسویں باب میں لکھے ہیں۔ آپ نے اکثر تابعین سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ ان میں سے ایک تابعی حضرت ابوحلیم حبیب بن سالم الراعی رضی اللہ عنہٗ تھے۔ جنہوں نے حضرت سلمان فارسی سے خلافت حاصل کی تھی۔ ان دو حضرات کے علاوہ امام علی رضا اور ابی سلمان داؤد طائی قدس سرہٗ کے علاوہ حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ کے کئی پیران طریقت ہیں۔ جن میں سعید بن عبدالعزیز شامی۔ حضرت عمر مکی۔ حضرت بشر حافی قدس سرہٗ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ یہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے اوّلین اصحاب و احباب میں سے ہیں۔ ان کے بعد خواجہ بشر حافی بن حارث بن عبدالرحمان خواجہ فضیل بن عیاض مکی رحمۃ اللہ علیہم تھے۔ خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت آیا۔ چونکہ آپ ہر وقت وحدت الوجود کے تصور سے تمام لوگوں کی کثرت سے تواضع خاطرداری اور خلق سے پیش آیا کرتے تھے۔ مختلف سلسلوں اور مذاہب کے اکابر آپ کے جنازہ میں شریک ہوئے آپ کے ایک خادم جو آپ کے حُسن اخلاق کا محرم راز تھا۔ بتایا کہ حضرت شیخ نے وصیت کی تھی۔ کہ جو شخص ہمارے جنازے میں شرکت کرے گا میں اسی کے مذہب پر ہوں گا۔ آپ کے جنازہ پر اہلِ اسلام کے علاوہ غیر مسلم فرقے بھی جمع ہو گئے تھے۔ تمام نے آپ کو اپنے مذہب پر ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے جنازے

marfat.com

برا اپنا حق جتایا۔ مگر یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ جس مذہب کے لوگ جنازہ اٹھا سکیں وہی اپنے طریقہ پر دفن کریں گے۔ مسلمانوں نے آگے بڑھ کر جنازہ کو اٹھایا تو جنازہ اٹھا لیا گیا۔ چنانچہ آپ پر اہل اسلام کے طریقہ پر نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اور آپ کو وہیں دفنایا گیا۔

بغداد میں آپ کا مزار ہے۔ یہ مزار حاجات انسانی کے حل کا مجرب تریاق ہے۔ آپ کی وفات ۲۰۰ھ میں ہوئی۔ بغداد کے مضافات میں سات مختلف مواضع ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام کرخ ہے۔ آپ اسی موضع سے تعلق رکھتے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

۵۵

خانوادہ سقطیان

یہ خانوادہ حضرت خواجہ ابوالحسن سرّی ابن مُغلس السقطی قدس سرہٗ سے نسبت رکھتا ہے (مُ غ لِ س) آپ کو وقت کے کاملین سے صحبت میسر آئی تھی۔ جن میں خواجہ فضیل بن عیاض۔ خواجہ بشر حافی خواجہ حبیب راعی۔ ابی جعفر سماک بغدادی۔ حارث محاسبی جیسے جلیل القدر حضرات آپ کے مربی اور مخدوم تھے۔ آپ کو حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے خلعت خلافت ملی تھی۔ اور آپ امام اہل تصوف تھے بغداد میں جس شخص نے سب سے پہلے حقائق و اسرار توحید بیان کئے۔ وہ آپ ہی تھے۔ آپ ابتدائی عمر میں سقط فروشی کیا کرتے۔ یعنی نہائت

marfat.com

قلیل مال سے تجارت کرتے تھے۔ بغداد کے ایک بازار میں ایک دکان تھی۔ ایک دن اس دکان کو آگ لگ گئی۔ آپ باہر تھے۔ کسی نے بتایا۔ کہ آپ کی دکان جل گئی اور سارا مال و متاع خاکستر ہو گیا ہے۔ فرمایا۔ الحمد للہ میں آج سے آزاد ہو گیا۔ لوگوں نے دیکھا تو آپ کی دکان کا سارا سامان صحیح و سالم تھا۔ آپ نے یہ تمام سامان درویشوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیا اور لباس فقر زیب تن کر لیا۔ بے پناہ ریاضتیں اور مجاہدے کئے۔ آپ حضرت خواجہ ابوالقاسم جنید کے خالو تھے۔ بغداد کے بیشتر کاملین اور عراق کے اہل طریقت آپ سے ہی فیض یاب ہوئے تھے۔

۵۶

خانوادۂ جنیدیاں

یہ سلسلہ خواجہ ابوالقاسم جنید بغدادی سے منسوب ہے۔ آپ عارفوں کے مقتداء اور کاملین کے پیشوا تھے۔ حضرت خواجہ ابوالحسن سری سقطی قدس سرہٗ کے خواہر زادہ اور صاحب نعمت اصلی تھے۔ ابو محمد حارث ابن اسد المحاسبی۔ محمد بن علی قصاب۔ محمد بن منصور طوسی۔ ابی محمد تلانسی جیسے جلیل القدر بزرگان دین سے محبت رکھتے تھے۔ آپ تمام سلسلوں میں مقبول و محبوب تھے۔ حجت علی الخلق مانے جاتے تھے۔ آپ کے کمالات اور کرامات کے دفتروں کے دفتر بھرے ہوئے ہیں۔

marfat.com

۵۷

خانوادہ گاذرونیاں

یہ سلسلہ طریقت حضرت خواجہ ابو اسحاق محمد ابراہیم بن شہریار گاذرونی قدس سرہٗ سے منسوب ہے۔ آپ چھوٹی عمر میں ہی قابل قدر جوہر دکھائی دیتے تھے۔ ایک دن حضرت شیخ ابو علی حسین بن محمد فیروز آبادی اکاری مصری صاحب نعمت ابو عبداللہ محمد بن حنیف شیرازی قدس سرہٗ کا وہاں سے گذر ہوا۔ آپ نے اس بچے کی باطنی صلاحیتوں پر نگاہ ڈالی تو آپ کو حیرت ہوئی فرمایا۔ بیٹا۔ ہمارے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دو۔ آپ نے ہاتھ پکڑا دیا۔ ان دو حضرات کی تربیت سے خواجہ ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ علوم دین اور اسرار کی منزل یقین کے ماہر ہو گئے۔ بڑے بلند مناصب پر پہنچے۔ اور ایک خانوادہ کے بانی بنے۔ شیخ ابو عبداللہ حضرت خواجہ ابو محمد رویم بن احمد بن یزید بن رویم بغدادی اور ابو محمد رویم ان عمائدین میں ہیں۔ جنہوں نے سید الاوتاد بغداد حضرت ابو القاسم جنید بغدادی قدس سرہٗ سے فیض پایا تھا۔

◉

۵۸

خانوادۂ طوسیاں

یہ خانوادہ حضرت خواجہ علاؤالدین طوسی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے۔ آپ طوس کے اکابر میں سے تھے اور شیخ نجم الحق والدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ جو فردوس کے شرفاء میں سے تھے سے بڑی محبت اور خلوص رکھتے تھے۔

marfat.com

دونوں بزرگ ایک دوسرے کا بے حد احترام کرتے اور باہمی الفت و محبت میں ضرب المثل تھے۔ ایک دن دونوں حضرات نے کہا۔ کہ ہماری عمر گزر گئی ہے مگر ہم نے کوئی کام نہیں کیا۔ چنانچہ دونوں حضرات شیخ ابو نجیب ضیاءالدین عبدالقاہر سہروردی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ زیارت کا مقصد اور قلبی کیفیت بیان کی۔ آپ نے فرمایا۔ میرے بھی دل میں یہی کسک ہے۔ چنانچہ میں بھی تلاش حق میں تمہارے ساتھ ہم سفر بننا چاہتا ہوں تینوں حضرت خواجہ وجیہ الدین ابو حفص قاضی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رشد و ہدایت کے اسباق حاصل کئے۔ قاضی ابو حفص حضرت شیخ ابو نجیب ضیاءالدین کے ماموں بھی تھے۔ یہ دونوں حضرات آپ سے ہی صاحب نعمت ہوئے تھے۔

حضرت شیخ سعیدالدین فرغانی قدس سرہٗ اپنی کتاب مناہج العباد الی بیان المعاد میں لکھتے ہیں۔ کہ دونوں حضرات کے ہاتھ ایک دوسرے سے وابستہ تھے۔ انہوں نے خرقہ خلافت اور خلعت برکات بھی ایک ہی طرح حاصل کی۔ ایک نے اپنے والد بزرگوار شیخ المعمر نجیب الدین محمد بن عبداللہ بن سعد محدث صدیقی شافعی سہروردی قدس سرہٗ سے جو آپ کے چچا زاد تھے۔ انہوں نے شیخ احمد اسود دینوری سے انہوں نے شیخ ممشاد دینوری سے انہوں نے سیدالاوتاد بغداد صاحب خانوادہ جنیدیاں سے خلعت خلافت پائی تھی۔ ان میں سے ایک اخی فرج زنجانی قدس سرہٗ تھے۔ جنہوں نے شیخ ابوالعباس احمد بن فضیل نہاوندی اور انہوں نے ابو عبداللہ محمد بن خفیف شیرازی صاحب خانوادہ گازرونیاں سے نعمت روحانیت حاصل کی تھی۔ الغرض حضرت قاضی قدس سرہٗ نے ظاہری علوم میں ہی

marfat.com

تربیت دینے کے بعد حضرت شیخ علاء الدین اور شیخ ضیاء الدین قدس سرہما کو باطنی منازل میں بھی راہنمائی فرمائی۔ اور پھر طوس اور سہرورد کے لوگوں کی روحانی تربیت کے لئے ان دونوں حضرات کو مقرر فرما دیا۔ پھر یہ بھی اشارہ کیا۔ کہ شیخ نجم الدین کو شیخ ابو نجیب ضیاء الدین تعلیم و تربیت دیں۔

۵۹

خانوادۂ سہروردیاں

یہ سلسلہ طریقت حضرت شیخ ابو نجیب ضیاء الدین عبد القاہر بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن سعد محدث شافعی سہروردی بکری صدیقی سے شروع ہوا ہے۔ آپ کے دادا بزرگوار محمد شیخ المعمر نجیب الدین تھے۔ اور حضرت شیخ احمد دینوری قدس سرہٗ سے فیض یافتہ تھے۔ ہم آپ کا ذکر باب ۵۸ میں کر آئے ہیں۔ آپ حضرت محمد بن ابی بکر صدیق یارِ غار جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے تھے۔ حضرت شیخ ابو نجیب ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کئی اکابر وقت سے فیض حاصل کیا۔ ان کی صحبت میں رہے اور ان کی مجالس سے فیض پایا تھا۔ اسی طرح آپ سے بے شمار حضرات نے فیض حاصل کیا تھا۔ ہر ایک سے آپ کو قوی نسبت ہے اور یہ نسبت تسلسل نعدی معتمد اور مستند ہے۔

ایک نسبت تو حضرت قاضی ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ جس کا ہم ذکر کر آئے ہیں۔ ایک نسبت حضرت غوث صمدانی قطب ربانی حضرت غوث اعظم

marfat.com

سید ابو محمد محی الدین جیلانی بانی خانوادہ قادریہ رضی اللہ عنہ سے تھی۔ پھر ایک اور نسبت جو آپ کو شیخ ابو الفتح مجد الدین احمد بن محمد بن محمد احمد الغزالی الطوسی قدس سرہ سے تھے۔ امام غزالی شیخ ابی بکر بن عبد نساج طوسی سے منسوب تھے۔ اور وہ حضرت ابی القاسم علی بن عبد اللہ طوسی گرگانی سے فیض یافتہ تھے۔ وہ شیخ ابی عثمان سعد بن سلام مغربی قیروانی مجاور حرم قبور نیشاپور کے بیعت تھے۔ انہیں شیخ ابو علی ابن کاتب الحسن بن احمد مصری سے خرقہ خلافت حاصل تھا۔ انہیں ابو علی احمد بن محمد رودباری اور انہیں خواجہ ابو القاسم جنید بغدادی کی انہیں شیخ صحاد بن مُسلم بن رووہ الاباس بغدادی سے خلعت خلافت ملی تھی۔ وہ حضرت ابی سعید محمد مغربی اور وہ ابو بکر احمد بن عثمان مغربی اور وہ ابی الفضل عبد الواحد التمیمی اور وہ اپنے والد مکرم عبد العزیز تمیمی اور وہ ابی بکر جعفر عبد اللہ شبلی بن یونس المصری بغدادی جو حضرت ابو القاسم جنید بغدادی کے مرید تھے۔ خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا۔

حضرت شیخ سہروردی قدس سرہ شیخ الشیوخ تھے۔ سالک راہ شریعت تھے۔ سرتاج عارفانِ طریقت تھے۔ مفتی ارباب حقیقت تھے۔ حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ آپ ہی کے حقیقی برادر زادہ ہیں۔ شیخ ضیاء الدین ابو نجیب خانوادہ کے بانی اور مؤسس تھے۔ آپ کو چاروں سلسلوں اور چار حضرات کبار سے نعمت روحانیت میسر تھی۔ ایک اپنے عم بزرگوار سے فیض پایا تھا۔ آپ کی کتاب عوارف المعارف طبقہ تصوّف کے لئے ایک بے مثال کتاب ہے یہ کتاب سلسلہ سہروردیہ میں آداب مریدین کے لئے بہترین تصنیف

marfat.com

ہے۔ آپ اپنے چچا کی وفات کے بعد سلسلہ سہروردیہ کے سجادہ نشین ہوئے۔ ایک جہاں نے آپ سے فیض پایا تھا۔ ظاہری و باطنی علوم کے چشمے آپ کے سلسلہ عالیہ سے پھوٹے تھے۔ پھر آپ کو حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت کا شرف حاصل تھا۔ حضرت غوث پاک نے آپ کے لئے اپنی زبان حق ترجمان سے ارشاد فرمایا تھا۔ اَنْتَ خَیْرَ المتھودین فی العراق (آپ عراق کے بہترین مشاہیر میں سے ہوں گے)

سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ نے لطائف اشرفی میں ایک روایت درج کی ہے۔ کہ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ نے بھی حضرت شیخ سہروردی کو خرقہ خلافت سے نوازا تھا ایک اور خلعت خلافت شیخ ابو مدین مغربی سے حاصل کی تھی۔ جن کا ذکر ہم خانوادہ ستتّر (۷۷) میں کریں گے۔

◉

۶۰

خانوادہ فردوسیاں

یہ خانوادۂ تصوّف جناب شیخ ابوالجناب احمد نجم الحق والدّین کبریٰ فردوسی بن عمر بن عبداللہ الخیوقی کی ذات گرامی سے منسوب ہے۔ آپ کامل وقت۔ محتشم روزگار اور فائض نعمتِ کبرائے زمانہ تھے۔ آپ بڑے صاحب تصرّف بزرگ تھے۔ آپ علوم دین کی تحصیل میں مصروف تھے

marfat.com

کہ تبریز میں بابا فرخ تبریزی مجذوب صاحب حال نے اپنے لباس سے قمیص اتار کر آپ کو پہنا دی اس لباس سے آپ کے ظاہری اور باطنی میں زبردست تبدیلی آگئی۔ چونکہ بہت ماہر تعلیم تھے۔ اور ظاہری طریقوں سے علم حاصل کیا تھا۔ آپ کی نگاہ میں کوئی صاحب طریقت نہ آتا تھا جس پر نگاہ ڈالتے علمی معیار پر پورا نہ اُترتا۔ بابا فرخ مجذوب نے آپ کی یہ حالت دیکھی تو دل کی دنیا پر نگاہ ڈالی تو آپ کی قلبی کیفیت کو بدل ڈالا حضرت نجم الدین کبریٰ سماع کی مجالس سے ہمیشہ دُور رہا کرتے تھے۔ آپ خوزستان گئے۔ وہاں جا کر کچھ عرصہ کے لئے بیمار ہو گئے اور صاحب فراش ہو گئے۔ چونکہ آپ کے پاس کوئی رہائشی جگہ نہ تھی۔ حضرت شیخ اسماعیل قیصری کی خانقاہ میں پہنچے جگہ تو مل گئی۔ مگر چونکہ شیخ مجالس سماع منعقد کرایا کرتے تھے شیخ کبریٰ کو سخت تکلیف ہوتی وہ فرماتے ہیں "میری بیماری طویل ہوتی گئی مجھے بیماری سے تو اتنا ڈر نہ تھا۔ مگر خانقاہ میں سماع سے مجھے بے حد کوفت ہوتی۔ حضرت شیخ اسماعیل قیصری ایک دن محفل سماع کی گرمی کے دوران میرے سرہانے آکھڑے ہوئے فرمانے لگے اور مجھے محفل سماع میں لے گئے۔ چند لمحوں کے بعد مجھے یُوں محسوس ہونے لگا کہ میں تندرست ہوں۔ مجلس ختم ہوئی تو مجھے یُوں لگا کہ میں بالکل تندرست ہوں۔ میرا اعتقاد درست ہو گیا میں آپ کا مرید ہو گیا۔ اور ایک عرصہ تک آپ کی خدمت میں رہا۔ اور احوال باطن سے آگاہی نصیب ہوئی۔ ایک دن میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اب مجھے اکثر باطنی احوال سے واقفیت ہو گئی ہے اور میری ظاہر تعلیم شیخ سے کہیں زیادہ ہے حضرت شیخ نے میرے قلبی خطرہ سے آگاہی پا کر ارشاد فرمایا۔ اب تمہیں عمار یاسر کی خدمت میں حاضر ہونا

marfat.com

چاہیئے۔ میں وہاں گیا تو میرے وہاں بھی یہی خیالات رہے۔ حضرت شیخ عمار یاسر نے مجھے مصر میں حضرت روزبہان بقلی قدس سرہٗ کی خدمت میں بھیج دیا۔ میں نے حضرت شیخ کو دیکھا۔ آپ وضو فرما رہے ہیں۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اتنے قلیل پانی سے تو شرعی طور پر وضو جائز نہیں ہو سکتا شیخ کیا کر رہے ہیں۔ حضرت شیخ نے مجھے دیکھا تو میرے قلبی خیال پر آگاہ ہو کر اپنا گیلا ہاتھ میرے منہ پر پھیرا۔ میں بے ہوش ہو گیا اور مجھے اپنے آپ کی خبر نہ رہی۔ اس حالت بے خودی میں مجھے قیامت برپا نظر آئی۔ فرشتے لوگوں کو پکڑے کھینچ رہے ہیں۔ اور گناہ گاروں کو آتش دوزخ میں ڈال رہے ہیں۔ دوزخ کے کنارے پر ایک ہجوم مصیبت زدگان برپا ہے۔ میں نے غور سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہاں کھڑا ہے۔ ہر شخص اس سے اپنی نسبت اور رشتہ ظاہر کرتا ہے۔ اور فرشتے اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ جسے اشارہ کرتا ہے۔ نجات پاتا ہے۔ فرشتوں کی ایک جماعت نے مجھے بھی پکڑ لیا۔ اور گھسیٹنا شروع کر دیا۔ اس شخص کی نگاہ مجھ پر پڑی تو فرشتوں کو فرمایا چھوڑ دیں۔ اس کی نسبت مجھ سے قائم ہے۔ میں نے خلاصی پاتے ہی غور سے دیکھا تو وہ حضرت روزبہان قدس سرہٗ تھے۔"

آپ اس واقعہ کے بعد ہوش میں آئے۔ دیکھا کہ حضرت نماز سے فارغ ہو چکے ہیں۔ آپ قدموں میں گر گئے۔ حضرت روزبہان بقلی نے آپ کی گردن پر ایک مکا رسید کیا۔ آپ منہ کے بل گر پڑے۔ آپ نے فرمایا آج سے اہل حق کی غلطیاں نہ تلاش کیا کرو۔ اور نہ ان سے انکار کیا کرو۔ دل کو ان کے احوال سے صاف کر لو۔ میں نے توبہ کی۔ شیخ نے آپ کی تربیت کی۔ اور روحانی مقامات و مشاہدات سے آگاہ کیا۔

marfat.com

حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کچھ عرصہ کے بعد حضرت عمار یاسر کی خدمت میں واپس چلے گئے۔ حضرت روزبہان بقلی نے آپ کے نام ایک رقعہ لکھا۔ کہ آپ کے پاس جس قدر پیتل ہو۔ مجھے بھیج دیا کرو۔ اور میں سونا بنا کر بھیج دیا کروں گا۔ حضرت نجم الدین کبریٰ نے بابا فرخ تبریزی قدس سرہٗ کے علاوہ شیخ اسماعیل قیصری سے خرقۂ خلافت بھی حاصل کیا تھا۔ پھر آپ نے حضرت شیخ بہان سے بھی خلافت حاصل کی۔

شیخ ضیاء الدین ابی نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ عمار یاسر۔ شیخ روزبہان بقلی اور حضرت غوث الدھر قدس سرہم تمام سے فیضان خلافت حاصل کیا۔ آپ نے ان تمام سلاسل سے نسبت قائم کی۔ حضرت شیخ فردوسی نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ کو حضرت شیخ روزبہان کی دامادی کا بھی شرف حاصل تھا۔ بابا فرخ تبریزی محبوبان حق اور مجذوبان مطلق میں شمار ہوتے تھے۔

سہ
زعالم فارغ است آں دل کہ مجذوب الہٰی شد
شود کوتاہ دست غیر از ملکے کہ شاہی شد

ترجمہ:- جو دل اللہ کا مجذوب ہوتا ہے۔ وہ دنیا و مافیہا سے فارغ ہو جاتا ہے۔ جس ملک کا بادشاہ موجود ہو غیروں کے ہاتھ اس کی سرحدوں کو نہیں چھوتے۔

ہم شیخ محمد اسماعیل قیصری قدس سرہٗ سے لے کر قطب ارشاد حضرت خواجہ ابوالمجد کمیل ابن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کے مکمل حالات واذکار انتیسویں باب میں بیان کر چکے ہیں۔ پھر ان کی سندات خرقہ خلافت قلمی تحریروں کا تذکرہ بھی کر آئے ہیں۔ نفحات الانس کے فاضل مصنف

marfat.com

نے ان بزرگان کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے۔ منہاج العباد الیٰ بیان المعاد اور تحفۃ البردہ میں مفصّل حالات موجود ہیں۔ حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی قدس سرہٗ نے اپنی مشہور کتاب عروۃ الوثقیٰ میں لکھا ہے۔ کہ ابن زیاد تک نام بے نام تک ثابت کیا گیا ہے۔ ابی یاسر بن محمد بن قطر اللہ لبسی شیخ ضیاء الدین سہروردی قدس سرہٗ کے کامل البضاعت خلفا تھے۔ شیخ روزبہان کبیر گازرونی مصری بھی اسی سلسلۂ سہروردیہ کے فیض یافتگان میں سے تھے۔

شیخ کبریٰ قدس سرہٗ خوارزم کے لئے روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر اعلان ولائت و طریقت کیا۔ بڑی شہرت پائی۔ آپ کے مریدوں کے دو طبقے بن گئے۔ بعض لقب فردوسیاں سے ملقّب ہوئے۔ اور بعضے کبرویان سے ملقّب ہوئے۔ آپ کا خصوصی لقب کبریٰ تھا۔ یہ لقب اس لئے مشہور ہوا۔ کہ آپ ابتدائی زمانہ میں تبحّر علمیہ اور طبع رسا ہونے کی وجہ سے جس سے مناظرہ کرتے شکست دیتے۔ اور ہر میدان سخن میں آپ اپنے مدّمقابل پر غالب آتے تھے۔ لوگ آپ کو ابو الجنّات (بفتح جیم و تشدید نون) کہا کرتے تھے۔ لقب وقت کے محدّثین اور اکابر اساتذہ فقہ سے دیا تھا۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے آپ کو کیفیت کی بشارت دی۔ جس کا معنی اور مراد یہ تھا۔ کہ وہ قصد و ارادہ سے اجتناب کرتے ہوئے ماوریٰ حق کے غالب آتے تھے۔ اس کیفیت کے عطا ہونے کے بعد آپ روم اور ہمدان سے واپس آئے۔ اور آتے ہی تجدید و تفرید اختیار کرلی۔ خلافت تبریزی کا شرف اس سے پہلے پا چکے تھے اور کئی سلسلوں سے خرقہائے خلافت سے مزیّن ہو چکے تھے۔ مگر اصل خرقہ خلافت

marfat.com

شیخ اسماعیل قیصری قدس سرہ سے ہی پایا تھا۔ یہ خرقہ دو طرفہ نسبت رکھتا ہے ایک محمد بن مالکیل سے (بسکون لام کسر کاف) کمیل بن زیاد تک ہے۔ دوسری نسبت خانوادہ سہروردیہ ابو نجیب ضیاء الدین سہروردی سے تھی۔ چنانچہ ابی یاسر عمار بن یاسر اور روزبہان کبیر فارسی۔ اسماعیل قیصری اور شہاب الدین سہروردی قدس سرہ تمام کے تمام ہم طریقت بھائی تھے۔ حضرت شیخ فردوسی نے اپنی تصنیف فوا الجمال میں اپنی ریاضتوں، مجاہدوں کے تفصیلی حالات لکھتے ہیں

شیخ ولی تراش

آپ کا ایک لقب ولی تراش بھی تھا۔ کیونکہ آپ کی نگاہ نظر ایسی تھی۔ خاص حالت میں یہ نگاہ جس پر پڑتی اسے کشائیش باطنی میسر آتی تھی۔ ایک دن شیخ سعد الدین کے دل میں یہ خیال آیا۔ کہ آیا اس اُمت میں آج کوئی ایسا آدمی موجود ہے جس کی نگاہ کتے پر بھی پڑے تو اسے اپنا اثر دکھائے۔ آپ نے اسی وقت ایک کتے کو دیکھا جو خانقاہ کے دروازے پر بیٹھا تھا۔ آپ کے تصرف اور منزلت کا یہ اثر ہوا کہ سارے شہر کے کتے جوق در جوق اس کے پاس آتے اور نہایت ادب کے ساتھ اس کے گرداگرد حلقہ باندھتے اور چند لمحات وہ اسی طرح بیٹھے رہتے۔ جبکہ وہ کتا ان کے درمیان بیٹھا رہتا۔ یہ کتا اسی بے خودی میں مرگیا۔ آپ نے حکم دیا۔ اس کُتے کی قبر بنا دی جائے۔ چنانچہ کُتے اس قبر کے ارد گرد آ بیٹھتے۔ کسی نے کیا خوب کہا۔

یک نظر فرما کہ مستغنی شوم زابنائے جنس
سگ کہ شد منظور نجم الدّین سگاں را سرور است

ترجمہ: ایک نگاہ مجھ پر بھی ہو۔ تا کہ میں اپنے ہم جنس لوگوں سے بے نیاز ہو جاؤں۔ تم نے دیکھا۔ جس کتے پر نجم الدّین کبریٰ نے نگاہ ڈالی وہ دوسرے

marfat.com

ایک دن ایک شکاری باز ہوا میں ایک چڑیا پہ جھپٹا۔ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ نے ایک نگاہ ڈالی تو چڑیا نے باز کو شکار کر کے خانقاہ کے سامنے لاڈالا۔ ایک دن ایک سوداگر سیر کرتے ہوئے آپ کی خانقاہ میں داخل ہوا۔ شیخ اس وقت خاص حالت میں تھے۔ ایک نظر دیکھا۔ اسے صاحب ولایت بنا دیا اور حکم دیا کہ اپنے شہر چلے جاؤ۔ اور مخلوقِ خدا کی راہنمائی کرو۔

آپ کی شہرت دُور دُور تک پہنچی۔ آپ عالم اسلام کے اہلِ دل حضرات کے مرجع بن گئے۔ آخر کار آپ کے مریدوں میں سے ستر ایسے کامل اکمل صاحب طریقت اور جامع شریعت پیدا ہوئے کہ وہ اپنے اپنے علاقہ میں مرجع خلائق بنے آپ نے اسّی سال کی عمر میں شہادت پائی۔ آپ کی ولادت ۵۴۰ھ میں ہوئی اور شہادت ۶۱۸ھ میں ہوئی۔ یہ شہادت خوارزم میں چنگیزیوں کے حملۂ عام کے وقت ہوئی تھی۔

ایک بار سلطان سنجر نے آپ کی خدمت میں پیام بھیجا۔ کہ اگر آپ میرے ملک میں قدم رنجہ فرمائیں۔ اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے میری سیستان مملکت کو مشرف فرمائیں۔ تو سیتان مانند بوستان بن جائے۔ آپ کے درویشوں کے لئے ایک مستقل خانقاہ تعمیر کرا دی جائے گی جس کے سارے اخراجات سرکار کی طرف سے ہوں گے آپ نے جواب میں ایک رباعی لکھی۔

؎ چوں چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد
جز فقر اگر بود ہوس ملک سنجرم
زاں دم کہ یافتم خبر از ملک نیم شب
صد ملک نیم روز بیک جو نمی خرم

marfat.com

ترجمہ:۔ اگر میں ملک سنجر کی خواہش دل میں رکھوں اور فقر کو ترک کردوں تو خدا کرے میرے بخت کا چہرہ سنجر کے جھنڈے کی طرح سیاہ ہوجائے جب سے مجھے ملک نیم شب کی لذت ملی ہے۔ اگر میرے سامنے آپ کے ملک جیسے سو ممالک بھی دے دیئے جائیں تو میں اسے جو کے برابر بھی خریدنے کو تیار نہیں۔

حضرت نجم الدین کبریٰ کو حضرت مجد الدین کی شہادت کی خبر نے بڑا پریشان کیا۔ آپ کی حالت متغیر ہوگئی۔ سجدہ میں گر پڑے سر اٹھا کر فرمایا میں نے اپنے بیٹے مجد الدین کے خون کا بدلہ اللہ سے مانگا ہے اور عرض کی ہے کہ یہ ملک خوارزم سلطان وقت سے چھین لیا جائے اللہ نے میری استدعا قبول کر لی ہے۔ جب یہ بات سلطان تک پہنچی تو وہ شاہی دربار سے اُٹھا۔ اشرفیوں کا ایک طشت آراستہ کیا۔ اس پر ایک تلوار رکھی۔ کفن پہنا اور برہنہ پا حضور نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بڑی عاجزی سے عذر خواہی کی اور عرض کیا۔ اگر دیت کا حکم ہو تو حاضر ہے۔ اگر قصاص کا حکم ہو تو تلوار حاضر ہے۔ اور میرا سر حاضر ہے۔ آپ نے جواب میں صرف اتنا فرمایا۔ کَانَ ذَالِكَ فِی الْکِتَابِ مَسْطُوْرًا۔ یہ بات تو کتاب اللہ (تقدیر الٰہی) میں لکھی جا چکی ہے۔ میرے بیٹے کی دیت تو خوارزم کا پورا ملک ہے۔ اس کے علاوہ ایران و توران بھی دینا ہوں گے اور قصاص میں تمہارا سر اور دوسرے نامور ان مملکت کے سر اور بے پناہ مخلوق کی جانیں۔ اور خود میرا خون ادا کرنا ہوگا۔ بادشاہ خون کے آنسو روتا ہوا مجلس سے نکلا اور مال و ملک سے مایوس ہو کر بیٹھ گیا۔ حتیٰ کہ ۶۱۵ھ یعنی اس واقعہ کے آٹھ سال بعد یا ۶۱۷ھ میں آپ کو شہید کر دیا گیا۔ چنگیز خان

marfat.com

سلطنت ختا کو تہس نہس کرنے کے بعد آٹھ لاکھ خونخوار منگولوں کو لے کر ماوراالنہر سے خوارزم پر حملہ آور ہوا۔ اس نے خوارزم شاہ کو لکھا کہ وہ جنگ کے لئے تیار رہے۔ میں آرہا ہوں۔ سلطان خوارزم نے اپنے بیٹے رکن الدین کو تخت نشین کر دیا اور خود خراسان کی طرف نکل پڑا۔ چنگیز خان فوجوں نے خوارزم شہر کا محاصرہ کر لیا۔ سخت لڑائی ہوئی۔ جونہی تاتاریوں کی یلغار کی خبر پہنچی۔ حضرت نجم الدین کبریٰ نے اپنے احباب۔ ارباب تصوف زیر تربیت مریدوں اور اپنے طالبان طریقت کو تیار کیا۔ ان لوگوں کی تعداد چونسٹھ ہزار تھی۔ آپ نے بعض چیدہ چیدہ خلفاء کو حکم دیا کہ وہ یہاں سے جلدی کہیں دوسرے علاقوں میں چلے جائیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک زبردست آگ مشرق سے اٹھ کر آگے بڑھ رہی ہے اور عالم اسلام کی مغربی سرحدوں تک اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے۔ یہ آفت آج تک عالم اسلام نے نہیں دیکھی اور یہ تقدیر مبرم ہے جو ٹل نہیں سکتی۔ اس پر کوئی دعا یا دوا اثر نہیں کرے گی۔ ہمیں حکم ہوا ہے کہ ہم جس قدر اس معاشرہ اور شہر میں آرام و آسائش حاصل کرتے رہے ہیں ان مصائب میں بھی شریک رہیں۔ اور ان آگ کے شعلوں کے سامنے رہیں۔ حضور کی اس تقدیر اور اعلان کے بعد بہت سے بیمار۔ معذور اور مامور حضرات خوارزم سے روانہ ہو کر مغربی ممالک اسلامیہ کو روانہ ہو گئے۔

تاتاری جرجان جو خوارزم کا پایہ تخت تھا۔ پہنچے۔ چنگیز خان کے بعض شہزادے حضرت شیخ کی شہرت اور کرامات سے واقف تھے۔ انہوں نے آپ کو پیغام بھیجا کہ حضرت شیخ اپنے رفقاء کو لے کر شہر سے باہر چلے جائیں۔ مگر حضرت نے یہ بات قبول نہ فرمائی۔ آپ کو معلوم تھا کہ میری شہادت

marfat.com

اور میرے احباب کی شہادت لکھی جا چکی ہے۔ شیخ نصیر الدین ابونصر قدس سرہٗ نے انہی دنوں اطراف بلخ میں پچاس ہزار مرید مشائخ اور سادات کو جمع کیا۔ اور انہیں سلامتی سے بچا لیا تھا۔

خوارزم شاہ کا بیٹا مقابلہ میں نکلا۔ مگر شہر کو تاتاری یلغار سے نہ بچا سکا۔ شہر سے بھاگا۔ چنگیزی شہزادوں کو اس بات کا علم نہیں تھا۔ انہوں نے شہر پر زبردست حملہ کر دیا۔ شیخ بھی اپنے احباب کو لے کر مقابلہ کو نکلے اور جہاد و قتال کرنے لگے آخر کار آپ پر تیروں کی بارش آ پڑی اور آپ شہید ہو گئے۔ لڑائی میں آپ ہاتھ ایک تاتاری کافر کا پرچم ہاتھ میں آ گیا۔ شہادت کے بعد دیکھا گیا کہ وہ پرچم آپ کے ہاتھ میں موجود تھا۔ اسے کاٹ کر علیحدہ کیا گیا۔ مولانا جلال الدین رومی قدس سرہٗ نے اس واقعہ کو ایک شعر میں بیان فرمایا ہے۔

ما از آں نیم محتشا نیم کہ ساغر گیرند
نے از آں مفلسگان کان بر لاغر گیرند
بیکے دست می ساغر ایمان نوشند
بیکے دست دگر پرچم کافر گیرند

ترجمہ:۔ ہم وہ قابل احترام لوگ ہیں کہ ساغر ہاتھ میں اٹھاتے ہیں اور ہم وہ مفلس اور کم ظرف نہیں ہیں۔ کہ کمزوروں پر ہاتھ اٹھائیں ہمارے ایک ہاتھ میں ساغر ایماں ہے اور دوسرے میں پرچم کافر ہے۔

خوارزم کا تمام شہر زیر و زبر ہو گیا۔ مخلوق خدا تباہ و برباد ہو گئی خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ عورتیں۔ بچے چھوٹے ضعیف گرفتار کر لئے گئے۔ باقی شہریوں کو تہہ تیغ کر دیا گیا۔ اسی قسم کے حادثات چنگیز خان کے ہاتھوں

marfat.com

توران ایران اور خراساں جیسے ملکوں میں ہوئے چند سالوں میں عالم اسلام کی خوشحال سلطنتیں برباد ہو کر رہ گئیں۔ لاکھوں انسان تہہ تیغ کر دیئے گئے نیشاپور میں سات لاکھ مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا۔ غریق بحر اسرار خواجہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ بھی نیشاپور کے ان لوگوں میں سے تھے۔ جنہیں شہید کر دیا گیا۔

محمد سلطان شاہ خوارزم عالم اسلام کے کئی قلعوں میں پناہ گیر ہوا۔ مگر تاتاری فوجیں اسے وہاں سے بھگا دیتی تھیں اور اس کا دور تک تعاقب کرتی تھیں۔ آخر کار زندران کے ایک جزیرے میں ہزاروں ارمال لئے فوت ہو گیا۔ اور کفن کے بغیر دفن کر دیا گیا۔ تاریخ گزیدہ میں لکھا ہے۔ بادشاہ کے سات بیٹے تھے ان میں جلال الدین، غیاث الدین اور رکن الدین نے بڑی شہرت پائی۔ ہر ایک بیٹے نے مسلمانوں کا لشکر لے کر تاتاریوں سے سخت مقابلے کئے اور ملکی دفاع میں جان کی بازی لگا دی مگر کامیابی نہ ہو سکی۔ اس تھوڑے عرصہ میں اس خاندان کا نام و نشان دنیا کی تاریخ سے مٹ گیا۔

حضرت نجم الدین کبریٰ کے نامور خلفاء

مجد الدین بغدادی

حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ کے خلفاء اعظم میں سے شیخ ابوسعید مجد الدین شرف بن ابی الفتح موید الدین بغدادی قدس سرہٗ کا نام سرفہرست ہے۔ حضرت شیخ نے آپ کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا اور اسے اجازت تھی کہ وہ حضرت شیخ کے

marfat.com

سامنے مسند آراستہ کر کے بیٹھے ۔سلطان محمد خوارزم کی والدہ ترکان خاتون آپ کی بڑی معتقد تھی اور آپ کی مجلس وعظ میں حاضر ہوا کرتی تھی ۔ ایک بادشاہ شراب کے نشے میں تھا ۔حضرت مجدالدین سے نکاح کر لیا ہے ۔ اسے بے پناہ غصّہ آیا ۔ اس نے حکم دیا کہ شیخ مجدالدین کو باندھ کر دریائے جیحوں میں پھینک دیا جائے ۔جب ایسا کر دیا گیا تو دوسرے دن اسے ہوش آیا ۔ اصل واقعہ معلوم ہوا تو بڑا نادم ہوا اور معافی مانگنے کے لئے حضرت نجم الدین کبریٰ کے دربار میں برہنہ پا حاضر ہوا ۔ جواہرات کا ایک طشت نذر کیا ۔مگر حضرت کبریٰ کی دُعا اثر کر چکی تھی جو چند برسوں بعد تاتاری طوفان بن کر آئی ۔ اس وقت حضرت نجم الدین قدس سرہٗ کی زبان کے مجدالدین کے غرق ہونے کے الفاظ تھے ۔ آپ زندگی میں بھی اپنی رباعیات میں شہید البحر ہونے کے اشارے کیا کرتے ۔

آپ کی شہادت چھٹی صدی ہجری کے گیارہویں سال میں واقع ہوئی ۔ مؤرخین نے ۶۱۱ھ بعض روایات میں ۶۰۷ھ پڑھا گیا ہے ۔ سال ولادت ۵۵۶ھ میں ہوئی تھی ۔

آپ نہایت خوش شکل انسان تھے ۔آپ کی زوجہ محترمہ نیشاپور کی تھیں ۔مؤرخین نے شیخ مجدالدین کی زندگی کے کئی واقعات ،مشاہدات استفسارات اور جوابات لکھے ہیں ۔ آپ نے اپنے کشف سے بہت سے حقائق بیان فرمائے تھے ۔خصوصاً شیخ الرئیس بو علی سینا کی شخصیت جس نے اپنی قوت ذہنی سے بے شمار علوم حاصل کئے تھے اور اس کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ حضور سرورکائنات کی وساطت کے بغیر ہی اللہ تعالیٰ تک رسائی کرے اہل تصوّف نے اسے ایسا کرنے سے بارہا روکا تھا ۔مگر وہ

marfat.com

باز نہ آیا۔ آخرکار گمراہی کی آگ میں جا گرا۔

حضرت شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ قدس سرہٗ نے اپنی کتاب چہل مجلس اور عروہ الوثقیٰ میں ثابت کیا ہے کہ اس قسم کے مشاہدات کو ثابت کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ مولانا جمال الدین چلپی جو امام غزالی کے خاندان میں سے تھے ایک بار شام سے روم جا رہے تھے راستے میں مدینہ منورہ حاضری دی۔ روضہ رسول پاک کی زیارت کو آئے مراقبہ کیا اور دنیا کے بہت سے مشاہیر کی عاقبت کے بارے میں دریافت کیا ہر ایک کا جواب پایا۔ الغرض اللہ تعالےٰ نے ابن سینا کو علم کی زیادتی کی وجہ سے آگ میں پھینکا تھا۔ اور وہ ضلالت کے گڑھے میں گر گیا۔ دوسری طرف امام فخر الدین عراقی اور حجتہ الاسلام امام غزالی قدس سرہم علم ایمان کی باہمی قوتوں سے منزلِ مقصود پہ پہنچے۔ اللہ تعالےٰ نے امام الحرمین ابوالحسن اشعری رضی اللہ عنہ سے دین کی نصرت کا بڑا کام لیا۔ مولانا موفق الدین کوافی قدس سرہٗ بھی حضرت نجم الدین کبریٰ کی مجالس کے فیض یافتہ تھے۔ شیخ نور الدین عبدالرحمان اسفرائنی کسرتی کو القا ہوا تھا کہ امام غزالی ہمارے دربار میں ناتمام سلوک کے باوجود حاضر ہوئے تھے مگر ان کی حیرت نہ گئی۔ مولانا جلال الدین رومی قدس سرہٗ نے ان اربابِ علم متکلمین اور فلاسفہ کے متعلق لکھا ہے۔

گر باستدلال کار دیں بدے
فخر رازی رازدار دیں بدے

اگر دین کا کام صرف استدلال اور مناظرہ سے طے پاتا۔ تو فخر الدین رازی کا متکلم دین کا رازدار ہوتا۔

marfat.com

شیخ حموی آپ کے خلفاء میں سے شیخ سعد الدین محمد بن موید بن ابوبکر بن ابی الحسن بن محمد حموی قدس سرہٗ بڑے جلیل القدر بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ نے کتاب محبوب سجنجل الارواح اور اور بہت سی دوسری کتابیں لکھیں۔ حضرت شیخ صدر الدین تونوی آپ کی مجالس میں پہنچے تھے آپ کا کلام دقیق ہے اور باطنی آنکھ کی روشنی کے بغیر کلام کو سمجھا نہیں جا سکتا۔ آپ ۶۶۵ھ میں نیشاپور میں فوت ہوئے۔

شیخ سیف الدین باخرزی حضرت شیخ سیف الدین باخرزی قدس سرہٗ بھی آپ کے خلفاء میں سے تھے۔ حضرت قطب عالم فرید الدین قدس سرہٗ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ آپ کے دستر خوان پر ہر روز ایک ہزار آدمی کھانا کھایا کرتے تھے آپ کا یہ مشہور شعر صوفیا کرام کی زبان پر ہوتا ہے۔

ہر شب بمثال پاسبان کویت
می گردم گرد آستان کویت
باشد کہ بر آید اے صنم روز حساب
نامم ز جریدۂ سگان کویت

شیخ نجم الدین رازی آپ حضرت نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے شیخ نجم الدین رازی کا نام بھی مشہور زمانہ ہے۔ آپ چنگیزی حملہ کے وقت خوارزم سے نکل آئے تھے اور روم میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ وہاں شیخ صدر الدین تونوی مولانا جلال الدین رومی۔ سید برہان الدین محقق ترمذی شمس الدین تبریزی

marfat.com

اور حسام الدین رومی جیسے اہل سلوک کی مجالس میں رہے۔ آپ کی کتاب مرصاد العباد پانچ باب چالیس فصلوں میں مشتمل ہے۔ جس میں مختلف قسم کے افراد طریقت کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ کتاب سلطان علاء الدین سلجوقی سے معنون کی تھی۔ جن دنوں شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ خلیفہ ناصر الدین عباسی سے خلعت سفارت لے کر سلطان علاء الدین سلجوقی کے دربار میں آئے تو شیخ نجم الدین قدس سرہٗ نے یہ کتاب دربار میں پیش کرنے سے پہلے اصلاح کرنے کے لئے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں پیش کی تھی۔ آپ نے اسے دیکھا۔ پسند فرمایا۔ اور چند سطریں بطور تقریظ لکھیں۔ اس کتاب کے بعد آپ نے تفسیر بحر الحقائق لکھی۔ آپ ۶۵۴ھ میں واصل بحق ہوئے آپ کا مزار بغداد میں سری سقطی اور جنید بغدادی کے مزارات کے باہر واقع ہے۔

شیخ جمال الدین قزوینی

شیخ جمال الدین عین البرہان کیلی قزوینی قدس سرہٗ بھی حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کے خلفاء میں سے تھے پھر شیخ رضی الدین علی جن کا ذکر منزل پچاسی میں تحریر کر رہے ہیں۔ آپ کے خلیفہ تھے۔ مولانا بہاء الدین ولد ابن حسین ابن احمد بلخی بکری قدس سرہٗ بھی آپ کے خلیفہ تھے۔ آپ مولانا رومی کے والد تھے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کی اولاد سے تھے۔ مولانا کی والدہ سلطان خراسان علاء الدین بن خوارزم شاہ کی بیٹی تھی۔ بادشاہ نے یہ بیٹی حضور سرورِ کائنات کی خواب میں زیارت کے وقت آپ کے اشارہ سے نکاح میں دی تھی حضور نے ہی آپ کو سلطان العلماء کا لقب دیا تھا۔ آپ کو شریعت و طریقت میں خاص دسترس حاصل تھی اور خاص و عام آپ

marfat.com

سے ہی رجوع کیا کرتے تھے۔ مولانا فخر الدین رازی جیسے صاحب علم و فضل آپ سے استفادہ کیا کرتے تھے۔ مورخین نے لکھا ہے کہ آپ نے شاہ بلخ کے خلاف بغاوت کر دی تھی۔ چنانچہ آپ بلخ سے چل کر بغداد آ گئے تھے۔ لوگوں نے پوچھا۔ آپ کا قافلہ کہاں سے آ رہا ہے اور کہاں جا رہا ہے۔ فرمایا۔ مِنَ اللّٰہِ و اِلَی اللّٰہ۔ ولا حول ولا قوۃ اِلاّ باللّٰہ میرا قافلہ اللہ کی طرف سے آ رہا ہے اور اللہ کی طرف ہی جا رہا ہے جب یہ بات شیخ شہاب الدین نے سنی تو فرمایا یہ بات بہار الدین کے بغیر اور کسی کے مُنہ سے نہیں نکل سکتی۔ اٹھے۔ اور علماء کے ایک وفد کے ساتھ شہر سے باہر آ کر آپ کا استقبال کیا۔ اور بڑے اعزاز و اکرام سے شہر کے اندر لائے ادب کی نوبت یہاں تک کہ آپ کے موزے اپنے ہاتھ سے اتارتے تھے۔ آپ وہاں سے روانہ ہو کر حج بیت اللہ کو گئے اور بعد میں روم چلے گئے۔ آپ چار سال آذربائیجان اور سات سال لارندہ میں قیام فرما ہوئے وہاں ہی حضرت مولانا رومی کی اٹھارہ سال کی عمر میں شادی کی ۶۲۳ھ میں سلطان ولد پیدا ہوئے پھر سلطان وقت نے آپ کو قونیہ میں رہنے کے لئے مکانات بنا دیئے۔ اسی شہر میں مولانا بہار الدین و پیدا ہوئے تھے۔ آپ نے ۱۸ ربیع الاول ۶۱۸ھ کو وفات پائی۔

بابا کمال جندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ کبریٰ کے جلیل القدر خلفاء میں سے حضرت بابا کمال الدین جندی قدس سرہٗ بھی تھے۔ حضرت شیخ نے آپ کو حکم دیا۔ کہ وہ ترکستان کے ایک موضع جندا میں چلے جائیں وہاں مولانا شمس الدین مفتی کا ایک بیٹا مولانا احمد نامی ہو گا اور ہمارا یہ خرقہ اسے پہنچا دیں اور اس کی تعلیم و تربیت میں

marfat.com

میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرنا۔ حضرت بابا کمال نے ایک عرصہ تک شمس الدین تبریزی کو اپنی مجالس میں رکھا اور تعلیم و تربیّت دی یہ وہ دور تھا جب فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے بابا کمال الدین جندی کے زیر تربیّت تھے۔ یہ دونوں بزرگ بیک وقت مجاہدات و مکاشفات سے گذرے تھے۔ حضرت عراقی اپنے ہر روزہ اسباق کو منظوم الفاظ میں محفوظ کر لیا کرتے تھے اور اپنے پیر و مرشد بابا کمال الدین کو سنا کر داد تحسین حاصل کیا کرتے تھے۔ بابا کمال الدین محبت سے شمس الدین تبریزی سے پوچھا کرتے تھے۔ بابا شمس الدین تم بھی کوئی کتاب مرتب کیا کرو۔ وہ عرض کیا کرتے ہمیں آپ کی برکات سے برادرم فخر الدین عراقی سے بڑھ کر فتوح غیب میسر آئی نہیں۔ لیکن میری طبیعت میں ذوق شعری نہیں ہے۔ اس لئے میں اسے اشعار میں پابند نہیں کر سکتا۔ بابا کمال نے آپ کے حق میں دعا فرمائی۔ اے اللہ۔ اسے کوئی ایسا صاحب علم دانشور عطا فرمانا جو شمس الدین کی زبان کو لوگوں تک پہنچا سکے اور یہ حقائق و معارف لوگوں تک پہنچ سکیں۔ اس دعا کا نتیجہ تھا۔ کہ آگے چل کر اللہ تعالےٰ نے حضرت شمس الدین تبریزی کو مولانا جلال الدین رومی جیسا صاحب سخن مرید عطا فرمایا وہ شمس تبریزی کی تربیت میں رہے اور دنیائے اسلام میں عرفان و طریقت کے دریا بہائے گئے اور ناکامی کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کو راہ حق کی راہنمائی کرتے گئے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا رومی نے ظاہری تعلیم تو اپنے والد ماجد سے پائی تھی والد کی وفات کے بعد دس سال تک مولانا سید برہان الدین محقق ترمذی کے زیر تربیّت

marfat.com

ترجمہ:۔ عطار روح تھے۔ اور سنائی دونوں آنکھیں تھیں۔ ہم عطار اور سنائی کے بعد آئے ہیں۔

حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فنا فی الحق۔ مخزن اسرار توحید صاحب عظمت اور قطب وحدت کی بلند منازل پر فائز تھے۔ آپ نے ایک سو تیس سال عمر پائی تھی (۵۱۴ھ) ہجری میں پیدا ہوئے اور چنگیزی قتل عام میں شہادت پائی تھی۔

تاتاریوں نے نیشاپور کا محاصرہ کیا تھا۔ اس محاصرے کے دوران چنگیز خان کا داماد قتل ہوگیا چنگیز نے آتش غضب میں آکر اپنے مظالم کو اور غضب ناک کر دیا اور اس نے حکم دیا کہ اس کے داماد کے انتقام میں نیشاپور کے تمام لوگوں کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ نیشاپور فتح کرنے کے بعد آٹھ لاکھ انسانوں کو جن میں چھوٹے بڑے سب شامل تھے قتل کر دیا گیا۔ حضرت شیخ عطار پچاس سال نیشاپور میں رہے۔ بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کی عمر ایک سو پندرہ سال لکھی ہے۔ حضرت شیخ ابراہیم بن اسحاق قدس سرہٗ آپ کے والد گرامی تھے۔ آپ حضرت قطب المجاذیب قطب الدین حیدر زواجی نہ کی جن کا ذکر ۹۸ منزل میں آئے گا کے مرید تھے۔ حضرت عطار بھی بچپن میں حضرت حیدر قدس سرہٗ کے منظور نظر تھے۔ اور ابتدائی عرفانی تربیت آپ سے ہی پائی تھی۔ آپ نے جوانی میں حیدر نامہ کتاب آپ کے تاثرات اور پرتو انوار میں لکھی تھی آپ نے ایک سائل کے اشارہ پر تائب ہوئے اور پھر اسی حالت میں شیخ رکن الدین اکاف قدس سرہٗ جو وقت کے عارف کامل تھے سے بیعت ہوئے تھے۔ آپ کچھ عرصہ کے لئے آپ کے زیر تربیت رہے پھر

marfat.com

رہے۔ شریعت و طریقت کے علاوہ دوسرے فنون دین اور اسرار الیقین میں ماہر ہوئے۔ سیّد برہان الدین محقق آپ کے والد ماجد بہار الدین ولد کے نامور تلامذہ میں شمار ہوتے تھے۔ اور ترمذ کے مشہور سادات میں سے تھے۔ وہ صاحب حال و قال تھے۔ جن دنوں حضرت عمدۃ العارفین خواجہ شہاب الدین سہروردی روم میں تشریف لائے تو سید برہان الدین کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ آپ اس وقت خاکستر پر بیٹھے تھے۔ آپ نے جناب سہروردی کو دیکھا مگر اپنی جگہ سے حرکت نہ کی صرف اشارہ سے ہی سلام کا جواب دیا اور بات کا جواب دیا۔ مریدوں نے حضرت سیّد سے اس خاموشی کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا۔ اہل حال کے سامنے حال سے ہی گفتگو کرنا چاہیئے زبان قال سے گستاخی کا احتمال ہوتا ہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے میرا حال شیخ صلاح الدین قونوی کو دے دیا گیا ہے اور میرا قال مولانا جلال الدین رومی کو عطا ہوا ہے۔

آپ کا مزار دارالفتح قیصری میں واقعہ ہے۔ حضرت مولانا رُومی نے جن دنوں اپنے والد مکرم کے ساتھ خوارزم سے روم جا رہے تھے۔ حضرت شیخ فریدالدین عطار کی نیشاپور میں زیارت کی تھی۔ اس وقت آپ کے قلب میں فتوحات نازل ہونے شروع ہو گئے تھے۔ آپ خود فرماتے ہیں۔

گرد عطار گشت مولانا شربت از دست شمس بود ش نوش

ایک اور مقام پہ فرماتے ہیں۔

عطار روح بود سنائی دو چشم او
ما از پئے سنائی و عطار آمدیم ما

marfat.com

حرم پاک میں گئے۔ اور وقت کے بہت سے اکابر طریقت سے ملاقات کی۔ ہر ایک سے روحانی فیض پایا تھا۔ تصوف پر ہزاروں کتابیں جمع کیں ستر سال تک صوفیاء کی حکایات اور امثال جمع کرتے رہے۔ آپ نے تصوف کے حقائق دو جمع کرنے میں زندگی کا ایک عرصہ صرف کر دیا اسی زمانہ میں آپ کی بہت سی تصانیف شعر و نثر میں سامنے آئیں۔ آپ نے آخرین عمر میں شعری دیوان ترتیب دیا تھا۔ ایک زمانہ آیا کہ آپ گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ آپ کو حضرت شیخ مجدالدین بغدادی سے خرقۂ خلافت حاصل ہوئی تھی۔ بعض مستند اور معتبر کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ حضرت شیخ پر آپ کا نور ایک سو پچاس سال بعد متجلی ہوا۔ مولانا روم کی مثنوی آپ کی کتاب "اسرار نامہ" کا تتبع ہے۔ حضرت شیخ عطار نے یہ کتاب حضرت رومی کو اس وقت دی تھی۔ جب آپ بچے تھے اور اپنے والد کے ساتھ زیارت کو گئے تھے۔ آپ نے کتاب "اسرار نامہ" دیتے ہوئے فرمایا تھا۔ یہ کتاب تجھے زندگی بھر کفائیت کرے گی۔ آپ مشہور تصانیف ہیں اسرار نامہ۔ پند نامہ۔ مصیبت نامہ۔ وصیت نامہ۔ حیدر نامہ۔ بلبل نامہ وصل نامہ۔ شمل نامہ اور بے سر نامہ یادگار نامہ ہیں۔ آپ کی ایک کتاب مختار نامہ بھی ہے۔ جو رباعیات کا مجموعہ ہے۔ منطق الطیر۔ جوہر ذات دیوان غزلیات بھی آپ کے اشعار آبدار کے مجموعے ہیں۔ تذکرۃ الاولیاء اخوان الصفا چہل رسائل نثری تصانیف یادگار روزگار بنیں ہیں۔ آپ نے ہر کتاب روحانیت کے ایک خاص مقام پر فائز ہونے کے بعد لکھی ہے اور ہر کتاب میں آپ کا منصب نمایاں نظر آتا ہے مثلاً جوہر ذات اس وقت لکھی گئی تھی جب آپ فنا فی الحق کی منزل پر فائز تھے۔ بے سر نامہ

marfat.com

اس وقت لکھی جب آپ صفت جلال اور آرزوئے فنا کے مقام کمال پر تھے۔ یہ وہ منصب تھا جب آپ کو لقائے مجازی و حقیقی صوری و معنوی حاصل تھا۔ یہ ایک طویل قصیدہ ہے۔ جس میں وحدت در کثرت کا بیان ہے۔ ارباب تحقیق نے اس کتاب کی بے شمار شرحیں لکھیں ہیں۔ اس کتاب کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے۔

ے اے روئے در تو کشیدہ بیازار آمدہ
حلقے باین طلسم گرفتار آمدہ!

ترجمہ:۔ میرا محبوب آج خشم آلود چہرے سے بر سر بازار آگیا ہے۔ اس کی ایک نگاہ کے طلسم میں مخلوق گرفتار ہو گئی ہے۔

حضرت شیخ کا مزار پُر انوار شاد باغ نیشاپور میں واقع ہے۔ یہ باغ شہر باذرگان کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کی قبر قاضی یحییٰ نے شاندار عمارت بنائی تھی۔ حالانکہ وہ شیخ کا مخالف تھا لیکن جب سے عالم برزخ میں آپ کے مراتب کا علم ہوا تو تائب ہو گیا۔ اور بلند منازل پانے میں کامیاب ہو گیا۔ سلطان ابوالبقا حسین مرزا کے عہد حکومت میں دوبارہ امیر علی شیر نوائی نے آپ کے مزار کو از سرِ نو تعمیر کرایا تھا۔

حضرت شیخ صنعانؒ

تصوف کے بعض تذکروں میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ عطار پیر صنعان اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ یہ وہ بزرگ تھے جنہوں نے جناب غوث الدہر حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس اعلان کی مخالفت کی تھی جو آپ نے بغداد میں قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ

marfat.com

فرمایا تھا لیکن اس انکار کی وجہ سے آپ کو بڑی مصیبت سے دوچار ہونا پڑا گمراہی کے کنارے جا پہنچے۔ آخر کار آپ کے دو مریدوں کی استدعا پر حضرت غوث اعظم نے انہیں معاف کر دیا تھا اور آپ اس ابتلا سے محفوظ ہو گئے اور معذرت کرنے کے لئے بذاتِ خود بغداد میں جناب غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مامون العافیت ہوئے تذکرہ نگاروں نے جن دو مریدوں کی وساطت سے معافی کی درخواست کی قبولیت کا ذکر کیا ہے۔ ان میں ایک حضرت عطار تھے۔ اور دوسرے شیخ محمود مغربی تھے۔ اس روایت کے باوجود حضرت شیخ عطار اپنی کتاب منطق الطیر میں ایک امتثالی حکایت میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت صنعان پچاس سال تک خانہ کعبہ کے مجاور رہے اور آپ کے ساتھ اس وقت چار سو صاحبِ کمال مرید موجود تھے ایک وقت آیا کہ آپ حضرت صنعان روم میں متواتر ناکامی اور نامرادی کی خوابیں دیکھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ عرفان و وحدت کوئی چیز نہیں۔ آپ کے دل میں یہ سمایا کہ دنیا کا دلفریب حسن و جمال ہی سب کچھ ہے۔ چنانچہ آپ اس وقت کی ایک آتش پرست لڑکی کو دل دے بیٹھے۔ آپ کا یہ حال دیکھ کر ہزاروں مرید آپ سے متنفر ہو گئے۔ اور آپ سے علیحدگی اختیار کر لی۔ ایک ایسا مرید تھا جو اس موقعہ پر غیر حاضر تھا۔ جب وہ واپس آیا تو اس نے شیخ صنعان کی حالت کو دیکھا تو آپ نہایت سختی سے عبادت و ریاضت کی طرف واپس لانے کی کوشش میں مصروف ہو گیا۔ اور خود بارگاہِ الٰہی میں دعا و التجا میں رہتا۔ اور کہتا اے اللہ میرے شیخ کو راہ راست دے۔ آخر کار اس نے خواب میں رسول مقبول

marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت کی آپ نے بشارت دی کہ شیخ صنعان کو نجات مل گئی ہے۔ دوسرے دن شیخ صنعان کی قلبی حالت بدل گئی وہ آتش پرست عورت جس پر آپ فریفتہ تھے۔ آتش پرستی چھوڑ کر دامن اسلام میں آ گئی۔ موت آئی تو دونوں ایک وقت میں واصل بحق ہوئے۔ اور دونوں کی قبریں ساتھ ساتھ بنائی گئیں۔ ہو سکتا ہے جس مرید نے آپ کی اصلاح کیلئے دعائیں کیں اور حضور کی حضوری سے بشارتِ نجات پائی تھی وہ حضرت شیخ عطّار قدس سرہٗ ہی ہوں۔

جب شیخ صنعان نے حضرت غوث الاعظم کے اعلان سے انکار کیا تھا تو یہ واقعہ بلاشک وشبہ تمام تذکرہ نگاروں نے متفقہ لکھا ہے ہم حضرت شیخ عطّار کی کتاب جوہر ذات سے چند اشعار نقل کرتے ہیں جس سے آپ کی بلند مرتبت کا نشان ملتا ہے۔

کجائی ایں زمانِ عطار اینجا — یقین شد بر سر اسرار اینجا
زحلاج ایں زمانِ ماندہ است باقی — عجائب بین کہ گردت مست ساقی
دریں صورت بگو اسرار اینجا — کہ بر میداری از دلدار اینجا
بگو عطار ایندم جملگی فاش — چو دیدی در درونِ خویش نقاش
بگو عطار تو از جان میندیش — حجاب خویشتن بردار از پیش
چو منصور است بردار حقیقی — درونِ تو نمودار حقیقی
دما دم می نمایم راہ توحید — دما دم می برون آیم ز تقلید
چو جان دانست درعشقِ تو مشہور — ازاں خواہیم گفتن راز منصور
عجائب جوہر منصور آمد — کہ جانِ او حقیقی نور آمد
منت منصورم اے جان جہانم — کہ اسرار تراہم بر تو خوانم

marfat.com

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد محترم سلطان العلماء مولانا بہاء الدین ولد بلخی قونوی رومی کے علاوہ بہت سے اہل تصرف حضرات سے فیضان پایا تھا۔ مگر جب آپ کو حضرت خواجہ قطب ابدالی شمس الحق والدین شمس تبریزی بن محمد بن علی بن ملک داد قدس سرہ شناسائی ہوئی۔ تو انہیں کے ہو کر رہ گئے آپ لکھتے ہیں۔

ہیچ کس از پیش خود چیزے نشد
ہیچ کس را از خود انگیزے نشد
دانہ انگور و تخم خربزہ
تا بر دہقان نشر چیزے نشد
ہیچ حلوائی نشد استاد کار
تا کہ شاگرد شکر ریزے نشد
مولوی رومی نشد صاحب کمال
تا غلام شمس تبریزے نشد

ترجمہ:۔ آج تک کوئی شخص بذاتِ خود کمال حاصل نہیں کر سکا اور کوئی انسان آج تک بذاتِ خود درجہ کمال کو نہیں پہنچا۔ انگور کے دانے۔ خربوزے کے بیج بھی اس وقت تک نشو و نما نہیں پاتے جب تک کسی کسان کا ہاتھ انہیں ایسا کرنے پر تیار نہ کرے۔ کوئی حلوائی اس وقت تک استاد کار نہیں بن سکتا۔ جب تک کسی شکر ریز کی شاگردی اختیار نہ کرے۔ اسی طرح مولوی رومی اس وقت تک صاحب کمال نہیں بن سکا جب تک اسے شمس تبریزی کی غلامی نصیب نہیں ہوئی۔

حضرت شمس تبریزی کے پیر کا نام بعض تذکرہ نگاروں نے سلاباف

marfat.com

تبریزی لکھا ہے مگر اکثریت تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ آپ بابا کمال جندی قدس سرہٗ کی نعمتوں سے فیضیاب ہوئے تھے۔ بعض نے آپ کے پیر و مرشد کا نام محمد رکن الدین اسحاق سنجاس قدس سرہٗ لکھا ہے جو خانوادہ سہروردی کے خلیفہ مجاز شیخ قطب الدین ابری قدس سرہٗ کے مرید تھے۔

O

۶۱

خانوادہ فردوسی کے دیگر سلاسل

اگرچہ خانوادہ فردوسی حضرت شیخ نجم الحق والدین المعروف بہ شیخ کبریٰ خوارزمی سافقی جرجانی قدس سرہٗ سے منسوب ہے۔ مگر یہ خانوادہ شیخ ضیاء الدین کے خلفاء کی وساطت سے سلسلہ سہروردیہ سے بھی جا ملتا ہے۔ اسی طرح خانوادہ گازرونی خانوادہ جنیدی سے ملتا ہے پھر یہ خانوادے سرّی سقطی معروف کرخی۔ داؤد طائی قدس سرہٗ کی وساطت سے آگے بڑھتے ہیں۔ اسی طرح خانوادہ عجمی اور خانوادہ طیفوری بھی حضرت امام تک جا ملتے ہیں۔ چشتیہ سلسلہ خانوادہ ہبیری سے ملتا ہے اور وہ سلسلہ ابراہیمی پھر وہ فضیلی اور وہ زیدی اور عجمی تک جا ملتے ہیں خانوادہ زیدی خیر التابعین ام المومنین سے خواجہ حسن بصری اور قطب الارشاد خواجہ کمیل بن زیاد سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا ہے ان دونوں حضرات کی نسبت سعیدین شہیدین علیہما الرحمت والغفران سے ہوتی ہوئی امام المشارق والمغارب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا

marfat.com

ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو صوری اور معنوی فیضان براہ راست سید المرسلین خاتم النبیین احمد مصطفیٰ محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا تھا۔ حضور سید الانبیاء کے تمام فیضان بعض تو حضرت روح الامین جبرائیل کی وساطت سے اور بعض بلا توسل غیرے اللہ تعالیٰ سے ملے تھے۔ ان فیضان الہیہ کو چودہ سلاسل تصوف نے عوام و خواص تک پہنچایا ہم مختلف مواقع پر ان چودہ سلاسل تصوف اور خانوادہ ہائے عرفان کی کئی شاخوں کا ذکر کریں گے اور ان میں مشاہیر دین و روحانیت کے جدا جدا منازل اور مناقب کا ذکر آئے گا۔

○

۶۲

خانوادہ قادریاں

یہ خانوادہ حضرت قطب ربانی غوث صمدانی محبوب سبحانی ابو محمد محی الدین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔ آپ کے والد گرامی سید ابی صالح بن سید موسیٰ عبد اللہ ولی بن سید یحیی زاہد بن سید محمد سیف اللہ۔ مورث بن سید داود سیف اللہ مورث بن سید موسیٰ ثانی بن سید ابی عبد اللہ حسنی بن سید موسیٰ الجون بن سید عبد اللہ محض بن سید حسن مثنیٰ بن سبط اکبر جناب سرور نور دیدہ مرتضیٰ امام ابو محمد حسن مجتبیٰ بن حضرت افضل الوصی اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم تھے۔ آپ کی باطنی نعمتیں آپ کے آباؤ اجداد سے تواتر کے ساتھ منتقل ہوتی ہوئیں آپ تک پہنچیں۔ آپ کی ولادت باسعادت

marfat.com

اوّل رمضان المبارک سنہ ۴۷۰ھ میں ہوئی تھی۔ آپ کا مادہ تاریخ ولادت لفظ عشق سے برآمد ہوتا ہے۔ آپ کی عمر پاک لفظ کمال کے اعداد سال کے برابر تھی۔ اس طرح آپ اکانوے سال رہے۔ آپکی ولادت بقول اصح نہم ربیع الآخر کی رات کو ہوئی۔ جب کہ خلافت عباسیہ ایک سو اکسٹھ سال تک پہنچی تھی اور خلیفہ عباسیہ ابو المظفر یوسف مستنجر بن مصطفیٰ عباس تخت نشین تھے۔ تاریخ وفات عشق کامل سے برآمد ہوتی ہے آپ کے ایک بیٹے سید حفیظ اللہ قدس سرہٗ نے آپ کا سن وصال یوں لکھا ہے۔

تاریخ ولادت و حیات و فاتش
از عشق کمال و کامل و عشق عیان

کامل و عاشق نو لد
و فاتش داں ز معشوق الہٰی

سال مولودش از اورخِ کبریا
گفت ہاتف زیب تاج اولیاء

۴۷۱

سال مولودش کہ بس رنگین نزاست
شد رقم محبوب عبدالقادر است

۴۷۰

سال مولود آں معلّیٰ شان
ہاتفم گفت کاشف دو جہاں

۴۷۰

عقل سال نقل آں عالی شیم
صاحب فردوس عالی زد رقم

۵۶۲

حضرت شاہ ابو المعالی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث الاعظم کی تاریخ یوں لکھتے ہیں۔

سلطانِ عصر و شاہ زمان قطب اولیاء
تاریخ سال وقت وفاتش جو خواستم
کامد وفات روز قیامت علامتے
از راوی حدیث بگفتا قیامتے

آپ جیلان سے انیس ۱۹ سال کی عمر میں بغداد تشریف لائے تھے۔ اور سات سال کے اندر اندر آپ نے تمام علوم عقلی۔ نقلی۔ دقایق وحقایق پر عبور حاصل کر کے فرد الوقت بن گئے۔ پچیس سال آپ تنہا۔ مجرد عبادت الہٰی میں مشغول رہے۔ چالیس سال مخلوق خدا کی اصلاح اور ارشاد میں مصروف رہے۔

آپ کی ارادت کا ایک اور سلسلہ اپنے آبا کرام سے یوں ہے
شیخ محمد مبارک مسعود ابی سعید ابن شیخ علی المعروف بفضل اللہ المخزنی

marfat.com

السلمی بن شیخ رضی الدین ابی بن شیخ مہران الطوسی و شیخ ابی الحسن علی بن احمد محمد بن یوسف القرشی الاموی الہنکاری و شیخ ابی الفرح محمد بن عبداللہ طرطوسی اور شیخ ابی الفضل عبدالواحد بن عبدالعزیز التمیمی اور شیخ ابی بکر عبداللہ جعفر بن یونس الشبلی اور وہ ابوالقاسم جنید بن محمد بن جنید القواریری (جن کا ذکر خانوادہ ۵۶ میں ہو چکا ہے) شیخ عبدالواحد نے اپنے والد مکرم شیخ عبدالعزیز التمیمی جو حضرت شیخ ابی بکر شبلی کے خلیفہ مجاز تھے خلافت و اجازت پائی تھی۔

حضرت غوث الاعظم کی مندرجہ بالا نسبتوں کے علاوہ حضرت خضر علیہ السلام سے بھی نسبت ہے آپ ان کی صحبت میں رہے۔ آپ کی ایک اور نسبت زمانہ کے غوث سے بھی رہی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب آپ نئے نئے بغداد شریف میں تشریف لائے تھے آپ اپنے دو دوسرے دوستوں کے ساتھ غوث الدھر کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ مردانِ حق کی خدمت میں جس طرح آپ ادب و ارادت کے ساتھ حاضر ہوئے ہیں۔ حاضر ہونا چاہیئے۔ دوسرے دونوں حضرات امتحان اور تجسس کے لئے گئے تھے۔ ان کے حق میں غوث الدھر نے جو کچھ فرمایا تھا۔ زندگی میں ان کے ساتھ ویسے ہی معاملات ہوئے۔ آپ کو اسی مجلس میں یہ بشارت مل گئی تھی۔ ہمارے بعد یہ منصب آپ کو ملے گا۔ یہ کہہ کر خود غائب ہو گئے۔

ایک اور نسبت بھی آپ کو حاصل ہوئی۔ آپ سیدالاوتاد ولی اُمّی اکرم النّاس شیخ حماد دباس قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ حضرت حماد کا سلسلہ جعفر شبلی تک جا ملتا ہے۔ ہم آپ کا ذکر ۵۹ منزل میں کر

marfat.com

آئے ہیں۔ آپ کی ایک اور روحانی نسبت شیخ تاج العارفین ابوالوفا البغدادی سے بھی قائم تھی۔ انہوں نے آپ کو خرقہ خلافت اور تبرکات دیئے تھے سیدالقادر جیلانی شیخ تاج العارفین کی مجلس وعظ میں پہلی بار داخل ہوئے تو آپ اس وقت منبر پر جلوہ فرما تھے۔ خاموش ہو گئے۔ پھر حاضرین کو فرمایا ہماری مجلس آج ایک ولی اللہ تشریف لائے ہیں ان کی پیشانی سے میں نے وہ نور خدا جھلکتا دیکھا ہے جس سے مشرق و مغرب روشن ہوں گے۔ منبر سے نیچے اترے۔ حضرت غوث اعظم کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا کہ آج سے آپ کا دور شروع ہو گیا ہے۔ ہر پرندہ آواز لگاتا ہے مگر آخر کار خاموش ہو جاتا ہے۔ مگر آپ وہ طائر لاہوتی ہیں۔ کہ آپ کا آوازہ تا قیام قیامت بلند رہے گا۔ شیخ تاج العارفین نے اسی مجلس میں اپنا پیراہن۔ سجادہ۔ تسبیح۔ عصا اور کانسی چوبیں حضور سید عبدالقادر جیلانی کو دیتے ہوئے اعلان کیا جب آپ اپنے عروج پر پہنچیں ہمیں یاد کر لینا۔ ہم سند المشائخ تاج العارفین کا تذکرہ منزل ۲۹ میں کر آئے ہیں انہیں حضرت شیخ ابو محمد الشنبکی سے نسبت تھی۔ آپ شیخ الشیوخ ابی بکر ہوازالطالحی اویسی سے نعمت یافتہ تھے۔ آپ کو خرقہ خلافت حضرت ابو بکر سے ہی ملا تھا اور یہ خرقہ دست بدست ابا محمد ابن صباح تک باسناد صحیحہ پہنچا تھا۔ آپ اس دن کے بعد ظاہراً غائب ہو گئے مگر تذکرہ نگاروں نے آپ کی وفات یکم ذی العقدہ ۵۹۰ھ لکھی ہے۔ آپ کی قبر رباط یعقوبی میں بنائی گئی۔ غالباً شیخ ابوالوفاء خوارزمی شیخ تاج العارفین بغدادی کے پیر و مرشد نہ تھے۔ کیونکہ ان کی وفات ۳۵ھ میں ہوئی۔ یہ ایک بہت دراز عرصہ کے بعد کا زمانہ ہے۔ یہ دور تو سیدنا غوث الاعظم

marfat.com

جیلانی قدس سرہٗ کے بعد ہے۔ ہاں ان کی ارادت کا یہ واقعہ حضرت ابوالفتوح مولانا بہاء الدین کبریٰ جو حضرت نجم الدین کبریٰ کے بیٹے سے تھی۔ حضرت شیخ خوارزمی کے منظوم شجرہ سے اور خاندان خواجگان فردوسیان کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ ابوالفتوح اپنے والد محترم کی ہدایت پر مولانا محمد دانش مند قدس سرہٗ سے طریق سلوک حاصل کرتے رہے ہیں مولانا دانشمند، مولانا بہاء الدین کبریٰ جو شیخ ابوالفتوح کے والد تھے کے خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت شیخ کبریٰ نے مولانا احمد سے جو مفتی محور شمس الدین کے بیٹے اور مولانا دانشمند کے بڑے بھائی تھے خلعت حاصل کی تھی۔ مولانا احمد نے بابا کمال جندی قدس سرہٗ (جیسا کہ ہم نے منزل ۶۰ میں تفصیل سے لکھا ہے) نے جناب غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کے زمانہ میں منزلت قطب العصر اور غوث الدھر حاصل کر لی تھی۔ اگرچہ یہ تمام مناصب اور مقامات جدا جدا زمانے میں جدا جدا علاقوں میں ہوتے ہیں۔ مگر یہ تمام کے تمام اوصاف و مقامات جناب غوث پاک کو یکجا بدرجہ اُتم حاصل تھے اور اپنے خزائن غیب سے اتنا حصہ عطا فرمایا تھا

کہ اُمتِ محمدیہ میں شاید ہی کسی دوسرے کو میسر ہوئے ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کے قطب عالی پر یہ القار فرمایا کہ آپ اعلان فرما دیں قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ جن چیزوں کو دوسرے اولیاء کرام خواب و خیال میں دیکھا کرتے تھے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں تھے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہٗ کی قدم قدم تقلید کرتے۔ آپ کی مجلس وعظ

marfat.com

ہیں بیک وقت ستر ہزار افراد کا مجمع ہوا کرتا تھا ان میں جن و ملائک بھی ہوا کرتے۔ چار سو کاتب کتابت کا سامان لئے موجود ہوتے جو بات آپ کی زبان سے نکلتی اسے نقل کرتے جاتے تھے۔ انبیاء کرام کی اکثر ارواح آپ کی نصرت و تائید کے لئے موجود رہتی تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود آپ کی تربیت و شفقت کیلئے تشریف فرمائے کرتے۔ آپ کی قوت بیانیہ اور اظہار مدعا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن کی برکت سے تھا۔ آپ کا بیان جناب علی کرم اللہ وجہہ کا مخزن تصرفات تھا۔ حضور اسد اللہ الغالب نے خواب میں آپ کو کئی بار اپنے اسرار و فصاحت سے نوازا تھا اور یہ اشارہ کیا تھا۔ کہ آپ کے منہ سے میرے خزائن اسرار ظاہر ہوں گے۔ ہر قسم کی باتوں کے دروازے کھلیں گے۔ آپ نے پانچ سو اکیس ہجری سے منبر پر بیٹھنا شروع کیا اور پورے چالیس سال تقاریر فرمائی تھیں۔ بسا اوقات عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا ہوتی۔ پندرہ سال تک عشاء سے سحری تک ایستادہ پا ختم قرآن کیا۔ آپ کے پاس ہر منصب و مقامات کے اولیاء اللہ حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ منزل محبوبی اور خوبی پر فائز تھے۔ اولیائے طریقت محمدی میں صرف دو آدمیوں کو یہ مقام ملا ہے اور اس منصب کے تصرفات عطا ہوئے ہیں۔

marfat.com

۶۳

خانوادۂ نوریاں

حضرت شیخ ابوالحسن احمد بن محمد نوری بغدادی قدس سرہٗ اس سلسلہ کے بانی تھے۔ آپ شاہباز طریقت تھے اور بلند پرواز حقیقت تھے۔ آپ حضرت خواجہ ابوالحسن سری سقطی قدس سرہٗ کے مریدوں میں سے تھے۔ آپ کو حضرت خواجہ ابوالقاسم جنید بغدادی۔ خواجہ ذوالنون مصری احمد حواری محمد بن علی قصاب جیسے اصحاب مذاہب طریقت و تصوّف کی مجالس میسّر آئی تھیں۔ آپ ۲۸۵ھ میں دنیا سے رخصت ہوئے تو حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے جنازہ پر فرمایا۔ ذَهَبَ نِصْفُ هٰذَا الْعِلْمِ بِمَوْتِ النُّوْرِیْ "آج نوری کی موت کے ساتھ علم طریقت آدھا ختم ہوگیا" آپ خانوادہ بجپن کی اتباع فرمایا کرتے تھے۔

○

۶۴

خانوادۂ خضرویاں

یہ سلسلۂ طریقت حضرت شیخ ابوحامد بن خضرویۂ بلخی قدس سرہٗ سے منسوب ہے۔ آپ خراسان کے کبار مشائخ سے ہیں۔ آپ نے اکثر اکابر طریقت کی مجالس میں شرکت فرمائی۔ ان میں سے ابوتراب بخشی

marfat.com

حاتم اصم ابراہیم ادھم ابوحفص حداد بایزید بسطامی جیسے مشاہیر زمانہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ آپ کے پیر ارادت حضرت شیخ ابوعبدالرحمان حاتم بن الاصم بلخی قدس سرہٗ ہیں۔ وہ خواجہ ابوعلی شفیق بن ابراہیم ازدی بلخی حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم قلندر بلخی کے مرید تھے۔ آپ کی وفات ۲۴۰ھ میں ہوئی۔

○

۶۵

خانوادۂ انصاریاں

یہ خانوادہ حضرت شیخ الاسلام خواجہ ابواسماعیل عبداللہ بن ابی منصور محمد انصاری ہروی قدس سرہٗ سے منسوب ہے۔ آپ حضرت ابوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کی اولاد سے تھے۔ حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کی اولاد میں سے بعض حضرات سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کے عہد خلافت میں مدینہ پاک سے خراسان آگئے تھے۔ یہ لوگ حنف بن قیس کے ساتھ ۲۱ھ میں آئے تھے اور ہرات میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ اسی شہر سے پھر ان کی اولاد مختلف ممالک اور اطراف ولائیت میں پھیلتی گئی۔ کچھ لوگ سندھ سے ہوتے ہوئے برّصغیر پاک و ہند میں آبسے۔

آپ کی ولادت ۲ شعبان ۳۹۶ھ کے موسم بہار میں ہوئی تھی حضرت خضر علیہ السّلام نے آپ کی آمد پر مبارکباد دی تھی اور اعلان کیا تھا کہ یہ بچّہ فرد الوقت ہوگا اور اس کا نور مشرق و مغرب میں پھیلے گا۔

marfat.com

بچپن سے جوانی تک ایسا کوئی علم نہ ہوگا جو آپ نے اَزبر نہ کر لیا ہو اس کے بعد آپ نے مجاہدات شروع کئے۔ اربابِ حال سے طریقت کے اسباق حاصل کئے ان میں سے ابو عبداللہ محمد بن فضل بن محمد طاقی ھروی سنجری تھے۔ پھر ابوالحسن بشری تھے۔ پھر ابوالحسن خرقانی تھے پھر خواجہ شریف حمزہ عقیلی بلخی تھے۔ ایک شیخ احمد جامی تھے۔ ایک شیخ ابو علی زرگر تھے ایک ابو اسماعیل احمد بن حمزہ مشہور صوفی تھے۔ جو حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر میہنی کے مرید تھے قدس سرہم۔

ان بزرگان دین سے روحانی استفادہ کے باوجود اصلی ارادت عارف ربانی امی ولی قطب الوقت خواجہ ابوالحسن علی بن جعفر الخرقانی قدس سرہٗ کے ساتھ تھی۔ یہ اویسی طریقہ پر تھی۔ (ہم نے تفصیلی طور پر تیرہویں منزل میں لکھا ہے) آپ کو حضرت طیفور بلخی شامی قطب حق حضرت بایزید بسطامی قدس سرالسامی کی روح سے تصرف ملا تھا پھر باطنی طور پر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہٗ سے بھی فیض ملا تھا۔ انہیں اپنے نانا حضرت امام قاسم سے روحانیت ملی تھی (ہم ان حضرات کا ذکر چوتھی منزل میں کر آئے ہیں) حضرت خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت ظاہری شیخ ابو المظفر مغلان الترکی الطوسی سے قائم تھی انہیں ابو یزید العشقی الاعرابی سے اور انہیں شیخ محمد مغربی سے اور انہیں بایزید بسطامی قدس سرہٗ السامی سے اجازت تھی۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ الشیوخ غوث الدھر ابو العباس احمد بن محمد عبدالکریم قصاب آملی طبری قدس سرہٗ سے فیض ملا تھا۔ اکثر تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ غوث الدھر کی منزلت شیخ آملی سے انہیں ملی تھی اور حضرت شیخ خرقانی کو نصیب ہوئی تھی۔ ایک صحیح

marfat.com

روائت کے اعتبار سے یہ مقام حضرت شیخ خرقانی اور حضرت سلطان الوقت ابی سعید فضل اللہ ابی الخیر میہنوی قدس سرہٗ میں تقسیم ہو گیا تھا بہرحال حضرت ابوالحسن خرقانی کے فیض میں حضرت طالب آملی طبری قدس سرہٗ کی نسبت سے کسی کو اختلاف نہیں۔ آپ نے حضرت شیخ خرقانی کی بھرپور تربیت کی اور پورا پورا فیض عطا کیا۔ پھر شیخ موصوف نے شیخ محمد بن عبداللہ طبری سے بھی فیض پایا۔ انہیں شیخ ابو محمد احمد جریری سے فیض ملا تھا جو بڑے صاحب کرامت تھے ایک عرصہ کے بعد حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی کا سجادہ مشیخت بچھا اور

طلب کے مسافروں کی راہنمائی کا حق ادا کر دیا سلطان الوقت خواجہ ابوسعید ابی الخیر میہنی قدس سرہٗ نے دو حضرات سے نعمت روحانیت پائی تھی ایک تو حضرت ابی الفضل محمد بن الحسن السرخسی سے اور دوسرے شیخ ابوالعباس قصاب رحمۃ اللہ علیہما سے شیخ سرخسی ابی احمد سراج طوسی المعروف بہ طاؤس الفقراء سے مجاز تھے اور وہ ابو عبداللہ بن محمد احمد جری سے مجاز تھے حضرت مرتعش کا سلسلۂ طریقت خواجہ ابوحفص حدّاد کے اصحاب سے ملتا ہے جو حضرت خواجہ جنید بغدادی کے صحبت یافتہ تھے اور حضرت ابوعثمان جری اور ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہم کے حلقۂ نشین تھے۔

حضرت خواجہ ابوحفص عمر حدّاد اسی گروہ کے جلیل القدر فرد تھے انہیں حضرت بایزید بسطامی احمد خضروی ابوعثمان جری شاہ شجاع کرمانی جیسے اکابر کی صحبت میسر ہوئی۔ آپ کی وفات ۲۸۱ھ میں ہوئی تھی۔ آپ کا مزار مرجع خلایق اور جاحب رسان خلق ہے۔ قدس سرہٗ۔

marfat.com

۶۶

خانوادۂ صفویان

یہ سلسلہ حضرت شیخ صفی الدین اسحاق قدس سرہٗ سے منسوب ہے آپ حضرت شیخ محمد ابراہیم زاہد گیلانی کے مرید بھی تھے۔ اور داماد بھی اور حضرت امام موسیٰ رضا کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کو مریدوں کی تربیت میں ایک خاص مہارت تھی۔ اہل دل آپ سے معانی و اسرار کی دولت حاصل کرتے تھے۔ شیخ زاہد حضرت میر سید محمد جمال الدین تبریزی کے مرید تھے۔ جو شیخ محمد رکن الدین سنجاسنی قدس سرہٗ کے نعمت یافتہ تھے ہم آپ کی سند سابقہ صفحہ میں لکھ آئے ہیں۔

○

۶۷

خانوادۂ زاہدیاں

یہ خانوادہ حضرت خواجہ بدرالدین زاہد سے منسوب ہے۔ آپ فخرالدین زاہد کے مرید تھے۔ اور وہ خواجہ صدرالدین سمرقندی کے اور وہ خواجہ عبدالسلام پارسا کے بعد خواجہ قطب الدین عبدالمجید ہروی کے اور وہ خانوادہ گاذرونیوں سے خلافت یافتہ ہے۔ قدس سرہم۔ ہم خانوادۂ گاذرونیاں کا تذکرہ ستاون منزل میں تفصیل سے کر آئے ہیں۔

○

marfat.com

۶۸

خانوادۂ شطاریاں

اس مشہور خانوادہ کی بنیاد حضرت شیخ عبداللہ شطار مندوی قدس سرہٗ نے رکھی۔ آپ کا نسب حضرت شیخ الشیوخ سہروردی قدس سرہٗ سے ملتا ہے۔ اسی طرح آپ کا حسب طیفور شامی حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ ہم اسے ان اسمائے گرامی سے بیان کرتے ہیں۔

آپ شیخ محمد عارف کے مرید تھے۔ وہ شیخ محمد عشقی کے مرید تھے حضرت عشقی حضرت شیخ محمد خدا قلی ماوراالنہری کے مرید بھی تھے اور فرزند بھی۔ وہ خواجہ ابوالحسن علی بن جعفر بن سلیمان الخرقانی قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ ہم ان حضرات کا تذکرہ پینسٹھ منزل میں لکھ کر آئے ہیں۔ اسی طرح بعض حضرات کا ذکر چوّن منزل میں قلمبند کیا گیا ہے۔ یہ سلسلہ سیّدنا صدیق اکبر یار غار رسولؐ تک جا ملتا ہے۔ ہاں اس میں حضرات امام جعفر سے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا فیضان بھی موجود رہے۔

جس شخص نے سب سے پہلے لفظ شطار کے ساتھ شہرت پائی تھی آپ خانوادہ طیفوریہ میں سے تھے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں شطار اسے کہتے ہیں جو اکتسابی طور پر فنا بحق اور بقا بحق کے مقام پر فائز ہو۔ شیخ محمد غوث گوالیاری جو حضرت حمید المعروف بجامی کے مرید کامل البضاعت تھے۔ آپ شیخ ابرالفتح سرمست کے مرید تھے۔ وہ اپنے

marfat.com

والدہ والا گوہر حضرت مخدوم شیخ تاذن نیری کے سجادہ نشین بھی تھے اور خلیفہ مجاز بھی جواہر خمسہ کے مؤلّف اس خانوادہ کے بارے میں لکھتے ہیں ۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلّم نزل علم الشطار

قبل الفرقان فی صدری فتحققت حقیقت

الاشیاء من الازل الی الابد

ترجمہ :۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن کے نازل ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالٰی نے مجھ پر علم شطار نازل فرما دیا تھا۔ جب یہ علم میرے سینے پر اترا تو مجھے حقیقت الاشیاء کے اسرار معلوم ہو گئے۔ یہ حقائق ازل سے ابد تک تمام کے تمام میرے دل میں تھے ۔

یہ علوم اللہ تعالٰی کی طرف سے حضور پر نازل ہوئے اور آپ نے سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ کو اثیا فرمائے۔ آپ سے عرفائے امت نے حاصل کئے ۔ شیخ عبداللہ پہلے عارف کامل تھے۔ جنہوں نے خصوصی طور پر ان علوم کو حاصل کیا۔ اور یہ شیخ محمد عارف قدس سرہٗ نے آپ کو اس لقب سے نوازا تھا۔ آپ کی ان نصائح اور وصایا سے برصغیر ہند و پاک کی طرف بھیجا تھا۔ کہ آپ جس شہر سے گزریں ایک مقررہ وقت پر نقّارہ بجائیں اور اعلان کریں جو شخص طالب حق ہو۔ وہ ہم سے ملاقات کرے۔ لیکن جب آپ کسی بزرگ یا شیخ سے ملاقات کریں۔ تو ان سے پوچھیں ؟ کہ اُن کے پاس کوئی چیز ہے ؟ اور وہ چیز مجھے بخش سکتے ہو۔ میں اسے قبول کرنے کو تیار ہوں۔ جو چیز ہمارے پاس ہے۔ ہم دینے کو تیار ہیں ۔

الغرض حضرت شیخ عبداللہ شطار درویشوں کو ایک بڑی جماعت کے ساتھ سفر کو نکلے۔ آپ کے پاس ہر قسم کی ضروریات خیمے اور مویشی

marfat.com

موجود تھے۔ برصغیر پاک و ہند میں پہنچے مختلف شہروں قصبوں اور دیہاتوں میں سے گزرے۔ آپ پنجاب سندھ پورب اور وسط ہند سے گذرتے گئے۔ آخرکار آپ جنوبی ہند میں پہنچے۔ اس علاقے کے خواص و عوام آپ سے مستفیض ہوتے گئے۔ آپ کے خانوادے کو بڑی شہرت اور مقبولیت ملی آپ خود بھی اکثر بزرگان دین اور مشائخ وقت سے مستفید ہوئے۔

ایک دن آپ کڑہ مانک پور میں تشریف لے گئے۔ مخدوم شیخ حسام الدین سید راجی حامد شاہ گردیزی قدس سرہما نے آپ کی زیارت کا ارادہ کر کے مجلس میں حاضر ہوئے۔ اس کے دل میں یہ خیال آیا۔ کہ ہم مقیم ہیں۔ مگر حضرت عبداللہ مسافر ہیں۔ ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم ان کے دیدار کے لئے حاضری دیں۔ ان حضرات نے اسی دن قوالوں کو اپنے لباس اتار کر دے دیئے تھے۔ یہ عریاں تن آپ کی مجلس میں جاتے شرماتے تھے۔ اتفاقاً ایک مرید حاضر ہوا۔ جس کے پاس روئی کی گٹھری تھی۔ اس نے نذر کی۔ کھولا تو دونوں نے آدھی آدھی تقسیم کر لی۔ ابرہ حامد شاہ گردیزی نے اوڑھ لیا اور استر شاہ سید و نے لے لیا اور حضرت مخدوم شاہ سید و نے روئی خود پہن لی۔ راستے میں چند مریدوں نے پان پیش کئے۔ اور انہیں درخت کے پتوں میں سجا کر لا رکھا۔ پان تو کھا لیا۔ مگر حضرت شاہ سید مخدوم نے درختوں کے پتوں کو ٹوپی بنا کر سر ڈھانپ لیا۔ شیخ شطار نے ان حضرات کی آمد سنی تو استقبال کے لئے شہر سے باہر نکلے اور آ کر کہا۔ مجھے ڈر ہے کہ میرے بھائی حسام الدین کی آتش فقر میرے خیمے اور بساط کو جلا نہ دے چنانچہ ان بزرگوں سے باہم ملاقات کی۔ ایک درخت کے سایہ میں بیٹھے۔ شیخ شطار نے وہی گفتگو پیش کی جو آپ کا معمول تھا۔ حضرت مخدوم نے

marfat.com

از روئے کمال استغنأ اور انکساری جواب دیا۔ جو چیز ہم نے اپنے بزرگوں سے لی ہے ابھی تک اس کا مکمل مطالعہ نہیں کر سکے۔ اب آپ کی خدمت میں کیا پیش کریں اور کیا سیکھیں۔ حضرت شیخ شطار نے ان کی اولوالعزم بات کی بڑی قدر کی اور انہیں آفرین کہا اور فرمایا الحمد للہ کہ ہندوستان میں عارفان کامل موجود ہیں۔ ان کی ہمت کا ہُما دو عالم سے بلند تر پرواز کرتا ہے۔

اس کے بعد آپ جونپور گئے۔ مخدوم شیخ محمد معروف شیخ قاذن میتری اور دوسرے ارباب ریاضت جن میں شاہ داد سرمست سرسر پوری وغیرہم جیسے حضرات تھے۔ آپ کی اطاعت میں آگئے۔ ان دنوں سلطان ابراہیم شرقی جونپور کا بادشاہ تھا وہ اور اس کے تمام درباری امراء آپ کے معتقد بن گئے۔ ایک دن بادشاہ نے عرض کی کہ آپ حق نمائی کا دعویٰ کرتے ہیں، کوئی چیز ہم پر بھی ظاہر فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: سلطان یاد رکھو۔ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک شخص کو کسی نہ کسی کام کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ آپ کو حکمرانی کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ حضورؐ یہاں بہت سے امراء اور دوسرے افراد موجود ہیں۔ آپ کسی پر تصرف فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ تصرّف کے لئے جوہر قابل کی ضرورت ہوتی ہے اور تصرّف کے لئے یہ شرط کہ جوہر قابل ہو۔ بادشاہ نے عرض کی۔ حضور۔ اتنے ہزار آدمیوں میں سے ایک بھی جوہر قابل نہیں ہے۔ حضرت نے ایک نوجوان کو جو بادشاہ کے بدن سے مگس رانی کر رہا تھا ایک نظر دیکھا۔ بدحواس ہو گیا آداب شاہی اور جلالِ شاہی اس کے دل سے علیحدہ ہو گیا وہ شیخ مریدوں کی طرف متوجہ ہو کر بادشاہ کو نظر انداز کرتا گیا۔ تمام لوگ حیران تھے کہ یہ کیسے ہوا۔ دوسرے دن حضرت شیخ وہاں سے اُٹھے اور مالوہ کو روانہ ہو گئے۔ اس ملک کے بادشاہ

marfat.com

نے آپ کو اپنے دارالسلطنت مندو میں ٹھہرنے کی التجا کی۔

لطائف اشرفی میں لکھا ہے۔ کہ جن دنوں حضرت جہانگیر اشرف سمنانی قدس سرہ السامی مندو پہنچے۔ تو شیخ عبداللہ شطار نے آپ سے بعض افکار داذکار میں استفادہ کیا تھا۔ حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اپنی مشہور تصنیف اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں کہ آپ کی ارادت پانچ سلاسل سے حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہ سے تھی۔ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کی تصانیف اور حضرت شیخ بہاء الدین ابراہیم عطاء اللہ انصاری قادری شطاری کے رسائل سے آپ کی ارادت کا اندازہ ہوتا ہے۔

شیخ برہان الدین صدیقی خاندیسی قدس سرہ شیخ محمد عیسیٰ زندالہ برہان پوری کے مرید تھے اور وہ حضرت شاہ محمد عارف لشکر جو شاہ محمد غوث گوالیاری قدس سرہ کے فیض یافتہ عمائدین میں سے تھے۔ انہیں شطاری فیضان سے کافی حصہ ملا تھا۔ لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ شطار قدس سرہ کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے خاندان سے بھی واسطہ اجازت سلسلہ حاصل تھی۔ کیونکہ خاندان قادریہ کے بعض شجرات سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ خصوصاً وہ شجرات جو حضرت غوث پاک کے صاحبزادہ عالی قدر سیّد عبدالرزاق سے ملتے ہیں۔ ان میں حضرت عبداللہ شطار کا ذکر آتا ہے ہاں ان میں بعض اسمائے گرامی کی تقدیم و تاخیر سامنے آئی ہے اور اس طرح حضرت شیخ عبداللہ اور جناب سیّد عبدالرزاق کے مستند اور اعتماداً بات کرنے سے اکثر تذکرہ نگار اجتناب کرتے ہیں۔ کیونکہ بعض شجرات میں محالات عقلی اور تاریخی بھی واقع ہوتا ہے اس اختلاف کے باوجود حضرت شیخ سے لے کر سیّد عبدالرزاق تک کے اسمائے گرامی لکھنے پر اکتفا

marfat.com

کرتا ہوں۔

سیّد ابراہیم۔ سیّد جعفر۔ سیّد علی۔ سیّد محمد۔ سیّد عبدالغفار۔ سیّد محمد ثانی سیّد عبدالرؤف (یہ بزرگ سلسلہ قادریہ میں سیّد عبداللہ شطار قدس سرہ کے مرشد سلسلہ تسلیم کئے جاتے ہیں) قدس سرہم میرا خیال ہے اور اس میں تعجّب کی بھی کوئی بات نہیں کہ یہ تمام حضرات حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے اور خانوادہ قادری کے اساطین تھے۔ شیخ عبداللہ کا مرقد ضلع حصار کے شہر مندو مالوہ میں واقع ہے۔ آپ کی کثیر اولاد اسی علاقہ میں آباد ہے۔ اسی خاندان کے ارباب توسل سے ایک بزرگ شیخ پیر میرتی ہوئے ہیں۔ جو نورالدین جہانگیر بادشاہ کے ساتھ وہاں گئے تھے اور آپ کے مزار پر بڑی شاندار عمارت بنائی۔

○

۶۹

خانوادہ نقشبندیاں

یہ خانوادہ حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند محمد بن محمد البخاری قدس سرہ الباری سے شروع ہوتا ہے آپ کا نسب شریف محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے جا ملتا ہے۔ ظاہراً وہ لوگ جو آپ سے نسبی رشتہ رکھنے کے باوجود سیادت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں۔ کہ آپ کی صرف دو بیٹیاں تھیں۔ ایک حضرت امیر سید ابوالخیر تربستانی کے عقد میں آئی تھیں۔ سید ابوالخیر نے حضرت خواجہ نقشبند کی صحبت میں تربیت پائی تھی۔

marfat.com

آپ سے ہی تعلیم حاصل کی اور سفر کے دوران آپ کے سجادہ نشین رہے۔ اور آنے والے طالبوں کو راہِ سلوک کی راہنمائی کیا کرتے تھے۔ آپ کے بیٹے بھی لائق اور زاہد تھے وہ باری باری حضرت شہنشاہ نقشبند کے مزار کے سجادہ نشین بنتے رہے اور اس طرح یہ آپ کی اولاد ہی کہلاتے تھے۔ حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند کی دوسری بیٹی حضرت خواجہ علاءالدین عطار محمد بن بخاری کے نکاح میں تھیں۔ آپ کے بیٹے خواجہ حسن عطار تھے۔

حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند قدس سرہٗ کی ولادت محرم ۷۱۸ھ میں ہوئی۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی نے آپ کو اپنی تربیّت میں رکھا تھا آپ نے سیّد امیر کلال قدس سرہٗ کو آپ کی تربیّت اور تعلیم کی تاکید فرمائی تھی۔ بچپن سے ہی آثارِ بزرگی نمایاں تھے۔ آپ نے ایک دن آپ کو خواب میں بشارت دی چنانچہ آپ خلیل اتا کی خدمت میں پہنچے اور چھ سال تک آپ کی خدمت میں رہے آخر کار ماوراءالنہر کی سلطنت خلیل اتا کے زیرِ تسلط آگئی۔ ان چھ سالوں میں بھی آپ کی رفاقت شاملِ حال رہی۔ ان کے ظاہری ملکی اور سیاسی زوال پر آپ وہاں سے رخصت ہو کر واپس آگئے۔ ان دنوں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ سے ملاقات ہوئی اور باطنی علوم میں آپ نے اپنے تاثرات قائم کئے اور آپ کو ذکرِ خفی کی تعلیم دی اور بعض سریع الاثر ریاضتیں کرائیں اس خاندان کے اکثر حضرات انہی معمولات پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور ذکر جلی بھی کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ سید امیر کلال مسعود کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت سیّد کلال قدس سرہٗ نے حضرت خواجہ محمد بابا سماسی

marfat.com

کی ہدایت کے مطابق آپ کی تربیت میں شب و روز ایک کر دیئے اور آپ کو درجۂ کمال تک پہنچا دیا۔ آپ نے ایک دن مجمع عام میں اعلان فرمایا۔

"بابا بہاء الدین! آج ہم وہ تمام امانتیں جو ہمیں حضرت خواجہ محمد بابا سے ملی تھیں آپ کے سپرد کرتے ہیں۔ تمہارا روحانی پرندہ بشریت کے مقامات سے بلند تر پرواز کرے گا اور تمہیں اس بلند پروازی اور عالی ہمتی کی مکمل اجازت دی جاتی ہے۔ آپ کو جہاں طالب مرید ملے اسے تربیت دو۔ اور اسے لائق سلوک بنا کر نعمتِ خلافت سے سرفراز کرتے جاؤ۔"

اس واقعہ کے بعد حضرت خواجہ نقشبند اتا شیخ قشم ترکی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ خانوادہ یسویاں سے منتسب تھے آپ کی خدمت میں چار ماہ رہے اور کئی قسم کے فیض باطنی حاصل کئے۔ آپ سے ہی خرقہ خلافت حاصل کیا آپ نے فرمایا۔ میں اپنے تمام بیٹوں میں سے آپ کو بھی ایک بیٹا خیال کرتا ہوں۔ بلکہ اپنی اولاد پر مقدم خیال کرتا ہوں۔

اُمرِ خلافت کے بعد حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ وقت کے بہت سے مقبولان خدا کی صورت اختیار کی۔ بعض مستند تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ کی پیدائش سے کچھ عرصہ پہلے خواجہ محمد سماسی قدس سرہٗ نقشبندی سلسلہ کے بانی کے منتظر تھے۔ آپ حضرت خواجہ بہاء الدین کے مولد و مسکن کی طرف منہ کر کے فرمایا کرتے مجھے اس طرف سے اللہ کی خوشبو آتی ہے۔ ایک دن آپ نے فرمایا۔ آج وہ خوشبو تیز ہو گئی ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جس کا مجھے انتظار ہے وہ دنیا میں آگیا ہے۔ چوتھے دن بعد آپ کے دادا اس بچے کو اٹھا کر حضرت بابا سماسی

marfat.com

کی خدمت میں لائے اور نذر پیش کیا۔ آپ نے اسے اپنی فرزندی میں قبول فرمالیا۔ اس طرح ساری زندگی آپ کو زیر نگاہ رکھا۔ حضرت خواجہ نقشبند سات سال مولانا محمد عارف دیگ گرانی جو حضرت سیّد امیر مسعود کلال بخاری کے عمائد خلفاء میں سے تھے کی خدمت میں رہے۔ آپ نے شیخ سلطان الدین اور شیخ ابوبکر زین الدین قدس سرہما سے بھی فیض پایا تھا شیخ سلطان الدین مولانا شیخ احمد بن مولانا شمس الدین مفتی جندی ترکستانی کے مرید تھے۔ ہم بابا کمال جندی کے تذکرہ میں آپ کا ذکر کر آئے ہیں۔ اسی طرح خانوادہ قادریاں کے ضمن میں بھی آپ کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ شیخ ابوبکر زین الدین اگرچہ علوم ظاہری میں حضرت مولانا نظام الدین ہروی قدس سرہ کے شاگرد تھے لیکن آپکی شریعت کی پیروی اور سنّت پر استقامت کی وجہ سے آپ پر فتوحات کے دروازے کھل گئے اور اویسی طریقہ سے حضرت ابونصر احمد بن ابی الحسین جامی ناسقی شیخ احمد جام عارف زندہ پیل سے روحانی استفادہ کیا تھا۔ امیر تیمور گورگانی حضرت شیخ زین الدین قدس سرہ کا مرید تھا وہ اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ وہ رعایا کی اصلاح۔ شعائر دین کی ترویج اشاعت ارکان دین میں آپ سے مشورہ کیا کرتا تھا۔ حضرت کی صحبت میں رہتے ہوئے اسے دنیا کے اکثر خطوں کی فتح یابی کی بشارتیں حاصل ہوئی تھیں۔ شیخ زین الدین نے امیر تیمور کو شعائر اسلام کی پابندی اور اقوام باطلہ کی سرکوبی کی وجہ سے آٹھویں صدی کا مجدد قرار دیا ہے۔ آپ کا یہ لقب آپ کے مکتوبات میں موجود ہے۔

شیخ زندہ پیل حضرت سلطان الوقت شیخ ابوسعید فضل اللہ ابی الخیر

marfat.com

جھنوی قدس سرہٗ کے روح سے فیض یاب ہوئے تھے اور آپ کے حکم سے ہی آپ کو آپ کے بیٹے ابو طاہر سے خلافت صدیقی عطا ہوئی تھی۔ تذکرہ میں لکھا ہے کہ آپ کی یہ خلعت خلافت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کے ورثہ سے نسلاً بعد نسلاً منتقل ہوتی چلی آئی تھی اور حضرت شیخ ابو سعید ابی الخیر سے پہلے اکیس حضرات ارباب تصوف نے اسے اپنے پاس رکھا تھا اور اس امانت کو یکے بعد دیگرے منتقل کرتے آئے تھے اور ساتھ ساتھ اعلان کرتے تھے کہ اسے احمد نامی بزرگ تک پہنچانا ہے۔ حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر نے اپنی زندگی میں چالیس عارفان کامل کی تربیت کی تھی اور روحانی طور پر یہ حضرت زندہ پیل تمام کاملین سے اعلیٰ منصب پر فائز تھے۔ ہم حضرت شیخ جھنوی اور ابو حفص حدّاد کے تعلقات کو خانوادہ انصاریاں میں تفصیل کے ساتھ بیان کر آئے ہیں۔ حضرت شیخ جھنوی کی عمر ایک ہزار ماہ تھی آپ کا وصال شب جمعۃ المبارک چہارم ماہ شعبان ۴۴۰ھ عہد خلافت ابو جعفر قائم بن قادر خلیفہ عباسی میں ہوئی تھی۔ لیکن شیخ جام کی ولادت آپ کی وفات کے بعد ایک سال یعنی ۴۴۱ھ میں ہوئی اور آپ کا وصال ۵۳۶ھ میں ہوا۔ اس طرح آپ کی عمر ۹۵ سال تھی۔ آپ اپنی تالیفات میں لکھتے ہیں کہ مجھے بائیس سال کی عمر میں انابت وخلافت ملی تھی۔ پھر اٹھارہ سال ریاضت کے بعد چالیس سال کی عمر میں مجھے خلائق کی ہدایت پر مامور کیا گیا۔ ابتدائے کار میں آپ اُمّی تھے۔ کسی استاد یا مکتب سے تعلیم حاصل نہ کر سکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح باطنی سے اس قدر علوم و کمالات سے نوازا کہ آپ نے سرفنت تب اپنی گراں قدر تصانیف یادگار زمانہ چھوڑیں۔ زمانہ میں اشرفات کے اماموں میں شمار ہوئے۔

marfat.com

اسلامی تاریخ کا یہ درخشاں باب ہے کہ ہر چار سو سال کے ایک اتنا بڑا صاحب تصنیف و تالیف نابغہ روزگار پیدا ہوتا ہے۔ جس کی تحریروں سے ایک عالم فیض یاب ہوتا ہے۔ اس کی تحریروں میں ظاہری اور باطنی کمالات ہوتے ہیں۔ وہ اپنی تصانیف کو قرآنی دلائل اور احادیث رسول سے جامع بناتا ہے۔ زمانہ کے علماء، عرفاء اس کے کلام پر اعتراض کی گنجائش نہیں پا سکتے۔ آپ بھی ایسے ہی نابغہ اسلام میں سے تھے۔

آپ کے مریدوں کی تعداد پانچ لاکھ سے تجاوز کر گئی تھی۔ ان میں سے بے شمار حضرات عارفانِ کامل بنے۔ ہم خلافت صدیقی اور خلعتِ صدیقی کی آگے منتقلی کا تذکرہ کہیں نہیں پڑھ سکے۔ کہ آپ کے بعد یہ ورثہ کسے ملا تھا اور یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ آیا یہ امانت آپ کے بیٹوں میں گئی تھی یا آپ کے خلفاء میں یا کہیں گم ہو گئی تھی۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ بہت سے عارفین کامل کی زیارت کے لیے بغداد سے نکلے اور عالم اسلام کی سیاحت میں رہے۔ حرمین الشریفین پہنچے۔ دو بار حج کیا اور بے پناہ فیضان و برکات لے کر سجادۂ ارشاد پر جلوہ فرما ہوئے آپ نے معرفت کی بلندیوں کے بہت سے شاہباز تربیت دیئے خواجہ علاء الدین عطار محمد بن محمد البخاری قدس سرہٗ الباری۔ افضل الفضلاء عارف ربانی میر سید شریف جرجانی خواجہ محمد۔ بن محمد بن محمود الحافظی البخاری پارسا صاحب فضل الخطاب۔ خواجہ علاء الدین دانی۔ مولانا محمد یعقوب جرخی مولانا شیخ محمد خواجہ شاہ مسافر خوارزمی۔ مولانا سیف الدین ساری قدس سرہم جیسے شاہبازان طریقت آپ کے زیر تربیت رہے۔

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کی وفات ۷۴ سال کی عمر میں قصر

marfat.com

عارفان جو بخارا سے تین میل پر واقع ہے بتاریخ سوم ربیع الاوّل ۷۹۱ھ بعہد خلافت امیر تیمور گورگانی ہوئی تھی۔

وقت شاہ نقشبنداں خواجہ دنیا و دین
آنکہ بودہ شاہ راہ و دین و دولت ملتمس
مسکن و ماوئ او چوں بود قصر عارفاں
قصر عارفاں زین سبب آمد حساب رحلتش

آپ کو نقشبند کا لقب آپ کے پیشے کے اعتبار سے ملا تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد کمخواب پر نقشبندی کرتے تھے۔ اگرچہ تذکرہ نگاروں نے مختلف تاویلات دربارہ لقب بیان کی ہیں۔ مگر اکثر تذکروں میں یہی تاویل عام اور صحیح مانی گئی ہے۔

خانوادۂ نقشبندیہ کے چند شجرات

حضرت شاہ نقشبنداں خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ امیر سید مسعود کلال سیوخاری بخاری قدس سرہ الباری کے مجاز تھے۔ آپ سادات کرام عالی مقام سے تعلق رکھتے تھے۔ دانسگری کا کام کرتے تھے۔ بخارا میں محاورتاً دانشگر کلال کو کہتے ہیں۔ آپ کے چار بیٹے تھے۔ چاروں آپ کے مرید تھے۔ امیر طراغا امیر تیمور کا والد آپ کا بڑا معتقد تھا۔ وہ آپ کی خدمت میں اکثر حاضری دیتا تھا اور رفاقت بچپن سے تھی۔ جوانی میں کئی بار حضرت کی مجالس میں رہا حضرت کے ایک بار امیر کو جَو کی سات روٹیاں عطا فرمائیں اور فرمایا ہر ایک روٹی سے تھوڑا تھوڑا کھاؤ تاکہ دنیائے موجود کی سات اقالیم تمہارے ہاتھ سے فتح ہوں۔ ایک دفعہ آپ نے اسے یکمشت بھُنے ہوئے چنے عطا فرمائے اور فرمایا کہ ہر دانہ

marfat.com

جو کے عوض پر ایک سال حکمرانی کرنا نصیب ہو گی۔ یہ چار سو دانے تھے۔ تاریخ نے ثابت کیا۔ امیر تیمور کے خاندان نے چار سو سال تک حکومت کی تھی۔ تیمور گورگانی سے لے کر محمد شاہ والی دہلی تک چار سو سال ہوتے ہیں بعض ارباب تاریخ نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ ایک باداموں کی تھیلی تھی جو حضرت سید نے امیر تیمور کے والد کو دی تھی۔ بعض حضرات نے کھجوروں کی تھیلی کہا ہے۔ جتنے دانے کھجوروں یا باداموں کے تھے۔ اتنے سال خاندانِ تیموریہ نے دنیا پر حکومت کی تھی۔

آپ کی وفات ۷۷۲ھ میں ہوئی تھی۔ یہ امیر تیمور کے تخت سمرقند پر براجمان ہونے کا دوسرا سال تھا۔ سید کلال قدس سرہٗ نے حضرت بابا سماسی اور انہوں نے خواجہ علی رامیتنی خوارزمی المعروف بہ عزیزان سے فیض پایا تھا حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔

گر نعیم حالِ فوق قال بودے کے شُدے
بندہ اعیان بخارا خواجہ نساج را

آپ نے نساجی کا پیشہ اختیار کیا تھا اور اس میں مشغول و مصروف رہا کرتے تھے آپ کی اکثر ریاضات کا چرچا زبان زد عام تھا۔ آپ کے حصول عرفان کے شرائط مختصر تھے۔ طالبان کی ہدایت میں مشاق تھے۔ طالب زیر تربیت رہتے تو عارفِ کامل بن کر جاتے توحید و تغرید پر کئی رسالے لکھے۔ وقت کے مشاہیر جن میں شیخ ابو المکارم رکن الدین صاحب عروہ بھی تھے آپ سے مسائل طریقت میں استفسار کیا کرتے تھے۔ حضرت عزیزان نے خواجہ محمود الخبیر فغنوی اور انہوں نے خواجہ عارف ریوگری اور خواجہ عبدالخالق بن عبدالجلیل غجدوانی قدس سرہم سے فیض پایا تھا۔ آپ کو حضرت

marfat.com

خضر کی صحبت نصیب ہوئی تھی۔ اور طریقہ ذکر خفی آپ سے ہی سیکھا تھا لیکن حضرات نے اس طریقہ ذکر خفی کو سید کلال تک ضبط و ربط نہ کر سکے اور اس پر کلیتہً عمل نہ کر سکے۔ لہذا خواجہ بہاء الدین نقشبند کے زمانہ میں باطنی طور پر اس طریقہ سلوک کو رواج دیا گیا آپ نے اس ربط و ضبط کو بہ طریقِ احسن بنایا تھا۔ وہ ہر روز اپنی ولائت و تصوف سے حرم شریف میں نماز ادا کیا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ غجدوانی حضرت خواجہ ابو یعقوب یوسف بن حسین بن دھرہ بن شعیب بوزنجردی ہمدانی قدس سرہٗ السامی کے مرید تھے۔ آپ ساٹھ سال تک سجادۂ ارشاد میں جلوہ فرما رہے۔ حضرت خواجہ ہند الولی معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ جب ہندوستان روانہ ہونے لگے تو آپ نے ہمدان میں آپ کی زیارت کی تھی اور آپ ۵۳۵ھ میں واصل بحق ہوئے تھے۔ حکیم سنائی قدس سرہٗ جنہوں نے اپنے اشعار میں معرفت و عرفان کے مضامین بیان کئے ہیں اور حدیقۃ الحقائق سنائی لکھی تھی آپ کے مرید خاص تھے۔ حضرت خواجہ یوسف نے خواجہ ابو علی فضل اللہ بن محمد بن علی شافعی فارمدی طوسی سے اجازت پائی تھی اور انہوں نے بہت سے عارفان وقت سے فوائد حاصل کئے تھے۔ ابتدائی طور پر حضرت شیخ ابوالقاسم قیصری شافعی سے علوم شریعت و طریقت حاصل کئے۔ انہوں نے حضرت قطب العصر ابی علی حسن بن علی بن محمد بن اسحاق بن عبدالرحیم بن احمد وقاق نیشاپوری اور انہوں نے شیخ ابوالقاسم ابراہیم بن محمد بن محمود نصیر آبادی مقتدائے خراسان سے اجازت پائی تھی۔ وہ ابو بکر جعفر بن یونس الشبلی جو خانوادہ

marfat.com

جنیدیہ کے مرید تھے سے بیعت تھے۔

کچھ عرصے کے بعد آپ اپنے استاد اور مرشد شیخ قشیری سے اجازت لے کر نیشاپور سے چلے اور شیخ ابوالقاسم علی بن عبداللہ طوسی گرگانی قدس سرہ السامی کی مجالس میں پہنچے۔ وہ شیخ ابوعثمان سعید بن سلام طرابلسی مغربی کے مجاز تھے۔ انہوں نے شیخ ابی علی حسن بن احمد کاتب مصری انہوں نے احمد بن محمد قاسم بن منصور معروف بہ شیخ ابوعلی کرم دوباری سے اجازت وخلافت پائی تھی۔ وہ حضرت مقتدائے بغداد حضرت جنید بغداد کے مرید تھے۔ شیخ گورگانی قدس سرہ نے حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح پرفتوح سے فیض پایا تھا اور آپ کو اویسی فیضان ملا تھا۔

ہم حضرت خواجہ خرقانی کی یہ سند سابقہ صفحات میں لکھ آئے ہیں۔ اسی طرح شیخ نارمدی قدس سرہ کو بھی حضرت شیخ گرگانی کی طرح روحانی نسبت حضرت خرقانی سے حاصل تھی۔ اس کے علاوہ حضرت عارف کامل کو سلطان وقت مقتدائے زماں شیخ ابوسعید فضل اللہ ابوالخیر مہینی قدس سرہ سے بھی اجازت وخلافت تھی۔ ہم پینٹھویں (۶۵) منزل میں تفصیلی طور پر لکھ آئے ہیں کہ حضرت ابوسعید ابوالخیر کو عارف کامل غوث الدھر قصاب آملی رحمۃ اللہ علیہ سے فیضان حاصل ہوا تھا۔ انہیں شیخ طبری انہیں شیخ جریدی سجادہ نشین حلیدی سے فیض ملا تھا۔ حضرت سرخی کو حضرت سراج طوسی سے نسبت تھی۔ انہیں صاحب جنید سے اجازت ملی تھی۔ حضرت سرخسی کی وفات کے بعد شیخ سلمی قدس سرہ سے اجازت ملی تھی۔ انہیں شیخ ابوالقاسم ابراہیم نصرآبادی شیخ خراساں سے اجازت حاصل ہوئی۔ آپ علی دقاق کے پیرومرشد تھے۔

marfat.com

خانوادہ نقشبندی مختلف طریق سے جسمانی صحبت کے لحاظ سے حضرت شیخ ہمدانی تک ملتا ہے اور یہ سلسلہ خانوادہ جنیدیاں تک جاتا ہے۔ پھر وہاں سے خانوادہ کرخیاں سے ہو کر حضرت امام تک منتہی ہوتا ہے۔ ایک اور طریقہ حضرت داود طائی اور حبیب عجمی کے وسیلے سے ابی سعید حسن بصری تک جا پہنچتا ہے۔ اسی طرح روحانی فیضان سے شیخ ابوالحسن خرقانی کی وساطت سے خاندان طیفوری تک جاتا ہے اور پھر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی وساطت سے حضرت امام قاسم بن محمد صدیقی قدس سرہٗ سے جا ملتا ہے اور اس جلیل القدر صحابی اور طویل العمر دلی سے منتسب ہوتا ہے۔ اس شجرہ میں ابو علی نارمدی قدس سرہٗ کو شیخ خرقانی اور انہیں طیفور شامی اور انہیں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم سے نسبت ہے اسی طرح حضرت امام جعفر صادق کی نسبت اپنے نانا سے ثابت ہے آپ بچپن میں بعض صحابہ سے ملے تھے۔ مگر فیضان سیدنا صدیق اکبر کے وسیلے سے ہی میسر آیا تھا۔

ایک اور شجرہ جو شیخ نارمدی کو شیخ گرگانی سے ملاتا ہے اسے حضرت شیخ خرقانی سے علیحدہ پڑھا جائے گا۔ اس صورت میں مولانا ابوالمظفر سے ماننا ہوگا۔ ہم اس شجرہ کی تفصیل و تشریح خانوادہ کرخیاں اور سلسلہ طیفوریوں میں کر آئے ہیں۔

marfat.com

۷۰

خانوادہ کرمانیاں

یہ خانوادہ حضرت شیخ اوحد الدین کرمانی قدس سرہ السامی سے منسوب ہے۔ آپ ایک عرصہ تک شیخ اکبر امام ملت و دین ابو بکر محمد محی الدین بن علی بن محمد ابن العربی الحاتمی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ صالحان اُمت کے بارے میں کئی واقعات اور مشاہدات فتوحات مکیہ میں موجود ہیں۔ جنہیں حضرت اوحد الدین کرمانی کی روایت سے نقل کیا گیا ہے۔ شیخ اکبر اکابر طریقت اور ارباب حقیقت کے مقتدا رہوئے ہیں۔ آپ صاحب حال بزرگ تھے۔ آپ کے ہاتھوں زمانہ کے بہت سے مشائخ کو فیض ملا تھا۔ آپ نے سید بنی ہاشم جمال الدین یونس بن یحییٰ بن ابی الحسن بن ابی البرکات بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن احمد بن حمزہ بن اسماعیل بن محمد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن عبداللہ بن عباس عم رسول کریم سے خلعت خلافت حاصل کی تھی۔ سید جمال الدین قدس سرہٗ حضرت غوث الدھر سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کے خلفاء میں سے تھے۔

حضرت شیخ حسام الدین چلپی قدس سرہٗ جو حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے مقرب ترین احباب میں سے تھے، نے روایت کی ہے کہ شیخ اوحد الدین کرمانی ابتدائی زندگی میں شیخ ضیاء الدین ابو نجیب عبدالقہار سہروردی قدس سرہٗ کی خدمت میں بغداد میں رہے۔ ان دنوں حضرت ہندالولی خواجہ معین الدین شیخ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر رضی اللہ عنہٗ کے پاس قیام پذیر تھے۔ شیخ کرمانی بھی حضرت

marfat.com

خواجہ کو ملے۔ زیارت کی اور خرقہ، خلافت حاصل کیا یہی وجہ ہے کہ آپ کے خانوادۂ طریقت میں نقش اور سماع نے رواج پایا۔ آپ جمالِ حقیقی کو اشکال مجازی میں دیکھا کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔

زاں می نگرم بچشم سر در صورت
از ستر معانی است اثر در صورت
ایں عالم صورت است و ما در صوریم
معنی نتواں دید مگر در صورت!

قطب العالم حضرت گنج شکر قدس سرہٗ بھی حضرت شیخ اوحد کرمانی کی مجلس میں پہنچتے تھے اور بہت سے بلند مراتب کی تعلیم پائی تھی۔ اس وقت کے اکثر مشاہیر آپ کے زیر تعلیم و تربیت تھے۔ ان میں صدرالدین علی یمنی جن کے سید شاہ قاسم انوار تبریزی مرید تھے۔ بھی آپ کے زیر تربیت تھے۔

سید اوحد الدین کرمانی کا وطن و مولد آذربائیجان تھا۔ آپ منصب کرامت پر پہنچے تو ہرات چلے آئے۔ ہرات ان دنوں مسلمان شہنشاہوں کا دارالسلطنت تھا۔ دربار کے بہت سے عمائدین کو آپ سے عقیدت تھی۔ اور آپ کی بعیت میں تھے۔ چند حاسدوں نے مرزا شاہرخ کے کان میں شکایت پہنچائی کہ شہر کے نوجوان کی اکثریت حضرت اوحد الدین کرمانی مرید ہو گئی ہے۔ خدشہ ہے کہ یہ نوجوان کسی وقت ایک قوت نہ بن جائیں۔ ان حاسدین کے ساتھ بعض دنیا دار علماء کرام نے بھی حصہ لیا اور مرزا شاہرخ کے کان بھرے اور کہا جس قدر جلدی ہو حضرت کرمانی کو ہرات سے نکال دینا چاہیے۔ شاہرخ مرزا نے حکم دیا کہ آپ ہرات خالی کر جائیں۔ مگر حضرت اوحد الدین کرمانی نے بادشاہ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ

marfat.com

اس نے حکم دیا کہ انہیں زبردستی شہر بدر کر دیا جائے۔ اس حکم شاہی کے باوجود کسی افسر کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ ان احکامات کی تعمیل کرائے۔ شاہزادہ خوش خصال مرزا اٹھے اور انہوں نے کہا میں کسی حیلے بہانے حضرت کو آمادہ ہجرت کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کے لئے ناگوار خاطر بھی نہ ہو۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا مجلس رہی۔ حضرت نے فرمایا۔ تمہارا باپ مسلمان بادشاہ ہے ہمیں ہرات سے نکالنے کے کیوں درپے ہے۔ شہزادے نے نہایت ذہانت سے کہا حضور بادشاہ کو چھوڑیئے۔ آپ اپنے قول پر عمل کر دکھایئے اور اپنے عہد پر قائم رہیئے۔ حضور نے پوچھا ہمارا کون سا عہد ہے۔ شہزادے نے آپ کا ایک شعر پڑھا۔

قاسم سخن کوتاہ کن برخیز وعزم راہ کن
شکر بر طوطی فگن مردار پیش کرگساں

ترجمہ:۔ سخن کوتاہ کرو۔ دنیا کی سیاحت کا عزم کرو۔ طوطیوں کے سامنے شکر ڈالو کرگسوں کے سامنے مردار پھینک دو۔

حضرت کرمانی نے شہزادے کے حق میں دعائے خیر کی تعریف کی۔ اور اسی وقت زاد راہ تیار کرایا اور ہرات کو خیر باد کہہ کر روانہ ہوئے۔ آپ کا ایک دیوان یادگار زمانہ ہے۔ اس میں ایک نظم ہے۔

اے مظہر جمال تو مرات کائنات
اے جنبش صفات تو از مقتضائے ذات
چوں ظاہر از مظاہر ذرات عالمے
ظاہر شد از ظہور تو اسم تنزلات

marfat.com

اشباح انس صورت ارواح قدس شد
ارواح قدس صورت اعیان ممکنات
ہر صورت یقین خامست در وجود
محواست نقش غیر و نشان تعینات
مشکل ز حد گذشت دراں عقدہ زلیف
اے پر تو جمال تو حلال مشکلات
قاسم شد از شراب ازل مست لم یزل
ھل من مزید می زند از بہر باقیات

اسی موضوع کو حضرت شیخ اوحدالدین اصفہانی نے اپنی مثنوی جام جم اپنی ساٹھ سالہ ریاضت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اوحدی شصت سال سختی دید
تا شبے روئے نیک بختی دید!

۱۷

خانوادہ یسویاں

اس خانوادے کے بانی خواجہ احمد یسوی پیر ترکستان تھے۔ آپ حضرت خواجہ ابو یعقوب یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے ہم اس کی خانوادۂ نقشبندی میں تشریح کر آئے ہیں۔ آپ کو بڑی شہرت ملی تھی۔ آپ کے مرشد کے چار مریدان کامل تھے چاروں کو سجادگی اور خلافت کی دولت ملی تھی۔ حضرت خواجہ عبداللہ برقی اور خواجہ حسن اندا قی کی وفات کے بعد حضرت شیخ ہمدانی سجادہ نشین بنے۔ آپ بخارا

marfat.com

میں خلائق کی راہنمائی میں مصروف ہوئے ایک غیبی اشارے سے آپ ترکستان پہنچے آپ تو وہاں سے چلے گئے مگر اپنے ارادت مندوں کو خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی خدمت میں فیض حاصل کرنے کی ہدایت کی۔ آج تک ترکستان میں آپ کا شجرہ اور سلسلہ طریقت جاری اور ساری ہے۔

○

۴۷

خانوادۂ سعیدیاں

یہ سلسلہ سلطان التارکین ابو احمد حمید الدین صوفی سعیدی ناگوری قدس سرہٗ سے منسوب ہے۔ آپ نے اصول الطریقت فی مسائل الحقیقت میں ایک کتاب تصنیف کی تھی۔ حضرت شیخ عبدالقادر بن محمد بن سعید آپ کے چھوٹے فرزند تھے۔ جن کا اصلی نام محمد بن احمد بن محمد مشہور ہوا تھا۔ آپ کے والد مکرم اسلام کی ابتدائی فتوحات کے زمانے میں مسلمان کر کے ساتھ برصغیر پاک و ہند میں وارد ہوئے تھے یہ معزالدین سام کا عہد حکومت تھا۔ ناگور میں قیام پذیر ہوئے سلطان التارکین اسی شہر میں پیدا ہوئے تھے۔ جوانی میں حضرت ہند الولی خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے۔ اپنے علم زہد اور ریاضت کی وجہ سے آپ کے خلیفہ اعظم بنے۔ آپ کا شجرۂ ارشاد شیخ فریدالدین چاکیراں صاحب سرور الصدر کی وساطت سے تمام ہوا تھا۔ شیخ کبیرالحق والدین گجراتی خواجہ

marfat.com

محمد معین الحق والدین حسن سنجری شہنشاہ اقلیم ہند کے طریقہ یہ ہیں اور حضرت خواجہ معین الدین کی وساطت سے حضرت خواجہ ابوالنور عثمان ہارونی قدس سرہما کا فیضان عام ہو رہا ہے۔

شیخ جمال الدین اپنی مشہور کتاب جواہر الاسرار میں لکھتے ہیں حضرت خواجہ ہند الولی کو جب ولایت ہندوستان تفویض ہوئی تو آپ کے پیر و مرشد بذاتِ خود ایک بار تشریف لائے آپ نے اپنے تربیت یافتہ مرید کی دینی خدمات کو اپنی نظر سے دیکھا ان دنوں درویش منش بادشاہ سلطان محمد شمس الدین التمش مسند آرائے سلطنت ہندوستان تھے۔ آپ نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ اور تعظیم و تکریم کے تمام مراسم بجا لایا۔ مگر اس روایت کو ہم بزرگان چشت کی کتابوں اور تحریروں میں ثابت نہیں کر سکے۔ آپ حاجی الحرمین مقتدائے دارین حضرت خواجہ منیر الدین محمد شریف زندنی قدس سرہٗ کے اصلی نعمت یافتہ تھے۔ بعض ارباب تواریخ لکھتے ہیں کہ آپ ہندوستان میں تشریف نہیں لائے باایں ہمہ قنوج کے شرفاء دریا کے کنارے پر آپ کے مزار کی نشان دہی کرتے ہیں۔ سیر الاقطاب کے مؤلف علامہ لکھتے ہیں۔

حقیر چند بار حضرت حاجی صاحب کی زیارت کو حاضر ہوا حاجی صاحب موصوف خواجہ قطب الحق والدین مودود کے مرید سعید تھے اور حضرت خواجہ ابی یوسف ناصر الدین والشرع چشتی کے بیٹے تھے۔ آپ حضرت خواجہ ابو محمد کے خواہر زادہ تھے۔ اس طرح آپ اپنے خالِ بزرگوار کے مرید اور نعمت یافتہ بھی تھے آپ قدوۃ الابرار عمدۃ الاخیار صاحب منزلت و کمال حضرت خواجہ قدوۃ الدین ابو احمد ابدال قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ خواجہ یوسف آپ کے جانشین بھی تھے اور سومنات کے فاتح بھی،

marfat.com

انہیں اکابر چشت اور بزرگان سلسلہ میں سب سے پہلے منصب ابدال ملا تھا اس دن سے دوسرے آنے والے بزرگوں کو یہ منصب ملتا رہا۔ پھر یہی منصب قطب ابدال کے نام سے معروف ہوا۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ سرزمین ہند میں آسودۂ خاک ہیں۔ مگر بعض تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ آپ سلطان محمود غزنوی کے لشکر کے ساتھ ہندوستان میں آئے تھے۔ مگر سومنات فتح کرنے کے بعد واپس چلے گئے تھے اور بارگاہِ چشت کو مسند ارشاد بنا لیا تھا۔ وہاں اپنے لائق فرزند کو ہندوستان میں قیام کرنے کا حکم دیا تھا۔ جس مزار کو لوگوں نے آپ کا مزار مشہور کر رکھا ہے دراصل وہ آپ کے بیٹے کا مزار ہے۔

ہماری تحقیق کے مطابق یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خواجہ ابو محمد قدس سرہٗ مقبول بارگاہ محمد حضرت خواجگان چشت کے سجادہ عالی ستر سال کی عمر میں جلوہ افروز ہوئے تھے۔ اللہ تعالٰی کے اشارۂ غیبی اور الہامی سے محمود غزنوی کے فتح مند لشکروں کے ساتھ برصغیر پاک و ہند میں تشریف لائے۔ محمود غزنوی کی فتوحات آپ ہی کے تصرّف کی مرہونِ منّت ہیں۔ کیونکہ آپ کو عالم غیب سے مامور کیا گیا تھا کہ سرزمین ہند کی تطہیر و تربیت روحانی کی ذمہ داری اولیائے چشت کے ذمہ ہے۔ انہیں محمود غزنوی کی اعانت اور امداد کے لئے بذاتِ خود آگے آنا چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے دور دراز کے سفر اختیار کئے اور فتح و ظفر کے بعد واپس چشت چلے گئے دوسری بار محمود غزنوی ہندوستان کو روانہ ہونے سے پہلے حسب سابق خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور لشکر کے ساتھ جانے کی استدعا کی مگر آپ نے قبول نہ کی۔ تاہم بادشاہ کی پاس خاطر اور دلدہی کے لئے

marfat.com

آپ نے فتح کی ضمانت دی اور پاسداری کا وعدہ فرمایا اور اپنی طرف سے خواجہ محمد عبدالشکور سالمیؒ جو آپ کے خاندان کے عمائدین میں سے تھے۔ کو بادشاہ کے لشکروں کے ساتھ بھیجا۔ آپ کی وجہ سے بڑے بڑے تصرفات اور فتوحات سامنے آئے۔ خواجہ عبدالشکور سالمی قدس سرہٗ شہید ہوئے تھے اور آپ کا مزار سرسی کے مفتوحہ قلعہ کی دیوار کے نزدیک ہے۔ آپ کی قبر اور مزار کے انوار و فیوضات سارے برّصغیر میں عام ہوتے رہے ہیں۔ اب تک انوار و برکات خوارق عادات اور تصرّفات ظاہر ہوتے ہیں۔ آپ کا مرقد اقدس حضرت وحید العصر فرید الدھر خواجہ شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں مخلوق کی توجہ کا مرکز بنا تھا۔ آپ سے پہلے یہ مزار گمنام تھا۔

عام لوگوں کو اس بات کا علم نہیں کہ آپ کی معرکۃ الآراء تصنیف تمہید شریف کہ عارفان حق میں کتنی مقبول اور محبوب کتاب ہے۔ حضرت قطب العالم اس کتاب کو اپنے مریدوں کے لئے خصوصی طور پر تجویز فرمایا کرتے تھے۔ اسی طرح بعد میں آنے والے عرفاء و صوفیاء جن میں حضرت مخدوم بہاءالحق ملتانی۔ سید عثمان لعل شہباز قلندر جیسے جلیل القدر حضرات پیش پیش ہیں اس کتاب کو زیر نظر رکھا کرتے تھے۔ موحدین میں سے گورونانک جیسے غیر مسلم

۱؎ : زبدۃ الاصلاح حق خواجہ محمد عبدالشکور سالمی صوفیاء چشت کے اہل طریقت ہی نہ تھے آپ زبردست عالم دین بھی تھے۔ آپ کی عقائد اہلسنت پر کتاب التمہید آج تک اہل علم کے مطالعہ میں ہے اور اسے حضرت علامہ سید ابوالبرکات سید احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ بانی حزب الاحناف پاکستان نے اپنی نگرانی میں کئی بار چھپوایا اور اپنے شاگردوں میں تقسیم کی۔

marfat.com

نے بھی آپ کے مزار کی زیارت سے استفادہ کیا ہے اور روحانی فیض حاصل کیا۔ حضرت قطب العالم نے اس کتاب کا ایک نسخہ حضرت سلطان الاولیاء محبوب الٰہی کو مرحمت فرمایا تھا اس کتاب میں عقائد کی نفاست اور توحید کے مسائل کو بڑی عمدگی سے بیان کیا گیا ہے۔

ان دنوں آپ کے مزار کو از سر نو تعمیر کرا کے پہلے سے زیادہ شاندار بنا دیا گیا ہے۔ راقم کتاب (مولوی احمد علی) کئی بار اس مزار پُر انوار کی زیارت سے مشرف ہوا ہے اور روحانی مطالب حاصل کرنے میں کامیاب ہوا ہے اس شجرہ خواجگان میں اولائے چشت کا تسلسل کے ساتھ ذکر آتا ہے۔ اسے مختصر طور پر یوں بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) حضرت ہند الولی مرشد عالی صاحب منزل خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ۔

(۲) ابی النور خواجہ ہارونی

(۳) حاجی زندنی

(۴) قطب الدین مودود چشتی

(۵) سید ناصر الدین ابی یوسف چشتی (والد مکرّم)

(۶) خواجہ ابو محمد چشتی (خالِ مکرّم)

خواجہ ابو احمد ابدال (والد مکرّم) قدس سرہم۔ یہ خانوادہ آگے جا کر خانوادہ چشتیاں سے جا ملتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم دو حضرات کا تذکرہ ضروری خیال کرتے ہیں۔ ایک تو خواجہ ابو محمد اور پھر بدر دالا گوہر نے قطب المجاذیب شیخ قطب الدین حیدر زواحی جن کا ذکر ساٹھویں منزل میں حضرت خواجہ مودود چشتی کے حالات کے ضمن میں آچکا ہے۔ کیا گیا ہے۔ دوسرے

marfat.com

شیخ زندہ پیل ابونصر احمد جام ہیں۔ جو آپ کے جلالی نقشبندی انصاری اور طیفوری منازل میں استاد تھے۔

۷۳

خانوادۂ نظامیاں

اس سلسلہ کے بانی حضرت سلطان المشائخ مورد فیوض نامتناہی محبوب الٰہی واقف راز لامکانی عارف اسرار یزدانی قدوۂ ابرار عمدۂ اخیار قدس سرہٗ ہیں۔ آپ منزل توحید و تفرید پر فائز تھے۔ جامع فروع و اصول مقتدائے اہل قبول حامل کمالات شریعت و طریقت کامل معاملات معرفت و حقیقت محبوب ذات عالی جناب مولانا و سیدنا خواجہ محمد نظام الدین الحق والشرع والدین محمد بدایونی دہلوی کے والد مکرم کا اسم گرامی حضرت خواجہ سید احمد خالدی بخاری بدایونی رضوی قدس سرہٗ تھا۔ آپ جناب سیادت انتساب مرید سعید صاحب نعمت فرید حضرت قطب العالم زبدہ افراد آدم فرد حقیقت غوث طریقت عالم العلوم ربانی قائم بارکان ایمانی وحید العصر فرید الدھر کان زر گنج بخش شیخ خواجہ فرید الحق مسعود قریشی اجودھنی کے خلیفہ خاص تھے۔

کان نمک جہاں شکر شیخ بحر و بر
آں کز شکر نمک کند و از نمک شکر
کان نمک گنج شکر شیخ فرید
کز گنج شکر کان نمک کرد پدید

marfat.com

در کان نمک کرد نظر گشت شکر
شیریں تر ازیں کرامتے کس نقشبند

آپ حضرت ۔ مسعود شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ عمائد خلفائے باصفا حضرت قطب الاقطاب فرد الاحباب محیط دوائرہ امکان سرخیل ارباب عرفان مستغرق دریائے توحید سیاح بیدائے تفرید سراج عرفا سرتاج صلحا رفانی فی الحق باقی در وجود مطلق قتیل خنجر تسلیم و رضا ۔ دُر یکتائے بحر مجد و علا رخواجہ قطب الحق والدّین بختیار کاکی اوشی چشتی دہلوی قدس سرہٗ کے خلیفہ اعظم تھے ۔ حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فائض دولت و نعم وارث جاہ وحشم ۔ صدر نشین اورنگ ولایت صاحب کشف و کرامات مصدر فیوضات لم یزلی مظہر تجلّیات ازلی متصرف ولایت ہند و سندحضرت سیّد السّادات مجمع البرکات خواجہ معین الحق والدّین حسن سنجری اجمیری رضی اللہ عنہ کے مرید خاص اور خلیفہ مجاز تھے ۔

اے شربت عاشقی بجامت
وز دوستی زماں زماں پیامت
صبوحانِ لطیف و پاک را چرخ
بگداخت تا سرشت نامت
شود از دکان عشق حق را !
تسکین زمفرح کلامت
جاوید شباہت بندہ خسرو
چوں شد بہزاد جاں غلامت

marfat.com

۷۴

خانوادۂ صابریاں

یہ خانوادہ مقتدائے طریق رہنمائے تخلیق کشاف دقایق عرفانی صراف نشو و رمانی عارف شان جلال واقف برہان کمال شہید راہ مستقیم بر قدم حضرت موسیٰ کلیم عمدہ اکابر مخدوم سید علاء الدین علی احمد صابر کلیری سے منسوب ہے۔ آپ حضرت مسعود گنج شکر کے مرید بھی تھے۔ مجاز بھی خواہرزادہ بھی تھے اور داماد بھی تھے۔ آپ کو سلوک و طریقت میں بڑی شان و شوکت حاصل تھی۔ ان کے اکثر حالات مستور تھے۔ حضرت شیخ کبیر مسعود گنج شکر آپ پر خصوصی نظر عنایت فرمایا کرتے تھے۔ اگرچہ حضرت مسعود گنج شکر کے خلفاء اور تربیت یافتگان کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہو سکی اور ان کا حد و حساب نہیں پایا جاتا مگر ان دو حضرات سے آپ کا سلسلہ کائنات ارضی میں پھیلا اور فریدی تعلیمات کو بڑا فروغ ملا۔

شیخ ما شیخ است مولانا فرید
ہم چو او در خلق مولانا فرید

○

۷۵

خانوادۂ سراجیاں

یہ سلسلہ تصوف سراج عارفاں مرآت ہندوستان شیخ سراج الحق

marfat.com

والدین عثمان بنگالی قدس سرہٗ سے جاری ہوا تھا آپ حضرت خواجہ نظام الدین کے اُن دس اکابر خلفاء میں سے ایک ہیں جنہیں عشرہ مبشرہ کے لقب سے خلعت خلافت ملی تھی۔ حضرت خواجہ نظام الدین نے آپ کو اقلیم شرقی کا روحانی وارث بنا کر بھیجا۔ آپ کے تصرفات اور روحانی کمالات بے پایاں اور بے حساب تھے۔

○

۷۶

توضیع استخراج خانوادگان تصوّف

تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ ابو اسحاق گاذرونی کے ایک معتقد تھے۔ وزیر سلطنت تھے۔ وزیر کی دلی خواہش تھی کہ حضرت ان سے کوئی چیز قبول فرمالیں۔ لیکن ان کی کوششوں اور التجاؤں کے باوجود وزیر کی کوئی چیز قبول نہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن اس نے اپنے کئی غلام اور قیدی آزاد کر دیئے اور اعلان فرما دیا کہ ان کا ثواب حضرت ابو اسحاق گاذرونی کو ملے گا۔ حضرت کو وزیر کے اس اعلان کی خبر ہوئی۔ آپ نے جواباً پیغام بھجوایا کہ آپ کا پیغام ہمیں مل گیا ہے۔ آپ کے احسان کا میں ممنون بھی ہو گیا ہوں۔ مگر یہ بات ذہن نشین کر لو کہ غلاموں کو آزاد کرنا ہمارے مذہب میں جائز نہیں۔ ہم تو آزادوں کو غلام بنانے میں مصروف ہیں۔

○

marfat.com

دنیائے اسلام پر چودہ خانوادگان طریقت کی حکمرانی

تصوّف کے ہر سلسلہ عالیہ کے سجادہ پر جو بھی صاحب منصب جلوہ فرما ہوا ہے۔ لوگ جوق در جوق ان کے قدموں سے وابستہ ہوتے رہے ہیں۔ بیعت و اطاعت کے بعد اپنی اصلاح کرتے آئے ہیں۔ ان بزرگان دین کے کردار اور عبادات و اطاعت کے اثرات لوگوں کے دلوں پر مرتّب ہوتے رہے ہیں اور ان انفاس قدسیّہ کی صحبت میں تزکیہ نفس کرتے رہے ہیں۔ ان حضرات کی عقیدت و ارادت میں ان کے اسمائے گرامی سے نسبت قائم کرتے رہے ہیں جب ان بزرگان دین سے رسمی یا روحانی نسبت قائم ہو گئی تو انہوں نے اپنے آبائی۔ شہری۔ قومی۔ خاندانی علاقائی القابات کو ختم کر دیا تھا۔

عاشقِ رویت کجا بیند بکس
بستۂ مویت کجا یابد خلاص

ترجمہ: تمہارے چہرۂ انور کا عاشق کسی دوسرے کو کب آنکھ اُٹھا کر دیکھتا ہے۔ اسی طرح جو تمہاری زلف کا قیدی ہو گیا ہے وہ آزادی کا کب طلب گار رہتا ہے۔

○

۷۸

خانوادۂ عیدروسی

اس خانوادہ کے بانی حضرت شیخ عبداللہ ابن عبدالرحمان مکّی عیدروسی

marfat.com

تھے۔ آپ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک سے تھے اور صاحبِ معارف و حقایق تھے۔

○

۷۹

خانوادۂ رفاعی

یہ سلسلہ حضرت شیخ احمد بن ابوالحسن الرفاعی سے منسوب ہے۔ آپ حضرت امام موسیٰ کاظم کی اولاد میں سے تھے اور صاحب مقامات عالی و خوارق تھے۔

○

۸۰

خانوادہ شاذلی

یہ سلسلہ شیخ ابوالحسن علی الشاذلی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔ دعائے ضرب البحر آپ ہی کی تالیف ہے۔ سلسلہ شاذلیہ۔ رفاعیہ عیدروسیہ اور مدنیہ عالم اسلام کے مغربی ممالک اور ساحلی علاقوں میں عام ہے۔ پھر ان سلسلوں کی شاخیں مختلف ممالک میں پھیلتی گئی ہیں۔ لیکن یہ سارے سلاسل جناب غوث الاعظم سید الا دتا د سے فیض پاتے ہیں۔

marfat.com

۸۱

خانوادۂ احرار

یہ سلسلہ طریقت حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ سے منسوب ہے۔ آپ حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ تھے۔ حضرت چرخی نقشبندیہ سلسلہ کے رئیس سلسلہ شمار ہوتے ہیں آپ کو حضرت خواجہ محمد بن محمد علاء الدین عطار بخاری سے خلافت ملی تھی۔ حضرت عطار نقشبندیوں کے سربرآوردہ خلفائے کاملین میں سے تھے۔ حضرت یعقوب چرخی اگرچہ حضرت علاء الدین عطار کے خلیفہ تھے مگر آپ کو شہنشاہ نقشبند بہاء الدین نقشبند سے بھی اجازت خاص تھی۔ یہی وجہ ہے کہ بعض شجرات میں خواجہ چرخی سے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کا اسم گرامی آتا ہے۔ حضرت خواجہ محمد پارسا مؤلف کتاب فصل الخطاب اسی سلسلہ کے مشاہیر میں سے تھے۔ خواجہ ابونصر پارسا۔ ان کے بیٹے خواجہ عطار خواجہ علاء الدین غجدوانی خلف الاخلاف خواجہ عبدالخالق غجدوانی مولانا نظام الدین خاموش۔ مولانا محمد سعد الدین کاشغری۔ امام عبداللہ اصفہانی۔ سید شریف جرجانی قدس سرہم اسی سلسلہ عالیہ کے آفتاب و ماہتاب ہیں۔ اسی خانوادہ سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ ہوئے ہیں۔ آپ اگرچہ مولانا کاشغری کے مرید تھے۔ مگر انہوں نے از رہ عقیدت اپنی اکثر تصانیف خواجہ احرار قدس سرہم کے نام پر معنون کی ہیں۔

چو فقر اندر قبائے شاہی آمد
بتدبیر عبید اللہی آمد !

marfat.com

ترجمہ:۔ جو فقر نے شاہی لباس پہنا تو وہ حضرت عبیداللہ احرار کی شکل و صورت میں نمودار ہوا۔

۸۲

خانوادہ علائی

یہ سلسلہ طریقت حضرت خواجہ سیّد محمد ابوالعلا اکبر آبادی قدس سرہٗ سے منسوب ہے۔ آپ سیّد عبداللہ کے مرید تھے۔ جو حضرت خواجہ محمد یحییٰ کے خلیفہ تھے۔ آپ خواجہ محمد عبدالحق جو حضرت خواجہ عبیداللہ احراری کے فیض یافتہ تھے۔ کے خلیفہ مجاز تھے۔ آپ اپنے مریدوں کی تعلیم و تربیت میں ماہر تھے اکثر اہل ارشاد آپ کی خانقاہ سے تربیت پاکر مشہور عالم ہوئے حضرت سید محمد ترمذی کالپوی قدس سرہٗ آپ ہی کے خلیفہ مجاز تھے۔

۸۳

خانوادہ جلالی

اس خانوادہ تصوّف کی بنیاد حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں بخاری اوچی قدس سرہٗ نے رکھی۔ آپ کو متعدد حضرات سے فیض اور خرقہائے خلافت حاصل ہوئے تھے۔ آپ نے تقریباً چار مشائخ جہاں کی زیارت کی تھی۔ ہر ایک کی مجلس سے فیض پایا۔ آپ کے جدّ امجد حضرت سیّد

marfat.com

جلال الدین سرخ بخاری اوچی قدس سرہٗ الباری تھے۔ جو حضرت خواجہ مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانی کے خلیفہ اعظم تھے۔ آپ ان پہلے سادات کے قبائل کے ساتھ وارد برصغیر پاک و ہند ہوئے جو ابتدائی دور میں بخارا سے آئے تھے۔ مخدوم ملتانی نے حضرت شیخ شہاب الدین ابو حفص ابو عمر سہروردی بن محمد البکری سے بھی خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ آپ کو اپنے چچا بزرگوار شیخ شہاب الدین سہروردی سے خلعت خلافت ملی تھی۔ آپ نے حضرت شیخ ابو نجیب عبدالقاہر سہروردی اور سیدنا غوث الاعظم ابو محمد محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ سے شرف اجازت حاصل کیا تھا۔ سید جلال سرخ بخاری سے حضرت مخدوم زکریا ملتانی کے ارشاد پر اوچ کی سرزمین کو اپنا مسکن بنایا اس کی آبادی میں بے پناہ اضافہ ہوتا گیا۔ وہاں ہی آپ کو سید بدرالدین سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی لڑکی عطا کی اور نکاح کر دیا۔ آپ کی اولاد میں سے لائق فرزند ہوئے۔ سید احمد کبیر الدین سید محمود بہار الدین۔ سید محمد صدرالدین مخدوم جہانیاں بروایت صحیحہ حضرت سید احمد کبیر کے بیٹے تھے۔ آپ نے ایک طویل عرصہ تک اطراف عالم اور اکناف جہاں کی سیاحت کی۔ اس دوران آپ کو ایک سو پنتالیس مشائخ کی مجالس اور صحبت میسر آئی۔ ہم اس سلسلہ میں ان سے جاری شدہ چودہ سلاسلِ طریقت کا ذکر کرنا مناسب خیال کرتے ہیں

ایک سلسلہ آپ کے آباء و اجداد کی معرفت جاری ہوا۔ جو سید احمد کبیر سید جلال بخاری قدس سرہٗ کا ہے۔ جن میں سید جلال بخاری۔ سید عبداللہ سید علی اشقر سید جعفر مرتضیٰ کے اسمائے گرامی آتے ہیں۔ ایک سلسلہ آپ کے چچا سید محمد صدرالدین سے جاری ہوا تھا۔ ایک شیخ نجم الدین اصفہانی سے جو حضرت شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی کے مُرید

marfat.com

تھے۔ جاری ہوا۔ ایک حاجی الحرمین الشریفین سند المحدثین عفیف الدین مصری سے جاری ہوا تھا۔ آپ ابو عبداللہ محمد بن قاسم المغربی کے مرید تھے۔ شیخ المغربی شیخ رشید الدین صوفی اور وہ شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرید تھے۔ ایک اور سلسلہ شیخ امام الدین سے جو حضرت شیخ الاسلام امین الحق والدین گازرونی سجادہ نشین کے بھائی تھے جاری ہوا۔ پھر ایک اور سلسلہ شیخ علی مجذوب قادری سے جاری ہوا۔ ایک حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہٗ سے جاری ہوا۔ ایک سلسلہ مولانا شمس الحق والدین یحییٰ قدس سرہٗ سے جاری ہوا ایک سلسلہ شیخ قطب الدین منور ہانسوی سے پھیلا۔ ایک اور سلسلہ شیخ حسام الدین ملتانی سے جاری ہوا۔ یہ چاروں حضرات محبوب ذات اور جامع الکرامات تھے۔

پھر ایک اور سلسلہ حضرت شیخ ابو الفتح رکن الحق والدین رکن العالم سے جاری ہوا۔ آپ حضرت شیخ صدر الدین عارف کے بیٹے بھی تھے اور مرید بھی۔ حضرت صدر الدین عارف حضرت مخدوم زکریا ملتانی کے فرزند ارجمند تھے۔ ایک سلسلہ حضرت شیخ الحرمین ابو سعادت عفیف الدین امام عبداللہ ابن اسعد یافعی یمنی سے جاری ہوا تھا۔ مخدوم جہانیاں دو سال حرم پاک میں حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی صاحب عوارف المعارف کی خدمت میں حاضر رہے۔ کتب تصوف اور سلوک پڑھیں اور خلافت بھی حاصل کی۔ ایک دن آپ نے فرمایا۔ کہ اس سے پہلے دہلی کے نامور اور نادر العصر بزرگان دین ہوتے تھے۔ ان دنوں حضرت شیخ نصیر الدین اسی راہ سلوک پر گامزن ہیں۔ وہ چراغ دہلی ہیں۔ حضرت مخدوم یہ بات سنتے ہی عازم دہلی ہوئے اور انتہائی شوق کے عالم میں منزل بمنزل دہلی پہنچے۔

marfat.com

امام یافعی قدس سرہٗ سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھتے تھے وہ بھی ان دنوں حرم پاک میں سکونت پذیر تھے۔ آپ نے بڑی گراں قدر کتابیں لکھیں۔ تاریخ مراۃ الجنان فی معرفت الحوادث الزمان روض الریاحین حکایات الصالحین تاریخ یافعی ۷۵۰ھ تک کے حالات و واقعات پر حاوی ہے۔ آپ کی وفات ۷۶۸ھ میں ہوئی۔ حرم کے تائید سے پر آپ کا مزار حضرت ابوالفیض جمال الدین بن فضل بن عیاض کے ساتھ بنایا گیا تھا۔

ایک اور سلسلہ حضرت عبید عیسیٰ جو حضرت شیخ ابوالقاسم کے مرید تھے جو حضرت شیخ احمد ابوالمکارم فاضل کے مرید بھی تھے اور بیٹے بھی تھے احمد ابوالمکارم حضرت شیخ ابوالغیث قطب الدین مرید شیخ الحق والدین علی افلح کے مرید تھے۔ علی افلح حضرت شیخ شمس الدین مداد کے مرید تھے قدس سرہم۔ اسی طرح ایک اور سلسلہ جاری ہوا جسے حضرت قطب القمر حضرت غوث اعظم کے خلفاء نے جاری کیا۔ ایک سلسلہ حضرت سیّد حمید الدین سمرقندی قدس سرہٗ سے جاری ہوا۔ آپ کو باطنی فیض دو بزرگوں سے ملا تھا ایک سیّد قطب الدین بن سیّد محمد بن سیّد احمد چشتی جو آپ کے برادر زادہ بھی تھے اور سیّد محی الدین احمد چشتی کے مرید بھی تھے۔ سید احمد چشتی قدوۃ الدین سید ابو محمد چشتی کے بیٹے اور خلیفہ طریقت تھے۔ اسی طرح حضرت ابو محمد چشتی خواجہ، خواجہ قطب الحق مودود چشتی کے صاحبزادے اور مرید تھے۔

ایک سلسلہ حضرت ابو محمد شمس الدین ابن محمود ابن ابراہیم فرغانی سے جاری ہوا۔ حضرت فرغانی شیخ محمد عطا بابی خالدی کے مرید تھے وہ شیخ احمد مولانا فرزند و مفتی محمد شمس الدین جندی کے مرید تھے۔ حضرت جندی بابا کمال جندی کے مرید تھے اور انہیں حضرت ولی تراش نجم الدین کبریٰ سے بھی

marfat.com

خرقۂ خلافت ملا تھا۔ حضرت خواجہ مودود چشتی قدس سرہٗ کو بعض رسائل تصوّف میں مودودی جلالی لکھا گیا ہے اور بعض شجرات میں آپ کی ملاقات شیخ الاسلام ابونصر احمد جام سے بیان کی گئی ہے۔ ارباب تاریخ اور تذکرہ نگاران صوفیاء میں اختلاف پایا جاتا ہے وہ لکھتے ہیں کہ حضرات چشت سے حضرت احمد جام قدس سرہٗ کے علاوہ دوسرے بزرگوں سے فیض پایا تھا۔

شیخ الاسلام احمد جام دنیائے اسلام کے نامور اور سربرآوردہ مشایخ میں مانے جاتے ہیں۔ آپ بڑے صاحب تصرّفات تھے۔ اپنی مشہور تصنیف سراج السالکین میں فرماتے ہیں کہ اس دن تک ایک لاکھ اسّی ہزار لوگ میرے ہاتھ پر تائب ہو چکے ہیں۔ آپ کی اولاد سے ایک بزرگ حضرت شیخ ظہیر الدین عیسیٰ قدس سرہٗ العزیز اپنی کتاب رموز الحقائق میں لکھتے ہیں کہ میرے والد کے ہاتھ پر چھ لاکھ مرید ہوئے اور گناہوں سے تائب ہوئے تھے۔ آئیۂ رحمت اور شاہبازِ روح طریقت شاہنشاہ سلطنت حقیقت شیخ ابوسعید ابوالخیر میہنوی حضرت شیخ جام کے شیخ الاسلام جام کے مرشد تھے شیخ ابوسعید نے شیخ الشیوخ ابوالعباس قصاب آملی سے نعمت روحانیت پائی تھی وہ شیخ ابوالفضل محمد بن حسن سرخسی کے مرید تھے۔ وہ طاؤس الفقراء ابونصر سراج طوسی کے مرید تھے۔ وہ ابومحمد عبداللہ بن محمد مرتش نیشاپوری کے مرید تھے۔

ایک اور سلسلہ تصوّف حضرت خواجہ جنید بغدادی کے ایک خلیفہ حضرت شیخ ابوسعید سے شروع ہوا۔ آپ حضرت سرخسی قدس سرہٗ کی وفات کے بعد حضرت شیخ ابوعبدالرحمان بن محمد بن حسین السلمی صاحب تفسیر بحر الحقائق و طبقات المشایخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

marfat.com

اور اکتساب فضائل کیئے۔ پھر آپ حضرت ابوالقاسم ابراہیم بن محمد نصیر آبادی قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ ایک اور سلسلہ اصحاب جعفر شبلی سے شروع ہوا۔ آپ امام بغدادی کے مرید رشید تھے۔

حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ اپنے سفرنامہ میں عجیب و غریب واقعات لکھتے ہیں۔ جلالی خزائن آپ کے ان خطوط اور سفرنامہ میں بھرے پڑے ہیں۔ اب ہم حضرت جلال الدین بنگالی کے ان خلفاء کرام کے اسمائے گرامی لکھتے ہیں۔ جنہوں نے برصغیر پاک و ہند میں نام پایا۔ یہ حضرات سلسلہ جالیہ کے ترجمان تھے اور ان کی وساطت سے جلالی سلاسل دُور دُور تک پھیلے۔

حضرت سید راجو قتال صدرالدین قدس سرہٗ جو مخدوم ناصرالدین محمد کے چھوٹے بھائی تھے۔ حضرت کبیرالدین اسماعیل جو حضرت سید محمد اشرف جہانگیری سمنانی کے بیٹے تھے اور حضرت علاءالحق بنگالی جو حضرت سراج نظامی کے اصحاب مجلس میں سے تھے۔ حضرت سید محمد اسمٰعیل بہرائچی جو حضرت شیخ بدیع الزمان اویسی طیفوری کے احباب میں سے تھے حضرت شیخ امام حافظ سراج دین کابلوی۔ حضرت مخدوم شیخ قوام الدین لکھنوی حضرت شیخ یوسف ایرجی جو حضرت شیخ اختیارالدین عمر کے اصحاب میں شمار ہوتے تھے۔ وہ قاضی محمد ساوی مرید و خلیفہ مجاز حضرت چراغ دہلی قدس سرہما کے تھے۔ ان حضرات میں حضرت شیخ فخرالدین لکھنوی اور حضرات شیخ علاءالدین ساری قدس سرہم الباری قابل ذکر ہیں۔

○

marfat.com

۸۴

خانوادہ مداری

یہ سلسلہ طریقت حضرت قطب الحقیقت فرد الطریقت شاہ بدیع الدین ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے۔ آپ انبیائے بنی اسرائیل کی اولاد میں سے تھے۔ کم سنی سے ہی آپ پر ولایت کلیمی کے انوار نمایاں تھے۔ حذیفہ شامی اس زمانہ کے قادر العصر حقائق و دقائق میں شہرہ آفاق تھے۔ آپ علوم و معارف کیمیا۔ ہیمیا۔ سیمیا اور ریمیا میں متبحر تھے۔ اپنے والدین کی وفات کے بعد آپ اپنے وطن سے نکلے۔ تجرید و تفرید اختیار کرلی۔ بیت اللہ شریف پہنچے۔ غیب سے آپ کے کانوں میں آواز آئی کہ خانہ کعبہ سے ہو کر سید المرسلین کے حرم مدینہ میں چلے جاؤ چنانچہ وہاں پہنچے۔ دربار نبی پر اعتکاف بیٹھے کچھ عرصہ گذرا تو آپ نجف اشرف کو روانہ ہوئے۔ ایک عرصہ تک مجاہدہ و مشاہدہ سے منازل سلوک طے کئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے آپ کو خواب میں حضرت امام مہدی آخرالزماں کے حوالے کر دیا۔ حضرت امام نے ظاہری صورت میں شمالی پہاڑی سلسلہ میں آپ کو تربیت دی اور تمام آسمانی کتابیں جو انبیاء کرام پر نازل ہوئی تھیں۔ پڑھائیں۔ قرآن کریم۔ توریت۔ انجیل۔ زبور۔ دراکوری۔ جاجرمی ستاری والیان مرات۔ عین الرب اور سرماجن ازبر کرا دیں۔ شیخ عبدالرحمان چشتی اس مقام پر فرماتے ہیں کہ جن و انس کی تخلیق میں طبقات ارضی میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور اکثر مفسرین کی تفسیر

marfat.com

کے مطابق یہ بات ثابت ہے کہ سیدنا ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ایک طویل عرصہ تک کائنات ارضی پر جنات کی حکومت رہی ہے۔ قانون قدرت کے پیش نظر ان پر رسول بھی نازل ہوئے ہوں گے اور اللہ کی کتابیں بھی نازل ہوئی ہوں گی اور یہ رسول اور کتابیں جنات کی زبان جاننے والے ہوں گے۔ بعض اولیائے کرام نے لکھا ہے کہ جنات و ملائکہ اس زمین پر حکمران رہے ہیں بعض اولیائے کرام نے اپنے مشاہدات میں انہیں دیکھا ہے۔ چنانچہ قدوہ ارباب توحید بحر العرب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے نے اپنے تمام بشری انبیاء کرام کی زیارت کرائی تھی۔ ہاں انبیائے جنات و ملائکہ کی زیارت نہیں ہو سکی۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان انبیاء جنات و ملائکہ کا بھی علم تھا۔ مگر آپ نے اسے اسرار النبوت میں رکھا۔

حضرت شاہ نعمت اللہ کرمانشاہی قدس سرہ اپنی ایک کتاب میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ایک دن مکاشفات میں مجھے آسمان چہارم پر جانا نصیب ہوا۔ میں نے ایک فرشتے کو دیکھا کہ وہ بڑی باعظمت کرسی پر بیٹھا ہے۔ یہ کرسی جواہر و زر خالص سے بنی ہوئی تھی۔ اس کے گرداگرد ستر ہزار فرشتے دست بستہ کھڑے ہیں۔ میں اس کی یہ شان و شوکت دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ مجھے وہاں ہی ایک حاشیہ نشین نے بتایا کہ یہ فرشتہ اللہ کے خلفاء دوازدہ گانہ میں سے ایک ہے۔ میں نے پوچھا میرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ اللہ کا کون خلیفہ ہو سکتا ہے۔ میں یہ بات پوچھ ہی رہا تھا کہ اس عالی مقام فرشتے نے مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا۔ تمہارا باپ آدم روئے زمین پر اللہ کا خلیفہ تھا۔ کیا تم نے قرآن پاک میں فی الارض

marfat.com

کا لفظ نہیں پڑھا۔ میں نے اپنا سر تسلیم خم کر دیا اور اعتراف کیا کہ ہم علومِ الٰہیہ میں جاہل ہیں۔ فَوۡقَ کُلِّ ذِیۡ عِلۡمٍ عَلِیۡمٌ ہر عالم پر ایک زیادہ عالم موجود ہے۔ بس اس نتیجے پر پہنچا کہ ہر آسمان اور ہر زمین پر اللہ کے خلفاء موجود ہیں۔ یہ اللہ تعالےٰ کا یہ قول کہ میری کوئی ایسی مخلوق یا اُمّت نہیں جس پر کوئی نبی نازل نہ کیا گیا ہو۔ ہر قوم پر کوئی نذیر اور پیغمبر بھیجا گیا ہے ان اقوال کی روشنی سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ دونوں فریقوں بلکہ ہزاروں فریقوں میں انبیاء کا نزول رسالت کا پیغام۔ کلام الٰہی کا نزول اور صحائف کی تعلیمات عام ہوئی ہیں۔

الغرض امام الوقت نے تربیت روحانی کے بعد حضرت شاہ بدیع الزمان قدس سرہٗ کو دربار نجف اشرف کی طرف رخصت فرما کر دعا دی۔ آپ نجف اشرف سے خلعت باطنی اور معنوی سے سرفراز ہو کر سرکار دو عالم کے روضہ اطہر پر دوبارہ حاضر ہوئے وہاں آپ کو بشارت ہوئی۔ روضہ اطہر کی زیارت۔ حج بیت اللہ کی تکمیل اور شکر خداوندی کی تعمیل کے بعد برّصغیر پاک و ہند کی طرف چلے جائیں اور ہمارے بیٹے حضرت معین الحق والدین خواجہ اجمیری کی اطاعت و اتباع میں رہیں۔

شاہ مدار برّصغیر پاک و ہند میں

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اور شاہ بدیع الزمان قدس سرہٗ بیت اللہ شریف سے ہندوستان تک ہمسفر تھے۔ وہ ہندوستان میں رک گئے اور مجھے دوبارہ دیار روم کی سیاحت پر جانا پڑا۔ قاضی محمود صاحب اپنی تصنیف ایمان محمودی میں لکھتے ہیں کہ حضرت شاہ مدار خشکی کے منازل طے کرنے کے بعد جہاز پر سوار ہوئے۔

marfat.com

سمندر کے عین درمیان جہاز طوفانوں کی زد میں آگیا اور تباہ ہو گیا۔ صرف گیارہ اشخاص ایک لکڑی پر سوار رہ گئے اور آہستہ آہستہ کنارے آلگے کچھ دنوں بعد دس شخص بھوک اور پیاس برداشت نہ کر سکے اور مر گئے۔ صرف شاہ مدار جان سلامت لے کر پہنچے۔ آپ سمندر کے ساحل روانہ ہوئے تو جنگل میں ایک عمارت نظر آئی۔ وہاں آپ نے ایک نورانی صورت والا بوڑھا دیکھا۔ جس نے بڑا فاخرانہ لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ آپ کو دیکھ کر کہا۔ شاہ مدار! تشریف لائیں ہمارے صاحب آپ کا بڑی بیتابی سے انتظار فرما رہے ہیں۔ وہ حضرت شاہ مدار کو ایک وسیع و عریض باغ میں لے گیا۔ وہاں ایک مرصع اور بلند محل تھا۔ اس کے اندر یاقوتی تخت پر ایک جاہ و جلال والا انسان جلوہ فرما تھا۔ اس کے ارد گرد حد نگاہ تک لشکر اور درباری دکھائی دے رہے تھے۔ شاہ مدار نے یہ شان و شوکت دیکھی اور فضائل و کمالات ملاحظہ کئے۔ اور انہی کمالات صوری اور معنوی کے باوجود اس شخص کی ہیبت سے کانپ اٹھے اور اللہ کی بارگاہ میں سر بسجدہ ہو گئے۔ اس بزرگ نے آپ کا ہاتھ پکڑا۔ اٹھایا۔ اپنے پاس بٹھایا۔ چاول اور شکر کا کھانا کھلایا۔ نیا لباس پہنایا اور شاہ مدار کی زبان میں گفتگو کا آغاز کیا اور فرمایا۔ شاہ مدار! آج کے بعد تمہیں دنیا کی اشیائے ضروریہ طعام و لباس کی ضرورت نہیں رہے گی۔ کھاؤ یا نہ کھاؤ۔ لباس پہنو یا نہ پہنو۔ تمہارا بدن اور لباس ہمیشہ پاک اور صاف رہے گا۔ اس پر گرد و غبار کا کچھ اثر نہ ہو گا۔ آج سے عالم ملکوت اور ناسوت میں تمہارا لقب قطب الوقت قرار دیا گیا ہے۔ آج کے بعد انسانوں میں سے کسی

marfat.com

کو یہ لقب نہیں دیا جائے گا۔ اب تم اسی وقت روانہ ہو جاؤ اور حضرت ہندالولی خواجہ معین الدین سنجری قدس سرہ کے دربار میں حاضر ہو جاؤ میں تمہاری راہنمائی کروں گا۔ اور ان وادیوں اور پہاڑوں سے سلامتی کے ساتھ گذر جاؤ گے تمہاری صوری اور معنوی ولایت زندگی اور بعد از موت بھی یکساں رہے گی۔

شاہ مدار قدس سرہٗ اس محل سے نکلے تو مڑ کر دیکھا کہ عمارت کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ اللہ کی قدرت پر حیران ہوئے۔ مراقبہ میں بیٹھے۔ مکاشفہ کیا۔ غیب سے ندا آئی۔ وہ شخص انوار و برکات کے ساتھ ملائکہ سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ اللہ کے جلال و جمال کا مظہر تھا۔ اور ساری کائناتِ ارضی اس کے تصرف میں دی گئی ہے۔ یہ تصرف اور فیضان اسے براہِ راست اللہ تعالےٰ سے حاصل ہے اور بسا اوقات وہ انبیاء و اولیاء پر بھی فیضان پہنچانے پر مامور ہے۔ جب کبھی تمہیں کوئی ضرورت پیش آئے اس کا نام لے کر پکارو وہ قیامت تک تمہارا ممد و معاون رہے گا۔ اس کا مبارک نام شت نیطی ہے۔

شاہ مدار نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اپنے راستے پر گامزن ہو گئے راستہ میں آپ کو ساتوں ابدال سے ملاقات ہوئی۔ آپ تھوڑی ہی مدت میں گجرات کی سرحدوں پر جا پہنچے۔ چند روز یہاں رہے۔ جوق در جوق مخلوق خدا آپ کی زیارت کو آنے لگی۔ آخر کار اجمیر شریف میں آ پہنچے اور حضرت ہندالولی خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کی مجاورت اختیار کی۔ اجمیر شریف میں کوہ کلا پہاڑی حضرت شاہ مدار کی اقامت گاہ تھی اب تک یہ متبرک مقام زیارت گاہ عام و خواص ہے اور چراغاں کیا

marfat.com

جاتا ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد آپ کو حکم ہوا کہ جون پور میں ایک ندی کے کنارے اپنا مسکن بنائیں اور خدمتِ خلق میں مصروف ہو جائیں۔ آپ چلے۔ کالپی پہنچے وہاں حاکم شاہ قادر شاہ اور حافظ محمد سراج امام سے ملاقات ہوئی۔ سیر الاولیا اور دوسری کتابوں میں ان واقعات و معاملات کا تفصیلی تذکرہ ملتا ہے۔ حضرت سید عبدالواحد سالگرامی قدس سرہٗ السامی اپنی کتاب سبع سنابل میں لکھتے ہیں کہ آپ حضرت حافظ محمد سراج کی دعا سے جونپور میں آئے تھے۔ یہاں شیخ حسین معز بلخی جو حضرت شاہ شرف یحییٰ منیری کے مرید تھے۔ موجود تھے۔ حضرت شہاب الدین سہروردی کی تصنیف کتاب عوارف المعارف شاہ مدار سے سبقاً سبقاً پڑھی۔ آپ نے پہلے دیدار پر سر بسجود ہو کر یہ شعر پڑھا۔

گویم کہ حق صورت ندارد

چہ می بینم عیاں ذات مصوّر

ترجمہ: میں کس طرح مان جاؤں کہ اللہ کی کوئی شکل و صورت نہیں جبکہ مصوّر کی ذات میرے سامنے موجود ہے۔

حضرت شاہ مدار قدس سرہٗ کا اتنا جاہ و جلال تھا۔ جو شخص آپ کو ایک نظر دیکھتا بے اختیار زمین پر گر پڑتا۔ چنانچہ آپ نے ہمیشہ چہرے پر سیاہ نقاب رکھنا شروع کر دیا درویشی میں اسے منزل صمدی کہتے ہیں۔

حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی قدس سرہٗ اپنی ایک تصنیف لطیف میں لکھتے ہیں۔ کہ جب صوفی مقام صمدیت پر فائز ہوتا ہے تو اسے بھوک اور پیاس نہیں رہتی۔ اس وقت کے علماء ظاہر میں سے اکثر آپ کے مقام سے بے خبر تھے۔ اور آپ کی مخالفت پر اُتر آئے تھے۔ ان میں قاضی

marfat.com

شہاب الدین دولت آبادی۔ قاضی محمد مطہر کاہلوی۔ قاضی محمد کنتوری۔ قاضی صدر جہاں جونپوری پیش پیش تھے۔ ان لوگوں نے آپ کے خلاف فتوے جاری کئے اور مناظرے اور ابحاث پر اتر آئے۔ مگر ایک بار دیکھتے ہی ارادتمند و عقیدت کیش بن گئے اور ہر ایک کو اپنی اپنی بساط کے مطابق حصّہ ملا۔

لکھنو میں شیخ حینا شیخ قطب کے بیٹے تھے۔ آپ کم سنی ہی میں حضرت مخدوم شیخ قوام الدین کے مزار کے مجاور اور سجادہ نشین تھے۔ آپ نے حضرت شاہ مدار کے مدارج اور مناصب سے لوگوں کو آگاہ کر دیا تھا اور اپنے مصلّے اور سجادہ پر آپ کو بٹھاتے تھے۔ آپ کے اس مرکز پر گرد و نواح میں سیاحت کرنیوالے اہل اللہ حاضری دیتے۔ آپ پچاس سال تک ہندوستان میں مامور فیض رسانی رہے۔ آپ کا طریقہ سلوک اویسی تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ طیفور شامی۔ اویس قرنی۔ علمدار مکیؔ قدس سرہم کے ارواح قدسیہ سے فیض حاصل کیا کرتے تھے۔ جب تک شاہ مدار برّصغیر میں نہیں آئے تھے۔ یہاں طریقہ اویسی سے کوئی بھی واقف نہ تھا۔ مخدوم شیخ سعد اللہ قدس سرہٗ نے اس موضوع پر حضرت سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کو ایک خط لکھا تھا۔ آپ نے خط کا مفصّل جواب دیا تھا۔ اور آپ نے طریقہ اویسی کی صداقت اور رفعت کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ ہم اس کی وضاحت کے لئے شاہ مدار کے چند خلفاء کے اسمارِ گرامی کا ذکر کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔

حضرت شاہ جہانگیر سمنانی حضرت شیخ حینا

فرزندِ معنوی حضرت شیخ قوام الدین قدس سرہٗ اور مرید حضرت

marfat.com

شاہ سارنگ گانوی اور خلیفہ حضرت سید صدر الدین راجو قتال بخاری اوچی برادرِ مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ۔ حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی حضرت قاضی محمود کستوری۔ حضرت قاضی مظہر کاہوری حضرت قاضی شہاب الدین قدوائی حضرت سید احمد بادیائی کولونبی جونپوری حضرت سید جمال الدین بہاری۔ حضرت سید اجمل بہرائچی۔ شاہ جودن اودھی۔ شاہ عبیک قنوجی۔ شیخ شمس تائب لکھنوی شیخ بدھن صدیقی سندیلوی۔ شاہ متھا مدار کنڈری شاہ اعلائے بنگالی شاہ۔ عبدالرحمان چشتی صابری (آپ کو حضرت شیخ عبدالحق رودلوی قدس سرہٗ سے بھی خلافت ملی تھی۔

حضرت شیخ عبدالحق رودلوی نے شیخ عبدالرحمان قدوائی اور انہوں نے شیخ ابوالفتح قدوائی اور انہوں نے شاہ محمد عالم مداری اور انہوں نے شاہ سعد مداری سے انہوں نے شاہ میراں مداری انہوں نے شاہ متھا مداری انہوں نے اپنے والد گرامی محمود کنڈری انہوں نے شاہ قطب بدیع الدین مدار سے خلافت و ولایت حاصل کی تھی۔

انہوں نے آپ سے اویسی طریقہ پر باطنی فیض حاصل کیا تھا۔ مرات مداری میں لکھا ہے کہ رسائل ایمان محمودی جمع کرنے کے بعد قاضی محمود کنتوری وغیرہ نے قطب مدار کے خاص حالات بھی قلمبند کیے تھے اور آپ کے التفات و کرم کو بھی یکجا جمع کیا تھا۔ ان کی دلی خواہش کہ آپ کے ملفوظات احوال پر مفصل کتاب لکھی جائے لیکن چونکہ آپ کے بعض اطوار ظاہری شریعت اور اہل علم کے خلاف تھے۔ اس لئے ایسے احوال جمع نہ کئے جا سکے۔ تاکہ ظاہری علماء کے تیر ملامت و تنقید کا نشانہ نہ بنیں۔ لہٰذا کئی سال تک یہ ارادہ دل میں ہی چھپائے

marfat.com

رکھا۔ ۸۶۴ھ میں مکن پورہ میں آپ کے مزار پرانوار پہ حاضر ہوئے۔ اور کئی قسم کی روحانی نعمتوں سے سرفراز ہوئے تازہ بشارت اور اجازت حاصل ہوئی کہ ہمارا دل تمہاری اعانت اور امداد کے لئے ہر وقت تیار ہے اگر لکھتے ہوئے کوئی غلطی، مسامحہ یا سہو آیا تو ہم خود راہنمائی کریں گے اور اس کی درستگی کی جائے گی اس اشارۂ غیبی کے بعد آپ نے قلم اٹھایا اور کتاب لکھنا شروع کی۔

حضرت شاہ مدار کا انتقال ۸۴۰ھ سلطان ابراہیم شرقی کے عہدِ حکومت میں ہوا تھا۔ اس وقت آپ کی عمر ایک سو پچیس سال تھی آپ کو اپنے حجرہ میں ہی آسودہ خاک کر دیا گیا۔ مردانِ غیب سے کلاہ اور چادر پہنائی اور نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔ اس کے بعد آپ کے حجرے کا دروازہ خود بخود کھلتا اور خود بخود بند ہو جاتا تھا۔ بادشاہ کے حکم سے سید صدر جہاں جونپوری کی زیرِ نگرانی حجرے پہ ایک عالی شان عمارت بنائی گئی۔

○

۸۵

خانوادۂ غزنویاں

یہ سلسلہ طریقت حضرت شیخ رضی الدین علی بن سعید بن عبدالجلیل لالائے غزنوی قدس سرہٗ سے شروع ہوتا ہے آپ ابتدائی عمر میں حضرت شیخ ابو یعقوب خواجہ محمد یوسف ہمدانی قدس سرہٗ کی صحبت

marfat.com

میں رہے اور حضرت شیخ خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں وقت گذارا۔ آپ کے بعد حضرت نجم الدین کبریٰ فردوسی کا شہرہ ہوا تو آپ حسب بشارت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے خواب میں حضرت نجم الدین کبریٰ کی شکل آپ کو دکھا دی گئی تھی۔ دربار میں حاضر ہوتے ہی حضرت کبریٰ کو پہچان لیا۔ آپ کی نگرانی میں آپ نے چند ایک چلّے کاٹے تو کام درجہ کمال کو پہنچ گیا اور قدوۂ زمان بن گئے۔ اپنے شیخ کی صحبت کے علاوہ آپ کو ایک سو چوبیس کاملان طریقت نے اپنی نگاہوں سے تربیّت دی۔ ہر ایک سے تبرک یا خرقہ خلافت پایا۔ آپ کی وفات کے بعد تقریباً ایک سو خرقہائے خلافت اور تبرّکات تقسیم کئے گئے اور یہ ساری امانتیں آپ کے خلفاء کو عطا کی گئیں اور بعض تبرکات آپ کی اولاد کے قبضے میں رہے۔

حضرت شیخ نے سارے عالم اسلام کی سیاحت کی۔ بہت سے ممالک میں سے گذرے۔ ہندوستان سے ہوتے ہوئے۔ حضرت شیخ ابی رضا بن نصر قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کچھ عرصہ تک آپ کی صحبت میں رہے۔ حضرت سے حضور مقبول کی امانت اور خرقہ خلافت بھی حاصل کیا۔ حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی قدس سرہٗ اپنی تحقیق سے لکھتے ہیں کہ یہ امانت جو رسول اکرم ﷺ نے عطا فرمائی تھی۔ حضرت شیخ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ہی مخصوص تھی۔ آپ عروۃ الوثقیٰ میں لکھتے ہیں کہ میں نے ان تبرّکات کی بچشم خود زیارت کی ہے۔ وہ ایک ریشمی کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے اور کاغذ پر رکھے ہوئے تھے ان پر حضرت شیخ رضی قدس سرہٗ کے ہاتھ سے یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

marfat.com

"هٰذِهِ الْمُشْطُ مِنَ الشَّاطِ الرَّسُوْلِ صلی اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذِهِ الْخِرْقَةُ وَصَلَتْ مِنْ اِبِي الرَّضَا رَتَن لال الهندی"

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنگیوں میں سے یہ ایک کنگھی ہے جو اس بندہ ضعیف تک آپ کے ایک دوست کی معرفت پہنچی ہے اور یہ خرقہ ابی رضا رتن لال ہندی رضی اللہ عنہ کی وساطت سے اس بندہ ضعیف کو ملا ہے۔"

اب معلوم کرنا چاہیئے کہ حضرت ابی رضا رتن ہندی ابوالعرفا عبداللہ جنگال گجراتی ابو محمد معمر مغربی اور ابو عبداللہ بن عبدالعزیز مکی رضی اللہ عنہم کے حالات ہمارے سامنے ہیں یہ چاروں حضرات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے وہ ایک دوسرے کے قریب قریب زمانہ میں رہے۔ اہل شجرات۔ ارباب تواریخ نے ان حضرات کے حالات کے صحت میں بڑے اختلافات کئے ہیں صواعق کے مترجم نوادر الانوار کے مصنف نے تو ان حضرات کی صحابیت سے صاف انکار کر دیا ہے۔ البتہ رتن ہندی۔ معمر مغربی حکیم محمد قاسم اور حاجی محمد خان حاجی عبداللہ جنگال کی صداقت پر بعض حضرات نے قلم اٹھایا ہے۔
حضرت عبداللہ مکی رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر احادیث اور سیرت نبوی کی کتابوں کے علاوہ کہیں نہیں ملتا۔ حضرت سید نجم الدین غزنوی حضرت شاہ محی قلندر عباسی اپنی تخلیق میں اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ یہ صحابہ کرام میں شامل تھے۔ حضرت رتن ہندی رضی اللہ عنہ

marfat.com

کے حالات شیخ سعدالدین حموی۔ شیخ احمد جوزجانی نے بھی لکھے ہیں اور مؤلف عروۃ الوثقیٰ کی تحقیق و تصدیق پر حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نفحات الانس میں شیخ غزنوی رضی اللہ عنہ کے حالات لکھے ہیں۔ بہر حال ہمارے نزدیک حاجی رتن۔ حاجی عبداللہ دونوں ہندوستان گجرات کے بادشاہوں کے وزیر و امراء میں سے تھا۔ رتن ہندی نے توشق القمر کا معجزہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ تو ایمان لائے اور دوسرے سفیر بن گئے تو ایمان کی دولت سے فیض یاب ہوئے۔ معمر مغربی نے تیسری صدی ہجری میں اپنی ہجرت کا بیان کرتے ہیں۔ آپ انزوا سے نکلے اور حضور کی حدیث مَنْ شم الورد کے واحد راوی آپ ہی ہیں۔ عبداللہ مکی رضی اللہ عنہ پانچویں صدی ہجری کے آخریں سالوں میں ظاہر ہوئے آپ بھی انزوا سے آئے۔ آپ کا تعارف حضرت سید خضر رومی کی وساطت سے ہوا ہے ان چاروں حضرات کی عمروں کی طوالت انزوا۔ اختفا اور انواع و اقسام کی برکات و حسنات کے حصول سے ظاہر ہوتی ہے۔ پھر ان حضرات کی طویل عمری حضور سید الانبیاء کی دعائے خیر کا نتیجہ ہے اور اللہ کی قدرت انبیاء کی دعا سے عام حالات سے ہٹ کر بڑے بڑے معجزات ظاہر کرتی رہتی ہے۔ حضور نبی آخرالزمان کی دعا سے ایسے مافوق الفطرت واقعات کا ظہور میں آنا محال نہیں ہے۔ بلکہ ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ ایسے امور کا ظہور پذیر ہونا نہ تو باعث تعجب ہے۔ اور نہ ہی ناممکنات میں سے ہے۔ حضرت عیسیٰ۔ حضرت ادریس اگرچہ انبیاء میں سے تھے۔ مگر وہ احوال بشری کے مکلّف ہوتے ہوئے بھی آسمان چہارم اور طبقات ارضی پر زندۂ جاوید ہیں۔ حضرت امام مہدی آخرالزماں کی حیات و اختفار پر

marfat.com

بھی بہت سے علمارِ اسلام کا اتفاق ہے اور اس اُمّت کے مُستند اور جیّد علمار آپ کی اتنی طویل عمری کے قائل ہیں۔ دجّال بدحال کے خروج پر بھی علمار کا اتفاق ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے اکثر حضرات کا طویل العمر ہونا ثابت ہے اور صحیح احادیث اور مستند کتابوں میں ایسے واقعات پائے جاتے ہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بعض روایات کے مطابق ایک ہزار چار سال زندہ رہے۔ اہل تحقیق اور سند نے آپ کی عمر کے چار سو سال پر تو اتفاق کیا ہے۔ حضرت جابر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہما کی طرح طویل العمر تھے۔ آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا سلام حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کو بہ نفسِ نفیس پہنچایا تھا۔ اسی طرح صوفیار کرام میں سے ایسے حضرات ہوئے ہیں جو حبسِ دم کی وجہ سے بڑی طویل عمری کے مالک بنے۔ پھر بعض مقبولانِ خدا اور اولیار اللہ کی دعاؤں سے بہت سے لوگوں نے طویل عمریں حاصل کی ہیں۔ اولیار اللہ تو خاصانِ خدا ہیں۔ بعض منکرین نے بھی اسلام قبول کیا، تائب ہوئے اور درجہ کمال کو پہنچ کر بڑے بڑے مقامات حاصل کئے۔

مندرجہ بالا مقالوں کے علاوہ ہم اپنی تحقیق اور مشاہدے کی بنا ر پر کہہ سکتے ہیں کہ مملکتِ سیاہ پوشاں میں ایک ایسا شخص آج تک زندہ ہے اور موجود ہے۔ جو شخص اسے ملنا چاہے بلا تکلّف مل سکتا ہے۔ اس سے ملاقات کر سکتا ہے۔ اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ اس سے باتیں کر سکتا ہے اس کی کہانی اپنے کانوں سے سُن سکتا ہے۔ اس کے ہاتھ پر ایک ایسا زخم ہے جو اسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لگایا تھا۔ حضورؐ نے اس کی طویل عمری کی دعا کی تھی۔ جسے اللہ نے قبول فرمایا تھا۔ اس کے زخم سے آج تک خون رِستا

ہے۔ راقم الحروف (مؤلف کتاب مولوی احمد علی) نے پانچ معتمد اور معتبر اشخاص سے ملاقات کی ہے۔ جو اسے دیکھ کر آئے تھے۔ اس سے بلاحجاب باتیں کر کے آئے تھے۔ خراسان کے معرکوں میں اکثر ایسے لوگ ملتے ہیں۔ جنہوں نے ہندوستان سے سفر کر کے اس مقام تک رسائی کی۔ انہوں نے اپنے سفرناموں میں یہ نادر اور عجیب و غریب واقعہ لکھا ہے۔ مشہور بادشاہوں کی تاریخی کتابوں اور بزرگانِ دین کے ملفوظات میں ایسے طویل العمری کے واقعات موجود ہیں۔ یہ خاکسار بذاتِ خود حضرت حاجی رتن ہندی رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کے لئے حاضر ہوا تھا حضرت عبداللہ مکی رضی اللہ عنہ کی قبر کی بھی زیارت کی۔ ان کے مزارات سے انوارِ فیضان اور برکات کے چشمے پھوٹتے دکھائی دیتے ہیں۔

○

۸۶

خانوادہ ہمدانی

یہ سلسلہ طریقت حضرت امیر سید علی بن شہاب بن محمد ہمدانی سے منسوب ہے۔ آپ ظاہری اور باطنی علوم میں باکمال تھے۔ آپ کی گراں مایہ تصانیف آج تک مشعل راہ ہیں۔ آپ کو قادری سلاسل میں علی ثانی کے لقب میں یاد کیا جاتا ہے۔ شیخ ابوالحسن علی ہنکاری کے قول کے مطابق آپ پہلے حضرت شیخ شرف الدین محمود بن عبداللہ مزدقانی کے حلقۂ ارادت میں آئے۔ مگر سلوک کی منازل طے کرنے وقت

marfat.com

حضرت شیخ ابوالبرکات تقی الدین علی دوستی سمنانی کی صحبت میں رہے۔ ان کی وفات کے بعد دوبارہ شیخ محمود قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ دونوں بزرگ حضرت ابوالمکارم رکن الدین علاء الدولہ احمد بن محمد سمنانی قدس سرہ السامی کے مشہور خلیفہ تھے۔ آپ شیخ نورالدین عبدالرحمان اسفرائی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے جو حضرت شیخ جمال الدین احمد جورفانی کے خلیفہ مجاز تھے۔ اور حضرت شیخ رضی علی غزنوی قدس سرہ کے اصحاب واحباب میں سے تھے۔ حضرت امیر ہمدانی نے اپنے شیخ کے حکم پر کئی بار ساری دنیا کی سیاحت کی تھی اور ایک ہزار چار سو اولیائے کرام سے ملاقات کی۔ آپ چار سو کاملین وقت کی مجالس میں شریک ہوئے۔ وادی کشمیر میں آپ کی بدولت اسلام کی اشاعت ہوئی تھی۔ آپ کی خانقاہ آج بھی وادی کشمیر میں موجود ہے۔ کشمیر کے لوگ آپ کے بے پناہ عقیدت مند ہیں۔ آپ کا مرقد منور ختلان میں ہے اور خواجہ ابو محمد اسحاق ختلانی آپ کے خلیفہ اعظم ہوئے ہیں۔

۸۷

خانوادۂ زربخشی

خانوادۂ زربخشی کی بنیاد حضرت شیخ منتخب الدین زری زربخش قدس سرہ دولت آبادی نے رکھی تھی۔ آپ کے حالات سیرالاولیاء (کرمانی) فوائد الفواد (امیر سنجری) میں حضرت خواجہ محبوب۔ تاریخ حاجی محمدی اور تاریخ حکم میں تفصیل سے ملتے ہیں۔ آپ حضرت خواجہ محبوب الٰہی

marfat.com

دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عمائد خلفاء میں سے تھے۔ آپ سے حضور محبوب الٰہی سے آپ کو مصلّا۔ خلعت۔ عصا۔ شال اور خرقہ خلافت ملا تھا۔ آپ کے حکم سے ہی آپ دہلی کو چھوڑ کر اس وقت دیوگری چلے گئے۔ جب محمّد شاہ تغلق نے دہلی کے امراء اور رؤساء کو دولت آباد میں منتقل ہونے کا حکم دیا تھا آپ کے ساتھ سات سو اہل دربار بھی دہلی سے دیوگری گئے تھے۔ یہ حضرات حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کے تربیّت یافتہ تھے اور عالم و فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ راہِ سلوک میں مشاق تھے۔ حضرت شاہ نے وداع ہوتے ہوئے کہا تھا۔ اس لئے شہر سے ہمیں کئی دوستوں سے جدا کر دیا اور ہم ان کا غم لے کر وہاں پہنچے۔ ہمارا اپنا دل نہیں چاہتا تھا۔ کہ حضرت محبوب الٰہی سے جدا ہو۔ حضور محبوب الٰہی قدس سرہٗ نے مراقبہ فرمایا اور اعلان کیا کہ انشاء اللہ اتنی مخلوق نماز تہجّد کے بعد تمہاری خانقاہ میں رہا کرے گی۔ واقعہ ایسا ہی ہوا۔ جب تک حضرت شاہ زندہ رہے۔ ایک سونے کا بھرا ہوا ایک ڈبہ غیب سے ظاہر ہوتا اور آپ غرباء و مساکین میں تقسیم کرتے جاتے۔ آپ صُبح مصلّے کے نیچے سے اشرفیاں نکالتے جاتے اور درویشوں کے مصارف میں لاتے جاتے۔ اسی وجہ سے آپ زری بخش کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

جس دن حضرت نے دولت آباد میں وفات پائی حضرت خواجہ محبوب الٰہی نے باطنی طور پر معلوم کر لیا اور مولانا برہان الدین غریب سے جو آپ کی مجلس میں موجود تھے۔ پوچھا کہ آپ کے بھائی شاہ کی کیا عمر ہے۔ حاضرین مجلس کو آپ کا یہ انداز ایسا لگا جیسے آپ حضرت شاہ

marfat.com

زری بخش کی وفات کی خبر دے رہے ہیں۔ سب خاموش رہے۔ مگر بعد میں جب آپ کی وفات کی اطلاع آئی۔ تو وہی دن تھا۔ جس دن آپ نے عمرؒ کے متعلق دریافت فرمایا تھا۔

۷۶

خانوادۂ نوربخشی

یہ سلسلہ طریقت حضرت سیّد السادات سید محمد نوربخش مصنف سلسلۃ الذہب عربی سے منسوب ہے۔ آپ حضرت خواجہ ابو محمد اسحاق ختلانی قدس سرہٗ کے خلیفہ اعظم تھے۔ حضرت ابو محمد اسحاق کا تفصیلی ذکر سلسلہ ہمدانیہ میں گذر چکا ہے۔ آپ کے سجادہ نشین حضرت سیّد محمد علی نوربخش قدس سرہٗ تھے۔ آپ کو سیّد محمد غیاث نوربخش سے خلعت خلافت ملی تھی۔ سلاسل قادریہ۔ سہروردیہ۔ فردوسیہ۔ غزنویہ۔ ہمدانیہ اور نوربخشیہ سے خلافت پا کر چشتیہ نظامیہ سلسلہ کو جاری کیا تھا۔ ان کا شجرہ طریقت اس طرح ہے۔

۱: سید محمد غیاث نوربخش قدس سرہٗ کو ان تمام سلاسل کے مجازوں نے خلافت دی تھی۔ شیخ حسن محمد بن احمد بن نصیر الدین بن مجد الدین بن مجد الدین بن سراج الدین۔ بن کمال الدین فیض من حال الحقیقی حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہم۔

marfat.com

۸۹

خانوادۂ مجددی

یہ سلسلہ طریقت حضرت قیوم ربانی مجدد الف ثانی سرہندی فاروقی قدس السرالعزیز سے جاری ہوا تھا۔ آپ آیات الہیہ میں سے ایک آیت تھے۔ نعمات یزدانی سے ایک نعمت تھے۔ حضرت شیخ جلال الدین سیوطی نے اپنی مشہور کتاب جمع الجوامع میں ایک حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم نے فرمایا۔ میری اُمت میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا اسے صلت کے لقب سے یاد کیا جائے گا۔ اس کی شفاعت سے ہزاروں لاکھوں انسان بخشش پاکر بہشت میں جائیں گے۔ اکثر ارباب عرفان نے کہا ہے کہ اس حدیث میں حضرت مجدد الف ثانی کی طرف اشارہ ہے۔ حضرات مجددیہ نے اپنے ملفوظات میں اس کا اکثر ذکر کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے بھی خود بھی اپنی تحریروں میں جہاں آپ مسئلہ وحدت الوجود کے اختلافات گفتگو فرماتے ہیں (یہ مسائل تقریباً ایک ہزار سال سے مشاہیر صوفیا عظام اور ممتاز علمار کرام کے درمیان متنازعہ تھے) الحمد للہ الذی جَعَلَنِی صلۃ بین البحرین (میں اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس نے مجھے دو سمندروں میں صلت بنایا ہے)

حضرت شیخ عبدالاحد فاروقی آپ کے والد مکرم تھے۔ وہ وقت کے عارفِ کامل تھے۔ آپ کو شیخ رکن الدین خلف حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت ملی تھی۔ براہِ راست آپ حضرت گنگوہی

marfat.com

کے بھی مرید اور نعمت یافتہ تھے۔ اسی طرح اویسی طریقہ پر آپ حضرت مخدوم عبدالحق ردولوی قدس سرہٗ سے بھی مجاز تھے۔ ظاہری طور پر شیخ محمد عارف سے خلعتِ خلافت رکھتے تھے۔ شیخ محمد عارف شیخ احمد عارف کے بیٹے بھی تھے اور خلیفہ اعظم بھی تھے۔ شیخ احمد عارف حضرت مخدوم گنگوہی کے فرزند رشید تھے۔

شیخ ردولوی قدس سرہٗ حضرت مخدوم شیخ جلال الدین گازرونی پانی پتی سے فیض یافتہ تھے۔ حضرت گازرونی حضرت سید شمس الحق والدین ترک صاحب ولایت پانی پت کے فرزند معنوی اور مرید حقیقی تھے۔ آپ کو خانوادۂ صابریاں سے خلعتِ خلافت ملی تھی۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہی حنفی نے دوسرے کئی سلاسل طریقت سے خلافت پائی تھی۔ ایک شیخ درویش بن شیخ قاسم اودھی دہلوی سے جو اپنے والد سے مجاز تھے۔ اسی طرح حضرت سید بدھن بہرائچی سے جو سید اجمل بہرائچی کے مرید تھے۔ انہوں نے حضرت شاہ مدار بدیع الدین قدس سرہٗ طیفوری سے خلافت پائی تھی۔ آپ کے بعد حضرت مخدوم جہانیاں بخاری سے بھی خلافت حاصل تھی۔ شیخ قاسم علمائے وقت میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ آپ نے کتاب آداب السالکین لکھی۔ آپ شیخ فتح اللہ دہلوی اودھی کے مرید تھے وہ حضرت شیخ حکیم محمد صدرالدین طبیب دل بن احمد شہاب دہلوی کے مرید تھے۔ وہ حضرت مخدوم نصیرالدین چراغ دہلوی کے مرید تھے۔ اس حضرت چراغ دہلوی سجادۂ نظامیاں کے مسند نشین تھے۔

ایک اور سلسلہ جن میں شاہ عبدالسلام جونپوری قدس سرہٗ سجادہ آلائے شاہ محمد حضرت شاہ قطب الدین بنیادل تھے۔ شاہ بنیادل حضرت

marfat.com

سید نجم الدین قلندر غوث الدھر می التوؤ تیر انداز غوثی بن حضرت سید نظام الدین چشتی غزنوی کے صاحب نعمت تھے۔ وہ اپنے چچا حضرت سید خضر رومی قدس سرہٗ سے مستفیض ہوئے۔ حضرت خضر رومی حضرت عبداللہ ابن عبدالعزیز علمدار مکی قدس سرہٗ کے فیوض و برکات کے وارث تھے۔ الغرض شیخ عبدالقدوس گنگوہی حنفی قدس سرہٗ اپنے زمانہ کے مشاہیر میں سے تھے۔ صاحب ذوق وجد و سماع تھے آپ نے سماع کی اباحت اور جواز۔ پھر سماع کے آداب و شرائط میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی ایک مشہور کتاب لوادر العیون ہے جو سات فنون پر مشتمل ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے پہلے اپنے والد مکرم سے کسب طریقت کیا۔ پھر اسی شوق کو لے کر سفر پر نکلے۔ اور ارادہ کیا کہ دیارِ عرب میں جا کر حج بیت اللہ کریں۔ اثنائے سفر دہلی پہنچے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ باقی بحق دفانی فی الوجود قدس سرہ الودود سے ملاقات ہوئی۔ حضرت باقی باللہ حضرت خواجگی محمد امکنگی کے مرید تھے۔ حضرت خواجہ محمد درویش کے فرزند ارجمند اور مرید باصفا تھے۔ خواجہ درویش حضرت خواجہ مولا محمد زاہد ولی کے خواہر زادہ اور سجادہ نشین تھے۔ محمد زاہد خانوادہ احرار کے بانی حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ الغفار کے خلیفہ اعظم تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السامی کو حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں اڑھائی ماہ رہنے کا موقعہ ملا۔ اس مختصر سے عرصہ میں آپ نے بے پناہ فیض حاصل کر لیا اور مختلف مدارج سلوک طے کر لیے۔ دیارِ عرب

marfat.com

کے سفر سے رُک گئے۔ پھر آپ تھوڑے ہی عرصہ میں قبول عام کی دولت حاصل ہوئی۔ برصغیر کے علماء و امراء آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اللہ تعالیٰ نے آپ کو کرامات سے مالامال کر دیا۔ باطنی تصرّفات کے دروازے کھل گئے۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ کے مجمع فضائل اور مرجع سلاسل ہو گئے۔

کسے چوں دلے بلوح ارجمنداں
نزد نقش بدیع از نقش بنداں

قادری خانوادہ میں آپ حضرت شاہ سکندر کتھیلی کے مجاز تھے حضرت شاہ سکندر اپنے دادا سیّد کمال کتھیلی کے مرید تھے اور انہیں شمس الدین صحرائی سے سجادۂ خلافت ملا تھا وہ سید احمد عقیل اور وہ سیّد بہاء الدین اور وہ سیّد عبدالوہاب اور وہ سیّد شرف الدین قتّال کے خلیفہ تھے۔ حضرت قتّال حضرت سیّد محمد عبدالرزاق فرزند غوث اعظم سید عبدالقادر گیلانی قدس سرہٗ سے مجاز اور خلافت یافتہ تھے۔

حضرت سیّد مجدّد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے دو نامور فرزند عروۃ الوثقیٰ شیخ محمد معصوم اور خازن رحمت شیخ محمد سعید سلسلہ نقشبندیہ کے سجادہ نشین اور زبردست ترجمان ہوئے ہیں۔ آپ کے احوال و آثار میں حضرات القدس۔ نفحات السرور۔ مجاہدات مجدّدی اور مکتوبات احمد (المعروف مکتوبات و ملفوظات مجدد الف ثانی) بڑی مستند اور بلند پایہ کتابیں ہیں۔

○

marfat.com

۹۰

خانوادۂ خوارزمی

یہ سلسلہ تصوف حضرت شیخ حسین خوارزمی سے منسوب ہے آپ مخدوم اعظمی حاجی محمد جنوشانی کے مرید تھے۔ حضرت مخدوم اعظمی مقبول دیار وجوار اور مقتدر متاخرین میں سے تھے۔ آپ کو خاندان ہمدانی سے خلافت ملی تھی۔ آپ شیخ شاہ علی بلوادری کے مرید تھے۔ جو شیخ محمد رشید الدین فردوسی اسفراینی مرید حضرت شیخ عبداللہ برش آبادی کے خلیفہ تھے۔ شیخ عبداللہ حضرت خواجہ ابو محمد اسحاق ختلانی قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔

○

۹۱

خانوادگان طریقت کے استخراج کی وضاحت

دنیائے تصوف کے مختلف سلاسل کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ چیز سامنے آئے گی۔ کہ مختلف سلاسل اور خانوادوں کا ایک دوسرے سے امتزاج اور تعلق ہے۔ ایسے خانوادوں کا مختصر سا ذکر ضروری ہے۔ کیونکہ ان تعلقات اور امتزاج کی جستجو کے لئے بہت سے ارباب علم سرگرداں رہتے ہیں اور ان خانوادوں کی شاخیں ان کے رسومات و رواج بھر ان کی ارادت

marfat.com

اور عقیدت کے اظہار میں مختلف انداز سامنے آتے ہیں۔ پھر ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ بعض لوگ ایسے پاک خانوادوں سے نسبت قائم کر کے کئی قسم کے غیر مناسب احوال اختیار کر لیتے ہیں۔ زمانے کے بعض مجہول الفہم لوگ تو بزرگانِ دین کی کرامات کا ہی انکار کر دیتے ہیں اور نام نہاد صوفیوں کی حرکات کو دیکھ کر تجاہل عارفانہ سے پیشوایان طریقت کے فضائل سے انکار کرتے جاتے ہیں۔ ادھر ابلیس لعین اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ افراد انسانی کو وسوسوں اور شکوک کا شکار بناتا رہتا ہے۔ اور شب و روز مکروہ افعال کے ارتکاب پر آمادہ کرتا رہتا ہے۔ دراصل ایسے صوفیاء کا گروہ جو اپنے سلاسل سے مخلص نہیں ہوتے اور اپنے مشہوریان طریقت کے طریقہ کار کو چھوڑ اپنی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ شیطانی لشکر کی حمایت کرتے ہیں۔ اندریں حالات ہم نے یہ محسوس کیا کہ ان عالی قدر خانوادگان کے اصولوں کا ذکر کر دیا جاتے۔ خواہ فروعات میں بعض معاملات میں اختلاف ہو۔ مگر اصولی طور پر انہیں سمجھنے میں آسانی ہو۔

چنانچہ بنیادی طور پر چودہ خانوادوں کے اصولوں کو سامنے رکھنا نہایت ضروری ہے۔ ہم ان چودہ خانوادوں کے احوال و حالات لکھیں گے۔ ہم سابقہ صفحات پر بیالیس ایسے خانوادوں کا ذکر کر آئے ہیں جو ان چودہ خانوادوں کے اصولوں پر کاربند ہیں۔ ان بیالیس کے علاوہ چند ایسے خانوادے ہیں۔ جن کا ذکر آنے والے صفحات میں ملے گا۔ اب ہم طریقت سیدالانبیاء صاحب لولاک۔ آل اطہار و اصحاب کبار۔ و اولیائے حق و علمائے برحق حیثت اہل بہشت کے ارواح مقدسہ کی تصدیق و تائید میں لکھیں گے۔ ہمارے سامنے خصوصاً جناب ملک المشائخ تاج الاولیاء سراج الاصفیاء

marfat.com

محبۃ العاشقین محبوب رب العالمین حضرت خواجہ سید نظام الحق والدین والشرح الیقین اناض اللہ تعالےٰ فیضانہم علی قلوب المعتقدین کے حالات رہیں گے ان کے بعد چھیّن خانوادوں کے حالات بیان کئے جائیں گے۔

○

۹۲

خانوادۂ قلندری حسنی حضروی

خانوادۂ قلندری چشتی حضری سیّد حضر رومی قدس سرہٗ سے منسوب ہے۔ سیّد حضر رومی حضرت ابو عبداللہ بن عبدالعزیز مکیؒ علمدار صاحب رسول مقبول کے نعمت یافتہ تھے۔ آپ مجمع خوارزق کرامات وانواع تصرفات کے مالک تھے۔ آپ نے قلندری لباس زیب تن کیا اور شیخیت کا نقارہ بجایا۔ دہلی میں حضرت قطب الاقطاب اوشی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کچھ عرصہ مجلس خاص میں باریاب رہے۔ آپ نے خرقۂ خلافت۔ مثال اور اجازت بیعت سے نوازا اور انہیں واپس روم جانے کا حکم دیا۔ آپ حضرت قطب الاقطاب کے ارشاد کے مطابق رخصت لے کر واپس چلے گئے۔ مشرقی ممالک کی سیاحت کے دوران آپ کا گذر پور جو جونپور کے نواح میں واقع ہے وہاں حضرت سیّد نجم الدین اور شاہ بنیادل سے ملاقات ہوئی مگر تھوڑے عرصہ قیام کے بعد روانہ ہو گئے۔ اس قیام کے دوران سیّد نجم الدین

marfat.com

اور شاہ بنیا دل نے آپ سے استفادہ کرتے ہوئے آپ کے طریقہ سلوک کو عام کرنے میں بڑا اہم کام کیا اور حضرت کے فیضان کو عام کیا۔ شاہ عبدالسلام جونپوری۔ سید محمد ماہ بہرائچی۔ شاہ محمود لکھنوی۔ شاہ عبدالرحمان خان بار لاہر پوری۔ شاہ مجتبیٰ عباسی لاہر پوری وغیرھم اسی سلسلۂ عالیہ کے ترجمان و مبلغ تھے۔

ابو عبداللہ عبدالعزیز مکیؒ

ہم حضرت امام عبداللہ علمبردار کا تذکرہ حاجی رتن ہندی

خانوادہ غزنوی کے حالات میں تفصیلی طور پر کر آئے ہیں۔ اسی طرح طیفوری۔ مداری اور مجددی خانوادوں کے اذکار میں آپ کا ضمناً تذکرہ ہوا ہے۔ اب حضرت گرامی کا مختصر تذکرہ مزید کیا جا رہا ہے۔ یہ حالات ہم کشف الرموز (شاہ باسط علی) مرات قلندری (شاہ علاء الدین) الھدایا الاحمد) شرح مصقلت الاولیاء (شاہ عبدالرحمان) تفسیر توحید (شاہ مراد رسول) سے لے رہے ہیں۔ آپ کا اسم گرامی ابو عبداللہ بن عبدالعزیز مکی علمبردار مصطفیٰ رضی اللہ عنہ تھا۔ قاضی محمد معین الدین بنیا نے اذکار قلندری میں سید شاہ فضل علی بن سید صدر جہاں بن عفیف الدین ہرگامی نے مراقب الوجود میں اور شاہ مجتبیٰ بن شاہ مصطفےٰ انیس العاشقین میں سلاسل قلندری چشتی قادری اور سہروردی کے افکار۔ طریق سلوک اور طرز دم کشی (حبس نفس) کو بیان کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۰۵۰ھ میں لکھی گئی تھی حضرت سید الشہداء شاہ کربلا نے سورۃ فاتحہ کی تعلیم آخری ایام میں دی تھی۔ اسے شاہ عبدالرحمان ثانی قدس سرہٗ السامی نے فارسی میں ترجمہ کر کے اپنے طالبین کے لئے تیار کی تھی۔ حجت العارفین شاہ محی قلندر نے

marfat.com

لکھی اور اس میں حضرت عبداللہ کا نام عبدالعزیز مکیؒ لکھا ہے۔ احادیث سیر۔ اسماء الرجال کی کتابوں میں حضرت عبداللہ مکی رضی اللہ عنہ کے مناقب روایات اور فضائل ملتے ہیں۔ آپ کا صحابی ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ آپ عمائد قریش میں سے تھے۔ قریشی لشکروں کی علمبرداری کرتے تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق اشراف قریش میں سے تھا۔ اسلام لانے کے بعد سفر میں حضور کے لشکر میں ہاشمی علم اٹھا کر چلتے تھے۔ آپ فتح مکہؐ کے موقعہ پر دولتِ ایمان سے بہرہ ور ہوئے تھے۔ آپ کی اس نسبت کے بعد از روئے تحقیق و تصدیق اُمت کے عارفین آپ کا ذکر خیر کرتے آئے ہیں۔

ایک روایت میں موجود ہے۔ کہ ایک بار جب حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور کی بارگاہ میں وحی لے کر آئے تو حضرت عبدالعزیز مکی نے ان آیات کے معانی ذہن نشین کر لئے اور تجرید و تفرید کاملہ پر عمل پیرا ہو گئے۔ نوبت بایں جا رسید کہ آپ نے سر۔ ابرو۔ داڑھی مونچھیں صاف کرا دیں اور اسی ہیئت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے آپ کی شکل و صورت دیکھ کر حاضرین مجلس کو فرمایا کہ یہ اہلِ جنّت کی شکل و صورت ہے۔ مگر جب آپ کو یہ معلوم ہوا۔ کہ جس آیت کا میں نے مطلب لے کر یہ شکل بنا لی ہے وہ مطلب نہیں اور حضور نے اس کی تشریح دلیسے نہیں کی۔ تو بہت شرمسار ہوئے۔ حضور سے درخواست کی۔ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں۔ میں کسی دُور دراز پہاڑ کی غار میں تنہا جا رہوں تاکہ نہ مجھے کوئی جان سکے نہ کسی کو معلوم ہو کہ میں کون ہوں۔ حضور نے اسے اجازت دی۔ دعا خیر کی۔ اور درازی عمر کے لئے خصوصی دعا فرمائی دوسرے دن چند دیگر صحابہ اسی طرح چار ابرو صفائی کرا کے حضورؐ کی خدمت میں

marfat.com

حاضر ہوئے۔ آپ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ یہ دوزخیوں کی شکلیں ہیں۔ صحابہ کرام نے آپ کی متضاد گفتگو سن کر عرض کی۔ یا رسول اللہ! عبدالعزیز کی شکل کے بعد آج انہیں دوزخی قرار دیا گیا ہے۔ حضور نبی کریم نے تصریح کرتے ہوئے فرمایا۔ اُس کی حرکت ایک صاحبِ حال کی حرکت تھی۔ وہ اللہ کی رضا کے لئے سب کچھ قربان کر آیا تھا۔ اسے ماجور جانا گیا۔ یہ لوگ اسے دیکھ کر از روئے ارادت۔ طمع اور حرص اپنی شکلیں تبدیل کر رہے ہیں۔ یہ لوگ ماجور نہیں محجوب ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عبدالعزیز مکیؒ رضی اللہ عنہ پر مجاہدہ نفس کا شوق غالب تھا۔ ایک دن بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر استدعا کی کہ مجھے تجرید و تفرید کی اجازت دی جائے۔ میں نفس کے جہاد کے لئے کسی پہاڑ یا صحرا میں چلا جاؤں۔ نفس کی برائیوں سے محفوظ رہ سکوں۔ زندگی کے وسواس سے دُور ہو جاؤں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے چند بار اپنی انگلی سے اس کی طرف اشارہ فرمایا۔ انگشت شہادت اٹھائی اور فرمایا۔ جبرّو جبرّو! یہ سنتے ہی عبدالعزیز مکی کے بدن کے تمام بال اُڑ گئے اور سر سے پاؤں تک بدن پہ ایک بال بھی نہ رہا۔ آپ کے لئے درازی عمر کی دُعا کی۔ اور اجازت دی۔ حضرت عبدالعزیز مکیؒ اسی وقت شہر سے نکلے۔ کوہ انزوا کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا زمانہ خلافت آیا تو آپ کوہ انزوا سے واپس آئے۔ حضرت علی سے بیعت کی۔ پھر ایک اور غار میں معتکف ہو گئے۔ پھر تیسری صدی ہجری میں اس غار سے دوبارہ ظاہر ہوئے اور حضرت سیّد جمال الدین قدس سرہٗ جو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خاص تھے کی صحبت میں

marfat.com

داخل ہوئے۔ ان سے آپ کو طیفوری سلسلہ طریقت کی اجازت ملی اور پھر ایک بیابان میں چلے گئے۔ آپ پھر پانچویں صدی ہجری میں ظاہر ہوئے اور حضرت سید خضر رومی کی خدمت میں حاضر ہو کر تعلیم پائی۔ اس خانوادہ عالیہ سے خلعت خلافت حاصل کی اور اپنی منزل گاہ میں آرام کرنے لگے۔

شاہ مجتبیٰ قلندری اپنی کتاب صحبت العارفین میں لکھتے ہیں۔ اِنَّ الشیخ عبدالعزیز المکی قد عاش علی وجود الارض ست مأت سنتًا عام باختیارہٗ۔ وَلَھُمْ اربعتہ قبور وقَامَ کُلّ قَبر اربعین سَنَتًا والقبر الرابع فِیْ اَجُودھین وَمَا قَامَ مِنْ ھذہٖ القبور قبر احمد الشیخ فرید الحق والدین تحت قدمھم مقام قبر تحتھم ؂

(ترجمہ: شیخ عبدالعزیز مکی رضی اللہ عنہٗ کائنات ارضی پر چھ سو سال زندہ رہے۔ یہ زندگی ان کی اپنے اختیار سے تھی۔ آپ کی چار قبریں ہیں۔ ہر قبر میں چالیس چالیس سال کھڑے رہے۔ آپ کی چوتھی قبر اجودھن (پاک پتن) میں ہے۔ آپ اس قبر سے دوبارہ نہیں اٹھے۔ حضرت خواجہ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کی قبر آپ کی قبر کے قدموں میں ہے اور یہ قبر بہت نیچے زیر زمین ہے۔"

راقم الکتاب (شیخ احمد علی) جن دنوں حضرت گنج شکر کی زیارت کے لئے حاضر ہوا تھا تو حضرت عبدالعزیز مکی رضی اللہ عنہٗ کی قبر مبارک کی زیارت سے بھی مشرف ہوا تھا۔ قطب العالم کی درگاہ سے صحرا کی طرف دیکھیں تو ایک مختصر سی بابرکت چار دیواری میں آپ آرام فرمائیں۔ آپ

marfat.com

کے ارد گرد بہت سے اولیاء اللہ۔ شہداء اور صالحین اُمّت کے مزارات ہیں ان بزرگان دین کے علاوہ ہزاروں اہل عقیدت کی قبریں بھی چاروں طرف موجود ہیں۔

○

۹۳

خانوادۂ قلندری چشتی شرقی

قلندری چشتی شرقی سلسلہ طریقت حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی سے منسوب ہے۔ آپ بحرِ توحید کے مستغرق قوی الاعمال شاکر الاحوال اور سرشارِ بادۂ تفرید تھے۔ آپ پر جذب اور تصرف کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ وہ ظاہری اور باطنی طور پر حضرت حق کے مقبول تھے۔ قطب ابدالی کے منصب پر فائز تھے۔

حضرت فخر الدین اور بوعلی قلندر کے والد

بعض ارباب سیر اور تواریخ نے لکھا ہے۔ کہ بوعلی قلندر حضرت شیخ فخر الدین عراقی صاحب لمعات اور دیوانِ غزلیات جو حضرت مخدوم بہاء الحق زکریا ملتانی قدس سرہٗ السامی کے داماد اور خلیفہ تھے کے بیٹے تھے۔ مگر ہمارے نزدیک اس بات میں کوئی وزن نہیں ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلط بینی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے والد کا اسم گرامی سالار فخر الدین عراقی تھا۔ یہ دونوں حضرات علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہیں اور ان میں بڑا فرق ہے۔ وہ حسب ونسب

marfat.com

لعت و ادب طرز سیاحت اور طریق ریاضت میں بالکل علیٰحدہ علیٰحدہ تھے ہم آسان لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں۔ شیخ فخرالدین عراقی کا اصل نام ابراہیم تھا۔ آپ ہمدان کے نواح میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں قرآن حفظ کیا۔ دینی کتابیں پڑھیں۔ علوم ظاہری کی تکمیل کی اور فارغ التحصیل ہو کر محراب و منبر میں وعظ و تقریر کیا کرتے تھے۔ قلندروں کے ایک خوش شکل لڑکے پر فریفتہ ہو گئے اور اسی کے عشق میں ہمدان کو خیرباد کہہ کر برصغیر پاک و ہند آ گئے اور دارالامان پہنچے۔ وہاں سے آگے نہیں گئے اور حضرت مخدوم بہاءالحق زکریا ملتانی قدس سرہٗ کے مرید ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد مخدوم زکریا ملتانی نے آپ کو بابا کمال جندی قدس سرہٗ کی خدمت میں بھیجا۔ وہاں آپ شمس تبریزی سے ملے (ہم آپ کا ذکر خیر خانوادہ فردوسیہ میں کر آئے ہیں)۔ کمال جندی کی تربیت حاصل کرنے کے بعد ملتان آئے تو حضرت زکریا ملتانی نے آپ کو چلہ کشی کا حکم دیا۔ اس دوران آپ نے بڑی بلند پایہ غزلیات کہیں۔ لوگوں نے یہ غزلیں یاد کر لیں اور مجالس عیش و نشاط میں گاتے۔ فخرالدین عراقی بھی خوش آوازی سے غزلیات سناتے۔ بازار حسن کے مقیم ان غزلیات کو ساز و آہنگ کے ساتھ گاتے تھے۔ آپ کے دوسرے ہم سفروں نے حضرت زکریا کے پاس شکایت کی ایک دن حضرت مخدوم آپ کے حجرے کے قریب آئے اور چھپ کر سنا تو عراقی نہایت مترنم آواز میں یہ غزل پڑھ رہے تھے۔

نخستیں بادہ کاندر جام کردند
ز چشم مست ساقی دام کردند

زلالے از لب لعلش چشاندند
خضر را آب حیواں نام کردند
بخود گفتند ارنی لن ترانی
بموسیٰ نام عرض الہام کردند
چو خود کردند راز خویشتن فاش
عراقی را چرا بدنام کردند
نہاں با محرمے گفتند رازے
جہانے را ازین اعلام کردند

حضرت شیخ زکریا ملتانی نے عراقی کا دروازہ کھولا اور فرمایا آج تمہارا کام مکمل ہو گیا ہے۔ باہر لائے۔ چند روز بعد اپنی بیٹی آپ کے نکاح میں دے دی۔ اسی بیٹی سے عراقی کے بیٹے کبیر الدین اسماعیل پیدا ہوئے تھے۔ حضرت بہاء الدین زکریا چاہتے تھے۔ بیٹی کے فوت ہونے پر دوسری بیٹی عراقی کے نکاح میں دے دیں۔ مگر شیخ صدر الدین عارف آڑے آئے۔ آپ پچیس سال ملتان میں حضرت مخدوم زکریا کی خدمت میں ہی رہے۔ آپ نے وفات سے پہلے اپنی خلعت عراقی کو دے دی۔ آپ کے ہم عصر علماء اور فقراء نے سلطان سے شکایت کی۔ کہ عراقی نوجوان لڑکوں کی صحبت میں رہتا ہے اور خوش جمال اور خوش شکل نوجوان سے عشق کرتا ہے۔ ایسے شخص کو حضرت زکریا کی سجادہ نشینی اور جانشینی زیب نہیں دیتی۔ عراقی اس صورت حال سے آگاہ ہونے کے بعد حرمین شریفین کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور حج کرنے کے بعد روم کی طرف روانہ ہوئے آپ حضرت شیخ ابوالمعالی محمد صدر الدین اسحاق القونوی مصنّف کتاب

marfat.com

فصوص۔ فکوک مفتاح الغیب۔ نفحات ربانی۔ تفسیر فاتحہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت اسحاق قونوی قدس سرہ حضرت محی الدین ابن عربی شیخ اکبر کے خلیفہ اور تربیّت یافتہ تھے۔ عراقی نے آپ کی صحبت میں رہ کر خصوصی تربیّت نے دریا کے کنارے آپ کی خانقاہ تعمیر کی۔ آپ اسی خانقاہ میں قیام فرماتے تھے اور حسن نامی قوال سے عشق کرتے تھے۔ جب تک حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ زندہ رہے۔ فخر الدین عراقی حضرت صدرالدین قونوی کی خدمت میں رہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ مصر آ گئے۔ سلطان مصر آپ کا مرید ہو گیا۔ اسی نسبت سے آپ کا لقب شیخ الشیوخ مصری ہو گیا۔

آپ ایک دن بازارِ مصر میں سے گزر رہے تھے۔ آپ کی نگاہ ایک دکان پہ کام کرتے لڑکے پر پڑی۔ حسین وجمیل لطافت و نزاکت کا پیکر تھا۔ مگر وہ چمڑے کے جوتے بنانے میں لگا ہوا تھا۔ حضرت اس پر فریفتہ ہو گئے۔ عشق نے اپنا زور دکھایا وہاں ہی بیٹھ گئے۔ اور لڑکے کے باپ کو کہا۔ یہ چہرہ یہ ہونٹ چمڑا چبانے کے لئے نہیں بنایا گیا۔ شہر میں آپ کی بدنامی کا شہرہ ہو گیا۔ مصر چھوڑا شام پہنچے۔ شاہ مصر نے امیر شام کو لکھا کہ ہمارے شیخ آ رہے ہیں۔ امیر شام نے اپنے درباری وزراء اور رؤسار کے ساتھ آپ کا شاندار استقبال کیا۔ امیر شام کا بیٹا حسن وجمال میں یکتا تھا۔ آپ کی نگاہوں میں جچ گیا۔ دونوں باپ بیٹا آپ کے قدموں میں گر گئے۔ عقیدت و ارادت نے آپ کے قریب تر کر دیا۔ آپ ساری عمر دمشق میں ہی رہے۔ پھر نہ کسی ملک کی طرف سفر کیا۔ نہ ارادہ کیا۔

آپ کا بیٹا شیخ کبیر الدین اسماعیل ملتان سے چلا اور دمشق (شام)

marfat.com

پہنچا اور طریقت میں کمال حاصل کرنے لگا۔ آپ ۶۸۸ھ میں بیاسی سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔ اپنے بیٹے اور احباب کو گراں قدر نصائح و وصایا سے نوازا۔ نزع کے وقت آپ کی زبان پر یہ رُباعی تھی۔

در سابق چوں قرار عالم دادند
مانا کہ بر مراد او آدم دادند !
زاں قاعدہ و قرار گاں روز افتاد
نے بیش بکس وعدہ نے کم دادند

ترجمہ:۔ جب گذشتہ زمانوں میں اللہ کے حکم سے یہ کائنات بنائی گئی تو حقیقت یہ ہے کہ اس زمین پر حضرت آدم کو زمین کی مُراد کے مطابق بھیجا گیا تھا۔ اس دن سے یہ اصول و قاعدہ بنا دیا گیا ہے۔ کہ اللہ نے اپنے وعدہ سے نہ کسی کو زیادہ دیا اور نہ اس میں کمی ہونے دی"

آپ کی قبر صالحائے دمشق میں ہے۔ یہ مقام حضرت محی الدین ابن عربی شیخ اکبر کے مرقد پر انوار کے عقب میں واقعہ ہے۔ آپ کے بیٹے کبیر الدین ملتانی کی قبر بھی آپ کے پہلو میں ہے۔ پھر ساتھ ہی اوحدالدین کرمانی کا مزار ہے۔ ہم عراقی کے حالات کی روایات شرح خاوری ترجیعات عراقی۔ مجاہدات قونوی۔ شرح فصوص نفحات الانس اور تذکرۃ الانقیاء سے لی گئیں ہیں۔ ان کتابوں میں آپ کے تفصیلی حالات ملتے ہیں مولانا محمد جمالی کمبوہ دہلوی قدس سرہٗ بذاتِ خود شام گئے۔ اور ان حضرات کے مزارات کی زیارت کی اور اپنی کتاب سیر العارفین میں حضرت زکریا ملتانی کے حالات میں ان کے خلفاء کا ذکر کرتے وقت حضرت عراقی کے حالات لکھے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ فخر الدین عراقی اور محی الدین ابن عربی کی

marfat.com

قبریں قریب قریب ہیں ۔ وہاں کے باشندے ان قبروں کی طرف جانے والے کی راہنمائی کرتے ہیں ۔ ایک بزرگ نے بتایا ۔ ھذا بحر العرب ۔ وھذا بحر العجم یہ عرب کے سمندر ہیں اور یہ عجم کے سمندر ہیں ۔ قدس سرہما

سالار فخر الدین عراقی

آپ کرمان کے نواح میں پیدا ہوئے تھے اور حضرت امام اعظم کوفی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے ۔ آگے جا کر آپ کا آبائی نسب نوشیروان عادل سے ملتا ہے ۔ آپ حضرت سید عارف ربانی شاہ محمد کرمانی سے جو شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی کے بزرگوں میں سے تھے ۔ ارادت رکھتے تھے ۔ ایک دفعہ آپ کے اجداد پر تاتاریوں نے حملہ کر دیا ۔ تو ان حضرات نے ان تاتاریوں کے حملہ کو پسپا کر کے فتح حاصل کی تھی ۔ اس دن سے اس قبیلہ کو سالاری کے نام سے یاد کیا جانے لگا ۔

حضرت سالار عراقی ظاہری علوم کی تحصیل کے بعد حضرت شاہ کرمانی سے بیعت ہوئے اور آپ کے حلقہ میں رہنے لگے ۔ چودہ سال گذر گئے بے پناہ ریاضتیں کیں ۔ اور منزل مقصود حاصل کی ۔ حضرت شاہ بوعلی قلندر کی والدہ ماجدہ بی بی حافظ جمال حضرت شاہ کرمانی قدس سرالسامی کی ہمشیرہ تھیں ۔ سالار فخر الدین کے نکاح کے بعد اس بی بی سے حضرت شاہ شرف بوعلی قلندر پانی پتی اور شیخ نظام الدین عراقی پیدا ہوئے ۔ نظام الدین عراقی کو حضرت شاہ کرمانی نے اپنی فرزندی (دامادی) میں قبول کر لیا ۔ اسی نسبت سے بعض لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے کہ شیخ نظام عراقی کی سادات اولاد سید ہے ۔ شیخ عراقی وہاں سے سفر کر کے سیاحت عالم اسلام کو نکلے ۔ پھر آپ سندھ میں آئے پھر ہندوستان کے مختلف علاقوں میں سیر کرتے

marfat.com

رہے۔ ایک وقت آیا کہ آپ شاہی گھوڑوں کے علاج معالجے پر مقرر ہوئے۔ جنگی گھوڑوں کو داغتے رہے۔ کئی سال تک واپس عراق نہ گئے۔ آپ کے والد مکرم اور والدہ محترمہ آپ کے ہجر و فراق میں بے تاب رہے۔ آخر وہ دونوں عراق سے برصغیر ہندوستان آگئے۔ اور اپنے بیٹے کے ساتھ پانی پت میں رہنے لگے۔ یہاں ہی حضرت شاہ شرف بوعلی قلندر پیدا ہوئے پانی پت میں والدین کا انتقال ہوگیا۔ شہر کے شمال کی جانب جائیں تو ایک مختصر سے گنبد میں ان حضرات کی آرام گاہ ہے۔

حضرت شاہ شرف پانی پتی قدس سرہ ۶۰۲ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کا مادۂ تاریخ ولادت نبی شرف سے برآمد ہوتا ہے۔ اکثر کتابوں اور تواریخ میں یہی سال ولادت لکھا پایا گیا ہے اور آپ کے عقیدت مندوں کی زباں پر بھی یہی سال پیدائش ہے۔

غزنوی اور غوری سلاطین کے عہد حکومت میں ابوالمظفر شہاب الدین عرف معزالدین محمد سام غزنین کے راستے میں دمیک کے مقام پر شہید ہوئے تھے اور قطب الدین ایبک تخت نشین ہوئے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ حضرت شیخ الدین عراقی ۶۸۸ھ میں بیاسی سال کی عمر میں فوت ہوئے تھے اور اس سال وفات میں کوئی اختلاف نہیں اس حساب سے آپ کی ولادت ۶۰۶ھ بنتی ہے۔ چنانچہ آپ کی ولادت شاہ شرف بوعلی قلندر کے سال پیدائش سے چار سال بعد آتی ہے۔ عراق اس وقت ایک ایسا وسیع ملک تھا جس طرح عرب۔ ہند۔ فارس اور سندھ وغیرہ ممالک ہیں۔ اس وقت بہت سے علاقے۔ بڑے بڑے شہر اور قصبے حدودِ عراق میں پائے جاتے تھے۔ دریاؤں کے دو طرفہ علاقے بھی عراق

marfat.com

کا علاقہ ہی کہلاتے تھے عربی علاقہ کو عراق عرب کہتے تھے اور عجمی علاقے عراق عجم کہتے تھے۔ اس نسبت سے جو شخص خواہ وہ عراق عجم سے ہو یا عراق عرب سے ہو، عربی کہا کرتے تھے۔ اسی طرح ان ممالک سے آنے والے تمام افراد کو عراقی بھی کہا جایا کرتا تھا۔ عراقین کے کسی قصبے۔ قریہ یا شہر اور علاقے کے رہنے والے کو عراقی ہی کہا جاتا تھا۔ جس طرح تمام ہندوستانیوں کو خواہ وہ دہلی کا رہنے والا ہوتا۔ خواہ آگرہ کا یا لاہور، ملتان کا ہوتا عرب میں ہندی ہی کہا کرتے تھے۔ شیخ فخرالدین عراقی ہمدان کے نواح میں رہنے والے تھے۔ مگر انہیں عراقی ہی کہا جاتا تھا۔ حالانکہ یہ علاقہ عراق عجم کے وسط میں قزوین اور دامنان میں واقع ہے۔ سالار فخرالدین عراقی کرمان کے رہنے والے تھے۔ یہ علاقہ جنوبی عراق عجم میں واقع ہے۔ آپ کو بھی عراقی ہی کہا جاتا تھا۔

سالار عراقی (والا شاہ شرف بوعلی قلندر) کے مفصل حالات اذکار قلندری (شاہ نعمت اللہ کرمانی) ملفوظات صوفی (رشید گنجوری) اور تاریخ قباچی میں پائے جاتے ہیں۔ حضرت شاہ شرف کے دن بدن مراتب بڑھنے لگے۔ ظاہری علوم کے لئے آپ کو مولانا سراج الدین مکی۔ مولانا نجم الدین دمشقی۔ مولانا سید معین الدین عمرانی اور مولانا رکن الدین سامانی قدس سرہم کے سامنے زانوئے ادب طے کرنا پڑا یہ لوگ چنگیزی حملوں کے بعد برصغیر پاک و ہند میں آبسے تھے۔ ہر ایک کو یہاں آکر مناصب و مراتب جاگیر، معاش اور شرف و منزلت حاصل ہوئے تھے۔ یہ علماء کرام درس و تدریس میں مشغول ہو گئے اور ان کا علمی فیضان سارے ملک میں عام ہونے لگا۔ چالیس سال تک شمسی منارہ کے نیچے دارالعلوم بام بہشت

marfat.com

میں مدرس رہے اور یہاں ہی مسجد قوت الاسلام بنائی گئی۔ ان مصروفیات سے فارغ ہو کر آپ پانچ سال تک دریائے جمنا کے ساتھ پہاڑوں میں مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول رہے ضروری اوقات میں آپ دینی تعلیم اور تذکیر میں بھی حصّہ لیتے تھے۔ غیاث الدین بلبن نے آپ کے لئے دارالعلوم۔ مسجد اور منزل گاہ تعمیر کرائی تھی۔ وہ کبھی کبھی ان علاقوں میں شکار کے لیے نکل آتا تھا۔ دہلی سے بڑھتا بڑھتا محمد پور تک چلا جاتا یہ تقریباً پچاس کوس کا فاصلہ تھا۔ یہاں آکر ناشتہ کرتا تھا۔ محمد پور ریواڑی سے دس میل دُور شمالی پہاڑوں میں واقع ہے۔ جن دنوں امیر تیمور گورگانی نے دہلی پر حملہ کیا۔ تو اقبال خان وغیرہ نے جو آباد پر قابض تھے۔ مدافعت کی۔ چنانچہ تیمور کی فوجوں نے اس علاقہ کو چھوڑ کر جمنا کے شمالی کنارے سے ہو کر دہلی پر قبضہ کر لیا تھا۔ جہاں شاہ تیمور نے اپنی لشکر گاہ بنائی اور وزیروں امیروں کے خیمے نصب کئے تھے۔ اس کا نام وزیر آباد رکھا گیا۔ اس علاقہ میں آہستہ آہستہ آبادی بڑھتی گئی۔ چنانچہ خضر خان کے عہد حکومت میں زراعت اور دوسری آبادی کا مرکز قرار دیا گیا۔ بعض اوقات دریائے جمنا نے جوش مارا۔ اور طغیانیوں نے آبادیوں کو پریشان بھی کیا۔ لیکن پھر بھی وزیر آباد کا شہر برقرار رہا۔ قدیم عمارات کے آثار پہاڑوں کے دامن میں آج تک موجود ہیں۔ ایک خشتی مینارہ جس کے بانی کے متعلق معلوم نہیں ہو سکا۔ اب تک موجود ہے شاہجہان بادشاہ نے اسی مینارے کے شمال و جنوب میں آبادی کرادی تھی۔ یہاں میں مینارہ سنباد رج فیروزی واقع ہے۔ اس مینارے کے ارد گرد بہت سے اولیائے طریقت کی قبریں ہیں۔ جن شاہ مجذوب شاہ سرمست یزدانی شاہ سرمدؒ

(حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

یہودا کاشانی۔ سید شاہ عالم قادری (جو سید امیر جہاں دہلوی کے پیر و مرشد تھے) کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ ان حضرات کی عقیدت و ارادت کی بدولت بہت سے امرا اور روساء نے اپنی قبریں اسی قرب و جوار میں بنوائیں تھیں۔

دہلی کے بعض بوڑھے لوگوں کی زبانی یہ روایت ہمارے زمانے تک پہنچی ہے۔ کہ غیاث الدین بلبن کے مینارہ کے شمال کی طرف ایک ایسی جگہ ہے۔ جہاں بوعلی قلندر نے کچھ عرصہ تک اعتکاف فرمایا تھا۔ میں نے کئی عارفانِ وقت سے سُنا ہے۔ کہ حضرت شاہ شرف بوعلی قلندر کو قطب ابدالی کا منصب اعتکاف کے بعد ملا تھا۔ شاہ مجذوب بھی یہاں سے فیض رساں ہوئے تھے۔ لیکن شاہ سرمد کے قتل کے بعد یہ منصب صرف مجاذیب کے لئے وقف ہو گیا تھا۔ جو حضرت اسرافیل کا مظہر ہے۔ ان حضرات کو اللہ کے جذب نے اپنی ذات میں فنا کیا۔ تو یہ لوگ دنیا اور دنیا کے کاروبار سے کلیتہً دستبردار ہو جایا کرتے تھے۔ حضرت بوعلی قلندر پر بھی ایسی ہی کیفیت طاری ہوئی۔ آپ جذب کے عالم میں دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو گئے۔ درسی کتابوں کو اٹھایا اور دریائے جمنا کی لہروں کے سپرد کر دیا اور مختلف علاقوں کی سیاحت کو چل نکلے۔ اس سیاحت کے دوران اکابر عرب و عجم سے ملاقاتیں کیں۔ ہر اقلیم کو دریافت کیا چند سالہ سیاحت کے بعد واپس تشریف لائے اور پانی پت میں قیام

۱؎ یہ شاہ سرمد وہ نہیں ہیں جو شاہ اورنگزیب کے زمانہ میں شہید ہوئے تھے اور ان کا مزار شاہجہاں مسجد کی سیڑھیوں کے قریب ہے۔

marfat.com

کیا۔ آپ کے ہاتھ سے مختلف خوارق کرامات اور برکات ظاہر ہونے لگیں آپ کو ولایت کے انوار سیدنا علی کرم اللہ وجہہ شیر خدا سے براہِ راست میسر ہوئے تھے۔ ظاہری توسل حضرت شیخ شہاب الدین قدس سرہٗ سے ملے۔ آپ عاشقوں کے عاشق اور شیخ امام الدین ابدالی کے مرید تھے۔ وہ حضرت شیخ بدر الدین غزنوی کے مرید تھے۔ وہ اور وہ قطب الاقطاب فرد الاحباب حضرت بختیار کاکی قدس سرہٗ کے خلیفہ اعظم تھے۔ ان کے علاوہ آپ کو حضرت بختیار کاکی اوشی سے باطنی فیض اور رُوحی افادہ حاصل ہوا تھا۔ آپ اپنے عروج کے زمانہ میں قطب ابدال کی منزل پر فائز تھے۔ آپ کھانے پینے کی طرف التفات نہ فرمایا کرتے تھے۔ خصوصاً عمر کے آخرین حصہ میں آپ پر سُکر کا غلبہ تھا۔ خدام چند دنوں بعد طعام وخوراک پیش کرتے تو آواز آتی۔ میرا اللہ نہیں کھاتا نہیں پیتا۔ مجھے بھی ان چیزوں کی ضرورت نہیں کبھی کبھی آپ کے کانوں تک مخلوق کی آواز پہنچتی تو فرماتے ہم اللہ کے بندے ہیں کھاتے بھی ہیں اور پیتے بھی ہیں۔ اس طرح آپ تھوڑا سا کھا پی لیتے تھے۔

آپ کے بعد قطب ابدال کا منصب حضرت مخدوم شیخ عبدالحق ردولوی صاحب ولایت قمری کو ملا تھا۔ حضرت بوعلی قلندر قدس سرہٗ کے مزار سے کئی قسم کے تصرفات رونما ہوتے رہے ہیں۔ آپ دنیا کے جس جس خطے میں تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کے مقامات قیام آج تک مشہور ہیں۔ بوڑھ کھیڑا۔ باگوتی۔ شمالی۔ پشاور۔ کابل۔ شیراز بحر فارس کا کنارہ۔ بدخشان۔ ملتان۔ بحیرہ عرب جیسے بے شمار علاقے آپ کے مقامات بنے۔ ان کی تعداد کم وبیش ڈیڑھ سو سے زائد ہے۔

marfat.com

آپ نے ان مقامات پر ریاضتیں کیں۔ اور آپ کے قدوم میمنت لزوم کی برکات آج تک ظاہر ہوتی ہیں۔

مجذوبی کی تکمیل کے لئے حضرت شیخ علاء الدین مجذوب اکبرآبادی حضرت شاہ سرور کا شانی آبادی اور آپ کے مزار کی فیض رسانی کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ حضرت ترک صاحب ولایت پانی پتی قدس سرہٗ آپ کے ہمعصر تھے۔ مگر آپ شاہ شرف بوعلی قلندر سے پہلے فوت ہو گئے تھے حضرت مخدوم شیخ سلطان شمس الدین ترک پانی پتی جلال الدین گاذرونی حضرت شاہ شرف سے فیض یاب ہوتے رہے تھے۔ حضرت شاہ بوعلی قلندر کو طریقہ اویسی سے سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست بھی فیض حاصل رہا ہے۔ اس فیض سے سالکان طریقت خواہ وہ مجذوب تھے یا محجوب کو آپ کی وساطت سے حصہ ملتا رہا ہے اور ملتا رہے گا۔ اسی طرح مختلف سلاسل تصوّف اور غیر منسلک حضرات خواہ وہ عابدین زاہدین درویش مشرب۔ صوفی مذہب مجاذیب میں سے ہوں آپ کے مزار پرُانوار سے اپنی اپنی بساط کے مطابق حصّہ پاتے ہیں۔ اکثر حضرت تو آپ کے مزار کی مجاورت اختیار کرتے ہیں اور خدمات جاروب کشی بھی سرانجام دیتے ہیں۔

شاہ شرف بوعلی قلندر قدس سرہٗ ایک سو بیس سال زندہ رہے۔ ہندوستان کے اکثر سلاطین آپ سے استمداد کیا کرتے تھے۔ علاء الدین خلجی بادشاہ ہند کئی بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب آپ نے توجہ نہ فرمائی۔ تو خلجی نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اللہ کی وساطت سے حضرت امیر خسرو قدس سرہٗ کی سفارتی خدمات حاصل کیں۔ غیاث الدین

marfat.com

نے ایک دفعہ آپ کی خدمت میں ایک معتمد کی وساطت سے یہ رباعی پیش کی تھی۔

گہ راست کند صورت مردی و زنی
گاہ بشکند آں طلسم جانی و تنی
کس نیست کہ استاد قضا را پرسد
کس ہرچہ سازی درگرہ می شکنی

ترجمہ: کبھی تو مرد کی صورت بناتا ہے اور کبھی عورت کی صورت کا نقش بناتا ہے۔ پھر کبھی اس جان اور تن کا تمام طلسم توڑ کر رکھ دیتا ہے۔ استاد قضا و قدر کو کوئی پوچھنے والا نہیں، کہ یہ ساری چیز کیوں بنائی جاتی ہے۔ اور پھر بنا کر انہیں کیوں توڑا جاتا ہے۔

حضرت شاہ شرف بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہم اس کے جواب میں یہ رباعی ارسال کی۔

شرطست کہ در امر خدا دم نزنی
ایں نوع کہ ہستی تو نمیدی نزنی
گل راچہ مجالست کہ پرسد ز گلال
کز ہرچہ سازی دچرا می شکنی

روح حق کے لئے یہ شرط ہے کہ اللہ کے حکم کے سامنے دم نہ مارے پھر یہ بھی دریافت نہ کرتا رہے۔ کہ جس طرح اس نے اسے بنا دیا ہے مرد ہے یا عورت۔ باغ کے پھول کی کیا مجال کہ باغبان سے یہ پوچھتا پھرے کہ اس پھول کو کیوں لگاتے ہو اور اس کو کیوں توڑتے ہو!

marfat.com

قاضی ضیاء الدین سنامی قدس سرہ السامی اپنے وقت کے اکابر بھی تھے۔ اور شہر محتسب اعلیٰ بھی۔ انہوں نے شریعت محمدی کی حمایت میں حضرت شاہ بو علی قلندر کی بڑھی ہوئی مونچھیں اپنے ہاتھ سے کاٹ دیں اور سنّت کے مطابق اصلاح کر دی۔ حضرت بو علی قلندر اپنی مونچھوں کے بالوں کو اٹھاتے اور بار بار چومتے اور فرماتے یہ مونچھیں شریعت محمدی کے احترام میں کاٹی گئی تھیں۔

قاضی ضیاء الدین کے چند نہایت قابل بیٹے تھے۔ ان میں ایک زین العابدین تھے۔ جن کے بیٹے قاضی محمد معین الدین ایرجی تھے۔ یہ قاضی صاحب حضرت بو علی قلندر قدس سرہ العزیز کی نگاہِ شفقت میں ہی تربیت یافتہ ہوئے۔ حضرت قلندر نے آپ کو سلطان پور ایرج کی باطنی سلطنت عطا کی تھی۔ اب تک آپ عالم برزخ میں اس سلطنت کے نگران ہیں۔ آپ کی اولاد ایرج کے گرد و نواح میں بہت پائی جاتی ہے اور ان میں سے اکثر مشاہیر زمانہ بزرگ ہیں۔

شیخ احمد یحییٰ منیری قدس سرہ حضرت شاہ شرف الدین پانی پتی کے مرید تھے۔ ستار گارنوی بھی حضرت شاہ قلندر کے متوسلین اور معتقدین میں سے تھے۔ حضرت شاہ بو علی قلندر کی دعا سے حضرت شاہ شرف یحییٰ منیری پیدا ہوئے تھے۔ آپ ہندوستان میں خانوادہ فردوسی کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ حضرت شیخ شرف الدین امروہوی جواہر وہ کی ولایت کے مالک تھے۔ حضرت شاہ بو علی قلندر کے ہم عصر تھے۔ آپ کا بڑا اعلیٰ دیوان اور بلند پایہ مکتوبات تھے۔ آپ نے اپنی بہت سی کتابیں حضرت شاہ بو علی قلندر کے اسم مبارک سے منسوب کی تھیں۔ ان کتابوں میں

marfat.com

بزرگانِ دین کے حالات اور حکایات بھری ہوئی ہیں۔ ان میں ہندی دوہڑے بھی لکھے گئے تاکہ مقامی لوگ بھی لطف اندوز ہو سکیں۔

اس وقت کے امیر زادگان میں سے ایک امیر زادہ مبارز خان بھی تھے۔ حضرت بوعلی قلندر آپ سے بڑی محبت اور الفت کرتے تھے، حتیٰ کہ آپ کا پیار عشق و محبت کی حد تک تھا۔ مبارز خان حضرت شاہ بوعلی قلندر سے پہلے فوت ہوئے۔ آپ نے حکم دیا کہ مبارز خان کی قبر میری خانقاہ کے سرہانے کی طرف بنائی جائے۔ پھر آپ نے شادی خان۔ خضر خان کو جو علاء الدین خلجی کے بیٹے تھے۔ حکم دیا کہ وہ مبارز خان کی قبر پر عالیشان روضہ بنائیں۔ آپ نے زندگی میں دونوں کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ آپ کا روضہ آپ کی زندگی میں ہی تعمیر کر دیا جائے۔ آپ اسی مقبرہ اور عمارت میں بعد از وصال دفن کئے گئے تھے۔ آپ کو پانی پت میں آسودہ خاک کیا گیا۔ اگرچہ آپ کی وفات بوڈھ کھیڑا میں ہوئی تھی۔ مگر آپ کو پانی پت (کرنال) میں دفن کیا گیا۔ لوگوں نے ازرہ عقیدت بوڈھ کھیڑا میں بھی آپ کی قبر تعمیر کر لی تھی۔

○

۹۴

خانوادہ قلندری نعمتی کرمانی

قلندروں کے خانوادے سے حضرت نعمتی کرمانی کا خانوادہ نہایت مشہور رہے۔ یہ خانوادہ مجمع الفضائل سید شاہ نعمت اللہ کرمان شاہی

marfat.com

سے منسوب ہے۔ آپ کے بعض خلفار برصغیر پاک و ہند میں آ بسے تھے۔ اور یہاں ہی آسودۂ خاک ہوئے۔ سالار فخر الدین عراقی۔ صوفی محمد خازنی شاہ فرخ مرادی۔ شیخ طوسی قدس سرہم تمام آپ کے سلسلہ عالیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت طوسی قدس سرہٗ کے علاوہ یہ تمام حضرات آپ کے رشتہ دار بھی تھے۔ ان میں قطب جمال فریدی بھی آپ کے قرابت دار تھے۔ اکثر کاملانِ وقت نے حضرت شاہ نعمت اللہ کرمانشاہی کی صحبت سے فیض حاصل کیا۔ آپ اجلّہ مشائخ اور اولیار کبار سے تھے۔ قوی تصرّف کے مالک تھے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کا مزار شہر ہانسی کے اندرونی قلعہ میں ہے۔ بعض رسائل اور تذکروں میں ایسا لکھا بھی پایا گیا ہے۔ مگر ہمارے نزدیک اس میں کچھ حقیقت نہیں ہے اس مقام پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس شبہ کو دُور کرنے کے لیے حضرت سیدابوالفتح حضرت شاہ نعمت اللہ عربی شہید ہانسوی قدس سرہٗ کے مختصر سے حالات لکھیں۔

شاہ نعمت اللہ عربی شہید

آپ اسلام کے قدیم شہدار میں سے تھے۔ جو برصغیر ہندوستان میں تشریف لائے اور شہید ہوئے۔ سیّد سلطان احمد یمنی عرب کے شرفار حکمرانوں میں سے ایک تھے۔ آپ کے بڑی سلطنت کے حکمران تھے۔ سیّد ابوالفتح کے ایک خواہرزادہ تھے۔ زہد و تقویٰ اتباع اور امر و نواہی شرعی تھے۔ عرفان خداوندی سے دل معمور تھا اور وہ شاہی افواج کے لشکر کے علمبردار تھے۔ ایک رات آپ کو سیّد البشر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب

marfat.com

ہوئی۔ آپ نے حکم دیا کہ وہ برِصغیر ہند و پاک کی طرف جائیں اور پہنچ کر ایک جنگ لڑیں اور ایک تیلی کی دادرسی کریں۔ پہنچے تو حضورؐ کے اشارہ کے مطابق ہانس پہنچے جہاں ایک مسلمان تیلی تھا۔ جس کی ایک بیٹی حسن و جمال کی پیکر تھی۔ ان دنوں پرتھوی راج کا ایک ہانسی کا حکمران تھا۔ اس راجہ نے اس غریب تیلی کا تندور اور کولھو جبراً چھین لینے کا حکم دیا اور ایک دن مقرر کیا کہ اس دن تک یہ تمام چیزیں راجہ کے حوالے کر دی جائیں اور اپنی بیٹی بھی راجہ کے حوالے کر دی جائے۔ حضورؐ نے حکم دیا کہ اس مقررہ دن سے پہلے ہی ہانسی کے قلعہ کو ختم کر دیا جائے اور اس ناہنجار راجہ کو ہٹا دیا جائے۔ سیّد ابوالفتحؒ صبح اٹھے تو آپ نے اپنے خواہر زادہ کو خواب سنایا۔ اس نے عرض کی حضورؐ آج رات مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ کے احکام کی تعمیل کروں۔ چنانچہ دونوں بزرگ یعنی سیّد ابوالفتحؒ اور ان کے خواہر زادہ پچاس ہزار کا لشکر جرار لے کر برِصغیر پاک و ہند کو روانہ ہوئے۔ اپنی مملکت کے تمام امور اپنے بیٹوں اور وزیروں کے سپرد کر دیئے۔ یہ لشکر غور کے علاقہ میں قیام پذیر ہوا۔ سلطان محمد معزالدین محمد بن بہاءالدین سام المعروف بہ شہاب الدین غوری ہندوستان کی جنگوں اور سندھ کے معرکوں سے تنگ آ چکا تھا۔ مگر آپ کے آنے پر ڈیڑھ لاکھ کا ایک عظیم الشان لشکر لے کر دوبارہ حملہ آور ہوا، اور پورے انصرام و انتظام سے آگے بڑھا۔ یہ ۵۸۷ھ کا واقعہ ہے۔ اپنے پیادے۔ سوار اور فیلبانوں کو حکم دیا کہ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں پھیل جائیں اور ہندوؤں کی طاقت کو پارہ پارہ کر دیں۔ مسلمانوں کے یہ لشکر جس طرف رُخ کرتے کامیابی

marfat.com

ان کے قدم چومتی۔ عرب کے غازی ایک ایسے قلعہ کی دیواروں کے نزدیک آپہنچے۔ جو نہایت بلند و بالا اور مضبوط تھا۔ اس قلعہ کے اردگرد ایک گہری خندق تھی جو پانی سے بھری رہتی تھی۔ قلعہ کے چاروں طرف ایک ایک میل تک لوہے کے کیل گاڑے ہوئے تھے۔ تاکہ کوئی سوار یا پیادہ آگے نہ بڑھ سکے۔ اس قلعہ بندی اور انتظام کو دیکھ کر عرب کا لشکر دنگ رہ گیا۔ لیکن چونکہ ان لوگوں کو غیبی اشارے اور فتح و کامرانی کی بشارتیں مل چکی تھیں ان کے حوصلے بلند تھے۔ سیّد ابوالفتح اور ان کے خواہر زادے نے باہمی صلاح و مشورہ کیا۔ اور سلطان شہاب الدین غوری کو بھی ساتھ رکھا۔ دونوں تن تنہا اٹھے۔ اور پا پیادہ ان نوکیلے کانٹوں اور کیلوں کو اکھاڑتے گئے۔ اگرچہ قلعہ سے تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ مگر آپ آگے بڑھتے گئے اور خندق کے کنارے تک تمام راستہ صاف کر دیا۔ پھر تمام لشکر نے پہنچ کر اس خندق کو مٹی سے پُر کر دیا۔ قلعہ کی دیواریں بے پناہ اونچی تھیں۔ مگر حضرت شاہ ابوالفتح قدس سرہٗ اسلام کا جھنڈا اٹھائے آگے بڑھے اور قلعہ کی دیوار پر جا چڑھے۔ غازیوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ وہ ایک یلغار سے قلعہ کا دروازہ توڑنے میں کامیاب ہو گئے۔ پُورے چار پہر جنگ و قتال کی آگ بھڑکتی رہی اور ایک مقررہ دن اللہ نے فتح دی۔ قلعہ والوں کو قتل کر دیا گیا۔ وہ تیلی جس پر راجہ کا ظلم وارد ہونے والا تھا۔ سجدہ میں گر گیا۔ وہ شکر بجا لایا کہ اسے مصیبت سے نجات مل گئی۔ قلعہ تو فتح ہو گیا مگر سید ابوالفتح قلعہ کے اندر جا کر شہید ہو گئے۔ آپ کا مزار قلعہ کی شمالی دیوار کے سایہ میں بنایا گیا۔ آپ کا شہر پرانوار آج تک فیض رساں زائرین ہے۔ جن دنوں مجھے آپ کی قبر کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی تو میرے

marfat.com

دل پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ میں اسے حلقۂ تحریر میں لانے سے قاصر ہوں۔ آپ کے مزار کے قریب ہی قلعہ میں ایک کھلی جگہ آپ کے چھوٹے بھائی سیّد کریم اللہ کا مزار واقع ہے۔ شرقی برج پر آپ کی قبر کا نشان ملتا ہے۔ قلعے کی دیوار کے زیر سایہ آپ کے خال بزرگوار سیّد سلطان احمد کا مزار ہے۔ قبر کا رُخ قدرے پھرا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ لوگوں نے کئی بار درست کیا۔ مگر پھر اسی طرح پھر جاتا ہے۔ یہ غالباً حضرت سیّد شاہ ابوالفتح کے ادب کی وجہ سے ہے۔ جن کا مزار ساتھ ہی موجود ہے۔ آپ کے مزار کے تقریباً چار کوس کے فاصلے پر شمال کی طرف وہ شاہراہ جاتی ہے۔ جو شہر حصار کو جاتی ہے۔ اس سڑک کے کنارہ گنج شہدا ہے۔ یہاں قبریں کئی چار دیواریوں میں ہیں۔ بعض میں صرف ایک ایک قبر ہی ہے مگر بعض میں کئی کئی قبریں ہیں۔ بعض چار دیواریوں میں حد و حساب سے زائد مزارات ہیں۔ یہ سارے مزارات ان کاروانیوں کے ہیں جو عرب سے چل کر یہاں پہنچے اور جام شہادت نوش کرتے رہے۔ ان قبروں کی ایک علامت ہے کہ اوپر سے گول ہیں۔ بعض پست ہیں اور بعض اُونچی ہیں دو گز کے فاصلے پر ایک منحرف قبر ہے۔ جو آپ کے خواہرزادے کی ہے۔

عید کے دوسرے روز لوگ ان مزارات کی زیارت کو آتے ہیں سیّد ابوالفتح کی قبر پر سالانہ عرس کی تقریبات ہوتی ہیں اور بے پناہ اجتماع ہوتا ہے اس مقام کے بیس بیس میل تک شہداء کے مزار پائے جاتے ہیں۔ حضرت سیّد جمال شاہ جنید شہر کے اندر فصیل کے قریب آسودۂ خاک ہیں۔ قریب ہی سیّد امیر شاہ رضوی صاحب ولائت کا مزار ہے۔ ان مزارات سے مخلوق خدا کو فیض ملتا ہے۔ یہ وہی مقام ہے جہاں شہاب الدین

marfat.com

غوری نے رائے پتھورا چوہان کو شکست دی تھی۔ یہ وہی زمانہ تھا جب سیّد ابوالفتح میدان جنگ میں نبرد آزمائی کرتے شہید ہوئے تھے۔ میدان نرائن المعروف تلاوری سرستی جہاں عالمگیر بادشاہ کے شہزادہ محمد اعظم پیدا ہوئے تھے اور یہاں بادشاہ نے فصیل۔ باغات۔ مساجد۔ تالاب اور دو بڑی شاہی عمارتیں بنائی تھیں اور اسے اعظم آباد کے نام سے شہرت ہوئی تھی۔ اسی مقام سے ہندوستان بھر کے ہندوؤں کی سیاسی قوّت کا خاتمہ ہوگیا تھا۔ ان عمارات میں سے چند عمارتیں ایسی بھی ہیں۔ جن پر ۵۹۳ھ کا سن تعمیر درج ہے۔ بعض عمارتوں پر معزالدین سام کا نام کندہ ہے۔ ان شہداء کے مستند حالات کا ماخذ ذخیرہ آرام شاہی ہے۔ جس سے تفصیلی حالات ملتے ہیں۔ اس کتاب کے مؤلف علاّم حضرت شاہ کریم احمد بدخشی تھے۔ آپ صوفی سعیدی ناگوری قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔ حضرت سیّد شاہ نعمت اللہ کرمان شاہی قدس سرہٗ جو خاندان قلندری کے بانی تھے۔ شاہ ابوالفتح قدس سرہٗ کے ہم عصر اور اہل عرفان کے متاخرین میں سے تھے۔ آپ کے حالات اولیائے کرام کے تذکروں میں ملتے ہیں۔ آپ کا مزار کرمان شاہ میں ہے۔ جو لوگ آپ کے مزار کو ہندوستان میں لکھتے ہیں۔ وہ غلط فہمی کا شکار ہیں۔ ہاں یہ درست ہے کہ آپ کی اولاد میں سے اکثر اکابر چغتائی عہد اقتدار میں ہندوستان پہنچے تھے اور یہاں آکر انہوں نے سلسلہ قلندریہ کو فروغ دیا تھا۔ ان میں سے روح اللہ خان دہلی کی سرائے چارکوہی کے بانی تھے۔ اسی طرح حضرت خلیل اللہ خان نے بارہ دری کی تعمیر کرائی تھی۔ حضرت محبوب الحق سلطان الاولیاء عمدۃ الملک امیر خان محمد شاہی بھی اسی سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

marfat.com

انجم الامرا ظفر خان احمد شاہی بھی آپ کے خانوادے کے چشم و چراغ تھے۔ سالار عراقی جو پانی پت شہر کے شمال میں آسودۂ خاک ہیں۔ اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت صوفی خازنی شہر کے قریب کیتھل میں آرام فرما ہیں۔ شاہ فرغ مراد گورنوی آبادی کے تالاب کے کنارے پر سوئے ہوئے ہیں۔
شیخ طرطوسی قدس سرہٗ کا مزار خانقاہ شیخ نورالدین ملک پران لاری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ہے۔ حضرت لاری شیخ اعزالدین دانیال خلجی کے مُرید تھے وہ شیخ علی خضری کے مرید وہ شیخ ابواسحاق محمد گاذرونی بانی خانوادہ گاذرونیاں کے مرید خاص تھے۔ حضرت سید امیر مودود لاری شیخ نظام الدین ابدال کے مرید و خلیفہ تھے۔ شیخ نظام الدین حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی کے معتمد اور مجاز تھے۔ آپ سکندر لودھی کے آخرین عہد اور ابراہیم لودھی کے ابتدائی دور میں برصغیر پاک و ہند میں تشریف لائے تھے اور پانی پت میں قیام فرما ہوئے۔
شیخ عبدالرزاق جھجانوی۔ شیخ فریدالدین کرنالی۔ شیخ موسیٰ امرہوی شیخ عبدالملک انصاری المعروف بہ شاہ امان پانی پتی قدس سرہم نے آپ سے فضائل معنوی اور صوری حاصل کیے تھے۔ امیر مودود قدس سرہٗ الودود کا مزار پانی پت میں مغربی کنارے پر جہاں عیدگاہ ہے۔ ایک مختصر سی چار دیواری میں درختوں کے جھنڈ میں واقع ہے۔ وہاں ہی شیخ زمان۔ شیخ کرنالی۔ شیخ امروہوی اور دوسرے عارفان وقت اور معتقدان خانوادہ کے مزارات ہیں۔ ہم اس شبہ کو دوسرے الفاظ میں رفع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض حضرات صوفیاء نے اپنے تذکروں اور ملفوظات میں لکھا ہے کہ شاہ نعمت ولی کرمانی قدس سرہ دہلی کے

marfat.com

قریب آسودۂ خاک ہیں۔ ان تذکروں میں ارباب تحقیق نے حواشی پر تصریح و تصیحح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ کی قبر مبارک آبادانی صاحب قرآنی میں واقع ہے۔ اس ضمن میں ہم حضرت شاہ نعمت اللہ کرمان شاہی کے ذکر کے ساتھ ساتھ شاہ نعمت دہلوی قدس سرہٗ کا ذکر خیر کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔

شاہ نعمت اللہ دہلوی قدس سرہٗ

یاد رہے کہ آپ غیاثی لشکر کے سپہ سالار اور ان قافلوں کے راہنما تھے۔ جو سرزمین عرب سے چل کر وارد برّصغیر ہوئے تھے۔ آپ شاہ ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے۔ دونوں تجرید اور ترک دنیا میں مشہور ہوئے ہیں۔ شاہ ترک صاحب ولایت تھے۔ اور اپنے مرشد برحق کی خدمت میں رہے اور ولایت کے مدارج پر فائز ہوئے۔ مگر شیخ عارف اس مقام پر قیام فرما ہوئے۔ جہاں ان دنوں آپ کا مزار ہے۔ آپ کا مزار پُرانوار واقعی آبادانی صاحب "قرآن ثانی" دہلی کی شہر پناہ چار دیواری میں واقع ہے۔ اس طرح حضرت شمس العارفین شاہ ترکمانی بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کا آستان یہاں ہی ہے۔

اسی مقام پر حضرت علیہ سلطان رضیہ سلطانہ دختر نیک اختر حضرت شاہ عرفان پناہ سلطان شمس الدین التمش کا حجرہ ہے۔ پھر پاس ہی خانجہاں فیروزی کی بڑی مسجد ہے۔ اسلام شاہ سوری کا قلعہ بھی موجود ہے۔ کامل الافراد حضرت شاہ احمد فرہاد خراسانی قدس سرہٗ نے کئی سو سال بعد آکر اسی مزار پُرانوار سے روحانی فیض پایا تھا۔ جن دنوں آپ کو شاہی احکام کے ماتحت سادات خلافت کی بے جا شکایات پر نواب

marfat.com

شمس الدولہ خان صادق کے زوال حکومت کے بعد چند سپاہی قتل کرنے جارہے تھے تو آپ نماز ادا کرنے کے لئے اپنی مسجد میں داخل ہوئے۔ نماز سے فارغ ہوکر آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ تو اسی وقت حضرت شاہ ترک اور شیخ عارف قدس سرھما منبر کے دائیں جانب سے نمودار ہوئے اور آپ کو دعائے نجات سکھائی۔ اور حکم دیا کہ آپ ان شاہی سپاہیوں کو سمجھا دیں کہ وہ آپکو شاہراہ کلان کے راستہ سے مقتل گاہ میں لے چلیں۔ اور شاہی قلعہ (ارک سلطان) کے راستے سے نہ لے جائیں۔ خان والاقدر نماز ادا کرکے بڑی قوت واستقلال سے اٹھے۔ اس وقت آپ کے ہاتھ کی انگشتری میں ایک گراں قیمت نگینہ تھا۔ آپ نے انگوٹھی اتاری اور سپاہیوں کو دے کر فرمایا کہ مجھے فلاں راستہ سے لے چلو۔ اس وقت کا یہ دستور تھا کہ مجرم کو قتل گاہ میں شان وشوکت اور پورے احترام واعزاز سے لے جایا کرتے تھے۔ خصوصاً امراء اور روٗسار کو تمام اعزاز کے ساتھ لے جاتے تھے۔ قتل گاہ کے راستہ میں ایک نشیمن کوکی آتا تھا اس نشیمن شاہی کے پاس پہنچے تو خان صادق دوڑ کر پابرہنہ ننگے سر بادشاہ کے محل میں گھس گیا اور بادشاہ سے دردمندانہ التجا کی۔ بادشاہ فرخ سیر نے آپ کی خونریزی کے احکامات منسوخ کر دیئے اور آپ کو دوبارہ اپنے منصب اور عہدہ پر لگا دیا گیا۔ راقم الکتاب اکثر ان مزارات کی زیارت کو حاضر ہوتا رہا ہے اور اس خانوادہ عالیہ سے روحانی فیض پاتا رہا ہے۔

marfat.com

۹۵

خانوادۂ قلندری جمالی ساوجی

قلندری جمالی اور ساوجی خانوادہ حضرت سیّد جمال الدین مجرّد ساوجی قدس سرہٗ سے منسوب ہے۔ حضرت مولانا حمید قلندری چشتی نظامی نے جو حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی کے خاص مرید تھے "ملفوظات خیر المجالس" میں آپ کا ذکر خیر نہایت تفصیل سے کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک دن حضرت مخدوم نصیر الدین دہلوی نے ہم سے دریافت فرمایا کہ ہم تمہیں صوفی کہا کریں یا قلندر۔ تم طالب علم ہو جو لقب اچھا ہو اسی سے بلایا جایا کرے مگر کیا کروں طالب علم ہو۔ قلندر کیسے کہوں۔ میں نے عرض کی۔ ایک دن حضرت سلطان المشائخ نے اپنے تبرکات سے ہمیں آدھی روٹی عنایت فرمائی تھی۔ میں باہر نکلا۔ تو دروازے پر بہت سے قلندر کھڑے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کوئی چیز مانگی۔ مگر میں نے کہا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ انہوں نے کہا وہ آدھی روٹی جو حضرت سلطان المشائخ سے لے کر آئے ہو وہی دے دو۔ میں اس وقت طالب علم تھا۔ ان کی اس بات پر حیرت زدہ ہو گیا۔ چنانچہ روٹی نکالی اور انہیں دے دی۔ انہوں نے اسے مزید ٹکڑے ٹکڑے کر کے آپس میں بانٹ لی۔ میرے سامنے ہی کھا گئے۔ اسی وقت میرے والد مکرم بھی حضور شیخ سے فارغ ہو کر آئے اور کہنے لگے۔ تم نے یہ کیوں کیا۔ یہ تو نعمت خاص تھی تم نے بانٹ دی۔ چنانچہ میں اپنے والد کے ساتھ دوبارہ حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت شیخ میرے والد مکرم کو مخاطب ہوئے۔ فرمایا۔ مولانا تاج الدین فکر نہ کرو۔

marfat.com

تمہارا بیٹا بھی قلندر ہو جائے گا۔ چونکہ حضرت شیخ نے مجھے قلندر کہا تھا۔ آپ بھی میرے مخدوم ہیں۔ قلندر ہی کہا کریں۔ حضرت مخدوم نے مجھے گلے لگا لیا اور فرمایا۔

گاہ صوفی گہے قلندر چیست
چوں قلندر شدی قلندر باش

پھر حضرت مخدوم نے فرمایا کہ تمہیں کیا مجال ہے کہ قلندر بنو اور ہمیں کیا مجال ہے کہ تمہیں قلندر بنا دیں۔ اگر حضرت سلطان المشائخ کا حکم نافذ نہ ہوتا تو خلائق کے ظلم وستم سہتے رہتے۔ ہم کہاں اور یہ شہر کہاں۔ ہم کسی پہاڑ میں ہوتے۔ کسی بیابان میں سیر کرتے۔ کسی جنگل میں مارے مارے پھرتے۔ یہ سب حضرت کی برکات ہیں کہ ہمیں محفوظ و مامون بنا دیا۔

در عشق نجات خانداری است
مجنوں شو کوہ گیر و بخروش

ترجمہ: عشق نے ہمیں تمام مصائب سے نجات دلا دی ورنہ مجنوں بن جاتے۔ پہاڑوں میں رہتے اور شور مچاتے رہتے۔

حضرت مخدوم نے فرمایا۔ تم نے جو شکل و صورت اختیار کر لی ہے وہ ایسی ہے کہ داڑھی بھی گراں ہے۔ آپ نے داڑھی منڈا دی۔ ایک اور مجلس میں حضرت مخدوم نے فرمایا کہ ایک دن ایک قلندر حضرت قطب العالم کی خانقاہ میں آیا۔ حضرت شیخ اس وقت حجرے میں تھے وہ آگے بڑھا خانقاہ کے سجادہ پر آبیٹھا۔ بدرالدین اسحاق وہاں موجود تھے۔ خاموشی سے آپ نے سامنے کھانا لا رکھا اور تمام آداب خانقاہی بجا لائے۔ قلندر

marfat.com

نے کھانا کھانا شروع کیا۔ اس وقت قلندر کے کشکول میں چند سبز پتّے رکھے ہوئے تھے۔ انہیں باہر نکالا اور حضرت کے مصلّا پر بکھیرنے شروع کر دیئے۔ بدرالدین اسحاق آگے بڑھے اور فرمایا۔ بس بس۔ قلندر اٹھا۔ کشکول اٹھائی حضرت گنج شکر حجرے سے باہر آئے۔ قلندر کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ بابا ہمیں معاف کر دو۔ قلندر نے جواب میں کہا۔ کہ درویش ہاتھ نہیں اٹھاتے مگر جب ہاتھ اٹھا لیتے ہیں۔ پھر واپس نہیں لاتے۔ حضرت شیخ گنج شکر نے اشارہ کیا۔ پھر اسی دیوار پر مارا۔ اس نے اپنی کچکول دیوار پر دے ماری۔ اور حضرت کے پاؤں میں گر گیا۔

ایک اور واقع جو قابل بیان ہے کہ جن دنوں حضرت مخدوم ملتانی شیخ الشیوخ کے دربار گوہر بار سے واپس آئے تو راستہ میں ایک جگہ ٹھہرے چند قلندر بھی وہاں قیام پذیر تھے۔ رات ہوئی تو حضرت مخدوم نے ایک قلندر کو دیکھا جو سر سے پاؤں تک نور ہی نور دکھائی دیتا تھا۔ آپ آگے بڑھے۔ اس کے پاس جا کر فرمایا تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ کہا۔ زکریا۔ تم جانتے ہو کہ عاموں میں خاص بھی ہوتے ہیں اور عاموں کو بعض اوقات آپ جیسے خاصوں کی طفیل حصّہ مل جاتا ہے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت مخدوم چراغ دہلی قدس سرہٗ نے فرمایا۔ کہ جس شخص نے سب سے پہلے سلسلہ قلندری کو بنیاد رکھی وہ مفتی تھے۔ شیخ جمال ساوجی قدس سرہٗ تھے۔ اگر کوئی شخص آپ کو چلتے چلتے مسئلہ پُوچھتا تو آپ فقہ کے مطابق فتویٰ دے دیا کرتے تھے۔ دقیق اور مشکل بھی آپ حل فرما دیا کرتے تھے۔ کسی کتاب یا حوالہ کو دیکھے بغیر بالکل درست جواب اور شافی و کافی حل پیش کرتے۔ ان ایک بزرگ تھے (نام نہیں بتایا)

marfat.com

ایک دن چند قلندری ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر واپس چلے گئے اس بزرگ نے فرمایا۔ یہ کیا آزاد منش لوگ ہیں۔ شیخ جمال بھی انہی میں تھے۔ فرمایا۔ میں اس وقت مرد بنوں گا۔ جب ان سے بھی آزاد منش ہو جاؤں گا اور ان سے اعلیٰ مقام حاصل کر لوں گا۔ خدا جانتا ہے کہ یہ کتنی مبارک گھڑی تھی۔ کہ آپ نے جو کچھ زبان سے نکالا۔ پورا ہو گیا۔ مجلس سے اٹھے۔ آپ پر ایک خاص حالت طاری ہو گئی۔ **لوگوں** سے علیحدگی اختیار کر لی۔ داڑھی مونچھیں منڈوا دیں۔ ٹاٹ کا لباس پہن لیا۔ ایک قبر کھود کر اسے اپنا مسکن بنا لیا اور ہر وقت آسمان کی طرف نظریں جمائے بیٹھے رہتے۔ اس بزرگ کو خبر دی گئی کہ حضرت جمال الدین ساوجی کی یہ کیفیت ہو چکی ہے آپ لوگوں کے ایک مجمع کو ساتھ لئے آپ کے پاس آئے۔ آپ کے منہ میں ارزیزہ ڈالی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ چند قطرہ آب تھے۔ جو جمال الدین ساوجی کے حلق میں نیچے اتر گئے۔ تمام عقلمند حیرت زدہ ہو گئے کہ یہ کیسا ہوا۔ لیکن جب جمال الدین ساوجی اس حالت سے ہوش میں آئے۔ تو لوگوں نے آپ سے پوچھا۔ کہ تم نے خلاف شرع داڑھی منڈوا دی ہے۔ ٹاٹ پہن لیا ہے۔ آپ نے فرمایا دیکھو۔ لوگوں نے دیکھا تو آپ کی سفید داڑھی ناف تک موجود تھی۔ لوگ واپس آ گئے اور آپ اسی حالت میں بیٹھے رہے۔

حضرت جمال دہلوی اپنی کتاب سیر العارفین میں لکھتے ہیں کہ جو قلندر رات کے وقت حضرت مخدوم زکریا ملتانی کے مشاہدہ میں آیا تھا۔ وہ علوم ظاہری اور باطنی میں ظاہر تھا۔ نام عبدالقدوس تھا۔ موصل سے چل کر مصر پہنچا حضرت سید جمال الدین مجرد ساوجی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور قلندری کا لباس پہنا۔

احمد بابا قدس سرہٗ اندلوس (اندلس) شہر کے واحد مجرد

marfat.com

قلندر رہتے۔ جو سید عبد القدوس سے سند قلندری رکھتے تھے اور آپ کے مُرید صادق تھے۔ حضرت مخدوم نے آپ کو قوّتِ باطنی سے جذب کیا اور ظاہری جماعت سے علیٰحدہ کر لیا۔

حضرت مولانا ممدوح فرماتے ہیں کہ احقر مصر ہیں اور مضافات میں پہنچا تو ایک معتمد کی زبانی سُنا کہ سیّد جمال الدین مصر میں ظاہری اور معنوی جمال باکمال سے معمور تھے۔ لوگ آپ کو یوسف ثانی کہہ کر پکارتے تھے۔ مصر کے رؤساء کی ایک لڑکی آپ کے حُسن و جمال پر فریفتہ ہو گئی۔ اکثر اوقات آپ کا پیچھا کرتی تھی اور آپ کی مجالس کے اردگرد چکر کاٹا کرتی تھی۔ چنانچہ حضرت سیّد جمال الدین نے مصر کو خیر باد کہا تو مصر سے سات دن کے فاصلہ پر مناب کے علاقہ میں قیام پذیر ہو گئے۔ وہ لڑکی بھی حضرت کے پیچھے اسی جگہ پر آپہنچی اس صورت حال کو دیکھ کر حضرت سیّد جمال الدین قدس سرہٗ نے اللہ تعالےٰ سے دُعا کی۔ اے اللہ یہ ظاہری حسن و جمال واپس لے لے، دُعا قبول ہوئی۔ آپ کی داڑھی سر اور چہرے کے تمام بال اُڑ گئے۔ ظاہری حسن و جمال جاتا رہا۔ آپ نے اس لڑکی کو اپنے پاس بلایا۔ لڑکی نے آپ کو اس شکل و صورت میں دیکھا تو وہاں سے لوٹ کر مصر آ گئی۔

کچھ عرصہ بعد حضرت کا وصال ہو گیا۔ آپ کو اسی بستی میں دفنا دیا گیا۔ یہ سرزمین آج تک زیارت گاہ عوام و خواص ہے اور برکات و لُطف کا مرکز ہے۔ آپ کا جو بھی مرید ہوتا۔ اپنے چار ابرو صاف کرا دیتا۔ راقم الحروف عرض پرداز ہے کہ میں نے آج تک سیّد جمال الدین مجرّد ساوجی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کسی کتاب میں نہیں دیکھے اور نہ ہی تیسری صدی ہجری کے بزرگانِ دین میں آپ کا تذکرہ ملتا ہے۔ حضرت شیخ عبد العزیز مکّی رضی اللہ عنہٗ کے

marfat.com

حالات کے ضمن میں بھی ایسا تذکرہ دیکھنے میں نہیں آیا ہاں اس قدر معلوم ہوا ہے کہ شیخ جمال الدین کی مجلس میں طیفور شامی قدس سرہ السّامی کے ایک خلیفہ آیا کرتے تھے۔ اس طرح آپ کو خاندان طیفوری سے بھی اجازت ملی ہوئی تھی۔

خاندانِ قلندری خضری کی بعض کتابوں میں مجھے لفظ سیّد بھی ملا ہے اور مجھے اس بات سے تعجّب نہیں کہ آپ سیّد عبدالعزیز مکّی رضی اللہ عنہٗ سے ملے ہوں۔ خانوادہ طیفوری کی نسبت حضرت شیخ کو آپ کی وساطت سے ملی ہوگی اور اس طرح عبدالعزیز کے جوہر قلندری کی نعمت سید جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کو ملی ہوگی۔ ہاں ملفوظات قلندری جونپوری میں ایسے اشارے ملتے ہیں۔ حضرت مولانا شاہ محمد افضل قلندری عباسی قدس سرہٗ بھی ایسا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ہم نے ملاقات اور اجازت خانوادہ طیفوری کے علاوہ دوسرے حالات کہیں نہیں دیکھے۔

○

۹۶

خانوادۂ قلندری سہروردی مرتضوی

یہ خانوادہ حضرت شاہ مرتضیٰ قدس سرہٗ سے منسوب ہے۔ آپ کا تعلق عارفان کامل اور درویشان واصل سے تھا۔ بڑی ریاضتیں کرتے رہے تھے۔ آخرکار حضرت شاہ عبدالرزاق صحرائی المعروف بہ رزاق پاک جو صاحب شکر و جذب تھے ارادت رکھتے تھے۔ حضرت رزاق پاک

marfat.com

شاہ الہداد زاہد کے مرید تھے۔ وہ شاہ پیراں دہلوی کے مرید تھے۔ وہ شاہ یحییٰ عزلت گزین سے بیعت تھے وہ شاہ محمد عارف کے مرید تھے۔ وہ شاہ محمد اسحاق کے مرید تھے۔ وہ شاہ داؤد کے صاحب اجازت تھے شاہ داؤد کو حضرت سیّد صدر الدین عارف اُوچی بخاری راجو قتال سے نسبت تھی شرق ہند میں دریائے سوتی کے کنارے پر ایک آباد قبیلے کی ایک لڑکی حسن وجمال میں یکتا تھی۔ ان دنوں شاہ داؤد اور آپ کے مُرشد بھی وہاں ہی تھے یہ قبیلہ بڑا سرکش تھا۔ مگر آپ کی کرامت اور دباؤ سے یہ سارا قبیلہ راہ راست پر آگیا اور حضرت کا معتقد بن گیا تھا۔

○

۹۷

خانوادہ قلندری سہروردی رسولی

قلندری سہروردی رسولی خانوادہ حضرت سیّد شاہ عبدالرسول بہادر پوری قدس سرہٗ سے منسوب ہے۔ آپ کوہستان الور کے نواح میں رہتے تھے۔ بڑے صاحب جذب تھے اور صاحب تصرّف قوی بھی تھے، آپ کی کرامات اور خرق عادات بڑی مشہور ہیں آپ کو نعمت اللہ کرمانی سے فیض ملا اور داور مصری کو شاہ حبیب سخیؒ سے فیض ملا تھا آپ کو شاہ محمد اسماعیل اور آپ کو شاہ مرتضیٰ نند سوتی قدس سرہٗ جن کا اُوپر ذکر آچکا ہے نسبت خاص حاصل تھی۔

○

marfat.com

۹۸

خانوادہ قلندری حیدری ترکی

قلندری حیدری ترکی خاندان کا آغاز حضرت شیخ حیدر زادیائی ترکستانی سے ہوا تھا۔ آپ بڑے قوی تصرّف کے مالک تھے لوہاروں کی بھٹی سے گرم گرم لوہا اٹھاتے ہاتھوں کے کڑے پاؤں کی بیڑیاں گلے کے طوق بنا لیتے اور گرم لوہے کے ان زیورات کو ایسے پہن لیتے جیسے زیور پہنے ہوئے ہوں۔ آپ کو اس لوہے سے قطعاً کوئی تکلیف نہ ہوتی تھی۔ آپ اپنے اہل وطن کی خدمت میں سرگرم رہے۔ چنگیز خان کی فوجوں کی آمد سے پہلے آپ نے تمام ہندوستان میں اعلان کرا دیا کہ مغلوں کے لشکر ایک ولی اللہ کی پناہ میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ ہم نے اس سے جنگ کی۔ مگر وہ درویش ہم پر غالب آگیا ہے اور ہمیں زمین پر گرانے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ چنانچہ ہمارا خیال ہے کہ ہندوستان کے کئی علاقے مغلوں کے زیر نگیں آنے والے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے مریدوں کو کہا کہ اپنا اپنا بندوبست کرلیں۔ آپ خود ایک غار میں چلے گئے اور گم ہوگئے۔ تاریخ گواہ ہے کہ کچھ عرصہ بعد ہندوستان پر مغلوں کی یلغاریں ہونے لگیں۔

marfat.com

۹۹

خانوادہ قلندری شریفی ناولی

شریفی ناولی کا یہ خانوادہ حضرت محمد شریف ناولی قدس سرہٗ سے منسوب ہے۔ آپ اعظم آباد تراوری کے رہنے والے تھے۔ بچپن میں شاہ شرف بوعلی قلندر پانی پتی سے بیعت ہوئے۔ بلوغت اور شعور کے بعد آپ کی اجازت سے حضرت شیخ محمد ابراہیم رامپوری کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض حاصل کرتے رہے۔ حضرت شیخ محمد ابراہیم شاہ ابوسعید گنگوہی کے خلفا میں سے تھے۔ جنہیں شیخ نظام بلخی قدس سرہٗ سے اجازت تھی۔ آپ شیخ جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ کے نعمت یاب تھے۔ حضرت تھانیسری کو شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت ملی تھی۔

(ہم ان کا تذکرہ سلاسل نقشبندیہ مجددیہ میں کر آئے ہیں)

شیخ رامپوری بھی حضرت شاہ شرف قلندر کے اشارہ سے اپنی خانقاہ سے نکلے اور نصف راہ تک استقبال کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ ایک مقام پر دونوں بزرگ ملے اور ایک درخت کے نیچے بیعت کا شرف حاصل ہوا حضرت شیخ نے فرمایا۔ ہماری زندگی کا تمام فیضان اس نوجوان کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ پھر ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ایسا صاحب نعمت مرید عطا فرمایا۔ حضرت شاہ محمد شریف ناولی ابتدائے کار میں کسی کو مرید نہیں بنایا کرتے تھے۔ مگر شاہ شرف بوعلی قلندر نے خواب میں بشارت دی۔ کہ ہم خود تمہارے مریدوں کی ہدائیت اور راہنمائی کی ضمانت لیتے ہیں۔ حضرت شاہ محمد ناولی قدس سرہٗ کے اذکار، مجاہدات اور دوام ادب

marfat.com

میں ایک مفصّل کتاب موجود ہے۔ جسے ہم شاہ محمد ناولی کے ملفوظات کہہ سکتے ہیں۔

آپ کاملانِ وقت اور عارفانِ عصر تھے۔ آپ آزادروی کے اکثر دقائق بیان فرمایا کرتے تھے۔ حضرت شاہ محمد ناولی کا مزار عظیم آباد میں ہے، بعض ایک مزار ناول میں بنایا گیا ہے۔ چونکہ آپ کا وصال عظیم آباد میں ہوا تھا۔ مگر آپ کی خانقاہِ ارشاد ناول میں ہوئی تھی۔ اس لئے یہاں بھی مزار کا نشان موجود ہے

○

۱۰۰

خانوادۂ قادری رزاقی بانسوی

یہ خانوادہ حضرت شاہ عبدالرزاق بانسوی قدس سرہٗ سے منسوب ہے آپ ابتدائی عمر میں تحصیل علوم دینیہ اور مروّجہ فنون میں طاق ہو گئے تھے۔ اور آپ کا ظاہری علماء میں شمار ہوتا تھا۔ اور سرکار شاہی میں فوجی فرائض سرانجام دیتے تھے۔ ایک دن دہلی میں ایک بہت بڑا رئیس جو دربار شاہی میں اہم عہدے پر فائز تھا۔ ایک عالم دین سے کرامات اور خرق عادات پر بحث کرتے ہوئے نہایت غلوّ سے کام لے رہا تھا اور خرق عادات سے انکار کر رہا تھا۔ حضرت شاہ عبدالرزاق مجلس سے اُٹھے اور اُسے چیلنج کیا کہ آؤ۔ تم کون سی کرامت دیکھ کر بزرگانِ دین کے قائل ہو گے۔ چنانچہ اس رئیس نے شاہ عبدالرزاق کو کئی قسم کے کپڑوں سے جکڑ دیا مگر آپ ہر بار ان کپڑوں سے باہر آجاتے تھے۔ مگر کپڑے اسی طرح درست

marfat.com

اور سالم رہتے تھے۔ مجلس کے تمام منکران کرامت تائب ہو گئے۔ آپ کی ان کرامات کی شہرت سارے شہر میں پھیل گئی۔ حتیٰ کہ دربار شاہی میں بھی تذکرہ ہونے لگا۔ آپ اس شہرت سے تنگ آکر زیارت سے مستعفی ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خواب میں دریافت ہوئی۔ بشارت پاکر حضرت شاہ عبدالصمد خدانما گجراتی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت شاہ خدانما نے بھی حسب بشارت آپ کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا۔ راستے میں دونوں بزرگ ملے اور حضرت کو بیعت فرمایا۔ ایک ہی مجلس میں بیعت کے بعد قبائے خلافت بھی عطا فرمادی اور بڑے اہم مناصب عطا فرما کر روحانیّت کی خدمت میں لگا دیا۔ اس دن کے بعد آپ مرجع خاص و عام اور پیشوائے اہل کمال ہو گئے۔ آپ کی مجلس سے وقت کے کاملان طریقت فیض یاب ہوئے۔ ان میں سے مولانا محمد نظام الدین لکھنوی۔ شاہ محمد اسماعیل بلگرامی جیسے جلیل القدر مشائخ کے نام قابل ذکر ہیں۔

حضرت شاہ عبدالرزاق کے ایک مرید صاحب حال شاہ محمد اسحاق شاہجہان پوری قدس سرہٗ السامی بھی ہے۔ آپ پر حالت وجد طاری ہوتی تو فرائض شریعت ادا کرنے سے محروم ہو جایا کرتے تھے۔ ظاہر میں لوگ آپ کے کمالات کے منکر ہو گئے۔ لوگوں کے احتجاج پر ایک دن جامع مسجد میں امراء شاہی نے طلب کر لیا اور شریعت کے احکام کی روشنی میں آپ کو سزا سنائی گئی۔ آپ نے شرع محمّدی کا فیصلہ سُن کر فرمایا کہ ہمیں منصور کی طرح تصوّر نہ کیا جائے اگر ہمارے بدن سے ایک بال بھی علیحدہ کیا گیا تو اسی قدر سزا امراء اور سارے شہر کے لوگوں کو ہو گی۔ اگر کسی شخص کو ہمارے اس دعویٰ پر شبہ ہو تو آزما سکتا ہے۔ آپ کا یہ اعلان سُن کر تمام کے تمام حیرت زدہ ہو گئے

marfat.com

اور کسی شخص کو تعزیہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

میں نے معتبر راویوں سے سُنا ہے کہ حضرت شاہ محمد اسحاق قدس سرہٗ کے ایک مرید تھے۔ عالمِ دین تھے۔ فاضلِ وقت تھے۔ شہر کے بڑے بڑے لوگ آپ کے مرید تھے۔ آپ کے اپنے خاندان اور قبیلے کے اکثر لوگ علم و فضل میں یکتائے روزگار تھے اور بہت بڑے بڑے مناصب پر بھی فائز تھے۔ آپ کے اکثر شاگردوں نے دنیاوی معاملات کو خیرباد کہہ کر حضرت شاہ محمد اسحاق کا حلقۂ قلندری اختیار کر لیا تھا۔ ایک دن یہی عالم و فاضل مرید آپ کی پالکی کے ساتھ ساتھ حضرت کے جوتے بغل میں لئے بھاگ رہا تھا۔ اچانک آپ کے خاندان کے ایک امیر کی سواری سامنے سے آتی دکھائی دی۔ آپ نے اپنا مُنہ ڈھانپ کر راستے سے علیحدہ ہونے کی کوشش کی اور حضرت کے جُوتے ایک رُدمال میں چھُپا لئے حضرت کی پالکی گھر پہنچی تو حضرت نے لوگوں کے بتائے یا نورِ باطنی سے ان حالات کو معلوم کر کے آپ کو طلب کیا۔ چونکہ آپ کی تربیّت مقصود تھی۔ محسُوس کیا کہ مولانا ابھی تک نفس کے غرور کا شکار ہیں۔ حکم دیا کہ جاؤ اور اپنی داڑھی مونچھیں صفا کرا دو۔ گدھے پر سوار ہو جاؤ اور مُنہ پر سیاہی مل کر اسی امیر کے گھر جا کر اس سے ملاقات کرو۔ حضرت مولانا نے آپ کے حکم کے مطابق ویسا ہی کیا۔ اس عمل سے آپ کا تکبّر ختم ہو گیا۔ حجاب اُٹھ گئے اور آپ کے دل سے تمام ظاہری حجابات ہٹ گئے اور حضرت کی توجّہ سے کاملانِ وقت میں ہو گئے۔ آپ کا مزار پُرانوار بانس پیں اودھ کے نزدیک واقع ہے۔ لوگوں کی حاجت روائی کا مرکز ہے۔

جیسا کہ ہم اُوپر لکھ آئے ہیں۔ کہ آپ کے مُرشد حضرت حق نما گجراتی کاملانِ عصر میں بہت اہم مقام پر فائز تھے اور سلسلہ قادریہ کے بیرد کار

marfat.com

تھے۔ وقت کا مغل بادشاہ علماء فضلاء کی ایک جماعت لے کر حضرت شاہ عبدالرزاق سے علوم شریعت اور اسرار طریقت پر بحث و مناظرہ کرنے کے لئے آیا۔ آپ نے اس موقعہ پر ایک طرف تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی رُوح سے استمداد کی اور دوسری حضرت محی الدین ابن عربی کے روح سے فریاد کی۔ بادشاہ اور علماء کے تمام ظاہری و باطنی سوالات کے جوابات دیتے جاتے تھے۔ بادشاہ از روئے ارادت آپ کے قدموں میں گر گیا۔ بادشاہ اپنے طور پر شریعت کے احکام کا پابند اور زبردست عامل تھا۔ اس کا یہ دستور تھا کہ کوئی ولی اللہ شریعت سے سرمو انحراف کرتا تو علماء صالحین کو لیکر اسے تعزیر کرنے سے بھی باز نہ آتا تھا۔ وہ سید محمد کلام نما، سید یوسف چراغ نما سے جو آگرہ اور فرید آباد کے نواح میں کاملانِ وقت شمار ہوتے تھے۔ ان القابات کی تشریح طلب کرنے سے نہ رُکا۔ ان حضرات نے بادشاہ کے اعتراضات کا جواب دینے کی بجائے حضرت شاہ حق نما کے لقب میں پناہ لی۔ اسی طرح حضرت سید حسن رسول نما کا لقب بھی اسی سلسلہ اصطلاحات کی ایک کڑی ہے۔ یہ خانوادہ بادشاہوں کے دورِ اقتدار میں صاحب ارشاد اور تبلیغ ہوا ہے۔

○

۱۰۱

خانوادہ شاہ میری لاہوری

اس خانوادہ نے قادری شاہ میری لاہوری کے نام سے شہرت پائی تھی۔ یہ سلسلہ شاہ محمد المعروف شاہ میر لاہوری فاروقی سیوستانی

marfat.com

قدس سرہٗ السّامی سے منسوب تھا۔ آپ کے مُرشد کا اسمِ گرامی حضرت شاہ خضر ابدال بیابانی تھا۔ آپ اویسی طور پر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے فیض یافتہ تھے۔ حضرت شاہ میر (میاں میر) رحمۃ اللہ علیہ مدارج ولائت پانے کے بعد تقریباً ساٹھ سال تک لاہور میں خلق کی روحانی راہنمائی میں مصروف رہے۔ ترک و تجرید کمالات صوری و معنوی میں بے مثال تھے۔ اپنے وقت کے قطب تھے۔ آپ کے عہد کے بادشاہ آپ کی آستان بوسی کو حاضر ہوا کرتے تھے اور مشکلات اور مہمات میں آپ ہی سے استمداد کرتے آپ کا معمول تھا۔ نہ نقدی قبول فرماتے۔ نہ نذرانہ لیتے۔ لوگ جو کچھ لاتے آپ کی خانقاہ پر خود پکاتے لوگوں کو کھلاتے یا تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ پنجاب کے اکثر اہلِ کمال اور اہلِ علم آپ کی مجلس میں حاضر رہا کرتے تھے۔ ایک وقت آیا کہ آپ کے پیر و مُرشد حضرت شاہ خضر ابدال، بیابانی بھی آپکی مجالس میں آیا کرتے تھے۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۴۵ھ میں واصل بحق ہوئے تھے وفات کے وقت آپ کی عمرُ اٹھاسی سال تھی۔ آپ کے محبوب ترین اور قریب ترین خلفاء میں سے حضرت ملّا شاہ بہاری قدس سرہٗ الباری تھے، بڑے عالم و فاضل بزرگ تھے۔ آپ کی کئی ایک تصانیف اہلِ علم کے لئے مشعلِ راہ بنیں تھیں۔ حقائق و معارف میں ایک مثنوی بھی لکھی۔ اس مثنوی میں انبیاء و اولیاء کی حکایات درج ہیں۔ آپ کا مزار شاہ میاں میر کے قدموں میں ہے۔ آپ کے ایک اور خلیفہ ملا شاہ خواجگی قدس سرہٗ تھے آپ کا مزار بھی ملا شاہ بہاری کے مزار کے ساتھ ہے۔ آپ کے ایک اور نامور خلیفہ عارف ربّانی حضرت ملّا شاہ بدخشانی قدس سرہ کا ملانِ وقت

marfat.com

صاحب کشف و کرامت۔ مستغرق بحر توحید اور قدوۂ ارباب حال میں سے تھے۔ آپ نے ابتدائی زندگی میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پر ایک سال بڑی محنت اور ریاضت کی اور اس شب و روز محنت کو دیکھ کر حضرت شاہ میر قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا "بدخشانی! تم تو آفتاب امتحان میں جل گئے ہو۔ اپنے حجر اسود وجود کو لعل بدخشاں بنا لیا ہے۔ اٹھو! اب اپنا لباس صاف و ستھرا کرو اور نہا دھو کر میرے پاس آؤ۔ میں تم سے چند لمحات گفتگو کرنا چاہتا ہوں"۔ حضرت ملا شاہ خوش خوش اُٹھے۔ دریائے راوی پر پہنچے۔ غسل کیا۔ پانی میں آگے جا کر اپنے کپڑے دھونے لگے۔ آپ نے وہاں ایک شخص دیکھا۔ جو کہہ رہا تھا۔ ملا شاہ۔ کپڑے مجھے دے دو میں دھو دیتا ہوں۔ مگر حضرت ملا نے اس شخص کی طرف توجّہ نہ دی اور کپڑے خود ہی دھو لئے۔ واپس آئے تو حضرت میاں میر قدس السرہٗ العزیز نے دیکھ کر تبسّم فرمایا۔ ملا شاہ۔ راوی پر حضرت خضر تمہارے کپڑے دھونا چاہتے تھے۔ تم نے کیوں نہ دیئے۔ اس دن سے حضرت میاں میر کی نگاہ خاص نے ملا شاہ کو زرِ خالص بنا کر مراتب عالی پر پہنچا دیا۔

حضرت میاں میر کی وفات کے بعد ملا شاہ بدخشانی وادیٔ کشمیر میں چلے گئے۔ اور دامن کوہ سلیمان تخت سلیمان کے مقام پر ایک عظیم الشان خانقاہ تعمیر کروائی۔ بڑی وسیع مسجد۔ حوض اور باغ بنوائے۔ آپ کا اپنا ایک شعر ہے۔

کوہ مازاں بکمر لعل بدخشاں دارد!
این چنیں بخت کجا تخت سلیمان کجا

حضرت شاہجہان بادشاہ کے زمانہ میں درباری علماء نے ملّا شاہ

marfat.com

بدخشانی پر یہ الزام لگایا کہ آپ وسائل نبوّت کے منکر ہیں اور اپنے کلام میں سید الانبیا جناب رسالتمآبؐ سے بھی استغنا کا اظہار کرتے ہیں۔
شاہجہان کشمیر گیا تو ملّا بدخشانی سے ملاقات کی۔ پھر وہ اشعار سنائے جن کی بنا پر علمار دربار شاہی آپ پر اعتراض کیا کرتے تھے اور پوچھا حضور! یہ اشعار آپ نے کہے ہیں۔ ملّا شاہ نے کہا۔ یہ اشعار تو میرے ہی ہیں۔ مگر میرے عقیدہ میں خدا اور رسولؐ کو علیحدہ علیحدہ ماننا شرک ہے لوگوں نے ان اشعار کا مطلب بیان کرتے ہوئے خدا اور رسولؐ کو دو فریق بنالئے ہیں اور خود ثالث بن کر اعتراض کرنے لگے ہیں۔ بادشاہ آپ کے جواب سے مطمئن ہوگیا مگر کشمیر کے علمار نے جمع ہو کر کہا۔ کہ ملّا بدخشانی نے شاہجہاں کو مسخر کر لیا ہے اور خود دعویٰ ربوبیت کرنے لگا ہے اس کا قتل واجب ہے۔ چنانچہ علمار عوام الناس کا ایک مجمع لے کر آپ کی ایک خانقاہ پر آئے اور چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ آپ کے مریدوں نے دفاع کیا۔ مگر آپ نے منع کر دیا اور خود اپنے حجرے میں چلے گئے۔ جو حملہ آور تلوار لئے آپ کے حجرے میں جاتا ایک نگاہ سے مطیع و فرمانبردار ہو کر باہر آتا۔ اس طرح تمام حملہ آور ایک ایک کر کے اپنے جوش اور جذبہ سے عاری ہو گئے۔

اورنگ زیب کا عہد حکومت تھا۔ علمار نے ملّا بدخشانی کے خلاف بڑی سخت شکایات کیں۔ بادشاہ نے آپ کو دہلی طلب فرمالیا۔ آپ کشمیر سے دار السلطنت لاہور پہنچے تو ان دنوں ملک کے قاضی القضاۃ قوی تھے اور یہی قاضی القضاۃ آپ کے خلاف مدعی تھے۔ مگر وہ سوالات کرنے سے پہلے ہی مر گیا۔ حضرت ملّا بدخشانی نے اورنگ زیب کے جلوس

marfat.com

پر ایک رُباعی کہی۔ جس میں ظل الحق کے الفاظ سے مادہ تاریخ برآمد ہوتا تھا یہ رباعی لکھ کر اورنگ زیب بادشاہ کے دربار میں بھیج دی۔ بادشاہ نے آپکو دربار دہلی آنے سے معاف فرما دیا۔

ملّا بدخشانی صاحب دیوان تھے اور آپ نے علوم تصوّف پر بھی کئی کتابیں لکھی تھیں۔ آپ کا وصال ۱۰۷۲ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار آج بھی اہلِ کشمیر کے لئے حاجت روا ہے۔

حضرتِ میاں میر کے ایک اور خلیفہ حبیب عطّار تھے۔ جن سے میرزا محمد کامل بیگ بدخشی نے فیض پایا تھا۔ میرزا صاحب سے حاجی محمد عبدالشکور کاشمیری اور اُن سے حضرت مقصود کشمیری قدس سرہم کو فیض ملا تھا۔ شیخ احمد سامی قدس سرہٗ السّامی بھی آپ کے خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ بڑے صاحب ریاضت و اطاعت بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ شیخ احمد دہلوی سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ لاہور سے اکثر اوقات آپ کے پاس جاتے اور کئی کئی مہینے آپ کے پاس رہا کرتے تھے۔ آپ اپنے والد شیخ عبدالغنی بدایونی کے پہلو میں آسودۂ خاک ہیں۔ آپ کی وفات گیارہ شعبان ۱۰۵۹ھ میں ہوئی تھی۔

حضرت ملا شاہ بدخشانی کے ایک خلیفہ شیخ احمد دہلوی بھی تھے۔ آپ شاہ عبدالغنی بدایونی کے بیٹے تھے۔ مگر ملا بدخشانی سے روحانی نسبت رکھتے تھے۔ ایک اور بزرگ شیخ امین الدین فرزند ارجمند شاہ عبدالرحمان جان باز تغلق پوری تھے۔ شاہ مجتبیٰ ابتدائی زندگی میں حضرت میاں میر لاہوری کی خدمت میں سلوک و ہدایات پانے کے لئے لاہور

marfat.com

روانہ ہوئے۔ ہاپڑ کے باغات میں پہنچے تو غیب سے کسی نے آواز دی کہ حضرت میاں میر کا انتقال ہو گیا ہے۔ تمہارے لیے نعمت باطنی کی امانت شاہ عبدالقدوس جونپوری قدس سرہٗ کے پاس ہے ان بزرگانِ دین کے علاوہ ملا عبدالغفور بحر دانش۔ شاہ حاجی نعمت اللہ سرہندی شیخ محمد لاہوری شیخ محمد اسماعیل اور حاجی محمد صالح بھی آپ کی مجلس کے فیض یافتہ بزرگ تھے۔

○

۱۰۲

خانوادۂ نقشبندی مجدّدی مظہری

سلسلہ نقشبندیہ مجدّدیہ سے یہ خانوادہ شہرہ آفاق ہوا۔ اُس کی بنیاد حضرت شاہ شمس الدین حبیب الحق میرزا مظہر جان جاناں علوی دہلوی قدس سرہٗ نے رکھی تھی۔ آپ مغلیہ خاندان کے شاہزادگان میں سے تھے اور بابر بادشاہ کے نواسوں میں سے تھے۔ آپکو بچپن سے ہی خدا طلبی کا شوق غالب رہا۔ سیّد نور محمد بدایونی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے اور منازل سلوک طے کرتے لگے۔ حضرت سیّد بدایونی وقت کے عارفان کامل شمار ہوتے تھے۔ غیاث پُور کے نواح میں دریائے یادی کے کنارہ پر خانقاہ تھی۔ آپ حضرت شیخ سیف الدین فاروقی فرزند حضرت عروۃ الوثقیٰ شیخ محمد معصوم سرہندی کے مرید تھے۔ آپ کو اس نسبت

marfat.com

کے علاوہ شاہ محمد عظیم فرزند شیخ سیف الدین سے بھی اجازت ارشاد حاصل تھی۔ اسی طرح آپ کو اس سلسلہ کے علاوہ اپنے والد کے علاوہ حضرت حافظ محمد محسن قدس سرہٗ سے بھی خلافت عطا ہوئی تھی۔ حافظ محمد محسن حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ کے پوتے اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کے مرید تھے۔ سیّد نور محمد بدایونی کی وفات کے بعد حضرت میرزا مظہر جان جاناں قدس سرہٗ۔ شیخ محمد عابد سنامی کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہو گئے۔ آپ ان دنوں جہاں نما فیروزی کے حوالی میں رہائش پذیر تھے۔ آپ شاہ دلیل الصمد شیخ عبدالاحد کے مرید تھے۔ المعروف شاہ گل دہلوی کے مرید تھے اور شیخ خازن رحمت شاہ محمد سعید کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کو اپنے عم بزرگوار شیخ محمد معصوم فاروقی سرہندی سے بھی اجازت بیعت ملی تھی۔ یہ دونوں بزرگ خاندان مجددیہ کے نامور چشم و چراغ ہیں۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں کی نسبت حضرت سید بدایونی اور شیخ سنامی سے قابل اعتماد اور مستند تسلیم شدہ ہے۔ مگر ان دو بزرگوں کے علاوہ آپ کو مختلف عارفانِ وقت سلسلہ قادری۔ نقشبندی اور چشتی سے فیض ملا تھا اور یہ اثرات ظاہر و باطن میں نمایاں تھے۔

آپ نے جن حضرات سے خصوصی طور پر فیض پایا ان میں حضرت شاہ محمد گلشن مجاز شاہ گل دہلوی۔ حافظ محمد سعید مرید شیخ محمد صدیق نبیرہ حضرت مجدد الف ثانی۔ شاہ محمد زبیر۔ شاہ محمد عزیز سرہندی۔ شیخ محمد افضل سیالکوٹی۔ شیخ العرب علی کشمیری شاہ عبدالرحمان لاہوری۔ شاہ حسین کاروانی جیسے جلیل القدر مشائخ شامل ہیں۔

marfat.com

آپ تکمیل سلوک کے بعد تقریباً پنتیس ۳۵ سال دارالخلافت دہلی میں قیام پذیر رہے اور طالبانِ حق کو روحانی تربیت دیتے رہے۔ آپ کی تربیت سے کاملانِ وقت منتہائے کمال کو پہنچے۔ بڑے عالی دماغ اور نفیس طبیعت کے انسان تھے۔ لطیف رُوح۔ بلند تخیل۔ ذہن رسا اور فکر رسا رکھتے تھے۔

آپ کی نزاکت مزاجی اور لطافت طبعی کا یہ عالم تھا کہ پھولوں کی بے جا مسکراہٹ بھی طبیعت پر گراں گذرتی۔ تجرید و تفرید کا یہ مقام تھا کہ ضبطِ تحریر میں نہیں آسکتیں مشکل پسندی اور دقایق سنجی کا یہ عالم تھا کہ احاطہ تقریر میں نہیں آسکتیں۔

آپ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

در جنوں ہم میرزائی از دماغ ما نرفت
کز برائے خویش حمامے زگلخن داشتیم

جنوں میں بھی ہمارے دماغ سے امیری اور میرزائی کی بُو نہ گئی۔ ہم نے حمام بھی تلاش کیا تو گلخن تو منتخب کیا۔

آپ غزلیات کے دیوان کے مصنّف ہیں۔ لطیف مثنوی کے مؤلّف ہیں اور عشق انگیز حکایات کے مرتب ہیں۔ زندگی میں اکثر اوقات شہادت کی آرزو رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ نجف خانی مغل کے ہاتھوں سات محرّم ۱۱۹۵ھ کو شہید ہوئے۔ عاش حمید اُمَاتَ شہیداً سے سن شہادت برآمد ہوتا ہے۔ آپ کے عقیدت مندوں اور اولاد نے آپ کے مزار کی لوح کے لئے دیوان کھولا تو یہ شعر برآمد ہوا۔

زلوحِ تربتِ من یافتند از غیب تحریرے
کہ این مقتول راجز بے گناہی نیست تقصیرے

marfat.com

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے۔ علم و عرفان میں جامع تحریر و تقریر میں بے مثال تھے۔ آپ نے قرآن پاک کی ایک مفصّل تفسیر لکھی۔ جس کا نام تفسیر مظہری رکھا۔ یہ نسبت اسمی آپ کے نام سے ہے۔ قاضی ثناء اللہ کی دوسری تصانیف بھی قابلِ صد ستائش ہیں۔ ہر ایک تالیف سے حضرت مظہر جانِ جاناں کی تربیت کے تاثرات نمایاں ہوتے ہیں۔ قاضی صاحب کے علاوہ بھی آپ کے خلفاء کرام نے رشد و ہدایت میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی

حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ نے تمام خلفاء میں سے آگے بڑھ کر حضرت مظہر جانِ جاناں کے فیضان کی ترجمانی کی۔ آپ مجدّدی سجادہ پر جلوہ افروز ہوئے اور اپنے مُرشد برحق کے قدم بقدم چلے۔ اگرچہ آپ پنجاب (بٹالہ) کے رہنے والے تھے۔ مگر دہلی کو دارالارشاد بنایا۔ آپ بچپن ہی میں اپنے والد مکرّم کے حکم پر دہلی میں شاہ ناصرالدین قادری دہلوی سے تعلیم و تربیت حاصل کرنے آئے تھے۔ مگر حضرت شاہ ناصرالدین قادری کا جلد ہی انتقال ہو گیا۔ پھر حضرت شاہ غلام علی نے حضرت مظہر جانِ جاناں سے بیعت کر لی۔ بیعت کے وقت آپ کی زبان پر یہ شعر تھا۔

marfat.com

از برائے سجدہ عشق آستانے یافتم
سرزمینے بود منظور آسمانے یافتم

میں نے سجدۂ عشق ادا کرنے کے لئے آستانہ پالیا ہے۔ مجھے کسی سرزمین کی تلاش تھی۔ مجھے تو آسمان مل گیا ہے۔

آپ حضرت مرشد جانِ جاناں کی وفات کے بعد سینتالیس سال تک عالم تجرید و تفرید میں نہایت مستقل مزاجی اور ثابت قدمی سے خلایق کی فیض رسانی میں مشغول رہے اور ۱۲۴۰ھ میں وصال فرمایا۔

شاہ ابوسعید مجدّدی

حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے بعد سلسلہ مجدّدیہ کو حضرت شاہ ابوسعید ابن شاہ صفی ابن شیخ عبدالعزیز ابن شیخ محمد عیسیٰ ابن شیخ سیف الدین مرشد سیّد نور محمد بدایونی نے آگے بڑھایا اور شاہ غلام علی مجدّدی کے سجادہ نشین بنے۔ آپ پچاس سال کی عمر میں حج بیت اللہ سے واپس ریاست ٹونک میں پہنچے تو پیغام اجل آگیا۔ آپ کا جسدِ مبارک ٹونک سے دہلی لایا گیا۔ اور حضرت مظہر جانِ جاناں شہید کی خانقاہ میں آپ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ پھر آپ کے فرزند شاہ احمد سعید سجادۂ آرائے خلافت ہوئے۔ آپ جامع علوم شریعت و طریقت تھے۔ آپ نے انگریزوں کے عہدِ اقتدار میں جنگ آزادی کے بعد حج بیت اللہ کا عزم کیا اور اپنے معتقدین اور مریدین کا بہت بڑا قافلہ لے کر کعبۃ اللہ پہنچے۔ کئی سال تک حرمین طیبین میں ہی رہے۔ اہلِ عرب اور مصر آپ کے فیض سے

marfat.com

مستفیض ہوتے رہے اور سلسلہ مجددیہ کو ممالک عرب میں مقبولیت ملی۔ اگرچہ اس سلسلہ عالیہ کا تعارف حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی حضرت میرزا مظہر جان جاناں اور شاہ غلام علی دہلوی کی وساطت سے سلسلہ مجددیہ کا حجاز مقدس میں تعارف ہو چکا تھا۔ مگر شاہ احمد سعید کے قیام کے دوران تو باقاعدہ سلوک کی تربیت دی جانے لگی آپ ایک سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے کہ آپ کا انتقال ہو گیا ہے۔

حافظ شاہ غلام رسول ویران آپ کے معروف تلامذہ میں سے ہیں۔ اسی طرح نادر العصر خاقانی ہند محمد ابراہیم ذوق حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہٗ کے مرید ہیں۔ ذوق دہلوی نے آپ کی تاریخ وفات مظہر اسلام سے لی ہے۔ آپ کی طبع رسا۔ لطایف فکری نے یہ سادہ تاریخ پیش کرتے وقت بڑی مراعات اور مناسبات لفظی کا اہتمام کیا ہے۔ آپ کے اسم گرامی۔ صاحب خاندان۔ محل وفات موقع نقل وحرکت کی مناسبت سے یہ تاریخ بے مثال الفاظ میں ادا کی گئی ہے۔ حضرت شاہ احمد سعید کی تاریخ ولادت مظہر یزدان ہے۔

حضرت مظہر جان جاناں قدس سرہٗ العزیز کے خلفاء میں سے قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے علاوہ مولوی ثناء اللہ سنبھلی۔ مولوی نعیم اللہ بھڑائچی مولوی عبدالرزاق۔ مولوی غلام یحییٰ شاہ محمد جمیل شاہ محمد سعید خاں قدس سرہم کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

ہمیں قارئین کی ضیافت کے پیش نظر حضرت میرزا مظہر جان جاناں کے کلام بلاغت نظام سے چند اشعار تقدیم کرتے ہیں۔

marfat.com

یاد روزے کہ دلم معتکف کوئے تو بود
مژہ جاروب کش کعبۂ ابروئے تو بود

شب نمودند بمن نامۂ اعمال مرا
صبح دیدم کہ بدستم سر گیسوئے تو بود

می دمد سبزۂ خود رو بمزارِ مظہر
بس کہ پُر معتقد سلسلہ موئے تو بود

یاد روزے کہ ادا بندہ دیدار تو بود
چشم بیمار تو و زلف گرفتار تو بود

شمع ساں جائے بہر بزم از انم دادند
کہ سرم داغ بعشق گل دستار تو بود

نعش مظہر چو بکویت گزرد چشم مپوش
آخر این مردہ ہماں ست کہ بیمار تو بود

میسر ہم نہ شد در خواب ہم دیدار یار من
بلے این بود مزدِ دیدہ شب زندہ دار من

بجا کم آمدی و بس کہ برگرد تو گردیدم
برقص آمد چو سنگ آسیا لوح مزار من

دیدی کز مشہد تشنہ لبے می روید !
ابر ایستادہ برین مزرع و بسیار گریست

کیست امروز بجز مظہر دیوانۂ ما
آن کہ ہر شب بہ تمنائے تو صد بار گریست

اے بادِ صبا ادب ضرور است
این مشہد ماست گلستان نیست

این است دعا کہ بعد قتلم
از کوئے تو خوں می روان نیست

marfat.com

شدہ در دل گرہ از بیم تو فریادے چند ‏ ‏ ‏ ماند در شیشہ ما نقش پری زادے چند
عندلیباں منشینید دریں باغ کہ من ‏ ‏ ‏ قفسے چند گماں دارم و صیادے چند

از فریب باغباں غافل مشوائے عندلیب !
پیش ازیں ماہم دریں باغ آشیانے داشتیم

بر جائے سنگ شیشہ تواں بر سرش زدن
چو مظہر میرزا دیوانہ نازک طبیعت را

مظہر زما برید و دگر یاد ما نکرد ؟ ؟
دیوانہ خوش بنود ز وضع کرخت ما

غیرت دلبریت آہ کجا رفت کجا
سبزۂ تربت من وقف غزالاں شدہ است

میرس باعث ضعف قوائے ما مظہر
کہ گشت پیر ز بیداد نوجوانی چند

عیب بیناں واقف از نقصان خویشم کردہ اند
ہم چو عینک کرد چشم دیگراں بینا مرا

---

marfat.com

مائنگ ظرفاں حریف این قدر سختی نیئم
دانۂ اشکیم مارا گردش چشم آسیاست

باین فرصت چہ حظ باشد زسیر گلستان مارا
کہ رفتن لازم ایشاں ست چوں آب رواں مارا

○

۱۰۳

خانوادہ چشتی نظامی فخری

یہ خانوادہ حضرت شیخ الوقت فخر اوّلین و آخریں محب نبی محبوب علی مجمع اسرار توحید منبع بحار تفرید واقف حقائق کاشف دقائق قطب ارشاد شرف اتحاد نظام سلاسل چشت فرید مسلک اہل بہشت مولا محمد فخر الدین قدس سرہٗ سے منسوب ہے۔ آپ حضرت سراج الواصلین فخر العاشقین حضرت مولانا محمدؒ نظام الملّت والدّین اورنگ آبادی قدّس سرّہٗ کے فرزندِ ارجمند تھے۔ حضرت نظام الدین اورنگ آبادی حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے عمائد خلفاء میں سے تھے۔ حضرت شیخ کلیم اللہ وقت کے بے مثال ولی اللہ تھے۔ جامع فضل و کمال صاحب وجد و حال معدن شریعت مخزن طریقت مصدر انواع فیوض و برکات حیات و تھے۔ آپ حضرت یحییٰ المدنی کی اجازت اور حج و زیارت

روضۂ منورہ رسول کریم کے بعد شاہجہان آباد قیام فرما ہوئے اور ڈیڑھ پورے پچاس سال تک درس و تدریس طلباء اور تلقین فقراء میں مشغول رہے۔ ریاضات میں استقامت پذیر ہوئے۔ نماز جمعہ یا کسی کی عیادت کے بغیر اپنی خانقاہ سے باہر قدم بھی نہیں رکھا۔ وہ نعمت جو آپ کو حضرت قطب حرم نبوی مورد فیوض مصطفوی حضرت شیخ یحییٰ سے ملی۔ اپنے طالبانِ صادق میں تقسیم کرتے رہے۔ آپ کی تصانیف اور تالیف نادر اور مشہورِ زمانہ تھیں۔ اپنی مرقع کلیمی اور کشکول کلیمی میں لکھتے ہیں۔

کہ قبل ازیں مرقع دوختم کہ تن را در لباس درویشی ملاست نماید امروز کہ غرہ ذی قعدہ سال یک ہزار و یک صد بست و یک باشد لقمات دریوزہ دریں کشکول فراہم آوردم۔

اس سے قبل میں نے دو مرقع ختم کرلیے ہیں۔ ان سے جسم کو درویشی لباس میسر آتا ہے۔ آج یکم ذلیقعدہ ۱۱۲۱ھ ہے میں اپنی گداگری کے لقمے جمع کرکے اس کشکول میں پیش کردیئے ہیں۔

آپ مجالس اعراس حضرات چشت میں صرف اپنوں کو دعوت شرکت دیا کرتے۔ اغیار کو تکلیف نہیں دیتے تھے۔ کشکول کی تصنیف کے بعد آپ اکیس۲۱ سال تک زندہ رہے۔ آج تحریک آزادی ملک ۱۸۵۷ء کے ہنگاموں میں بھی آپ کے استقلال اور اطمینان نے "چراغ مقبلاں ہرگز نہ میرد" کا ثبوت بہم پہنچایا ہے آپکے مزارات کی تمام عمارتیں فتنوں اور تازہ کیشوں سے محفوظ رہیں۔ آپ کا مزار پُر انوار

لوگوں کی حاجت روائی اور دل خواہی کا سہارا بنا رہا۔

حضرت شیخ الحرم حضرت شیخ محمد چشتی سے ارادت صادق رکھتے تھے آپ فاروقی النسب تھے اور حسب میں حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہٗ کی حقیقی ہمشیرہ کی اولاد سے تھے۔ نہایت دردوسوز اور عشق دلفروز میں تصنیفات لکھیں۔ وہ اپنے وقت کے معروف صالحین اور ماموار عمائدین تصوّف میں سے تھے آپ کی مشہور تصنیف آداب الطالبین ہے۔ اس کتاب نے طالبانِ راہ سلوک میں ان تمام لوازمات کو جمع کر دیا ہے۔ جو ان کے لئے ضروری ہیں۔ ایک اور کتاب رفیق الطلاب جاذب الارباب لکھی۔ اس میں سالکان طریقت کو اتباع شریعت اور احکام شرع کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ اس کتاب کی پانچ فصلیں ہیں اور ہر فصل میں دقیق نکتے اور الہامات بیان کئے گئے ہیں۔ صفائی قلب کے چالیس طریقے بتائے گئے ہیں اور ماسوی اللہ اور قطع تعلقات دنیا پر چالیس منزلیں لکھی ہیں۔ آپ کی ایک اور کتاب ہدایت المشائخ ہے یہ ستائیس ہدایات پر مشتمل ہے۔

رشد و ہدایت کی منازل طے کرنے کے بعد سجادۂ مشیخیت پر جن امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اس میں بیان کیا گیا ہے حضرت حق اور معنوی حق سے جن آداب کو سامنے رکھنا ضروری ہے وہ بیان کیا گیا ہے۔ آپ کی ایک اور کتاب توضیح التوحید ہے۔ اس میں خاص و عام اور اخص طریقے پر اظہار بیان کیا گیا ہے۔ لباب ہدایت بھی ایک مختصر سی کتاب آپ کے قلم سے سامنے آئی۔ لذات منتہی ستائیس لذات معنوی پر مشتمل ہے جس سے مرید کو روحانی غذا میسر آتی ہے۔

marfat.com

آپ حضرت قطب الاولیاء حضرت شیخ ابی صالح محمد معروف بہ شاہ حسن محمد بن شیخ احمد بن شیخ نصیر الدین بن شیخ مجد الدین بن شیخ سراج الدین بن شیخ کمال الدین العلامت الفاروقی مستفیض من حال الحقیقتی حضرت مخدوم نصیر الحق والشریعت والملّت والدّین چراغ دہلی قدس سرّہم کے مرید اور صاحب نعمت وارشاد اور فرزند ارجمند تھے۔ شیخ حسن محمد قدس سرّہٗ اس خانوادہ میں عمائدین سلسلہ میں سے تھے۔ آپ نے مختلف سلاسل اور مختلف ارباب تصوّف سے استفادہ کیا تھا۔ ایک تو اپنے آباء واجداد سے جن کا ہم ذکر کر آئے ہیں۔ دوسرے شیخ جمال الحق والدّین حضرت محمود الحق قدس سرّہٗ سے فیض پایا تھا۔ شاہ محمود الحق شیخ علیم الحق والدین جو حضرت مخدوم کے خواہر زادہ تھے، سے فیض یافتہ تھے پھر انہیں شیخ سراج الحق سے نسبت حاصل تھی۔ شیخ سراج الحق اپنے والد مکرم شیخ کمال الدین جو حضرت مخدوم کے خواہر زادہ تھے۔ ان کے علاوہ آپ نے عالمِ اسلام کی سیاحت کی اور اپنے وقت کے کبار اولیائے کرام جو مختلف سلاسل سے تعلق رکھتے تھے۔ فیض پایا آپ نے مروّجہ سلاسل تصوّف اور مشہور خانوادہ طریقت سے خلافت حاصل کی۔ آپ کو خاندان عالی قادریہ نوربخشیہ سے بھی فیض ملا۔ آپ نے حضرت سید محمد غیاث نوربخش قدس سرّہٗ سے خلافت پائی۔ اور اس سلسلہ طریقت کو سلسلہ چشتیہ سے منظم کر دیا۔

یاد رہے کہ خانوادہ نوربخشی بذاتِ خود تصوف کے کئی خانوادوں سے مرکب ہے۔ اس میں جنیدی۔ قادری۔ سہروردی۔ فردوسی۔ غزنوی ہمدانی جیسے کئی سلسلہ ہائے طریقت جمع ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ نے سلسلہ سہروردیہ کی اجازت حضرت حکیم شیخ بہاء الدین سے حاصل کی

marfat.com

یہ سلسلہ دس حضرات کے توسّل سے حضرت شیخ محمد اسماعیل شہید سہروردی قدس سرّہٗ کو جاملتا ہے۔ آپ حضرت مخدوم زکریا ملتانی رکن العالم سہروردی کے عمائد خلفاء میں سے تھے۔

خاندانِ جلالی

حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی قدس سرّہٗ کے بے شمار مرید اور خلفاء تھے۔ ان میں سے اعظم و اکبر حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی اور حافظ شاہ محمود شاہجہان آبادی قدس سرّہما تھے۔ آپ کا وطن عزیز اودھ تھا۔ اتفاقاتِ زمانہ سے آپ جنوبی ہندوستان کی طرف منتقل ہو گئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ خاندان حضرت سیّد محمد ابوالفتح صدرالدین گیسو دراز گلبرگہ کے خاندان میں سے تھیں۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ سے ملتا تھا۔ اور اس واسطے سے آپ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرّہٗ سے سلسلہ نسب میں قائم تھے۔ حضرت مُرشد برحق شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی نے آپ کو دہلی سے رخصت فرما کر حکم دیا کہ اورنگ آباد میں قیام کریں۔ بیعت کریں اور قابل قدر حضرات کی تربیت کر کے انہیں خلعت خلاف سے سرفراز فرمائیں انہیں خلعت فخرِ خلافت دے کر عوام کی روحانی تربیت میں لگا دیں۔ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی نے آپ کو اپنی خلافت کے علاوہ کئی سلسلوں کے خرقے عنایت فرمائے اور فرمایا کہ یہ مختلف حضرات کی امانتیں ہیں۔ جو آپ کی مجلس میں آنے والے اہل صوفیاء کو تقسیم کی جائیں گی۔ وہ حضرات آپ سے بیعت ہوں گے۔ اور ہماری خلافت کے مستحق ہوں گے اور پھر انہیں حضرات خواجگان کا فیض بھی حاصل رہے گا۔ حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آباد پہنچے وہاں عوام الناس کی روحانی نشوونما میں

marfat.com

میں مصروف ہو گئے۔ سب حضرات سے پہلے جس شخص نے آپ سے بیعت
حاصل کی وہ فخر الدین فخر جہاں تھے۔ حضرت شیخ نظام الدین نے دل میں
سوچا۔ کہ میں حضرات خواجگان کی اجازت کے بغیر کسی کو کس طرح بیعت کر لوں
دوسری طرف حضرت فخر جہاں کا اصرار بڑھتا گیا اور شوق بیعت نے آپ
کو سوچنے پر مجبور کر دیا۔ حضرات چشت نے الہاماً بشارتاً فرمایا۔ نظام الدین
تمہیں فخر جہاں کو بیعت کرنے میں کون سی چیز روکتی ہے؟ شیخ کی خلعت
اور نعمت تو ان کا نصیب اور مقدر بن چکا ہے۔ آپ اسی وقت اُٹھے۔
فخر جہاں کو بیعت فرمایا۔ خرقۂ خلافت سے ملبوس فرمایا۔

حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی اور شیخ نظام الدین اورنگ آبادی
ایک ہی سال میں فوت ہوئے تھے۔ یہ سال سنہ ۱۱۴۲ھ تھا۔ آخر وقت میں
آپ نے قاضی کریم الدین کی وساطت سے حضرت مولانا محمد جہاں کو اپنے
پاس بلایا اور گلے لگاتے ہوئے فرمایا میں بقایا نعمتیں اور تبرکات اور نصائح جو بزرگان سلف کی امانتیں تھیں آپ کو دیتا ہوں۔ آپ کی عمر
اس وقت سولہ سترہ سال تھی۔ کیونکہ آپ کی ولادت سنہ ۱۱۲۵ھ میں
حضرت اورنگ آبادی کے وصال کے بعد حضرت فخر جہاں قدس سرہٗ
سرکار نظام الملک ناصر جنگ کی خدمت میں پہنچے اور ہمت یار سپہ سالار
افواج نظام الملک میں بخشی کی ملازمت پر فائز ہوئے۔ مگر ابھی تھوڑا
عرصہ گذرا تھا کہ آپ نے فوج کی ملازمت سے علیحدہ ہو کر تجرید و تفرید کا
طریقہ اختیار کر لیا۔ اور عازم دار الخیر ہو گئے۔ وہاں آپ کو حضرت خواجہ
ہند الولی معین الدین اجمیری کی مجاورت کی سعادت ملی۔ جس سال محمد شاہ
بادشاہ فوت ہوا تو اسی سال آپ کو حضرت خواجہ ہند الولی سے خلافت

marfat.com

اور اجازت کی اویسی بشارت حاصل ہوئی تھی۔ محمد شاہ بادشاہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا احمد شاہ تخت نشین ہوا۔ آپ ۱۱۶۰ھ میں دہلی تشریف لے آئے۔ چالیس سال مکمل آپ نے شمع شبستان چشت کو روشن رکھا۔ آپ کے قیام دہلی میں سلسلہ چشتیہ کو فروغ ملا۔ آپ قطب وقت۔ طیفور زماں اور پیشوائے اہل دلاں بن گئے۔ مشرق سے مغرب تک شمال سے جنوب تک ہند و سندھ کے تمام اکابر۔ مشائخ۔ علماء اور نوادر العصر حضرات آپ کی ارادت اور حسن عقیدت میں جمع ہونے لگے۔ آپ کی ذات میں عجب تصرف تھا۔ خوارق عادات تھیں۔ علم و فن کا سرچشمہ تھی۔ علم و حلم میں اپنی مثال آپ تھے۔ بلند اخلاقی۔ شفقت قلبی ہر خاص و عام کیلئے وقف تھی۔ طالبان راہ حق۔ تائبان سیاہ کار۔ مفاہیت کے خوگر آپ کی خانقاہ میں آتے تو پاکباز بن جاتے۔ ہمارے قلم اور بیان میں وہ وسعت نہیں کہ ہم بیاں کر سکیں کہ آپ کا فیض کن کن گوشوں تک پہنچا اور مخلوق خدا کو بہرہ ور کرتا گیا۔

آں عقل کجا کہ در کمال تو رسد
واں دیدہ کجا کہ در جمال تو رسد

آپ کی ذات والا صفات سے کیا ظاہرین اور کیا باطنین یکساں طور پر فیض پاتے اور آپ کی برکات اور حسنات کا دائرہ اس قدر وسیع تھا کہ ہر شخص اسے حصہ دار پاتا تھا ایک عجیب وضع و قطع کے بزرگ تھے۔ آپ کے اطوار کریمانہ نادر روزگار تھے۔ آپ کا مشرب عالی تھا۔ آپ کا کردار دلوں میں گھر کر جاتا تھا۔ آپ بسا اوقات اپنے کمالات و کرامات کو ظاہری حجابات میں چھپاتے مگر آپ کی شہرت

marfat.com

تو قاف تا قاف پہنچی ہوئی تھی۔ دنیائے اسلام کے تمام طالبان حق صف درصف پہنچے۔ ہر دربار ہر بازار آپ کے حالات و کمالات سے باخبر تھا۔ آپ کی ولایت کے انوار کسی حجاب میں محجوب نہ رہ سکتے تھے۔ آپ اپنے اقوال و افعال میں قبول عام حاصل کر چکے تھے۔ کسی شخص کو آپ پر حجت لانے یا دلیل تلاش کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی۔ آپ کی رحمت روحانی اور نعمت دوجہانی مسلسل اور متواتر خاندانِ چشت سے آتی تھی۔ بچپن میں ہی آپ کو سیّد الانبیاء جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلّم کی خواب میں زیارت ہوئی اور آپ کی بشارت اور شفقت سے خاص حصّہ ملا۔ آپ کو بیعت سے پہلے ہی بہت سی برکات مل چکی تھیں بیعت کے بعد ان برکات کو کمالات کا استحکام ملا۔ رشد و تمکین کے بعد آپ کو حضرت قطب الاقطاب کے لبادہ پر تاج ولایت ملا تھا۔ حضرت سلطان المشائخ نے لکھا تھا کہ فخر جہان کے مریدوں کو مجلس خاص کے اکرام و فیضان نصیب ہوں گے اور ان مریدوں نے آپ کو سرتاج اہل دلاں اور دستگیر درماندگاں پایا۔ آپ کی سخاوت و عطاء کی حکایات کو ہر جگہ سچا پایا تھا۔ آپ کی مجالس میں لوگوں پر ایک ذوق اور شوق کی کیفیت طاری ہوتی۔ اس نعمت عظمٰی کو دیکھنے کی عام آنکھوں کو اجازت نہ تھی آپ کا طرزِ تعلیم طالبانِ حق کے لئے اس قدر جامع اور پاکیزہ ہوتا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ کے ہاتھ پر کوئی سیاہ کار توبہ کرتا اور خلوص رسوخ عقیدت ارادت قلبی اور غرض خالص سے بیعت ہوجاتا تو پھر وہ ساری زندگی آپ کی نگرانی میں ہوتا۔ آپ اس کے کردار و اعمال کے ضامن بن جاتے اس ضمن میں ہم ایک واقعہ بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتے

marfat.com

کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے آپ سے بیعت کرتے وقت اپنے تمام گناہوں سے توبہ کی مگر ساتھ ہی یہ کہا۔ کہ میں تمام قبیح عادات سے رُک جاؤں گا۔ مگر مجھے شراب نوشی سے نہ روکا جائے۔ مجھے اس کی صُبح و شام عادت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ شراب نوشی کو چھوڑنا یا جاری رکھنا تمہارے اختیار پر چھوڑتا ہوں۔ مگر ایک بات یاد رکھنا کہ کبھی بھی ہمارے سامنے شراب نوشی نہ کرنا۔ اس نے وعدہ کیا کہ میں ایسا کس طرح کرسکتا ہوں۔ چنانچہ اس نے یہ وعدہ کرلیا۔ آپ نے اسے اجازت دے دی۔ اب اس کی یہ کیفیت ہوگئی کہ شراب نوشی کے لئے شراب خانہ کے سامنے جاتا یا اپنے گھر میں تنہا شراب نوشی کرنے لگتا۔ یا کبھی اپنے کسی دوست کے پاس بیٹھ کر شراب پینے لگتا۔ صحرا، بیابان غرضیکہ جہاں کہیں بھی شراب پینے لگتا تو آپ سامنے کھڑے دکھائی دیتے۔ اس صورتحال کو دیکھ کر چند دن کے اندر اندر اس نے شراب نوشی قطعاً چھوڑ دی اور اس کام سے بھی ہمیشہ کے لئے تائب ہوکر واصلانِ حق میں شامل ہوگیا۔

سبزہ دشت است و سرو باغ و شمع انجمن
یارِ من ہر جائے ہست و جا بجامی زیبد شد

حضرت مولانا قدس سرہٗ کی مشہور تصانیف میں سے جامع الکتاب فخر الحسن ہے۔ یہ کتاب عربی میں فصاحت و بلاغت کا ایک نمونہ ہے۔ بزرگان دین کی صحبت اور حضوری کے شرف اور قلب رُوح کے فروغ میں ایک عُمدہ مثال ہے۔ اس میں خواجہ حسن بصری کی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ سے باطنی نسبت پر بڑا اہم مواد موجود ہے

marfat.com

آپ نے ایک اور کتاب نظام العقائد لکھی۔ یہ کتاب فارسی میں لکھی گئی۔ اور اس کی فرمائش حضرت مولوی محمد برکت اللہ نجیب آبادی نے جو حضرت قطب العالم اجودھنی قدس سرہٗ کی اولاد سے تھے۔ کی تھی۔ حضرت مولانا نجیب آبادی زمانہ کے نامور عالم دین اور باوقار صالحین میں سے تھے آپ ابتدائے کار میں بخشی الممالک نواب نجیب خان نجیب آبادی کے لشکر کے سپہ سالار تھے۔ مملکت کے تمام محاذوں سے شتر سوار آپ کے پاس ڈاک لے آتے اور ان حالات کو آپ ہی دربار حضور میں پیش کرتے آپ اس جاہ و منصب کے باوجود مدرسہ فخری میں قیام فرمایا کرتے تھے۔ اس ضمن میں شاہی فرامین اور خطوط کے علاوہ اہل سلوک ارادتمند بھی استفسارات کرتے آپ دوسرے روز ہی تمام سرکاری اور سلوکی حضرات کے جواب حوالہ ڈاک کر دیا کرتے تھے۔ دوسرے روز ہی آپ نے اپنے شاگردان رشید کو بھی خط کا جواب لکھا دیا کرتے۔ ان تمام مکتوبات کو حضرت ایک شخص شاہ حسن ویران نے جمع کر کے ترتیب دے دیا۔ دیباچہ میں حضرت مولانا کے کمالاتِ علمیہ اور روحانیہ کو اختصار سے لکھا۔ مکتوب پنجم میں مولوی برکت اللہ عزیزی عید العید خان کو حضور کے محامد و فضائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک بار حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ نے اپنے علمی اور کتابی تحقیقات پر حضرت خواجہ حسن بصری کی سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی ملاقات سے انکار کر دیا تھا۔ پھر یہ بھی لکھا کہ آج دنیائے تحقیق میں ایسا کوئی شخص نہیں ہے۔ جو ہمارے اس دعویٰ کی تردید کر سکے اور ہماری تحقیقات کو غلط ثابت کر سکے۔ حضرت مولانا نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی

marfat.com

کے اس دعویٰ کے جواب میں کتاب فخر الحسن لکھی اور نہائیت متانت اور لطافت سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا رَد لکھا ۔ آپ نے باطنی اسرار کے اظہار کی بجائے ظاہری دلائل کو علوم کے دلائل سے رَد کیا تھا ۔ اب معترضین کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہ تھا ۔ اس زمانہ میں ایک مولانا میر عیوض علی تھے ۔ جو حضرت شاہ بدیع الزماں سیّد کے قریبی مرید تھے ۔ آپ نے قواعد فخری میں لکھا ہے ۔ کہ جناب محدّث دہلوی قدس سرّہٗ نے آپ کی کتاب پڑھنے کے بعد فرمایا ۔ کہ میں ان کا جواب لکھوں گا ۔ آپ نے فرمایا ۔ حضرت آپ بے تکلف نہیں کر سکیں گے ۔ ملفوظات شاہ محمدی بیدار اکبر آبادی میں بھی لکھا ہے کہ یہ بات سنتے ہی حضرت فخر الحسن نے فرمایا ۔ حضور ! اب جواب لکھنے کا وقت نہیں رہا ۔ اس بات کے چند دنوں بعد حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی کا انتقال ہو گیا ۔

اسی زمانہ میں عالمِ زماں فخرِ دوراں مولانا محمد احسن الزماں صاحب حیدر آبادی نے قول مستحسن فی فخر الحسن لکھی ۔ یہ کتاب عربی کی بڑی وقیع اور فصاحت و بلاغت سے مالا مال کتاب ہے ۔ یہ کتاب آگے چل کر طباعت پذیر بھی ہوئی تھی اور دنیائے اسلام کے اہلِ علم نے اس کتاب سے استفادہ کیا ہے ۔ حضرت مولانا بیمار ہوئے تو آپ نے اطبار سے علاج کرانے سے انکار کر دیا اور حکمار کو کہہ دیا کہ اب علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔ آپ لوگ خواہ مخواہ اپنے علاج و معالجہ سے مایوس اور بددل ہوں گے ۔ آپ نے ایک مجذوب کو شاہ نہر کے اس کنارے رہتے تھے ۔ دودھ اور چاول پکا کر بھیجے ۔ مجذوب نے فرمایا ۔ اب تو شاہ صاحب کا وقتِ وصال آچکا ہے ۔ آپ نے زندگی بھر سارے برّصغیر سے قحط و وبار

marfat.com

کے دُور رکھنے کی ذمہ داری لی ہوئی تھی۔ اگر کچھ عرصہ مزید زندہ رہتے تو ہندوستان میں قحط نہ پڑتا۔ آپ بیماری کے دوران فرمایا کرتے تھے۔ اگر مجھے علاج و معالجہ کے بغیر ہی صحت ہوگئی۔ تو زندگی میں روحانیت کے دوسرے طریقے بھی رائج کروں گا۔ ایک تو مشائخ کا لباس پہننا شروع کردوں گا۔ لمبا جبہ۔ بڑا عمامہ وغیرہ زیب تن کروں گا۔ کیوں کہ سابقہ زمانہ کے درویش ستر احوال کھلے لباس سے کیا کرتے تھے۔ ان دنوں درویشوں نے جو لباس اپنائے ہیں۔ یہ مکر و فریب۔ ریا و طمع پر پردہ ڈالنے کے لئے ہیں۔ ان لوگوں نے مکر و فریب کے جال بچھا دیئے ہیں۔ اور درویشوں کا سا لباس پہن کر خواص و عوام میں شہرت پا رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ میں داڑھی کو کم نہیں کروں گا۔ چنانچہ جب تک بیمار رہے۔ داڑھی بڑھاتے گئے اور فرمایا کرتے یہ سُنّت ہم سے ترک ہوگئی تھی۔ الحمد للہ بیماری نے اس سُنّت کو اپنانے کا موقعہ دے دیا ہے۔ تیسری بات یہ تھی کہ اب شہر کی تمام مجالس و محافل میں بلاامتیاز اقلیم میں جاؤں گا۔ اس سے یقین اور رسوخ بڑھتا ہے۔

ان دنوں ایک معمول صدف کاری تھا۔ بخشی مرتضٰی خان فرید بخاری کی طرف سے مزار شریف پر صدف کے بعض ٹکڑے گرا کرتے تھے۔ آپ اپنی پگڑی میں تعویذ رکھا کرتے تھے۔ بعض خام خیال لوگ یہ گماں رکھتے تھے کہ آپ کے پاس تسخیر و فتوحات کا اسم اعظم ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کو کبھی مالی پریشانی نہیں آئی۔ لوگوں نے کئی بار آپ کے یہ تعویذات چرا بھی لیئے۔ آپ بیماری کے عالم میں مصروف تھے۔ آپ نے اہل مجلس کو فرمایا کہ میری طرف سے ایک خط لکھ کر حضرت سلطان المشائخ

marfat.com

کی بارگاہ میں پیش کیا جائے اور التجا کی جائے۔ حضور آپ کا غلام مقروض ہے۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ دوسرے دن جے پور کے بادشاہ نے دو ہزار اشرفی زر خالص بطور نذرانہ بھیجیں۔ آپ نے قرض خواہوں کا ایک ایک پیسہ ادا کیا۔

خانقاہ کے خدام بیماری کو حاضر ہوئے۔ عرض کی حضور صحن گاہ سے محمد شاہ کے حجرے تک کا صحن تنگ ہے۔ کوئی تجویز فرمائیں۔ آپ نے وعدہ فرمایا کہ میرے بعد کچھ لوگ یہی سوال کریں گے۔ انشاء اللہ یہ مسئلہ خوش اسلوبی سے حل ہو جائے گا۔ لیکن میں اس قباحت کا بانی بننا نہیں چاہتا۔ اس کے بعد حضرت قطب الاقطاب کے قاضی محمد عیسیٰ وغیرہ حاضر ہوئے اور عرض کی حضور مسجد کی پشت پر حضرت سلطان التارکین کی قبر کے برابر میں ہم نے آپ کی آرام گاہ بنانے کا پروگرام بنایا ہے۔ آپ بے حد خوش ہوئے۔ اور اللہ کا شکر بجا لائے کہ ہمیں زندگی کی طرح مرنے کے بعد بھی حضور کی غلامی سے جدا نہیں کیا گیا انتقال کے وقت آپ کی زبان پر یہ شعر تھا۔

وقت آں آمد کہ تا عریاں شوم
جسم بگذارم سراپا جاں شوم

ترجمہ:۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ میں عریاں ہو جاؤں۔ جسم کو چھوڑ کر صرف جان اور روح رہ جاؤں۔

حاجی محمد امین نقشبندی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ارادت مند اور مرید تھے۔ انہیں حضرت شاہ فخر قدس سرہ سے بھی عقیدت اور ارادت تھی۔ آپ کی مجلس میں اکثر آتے آپ کے وصال کے بعد

marfat.com

آپ کے غسل کے وقت حاضر تھے۔ دل میں خیال آیا کہ حضرات نقشبند خصوصاً خواجہ عبیداللہ احرار کے پیروکار غسل کے وقت آنکھوں کو کھلا رکھتے تھے۔ یہ باطنی کیفیت صرف نقشبندیوں کے ہاں ہی پائی جاتی ہے۔ یہ خیال آیا ہی تھا کہ حضرت نے اپنی دونوں آنکھیں کھول کر حاجی محمد امین کو دیکھا۔ حاجی صاحب نے دست بستہ ہو کر عرض کی حضور غلطی ہو گئی۔

جن لوگوں نے آپ کی تدفین سے پہلے آپ کے مزار کی جگہ دیکھی تھی۔ فرمایا کرتے ہیں۔ کہ حضور کا مزار بننے کے بعد یہ جگہ کھلی کھلی لگتی ہے۔ اور یہ آپ کی آسودگی کی وجہ سے ہے۔ حضرت نے اپنے خلفاء اور مبلغین ارشاد کی ایک خاصی تعداد یادگار چھوڑی تھی۔ مگر بعض خلفائے۔ احباب۔ دوست۔ مریدوں کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ جو اپنے وقت میں مشاہیر زمانہ ہوئے تھے۔ ہم ان کے نام لکھنا ضروری سمجھتے ہیں وہ جہاں جہاں گئے۔ مقتدائے جہاں اور صاحب تصرفات بنے۔ انہوں نے خاندانِ چشتیہ کے ظاہری و باطنی کمالات کو فروغ دیا۔

۱:۔ حضرت شاہ نور محمد پنجابی قدس سرہٗ
۲:۔ مولانا شاہ جمال الدین رام پوری قدس سرہٗ
۳:۔ مولانا شاہ ضیاءالدین جے پوری قدس سرہٗ
۴:۔ مولانا شاہ نیاز احمد بریلوی قدس سرہٗ
۵:۔ سید شاہ بدیع الدین سبزواری قدس سرہٗ
۶:۔ سید شاہ محمد عظیم قادری قدس سرہٗ

marfat.com

۷:۔ حاجی الحرمین شاہ ہلال محمدؐ دہلوی قدس سرّہٗ
۸:۔ حاجی الحرمین شاہ خدا یار سواتی قدس سرّہٗ
۹:۔ مولوی محمد برکت اللہ نجیب آبادی قدس سرّہٗ
۱۰:۔ مولوی محمد عظمت اللہ اکبر آبادی قدس سرّہٗ
۱۱:۔ سیّد شمس الدین لونوی قدس سرّہٗ
۱۲:۔ سیّد محمدؐ دہلوی قدس سرّہٗ
۱۳:۔ سیّد محمدؐ شفیع الدین قدس سرّہٗ
۱۴:۔ سیّد محمدؐ قمر الدین قدس سرّہٗ
۱۵:۔ شاہ غلام محی الدین شاہ قدس سرّہٗ
۱۶:۔ شاہ رحیم بخش قدس سرّہٗ
۱۷:۔ شاہ امان اللہ قدس سرّہٗ
۱۸:۔ شاہ ابوالحسن قدس سرّہٗ
۱۹:۔ شاہ رفیق الدین قدس سرّہٗ
۲۰:۔ شاہ محمدؐ بیدار اکبر آبادی قدس سرّہٗ
۲۱:۔ شاہ عبداللہ غازی الدین خانی قدس سرّہٗ
۲۲:۔ مولوی محمدؐ رحمت اللہ فضلی قدس سرّہٗ
۲۳:۔ مولوی محمد عبدالقادر فتح پوری قدس سرّہٗ
۲۴:۔ مولوی محمدؐ مکرم خان قدس سرّہٗ
۲۵:۔ مولانا محمدؐ روح اللہ بریلوی قدس سرّہٗ
۲۶:۔ مولانا محمدؐ امجد مراد آبادی قدس سرّہٗ
۲۷:۔ مولا محمدؐ مکرم خان قدس سرّہٗ

marfat.com

۲۸:۔ مولوی نور الحق قدس سرّہٗ

۲۹:۔ حافظ مغل بیگ قدس سرّہٗ

۳۰:۔ حافظ محمّد پناہ قدس سرّہٗ

۳۱:۔ حافظ غلام سرور قدس سرّہٗ

۳۲:۔ حافظ محمّد ارشد قدس سرّہٗ

۳۳:۔ صُوفی یار محمّد قدس سرّہٗ

۳۴:۔ صُوفی عبدالرحمان قدس سرّہٗ

۳۵:۔ سیّد احمد (۳۶) سیّد غفور (۳۷) حکیم محمّد افضل (۳۸) حکیم محمد امیر حسین قدس سرہم (۳۹) مرزا حسن (۴۰) مرزا حسین (۴۱) صدیق خان محتسب قدس سرہم (۴۲) محی الدین خان کوتوال (۴۳) خواجہ شمس الدین مودودی قدس سرہم (۴۴) خواجہ غوث غیاث پوری (۴۵) سیّد سعید الدین ناصری (۴۶) سیّد نور الدین حسینی (۴۷) حافظ خوشی محمّد نوری قدس سرہم (۴۸) نواب محمد کامکار (۴۹) خان نواب خان (۵۰) غازی الدین خان قدس سرہم۔

حضرت فخر الوقت والزماں کے حالات واذکار مختلف کتابوں میں تفصیل میں ملتے ہیں۔ خصوصاً حضرات چشت کی تحریروں۔ شجروں اور ملفوظات میں آپ کے احوال ومقامات کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اس خانوادہ کے ہر ایک طالب نے اپنی استعداد ولیاقت کے مطابق کو ہدیۂ تحسین پیش کیا ہے۔ شاہ محمدی بیدار۔ سیّد شمس الدین اور شیر شاہ بدیع الزمان کے برادر زادہ۔ سیّد محمّد قمر الدین اور محمّد اکبر فرخ آبادی نے اپنے اپنے رسائل ذخائر اور ملفوظات میں مختصر سے حالات

جمع کئے ہیں۔ چند رسائل حضرت شیخ اورنگ آبادی کے فضائل میں نظر سے گذرے ہیں۔ ان میں بھی آپ کے حالات ملتے ہیں۔ اسی طرح راقم الحروف نے بعض متاخرین کی تحریروں میں بھی حضرت کے حالات دیکھے ہیں۔ خانوادۂ چشتیہ میں حضرت مخدوم چراغ دہلی سے حضرت قطب الحرم شیخ مدنی یحییٰ کے حالات تو تفصیل سے نہیں ملتے مگر شجرۃ الانوار فخری جسے شاہ محمد رحیم بخش نے ترتیب دیا تھا۔ وہ حضرت کی صحبت یاب بھی تھے اور فیض یاب بھی تھے۔ یہ کتاب مسلسل جناب رسالتمآبؐ سے لے کر شاہ فخر زمان تک کے بزرگانِ دین کے احوال پر مشتمل ہے۔ ان میں سلسلہ فخریہ کے حالات بھی ملتے ہیں۔

حضرت شاہ فخر دہلوی قدس سرہٗ کا وصال ۱۲۵۰ھ کو ہوا تھا قدس سرہٗ۔

○

۱۰۴

خانوادۂ نقشبندی مجددی ناصری

نقشبندی مجددی ناصری سلسلہ حضرت خواجہ محمد ناصر دہلوی قدس سرہٗ سے منسوب ہے۔

مجبوب خدا خواجہ محمد ناصر
حق راہ نما خواجہ محمد ناصر!

marfat.com

آپ شاہان بابری کے عالی قدر امیرزادگان میں سے تھے۔ آپ کا منصب بڑا بلند تھا۔ آپ کے دل میں اچانک ذوق اور شوق کا جذبہ پیدا ہوا اور آپ طلب خداوندی میں نکلے۔ ترک دنیا اختیار کی۔ تجرید و تفرید میں رہے۔ حضرت شیخ سعد اللہ المعروف بہ شاہ محمد گلشن دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ محمد گلشن کو دو بزرگوں سے فیض ملا تھا۔ ایک شیخ دلیل الصمد عبدالاحد سرہندی معروف بہ شاہ گل دہلوی اور دوسرے شیخ محمدؐ صدیق سرہندی جو حضرت مجددؒ الف ثانی کے پوتے تھے۔ شاہ عبدالاحد سرہندی اپنے والد چچا شیخ عروۃ الوثقیٰ اور شیخ خازن الرحمت سے فیض یاب تھے۔ حضرت شاہ گلشن دہلوی نے اپنے تمام ارادت مندوں کو حکم دیا تھا کہ حضرت خواجہ محمدؐ زبیر مجددی قدس سرہٗ کی مجلس میں حاضری دیا کریں۔ اس طرح حضرت شاہ محمدؐ ناصر بھی حضرت خواجہ محمدؐ زبیر قدس سرہٗ کی مجالس میں حاضر ہوتے تھے۔ کیونکہ حضرت خواجہ محمدؐ زبیر نقشبندی مجددی کئی نسبتوں سے فائز المرام تھے شاہ گل۔ شیخ محمدؐ صدیق۔ ابوالعلیٰ اور شیخ نقشبند متقی جیسے تکمیل سلوک کے بعد خلقِ خدا کی راہنمائی کے لئے برّ صغیر میں کام کرنے لگے۔ اس خانوادہ میں بڑے بڑے معروف عارفانِ حق ظاہر ہوئے۔ جن میں خواجہ میر درد جن کی بلند پایہ آبدار تصانیف مشہور زمانہ ہیں۔ آپ کا آپ کا ایک اردو دیوان بھی اہلِ سخن کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ آپ نے اپنے اشعار میں نالۂ بردرد۔ آہ سرد۔ نغمات گل۔ بر رُوئے بلبل اور دل کے درد کی کیفیتوں کو بیان کیا ہے۔ آپ کے درد بھرے اشعار اور سرد آہ سے مالا مال رسالے اختتام کو پہنچتے ہیں تو لکھتے ہیں

marfat.com

کہ نہ میری آہیں ختم ہوئیں نہ میرے درد بھرے نالے رُکے۔ اب میں ان اثرات کو ان قارئین کے لئے ضبط تحریر میں لایا ہوں۔ تاکہ وہ میرے درد کا کچھ حصّہ پالیں۔ آپ کا ایک رسالہ درد دل کے نام سے موسُوم ہوا۔

حضرت خواجہ میر درد زہد و تقویٰ ریاضت و محنت میں اپنے بڑے بھائی کے ہم نوا تھے۔ سیّد شاہ محمدؐ نصیر حضرت درد دہلوی کے نواسہ تھے۔ سیّد شاہ ناصر خان شاہ محمدؐ نصیر کے بیٹے تھے۔ وہ اپنے والد کی زندگی میں ہی مشرقی ہندوستان کی طرف چلے گئے تھے اور ناصری کے مضافات میں فوت ہوئے تھے۔ حضرت شاہ نصیر الدین کی وفات کے بعد ۱۲۶۰ھ میں مولوی شاہ محمدؐ یوسف خانقاہ ناصری کے سجادہ نشین بنے۔ باری باری شاہ ناصر امیر اور شاہ ناصر وزیر کا فیض جاری رہا۔ ان حضرات سجادہ کے پاس ایک بھاری بھر کم عصا رہتا تھا۔ جس پر یا ناصر کا لفظ کندہ تھا۔ اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے اور خاندان کا سربراہ اسی عصائے ناصری سے دلوں پر حکومت کرتا تھا۔ سجادہ نشین کے سامنے آداب کے مخصوص طریقے مقرر تھے۔ اسی طرح دربار کے معتقدین کو آداب کے چند طریقے سکھائے گئے تھے۔ ان حضرات کی قبریں سرہانے کی طرف سے گول بنائی جاتی تھیں۔

marfat.com

۱۰۵

خانوادۂ نظامی فخری سلیمانی

یہ سلسلہ تصوّف حضرت سلیمان سرخیل اولیاز کریلائے گروہ اتقیار غواص بحار معانی کوہ نور طور خدا رسانی۔ محرم حریم انس۔ ہمدم تسنیم قدس قطب الوقت والزماں مولانا شاہ محمّد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ سے منسوب ہے۔ حضرت مولانا فخر الدین اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے جال بچھایا اور اُمید رکھتے تھے کہ اس میں روحانیّت کا کوئی شاہباز بلند پرواز قوی بازو۔ اور رفیع ہمّت آپھنسے گا۔ مگر افسوس ہماری یہ آرزو دل ہی میں رہی۔ آپ کا یہ اشارہ خواجہ نور محمّد مہاروی قدس سرہٗ کی طرف تھا۔ آپ فرماتے اگر وہ بھی ہماری مجلس میں نہ آتے تو ہم اپنے باطنی اسرار کسی پر ظاہر نہ کرتے۔ ہم اللّٰہ کارساز سے قوی اُمید رکھتے ہیں کہ وہ اس سلسلہ کو اتنا عالی منصب شخص عطا کرے گا۔ جس سے خاندانِ چشتیہ نظامیہ کی رونق اور سلسلہ چشتیہ کو فروغ نصیب ہوگا۔ ان اقوال وارشادات سے آپ کا مقصد یہ تھا۔ کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کو حضرت فائض البرکات قدوہ دوراں شاہ محمد سلیمان تونسوی سے سلسلہ کو فروغ ملے گا۔ حضرت شاہ فخر الدین دہلوی کے خلیفہ صاحب نعمت اصلی حضرت خواجہ نور محمّد مہاروی پنجابی تھے۔ آپ کے فضائل ومناقب میں صرف یہ کہہ دینا ہی کافی اور روافی ہے کہ شاہ محمّد سلیمان تونسوی رحمۃ اللّٰہ علیہ ان کے دائرۂ خلافت وارادت میں آئے۔ شاہ خواجہ سلیمان تونسوی حضرت مولانا فخر الدین دہلوی کی وفات کے صرف دوروز

marfat.com

بعد آپ کے مدرسہ فخری میں (جو اجمیری دروازے کے باہر ہے) پہنچے تھے۔ چند روز رہ کر پنجاب چلے گئے۔ وہاں آپ کو حضرت خواجہ نور محمدؐ مہاروی نے جو فیض دیا۔ اس سے آپ نے سارے برِّصغیر کے لوگوں کی راہنمائی کا بیڑہ اٹھایا۔ لوگ جوق در جوق آپ کی خانقاہ میں پہنچنا شروع ہوئے۔ ہندوستان کے دُور دراز علاقوں۔ سندھ کے تمام اطراف سے۔ عرب و عجم کے مختلف شہروں سے۔ خراسان اور ایران کے اطراف سے لوگ ہزاروں کی تعداد میں آپ سے بیعت ہوئے۔ وہ تائب ہوتے اور عارف ہو کر لوٹتے۔ آپ کے تصرّفات اور کرامات نمایاں اور بے پایاں تھیں۔ یہ تصرّفات عالمِ اسلام میں زبان زدِ عوام و خواص تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں کوئی دوسرا بزرگ ایسا نہیں تھا۔ جسے اس قدر مقبولیّت ملی ہو۔ اکناف و اطراف سے عارفانِ باکمال آپ کے دیدارِ جمال باکمال کو حاضر ہوتے تھے۔ وقت کے مشہور بادشاہ آپ کی زیارت کو ترستے تھے اور التجا کرتے کاش آپ ان کو نگاہِ التفات سے دیکھیں آپ نے پچاس سال تک ریاضات اور مجاہدات میں گزارے۔ پھر آپ کے دروازے خلق کی ہدائیت کے لئے کھول دیئے گئے۔ آپ کبھی تونسہ شریف میں قیام فرماتے کبھی سنگرام میں جلوہ فرماتے۔ آپ کی خانقاہ وسیع تھی اور لنگر نہایت فراخ تھا۔ دن رات میں کم از کم دو ہزار مُسافر کھانا کھاتے۔ مقیم آرام کرتے۔ ہر شخص بلا تعارف شکم سیر ہو کر آرام کرتا حضرت خواجہ مسعُود شکر گنج کے عُرس کے دنوں آپ پاک پتن حاضر ہوتے۔ وہاں حدِّ نگاہ تک مخلُوقِ خدا حاضری دیتی۔ محرم الحرام کے

marfat.com

دنوں میں اطراف و دیار سے لوگ آتے۔ ان دنوں جنتی دروازہ کھلتا اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور انعامات کی بارشیں ہوتیں اور صاحب عرس کے روحانی فیوضات کے سمندر ٹھاٹھیں مارتے۔ یہ چیزیں ضبط تحریر میں نہیں آسکتیں صرف دل کی لگن سے محسوس کی جا سکتی ہیں۔ پاکپتن کے چاروں طرف پانچ پانچ میل تک انسانوں کا سمندر دکھائی دیتا ہے۔ پانچ پانچ دس دس انسانوں کے گروہ سے لے کر سو سو لوگوں کے قافلے پہنچتے یوں دکھائی دیتے ہیں، انسان نہیں مور و ملخ کا لشکر ہے ہر ایک کی زبان پر" اللہ محمد چار یار حاجی قطب فرید یار" کا نعرہ ہوتا۔ اس علاقہ کے جنگلات کے پرندے اور جانوروں کی زبانوں اور ترانوں میں" بابا فرید" " حاجی قطب فرید" کے نغمے ہوتے۔

حضرت بابا فرید شکر گنج قدس سرہٗ کے عرس پر بہشتی دروازہ سے گزرنا ایک بڑا معرکہ ہوتا تھا۔ بڑی بہادری اور دلاوری سے گزرہوتا انسانوں کے تیز رو موجیں ایک تلاطم کی شکل اختیار کر جاتی تھیں۔ ان مقامات و جذبات کو دیکھ کر اعتراف کمالات اور عجز بعجائب قدرت پروردگار کرنا پڑتا اور اولیاء اللہ کی کرامات کا صدق دل اور خالص نیت سے اقرار کرنا پڑتا۔ حضرت خواجہ تونسوی قدس سرہٗ بھی اپنے عقیدت مندوں اور طالب علموں کے قافلے لے کر پہنچتے۔

جن دنوں ملتان پر دیوان ساون مل حکمران تھا۔ یہ ساون مل مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ماتحت گورنر تھا۔ ایک بار حضرت شاہ سلیمان تونسوی کا عظیم الشان قافلہ پاک پتن جاتے ہوئے۔ دریائے راوی کے کنارے بار میں قیام پذیر تھا۔ دریا طغیانی پر تھا۔ کوئی کشتی نہ ملتی تھی جس سے

marfat.com

سامان پار کیا جا سکے۔ چار سو سے زیادہ آدمی آپ کے ساتھ تھے۔ ادھر عُرس کے دن قریب تھے۔ ہر شخص بے چین اور مضطرب تھا کہ دریا کی طغیانی کو کس طرح روکا جائے اور عرس پر بروقت پہنچا جائے۔ حضرت بھی اسی صورتِ حال سے دوچار رہے۔ اٹھے۔ اپنا عصا لیا اور طوفانی دریا کے کنارے کھڑے ہو گئے۔ درویشوں کو حُکم دیا کہ دریا عبُور کرنا شروع کریں۔ اشارہ پاتے ہی عقیدت مند دریا میں اُتر پڑے مال مویشی گھوڑے، اونٹ سامان سے لدے ہوئے دریا کو عبُور کرنے لگے۔ تمام قافلہ گذر گیا۔ آپ سب سے آخر میں گزرے۔ آپ نے اپنے احباب کو فرمایا۔ انشاء اللہ ہم اپنے خواجگان کی برکت سے قیامت کے دن بھی اپنے سلسلہ کے تمام مخلصین کو مصائب کے طوفانوں سے گزار دیں گے اور خود سب کے بعد آئیں گے۔

راجہ کے دربار کے بعض جاسوسوں نے آپ کی یہ کرامت دیکھی تو ساری کیفیت دربار تک پہنچائی۔ اس دن سے دیوان ساون مل نے سرکاری طور پر چند کشتیاں اس پتن پر ہمیشہ کے لیے مقرر کر دیں اور حُکم دیا کہ خانقاہ کے درویشوں کی آمدورفت میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ حضرت کا یہ قافلہ جس مقام سے دریا عبُور کرتے گذرا سرکاری اہل کاروں نے پانی کی گہرائی کو ناپا تو یہ چھیتر ہاتھ گہرا تھا۔ مگر حضوُر کا ایک مرید بھی ناف سے زیادہ نہیں ڈوبا تھا۔ اس دن سے راجہ نے اپنی فوجوں کو حکم دیا کہ تونسہ شریف کے چاروں طرف چھاؤنیاں بنا لیں۔

ان افواج کا سپہ سالا سردار شیر بہادر تھا۔ اسے مذہبی تعصّب

marfat.com

نے دیوانہ بنا دیا تھا۔ مسلمانوں کے خلاف خصوصی طور پر اس کی شدت ضرب المثل تھی۔ وہ ہر مسلمان سے کج روی اختیار کرتا۔ اکالی لشکر بھی اسی کے زیر کمان تھا۔ وہ اس کی ہدایت پر مسلمان علاقوں میں لوٹ مار کرتے تھے یہ اکالی علاقہ کے محنت کش سکھوں کو ساتھ ملا لیتے اور اس طرح ملتان کے صوبہ کے تمام بدی۔ سودی۔ گرنھتی اور رودا سی ان کے ساتھ مل جاتے تھے۔ انہوں نے تہیّہ کر لیا کہ اس علاقہ میں ایک پٹھان مسلمان اپنے مسلمان درویشوں اور عقیدت مندوں۔ اعوان انصار اتباع اور خادموں کے ساتھ سیاسی قوّت بن رہا ہے۔ اس کے پاس بہت سا اسلحہ جمع ہو رہا ہے۔ ہر روز اس کے لنگر میں ایک سو گائے ذبح ہوتی ہیں۔ اور وہ کھا جاتے ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں پر حملہ کر کے ختم کر دینا چاہیئے یہ کتنی افسوسناک بات ہے کہ گورو کے ماننے والوں کی سلطنت میں اتنے مسلمان ایک جگہ جمع رہیں۔ اور گاؤ کشی کرتے رہیں۔ ان اکالیوں کی اس تقریر سے سردار شیر بہادر بھڑک اٹھا۔ اور اس نے اشتعال بھرے انداز میں تونسہ شریف کی خانقاہ پر چڑھائی کرنے کا حکم دے دیا اور کہا کہ ہمارے علاقہ میں اکثر انگریز لوگ بھی آتے جاتے ہیں۔ شکار کرتے ہیں۔ مگر انہیں بھی گاؤ کشی کی کبھی جرأت نہیں ہوئی۔ یہ مسلمان کون ہیں کہ اس قسم کی حرکات کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ کل سورج چڑھنے سے پہلے ہی پانچ ہزار سکھوں کا لشکر سوار ہو کر ان تمام لوگوں کا قلع قمع کر دے اور پھر یاد رہے کہ اس حملہ کو خفیہ رکھا جائے۔ تاکہ کسی کو بھاگنے یا تیاری کرنے کی فرصت نہ مل سکے۔ اس پروگرام کو صرف اعلیٰ افسران لشکر اور دربار کے معتمد اراکین ہی اپنے پاس رکھیں۔

marfat.com

سکھّوں کا یہ لشکر خانقاہ تونسہ کی طرف روانہ ہوا اور رات کے اندھیروں میں آگے بڑھتا رہا۔ حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی نے نورِ باطن سے دیکھا کہ ایک طوفان خانقاہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ حجرے سے تنہا باہر آئے۔ مٹی کا ایک لوٹا پانی سے بھرا اور آبادی سے باہر نِکل آئے اور کسی کو خبر تک نہ کی حضرت تن تنہا جنگل و بیابان کی طرف جا رہے ہیں۔ آپ خانقاہ سے دو تین میل آگے نِکل گئے۔ اس وقت صُبح ہو گئی تھی۔ سورج کی کرنیں نمودار ہو رہی تھیں۔ شیر بہادر کی سرکردگی میں پانچ ہزار سکھ سوار آگے بڑھتے ہوئے دکھائی دیئے۔ آپ راستہ میں کھڑے تھے اور اکیلے ان سواروں کو دیکھ رہے تھے۔ لشکر کے پہلے سپاہی نے آپ کو دیکھا تو جلالِ صُورت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ گھوڑے کو روکا نیچے اُترا اور نہایت ادب سے قدموں میں آگرا۔ اپنا اسلحہ۔ نقدی۔ تلوار۔ کرپان۔ سونا۔ زیور سامنے لا رکھا۔ اسی طرح جو سامنے آتا۔ آپ کو دیکھتا تو اسی کیفیت سے دوچار ہو کر نیچے اترتا اور سب کچھ قدموں میں رکھ دیتا۔ سوار قطار در قطار آنے لگے اور نیچے اتر اتر کر ایک طرف کھڑے ہونے لگے۔ پانچ ہزار کا یہ لشکر آگے بڑھنے کی بجائے رک گیا۔ بعض نیم مدہوش دکھائی دیتے۔ بعض خوف سے کانپتے نظر آتے۔ اس علاقہ میں خانقاہ کے اکثر عقیدت مند رہتے تھے۔ انہوں نے اتنا بڑا سکھ لشکر دیکھا اور حضرت خواجہ تونسوی کو تنہا پایا تو جمع ہو گئے۔

اب سِکھّ سواروں میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا کہ نیچے اُتر کر آداب بجا نہ لایا ہو۔ اور اپنا نقد و جنس قدموں میں ڈھیر نہ کر چکا ہو

marfat.com

آپ نے اپنا لوٹا اٹھایا اور پانی کے چند قطرے شیر بہادر کے سر پر چھڑک دیئے اسی طرح ایک چھینٹا سارے لشکر پر پھینکا۔ ان لوگوں کو ہوش آ گیا۔ اضطرار اور خوف دُور ہو گیا۔ ہوش و حواس درست ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ اپنا اپنا اسلحہ اور ہتھیار اٹھا لو۔ وہ آپ کے حکم سے گرذیں جھکائے آگے بڑھے اور واپس چلے گئے۔

آپ بھی اپنی خانقاہ میں واپس آ گئے۔ اس جنگل میں نقدی۔ جنس کے انبار لگے ہوئے تھے۔ آپ نے حاضرین کو اور خانقاہ کے درویشوں کو حکم دیا کہ اپنا اپنا حصّہ وہاں سے اٹھا لاؤ اور خود سجدہ شکر میں گر پڑے۔ حضرت کے فضائل اور کرامات حدِّ شمار سے باہر ہیں انہیں کرامات۔ آپ کے خلفاء اور اولاد کی کرامات بھی حد و حساب سے باہر ہیں۔ ان دنوں آپ کی سجادہ نشینی جامع البرکات عابد پارسا۔ زاہد ریا منظر انوار ربّانی حضرت شاہ اللہ بخش سلیمانی زاد اللہ فیضا ہم کے پاس ہے آپ کے دنیا کے درماندہ کے دستگیر ہیں۔ آپ کے اکثر خلفاء کرام آپ سے اجازت لے کر مخلوقِ خدا کی ہدایت میں مصروف ہیں اور برّ صغیر کے ہر علاقہ میں لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں۔

ان حضرات میں سے ایک حضرت سیّد شاہ فضل علی جہجری قدس سرّہٗ ہیں آپ مجاہدات۔ ریاضات سوز و گداز۔ عشق و محبّت۔ کلام دلپذیر میں بے نظیر ہیں۔ آپ کی سیادت۔ غرض کرامت سلسلہ چشتیہ میں بے مثال ہے۔ یہ علاقہ آپ کے وجود با برکت سے پُرانوار ہے۔

خلفاء خواجہ تونسوی:۔ آپ کے خلفاء میں سے ایک عالم و فاضل عارف رموز باطنی مجاہد النفس

marfat.com

قدوۂ اہل یقین شاہ شرف الدین ہروانی قدس سرہٗ السّامی تھے۔ اسی طرح آپ کے ایک اور خلیفۂ مجاز صاحب الریاضت، شب زندہ دار، تہجّد گزار، عرفان پناہ حقایق درسگا شاہ عبداللہ فتح آبادی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ پھر ایک اور خلیفہ خان رفیع الشّان سیاح بیدائے طریقت سالک راہِ حقیقت مروّج طریق سلیمانی مقبول ربّانی محبوب عالمیاں شاہ محمد عبدالشکور خاں خیر آبادی قدس سرّہٗ تھے۔ آپ کئی سال حرمین الشریفین میں رہے۔ پھر دیارِ عرب کی ساری زیارتوں سے مستفیض ہو کر عدن اور بحرِ جنوبی کے دوسرے جزائر میں سیاحت کرتے رہے۔ آپ جہاں گئے کوس مشیخیت بلند کرتے رہے۔ آپ کے طالبان میں سے اکثر حضرات خدارسیدہ ہوئے تھے۔ آپ کے مریدوں میں سے ایک بزرگ صادق الارادت اور خالص العقیدت حضرت شاہ حافظ محمد غلام محی الدین کانتوی قدس سرّہٗ ہوئے ہیں۔ اسی طرح شاہ مولابخش تھانیسری رحمۃ اللہ جو تجرید و تفرید میں زندگی گذارتے رہے تھے۔ شاہ مولابخش سہارنپوری آپ تقوی اور صلابت دین میں اپنے معاصرین میں ممتاز و منفرد مقام کے مالک تھے۔ شاہ سرائے حصاری قدس سرہٗ الباری جو سخاوت اور ایثار میں اپنے ہم جنسوں میں ممتاز تھے۔ ان چاروں حضرات سے عوام و خواص کی ایک خاصی تعداد نے فیض پایا ہے۔ اسی طرح حضرت شاہ حسن ظن کو قبولیت و عرفان حاصل تھا۔ شاہ غلام رسول جے پوری بڑے باذوق اور صاحب شوق درویش تھے۔ آپ شعر شناس اور ظاہری حسن پرست تھے۔ ان حضرات کے علاوہ بے شمار ایسے علماء فقراء اور عقیدت مند ہوئے ہیں۔ جو آپ کی ذات سے وابستہ تھے۔

marfat.com

اس علاقہ کے مختلف مقامات سُوتر۔ روہی ستے۔ ہند و سندھ۔ دشت بے دولت۔ خراسان۔ دامانِ کوہ سلیمان جہاں افغانوں کی ایک خاصی تعداد آباد ہے۔ میں آپ کا روحانی اثر موجود تھا۔ ہر مقام ہر فریق آپ کے فیض و برکت سے مستفیض ہوتا رہا ہے۔ یہ آستانہ مشائخِ وقت کی جائے ارادت ہے۔ اگر ہم آپ کے خلفاء کرام اور ان کے احوال و آثار لکھنے لگیں تو ہمیں بہت بڑے دفتر درکار ہیں۔ البتہ اس کاروانِ سلوک سے چند ایسے حضرات کے اسمائے گرامی بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ جن کے فیضان سے ایک عالم سیراب ہوا تھا۔

مولانا شاہ محمد علی کمندی قدس سرہٗ آپ کمال علمیہ میں فاضل معقول و منقول میں منفرد تھے۔ طبع موزوں کے مالک تھے۔ فکر رسا رکھتے تھے۔ طریقت میں استعداد کافی و وافی تھی۔ سخا۔ رضا۔ صبر۔ تحمّل۔ صفا کے رفیع پر ممتاز مقام رکھتے تھے۔ اپنے طالبان کی تربیّت اور تعلیم میں کیمیا اثر تھے۔ آپ معاملات اور مکاشفات میں بحرالعجم شیخ عراقی کی طرح مشہور و معروف تھے۔ بلند پایہ غزلیات قصائد رباعیات عوام و خواص کے زباں زد تھیں۔ ایک دن محفل سماع میں آپ کی غزل ترنم سے پڑھی جا رہی تھی۔ جب غزل کے مقطع کے آخری مصرع پر پہنچے۔

؎ بسا عمر یست کاین بیمار سر بر آستان دارد

تو مجلس میں ہر ایک شخص پر رقّت طاری ہو گئی۔ آپ نے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا! "مولوی تمہاری غزل حضرات خواجگان میں حسن قبول پا چکی ہے۔ تمہیں عالی مرتبت ہونے کی امید رکھنا چاہیئے" آپ کا تخلص "مولوی" تھا۔

marfat.com

ان خلفاء میں سے ایک بزرگ شاہ حافظ محمد باراں قدس سرّہٗ ہوئے ہیں۔ آپ قوّتِ عظیم اور تصرّفِ قوی کے مالک تھے۔ ایک دفعہ حضرت شاہ سلیمان قدس سرّہٗ سفر پر گئے تو فرمایا کہ ہم خانقاہ کے تمام لوگوں کو حافظ باراں کے حوالے کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ تونسوی کی عدم موجودگی میں ایک درویش بیمار ہو گیا۔ چند دنوں بعد مر گیا۔ لوگ حضرت حافظ باراں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تجہیز و تکفین کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا حضرت خواجہ نے ان کو ہمارے سپرد کیا تھا۔ ان کے واپس آنے تک کوئی شخص نہیں مر سکتا اور نہ ہی اسے دفنایا جا سکتا ہے۔ اسے آپ کی واپسی تک زندہ رہنا ہو گا۔ آپ کی واپسی پر خواہ سارے مر جانا ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ لوگوں نے پھر آ کر اصرار کیا۔ آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ لوگ بڑے حیران تھے مضطرب بھی تھے۔ کیونکہ سجادہ نشین کی اجازت کے بغیر کسی کو دفنانا خلاف روایت تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ کے چیدہ چیدہ علماء و زعماء حاضر خدمت ہوئے کہ وہ بیچارہ کافی دیر سے مرا پڑا ہے۔ آپ اس کی تجہیز و تکفین کی اجازت نہیں دیتے۔ آپ نے غصّے کے عالم میں گرج کر کہا۔ ہم حضرت کی غیر موجودگی میں نہ کسی کو مرنے کی اجازت دیتے ہیں نہ دفنانے کی"۔ یہ کہہ کر اُٹھے۔ مُردے کے سر پر آ گئے۔ ہاتھ پکڑا اور اٹھایا۔ فرمایا۔ مرنے کی کوئی ضرورت نہیں جب تک حضرت شاہ سلیمان واپس نہیں آ جاتے۔ تم نہیں مر سکتے۔ آپ کی واپسی تک خانقاہ کے سارے حضرات حافظ باراں کی پناہ میں ہیں۔ جاؤ۔ اپنا کاروبار کرو۔ وہ مُردہ ہوش میں آ گیا اور زندگی کے معمولات میں حصّہ

marfat.com

لینے لگا۔ چند دنوں میں تندرست ہوگیا بیماری کے آثار جاتے رہے۔

کچھ عرصہ بعد حضرت شاہ سلیمان واپس تشریف لائے۔ لوگوں نے سارا واقعہ سنایا۔ آپ نے تبسّم فرما کر اس شخص کو طلب فرمایا۔ آپ نے اُس کی پُشت پر ہاتھ پھیرتے ہوئے تسلّی دی اور اجازت دی۔ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری عاقبت دُرست کرے گا۔ رات وہ اپنے بستر پر مُردہ پایا گیا۔ اس قسم کی کئی حکایات و واقعات ہیں۔ جس سے حضرت حافظ محمّد یاراں کے تصرّفات کی شہادت ملتی ہے۔ ان کے ہزاروں تصرّفات میں سے ہم ایک یہ بیان کریں گے کہ قوّتِ باطنی اور اللہ کی عنایت کے جذب سے تمام امور دنیا کے احوال سے وقوع سے پہلے ہی واقفیّت ہوجایا کرتی تھی مگر آپ ہمیشہ خود وارفتگی کے عالم میں رہتے۔ عمر کے آخری حصّہ میں ایک عرصہ تک جذب وارفتگی کی کیفیّت رہی اور آپ اسی حالت میں واصل بحق ہوگئے۔ حضرت حکیم سنائی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام پر اسرار میں ایسے لوگوں کے جذب و مستی کی کیفیّت کو دو شعروں میں بیان کیا ہے۔

ہیچ منما روئے شہر افروز
چوں نمودی بر وسند بوز!
آن جمالِ تو چیست مستی تو
واں سپند تو چیست ہستی تو

مولوی شاہ احمد دین ابدال

آپ کے خلفاء میں سے قوی الاحوال حضرت مولوی شاہ احمد دین ابدال قدس سرّہٗ تھے۔ آپ دینی علوم میں ایک بحرِ بیکراں

marfat.com

تھے۔ اذکار۔ اشغال۔ تعلیم طالبان۔ ریاضات۔ اعمال و افکار میں کامل و یکتا تھے۔ حضرات چشت کے مکتوبات اور ملفوظات میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت خواجہ ابو احمد ابدال قدس سرہ نے ابدالی مشرب اختیار کیا تھا۔ اس وقت سے اس خاندانِ عالیہ میں اکثر خواجگان حضرات نے اسی مشرب کو اپنایا تھا اور یہ آپ کی ذات پر صادق آتا ہے۔ آپ حالات سکر میں اکثر اوقات ایسی باتیں کہہ جاتے جو خلافِ شریعت سنائی دیا کرتی تھیں۔ مگر جب آپ حالات صحو میں ہوتے تو صدقِ دل سے توبہ کرتے۔ آپ نے اولیاء کرام کے کئی رسالوں کی شرح لکھی جو شطحاتِ اولیاء پر مشتمل تھے۔

شاہ عبدالرحمان قادری رانوی

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ کے مشہور خلفاء میں سے ایک حضرت شاہ عبدالرحمان قادری رانوی تھے آپ اگرچہ دوسرے سلسلہ ہائے تصوف سے بھی استفادہ کرتے تھے۔ مگر حضرت شاہ تونسوی نے آپ کو اجازت اور کلاہ خلافت عنایت فرمائی تھی۔ زندگی کے آخری حصہ میں آنکھوں کی بصارت سے محروم ہو گئے تھے۔ مگر دل کی آنکھیں روشن تھیں۔ ان حالات میں ساری ساری رات جاگتے قیام اللیل کرتے۔ شام سے صبح تک وضو کے ساتھ نمازیں ادا کرتے۔ آپ کا چہرہ نورانی اور دل درد سے مالامال تھا آپ کی نصیحتوں اور گفتگو کا دلوں پر اثر ہوتا تھا۔ آپ کے ارد گرد فاسق فاجر لوگوں کا ایک طبقہ پیدا ہو گیا تھا۔ یہ شقی اور بدبخت لوگ اسلام کے خلاف زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے سردار اور اکابر بھی جاہلیت کی

marfat.com

سیاہیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اگر ان میں سے کوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل کرتا تو آپ اسے عقلی دلائل اور نقلی عبارات سے آگاہ کرتے اور انہیں راہ راست پر لاتے مگر اکثر ذریت شیطانی اور بدکردار لوگ آپ کے فیضان سے محروم دور رہے۔ ان شقی القلب لوگوں کے درمیان فتح آباد میں آپ کے والد ماجد جامع البرکات مولوی شاہ غلام کبریا قدس سرہٗ گذر اوقات کیا کرتے تھے۔ آپ عالم بھی تھے اور صوفی بھی تھے۔ آپ کو تصوّف اور سوز درویشی کا مذاق بدرجہ اتم تھا۔

مولوی قیام الدّین

حضرت کے خلفاء میں سے مولوی قیام الدّین قدس سرہٗ بڑے عالم فاضل تھے۔ آپ صاحب وقار عجز و انکسار بذل و ایثار کے مالک تھے۔ ایک عرصہ تک مسجد کا غذیاں میں درس و تدریس میں مصروف رہے۔ رات کو محنت اور ریاضت کرتے حضرت شاہ آبادانی۔ حضرت حاجی صاحب۔ حضرت صُوفی صاحب اور دوسرے مجاز خلفاء کے بعد کاغذی اور دوسرے حضرات آپ سے ہی استفادہ کرتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد مولانا محمّد دار بخشی صاحب سجادہ نشین ہوئے۔ مولانا محمّد دار بخشی۔ مولانا محمّد فضل کے نامور شاگرد تھے جو حضرت شاہ سلیمان تونسوی کے فیض یافتہ تھے۔ آپ علم و فضل میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ قطب العالم اجودھنی کے ہم وطن تھے اور اسی مسجد میں درویشوں کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ ان دنوں اس سارے علاقہ میں اکثر مشہور مساجد میں علماء اپنے درویشوں کے ساتھ قیام پذیر ہیں اور تعلیم دے رہے ہیں۔ حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی کی مسجد کے علاوہ مسجد حاجی شاہ محمّد نصراللہ ہے۔ جس میں حضرت

marfat.com

اخون ولد محمدؐ سرفراز جو مولانا محمدؐ صدرالدین خان صاحب کے شاگرد تھے تدریس وتعلیم کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان دنوں انقلاب زمانہ کے ہاتھوں آپ اور حضرت شاہ محمدؐ اسرار اللہ قادری کی خانقاہ اور حضرت صوفی شاہ آبادی کا دایٔرہ اور خانقاہ مسمار کرکے پیوند زمین ہو چکے ہیں۔ صرف اُن کی زیارت گاہ یعنی قبر کا نشان باقی ہے۔

مولانا جلال الدین ظاہر

حضرت خواجہ تونسوی قدس سرّہٗ کے خلفاء میں سے مولانا جلال الدین ظاہر موجود ہیں اور ایک طرف طلباء کو درس و تدریس میں مصروف رکھتے ہیں۔ دوسری طرف اہلِ باطن کو خفیہ طور پر باطنی علوم سے آشنا کرانے میں مشغول رہتے ہیں۔ آپ بسا اوقات شاہ عبدالستار نادری کی مسجد میں چلے جاتے اور سخت ریاضتیں کرتے کئی کئی دن کھائے پیے بغیر ہی رہتے۔ آخری عمرُ میں حافظ عبدالرحمان کے گھر میں قیام فرما ہو گئے۔

مولانا شاہ محمدؐ حیات

آپ بھی حضرت شاہ سلیمان تونسوی کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ نے تحصیل علوم کے بعد حضرت قاضی محمد عاقل سے سلوک کی منزلیں طے کیں۔ لیکن بعد میں حضرت خواجہ تونسوی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ باطنی صفائی کی آپ سے اجازت کامل ملی۔ آپ ایک دراز عرصہ تک اردو بازار کے ایک گوشے میں شاہی قلعہ کے سامنے والی مسجد میں قیام پذیر رہے۔ یہ مسجد بھی انقلاب زمانہ کے ہاتھوں مٹ چکی ہے۔ آپ کی ذات سے بہت سے علمی اور روحانی آثار یادگار زمانہ ہیں۔ آپ کے بعد مولوی حافظ

marfat.com

محمدؐ عبدالرحمان جو آپ کے نامور شاگرد تھے۔ اور مرید خاص تھے سجادہ نشین ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ محمدؐ عبدالرحمان نے آپ کے نقشِ قدم پر چل کر اس سلسلہ تعلیم و تدریس کو بڑے شاندار طریقہ سے قائم رکھا۔ آپ بڑے صالح اعمال اور شرف خصال کے مالک تھے۔

اگرچہ انہوں نے انگریزی افواج اور جاسوسوں کی بالادستی کی وجہ سے ظاہراً کام نہیں کئے مگر باطنی طور پر آپ نے مخلوق کی اصلاح میں بڑا کام کیا۔

حاجی شاہ غلام نصیر الدّین فخری

شاہ غلام نصیر الدّین فخری حضرت مولانا شاہ غلام قطب الدّین ولد شاہ مولانا محمدؐ فخر الدنیا والدین دہلوی کے خلف الرّشید تھے۔ اگرچہ آپ کو خاندانی فیضان بھی ملا تھا۔ مگر حضرت خواجہ تونسوی سے خرقہ کاملیت حاصل کیا تھا۔ آپ زہد و تقویٰ۔ تحمل و سخی۔ توکّل و رضا۔ اوقات۔ کسب ریاضت اخلاقِ حمیدہ میں کامل تھے۔ آپ کے اخلاق کی شہرت نے دلوں کو مسحور کر دیا تھا اور یہ چیزیں کسی تعارف کی محتاج نہیں تھیں۔ آپ کی خدمت میں دُور نزدیک سے خلائق چلی آتی تھی۔ حتیٰ کہ اپنے دور میں مغل شہزادوں اور تیموری بادشاہوں کے مرجع اور ملجائے تھے۔ آپ بلند منصب اور ممتاز مقام پر فائز تھے۔ ان دنوں آپ کے صاحبزادہ والا قدر بلند منزلت حضرت شاہ غلام نظام الدّین نہایت شان و شوکت سے مسندِ ارشاد پر سرفراز ہیں۔

شاہ محمدؐ حسن عسکری

آپ حضرت شاہ محمدؐ صابر بخش کے قریبی رشتہ دار تھے۔ آپ کو شاہ محمدؐ نصیر الدّین

اور شاہ غلام سادات (اپنے باپ اور دادا) سے رُوحانی نعمت ورثہ میں ملی تھی۔ شاہ غلام سادات حضرت شاہ محمّد نصیر صابری قدّس سرّہٗ کے خلفاء میں سے تھے۔ جنہیں حضرت شیخ محمّد چشتی مرید حضرت شیخ ابراہیم رامپوری سے فیض ملا تھا۔ حضرت شاہ محمّد حسن عسکری اگرچہ مختلف حضرات روحانیت سے تربّیت یافتہ تھے۔ مگر جس طرح یہ قاعدہ ہے کہ جب آفتاب جہاں تاب افقِ مشرق سے طلوُع ہوتا ہے۔ تو کائنات کے ذرّہ ذرّہ کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔ تمام جمادات نباتات۔ افراد بنی آدم اور تمام جاندار چیزیں سوُرج کے پرتو سے متاثر ہوتی ہیں۔ آپ بھی حضرت شاہ سلیمان تونسوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نعمت اجازت اور خلعتِ خلافت سے ملبُوس ہوئے۔

حضرت مولانا حافظ سیّد شاہ محمّد علی خیر آبادی

حضرت شاہ محمّد علی خیر آبادی

فروغ خاندان فخر زمان تھے۔ آپ حضرت شاہ سلیمان تونسوی کی نعمتِ اصلی کے امین تھے۔ اور قطب الاقطاب کامرانی حضرت شاہ سلیمان کے منظور نگاہ تھے۔ آپ کا لقب سلیمان ثانی رکھا گیا۔ کلام پاک کے حافظ سیّد السادات صاحب البرکات مرید خاص حضرت خواجہ تونسوی تھے۔ آپ کو اپنے مُرشد پاک کی جو قربت حاصل تھی۔ شاید ہی کسی دُوسرے کو نصیب ہُوئی ہو۔ آپ مجاہدہ اور ریاضت میں کمال درجہ پہ پہنچے ہوئے تھے۔ سیر وسیاحت میں مخدوم جہانیاں کیطرح اطراف و اکناف عالم میں مشہور تھے۔ و استقامت عزو کرامت میں حضرت فخر دو جہاں فخر دہلوی کی طرح تھے۔ آپ کے کمالات اور کرامات کی شہرت عالم اِسلام کے گوشے گوشے

marfat.com

تک پہنچی۔ کئی لاکھ انسان آپ کے حلقہ بیعت میں آئے۔ ان میں سے اکثر و بیشتر تو بلند مناصب اور اعلیٰ مقامات پر پہنچے تھے۔ برِصغیر کے اطراف میں آپ کے مریدوں کا ایک وسیع حلقہ دہلی۔ آگرہ۔ گوالیار۔ اجمیر۔ مُرادآباد اور بریلی وغیرہ شہروں میں پھیلا ہوا تھا۔ اسی طرح آپ کے عقیدت مندوں کی ایک خاصی تعداد دوآبہ کے قصبوں اور سندھ کے شہروں میں پائی جاتی تھی۔ حیدرآباد۔ بھکر۔ شکارپور۔ ملتان۔ لاہور۔ جالندھر اور پنجاب کے دوسرے علاقوں اور جنوبی ہند میں حیدرآباد دکن اورنگ آباد۔ دولت آباد اور مشرقی ہندوستان کے مختلف حصّوں میں آپ کے ارادت مند پائے جاتے تھے۔ مشرقی ہندوستان کے مختلف حصّوں میں آپ کے ارادتمند پائے جاتے تھے۔ مشرقی ہندوستان میں اودھ۔ بہار۔ عظیم آباد۔ مُرشدآباد آپ کے فیضان اور برکات سے مالامال تھے۔ آپ کے مریدوں اور عقیدت مندوں کی اتنی بڑی تعداد اپنے اپنے ظرف اور استطاعت کے مطابق آپ کی ذات والاصفات سے حصّہ لیتی تھی۔

آپ کا سادات خاندان حوالی اودھ میں موجود تھا اور آپ کے خاندان خاندان کے عظیم القدر بزرگ اپنی اپنی باری مشاہیر روزگار ہوئے تھے اور اس خانوادہ کے کاملین سجادہ مشیخیت پر فائز رہے تھے۔ اب تک آپ کے خاندان کی سجادہ نشینی آپ کے خاندان کے افراد کے پاس ہے اور پیری مریدی کا نظام چل رہا ہے۔ آپ کو زہد و عبادت اور ذوق فقر ریاضت کی عادت بچپن میں ہی پائی جاتی تھی۔ قرآن پاک حفظ کر لیا تو علوم دینیہ کی تحصیل میں مشغول ہو گئے۔ سفر و حضر میں جہاں کہیں بھی اہل اللہ ملے تحصیل فیض کرتے رہے۔ اسی طرح آپ کے وجُود سے

marfat.com

درویشانِ وقت بھی استفادہ کرتے رہے۔ آپ نے مختلف ارباب روحانیت کی خدمت میں حاضری دی مگر دل مطمئن نہ ہوسکا۔ آخر آپ دہلی آئے۔ یہاں بعض اکابر دین کی صحبت میں رہے۔ مگر ایک دن خواب میں بشارت پاکر اجمیر شریف کی حاضری کے لئے روانہ ہوگئے پانچ سال تک حضرت خواجہ اجمیری کی خانقاہ کی مجاورت میں رہے وہاں سے قطب الاقطاب فرد الاحباب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سات سال تک تندید ریاضتیں کرتے رہے اور اکثر التمشی عیدگاہ کے عقب میں قیام فرماتھے۔ کہ رجال الغیب کی زیارت ہوتی رہی۔ خصوصاً حضرت خضر علیہ السلام آپ کی روحانی تربیت فرماتے۔ آپ حضرت خضر علیہ السلام کی ہدایات پر بڑی بڑی سخت ریاضتیں کرتے رہے اور بڑے مجاہدے کیے۔ آپ پورے دو سال اکتساب فیض کرتے رہے اور پھر حضرات چشت کے مزارات پر مجاور رہے۔ ایک دن حضرت کمال دین قدس سرہٗ نے اپنے خال بزرگوار کی ہدایت پر آپ کو نصیحت کی۔ کہ آپ نے پورے پندرہ سال عبادت اور ریاضت میں صرف کئے ہیں۔ اس عرصہ میں دو جہانوں کے مراتب حاصل ہوئے ہیں۔ اب آپ فنا فی الحق جناب فخر الدین دہلوی کی خدمت میں حاضر رہیں۔ آپ پورے چھ ماہ تک اس طریقہ سے کام کرتے رہے کہ دن دہلی میں نظر آتے اور رات ہوتی مہروی میں پہنچتے۔ اس طرح آپ مزید پندرہ سال زیر تربیت رہے۔ اس دوران آپ کا معمول تھا۔ کہ آپ خدمتِ خلق میں سخت تکالیف برداشت کرتے۔ مسجدوں میں پانی بھرتے۔ مزارات کے قرب وجوار کے کنوؤں سے پانی کی مشکیں بھر بھر کر نمازیوں کے وضو کے لئے لاتے۔ محتاج لوگوں کو ان کے گھروں تک کھانا پہنچاتے

marfat.com

دور دراز کے کمزور لوگوں کو پانی پہنچاتے جن راہوں میں پانی نہ ملتا تھا۔ آپ وہاں خود جا کر مسافروں اور سپاہیوں کو پانی پلاتے کبھی یوں ہوتا کہ اہل اللہ کے مزارات پر جاروب کشی کرتے۔ کئی بار چلے کاٹے اور مجاہدے کئے۔ رات بھر بیدار رہ کر عبادت کرتے۔ دن کو خدمتِ خلق میں لگے رہتے۔

کچھ عرصہ کے بعد آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ نے اشارہ فرمایا کہ سلسلہ چشت اہل بہشت میں بیعت ہونے کی تیاری کریں۔ چنانچہ آپ کو حضرت ہندالولی کی وساطت سے حضرت فخر الدولت والدین مولانا فخر دہلوی کی خدمت میں برائے بیعت حاضر ہونے کا حکم ہوا۔ حضرت مولانا نے آپ کو اُٹھ کر سینے سے لگا لیا اور فرمایا۔ اس وقت سلسلہ چشتیہ میں خلق کی ظاہری راہنمائی کے لئے ہمارے مولانا شاہ محمد سلیمان موجود ہیں۔ ایک عرصہ سے وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور روحانی نعمتوں کو آپ تک پہنچانے کے آرزو مند ہیں۔ آپ جتنی جلدی ہو سکے ان کی خدمت میں تونسہ پہنچیں اور روحانی نعمتوں کا حصہ حاصل کریں۔

آپ بیدار ہوئے۔ رات کے خواب پر غور کیا۔ علی الصبح دہلی سے تونسہ شریف روانہ ہو گئے۔ اسی دن حضرت خواجہ تونسوی نے نورِ باطن سے آپ کو آتے ہوئے دیکھا۔ تو ایک مجلس میں فرمانے لگے۔ ہمارے خواجگان کا بھیجا ہوا ایک بادشاہ دہلی سے تونسہ آ رہا ہے۔ وہ تونسہ کے مضافات میں پہنچ چکا ہے۔ وہ حسباً نسباً بادشاہ ہے۔ آپ اس اعلان کے چند دن بعد اپنے احباب کا ایک وفد بھیجا تاکہ آپ کا استقبال کیا جائے مگر یہ لوگ ایک دوسرے راستہ پر نکل گئے اور آپ کو نہ پا سکے۔

marfat.com

حضرت مولانا محمدؐ علی خیر آبادی خود ہی ایک اور راستے سے دربار میں حاضر ہو گئے۔ حضرت خواجہ تونسوی نے آپ کے چہرے کے جلال و جمال سے آپ کو پہچان لیا اور اپنی خانقاہ سے باہر آکر آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے بھی نور باطن سے حضرت خواجہ کو پہچاننے میں تامل نہ کیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ دونوں حضرات پہلے ہی ایک دوسرے کے شناسا ہیں۔

حضرت خواجہ تونسوی نے ارشاد فرمایا۔ ہمیں ایک عرصہ سے آپ کا انتظار تھا۔ الحمدللہ! آپ دُرست وقت پر آگئے۔ اِدھر حافظ صاحب کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔ پاس ادب کو زبان کچھ کہنے سے رُکتی تھی۔ آنسوؤں سے آپ کا دامن تر تھا اور آنسو کی جھڑیاں حضرت خواجہ تونسوی کے پاؤں پر نثار ہو رہی تھیں۔ حضرت خواجہ نے مولانا کو دونوں کندھوں سے اٹھایا اور گلے لگا لیا اور دینی و دنیاوی نعمتوں سے مالامال کر دیا۔ خانقاہ کے اندر لے گئے۔ چند دن وظائف و لطائف کی تعلیم میں لگا دیئے اور اوراد و افکار اشغال و اعمال جو سلسلہ چشتیہ کا معمول ہے۔ سکھائے اور خلافت عطا کرتے ہوئے۔ ہندوستان (برصغیر) کی راہنمائی کے لئے منتخب فرما دیا۔

حضرت مولانا حافظ خیر آبادی نے مختصر سا عرصہ حضرت مرشدِ حق تونسوی کی خدمت میں گذارا۔ اسی عرصہ میں آپ نے بے پناہ ریاضتیں کیں۔ اتنے مجاہدے کیے کہ عام حالات میں انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی اور یہ مجاہدے بھی ایک کرامت اور خرقِ عادت دکھائی دیتے ہیں۔ اس تعلیم و تربیت کے دوران ہی بے پناہ مخلوق آپ کی طرف کھینچی آتی تھی۔ آپ جس شہر یا قصبہ میں جاتے وہاں کے اُمراء

marfat.com

رؤسا اور فقراء کھنچے چلے آتے۔ آپ جس علاقہ میں پہنچتے۔ اگرچہ وہاں آپ کا کوئی بھی واقف اور شناسا نہ ہوتا مگر غیب سے ہی لوگوں کے دل آپ کی طرف راغب ہوتے۔ ہر اہل نااہل۔ شریف و رذیل۔ وضیع و شریف آپکی مجلس میں دوڑا آتا۔ آپ کچھ دنوں بعد خفیہ طور پہ چلے جاتے اور کسی دوسرے علاقہ میں جلوہ گر ہوتے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود میں اتنے نیک اعمال اور بلند فضائل جمع کر دیئے تھے کہ دنیا کے مقبول اور اہل دل آپ کے پاؤں کی خاک کو سرمۂ عقیدت بناتے آپ خواص وعوام کے محبوب نظر بن گئے۔ وقت کے بادشاہ اور امراء کی دلی آرزو ہوتی کہ آپ ایک بار اپنے دیدار سے نوازیں۔

یہ تمام الطاف واکرام اور کشش وکرامات حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی کی نظرِ کرم کا نتیجہ تھیں۔ حضرت خواجہ تونسوی کی ذات والاصفات اس برصغیر میں روشنی کا مینار تھی۔ جس کی روشنی سے چار دانگ عالم جگمگا اٹھے تھے۔ ہم آپ کے مناقب وکمالات ضبط تحریر میں لانے سے قاصر ہیں ان کے لئے دفتروں کے دفتر درکار ہیں۔ اگر اللہ نے چاہا تو یہ ساری تفصیلاً ہم ذخیرۂ سلیمانی میں لکھیں گے۔ بایں ہمہ چند واقعات کو یہاں لکھنا بھی باعثِ برکت خیال کرتے ہیں۔

عرفان پناہ حضرت سید عبداللہ شاہ نقل کرتے ہیں کہ میں بچپن میں کچھ عرصہ کے لئے بخار اور ریکٹس کے مرض میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اس تکلیف نے میری صحت کو پامال کر دیا تھا۔ ایک دن میں بستر سے اٹھا اور اپنے گھر کی دہلیز پر کھڑا باہر دیکھ رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک درویش ایک طباق

marfat.com

اٹھائے گلی میں سے گزر رہا ہے۔ اس کے سر پر پتیل کا طباق اور اس پر رومال ڈالا ہوا ہے اور ہندوؤں کے مکانوں کی طرف جا رہا ہے۔ میں نے دریافت کیا۔ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ فرمایا۔ یہاں کوئی بزرگ آئے ہوئے ہیں۔ وہ عالم بھی ہیں۔ حافظ بھی ہیں۔ زاہد بھی ہیں اور عارف بھی ہیں۔ میں ان کی خدمت میں روٹی پکانے کے لئے خشک آٹا۔ گھی اور نمک طباق میں رکھے آیا ہوں۔ میں نے کہا۔ واپس آجائیں آگے ہندوؤں کا محلہ ہے وہاں جانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ چنانچہ میں انہیں اپنے گھر لے آیا۔ روٹیاں تیار ہوئیں تو میں نے ان پر گھی لگا دیا۔ پھر اس پر شکر رکھی۔ کسی کی ایک صحراہی لے کر اس درویش کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کے پاس ایک اور بزرگ بھی تشریف فرما تھے۔ دیکھنے میں ضعیف اور کمزور نظر آتے اُن کی داڑھی اور مونچھیں سفید تھیں۔ چہرے پر نور برس رہا تھا۔ بلند و بالا قد میں دیکھ کر بڑا متاثر ہوا۔ میرا خیال ہے کہ وہ حضرت خان محمدؐ عظیم خان صاحب العرفان و رفیع الشان تھے۔ بہر حال ان دونوں بزرگوں نے اور اس درویش نے مل کر کھانا کھایا۔ روٹی کا ایک ٹکڑا کسی میں ڈبو کر مجھے بھی عطا فرمایا اور حکم دیا کہ اسے کھاؤ۔ میں نے اپنی بیماری کے عذر سے معذرت کی۔ مگر آپ نے دوبارہ حکم دیا۔ کھاؤ۔ ہمارے حضرات چشتیہ کی برکت سے یہ کوئی نقصان نہیں دے گا۔ میں نے کھا لیا یقین جانیئے۔ کہ یہ ٹکڑا کھاتے ہی مجھے بخار اور کپکپی سے نجات مل گئی۔ آج ایک خاصا عرصہ گزر چکا ہے۔ جوانی جواب دے گئی ہے۔ بڑھاپا غالب ہے۔ ضعف اور کمزوری نے مجھے دبا لیا ہے۔ مگر آج تک نہ مجھے کبھی بخار ہوا نہ کپکپی لگی۔

marfat.com

ان حضرات نے مجھے ابوشہر کا راستہ پوچھا میں نے بتا دیا۔ مگر ساتھ ہی عرض کی حضور یہ راستہ خطرناک ہے۔ راستہ میں ڈاکو لوٹ لیتے ہیں۔ آپ کے پاس دو خچر ہیں۔ جن پر مختلف قسم کا سامان لدا ہُوا ہے۔ چینی کے برتن۔ پیتل کے برتن پھر آپ کا شاہانہ لباس آپ کس طرح سلامت گذر سکتے ہیں۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ مگر میں تو اللہ کی ایک ذات کے بغیر کسی سے نہیں ڈرتا۔

اس دن سے میرے دل میں آپ کی محبت بڑھ گئی اور میں آپ کی بیعت ہو گیا۔ خان عظیم خان کی خدمت میں دُور دراز سے لوگ آنے لگے اور بیعت ہونے لگے۔

مولیٰ بخش فاروقی قدس سرہٗ نے حضرت شاہ سلیمان تونسوی کا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ جن دنوں حافظ محمد علی صاحب خیر آبادی قدس سرہٗ نارنول کو روانہ ہوئے۔ راستے میں فصل خریف کے کھیت سرسبز نظر آتے تھے۔ ایک جگہ ایک کسان درخت پر مچان بنائے فصلوں کی حفاظت کر رہا تھا۔ ایک شخص اس کا رشتہ دار گاؤں سے اس کی طرف آ رہا تھا۔ اس نے بلند آواز سے پوچھا۔ تم فلاں کام کر آئے ہو۔ اس نے کہا نہیں۔ اس نے پھر کہا اچھا۔ فلاں کام کر آئے ہو۔ اس نے کہا نہیں۔ اس نے غصّے میں آکر لعنت ہو تم پر نہ تم نے وہ کیا نہ وہ کیا! وقت ختم ہو گیا۔ لیکن تم نے کام نہ کیا۔ حافظ صاحب کسان کی یہ بات سُن کر وجد میں آ گئے۔ بے خودی کے عالم میں گھوڑے سے گر پڑے۔ اس کسان نے سمجھا کہ شاید میرا غلولہ اس مسافر کے سر پر آ لگا ہے۔ جس سے وہ گر پڑا پریشان ہو کر مچان سے چھلانگ لگائی اور دوڑا دوڑا آپ کے پاس آیا۔

marfat.com

اسی اثناء میں آپ کے دوسرے ساتھی بھی آپہنچے۔ کسان کو حضور کے مقامات اور مناصب کا علم ہُوا تو ڈر گیا۔ اہل و عیال کو لا کر آپ سے معافی طلب کی اور ایمان لا کر مسلمان ہو گیا۔

آپ کی کرامات اور خوارق حدِ شمار سے باہر ہیں۔ انہیں ضبطِ تحریر میں لانا کسی کے بس کا روگ نہیں۔ آپ ان ریاضات اور جفاکشی کے علاوہ تقریباً پنتیس ۳۵ سال سجادہ ارشاد پر جلوہ فرما رہے۔ آپ نے حضرات چشت میں سے اکثر کاملانِ وقت کی دستگیری کی بہت سے آپ کی تربیت سے منازل اعلیٰ تک پہنچے مگر عام لوگ بھی آپ کے قریب آ کر گناہوں سے تائب ہو جاتے۔

خان محمد عظیم خان قدس سرہٗ

حضرت خواجہ تونسوی کے مریدوں میں سے ایک مرید صادق خان محمد عظیم خان قدس سرہٗ بھی تھے۔ آپ فنا فی الشیخ کے مقام پر تھے۔ حضرت سے محبت کا یہ عالم کہ اگر کوئی شخص آپ کے مرشد کا نام زبان پر لاتا تو آپ بے تاب اور نیم بسمل ہو جاتے۔ آخری عمر میں جب آپ ضعیف ہو گئے تو اگر کوئی شخص حضرت خواجہ تونسوی کا نام لیتا آپ تڑپ کر کہتے کہ ہمارا تو سب کچھ وہی ہیں۔ خان محمد عظیم اکثر دہلی میں مسجد عنایت اللہ میں قیام فرمایا کرتے تھے۔ وضو اور غسل کی ضرورت ہوتی تو کئی کئی گھڑے پانی استعمال کر لیا کرتے۔ ایک بار حضرت خواجہ تونسوی کی زیارت کے لئے تونسہ شریف روانہ ہوئے آپ اس علاقہ میں پہنچے تو وہاں کے لوگوں کی زبان انہیں بہت پسند آئی۔ دل میں خیال آیا۔ حضرت کے ہم وطنوں کی زبان کے چند جملے تبرکاً یاد کر لینے چاہئیں۔

marfat.com

راستہ میں ایک چرواہا ملا۔ جو گائیں ہانک کر لے جا رہا تھا۔ وہ اپنے مولیشیوں کو اپنی زبان میں گالیاں دے رہا تھا۔ خان صاحب نے وہ تمام گالیاں "تبرکاً" یاد کر لیں اور وہی لب و لہجہ بھی اختیار کر لیا۔ دربار میں پہنچے تو جو دوست ملنے آئے۔ انہیں اُن کی زبان میں وہی الفاظ جو یاد کئے تھے۔ سناتے جاتے۔ لوگ ہنس کر خاموش رہتے۔ اور جواب نہ دیتے۔ خان صاحب سمجھتے کہ یہ باتیں بہت اچھی ہیں۔ جس سے تمام دوست خوش ہوتے ہیں۔ ایک دن حضرت کی مجلس میں ذکر ہوا کہ خان صاحب نے ہماری زبان سیکھ لی ہے۔ آپ نے خان صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ خان صاحب کیا یہ ٹھیک کہتے ہیں۔ کہ آپ نے زبان سیکھ لی ہے۔ عرض کی۔ حضور بڑھاپے میں وہ فصاحت و بلاغت تو نہیں سیکھ سکا جو ان لوگوں میں ہے۔ مگر چند جملے یاد کر لئے ہیں۔ تبرکاً یہی کافی ہیں۔ آپ نے فرمایا سناؤ۔ خان صاحب نے وہی گالیاں جو یاد کی ہوئی تھیں۔ مجلس میں سُنا دیں۔ آپ سُن کر خلافِ معمول بہت ہنسے۔ ساری مجلس بھی کشتِ زعفران بن گئی۔ خان صاحب نے یہ کیفیت دیکھی تو شرمندہ ہوئے۔ لیکن حضرت شاہ سلیمان جانتے تھے کہ خان صاحب کو ان الفاظ کے معانی نہیں آتے۔ حاضرین کو مخاطب کر کے کہا۔ ہر چیز کے الفاظ پر نہ جایا کرو۔ اس شخص کی خلوص نیت اور ارادہ کو دیکھو۔ انشاءاللہ خان صاحب کو اپنی نیت کے پیش نظر اس پر بھی ثواب ملے گا۔

مجلس برخاست ہوئی۔ لوگ ادھر ادھر چلے گئے۔ خان صاحب کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ ان الفاظ کے معانی معلوم کئے تو بے حد شرمسار ہوئے۔ آدھی رات ہوئی۔ حضرت شاہ سلیمان کے حجرے کے دروازے کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ ساری رات کھڑے رہے۔ صبح

marfat.com

حضرت باہر آئے تو خان صاحب کو کھڑے پایا۔ بڑی محبّت کی نگاہ کی۔ اندر لے گئے اور گلے لگا لیا اور روحانی نعمتوں سے مالامال کر دیا آپ اکثر فرمایا کرتے۔ محمّد عظیم خان ہمارا بھائی ہے وہ پاک سیرت انسان ہے۔

مرا بہ سادہ دلی ہائے می تواں بخشید
خطا نمودہ ام وچشم آفریں دارم[1]

محبّی و عزیزی جناب سیّد فیض الحسن صاحب نے اپنے والد مکرّم جناب غلام حسن صاحب کی زبانی مجھے یہ بات سُنائی کہ ایک دفعہ حضرت خان محمد عظیم القدر پنجاب سے سفر کرتے کرتے بڑی زبوں حالی میں آستانہ عالیہ تک پہنچے۔ سفر کی تکالیف اور مصائب نے آپ کو بدحال کر دیا تھا آپ نے خانقاہ پر قیام کیا۔ میں بھی شام کی نماز کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کے وطن اور سفر کے بارے میں دریافت کیا تو فرمانے لگے پنجاب سے آیا ہوں اور حضرت شاہ سلیمان تونسوی کا غلام ہوں۔ آپ کی برکات سے قسامِ ازل ہر روز روزی دیتا ہے۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں پچاس دن اس آستان فیض نشان پر اعتکاف بیٹھ جاؤں۔ میں نے کہا۔ جو خدمت لائق ہو اُس پر عمل کیا جائے گا۔ رات تو خیر و عافیت سے گذری۔ صبح ہوئی۔ تو میں نے غور سے دیکھا۔ آپ کا چہرہ سفر کی تکالیف سے گرد آلود ہے۔ بدن پر تھکاوٹ کی وجہ سے نشان پڑے ہوئے ہیں پاؤں پر چھالے اور جوڑ جوڑ درد کر رہا ہے۔ غسل کرایا۔ لباس تبدیل

---

[1] :۔ مجھے میری سادہ دلی کی وجہ سے بخش دیا جائے۔ اگرچہ میں گنہگار ہوں۔ مگر تیری بخشش کی اُمید رکھتا ہوں۔

marfat.com

کرنے کو دیا گیا۔ مسجد کے جنوبی حجرہ میں اعتکاف بیٹھ گئے۔ اور دروازے پر تالا لگا دیا گیا۔

میں صبح و شام حجرے کے دروازے پر جاتا تھا۔ مگر اندر سے زنجیر لگائی ہوئی تھی۔ کسی کو اندر آنے کی اجازت نہ تھی۔ ساتویں دن میں وہاں سے گذرا تو اندر سے آواز سنائی دی۔ حضرات اماماں کے صدقے ہمارا مسئلہ حل ہو گیا اور جو چیز پچاس روز میں ملنی تھی۔ سات دن میں مِل گئی ہے میں نے تالا کھولا۔ مجھے ایک بوڑھا آدمی نظر آیا۔ جس کے چہرے پر نورؔ کی شعاعیں کھیل رہی ہیں۔ جسم نہایت پاکیزہ اور لطیف تھا۔ چہرے کا رنگ سرخ سفید۔ رخسار انار کی سُرخی لیئے ہوئے۔ فضائل معنوی کے قطع نظر ظاہری حسن و جمال میں اس قدر اضافہ تھا کہ بیان نہیں کیا جاسکتا۔ آپ اسی دن دہلی کو روانہ ہو گئے۔

خان محمدؐ عظیم خان نے کسی سے اپنا نام ظاہر نہیں کیا تھا۔ آپ کی یہ عادت تھی۔ جہاں کہیں جاتے اپنا نام نہیں بتاتے تھے۔ غلام حضرت یا غلام شاہ سلیمان یا غلام سادات یا غلام حضرات سے تعارف کرایا کرتے تھے۔ میں نے یہ واقعات قادر العصر حاذق الزمان حکیم محمدؐ حسن خان سے خود سنے تھے۔ جس دن یہ واقعات حضرت خواجہ کے آستانہ عالیہ میں بیان کیئے تھے تو بلا تامل فرمایا۔ یہ واقعات خان محمدؐ عظیم خان بزرگوار کے ہیں۔

سیّد تراب علی شاہ

آپ کے مریدوں میں سے ایک اور بزرگ نیک اعتقاد صافی نہاد عاشق طبع آزاد طرح سر دفتر وارفتگاں سر منتہائے از خود رفتگان مالک جلی محامد و خفی سیّد شاہ تراب علی تھے (قدس سرہ) آپ کی تجرید و تفرید تعشق و تفوق سوز و

marfat.com

گداز۔ راز و نیاز کی کیفیت بیان کرنے کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے ان کا ترک دنیا کا انداز اس شعر سے واضح ہوتا ہے۔

گرچہ صائب بے تامل ہیچ کارے خوب نیست
بے تامل آستین افشاندن از دنیا خوش است

ترجمہ:۔ اے صائب! اگرچہ بلا سوچے سمجھے کسی دنیاوی کام کو کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ مگر دنیا کے معمولات سے بلا تامل دستبردار ہونا ہی اچھا ہے۔

آپ کو ابتدائی عمر میں حضرت شاہ ابوالبرکات گوالیاری قدس سرہٗ سے ارادت تھی۔ مگر بعد میں حضرت شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر ارادت حاصل کی۔ آپ کو حضرت شاہ سلیمان سے قریبی رشتہ داری بھی تھی۔ آپ سادات کرام اور اعیان عظام کبریٰ سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک عرصہ تک گوالیار میں عشق و محبت میں سرگرداں رہے کچھ عرصہ دہلی میں حسن پرستی میں گذار دیا۔ اور بجز پریشانی کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ کئی بار دہلی سے چل کر حضرت خواجہ تونسوی کی زیارت کو تونسہ گئے۔ پھر وہاں سے دیارِ عرب میں حجاز مقدس کا سفر کیا۔ طبع لطیف۔ ذہن رسا اور علم و فضل رکھتے تھے۔ آپ نے کئی مثنویات جو درد و محبت سے لبریز تھیں لکھی تھیں۔ بڑی بڑی ریاضت سے گزرے۔ حضرت مرشد برحق کو آپ کے حالات پر بڑا ترس آتا اور آپ خصوصِ رحمت اور شفقت کی نظر فرمایا کرتے تھے۔ آپ آخری بار حج کے سفر پر گئے تو وہاں ہی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

marfat.com

۱۰۶

طریقتِ اَسرار کیا ہے؟

طریقت سے مُراد ان امُور کو واجب و لازم قرار دینا ہے۔ کہ حضرت ربّ العزّت نے نصِّ صریح و قطعی سے اپنے بندوں پر فرض تو قرار نہ دیا ہو۔ مگر اس کے نیک بندوں نے اظہارِ عبودیّت اور حصُولِ قرب و رشدِ خداوندی کے لئے اسے اپنے ذمہ واجب کرلیا ہو اور اپنی علمی و عملی قوّت سے ان حجابات کو دُور کرنے میں کوشاں رہے ہوں جو نُورِ نبوّت کی امداد سے دُور ہو سکتے ہیں۔ اس طرح وہ اللہ کی رحمت کاملہ کی قوّت سے عاداتِ حیوانی اور صفاتِ ظلمانی پر قابو پالیتے ہیں۔ وُہ مقبولانِ بارگاہ ربّ العزّت کے نقشِ قدم پر چل کر کمالاتِ رُوحانی اور انوارِ سُبحانی کو پانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ ان کے دیدہ و دل جمالِ خداوندی کا پرتو حاصل کرلیتے ہیں۔ پھر ظاہری شریعت کے اوامر و نواحی کو سامنے رکھتے ہوئے طریقت کے شعار کو جاری رکھتے ہیں۔ طریقت کے لوازمات اور تصریحات اہلِ تصوّف اور اربابِ طریقت کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں اور ان احبابِ سلوک کی کتابوں کے ذخیرے موجود ہیں۔

marfat.com

مولانا محمد احسن الزمان

آپ کے مریدانِ خاص میں سے عالم عالی قدر افتخارِ دوراں مولانا محمد احسن الزماں حیدر آبادی بھی تھے۔ آپ کی مشہور تصنیف "قول مستحسن فی فخر الحسن" یادگار زمانہ ہے۔ یہ کتاب علوم دینیہ میں بے نظیر اور فضائل درویشی میں نادر العصر ہے۔ آپ نے جنوبی ہندوستان کو اپنے قدوم برکت لزوم سے مالامال کر دیا تھا۔

حافظ سلطان بخش

آپ کے قدیم مریدوں میں سے صاحب رضاد تسلیم حافظ شاہ سلطان بخش قدس سرہ کا اسمِ گرامی قابلِ ذکر ہے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی حضرت کے آستانہ پر وقف کر دی تھی۔ آپ ایک بے مثال درویش تھے۔ آپ کے بیٹے بھی درویشی کی مخصوص طرز کو برقرار رکھنے میں قائم رہے۔

حافظ محمد اسلم

خیر آباد کے آستانہ عالیہ میں حافظ محمد اسلم کا اسمِ گرامی قابلِ ذکر ہے۔ آپ حضرت شاہ سلیمان کے رشتہ دار بھی تھے اور قرابت دار بھی۔ آپ زہد و تقویٰ اور مناقب خواجگان میں بے مثال یادداشت کے مالک تھے۔ آپ کا فیض ایک جہان کو ملا۔[1]

---

[1] حضرت خواجہ تونسوی قدس سرہ کے چند خلفاء کا تذکرہ صاحب قصرِ عارفاں نے کیا ہے مگر اس فخرِ جہان صاحبِ قرآن ولی اللہ سے تربیت پانے والوں میں سے جن حضرات کو خرقۂ خلافت ملا۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جناب خلیق احمد نظامی علی گڑھ نے اپنی مشہور کتاب "تاریخ مشائخ چشت" میں جن خلفاء گرامی کا ذکر کیا ہے۔ ان کی تعداد اَسّی ۸۰ ہے۔ (فاروقی)

marfat.com

۱۰۷

مرشدِ کامل کا انتخاب اور شرفِ صحبت و بیعت

اہلِ اعتقاد حضرات پر یہ بات مخفی نہیں کہ باعتنی منازل پر فائیز حضرات کا طریقِ کار ایک جیسا نہیں رہتا۔ بعض اتباع احکام شرع کو طریق سلامت و صفا خیال کرتے ہیں۔ بعض طرز ملامت کو اختیار کر لیتے ہیں تاکہ عوام الناس کی نگاہوں سے محجوب رہیں۔ بعض حضرات قیود شرعی کے پابند ہوتے ہیں مگر بعض معروف شعار کو اپنا لیتے ہیں۔ باین ہمہ ہر کام میں اللہ کی رضا اور منشا کو سامنے رکھا جاتا ہے۔ طالبانِ حق کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت مرشد کامل کی تلاش میں رہیں اور دلی آرزو سے اس جستجو میں مخلصانہ جدوجہد کرتے رہیں۔ اگر مرشد کامل کی نعمت میسر آجائے تو بیعت کرنے میں توقف نہ کریں اور یہ شرط نہ رکھیں کہ مُرشدِ کامل سے کرامات اور خوارق عادات کا مظاہرہ ہو تو پھر اسے اختیار کریں۔ اسی طرح اس کے ظاہری لباس کو ہی سچائی کی شرط قرار نہ دے دیں اور صرف جبہ و دستار عصا و مصلا کو ہی نشانِ مُرشد تصوّر نہ کریں۔ اہلِ ایمان ابدی ازلی سعادت سے ہی راہنمائی حاصل کرتے ہیں اور وہ لوگ جن کی پیشانی میں حضرت حق کے انوار ہوتے ہیں۔ انہیں کسی ظاہری داری کی حاجت و ضرورت نہیں ہوتی۔ انہیں تو سعادتِ ازلی راہنمائی فرماتی ہے ایسے لوگوں کے دلوں پر انوارِ الٰہیہ کی بارش ہوتی ہے۔ اور ان کے چہرے نور سے ٹمٹما اٹھتے ہیں۔ انہیں پہچاننے میں کوئی تردد نہیں کرنا پڑتا۔ مگر ایسے بابرکت حضرات تو اللہ کی رحمت کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔ وہ نادر العصر

marfat.com

اور عزیزالوجود ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ عام لوگوں کی نظروں میں غیر معروف ہوتے ہیں۔ مگر وہ عقل و دانش کے ترازو میں پورا اترتے ہیں۔ انہوں نے صرف ملامتیہ طرز زندگی اختیار کر لیا ہوتا ہے مگر وہ جادۂ شریعت اور طریقہ مذہب سے کبھی نہیں ہٹتے ان پر زہد و تقویٰ کا اطلاق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ولایت کا انحصار تو تقویٰ پر ہے۔ نیک اور بدکار کا امتیاز ہوتا جاتا ہے اور اہلِ نظر کے ہاں نیک و بد میں امتیاز کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ یہ لوگ اصلی صلاحیت کے مالک ہوتے ہیں۔ ان کی مجالس میں بیٹھنے سے دنیا کی نعمتوں سے دل اچاٹ ہونے لگتا ہے وسواس شیطانی اور نفسانی خواہشات سے دل بھر جاتا ہے نفس کی خواہشات اللہ کی رضا کے سامنے مٹ جاتی ہیں۔ دنیا اور اسکی خواہشات سے دل دُور رہنے لگتا ہے۔ صرف جذبہ دل شیخ کی طرف کھنچا چلا آتا ہے۔

ایسے مقامات پہ بعض اہل استدراج نے بھی اپنا کام دکھایا ہے اور وہ بھی ارباب تصرف کی طرح بعض محیر العقول چیزیں دکھا دیتے ہیں۔ جادو کی کئی ایسی قسمیں ہیں۔ جو انسان کو مبہوت کر دیتی ہیں۔ اس مقام پر صرف علم شریعت اور طریقت ہی صحیح راہنمائی کرتا ہے اور حضرت شیخ اپنے سالک کو شرع کے احکام سے تجاوز نہیں کرنے دیتے۔ اگر جاہل زاہد کی صحیح راہنمائی نہ کی جائے اور وہ اخوان الشیاطین کے زمرے میں مل کر صراط مستقیم سے دُور ہوتا جاتا ہے نہ اسے وجد و حال بچا سکتا ہے اور نہ اسے سماع و سرور سنبھالا دے سکتا ہے مگر اس زمانہ میں ایسے لوگ شاذ اور نادر ہیں۔ جو کرامت اور استدراج میں تمیز کر سکیں اکثر اوقات ایسے لوگوں سے سامنا ہوتا ہے کہ اپنا ظاہر و باطن اہل اللہ سے مشابہ بنا لیتے ہیں۔ ان کا لباس مشائخ سے ملتا جلتا ہے عارفوں کے اقوال زبان پہ لاتے رہتے ہیں اور وہ عالی طریقت کامل

marfat.com

کی طرح زمانہ بھر میں شہرت پا لیتے ہیں۔ پھر وہی اپنی طرف سے ارادت اور اجازت کی سندات بھی تقسیم کرتے جاتے ہیں اور حواریں حاشیہ نشینوں کی وساطت سے شیخ کامل کی شہرت پاتے ہیں۔ ان کی طرف طرح طرح کی کرامات منسوب کی جاتی ہیں۔ لوگوں کے سامنے لمبی لمبی نمازیں اور اعلیٰ اعلیٰ صفات کا اظہار ہونے لگتا ہے۔ دن رات اسی کام میں مشغول دکھائی دیتے ہیں۔ آہستہ آہستہ مخلوق کو اپنے جال میں پھنساتے چلے جاتے ہیں اور دنیاوی فوائد کو سمیٹتے رہتے ہیں۔ وہ حدِ اعتدال سے گذر کر لوگوں سے بیعت کا سلسلہ عام کر دیتے ہیں ان کے یہ سارے کردار اور اعمال ایمان کی دولت کو ضبط کر لیتے ہیں۔

○

۱۰۸

بارگاہِ ایزدی میں انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی وساطت سے دعائے حاجات

علماء اہلسنّت کی رائے میں حضرت باری تعالےٰ کی بارگاہ میں دُعا اور استدعا حضرات انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی وساطت سے کرنا زیادہ افضل اور بہتر ہے حضرت ابوالبشر آدم صفی اللہ علیہ السّلام جب ریاضِ جنّت سے دنیا پر تشریف لائے تو آپ اپنے اقدام پر توبہ کیا کرتے اور اللہ کی بارگاہ میں استغفار کیا کرتے تھے۔ ایک عرصہ گذر گیا۔ ایک دن آپ کو خیال آیا۔ کہ جن دنوں اللہ تعالےٰ نے میرے جسدِ خاکی میں رُوح پھونکی تھی تو میری نگاہوں کے سامنے عرش عظیم دکھائی دیا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ

marfat.com

اللہ تعالےٰ کے نام کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس نام سے بڑھ کر اللہ کی ذات کریم سے زیادہ تقرّب کسی دوسرے کو نہیں ہے۔ میں نے حضوُر کے توسّل سے دُعا کی۔ اللہ کی رحمت میری طرف مائل ہوئی۔ حکم ہوا۔ آدم! تم نے یہ کیسے معلوُم کر لیا کہ مجھے یہ نام اتنا محبوب ہے کہ اس کی شفاعت اور توسّل کو رَدّ نہیں کرتا۔ حضرت آدم نے اپنا واقعہ اور خیال سنایا۔ تو اللہ نے آپ کی تقصیر کو معاف فرما دیا۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ میرا محبوب خاتم المرسلین ہو گا۔ خاتم النبیّین ہو گا۔ اگر آپ نے اس کائنات پر تمہاری اولاد کا ظہور نہ ہونا ہوتا۔ تو یہ زمین و آسمان یہ صبح و شام وجود میں نہ لائے جاتے یہ ساری کائنات تو میں نے اسی کے صدقے پیدا فرمائی ہے۔ جن بزرگانِ دین نے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے توسّل سے دعا مانگنے کی ممانعت کی ہے۔ وہ دراصل عوام کو معتزلی عقائد سے متاثر کرتے ہیں۔ کیونکہ معتزلہ کے عقائد میں بندوں کے اعمال کو مخلوق عباد تصوّر کیا جاتا ہے۔ اور ان اعمال کی جزا بھی بندوں کا حق گردانا جاتا ہے۔ اس بنا پر یہ علمائے دین نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ شفاعت و توسّل سے روک دیا جائے۔ حالانکہ اصول عقائد میں یہ بات طے شدہ ہے کہ بندوں کے افعال اللہ کی مخلوق ہیں اور بندوں کو ان افعال کا حق حاصل ہے اور استحقاق تحقیقی حاصل ہے۔ یہ اللہ کے فضل اور عنایت سے ہی ہوتا ہے اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کو شفاعت کا اذن بھی دیا ہے اور وعدۂ قبولیت بھی فرمایا ہے۔ قرآن پاک اور احادیث صحیحہ اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہیں۔ ان حالات میں اللہ کے بندوں کا استدعا کرنا یا شفاعت کرنا بعید از قیاس و تحقیق نہیں ہے۔ بلکہ اس کے نتائج یقینی اور فوری

marfat.com

ہوتے ہیں۔ عارفانِ الٰہی اور کاملانِ طریقت اولی الابصار باطنی ہوتے ہیں انہیں غیبی معاملات اور مشاہدات پر قدرت حاصل ہے۔ ایسا کارنامہ انکے نام نامی اور اسم گرامی سے طے ہوتا ہے۔ جو کسی شرع۔ یا عرف۔ یا مذہب یا شرب میں شک وشبہ نہیں ہوتا۔ ان کے سامنے التجا۔ ندا۔ استمدا کی مخالفت نہیں ہوتی۔ بلند پایہ علمار کرام نے بھی ایسے عقیدہ کو جائز مانا ہے۔ لیکن ایسا کرنا ضرورت کے وقت ہی مناسب ہے۔

O

۱۰۹

حیات انبیار کرام

علمار دین کا یہ متفقہ نظریہ ہے۔ کہ انبیائے کرام زندہ جاوید ہیں اور موت ان کی زندگی کا خاتمہ نہیں کر سکتی۔ خصوصاً سیدالانبیار رسولِ مقبول صاحب لوائے محمودؐ کی ذات گرامی جو تمام رسولوں کے امام اور انبیار کرام کے قافلہ سالار ہیں، کے بارے میں یہ تصور کرنا کہ آپ زندہ نہیں ہیں۔ خلافِ ادب ہے۔ بارگاہِ نبوت کے زائرین پر جب آتا ہے کہ جب وہ زیارت کریں تو یوں محسوس کریں کہ وہ حضورؐ کو زندہ دیکھ رہے ہیں۔ انبیار کرام کی ذات جسمانی زندگی کی طرح ہی ہے۔ حدیث پاک میں ایسے شواہد ملتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اکثر انبیار کرام کو اپنی اپنی قبروں میں نماز پڑھتے دیکھا ہے اکثر انبیار اپنی اپنی قبروں میں سجدہ کرتے نظر آئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انبیار کرام کے اجسام کو زمین پر حرام قرار دیا ہے۔ پھر انبیار کرام کے اجساد قیامت تک

marfat.com

ضائع نہیں ہوں گے۔ حضور علیہ السلام اپنی قبر پر حاضر ہونے والوں کے سلام کو سنتے ہیں اور اس کا جواب دیتے ہیں۔ ہزاروں فرشتے آپ کی بارگاہ پر حاضری دیتے ہیں۔ لاکھوں ملائکہ اللہ کی طرف سے مقرر کیئے گئے ہیں کہ روضہ اطہر پر حاضری دیں اور پھر ساری کائنات کی سیاحت کریں وہ اُمت کے صالحین کے اعمال دیکھ کر حضورؐ کی بارگاہ میں پیش کریں۔ دنیا والوں کی خیر و شر کی خبریں حضور تک پہنچائیں۔ فیضانِ نبوت سے ہر ایک کو اپنی اپنی بساط کے مطابق حصہ ملتا رہتا ہے۔ آپ قبر کے اندر سے ہی حاجات پوری کرتے ہیں۔ اور آپ کے سامنے حجابات ارضی اور سماوی اور طبقات جنت اور منازل تفریح ایسے ہی ہیں جیسے ظاہری زندگی میں ہوتے ہیں۔

ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے۔ کہ انبیاء کرام کو چالیس دن سے زیادہ قبر میں نہیں رہنے دیا جاتا۔ خود حضور کے جسم پاک کو وصال کے چوتھے روز اُٹھا لیا گیا تھا۔ اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ نہ تو ہم ان حضرات انبیاء کو پابند قبور کہہ سکتے ہیں۔ اور نہ یہ تسلیم کر سکتے ہیں۔ کہ ان کا جسم اور قبر سے تعلق ٹوٹ گیا ہے۔ بلکہ انہیں اپنی قبروں سے مسلسل رابطہ اور واسطہ قائم ہے اُن کی قبروں سے نقل و حرکت بھی مستحکم رہتی ہے۔ اس چیز پر واضح اور قاہر دلائل ملتے ہیں۔ پھر لوگوں نے ایسے ایسے آثار اور مشاہدات دیکھے ہیں جنہیں جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ وہ قبروں میں رہتے ہوئے بھی بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوتے ہیں۔ اسی طرح اولیاء اللہ چونکہ حضورؐ کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں اور وہ انوارِ نبوت سے مستنیر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں بھی اپنے درجات و مناصب کے مطابق حیات بعد الممات سے نوازا ہے۔ یہ زندگی انہیں دائمی حاصل رہتی ہے۔ اس میں کسی وقت

marfat.com

بھی انقطاع نہیں آتا وہ دنیاوی اماکن و مساکن عزیز و اقارب اہل عقیدت اور اہلِ محبت سے دُور نہیں ہوتے۔ بعض حالات میں تو اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کے تصرفات اور کمالات کو ظاہری زندگی سے بھی بڑھا دیتا ہے اور وہ مخلوق کی حاجت روائی اور دستگیری ظاہری زندگی سے زیادہ کرتے رہتے ہیں۔

ان حضرات کے درجات پر دوسرے صالحین اُمّت کے احوال کو تصوّر کر لینا چاہیئے۔ خاکی اجسام میں روحوں کا دوبارہ آنا۔ مقامات برزخ کا ایک حصّہ ہے مگر اس کی شکل و صُورت مثالی ہوتی ہے۔ وہ پُوری قوّت سے ہمارے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ زائرین کے حالات سے واقف ہوتے ہیں۔ اس ثواب سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں۔ جو ان کے پسماندگان خیرات صدقات کی صورت میں محتاجوں کو دیتے ہیں۔ نقدی کی ادائیگی۔ اجناس کی بخشش وقف کے معاملات۔ قربانی و صدقات کی ادائیگی۔ غرضیکہ تمام کی تمام نذرین اُن کے علم میں ہوتی ہیں۔ اس ثواب سے باقاعدہ حصّہ پاتے ہیں۔ وہ مخصوص اوقات میں۔ مخصوص مقامات پر قرآن پاک کی تلاوت کے فوائد۔ نیکیوں کی ادائیگی۔ خیر و برکات کے اجراء۔ عبادت ریاضت پر پابندی۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی تمام عنایات سے انہیں توقع کے مطابق حصّہ ملتا ہے۔ اسی طرح ان کی برائیوں اور ظلم و ستم کا نشانہ نہ بننے والے افراد جب تک تکلیف میں رہتے ہیں۔ انہیں نفخ صور تک سزا ملتی رہے گی۔

○

marfat.com

۱۱۰

ایصالِ ثواب کیلئے نذرونیاز

ایصالِ ثواب کیلئے نذر و نیاز جو خالصتہً اللہ کی بارگاہ میں پیش کی جاتی ہے جائز ہے۔ انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے ارواح طیبہ کے ایصالِ ثواب کے لئے نذرانہ پیش کرنا بھی جائز ہے۔ ان کے ایصالِ ثواب کے لئے عبادات نوافل۔ ریاضات کرنا۔ کھانے پینے کی چیزیں دینا۔ ان کے نام پر فتوحات و نیاز دینا جائز ہے۔ اسی طرح تبرک۔ زیارات۔ پھر تقسیم نقدی یا اجناس جو اموات کے ایصالِ ثواب کے لئے ہو۔ سب کی سب جائز اور مستحب ہیں۔

وہ نذر جو دنیاوی حاجات کی تکمیل خواہ ذاتی ہوں یا صفاتی صرف بارگاہ رَبّ قدیر میں ادا کرنا ہی بہتر ہے۔ یہ نذر خواہ عبادت یا ریاضت کی شکل میں ہو یا محتاجوں کو کھانا کھلانے یا پانی پلانے کی صورت میں ہو اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنا ضروری ہے۔ ایسی نذر کا وقت مقررہ پر ادا کرنا ضروری ہے اور خلوصِ دل اور حضورِ قلب سے اس کی ادائیگی ضروری ہے۔ اگر یہ نذر اللہ کی بارگاہ میں پیش کرے۔ تو اس کی بارگاہ میں صدق ارادت سے التماس کرے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم ۔

پھر یہ تمام مشروبات و ماکولات محتاج اور فقیروں میں تقسیم کر دے۔ ان میں نیک سیرت اور صالح لوگوں کو ترجیح دے۔ ان کے اہل و عیال کے اخراجات کا خیال رکھے۔ ایسی نذر اور خیرات کا استعمال فقراء اور غرباء کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے جائز نہیں ہاں اگر نذر سے زائد چیزیں مہیا ہو جائیں تو احباب و اقرباء کو بھی تقسیم کی جا سکتی ہیں۔

marfat.com

نذر ماننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنے لئے کسی نیک کام کی تمنا رکھے۔ پھر نقد نذرانہ خواہ اجناس کی صورت میں ہو۔ یا طعام کی شکل میں ہو۔ محض اللہ کے لئے ان حضرات پر وقف کرے جو مستحق ہوں۔ پھر اس کا ثواب انبیاء کرام کے ارواح مقدسہ اولیاء کبار اور صالحین کو ایصال کرے نیت یہ ہو۔ کہ ایسے ثواب اللہ تعالےٰ اپنے ان نیک بندوں کے لئے پسند فرماتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا والوں کے تمام کاروبار ان اللہ والوں کی توجہ سے سرانجام پاتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ کے مقربین میں سے ہیں۔ وہ محرم راز صمدیت ہوتے ہیں۔ لہذا اپنے مقاصد کو ایصالِ ثواب کے وقت ذہن میں رکھے۔

اس کے علاوہ نذر میں دو چیزیں ملحوظِ خاطر رہیں جو کھانے عارفان و کاملان کی نیاز کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ اور عابدوں اور زاہدوں کی ضیافت کیلئے تیار کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ہر قسم کے لوگ کھا سکتے ہیں۔ ان میں امیر و غریب سب شامل ہو سکتے ہیں۔ مجلس میں موجود یا غیر حاضر لوگ بھی اس طعام سے حصہ لے سکتے ہیں۔ چنانچہ یہ طریقہ ہمارے ارباب تصوف اور خانقاہوں میں رائج ہے۔ عرسوں کے مواقع پر مقررہ تاریخ کی تقاریب پر۔ یا فاتحہ خوانی کی مجالس میں کھانا پکانا اور اسے تمام لوگوں پر تقسیم کرنا جائز ہے۔ ایسے کھانے پر اگر رَبَّنَا تَقَبَّل مِنَّا پڑھ لیا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔ ورنہ صاحب طعام کی طبیعت کے مطابق صاحب نیاز کو ایصالِ ثواب کرے۔

اسی طرح جو حضرات نقدی یا طعام کی صورت میں آستانہ پر لاتے ہیں لباس اور پوشاک کی صورت میں جو نذرانہ پیش کرتے ہیں یہ تمام چیزیں تبرکاً۔ تیمناً یا اُخروی ثواب کی خاطر پیش کی جاتی ہیں۔ خواہ وہ صاحب مزار کے لئے حاضر کی جائیں یا زندہ کاملین کے آستانہ پر لائی جائیں۔ ان کی

marfat.com

تملیک اور تصرف میں لائی جانی چاہیئے اور دل میں یہ عقیدہ رہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ اس سے بھی بہتر انعامات عطا فرمائے گا۔ اگر کوئی زائر کسی دن کی تخصیص کر لیتا ہے، اور اسی خاص تاریخ پر طعام یا لباس پیش کرتا ہے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ ہاں اسے یہ خیال نہ کرنا چاہیئے۔ یہ حقیقت ہے کہ سال و ماہ کے بعض ایام اپنے فضائل اور درجات کے لحاظ سے خصوصی مقام رکھتے ہیں اسی طرح بعض بزرگان دین کی طبعی خوشنودی کے لیئے بعض اشیاء یا کھانے بھی مرغوب اور دلپسند ہوتے ہیں۔ ان اعمال میں زائر کی اظہار عقیدت کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔

طالبِ صادق کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ صاحب مزار یا مرشد کی دلجوئی کے لیئے آداب زیارت اور اقسام نیاز کو فوقیت دیتا رہے اور اس میں بزرگان دین کی اتباع بڑی ضروری ہوتی ہے۔ ان حالات میں شرعی اور روحانی طور پر کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں ہوتی۔ بلکہ طریقت میں وہی چیز زیادہ محبوب و مقبول ہے۔ جو شریعت کی اتباع میں بجا لائی جائے۔ یہ اعمال سالکان راہِ طریقت کو بلند منازل تک پہنچاتے ہیں۔ جس طرح بزرگانِ دین سے بداعتقادی سے راہِ شریعت سے بھٹک کر شرک خفی اور جلی کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ انہیں شعور اور علوم شریعت سے واقفیت نہیں ہوتی وہ اہل اللہ کے قریب رہ کر بھی گمراہ ہو جاتے ہیں۔ ایک طالبِ حق کے لئے ضروری ہے کہ وہ بزرگانِ دین کے احوال و مقامات پر خواہ مخواہ تنقید و تنقیص نہ کرتا رہے۔ ہر ایک انسان اپنے مالی اور بدنی ثواب کا ذمہ دار ہوتا ہے اور وہ اپنے اعمال و کردار سے اہل قبور کو ثواب بھی پہنچاتا ہے اس کی اس طرز سے اہل قبور کے لیئے فتوحات کے دروازے کھلتے ہیں۔

marfat.com

اور انہیں عذاب و عتاب میں تخفیف ہوتی ہے اس ایصالِ ثواب کے سینکڑوں طریقے ہیں۔ فقراء اور محتاج لوگوں کو کھانا کھلانا۔ نقدی یا جنس دے دینا۔ تلاوتِ قرآن پاک سے ایصالِ ثواب کرنا۔ نوافل اور اذکار سے ثواب کرنا۔

لہٰذا صدق نیّت سے کسی ریا کے بغیر اللہ کی خوشنودی کے لئے کام کرتا رہے۔ اور رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا کی التجا کرتا رہے اور ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرے کہ اے پروردگار عالم اور غفار و رحمٰن میں تیرے راستہ میں ان اعمال کو لیکر حاضر ہوا ہوں۔ اپنے خاص فضل و کرم سے اپنے نیک بندوں کی بدولت مجھے ثواب عطا فرما اور عالم برزخ میں جو ارواح ہیں۔ انہیں اپنی رحمت سے مالامال فرما۔ جس قدر کلام اللہ پڑھنے کی ہمت ہو۔ جس قدر طعام یا لباس غربا میں تقسیم کرنے کی طاقت ہو کرے۔ صاحب مزار کے متعلقین۔ متوسلین کی خدمت میں تحائف پیش کر سکتا ہو تو کرے۔ یاد رہے۔ جو کھانا پکائے۔ جس مصرف کی نیت سے پکایا گیا ہو اسی پر صرف کرے۔ احباب کی ضیافت۔ درویشوں کی خدمت۔ اہلِ دل کے لئے تحائف پر خرچ کرے اور ان تمام اعمال و تحائف کا ثواب اللہ تعالےٰ سے توقع رکھے۔ اسی طرح جسمانی ریاضت نوافل تسبیح و تہلیل۔ کلمہ و درود و سلام کے ثواب اللہ سے حاصل کرے۔

○

marfat.com

۱۱۱

شجرۂ حضرات چشت

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے حضرت شاہ محمّد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ تک

والہٗ رہد از ہر بلا گردد از اہل بہشت
ہر کہ او با صدق خواند شجرۂ پیرانِ چشت

۱:۔ حضرت ابی سعید خواجہ حسن بن ابی الحسن بصری قدس سرّہٗ آپ خیر التابعین تھے۔ حضور کی اُمّت کے شیخ اور امام تھے۔ آپ کو سیّدنا علی المرتضیٰ سے باطنی فیض ملا تھا اور آپ نے حضرت اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا۔

۲:۔ قطب عالم شیخ اعظم حضرت خواجہ ابو الفضل عبد الواحد بصری قدس سرّہٗ آپ کو دو طرفہ نعمت روحانی حاصل تھی۔ ایک تو خواجہ حسن بصری قدس سرّہٗ سے دوسرے حضرت خواجہ ابو لمجد کمیل بن زیاد رضی اللہ عنہٗ سے آپ نے کمیلی فیض تو ابو لعیقوب سوسی قدس سرّہٗ کو عطا کر دیا۔ ہم اس کی تصریح وتشریح خانوادہ اوّل میں کر آئے ہیں۔

۳:۔ قطب ولایت۔ حضرت خواجہ ابو الفیض جمال الحق والدّین فضیل بن عیاض مکّی قدّس سرّہٗ۔

لہ:۔ ترجمہ:۔ جو شخص پیران چشت کا شجرہ عالیہ صدق دل سے پڑھے گا۔ وہ ہر قسم کی بلا سے محفوظ رہے گا۔

marfat.com

آپ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید سے فیض یافتہ تھے۔ انہیں اپنے مرشد شیخ منصور ابن معمر سلمی کوفی سے اجازت ملی تھی۔ پھر انہیں حضرت ابی بکر محمد بن مسلم بن شہاب الزہری سے فیض ملا۔ انہیں محمد بن جبیر انہیں اپنے والد مکرم جبیر بن مطعم القرشی سے خلافت حاصل ہوئی تھی جبیر بن مطعم القرشی رضی اللہ عنہ حضور رسالتمآبؐ کے جلیل القدر صحابہ میں سے تھے۔ مگر طریقت میں آپ کو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فیض ملا تھا۔ جس طرح حضرت ابی عبداللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ باوجودیکہ حضرت سید الانبیاء کے بڑے پیارے صحابی تھے۔ مگر انہیں افتخار عالمیاں یار غار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روحانی دولت ملی۔ آپ کا فیض حضرت امام قاسم ابن محمد ابن صدیق اکبر اور ابوالحلیم حبیب ابن سالم راعی کو پہنچا تھا۔ حضرت امام قاسم کی وساطت سے یہ فیض طریقت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو ملا۔ پھر وہاں سے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کو منتقل ہوا تھا۔

حضرت شیخ منصور رضی اللہ عنہ جن کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں حضرت محمد ابن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے علاوہ شیخ ابی عمران موسیٰ بن زید راعی صاحب ارشاد سے بھی فیض یافتہ تھے۔ انہیں حضرت بحر الاسرار خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے نعمت روحانیت ملی تھی۔ ان کے مناقب و مدارج حد و حساب سے باہر ہیں۔

حضرت خواجہ اویس قرنی

اگرچہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے زمانہ نبوت و رسالت پایا تھا۔ مگر ظاہری آنکھوں سے حضور سید کائنات کے جمال جہاں آرا کو نہ دیکھ سکے آپ کو حضورؐ کی محبت باطنی کی دولت ملی۔ حضرت عمرؓ اور حضرت

marfat.com

علی رضی اللہ عنہما کی وساطت سے آپ کو خرقہ خلافت ملا۔ حضورؐ کا سلام پہنچایا اور آپ سے اُمتِ محمدیہ کے لئے دعائے خیر و برکت کرائی گئی۔ آپ اس معنوی آپ اس معنوی خلافت اور امامت کے ساتھ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے اس لشکر میں موجود تھے۔ جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی افواج کے مقابلہ میں نکلا تھا۔ بعض روایات میں پایا جاتا ہے۔ کہ آپ نے اسی جنگ میں جام شربت شہادت نوش فرمایا تھا۔ آپ کا اویسی فیض سارے عالم اسلام کے صوفیار تک پہنچا تھا۔ پھر شیخ منصور ممدوح کو ابی بکر محمد اور شیخ ابی عمران موسیٰ رضی اللہ عنہما نے بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فیض پایا۔ حضرت شیخ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت امام باقر کے والدِ مکرم امام جعفر صادق سے بھی فیض ملا۔ اور آپ اس سلسلہ میں بے پناہ برکات اور فوائد کے حقدار بنے۔ رضی اللہ عنہ

۴:۔ حضرت ابواسحاق ابراہیم بن ادھم قلندر بلخی۔ حضرت ابراہیم سلطان التارکین تھے۔ آپ ظاہری سلطنت اور شاہنشاہی کو چھوڑ کر حضرت خضر علیہ السلام کی مصاحبت میں چلے آئے تھے۔ پھر آپ نے حضرت ابوالقاسم بغدادی۔ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی جیسے حضرات سے استفادہ کیا۔ آپ کو حضرت شیخ ابی عمران موسیٰ۔ شیخ ابا عتاب منصور بن معتمر السلمی اور شیخ معمر جبلی رضی اللہ عنہم سے فیضان ملا۔ شیخ معمر حضورؐ کے صحابی تھے اور آپ کا مزار اردبیل اور جیلان کے درمیان ہے۔ بعض حضرات نے آپ کو اسی بنا پر تابعین میں شمار کیا ہے۔ آپ کو چاروں خلفاء سے فیض ملا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ کے تمام فضائل خلافت معنوی سے ملے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چاروں خلفاء آپ کے فیضان کا منبع تھے مناقب صدیقی۔ مناسب اویسی۔ فیضان جبلی۔

marfat.com

نعمات خضری برکات شرعی اور تصرفات امامی آپ کی ذات میں جمع تھے اور یہی سلسلہ آگے چل کر سلسلہ چشتیہ میں منتقل ہوا۔

۵:۔ حضرت خواجہ سدیدالدین حذیفۃ المرعشی ابن قتادہ الانطاکی قدس سرہٗ

۶:۔ خواجہ امین الحق ہبیرہ بصری قدس سرہٗ

۷:۔ خواجہ کریم الدین علوی دینوری قدس سرہٗ

۸:۔ خواجہ شریف الدین ابو اسحاق شامی قدس سرہٗ۔ آپ سلسلہ چشتیہ کے بانی اور سرخیل تھے۔

۹:۔ حضرت خواجہ ابو احمد ابدال قدس سرہٗ آپ ابو شکور سُلمی قدس سرہٗ کے پیر و مرشد تھے۔ اور حضرت اسعد سلطان سرساف امیرالدین ابن الامیر و شریف ابن الشریف ولایت چشت کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کا نسب عالی حضرت امام ابو محمد حسن بن علی المرتضیٰ سے ملتا ہے۔ ہمارے چشتیہ بزرگان سلسلہ میں سے آپ ہی پہلے بزرگ ہوئے ہیں۔ جنہیں ابدال کا لقب ملا تھا۔ پھر آپ کی طفیل ہی دوسرے حضرات چشت کو منصب ابدالیت نصیب ہوتا رہا۔ آپ زندگی کے آخری حصہ میں قطب ابدال کے منصب پر فائز ہوئے بعض حضرات کا خیال ہے۔ کہ آپ کا مزار ہندوستان میں ہے بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ محمود غزنوی کے لشکر کے ساتھ برصغیر میں تشریف لائے تھے۔ مگر فتوحات کے بعد آپ پھر واپس چلے گئے۔ اور قصبہ چشت میں قیام فرما ہوئے مگر ہماری تحقیق کے مطابق صحیح بات یہ ہے کہ خواجہ ابو محمد جو آپ کے فرزند ارجمند تھے۔ ستر سال کی عمر میں ایک غیبی اشارہ سے محمود غزنوی کے لشکر میں

marfat.com

میں شریک ہوئے تھے اور غزنوی فتوحات اکثر و بیشتر آپ کی برکات کا نتیجہ ہیں۔ کیونکہ یہ سرزمین حضرات چشت کی روحانی سلطنت ہے۔ اور اس سرزمین میں ان حضرات چشت نے تربیت دی تھی۔ مگر بادشاہانِ وقت اور سلاطین زمانہ ان حضرات کے زیر سایہ تیغ زنی کرتے کرتے فتحیابیاں حاصل کرتے رہے تھے۔ لہٰذا اِن حضرات چشت نے بادشاہوں کے لشکروں کے ساتھ دور دراز علاقوں کے سفر اختیار کئے۔ فتح کے بعد پھر چشت میں واپس چلے آتے تھے۔ محمود غزنوی دوسری بار ہندوستان آیا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر آپ اس بار ساتھ نہ جا سکے۔ مگر غازی محمود کی دلدہی کے لئے اپنے خلیفہ خاص حضرت خواجہ محمد شکور السلمی کو لشکر کے ساتھ کیا۔ ان بزرگوار کی برکات و فیضان سے بڑی بڑی فتوحات حاصل ہوئیں۔ آپ کا مرقد پُرانوار ہندوستان میں ہے۔ آج تک آپ کے مزار پُرانوار سے نور کی شعاعیں بلند ہوتی رہتی ہیں۔ پھر آپ کے آستانہ عالیہ سے کرامات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ حضرت خواجہ وحید العصر والدھر حضرت فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ سے کہ آج تک آپ کے مزار پر زائرین کا ایک ہجوم رہتا ہے۔ پھر نظام الدین بدایونی قدس سرہٗ بھی اس مزار پرانوار سے استفادہ فرمایا کرتے تھے ان دنوں لاکھوں روپوں کے خرچ سے مزار پُرانوار کو از سرِ نو بنایا گیا ہے۔ راقم الحروف بھی لبسا اوقات حاضری سے شرف سے مشرف ہو کر تسکین قلب کی دولت حاصل کرتا رہتا ہے۔

marfat.com

۱۰:۔ ابی احمد ابدال :۔ آپ مقبول بارگاہ حضرت خواجہ ابومحمدؒ ابن قدوۃ الدین حضرت خواجہ احمد ابدال کے فرزند ارجمند تھے۔ اپنے والد کے علاوہ آپ کو قطب المجازیب قطب الدین حیدر زوہاجی سے بھی خلافت ملی تھی۔

۱۱:۔ حضرت قطب الدین مودود چشتی قدس سرہٗ۔ آپ حضرت خواجہ ابو اسحٰق یوسف قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت شیخ الاسلام زندہ پیل جام ابونصر احمد بن ابی الحسن جامی باسقی قدس سرہٗ سے بھی خلافت یافتہ تھے۔ حضرت زندہ پیل اپنے زمانہ کے نابغہ روزگار عالم اجل اور ولی کامل تھے۔ وقت کے اکابر میں شمار ہوتے تھے۔ اور صاحب تصرّف بزرگ تھے۔ کئی لاکھ انسان آپ کے ہاتھ پر تائب ہوئے آپ کو حضرت شیخ ابوسعید ابو الخیر فضل اللہ مہینمی قدس سرہٗ سے خلافت حاصل تھی۔ آپ خاندان جلالی کے بانی بزرگوں میں سے تھے۔

۱۲:۔ حضرت خواجہ منیر الدین حاجی محمدؐ شریف زندنی قدس سرہٗ

ارباب تاریخ میں سے اکثر حضرات نے لکھا ہے کہ اگرچہ حاجی محمدؐ شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک وہند میں تشریف نہیں لائے۔ مگر قنوج کے شرفاء حضرت کے مزار پاک کو قنوج شہر کے مضافات میں دریا کے کنارے بتاتے ہیں۔ سید الاقطاب کے مصنّف نے لکھا ہے کہ بندہ کئی بار آپ کے مزار کی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔

۱۳:۔ حجّت الحق حضرت خواجہ ابی النور عثمان ہارونی قدس سرہٗ

۱۴:۔ شاہ اقلیم ہندوستان بدر العارفین شمس الصالحین خواجہ معین الملت

marfat.com

والدین حسن سنجری قدس سرہٗ۔ آپ حضرت قطب ربانی غوث صمدانی سیّد عبدالقادر جیلانی کی صحبت سے بھی فیض یافتہ تھے۔

۱۵:۔ قطب الاقطاب فرد الاحباب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی رحمۃ اللہ عنہٗ۔

۱۶:۔ وحید العصر فرید الدھر حضرت خواجہ مسعود شکر گنج قدس سرہٗ۔ آپ کو حضرت ہند الولی سے بھی نعمت ملی تھی۔

۱۷:۔ سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین قدس سرہٗ

۱۸:۔ منیر الحق والدین محمود فاروقی چراغ دہلوی قدس سرہٗ۔

۱۹:۔ کمال الحق والدّین علامت الفاروقی قدس سرہٗ۔ آپ حضرت خواجہ چراغ دہلوی کے حقیقی خواہر زادہ تھے۔ آپ کے والد مکرّم حضرت خواجہ چراغ دہلوی کے عم زاد تھے۔ مخدوم کمال الدین اپنے زمانے کے فاضل اجل تھے۔ وقت کے بلند پایہ علماء نے آپ سے تعلیم حاصل کی۔ ان میں سے مولانا احمد تھانسیری مولانا عالم پانی پتی مولانا عالم سنگریزہ ملتانی اور تاتار خان جیسے نامور آپ کے ہی شاگردان رشید تھے۔ آپ کو حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رضوی خالدی قدس سرہٗ سے بھی خرقہ خلافت ملا تھا۔

۲۰:۔ حضرت خواجہ سراج الدین محمد قدس سرہٗ۔ آپ کو اپنے والد مکرّم خواجہ کمال الدین سے خرقہ خلافت ملا تھا۔ پھر خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی سے بھی خلافت یافتہ تھے۔ آپ کا وصال ۸۰۷ھ میں گجرات میں ہوا تھا۔

۲۱:۔ حضرت شیخ علم الدّین والحق قدس سرہٗ۔ آپ حضرت شیخ سراج الحق

marfat.com

کے فرزند تھے۔ اپنے والد کے علاوہ آپ کو سید محمد ابن سید یوسف حسنی المعروف گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خلافت حاصل تھی۔ حضرت گیسو دراز حضرت مخدوم چراغ دہلی کے جلیل القدر خلیفہ تھے۔

۲۲:۔ حضرت شیخ محمود معروف بہ شیخ راجن قدس سرہٗ۔ آپ شیخ علم الدین ممدوح کے فرزند ارجمند تھے۔

۲۳:۔ شیخ جمال الدین المعروف بہ شیخ جمن قدس سرہٗ آپ کو اپنے چچا شیخ نصیر الدین قدس سرہٗ سے خرقہ خلافت ملا تھا۔ جو اپنے والد شیخ محمد عارف کے مجاز تھے۔ آپ شیخ سراج الدین کے دوسرے بیٹے اور شیخ علم الدین کے برادرِ حقیقی تھے۔

۲۴:۔ حضرت شیخ ابی صالح حسن محمد چشتی قدس سرہٗ۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی شیخ احمد بن شیخ کمال الدین العلامت الفاروقی تھا۔ اپنے خال مکرم سے فیض یافتہ تھے اور اپنے آبا و اجداد سے نسبت شرح الصدر قایم تھی۔ آپ کو اپنے خاندان کے خواجہ جمال الدین قادری قدس سرہٗ سے بھی فیض ملا تھا۔ وہ نوربخشی سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے اسی طرح آپ کو شیخ بہاء الدین سہروردی کی وساطت سے سلسلہ سہروردیہ سے بھی فیض حاصل تھا۔ آپ بڑے صاحب تصانیف بزرگ تھے۔ قدس سرہٗ

۲۵:۔ حضرت شیخ محمد شمس الدین ابی المحسن بن شیخ حسن محمد قدس سرہٗ آپ کو اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت مخدوم نصیر الدین محمود کے مزار سے بھی فیض ملا تھا۔ آپ کی تصانیف کا تذکرہ خانوادۂ فخری میں گذر چکا ہے۔

۲۶:۔ حضرت شیخ محی الدین ابو یوسف یحییٰ المدنی قدس سرہٗ۔ آپ حضرت

marfat.com

شیخ محمود بن شیخ محمد بن ابی الحسن کے مُرید تھے۔ آپ کو اپنے جدِ بزرگوار سے خلافت ملی تھی۔

۲۷:۔ حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی قدس سرہٗ۔ آپ کی وساطت سے نقشبندی طریقہ حضرت خواجہ سیّد محترم لاہوری کی وساطت سے سلسلہ چشتیہ میں شامل ہوا تھا۔

۲۸:۔ خواجہ مولانا محمد نظام الدین اورنگ آبادی قدس سرہٗ

۲۹:۔ حضرت مولانا فخر الدین شاہجہان آباد قدس سرہٗ

۳۰:۔ حضرت مولانا نور محمد پنجابی قدس سرہٗ

۳۱:۔ حضرت مولانا محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین الی یوم الدین

○

۱۱۲

سلسلہ قادریہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حضرت شاہ سلیمان تونسوی تک

۱:۔ سیّد الشہداء حضرت شہید کربلا امام ہمام شاکر بہ رضا سیّدنا حسین رضی اللہ عنہٗ آپ جناب رسالتمآب سیّد الانبیاء کی نبوّت کی گود میں پلے اور نعمتِ حقیقی سے بہرہ ور ہوئے۔ پھر آپ کو اپنے والد مکرم حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی تربیت نے ولایت اور خلافت سے سرفراز فرمایا

marfat.com

آپ اپنی والدہ ماجدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے مستفیض ہوئے۔
امام دوم حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے خلافت و امامت پائی۔

۲:۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

۳:۔ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

۴:۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔ آپ کو حضرت امام قاسم کی وساطت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فیضان سے حصہ ملا اور نعمائے صدیقی کے امین ہوئے۔ آبائی تربیت کے علاوہ حضرت امام قاسم کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے بھی روحانی فیض ملا تھا جنہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے توسل سے حضور نبی کریم سے ولایت کی نعمت پائی تھی۔

۵:۔ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ۔

۶:۔ حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ۔

۷:۔ حضرت معروف بن علی کرخی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کو مختلف وسائل سے روحانی نعمتیں میسر ہوئیں۔ آپ امام ہمام کے دربان خاص رہے۔ ابی سلیمان داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یافتہ تھے۔ انہیں جبیب عجمی فارسی بصری سے فیض ملا۔ پھر انہیں حسن بن ابی الحسن بصری سے نعمت روحانی میسر تھی۔ حضرت داؤد طائی کی ایک نسبت ابو حلیم جبیب بن سالم جو حضور کے جلیل القدر صحابی تھے۔ حضرت سلمان فارسی جنہیں حضور کی بارگاہ سے ابن الاسلام اور سلمان الخیر کے خطابات ملے تھے۔ پھر ایک نسبت حضرت سعید بن عبد العزیز شامی قدس سرہ السامی سے بھی حاصل تھی۔ جنہیں حسن بصری اور بکر کوفی سے نسبت تھی۔

marfat.com

پھر بشر حافی صاحب فضیل بن عیاض سے خلافت و اجازت حاصل تھی۔

۸:۔ حضرت ابوالحسن سرّی سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید سیّدنا جنید بغدادی رضی اللہ عنہٗ

۹:۔ حضرت جنید بغدادی رئیس الطائفہ صوفیاء رضی اللہ عنہٗ

۱۰:۔ حضرت ابی بکر جعفر بن یونس شبلی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت جنید بغدادی کے خلیفہ اعظم تھے۔

۱۱:۔ حضرت ابی الفضل عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی رحمۃ اللہ علیہ آپ نے والد حضرت عبدالعزیز بن حارث تمیمی سے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا جو حضرت شبلی کے خلیفہ خاص تھے۔

۱۲:۔ حضرت ابی الفرح محمد بن عبداللہ طرطوسی قدس سرّہٗ

۱۳:۔ حضرت ابی الحسن علی بن محمد بن یوسف القرشی الہنکاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۴:۔ حضرت ابی سعید مبارک بن علی حسین مخزومی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵:۔ قطب ربانی غوث صمدانی حضرت شیخ سیّد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶:۔ ضیاءالدین حضرت ابی نجیب عبدالقاہر بن عبداللہ بن سعد محدث شافعی سہروردی بکری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کو باطنی فیض دو طرف سے ملا تھا۔ ایک تو حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اور دوسرے اپنے چچا حضرت وجیہ الدین ابی حفص عمر قاضی قدس سرّہٗ سے۔ حضرت قاضی کو اپنے والد مکرم حضرت محمد نجیب الدین معمر رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل تھی۔ آپ سہروردی تھے۔ جو حضرت عبداللہ بن سعد سے مجاز تھے۔ شیخ احمد دینوری کے تربیت یافتہ رہے۔ جنہیں شیخ ممشاد جو حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی

marfat.com

کے مرید تھے فیض ملا۔قاضی ممدوح اپنے والد بزرگوار کے علاوہ بھی خلافت رکھتے تھے۔اس طرح آپ کو شیخ ابی الفرج زنجانی جو ابی العباس احمد بن محمّد فضل بنا رندی کے مرید تھے۔فیض حاصل تھا آپ سیّدالاوتاد حلیف الشیرازی کے مرید تھے۔

۱۷:۔ حضرت ابی یاسر عمار بن یاسر بن محمّد بن مطر اللہ لسبی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸:۔ حضرت ابی الجم الحق والدّین احمد بن عمر بن محمّد خوارزمی الشافعی معروف بہ شیخ الکبریٰ۔شیخ ولی تراش آپ ابتدائے کار میں حضرت قاضی البو حفص کی صحبت میں رہے۔پھر ضیاء الدّین ابی بخیب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں فیضان طریقت حاصل کیا۔اور درجہ کمال کو پہنچے۔حضرت شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر ایک عرصہ شیخ ابی یاسر عمّار اور شیخ روزبہان بقلی کبیر فارسی کی تربیت میں رہے یہ دونوں حضرات سلسلہ سہروردیہ کے بانیوں میں سے ہیں۔آپ نے تکمیلی خرقہ خلافت بھی حضرت شیخ محمّد اسماعیل قصری سے حاصل کیا تھا۔حضرت بابا فرخ تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خصوصی لبادہ اتار کر انہیں عطا کیا تھا۔اس طرح آپ کو سہروردی سلسلہ کے جلیل القدر مشائخ سے بھی نعمت روحانیّت ملی۔

۱۹:۔ شیخ ابی سعید مجدّدالدّین شرف بن المؤید بن ابی الفتح بغدادی

۲۰:۔ حضرت ابی العلاء رضی الدّین علی بن سید عبدالجلیل غزنوی معرُوف بہ لالہ جنہوں نے شیخ نجم الدّین کبریٰ اور شیخ بغدادی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا۔

marfat.com

۲۱۔ شیخ جمال الدین احمد جوزفانی قدس سرہٗ

۲۲۔ شیخ نورالدین عبدالرحمان کسرتی السفرائی بغدادی المشہور بہ شیخ کبیر قدس سرہٗ۔

۲۳۔ ابی المکارم رکن الدین احمد بن محمد بن احمد بن محمد الحسنی المعروف علاء الدولہ سمنانی قدس سرہٗ السامی۔

۲۴۔ شیخ شرف الدین محمود بن عبداللہ مزدقانی قدس سرہٗ

۲۵۔ حضرت امیر سید علی بن شہاب سمانی بن محمد الحسنی الہمدانی معروف لعلی الثانی

آپ نے شیخ ابوالبرکات تقی الدین علی دوستی سمنانی اور شیخ ابی المیامن نجم الدین محمد بن احمد الموفق الادکانی سے خرقہ خلافت پایا تھا۔

۲۶۔ شیخ ابواسحاق بن مبارک شاہ الحسنی الختلانی قدس سرہٗ۔

۲۷۔ حضرت سید محمد بن محمد بن عبداللہ الحصوی القطفی الکاظمی ملقب بہ نوربخش قدس سرہٗ۔

۲۸۔ شیخ محمد بخش نوربخشی قدس سرہٗ۔

۲۹۔ شیخ محمد غیاث الدین نوربخشی قدس سرہٗ۔

۳۰۔ شیخ حسن محمد ابی صلیح قدس سرہٗ۔ آپ کو حضرات چشت کی نعمت اپنے ہی خاندان سے ملی تھیں۔ البتہ سہروردی خلافت حکیم شیخ بہاء الدین سے ملی۔ انہیں شیخ شعراللہ سہروردی سے اور انہیں یوسف سہروردی سے انہیں شیخ برہان الدین سے اور انہیں شیخ صدرالدین سے انہیں شیخ محمد سے انہیں شیخ الاسلام سے انہیں شیخ محمد اسماعیل شہید سہروردی سے انہیں شیخ رکن الدین ابی الفتح فیض اللہ المعروف رکن العالم ملتانی سے انہیں اپنے والد صدرالدین محمد عارف ملتانی

marfat.com

سے انہیں اپنے والد بزرگوار ابی محمّد بہاء الدّین زکریا ملتانی بن محمّد بن ابی بکر القریشی الاسیری مخدوم بہاء الحق ملتانی انہیں شیخ الشیوخ شہاب الدّین سہروردی البکری الصدیقی الشافعی السہروردی سے اور انہیں حضرت سیّد عبد القادر جیلانی سے سلسلہ قادریہ میں خرقہ خلافت ملا تھا۔

پھر اپنے عم مکرم شیخ ضیاء الدّین ابی نجیب سہروردی جنہیں اپنے چچا قاضی ابوحفص انہیں اپنے والد شیخ المعمر نجیب الدّین معروف بعموی سہروردی (ابن عموی بھی کہا جاتا ہے) انہیں شیخ احمد اسود دینوری انہیں شیخ ممشاد دینوری انہیں حضرت جنید بغدادی انہیں سرّی سقطی انہیں معروف کرخی انہیں حضرت داؤد طائی انہیں حبیب عجمی انہیں خواجہ حسن بصری قدس سرہم سے خرقہ خلافت ملا تھا۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

۳۱:۔ شیخ محمّد فرزند شیخ حسن محمّد قدس سرہٗ۔

۳۲:۔ شیخ محی الدّین ابی یوسف یحییٰ مدنی قدس سرہٗ۔

۳۳:۔ شیخ کلیم اللہ فانی فاللہ صدیقی جہاں آبادی قدس سرہٗ۔

آپ کو سلسلہ نقشبندیہ میں شیخ محترم لاہوری سے اجازت و خلافت تھی اور اس فیضان کو سلسلہ چشتیہ میں شامل کر لیا۔

۳۴:۔ مولانا محمّد نظام الدّین اورنگ آبادی قدس سرہٗ۔

۳۵:۔ مولانا محمّد فخر الدّین دہلوی قدس سرہٗ۔

۳۶:۔ مولانا نور محمّد پنجابی مہاروی قدس سرہٗ۔

۳۷:۔ مولانا شاہ محمّد سلیمان تونسوی قدس اسرارہم العالیہ۔

○

marfat.com

۱۱۳

حضرات سہروردیہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حضرت شاہ محمدؐ سلیمان تونسوی قدس سرہٗ تک

۱:۔ حضرت ابی سعید خواجہ حسن بصری۔ آپ کو سیدنا علی المرتضیٰ سے خلافت ملی تھی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، کی صحبت میں رہے اور حضورؐ کے کئی صحابہ کبار کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

۲:۔ ابو محمدؐ الحبیب العجمی فارسی بصری قدس سرہٗ۔ آپ حسن بصری کے خلیفہ تھے۔ حضرت سلمان فارسی سے فیض یافتہ تھے۔

۳:۔ ابی سلیمان ابو داؤد بن نصر طائی کوفی خراسانی قدس سرہٗ آپ حبیب عجمی کے دوست اور حضرت امام موسیٰ کاظم کے فیض یافتہ تھے۔
ابو حلیم حبیب بن سلیم الراعی کے صحبت یافتہ تھے۔ آپ کا تابعین میں شمار ہوتا ہے۔

۴:۔ حضرت معروف کرخی ابو المحفوظ فیروز قدس سرہٗ۔ آپ کو حضرت امام علی موسیٰ رضا۔ داؤد طائی۔ سعید شامی۔ بکر کوفی اور حضرت بشر حافی قدس اسرارہم سے فیضان ملا تھا۔

۵:۔ ابو الحسن سری سقطی قدس سرہٗ۔

۶:۔ ابی القاسم جنید بغدادی قدس سرہٗ۔

۷:۔ شیخ ممشاد دینوی قدس سرہٗ۔

۸:۔ شیخ احمد اسود دینوی قدس سرہٗ۔

marfat.com

۱۳:۔ مخدوم بہاء الحق ملتانی قدس سرہٗ۔

۱۴:۔ شیخ عارف ملتانی قدس سرہٗ

۱۵:۔ شیخ ابوالفتح ملتانی قدس سرہٗ

۱۶:۔ مخدوم جہانیاں بخاری (آپ کو دنیائے اسلام کے اولیاء اللہ سے فیض ملا تھا)

۱۷:۔ شیخ صدرالدین راجو قتال بخاری (آپ مخدوم جہانیاں کے بھائی تھے)

۱۸:۔ قاضی علم الدین قدس سرہٗ۔

۱۹:۔ شیخ قارن الدین قدس سرہٗ

۲۰:۔ شیخ محمود صاحب طریقت چشت قدس سرہٗ۔ آپ کے ذریعہ سہروردی نعمتیں جاری ہوئیں۔ آپکو جو جو فیضان اپنے والد اور چچا سے ملا تھا وہ ہم شجرہ چشتیہ میں لکھ آئے ہیں۔ مگر جو فیض خانوادہ مودود چشتی سے شیخ محمود چشتی کو علاوہ شیخ عزیز اللہ معروف بہ متوکل علی اللہ احمد آبادی سے خلافت پاکر حاصل ہوا تھا۔ انہیں یہ نسبت خواجہ رکن الدین چشتی کا شکر جو خواجہ زاہد کے مرید تھے۔ ملا تھا۔ انہیں شیخ یوسف بن ابی احمد چشتی انہیں اپنے والد شیخ ابی احمد چشتی انہیں اپنے والد شیخ محمد چشتی انہیں علی چشتی انہیں شیخ احمد چشتی سے انہیں خلف الرشید حضرت ظل الحق علی الخلق قطب الدین مودود چشتی سے خرقہ خلافت ملا تھا۔

۲۱:۔ شیخ جمال الحق والدین قدس سرہٗ۔ آپ کو اپنے والد محترم سے شیخ محمود کی خلافت مدینی سے فیض تھا۔ جنہیں خواجہ شیخ احمد کھتو نے فیض دیا تھا۔ یہ سلسلہ یوں ہے۔ کہ شیخ احمد کھتو شیخ ابو اسحاق

marfat.com

۹:۔ شیخ معمر نجیب الدین قدس سرہٗ۔

۱۰:۔ شیخ ابو حفص قاضی قدس سرہٗ۔

۱۱:۔ شیخ ضیاء الدین ابی نجیب سہروردی قدس سرہٗ۔ آپ نے کئی حضرات سے روحانی تربیت حاصل کی تھی۔ ان میں سے ایک سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ تھے۔ اور یہ فیض سلسلہ قادریہ میں جاری کیا۔ دوسرے قاضی ابو حفص قاضی سے تربیت حاصل کی۔ جو آپ کے عم بزرگوار تیسرے شیخ ابی الفتح مجدالدین احمد بن محمد بن احمد غزالی قدس سرہٗ تھے۔ احمد غزالی خواجہ ابو بکر نساج طوسی کے مرید تھے خواجہ ابوالقاسم گورکانی سے نسبت تھی۔ آپ کو دو طرفہ فیض تھا۔ ایک طرف عثمان مغربی سے استفادہ کیا۔ عثمان مغربی بوعلی کاتب مصری کے مرید تھے۔ وہ ابو علی احمد بن محمد رودباری کے خلیفہ تھے اور وہ سید الاوتاد شہنشاہ بغداد کے تربیت یافتہ تھے۔ دوسری طرف آپ کو ابوالحسن خرقانی سے نسبت تھی۔ جو حضرت طیفور شامی قطب حق بایزید بسطامی کے مرید تھے۔ پھر انہیں شیخ ابوالعباس آملی قصاب مکی سے بھی فیض حاصل تھا۔ شیخ احمد غزالی کی وفات کے بعد شیخ الاوتاد حماد بن مسلم بن رودہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے وہ ابی سعید محمد مغربی اور وہ ابو بکر احمد بن عثمان مغربی اور وہ ابوالفضل عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی اور وہ اپنے والد عبدالعزیز اور وہ ابو بکر شبلی اور وہ شیخ معمر محمد نجیب الدین عموی کے فیض یافتہ تھے۔ قدس اسرارہم۔

۱۲:۔ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس سرہٗ۔

marfat.com

مغربی کے مرید تھے۔ وہ شمس الحق مکیؔ مغربی کے وہ شیخ ابی العباس احمد بن قریش تلمسانی مغربی کے وہ شیخ ابی صالح دکاکی مغربی کے وہ شیخ الشیوخ قطب زماں شیخ ابو مدین بن الحسن مغربی تلمسانی خانوادہ مدینی اور سلسلہ مدینی کا بانی اور چند واسطوں سے حضرت سید عبدالقادر جیلانی سے نسبت رکھتے تھے۔ اسی طرح آپ کی نسبت خواجہ جنید بغدادیؔ تک جاملتی ہے۔ ایک نسبت تو یوں ہے۔ کہ شیخ ابوالحسن علی جو شیخ صالح ابی بکر بن عربی کے مرید تھے اور وہ شیخ الاسلام ابو حامد احمد غزالی اور وہ ابوالمعالی امام الحرمین جوینی اور وہ ابوطالب مکیؔ۔ اور وہ ابو عثمان مغربی اور وہ ابو عمرو زجاجی اور وہ ابوالقاسم جنید کے مرید تھے۔ پھر آپ کی ایک اور نسبت شیخ ابو بکر مغربی جو ابو شعیب ایوب صہنائی اور وہ شیخ عبدالجلیل اور وہ ابوالفضل جوہری اور وہ ابو عبداللہ حسین ابن بشروی اور وہ ابوالحسن احمد بن محمد نوری ابن بغوی (خانوادہ نوری کے بانی) کے مرید تھے۔ ابن بغوی حضرت جنید بغدادی کے ہم عصر اور ہم خرقہ بھی تھے۔ شیخ ابو بکر اشیخ مسعود اندلسی کے اجازت یافتہ بھی تھے وہ ابوالبرکات یمانی کے مُرید تھے۔ وہ ابوالفضل بغدادی داماد احمد غزالی کے تربیت یافتہ تھے۔

اس سلسلہ میں ایک بزرگ ابو مدین شعیب مغربی صاحب خانوادہ کا ذکر آتا ہے۔ وہ شیخ ابو بکر طرطوسی اور وہ شیخ شاشی اور وہ شیخ شبلی بغدادی کے مرید تھے۔ آپ کا ایک سلسلہ امام محمدؔ غزالی سے ہوتا ہوا۔ شیخ ابو علی فارمدی جو ابوالقاسم گورگانی کے مُرید تھے۔

marfat.com

جا ملتا ہے۔ ہم اس سلسلہ کی تصریح سابقہ صفحات میں کر آئے ہیں۔
آپ کا ایک سلسلہ حضرت ابوالحسن خرقانی سے ملتا ہے۔ دوسرا سلسلہ
امام الحرمین ابوالمعالی سے ہوتا ہوا۔ شیخ ابوالقاسم قشیری سے جا ملتا ہے
امام قشیری ابو علی دقاق کے مرید تھے۔ وہ ابوالقاسم نصیر آبادی کے
وہ ابوبکر جعفر شبلی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ قدس اسرارہم۔

۲۲:۔ ابی صالح شیخ حسن محمد آپ کو اجازت۔ عمی۔ پدری۔ نوربخشی اور حلیمی بھی تھی
۲۳:۔ حضرت ابی الحسن شیخ محمد کامل قدس سرہٗ۔ آپ کو حضرت چراغ دہلی
سے اپنے آباء و اجداد کی وساطت سے فیضان ملا تھا۔
۲۴:۔ ابی یوسف یحیٰی مدنی قدس سرہٗ۔
۲۵:۔ شیخ جہاں آبادی جنہیں طریقہ نقشبندیہ سے فیض تھا۔
۲۶:۔ مولانا محمد نظام الدین قدس سرہٗ۔
۲۷:۔ مولانا محمد فخر الدین قدس سرہٗ۔
۲۸:۔ مولانا شاہ نور محمد پنجابی۔
۲۹:۔ مولانا شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ۔

marfat.com

۱۱۴

سلسلہ نقشبندیہ

حضرتِ صدیق اکبر سے حضرت شاہ محمّد سلیمان تونسوی تک

۱:۔ سیّدنا صدیقِ اکبر یارِ غار نبی المختار سابق در ایمان و تصدیق مہبطِ فیضانِ باطنی از نبوّت سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلّم۔

۲:۔ صحابی جلیل صاحب عمر طویل حضرت سلمان خیر فارسی۔ آپ حضورؐ کے بلند مرتبہ صحابی اور فیضانِ ابوبکرؓ کے امین تھے۔

۳:۔ امام قاسم ابن محمّد ابن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

۴:۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔ آپ کو اپنے والد محترم سے بھی ولایت حاصل تھی اور اپنے نانا امام قاسم سے بھی نسبت روحانی ملی تھی۔

۵:۔ طیفور شامی قطب حق ابو یزید بسطامی قدس سرہٗ۔ آپ کو حضرت جعفر صادق سے بھی فیض ملا۔ یہ فیض قوّتِ روحانی سے ملا تھا۔

اس سلسلہ میں اہل صحاح۔ اہلِ اخبار۔ احوالِ عرفاء کے تذکرہ نگار اور ارباب تواریخ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ آپ کے حالات و تصرفات میں مختلف اقوال بیان کئے گئے ہیں۔ بعض لکھتے ہیں۔ ابی یزید طیفور بن عیسیٰ بن سرفروشاں بسطامی قدس سرہٗ کا پہلا لقب ابو یزید اکبر تھا اور دوسرا لقب ابو یزید اصغر تھا۔ ابو یزید اکبر حضرت امام جعفر صادق کے ہم عصر تھے اور ابو یزید اصغر بعد میں آئے۔

marfat.com

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ ابویزید امام جعفر صادق کے سقائی تھے۔ یعنی آپ کی خدمت میں پانی کی بہم رسانی کے فرائض سرانجام دیا کرتے تھے۔ مگر ابویزید اصغر عابد و زاہد تھے۔ ان دونوں نے حضرت امام جعفر یا امام علی بن موسیٰ بن جعفر صادق کی سقائی کی ہے۔ ایک کا انتساب ظاہری یا باطنی حضرت امام صادق رضی اللہ عنہ سے بھی تھا۔ مگر یہ بات عام لوگوں میں مشہور ہو گئی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی روحانی نسبت حضرت جعفر بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے تھی آپ کے بعد حضرت معروف کرخی قدس سرہ سے بھی فیضان ملا تھا۔ اس خانوادہ کے اسباب تاریخ اور اصحاب تحقیق اس بات پر متفق ہیں۔ اور اولیاء اللہ کے مشہور ترین ولی اللہ حضرت ابویزید بسطامی ایک ہی تھے۔ جس ابویزید نے حضرت امام جعفر صادق سے باطنی فیوض حاصل کیے۔ یا اویسی طریقہ سے نسبت حاصل کی وہ ابویزید غیر معروف ہیں اور غیر مشہور ہیں۔ ان کے واقعات واحوال معتبر کتابوں میں کہیں نہیں ملتے۔ اسی طرح قطب طریقت الوالحسن علی بن جعفر الخرقانی قدس سرہٗ نے امام ابویزید بسطامی سے باطنی نسبت حاصل کی تھی۔ تصوف کی اکثر کتابوں میں دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ آپ نے ابوالمظفر مغلان ترکی طوسی قدس سرہٗ سے فیض پایا تھا۔ حضرت طوسی شیخ اعرابی مرید العشقی کے خلیفہ تھے۔ وہ شیخ محمد المغربی اور وہ ابی یزید بسطامی قدس سرہ کے مُرید تھے۔

ان خواجگان کے سلاسل میں سے حضرت خواجہ الوالحسن خرقانی قدس سرہ کا فیض زیادہ مشہور ہے۔ آپ نے بھی حضرت خواجہ ابی یزید بسطامی سے فیض پایا تھا۔ کیونکہ آپ نے اسی طریقہ کو جاری کیا تھا حضرت

marfat.com

شیخ ابوالحسن شیخ ابی العباس قصاب غوث الدھر آملی کے مرید تھے۔ آپ نے آپ کے زیر تربیت رہ کر بڑی منزلیں طے کیں۔ بڑے مناصب حاصل کئے۔ طریقت میں شیخ محمد بن عبداللہ طبری کے مرید تھے۔ حضرت طبری شیخ ابو محمد احمد حریری جو ابوالقاسم بغدادی کے سجادہ نشین تھے۔ کے خلیفہ اعظم تھے۔ آپ کو قطبی اور غوثی کی بلند منزلیں حاصل تھیں۔ ان کے بعد یہ روحانی نعمتیں دو بزرگوں میں تقسیم ہوئیں۔ ایک شیخ ابوسعید ابی الخیر منیھوی اور دوسرے شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہما تھے۔

۷:۔ شیخ ابی القاسم علی گورگانی قدس سرہٗ آپ قطب الوقت اور عارف ربانی تھے۔ آپ نے شیخ ابوعثمان مغربی سے تربیت پائی تھی۔ آپ کا یہ شجرہ ظاہری فیوض کے ساتھ بلا توسل حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ تک جا پہنچتا ہے۔ ان کے شیوخ حضرت شیخ معروف کرخیؒ تک جاتے ہیں۔ یہ شجرات بعض سلسلوں میں حضرت داؤد طائیؒ حبیب عجمی، حسن بصری کی وساطت سے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے جا ملتے ہیں۔ پھر یہ سلسلے حضرت داؤد طائیؒ اور حبیب عجمی کی وساطت سے حضرت سلمان فارسیؓ تک منتہی ہوتے ہیں۔ یہ دونوں بزرگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے فیض یافتہ ہیں۔ ہم ان کی تصریح سلسلہ سہروردیہ میں کر آئے ہیں۔

الغرض خانوادہ سہروردیہ قادریہ اور چشتیہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ تک جا ملتا ہے اور خانوادہ نقشبندیہ کے بعض سلاسل نے حضرت علی سے فیض پایا ہے اور بعض سلاسل سے سیدنا صدیق اکبر

marfat.com

سے منتسب ہوتا ہے۔

۸:۔ شیخ ابوعلی نارمدی قدس سرہ۔ آپ شیخ ابوالقاسم قشیری کے فیض یافتہ تھے۔ حضرت قشیری قطب الدھر غوث العصر حسن بن علی بن محمد بن اسحاق بن عبدالرحیم بن محمد علی دقاق کے مرید تھے۔ آپ حضرت ابوالقاسم نصرآبادی شیخ خراسان کے فیض یافتہ تھے۔ وہ ابوبکر شبلی کے مرید تھے اور وہ حضرت جنید بغدادی کے خلیفہ اعظم تھے۔ حضرت جنید سری سقطی وہ معروف کرخی وہ نعمت ظاہری اور باطنی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ سے فیض یافتہ تھے۔ آپ کو باطنی طور پر حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی سے بھی فیض ملا تھا۔ آپ کے شیخ ابوالقاسم علی بن عبداللہ طوسی گرگانی تھے۔

۹:۔ ابی یعقوب یوسف بن حسین بن شعیب ہمدانی قدس سرہ۔

۱۰:۔ شیخ عبدالخالق بن عبدالجلیل قدس سرہ غجدوانی۔

۱۱:۔ خواجہ محمد عارف ریوگری بخاری قدس السرالباری۔

۱۲:۔ خواجہ محمود آنجیر معنوی بخاری قدس سرہ الباری۔

۱۳:۔ خواجہ علی رامیتی معروف حضرت عزیزاں خوارزمی۔

۱۴:۔ خواجہ محمد باباسماسی قدس سرہ۔

۱۵:۔ سید امیر مسعود کلال (کوزہ گر) بخاری سبوخاری۔

خواجہ بہاؤالدین نقشبندی حضرت شیخ عبدالخالق غجدوانی کی روح سے فیض یافتہ تھے۔ وہ شیخ سلطان الدین سے وہ شیخ احمد مفتی سے وہ بابا کمال خجندی سے وہ حضرت نجم الدین کبریٰ سے خرقہ یافتہ تھے۔ وہ حضرت ضیاءالدین ابی نجیب سہروردی اور اسماعیل قصری

marfat.com

سے نعمت یافتہ تھے۔ جنہیں بابا کمیل اور بابا فرخ مجذوب تبریزی سے فیض ملا تھا۔ ہم قادری حضرات کے ذکرِ خیر کی منازل میں بڑی تفصیل سے ذکر کر آئے ہیں۔

شیخ فردوسی ایک عرصہ تک اپنے شیخ کی خدمت میں رہے اور کسبِ کمال کیا۔ آپ کے خلیفہ اور داماد بنے۔ دیارِ مصر میں سلسلہ طریقت کو رائج کیا۔ سفر حجاز اور عجم میں بے شمار اہل اللہ سے ملاقات کی خواجہ ابو محمد پارسا مؤلف کتاب فصل الخطاب آپ کے خلیفہ اعظم تھے۔

۱۷:۔ خواجہ علاء الدین محمد بن محمد عطار قدس سرہٗ۔ آپ نے حضرت نقشبند کے ارشاد کے مطابق خواجہ محمد بن محمود حافظی بخاری مدنی پارسائی سے اکتساب فیض کیا۔

۱۸:۔ مولانا محمد یعقوب چرخی بن محمد بن محمود غزنوی چرخی رحمۃ اللہ علیہ آپ خاندان نقشبندیہ کے صحبت یافتہ تھے۔ آخری عمر میں حضرت خواجہ عطار سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ کو نقشبندی سلسلہ کی خلافت حضرت عطار کے توسل کے بغیر بھی حاصل تھی۔

۱۹:۔ شیخ ناصر الدین عبید اللہ بن محمود بن شہاب الدین احراری قدس سرہٗ آپ حضرت خواجہ علاء الدین غجدوانی کی خدمت میں رہے۔ اجازت پائی خواجہ غجدوانی بھی خواجہ عطار کی طرح سلسلہ نقشبندیہ کے اکابرین میں سے تھے اور محمد پارسا سے نعمت یاب تھے۔

۲۰:۔ مولانا محمد بن احمد قاضی قدس سرہٗ۔

۲۱:۔ مولانا خواجگی اللہ بیدی قدس سرہٗ۔

۲۲:۔ شیخ خواجہ کلاں جوئے باری قدس سرہٗ الباری۔

marfat.com

۲۳:۔ شیخ محمد خواجہ کلاں اللہ بیدی قدس سرہ۔

۲۴:۔ شیخ خواجہ ہاشم بیدی قدس سرہ۔

۲۵:۔ شیخ خواجہ محمد سنگین اللہ بیدی قدس سرہ۔

۲۶:۔ سید شاہ محمد محترم اللہ لاہوری قدس سرہ۔

۲۷:۔ شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی قدس سرہ

۲۸:۔ شیخ مولانا نظام الدین اورنگ آبادی۔

۲۹:۔ شیخ مولانا محمد فخر الدین دہلوی قدس سرہ۔

۳۰:۔ مولانا شاہ نور محمد پنجابی قدس سرہ۔

۳۱:۔ مولانا شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہم وعلی جمیع اہل العرفان۔

○

۱۱۵

حضرات خواجگان نقشبندیہ

حضرت علی سے شاہ محمد سلیمان تونسوی تک

۱:۔ جناب ولائیت مآب حضرت علی کرم اللہ وجہہ

۲:۔ حضرت امام حسین شہید کربلا۔ آپ نے اپنے والد مکرم والدہ محترمہ اور جدِ امجد سے نعمتِ ولائیت پائی تھی۔

۳:۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

۴:۔ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

marfat.com

۵:۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ :۔ آبائی فیضان کے علاوہ آپ کو امام قاسم ابن محمد فیض (جنہیں سیدنا صدیق اکبر سے فیض ملا)

۶:۔ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ ۔

۷:۔ حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ ۔

۸:۔ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ یہ سلسلہ داؤد طائی ۔ حبیب عجمی حسن بصری سے ہوتا ہوا حضرت علی المرتضیٰ تک جاتا ہے پھر دوسرا سلسلہ حضرت داؤد طائی ۔ حبیب راعی صحابی جلیل سیدنا صدیق اکبر سے جاملتا ہے ایک اور سلسلہ داؤد طائی امام علی موسیٰ کاظم سے ہو کر حضرت علی تک پہنچتا ہے ۔ پھر ایک اور واسطہ داؤد طائی سے حبیب عجمی کے اصحاب جلیل سے ہوتا ہوا ۔ سیدنا صدیق اکبر سے ملتا ہے ایک اور سلسلہ سعید شامی حسن بصری سے ہوتا ہوا ۔ حضرت علی تک جاتا ہے ۔ پھر ایک اور نساخ بکر کوفی حسن بصری سے حضرت علی تک جاتی ہے ۔ اسی طرح ایک اور واسطہ بشر حافی سے فضیل بن عیاض مکی بن منصور خراسانی سے عبدالواحد بن زید بصری سے حسن بصری سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک جاتا ہے

۹:۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ۔

۱۰:۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ۔

۱۱:۔ ابو علی فارمدی قدس سرہ الباری ۔

۱۲:۔ شیخ ابو علی کاتب مصری قدس سرہ ۔

۱۳:۔ ابو عثمان مغربی قدس سرہ

۱۴:۔ ابو القاسم گورگانی قدس سرہ ۔ آپ خواجہ ابو الحسن خرقانی سے مجاز ہیں

۱۵:۔ ابو علی فارمدی قدس سرہ ۔ آپ حضرت شیخ خرقانی سے فائیض تھے ۔

marfat.com

ظاہری اجازت شیخ ابوالقاسم قشیری سے حاصل تھی۔ وہ حضرت ابی علی حسن دقاق نیشاپوری وہ ابی القاسم نصرآبادی شیخ خراسان وہ ابی بکر شبلی وہ حضرت جنید بغدادی سے منتسب تھے۔

۱۶:۔ خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرّہٗ۔

۱۷:۔ خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرّہٗ۔

۱۸:۔ خواجہ محمدؐ عارف ریوگری قدس سرّہٗ۔

۱۹:۔ خواجہ محمود الجیر فغنوی قدس سرّہٗ۔

۲۰:۔ خواجہ علی رامیتی قدس سرّہٗ۔

۲۱:۔ خواجہ محمدؐ بابا سماسی قدس سرّہٗ۔

۲۲:۔ خواجہ عطّار قدس سرّہٗ۔

۲۳:۔ مولانا یعقوب چرخی قدس سرّہٗ۔

۲۴:۔ خواجہ احرار قدس سرّہٗ۔

۲۵:۔ مولانا محمدؐ بن احمد قاضی قدس سرّہٗ۔

۲۶:۔ مولانا خواجگی اللہ بیدی قدس سرّہٗ۔

۲۷:۔ شیخ خواجہ کلاں جوئے باری قدس سرّہٗ الباری۔

۲۸:۔ خواجہ محمدؐ کلاں اللہ بیدی قدس سرّہٗ۔

۲۹:۔ خواجہ ہاشم اللہ بیدی قدس سرّہٗ۔

۳۰:۔ خواجہ محمدؐ سنگین اللہ بیدی قدس سرّہٗ۔

۳۱:۔ سیدؐ محترم اللہ لاہوری قدس سرّہٗ۔

۳۲:۔ شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی قدس سرّہٗ۔

۳۳:۔ مولانا نظام الدین اورنگ آبادی قدس سرّہٗ۔

marfat.com

۳۳:۔ مولانا محمد فخر الدین دہلوی قدس سرّہٗ۔

۳۴:۔ مولانا شاہ نور محمد پنجابی قدس سرّہٗ۔

۳۵:۔ مولانا شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وعلیٰ جمیع اھل الایمان بالفضل والاحسان۔

○

اختتام جلد اوّل

الحمد للہ والمنۃ، بجناب واہب النعمت یہ جلد مکمّل ہوئی۔ یہ جلد تصوّف کے ایک سو پندرہ خانوادوں پر مشتمل ہے۔ جس میں سیّد الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے لے کر میرے پیر و مرشد حضرت شاہ سلیمان تونسوی قدس سرّہٗ تک کے بزرگانِ دین کے اذکار۔ حالات۔ حکایات قلم بند کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب ۱۲۷۸ھ میں حضرت دہلی میں مکمّل ہوئی ہے اس تذکرہ "قصرِ عارفاں" کے لکھنے کا مقصد یہ تھا۔ کہ اِس بے نظیر محل اور بےمثال عمارت کو دس بابوں پر استوار کیا جائے۔ اور ہر ایک باب میں کئی منازل ہوں۔ مگر آپ جانتے ہیں۔ تذکرہ نویسی اور بزرگانِ دین کے حالات جمع کرنے کا انحصار فارغ اوقاتی اور دلجمعی پر ہوا کرتا ہے۔ پھر اس اہم کام کے لیے کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ درکار ہوتا ہے۔ میں نے اس سلسلہ میں کئی سال وقف کر دیئے۔ اور مجھے بڑی تگ و دو کے بعد جو کتابیں یا دوسری دستاویزات ملیں ان سے استفادہ کیا۔ میرے لیے ایک اور مصیبت اور مشکل یہ آئی۔ کہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں برّ صغیر کے حالات درہم برہم ہو گئے۔ خانوادوں

marfat.com

کے خانوادے اُجڑ گئے۔ شہروں کے شہر برباد ہو گئے۔ کتابیں اور کُتب خانے نایاب ہو گئے۔ تاہم اللہ کی مدد اور اولیاء کرام کے تصرّف سے مجھے جو کچھ میسّر آیا اسے مشعلِ راہ بناتا رہا۔ مجھے امید ہے کہ میں نے جو محل تیار کیا ہے وہ قارئین کرام کی نگاہ میں محبوب و مرغوب ہو گا۔ اور اس عاصی اور گنہگار کی مساعی کو درجہ قبولیّت ملے گا اور آخرت میں سامانِ مغفرت بنے گا۔

وبا اللہ التوفیق وھو المستعان الی دارالامان ط

marfat.com

تصوف کے ایک سو پندرہ خانوادوں کا ایک

مُستند تذکرہ

قصرِ عارفان

جلد دوم

تالیف لطیف: حضرت شیخ مولوی احمد علی چشتی حیدرآبادی (م ۱۲۸۱)

ترجمہ و ترتیب: پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی

مکتبۂ مظہر فیض رضا۔ برج منڈی

marfat.com

نام کتاب	ـــــــــــ	قصرِ عارفان
مصنف	ـــــــــــ	شیخ احمد علی چشتی قدس سرہٗ (م ۱۲۸۱ھ)
ابتدائیہ	ـــــــــــ	علامہ اقبال احمد فاروقی
موضوع	ـــــــــــ	تذکرہ صوفیائے کرام
ترجمہ	ـــــــــــ	علامہ اقبال احمد فاروقی
سال تصنیف فارسی	ـــــــــــ	۱۸۷۴ء / ۱۲۹۱ھ
سال طباعت اردو ایڈیشن	ـــــــــــ	۱۹۸۸ء / ۱۴۰۸ھ
طابع	ـــــــــــ	کارواں پریس، لاہور
ناشر	ـــــــــــ	مکتبہ مظہر فیض رضا
قیمت	ـــــــــــ	
کتابت	ـــــــــــ	فہیم اشرف کاہلوں چوہدری

marfat.com

فہرست عنوانات کتاب

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
۱	حضرت آدم صفی اللہ ابوالبشر کی ہندوپاک میں تشریف آوری	۱۸
۲	حضرت شیث علیہ السلام اور ان کی نبوت	۱۹
۳	حضرت نوح علیہ السلام اور طوفان نوح	۱۹
۴	حضرت سالار اسحٰق حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے	۲۰
۵	معجزہ شق القمر اور اہل ہند کا ایمان	۲۰
۶	سلامی فاتحین کی آمد	۲۰
۷	علالت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت	۲۲
۸	حضرت امیر معاویہ امیر شام کے حالات	۲۳

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
۹	امیر معاویہ کی اجتہادی غلطیاں	۲۵
۱۰	امیر معاویہ کی حکومت کا نظم ونسق	۲۵
۱۱	افغانوں کے مختلف قبائل	۲۶
۱۲	محمد بن قاسم کی کوہ سلیمان اور خیبر پر یلغار	۳۰
۱۳	حضرت امام باقر ابن زین العابدین رضی اللہ عنہما	۳۱
۱۴	حضرت امام باقر کی اولاد	۳۲
۱۵	فرزندان حضرت امام کا تذکرہ	۴۵
۱۶	حضرت شہدا کی اولاد	۴۶
۱۷	حضرت شہدا سونی پت کے تصرفات	۴۷
۱۸	حضرت امام کے باطنی تصرفات	۴۸
۱۹	چند شہدا اور صلحاء کا ذکر خیر	۴۹

marfat.com

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
۲۰	چہارم صدی ہجری کے غازیانِ اسلام	۵۰
۲۱	فاتحین اسلام کی آمد	۵۱
۲۲	پانچویں صدی ہجری میں غزنوی فتوحات	۶۰
۲۳	غزنوی فتوحات اور برصغیر میں اسلام کی سربلندی	۶۵
۲۴	حضرات چشت کی برکات کا ثمرہ	۶۵
۲۵	سنہ ۴۲۴ ہجری کے واقعات	۶۵
۲۶	شہاب الدولہ امیر مودود بن مسعود	۶۶
۲۷	ظہیر الدولہ ابراہیم بن مسعود	۶۶
۲۸	بہرام شاہ بن مسعود غزنوی	۶۶
۲۹	شہاب الدین غوری	۶۷
۳۰	سلاطین سلجوق و دقایق	۷۰
۳۱	برصغیر پاک و ہند میں ایرانی سلاطین نے کیوں قیام نہ کیا	۷۲
۳۲	برصغیر کی روحانی سلطنت کے پہلے حکمران	۷۲
۳۳	خواجہ معین الدین اجمیری رحمہ اللہ	۷۲
۳۴	سلطان شہاب الدین غوری کی فتوحات	۷۳
۳۵	ظاہری و باطنی حکمرانوں کے اختیارات	۷۹
۳۶	سلطان محمد قطب الدین ایبک	۸۰

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
۳۷	سلطان السلاطین شمس الدین التمش	۸۳
۳۸	سلطان ناصر الدین محمود غازی	۸۸
۳۹	سلطان محمد غیاث الدین بلبن	۸۹
۴۰	سلاطین خلجی اور ان کا اقتدار	۹۲
۴۱	غازی غیاث الدین تغلق	۹۴
۴۲	سلطان فیروز شاہ تغلق کا دورِ عدل	۹۶
۴۳	قطب الدین گورگانی امیر تیمور	۱۰۰
۴۴	سید محمد خضر خان بن ملک سلیمان	۱۰۳
۴۵	سلطنتِ خاندان غلامان لودھی	۱۰۴
۴۶	حضرت شیخ علاء الدین مجذوب	۱۰۶
۴۷	ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کے اساطین	۱۰۷
۴۸	نور الدین جہانگیر اور شاہجہان	۱۰۸
۴۹	خلافت محی الدین اورنگ زیب	۱۰۹
۵۰	قاضی القضاۃ ملا قوی	۱۰۹
۵۱	شاہ سرمد کا شانی	۱۰۹
۵۲	شاہ سرمد اور قاضی قوی	۱۱۲
۵۳	سرمد اور قاضی قوی قشیری	۱۱۳
۵۴	کے مکالمات	
۵۵	سرمد کی شہادت	۱۱۷

marfat.com

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
۵۶	سرمد مقتل سے روانہ ہوئے	۱۱۹
۵۷	اورنگ زیب کے آخری ایام	۱۲۱
۵۸	محمد شاہ رنگیلا اور امیر کلال کی پیش گوئی	۱۲۴
۵۹	سید شاہ راجہ	۱۲۵
۶۰	خاندان سادات کا زوال .	۱۲۷
۶۱	نواب حسن علی خان اور حید علیخاں	۱۲۷
۶۲	خواجگان چشت اور خلفاء چشت	۱۲۹
۶۳	خلفائے حضرت خواجہ عثمان ہارونی	۱۲۹
۶۴	خلفائے ہندالولی	۱۳۲
۶۵	خلفائے حضرت قطب الاقطاب دہلوی	۱۳۵
۶۶	خانوادہ شاہ عبدالرحمان جانباز	۱۳۷
۶۷	تغلق پور میں فروغ اسلام	۱۴۲
۶۸	امام کمال الدین عبدالرحمان جانباز	۱۴۵
۶۹	اولاد جان باز اوّل	۱۴۸
۷۰	مولانا شاہ محمد افضل رحمہ اللہ	۱۵۰
۷۱	خلفائے حضرت فرید گنج شکر	۱۵۳
۷۲	مخدوم علی احمد صابر رحمہ اللہ	۱۵۵
۷۳	حضرت قطب جمال رحمہ اللہ	۱۵۶

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
۷۴	سید شیر سوار قدس سرہٗ	۱۵۹
۷۵	مولانا بدرالدین اسحٰق قدس سرہٗ	۱۵۹
۷۶	حضرت گنج شکر کے فرزندان گرامی	۱۶۰
۷۷	مخدوم شیخ سلیم فتح پوری	۱۶۲
۷۸	سلطان المشائخ کے خلفاء	۱۶۴
۷۹	حضرت قطب عالم کے نوسگان	۱۷۰
۸۰	قطب العالم کے خلفاء	۱۷۲
۸۱	حضرات سادات کرمانی	۱۷۲
۸۲	سید مبارک کرمانی کی اولاد	۱۷۳
۸۳	حضرت خواجہ محبوب الٰہی کے چند واقعات	۱۷۳
۸۴	قبالہ خلافت	۱۷۷
۸۵	حضرت گنج شکر کا سال وصال	۱۷۹
	قیام دہلی	۱۸۰
۸۶	غیاث پور کی رونق	۱۸۱
۸۷	جلال الدین خلجی کی استدعا	۱۸۱
۸۸	حضرت امیر خسرو دہلوی	۱۸۲
۸۹	حاسدین کا کارنامہ	۱۸۵
۹۰	امیر خسرو شاہ شرف کی خدمت میں	۱۸۶

marfat.com

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
٩١	علاءالدین کا قتل	١٨٧	١٠٧	خلفائے مخدوم سید گیسودراز گلبرگہ	٢٠٨
٩٢	حضرت خواجہ اور قطب الدین کی باہمی کشمکش	١٨٨	١٠٨	قاضی عبدالمقتدر تھانیسری کے خلفاء	٢٠٩
٩٣	خسرو خان کا نذرانہ	١٩٣	١٠٩	خلفائے مخدوم جہانیاں جہاں گشت	٢١٤
٩٤	مسئلہ سماع پر اختلاف	١٩٣	١١٠	خاندان حضرت سید محمد کالپی	٢١٦
٩٥	دیوانگانِ سماع کی حکمرانی	١٩٥	١١١	سید احمد الرشید قدس سرہٗ	٢١٨
٩٦	حضرت رکن الدین ملتانی سے ملاقات	١٩٧	١١٢	خاندان سید محمد افضل الہ آبادی	٢١٨
٩٧	ہجرت رسول میں حکمت	١٩٨	١١٣	خاندان سادات بلگرام رحمہ اللہ	٢١٩
٩٨	شیخ نظام الدین دہلوی عالم وجد میں	١٩٨	١١٤	خاندان مارہرہ	٢٢١
٩٩	سلطان المشائخ کی عبادت	١٩٩	١١٥	خاندان مولانا شاہ بدرالدین روہتگی	٢٢٣
١٠٠	مقام سید عبدالقادر اور خواجہ نظام الدین	٢٠١	١١٦	خاندان مولانا سماالدین رحمہ اللہ	٢٣٠
١٠١	مقامِ محبوبیت	٢٠١	١١٧	مولانا شاہ حامد بن فضل اللہ جمالی	٢٣١
١٠٢	بوئے ز کوئے دوستان	٢٠٢			
١٠٣	دنیا کی دولت کی فراوانی	٢٠٣			
١٠٤	مرض الموت	٢٠٤	١١٨	مخدوم سید جلال الدین بخاری	٢٣٤
١٠٥	وصیتیں	٢٠٤	١١٩	شیخ کمال الدین کبیر	٢٣٥
١٠٦	حضرت شاہ چراغ دہلوی کے خلفاء	٢٠٥	١٢٠	شیخ احمد کھتو رحمۃ اللہ علیہ	٢٣٥

marfat.com

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
۱۲۱	مخدوم جہانیاں کے چند اقارب	۲۳۷
۱۲۲	شیخ حمزہ کشمیری رحمہ اللہ	۲۳۸
۱۲۳	حضرت شیخ صدر الدین طبیب دل	۲۳۹
۱۲۴	قاضی محمد سادی کے روحانی سلسلے	۲۴۱
۱۲۵	حضرت مخدوم اخی سراجی بنگال کے خلفاء	۲۴۳
۱۲۶	شاہ رفیع الدین دہلوی رحمہ اللہ	۲۴۷
۱۲۷	حاجی محمد افضل سیالکوٹی رحمہ اللہ	۲۴۸
۱۲۸	حسن دہلوی	۲۴۹
۱۲۹	حضرت مخدوم جلال الدین گازرونی	۲۴۹
۱۳۰	خلفائے شیخ عبد القدوس رحمہ اللہ	۲۵۱
۱۳۱	مخدوم شیخ جلال تھانیسری کے خلفاء	۲۵۱
۱۳۲	حضرت شیخ نظام الدین بلخی	۲۵۱
۱۳۳	شیخ ابو سعید گنگوہی کے خلفاء	۲۵۲

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
۱۳۴	شیخ محمد چشتی دہلوی رحمہ اللہ	۲۵۳
۱۳۵	حضرت محمد صادق گنگوہی رحمہ اللہ	۲۵۴
۱۳۶	شاہ داؤد کے خلفاء	۲۵۵
۱۳۷	صوفی سوندھی سعید دنی	۲۵۵
۱۳۸	سلسلہ خاندان قادریہ	۳۵۹
۱۳۹	برکات آل غوث اعظم اور ان کے مقامات	۲۶۱
۱۴۰	حضرت غوث الاعظم کی اولاد پاک دہند میں	۲۶۲
۱۴۱	دشتِ اوچہ میں آبادی	۲۶۲
۱۴۲	مخدوم ثانی سید عبد القادر	۲۶۳
۱۴۳	مخدوم شیخ حامد شاہ جیلانی کے خاندانی خلفاء	۲۶۶
۱۴۴	حضرت میاں میر قادری لاہوری رحمہ اللہ	۲۶۷
۱۴۵	شاہ ابو المعالی لاہوری رحمہ اللہ	۲۶۷
۱۴۶	شاہ محمد خضر ابدال رحمہ اللہ	۲۶۸
۱۴۷	بہادل شیر قادری رحمہ اللہ	۲۶۹
۱۴۸	حضرت موسیٰ آہنگر لاہوری	۲۷۰
۱۴۹	شاہ ابو المعالی دہلوی	۲۷۱

marfat.com

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
۱۵۰	شاہ نعمت اللہ قادری	۲۷۱
۱۵۱	خانوادہ حضرت شاہ محمد کمال کیتھلی	۲۷۲
۱۵۲	حضرت شاہ سکندر کیتھلی	۲۷۸
۱۵۳	حضرت طاہر بندگی کے خلفاء	۲۷۹
۱۵۴	شاہ محمد زکریا قدس سرہٗ	۲۸۱
۱۵۵	سید شاہ محمد زکریا کے تصرفات	۲۸۴
۱۵۶	حضرت شاہ زکریا کے عادات	۲۸۶
۱۵۷	سید زکریا کی وفات	۲۸۸
۱۵۸	حضرت صوفی شاہ آبادانی	۲۸۹
۱۵۹	حضرت صوفی آبادانی کی وفات	۲۹۹
۱۶۰	صوفی شاہ آبادانی کے اقرباء	۳۰۲
۱۶۱	صوفی صاحب کے خلفاء	۳۰۳
۱۶۲	سعادت یار خان رنگین	۳۰۵
۱۶۳	حضرت حاجی لکھو	۳۰۶
۱۶۴	خاندان سید محمد ابراہیم ایرجی	۳۱۰
۱۶۵	خاندان شیخ علی بن شاہ حسام الدین	۳۱۰
۱۶۶	خاندان شاہ محمد حسن خیالی	۳۱۶
۱۶۷	خاندان شاہ عبدالصمد گجراتی	۳۱۶
۱۶۸	خاندان جہانیاں بخاری	۳۱۷
۱۶۹	خاندان عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ	۳۱۹
۱۷۰	سلطان حسین شرقی	۳۱۹
۱۷۱	حضرت محدث دہلوی رحمہ اللہ	۳۲۰
۱۷۲	شاہ نظام الدین ناظم کے شجرات	۳۲۳
۱۷۳	شاہ عبدالجلیل معصوم بغدادی	۳۲۴
۱۷۴	خاندان شاہ نور قادری	۳۲۵
۱۷۵	خاندان شاہ عبداللہ شطاری	۳۲۶
۱۷۶	شاہ عبداللہ شطاری کے مرید	۳۲۶
۱۷۷	خاندان شاہ عبدالرحیم قادری	۳۲۹
۱۷۸	خانوادہ حاجی خالق داد ملتانی	۳۳۱
۱۷۹	خاندان سید شاہ اسمٰعیل قادری حصاری	۳۳۲
۱۸۰	حضرت شاہ اسماعیل کا اصلی وطن	۳۳۳
۱۸۱	خواجہ محمد معز الدین قدس سرہ	۳۳۵
۱۸۲	مرید شاہ محمد اسمٰعیل المعروف تیمم شاہ	۳۳۶

marfat.com

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
۱۸۳	شیخ شہاب الدین قادری	۳۳۷
۱۸۴	شاہ اسمٰعیل کی تعلیمات	۳۳۹
۱۸۵	کرنل سکنر کا نذرانہ	۳۴۷
۱۸۶	مانگنے والے شرمسار ہو گئے	۳۴۷
۱۸۷	درختوں کے پتوں سے دولت	۳۴۹
۱۸۸	اللہ کی رحمتیں	۳۴۹
۱۸۹	سید کا حکم	۳۵۰
۱۹۰	احترام سادات	۳۵۱
۱۹۱	آداب تبرکات	۳۵۲
۱۹۲	منکرین سادات کو سزا	۳۵۴
۱۹۳	سید سالار میر محمدی کی ہدایت	۳۵۵
۱۹۴	شاہ محمد اسماعیل کی کرامات	۳۵۷
۱۹۵	راہزنوں کا حشر	۳۶۲
۱۹۶	موت کے کنارے پہ	۳۶۳
۱۹۷	بارانِ رحمت کے لئے دعا	۳۶۳
۱۹۸	گمشدہ گائیں	۳۶۴
۱۹۹	خاندان شاہ محمد حفیظ قادری رحمہ اللہ	۳۶۴
۲۰۰	خاندان عالیہ کے بزرگان دین	۳۶۶
۲۰۱	مجدّدی حضرات خاندان قادریہ میں	۳۶۷
۲۰۲	شجرہ قادری جو خانوادہ مجدّدیہ سے ملتا ہے۔	۳۶۸
۲۰۳	خانوادہ سید شاہ غلام حسین احمد آبادی	۳۶۹
۲۰۴	قادری شجرہ درگاہی سے ابوسعید مجددی تک	۳۷۰
۲۰۵	خاندان حضرت شاہ نیاز بریلوی	۳۷۱
۲۰۶	سیّد عبداللہ بغدادی رحمہ اللہ	۳۷۲
۲۰۷	خاندان حاجی نوشہ نوشہری رحمہ اللہ	۳۷۷
۲۰۸	خاندان سیّد مخدوم عالم اکبر آبادی	۳۷۹
۲۰۹	سید محمد شاہ فیروز آبادی رحمہ اللہ	۳۸۱
۲۱۰	شیخ کمال قادری رحمہ اللہ	۳۸۲
۲۱۱	شاہ جلال الدین محمود دکھکادی	۳۸۳
۲۱۲	مولانا شاہ عبدالرحمان لاہوری	۳۸۳
۲۱۳	ترقیمہ	۳۸۴

marfat.com

آغازیہ

قصر عارفاں کے پہلے حصے کے مطالعہ کے بعد قارئین کرام کتاب کے دوسرے حصہ کی دہلیز پر پہنچ رہے ہیں سابقہ حصہ ان انبیاء کرام ،صحابہ کبار اور اولیا عظام کے احوال و آثار پر مشتمل تھا جو برصغیر کے علاوہ کائنات ارضی کے مختلف ممالک میں تشریف لائے اور لوگوں کی دینی اور روحانی تربیت میں مصروف رہے زیر نگاہ حصہ دوم میں خصوصی طور پر ان انبیاء کرام اور اولیائے امت کا تذکرہ ہے جو برصغیر پاکستان وہندوستان کی سرزمین میں تشریف لائے اور دین کی روحانی اقدار کی اشاعت میں مصروف رہے پھر اسی حصہ میں ان سلاطین اور فاتحین کا تذکرہ بھی موجود ہے جن کی شمشیر خارا شگاف نے اسلام کے قافلوں کے راستے صاف کئے ۔ یہ حصہ اس اعتبار سے خصوصی توجہ کا مستحق ہے کہ اس میں چتر شاہی اور خرقہ ولایت کی جھلکیاں ایک ساتھ ملتی ہیں ۔

فاضل مولف نے یہ کتاب ۱۲۹۱ھ (۱۸۷۴ء) میں مکمل کی تھی اس میں حضرت

marfat.com

شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات تک ان تمام بزرگان دین کے حالات درج ہیں جو مختلف خانوادوں سے وابستہ رہے ہیں۔ اس مخطوطہ کو حضرت مولف علام کے ایک نیازمند مولانا محمد رکن الدین بن خواجہ محمد معز الدین بن محمد اسماعیل حنفی قادری شطاری غزنوی ثم الحصاری رحمۃ اللہ نے رمضان المبارک ۱۲۹۱ھ میں فاضل مولف کے خطی نسخہ سے نقل کیا۔

اس حقیقت سے شاید ہی کسی تاریخ نگار کو انکار ہوگا کہ تاریخی واقعات اختلافات مسامحات۔ تکررات بلکہ اغلاط سے خالی نہیں ہوتے یہی بات ہم اس تذکرہ کے بارے میں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بعض مقامات پر عام تذکرہ نگاروں اور مورخین کی روایات سے ہٹ کر ایسے واقعات ملیں گے۔ جہاں نگاہ تحقیق رک جائے گی۔ ہم نے فارسی کو اردو لباس کا ترجمہ پہنانے میں حتی المقدور کوشش کی ہے۔ اور ہم نے ایسے مقامات پہ دیدہ دانستہ تنقیہات و تنقیدات سے گریز کیا ہے۔ جہاں ہمیں اپنی معلومات کی روشنی میں نشاندہی کرنا ضروری تھی۔ ہم نے قارئین کے لئے وہ تمام واقعات اردو میں پیش کر دیئے ہیں جو فاضل مولف کے قلم نے فارسی میں بیان کئے تھے۔ اب یہ کام محققین یا مصححین کا ہے وہ اس کتاب پر اپنی تحقیقات کی روشنیوں میں آگے بڑھیں۔

کتاب کے اس حصہ میں فاضل مولف نے بعض ایسے خانوادہائے تصوف کا تذکرہ کیا ہے۔ پھر خصوصی طور پر ان کے شجرات کو بیان کئے ہے جنہیں ہم دوسرے تذکرہ میں نہیں پاتے اس نکتہ نظر سے ہم بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کتاب کو دوسرے تذکروں سے امتیاز بھی ہے۔ اور فوقیت بھی۔ اس امتیاز اور فوقیت کی وجہ سے یہ تذکرہ قارئین کے لئے زیادہ مفید اور اہم ہو گیا ہے۔

ترجمہ کرتے وقت ہمیں جن جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ جن جن منابع و مخارج سے مدد لینا پڑی۔ جن جن اہل دانش حضرات سے مشورے کرنے پڑے۔ ان کا تذکرہ

marfat.com

ایک طویل داستان ہے۔ ایسی منازل طے کرتے وقت۔ مشکلات۔ امداد اور مشوروں کی ٹھنڈی چھاؤں کا سہارا ملتا ہے۔ ہم بھی اس سلسلہ میں خوش نصیب ہیں۔ کہ بہت سے دانش ور دوست اپنی محبتوں شفقتوں۔ گراں قدر مشوروں اور قیمتی آراء سے نوازتے رہے ہیں۔ ان میں سے ہمارے وہ قارئین خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے قصرِ عارفاں کی جلد اول کا مطالعہ کیا۔ اور ہماری ان کوتاہیوں سے آگاہ کیا جو کتاب کی کتابت طباعت اور تیاری کے دوران سرزد ہوئیں یہ ان قارئین کی دلچسپی کی دلیل ہے۔ اور ہم ان کی جتنی تعریف کریں کم ہے۔ مگر ہمارے قارئین میں ایسے حضرات علم وفضل بھی ہیں۔ جنہوں نے جلد اول کا بالاستیاب مطالعہ فرمایا۔ اور انہوں نے اظہارِ مسرت کے ساتھ ساتھ ہماری اس کوشش کو دادِ تحسین سے نوازا۔ انہوں نے قصرِ عارفاں کے بعض مقامات کو بے حد پسند کیا۔ فاضل مصنف کی تحقیق و ترتیب کو سراہا۔ اور اس کتاب کو دوسرے معاصر تذکروں سے منفرد اور ممتاز قرار دیا۔ ان حضرات کا یہ رویہ ہمارے حوصلہ کو بلند کرنے اور آگے بڑھنے کی دلیل بنا۔

جہاں ہمیں بزرگانِ دین کے اُردو تذکروں میں قصرِ عارفاں کی آمد ایک خوش کن طباعتی اور اشاعتی کارنامہ قرار دینا پڑا ہے۔ وہاں اس کتاب کی اشاعت حضرت مولانا مولوی احمد علی چشتی قدس سرہٗ (فاضل مولف) کی روح کو ایصالِ ثواب کا ذریعہ بھی ثابت ہوئی ہے پھر فاضل تذکرہ نگار کی اولاد کے وہ افراد جنہوں نے انقلاباتِ زمانہ کے طوفانوں میں سے اس کتاب کو بچا کر محفوظ رکھا۔ فارسی میں چھپوانے کے لئے مختلف اداروں کو آمادہ کیا۔ اس عمل خیر میں ہمارے شریک کار ہیں۔ اور اس صدقۂ جاریہ میں ان کا حصہ ہے۔ خصوصاً پنجاب یونیورسٹی اورنٹیل کالج میگزین کے وہ صفحات جو پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر صاحب ایم اے پی ایچ ڈی کی نگرانی میں چھپے اور اس فارسی تذکرہ کی زندگی کے ضامن بنے۔ نہایت قیمتی اور گراں قدر تھے۔ ہم نے ترجمہ

marfat.com

کرتے وقت ان سے استفادہ کیا۔ اور راہنمائی حاصل کی۔

ان تمام کاوشوں کے باوجود ہم قصرِ عارفاں کے ناشر گرامی سید پیر میر احمد شاہ بخاری مدظلہ العالی کے اس جذبہ کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جنہوں نے ہمیں اتنے بڑے کام پر ہمیشہ آمادہ رکھا۔ پھر اسے زر کثیر خرچ کر کے زیور طبع سے آراستہ کیا۔ پیر صاحب قبلہ نہ تو کتب فروش ہیں۔ نہ ناشرین کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ایک عالم کتاب دوست اور آستانہ عالیہ نقشبندیہ کے گدی نشین ہیں۔ جن کے ہزاروں مرید ملک کے گوشے گوشے تک پھیلے ہوئے ہیں۔ خدا معلوم اس تذکرہ میں سے کس بزرگ کے تصرّف نے انہیں تحریک کی کہ وہ اتنا بڑا معرکہ سرانجام دینے میں کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔

آخر میں مجھے اپنی کم علمی۔ اغلاط نویسی اور ترجمہ کرتے وقت ان لغزشوں کا اعتراف کرنا ہے جن کی وجہ سے قصرِ عارفاں کے قارئین کی طبع سلیم پر گراں باری ہوئی مگر انہوں نے ہر قدم پر اپنی وسیع القلبی اور ذرہ نوازی کے دامن کو پھیلائے رکھا۔ تاکہ میری غلطیاں زبان زد خلق نہ ہو جائیں۔ میں ان حضرات کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔

قصرِ عارفاں کی یہ دو جلدیں اپنی امتیازی اور افادی حیثیت سے آپکے سامنے آ رہی ہیں۔ اس میں کچھ متن کی کوتاہیاں۔ کچھ ترجمے کی ناہمواریاں اپنی جگہ ہیں لیکن ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ اس صدی میں شائع ہونے والے تذکروں میں سے ایک پاکیزہ تذکرہ سامنے آیا ہے۔ اور اسے اہل دل کی نگاہوں میں یقیناً پذیرائی ملے گی۔ اس گم شدہ خزانے کو آپ تک لانے کے لئے ہمیں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا وہ ناقابل بیان ہیں۔ جن مراحل سے گذرنا پڑا وہ ناقابل تحریر ہیں۔

marfat.com

ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان ارواح مقدسہ کی طفیل مؤلف علام اس کی اولاد۔ اس کے ناقلین۔ اس کے ناشرین اور اس کے مترجم کو اپنی رحمتوں سے نوازے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین۔

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

marfat.com

قصرِ عارفان

marfat.com

اس جلد میں برصغیر پاک و ہند کے فضائل لکھے گئے ہیں اس سرزمین کی شادابی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ پھر اس خطہ ارضی پر انبیاء کرام اور عظام شہداء اسلام اور صلحاء اعلام کے حالات لکھے گئے ہیں۔ پھر بادشاہان اسلام اور بزرگان دین کے ہاتھوں جو فتوحات رونما ہوئی ہیں ان کا ذکر کیا گیا۔ اسلام کے چیدہ چیدہ سلاطین کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں اور مغلوں کے بادشاہ محمد شاہ بادشاہ تک کے حالات پچاس منازل میں ہدیہ ناظرین ہیں۔

marfat.com

۱

حضرت آدم صفی اللہ ابوالبشر کی ہندو پاک میں تشریف آوری

اللہ تعالیٰ کی ہزاروں حکمتیں نسل انسانی کے اس عظیم واقعہ میں پنہاں ہیں۔ جب ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو جنت الفردوس سے نکل کر دنیائے ارضی پر قدم رکھنا پڑا تھا۔ آپ کائنات ارضی میں سب سے پہلے اس خطہ پر تشریف لائے جو ان دنوں ہندوستان کے نام (اور ان دنوں سری لنکا) سے پکارا جاتا تھا۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ آپ کی تشریف آوری کے ساتھ۔ ریاض جنت سے کئی قسم کے پودے درخت اور اشجار لائے گئے تھے۔ جس سے ہند و پاک کی یہ سرزمین جنت ثانی نظر آنے لگی۔ اس سرزمین کے تمام بری۔ بحری اور ہوائی حیوانات اور پرندے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی قربت اور دوری کا ایک کرشمہ تھا کہ قریب آنے والے جانور مہذب بن گئے اور قدرے دور رہنے والے وحشی کہلانے لگے اور ہندوستان کے مختلف علاقوں میں رہنے لگے۔ چنانچہ اس سرزمین کے حیوانات بطور چار پائے اشجار۔ اثمار اور خوش مناظر درخت حضرت انسان کے زیر حکم رہے۔ دنیا کے

marfat.com

دوسرے خطے اسی سرزمین کے اثرات۔ ثمرات اور برکات سے اپنا اپنا حصہ لیتے رہے۔ کائنات ارضی کی ہفت اقلیم اسی سرزمین سے مختلف اثرات لے کر مرتب ہوتی رہیں حضرت آدم علیہ السلام کے قیام اور موجودگی کی وجہ سے اس سرزمین کو خصوصی برکات وانعامات سے نوازا گیا۔ ایک زمانہ گزرنے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا۔ تو کائنات ارضی کا یہی خطہ آپ کی آرام گاہ بنا۔ ان دنوں آپ کی قبر مبارک سری لنکا اسراندیپ بحر جنوبی ہندوستان میں ایک بلند و بالا پہاڑ پر قدم گاہ آدم کے نام سے مشہور ہے۔

۲

حضرت شیث علیہ السلام اور ان کی نبوت و درائیت

حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت اور ریاست وراثتاً آپ کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو ملی۔ آپ بھی پاک و ہند میں قیام فرما رہے آپ کا مزار ہندوستان کے مشرقی علاقہ میں واقع ہے۔

۳

حضرت نوح علیہ السلام اور طوفان نوح

جن دنوں دنیائے ارضی کو طوفان نوح نے غرقاب کر دیا تھا۔ تو آپ کی کشتی ہندوستان کی سرزمین پر سے گزری۔ طوفان تھم جانے کے بعد ہندوستان کے ہی ایک پہاڑ پر رُکی تھی۔

marfat.com

۴

حضرت سالار اسحاق حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے

سالار اسحاق علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے تھے۔ آپ بھی اسی سرزمین ہند میں قیام پذیر رہے۔ آپ کی قبر مبارک آپ کے خاندان کی قبروں میں تانیسر کے مضافات میں موجود ہے۔

۵

معجزہ شق القمر اور اہل ہند کا ایمان

سید الانبیاء کے ہاتھوں جن دنوں معجزہ شق القمر رونما ہوا۔ تو پاک و ہند کی سرزمین کے اکثر اہل نجوم اور ارباب علوم نے اس کی تصدیق کی اور بہت سے عمائد ہندوستان نے اس معجزہ کی شہادت دے کر دولت ایمان حاصل کی۔

۶

اسلامی فاتحین کی آمد

ہجرت نبوی کا تیسواں (۳۰) سال تھا۔ تو خلفاء نبوی نے عجم کے مختلف ممالک کی فتوحات پر غور کرنا شروع کر دیا تھا۔ ان میں خراسان اور برصغیر پاک و ہندوستان زیر غور آئے۔ ولید کے معزول ہونے کے بعد حضرت سعد ابن ابی

marfat.com

العاص رضی اللہ عنہ کو اسلامی فوجوں کی کمان دی گئی۔ آپ نے خلیفۃ المومنین کے حکم سے اسی سال طبرستان پر لشکر آرائی کی۔ اسلامی لشکر کی شجاعت اور دلاوری کا نتیجہ تھا کہ آپ نے استر آباد کو فتح کر لیا۔ یہ شہر جرجان کا دارالسلطنت تھا۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی ان مہموں میں لشکر اسلام کے ساتھ تھے پھر عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے ایک لشکر کو لے کر کرمان کے راستہ سے شیعان اور نیشاپور کو فتح کرتے ہوئے آگے بڑھے آپ نے طوس کے عمائدین کے ساتھ ایک معاہدہ کر لیا اور خود اپنے لشکر کو لے کر سرخس ہرات بادغیس۔ غورستان۔ غرجستان۔ مرد اور طالقان کے علاقوں کو فتح کرتے ہوئے بلخ تک جا پہنچے۔ آپ نے قیس بن ہتیم احنف بن قیس خالد بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو مختلف علاقوں کی نگرانی پر مامور کر دیا اور خود حج کے فریضہ کو ادا کرنے چلے گئے۔ اسی عرصہ میں خلیفۃ المسلمین کے ایک اور سپہ سالار عبدالرحمان بن ربیع جنہیں بلخ پر فتح یابی کے لئے بھیجا گیا تھا۔ ایک جنگ میں شہید ہو گئے۔ عجم کے ایک امیر قارن نامی نے حضرت عمر فاروق کے زمانہ کے منتشر غیر مسلم نوجوانوں کو جمع کر کے فارس پر قابض ہونے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ اس نے بڑی قوت سے لشکر اسلام پر حملہ کیا۔ مگر نیشاپور کے حاکم احنف بن قیس نے ان لوگوں کا مقابلہ کر کے ان کی قوت کو پارہ پارہ کر دیا۔ اس کی اس بہادری اور جوانمردی کے صلہ میں خلیفۃ المسلمین نے اسے سارے خراسان کا گورنر مقرر کر دیا چالیس ہجری میں حضرت امیر معاویہ شام پر حکمران تھے۔ آپ نے زیاد بن ربیع کو بصرہ اور خراسان کا گورنر مقرر کر دیا۔ اسی اثنا نے مسلمانوں کے ایک مجاہد عبدالرحمان نے کابل کو فتح کر لیا۔ اور اس علاقہ کے سرکشوں اور دشمنانِ اسلام کی سرکوبی کر کے انہیں پارہ پارہ کر دیا۔ الغرض مسلمانوں کا لشکر فاتحانہ طور پر چودہ سال کے اندر

marfat.com

اندر کابل تک کے علاقوں پر قابض ہو گیا زیاد بن ربیع فوت ہوئے۔ تو حضرت معاویہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بصرہ کا حکمران بنا دیا۔ اور سلیم گیلانی کو خراسان کا نگران مقرر کر دیا اسی اثنا میں حضرت امیر معاویہ شدید بیمار ہو گئے۔ اور اسلامی فتوحات کچھ عرصہ کے لیئے رک گئیں ہم ان واقعات کو پانچ فصلوں میں بیان کرتے ہیں۔

۱

علالت میں حضرت امیر معاویہ کی وصیتیں

یہ ہجرت کا ساتواں سال تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بستر علالت پر پڑے ہوئے تھے۔ ناتوانی کا زور تھا۔ آپ نے اپنے بدبخت بیٹے (یزید) کو امور مملکت کے بارے میں نصیحتیں کیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے اسلامی سلطنت اور حکومت کو تمہارے لیئے مستحکم بنا دیا ہے عرب کے تمام سرکش ان دنوں مطیع اور فرمانبردار بن گئے ہیں میری موت کے بعد کوئی شخص تمہارے مقابلہ میں آنے کے قابل نہیں رہا۔ ہاں حسین ابن علی المرتضیٰ۔ عبداللہ بن فاروق عبدالرحمان بن صدیق اکبر اور عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) سے خدشات لاحق ہو سکتے ہیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ تو عراقیوں میں ایسے الجھے رہیں گے کہ تم پر حملہ نہیں کر سکیں گے۔ ہاں اگر انہوں نے ایسا اقدام کیا تو تم ان پر آسانی سے فتح پا سکو گے۔ اس موقع پر ان سے نرمی کرنا اور معاف کر دینا کیونکہ وہ رسول اللہ کے نواسہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر ایک زاہد اور عابد انسان ہیں۔ انہیں سلطنت کا خیال تک بھی نہ آئے گا وہ کسی کے اکسانے پر بھی باہر نہیں آئیں گے ہاں اگر سارا عالم اسلام انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر دے گا

marfat.com

ان حالات میں ایسا ممکن نہیں ہے۔ عبدالرحمان بن صدیق اکبر کی ہمت جواب دے چکی ہے۔ وہ عورتوں کی مجالس میں بیٹھا رہتا ہے اور مردانگی کے جوہر سے عاری ہو چکا ہے۔ اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہاں عبداللہ بن زبیر ایک ایسا شخص ہے جو کسی وقت بھی خطرہ بن سکتا ہے۔ وہ لومڑی کے طرح سیاسی داؤ پیچ استعمال کرسکتا ہے اگر اسے موقعہ مل گیا تو شیر کی طرح کچھار سے نکل کر آگے بڑھے گا اگر تمہیں اس تسلط مل جائے تو اسے پارہ پارہ کرنے سے گریز نہ کرنا۔

بعض اسلامی مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ نے یہ نصیحتیں ضحاک ابن قیس جو آپ کے دربار کا خصوصی معتمد تھا۔ دی تھیں تاکہ وہ یزید کو سمجھا دے کیونکہ یزید ان دنوں شکار میں مصروف رہتا تھا۔

۲

حضرت امیر معاویہ امیر شام کے حالات

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت امیر معاویہ سید الانبیاء جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقتدر اصحاب میں سے تھے۔ احادیث میں آپ کے فضائل موجود ہیں۔ انہوں نے چالیس سال حکومت کی۔ اور شام کے امیر رہے۔ حضرت امیر المومنین حسن رضی اللہ عنہ سے مصالحت کے بعد بیس سال تک حکومت کرتے رہے اور بیس سال خلافت راشدہ کے ختم ہونے کے بعد اسلامی سلطنت کے نگران رہے۔ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا۔ اس طرح آپ کی عمر اسی سال سے زیادہ تھی۔ مگر ان طویل سالوں میں اکثر ناپسندیدہ حرکات کے مرتکب ہوئے جو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے خلاف تھیں۔

marfat.com

مورخین (خصوصاً شیعہ واقعات نگاروں نے) نے آپ پہ یہ اتہامات باندھے تھے

قتلِ عثمان میں شرکت کا الزام:- حضرت امیر معاویہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر یہ الزام نہایت شدومد سے عائد کیا کہ آپ قتل عثمان رضی اللہ عنہ میں شریک تھے۔

خلافتِ اسلامیہ کے خلاف بغاوت:- حضرت امیر معاویہ پر ایک الزام ہے کہ آپ نے خلیفۂ وقت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے جھوٹا معاہدہ:- حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ایک ایسا معاہدہ کیا جس پر نہ عمل کیا۔ بلکہ انہیں دھوکا دیا اور اپنی مطلب براری کے لئے انہیں خاموش کر دیا۔

حضرت حسن کو زہر دینا:- حضرت معاویہ پر ایک یہ الزام ہے کہ آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دلوا دیا تھا۔

یزید کی ولی عہدی:- امیر معاویہ نے اپنی زندگی میں ہی اپنے بدخصلت بیٹے یزید کو ولی عہد مقرر کر دیا تھا۔

یزید کو آخری وصیتیں کیں:- موت کے قریب اپنے نالائق بیٹے یزید کو ایسی نصیحتیں کیں جس سے سلطنت اسلامیہ ایک غلط راستہ پر جا پڑی تاریخ جعفری کے مؤلف نے لکھا ہے۔ یزید پلید نے اپنے باپ کی امارت پر آکر ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیئے جس سے آخرت میں سیاہ رو ہو کر اُٹھے گا۔ امیر معاویہ کے دو اور بھی بیٹے تھے۔ ایک عبداللہ دوسرا عبدالرحمان۔

marfat.com

۳

امیر معاویہ کی اجتہادی غلطیاں

حافظ آبرو اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ اہل اسلام کے اشراف اور صلحاء کا نظریہ ہے کہ امیر معاویہ کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مخالفت ایک اجتہادی غلطی تھی۔ اور صحابی کی اجتہادی غلطی بھی نیکی ہوتی ہے مگر ہمارے نزدیک یہ تغافل اور تجاہل ہے۔

۴

حضرت معاویہ کی حکومت کا نظم و نسق

حضرت معاویہ کی وفات کے بعد عمر بن سعید بن ابی العاص رضی اللہ عنہ، خراساں پر حکمران بنے۔ کچھ عرصہ کے بعد سلیم ابن زیاد کا قبضہ ہو گیا۔ ان کے لشکروں میں سے ایک قابلِ اعتماد جرنیل مہلب بن صفریٰ تھے۔ وہ مرو کے شہر سے غازیان اسلام کا ایک مضبوط لشکر لے کر کابل اور زابلستان کے راستہ سے ہندوستان (برصغیر پاک و ہند) کی طرف بڑھے۔ آپ سندھ کے علاقہ میں آئے اور ملتان تک پہنچے ملتان فتح کرنے کے دوران آپ نے بارہ ہزار غلمان اور جواری گرفتار کر لئے یہ وہ لوگ تھے جو نہ اسلام قبول کرتے تھے۔ نہ اسلام کی اتباع میں آنا پسند کرتے تھے۔ آپ کچھ عرصہ ملتان رہے مگر کوئی مستحکم حکومت قائم نہ کر سکے۔ اور واپس خراسان چلے گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کابل اور افغانستان

marfat.com

کے اردگرد کے علاقوں کے لوگ بڑی تیزی سے اسلام قبول کر رہے تھے۔ مہلب کی واپسی کے بعد سلیم ابنِ زیاد نے اپنے بھائی یزید ابن زیاد کو سیستان کا حاکم مقرر کیا اسی اثنا میں کابل کے حاکم نے جو اطاعت گزار تھا۔ اور سلیم کے تیسرے بھائی ابو عبیدہ بن زیاد کو اپنا حاکم بھی تسلیم کرتا تھا بڑھ کر اسے گرفتار کر لیا اور علم بغاوت بلند کر دیا۔ دونوں بھائیوں نے مل کر اس بغاوت کو دبانے کے لئے اپنے لشکر یکجا کر لئے حملہ کیا۔ اور ایک معاہدہ ہوا۔ جس میں پانچ سو ہزار درہم دے کر اپنے بھائی عبید اللہ بن زیاد کو آزاد کرا لیا اور کابل کی حکومت خالد بن ولید (سیف اللہ) کے پوتے خالد بن عبد اللہ بن خالد بن ولید کے حوالے کر دی۔ وہ مخالفین سے لڑتے رہے اب سارے علاقہ میں آپ کا تسلط تھا

انہی دنوں اسلام کے مرکز میں کچھ تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ خالد بن عبد اللہ کو معطل کر دیا گیا۔ آپ نئی حکومت کے ظلم وستم کی خبروں سے ہراساں ہو کر عراق جانے کی بجائے اہل وعیال کو لے کر کابل کے کوہ سلیمان کا رُخ کیا۔ یہ کوہ سلیمان پشاور اور ملتان کے درمیان واقع ہے۔ آپ نے وہاں ہی قیام کر لیا۔ اور سابقہ سیاسی اور عسکری خیالات سے علیحدہ ہو گئے وہاں کے افغان شرفاء سے رشتہ داریاں کر لیں۔ یہ لوگ بھی کسی زمانہ میں عرب سے نکل کر یہاں آباد ہو گئے تھے۔ اور خلج غورستان۔ کرمان۔ پشاور۔ کوہ فیروز۔ کابل اور زابلستان کے علاقوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ ان رشتوں میں آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وابستہ ہو گئے۔

۵

افغانوں کے مختلف قبائل

تاریخ میں یہ واقعات ملتے ہیں کہ افغان دراصل بنی اسرائیل کے اس خاندان

marfat.com

کی اولاد تھے۔ جو بخت نصر کے حملہ کے بعد فلسطین اور مصر سے ہجرت کر کے کوہ سلیمان کے اردگرد آ بسا تھا۔ بخت نصر ایک مجوسی بادشاہ تھا جس نے بارہ ہزار یہودی علماء کو قتل کر دیا تھا۔ اس کے ظلم و ستم سے بنی اسرائیل سلطنتیں تباہ ہو گئیں ان کے مراکز برباد ہو گئے حتیٰ کہ ہیکل سلیمانی اور دوسرے مقدس مقامات بھی اس دست برد سے نہ بچ سکے بنی اسرائیلی اپنی جان بچا کر کچھ تو صحرائے عرب میں آ بسے کچھ عراق کے دور دراز علاقوں میں آباد ہو گئے کچھ غورستان کے پہاڑوں میں آ چھپے۔ ان کا مرکز کوہ فیروزہ بنا۔ جناب رسولِ مقبول کی رسالت میں ایک قبیلہ تھا۔ جو ولید ابن ولید مغیرہ سے رشتہ داروں میں سے تھا۔ اسی قبیلہ میں سے ایک خاتون حضور نبی کریم کے نکاح میں آئیں اس قبیلہ کے ذمہ قریش کی سپہ سالاری کے فرائض تھے۔ ابو جہل ابو سفیان عرب کے ان فرماں رواؤں میں سے تھے۔ جو اسلام کے مقابلہ میں صف آرا ہوئے تھے۔ خالد بن ولید کا قبیلہ ایک عرصہ تک اسلام کے مقابلہ میں رہا۔ مگر بخت نے ساتھ دیا تو حضرت خالد بن ولید اور اس کے بھائی ایمان لے آئے یہ دونوں بھائی بڑے جنگ آزمودہ اور بہادر تھے خالد بن ولید نے بہت سے مسلمانوں کو قتل کر دیا تھا۔ اسلام کے غلبہ پر وہ مکہ سے بھاگ کر شہنشاہ ہرقل یا نجاشی کی پناہ میں آنا چاہتا تھا۔ مگر حضور کی نگاہ الفت نے خالد کے دل پر اتنا اثر کیا کہ وہ دامن اسلام میں آ گیا۔ اسلام لانے کے بعد خالد نے اپنے جوہر شجاعت دکھائے۔ حضور نے خوش ہو کر آپ کو سیف اللہ کا خطاب دیا۔ خالد نے ایام نبوت اور عہدِ خلافت راشدہ میں اپنی شجاعت کا حق ادا کر دیا خالد نے اپنے اقتدار کے زمانہ میں اپنے قبیلے کے ان رشتہ داروں سے رابطہ پیدا کیا اور غورستان کے پہاڑوں کوہ فیروز پور۔ کرمان و افغان۔ کرد اور مضافات کے علاقوں میں بکھرے ہوئے قبائل کو تازہ زندگی دی۔ آپ کی ان کوششوں سے یہ تمام قبائل اسلام لے آئے۔ ان قبائل کا ایک بزرگ ترین شخص تھا۔ جس کا نام قیس

marfat.com

تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے دولت ایمان سے نوازا۔ تو اس کا اسلامی نام عبدالرشید رکھا۔

خالد بن ولید حضرت عثمان کے زمانۂ خلافت میں فوت ہو گئے اُن کے بیٹے عبداللہ اور عبدالرحمان اقتدار میں آئے۔ اقتدار سے علیحدگی کے بعد ان بیٹوں نے اپنے قبائل میں جاکر کوہ سلیمان میں سکونت اختیار کر لی۔ ہم نے قبائلی تحقیقات کو خواجہ نصیر الدین طوسی محقق کی کتاب اصناف المخلوقات سے اخذ کیا ہے۔ اسی طرح بعض حالات ملا حمداللہ مستونی کی تاریخ گزیدہ سے لئے ہیں مجمع الانساب کے مولف نے عبدالرشید قیس کے نسب کو حضرت یعقوب سے حضرت آدم علیہ السلام تک بیان کیا ہے۔ حکیم ابوالقاسم جنہوں نے مخزن افغانی لکھی ہے ان تحقیقات کی تائید کی ہے۔ بعد کے آنے والے مورخین کا بھی ماخذ یہی دستاویزات اور کتابیں ہیں۔ البتہ مطلع الانوار کے مصنف نے ان تحقیقات سے اختلاف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جن دنوں حضرت موسیٰ علیہ السلام مصریوں اور قبطیوں پر غالب آگئے تو ایک طبقہ دین موسوی کا قائل ہو گیا تھا۔ مگر ایک طبقہ اپنی جہالت کی بناد پر مصر سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اور وہ کوہ سلیمان اور کوہ فیروز میں آبسے۔

بایں ہمہ بعض مورخین اور تذکرہ نویسوں نے خالد بن عبداللہ کی نسل کو ابوجہل کی نسل سے منسوب کیا ہے لیکن ان کی رشتہ داری کوہ سلیمان اور کوہ فیروز کے قبائل کے ساتھ تسلیم کی ہے اور وہ کہتے ہیں ابوجہل کی نسل آگے چل کر عبدالرشید قیس کی رشتہ دار بن گئی۔ ہم ان مورخین کے اقتباسات اور خیالات کے باوجود حضرت خالد بن عبداللہ بن خالد بن ولید کو بلاشک وشبہ حضرت خالد سیف اللہ کی اولاد سے تسلیم کرتے ہیں۔ یہ لوگ علی التواتر محاربات نبوی۔ خلفائے مصطفوی۔ انساب الرجال کے ذخائر اور عرب وعجم کی تاریخوں کی تحقیق سے یہ لوگ کہ خالد بن ولید کی فتوحات

marfat.com

نے ماژنداں خراساں اور آذر بائیجان کے علاقوں پر نمایاں اثر ڈالا تھا۔حضرت خالد بن ولید سیف اللہ عثمانی خلافت کے وسط میں اکیس ہجری میں فوت ہوئے تھے آپ کے دو بیٹے تھے۔ بڑے بیٹے کا نام عبداللہ تھا اور چھوٹے کا عبدالرحمن تھا۔ دونوں کو خلیفۃ المسلمین کی طرف سے ہمیشہ بڑے مناصب پر مقرر کیا گیا۔عبداللہ بن خالد کو ہرات کی حکومت دی گئی اور عبدالرحمان کو نیشاپور کا حاکم بنایا گیا عبداللہ کے بیٹے خالد نے والد کے مرنے کے بعد والد کی امارت اور حکومت پر کام کیا۔اور ایک وقت آیا کہ اس ملک سے بڑھ کر سلیم ابن زیاد نے آپ کو کابل تک کے علاقوں کا حکمران بنا دیا۔مگر جیسا کہ ہم نے فصل چہارم میں ان سیاسی وجوہات کا ذکر کیا ہے جس کی وجہ سے خالد کو حکومت سے دست بردار ہونا پڑا آپ اپنے اہل وعیال کو لے کر کوہ سلیمان میں قیام پذیر ہو گئے حالانکہ آپ کی حکومت ایک مثالی اور قابلِ رشک حکومت تھی۔آپ کے قیام کے کچھ عرصہ بعد آپ کو دوبارہ طلب کر لیا گیا اور بصرہ کا حاکم مقرر کر دیا گیا۔

مہلب بن ابی صفری ہندوستان کے فاتح اوّل کی وفات کے بعد آپ دوبارہ اپنے اہل وعیال میں کوہ سلیمان کو آ گئے تھے۔آپ کے ساتھ بنی اسرائیل کے دہ قبائل بھی آ گئے جو دامن اسلام میں آئے تھے کوہ سلیمان کی آب وہوا۔اور شادابی نے آپ کو بڑا سکون بخشا۔چنانچہ آپ کے رشتہ داروں کے قافلوں کے قافلوں عرب ممالک سے ہجرت کر کے یہاں آ بسے کثرت اولاد کی وجہ سے اس خاندان میں کئی قبائل مقرر ہو گئے۔جن میں رشیدی۔خالدی۔ولیدی۔جدیدی کے نام قابل ذکر ہیں۔آپ پچاس سال تک قیام پذیر رہے۔دامان۔کرمان شوراں۔پشاور۔بھکر اور سندھ کے مختلف علاقوں میں بڑے بڑے قصبے آباد کئے پشاور کے پہاڑوں کے دامن میں ان قبائل نے ایک زبردست قلعہ بنایا اور روہ کے سارے علاقہ کو زیر تصرّف لے آئے یہ روہ کا علاقہ ان کوہستانی وادیوں پر مشتمل تھا۔باجوڑ سے لے کر سیون شریف تک پھیلا

marfat.com

ہوا تھا۔ یہ علاقہ دیار بھکر کہلاتا تھا۔ دوسری طرف باباحسن ابدال سے لے کر کابل۔ قندھار تک کے علاقہ ان قبائل کے زیر انتظام تھے۔

لاہور کے ہندو راجاؤں نے ان افغان علاقوں پر کئی بار لشکر کشی کی تھی۔ کھوکھروں کے قبائل بھی افغانوں کے معاون بن گئے۔ اس طرح ہندو لشکر آگے نہ بڑھ سکے۔ بلکہ ان قبائل کے اتحاد اور شجاعت سے ہندوستان کے راجاؤں کو اپنے اپنے علاقے غیر محفوظ محسوس ہونے لگے۔ ۱۴۵ھ میں ان افغان قبائل نے لمغان ملتان پر قبضہ کر لیا۔ یہ جنگیں تقریباً ستر سال تک لڑی جاتی رہیں۔ ہندو راجاؤں نے ایک معاہدہ کیا کہ وہ آئندہ کے لئے ان قبائل کے کوہستانی علاقوں پر حملہ نہیں کریں گے بشرطیکہ یہ لوگ سرحدوں کی حفاظت کریں اور اسلامی لشکروں کو ہندوستان کی طرف بڑھنے کی اجازت نہ دیں۔

۶

محمد بن قاسم کی کوہ سلیمان اور خیبر پر یلغار

ولید بن عبدالملک اموی کے دور حکومت میں اسلامی سلطنت کو جو استحکام حاصل ہوا اس سے اسلامی فتوحات کا دائرہ اور وسیع ہوتا گیا۔ عبدالملک کے زمانہ میں تو خراسان۔ عراق پر اسلامی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ عبدالملک نے ان علاقوں پر حجاج بن یوسف کو نگران مقرر کر دیا۔ ملک عماد الدین محمد قاسم المعروف محمد بن قاسم سترہ سالہ ایک نوخیز مسلمان تھا۔ یہ حجاج بن یوسف کا خواہر زادہ بھی تھا۔ اور بعد میں داماد بھی بنا۔ اس نوجوان سپہ سالار نے ۸۳ھ ہجری میں بادغیس۔ ہرات خلج۔ غورستان اور بلخ کے علاقوں سے نوجوانوں کا ایک لشکر تیار کیا۔ اور انہیں

marfat.com

مخصوص اسلامی طرز حرب پر تربیت دے کر ہندوستانی سرحدوں کی طرف بڑھا۔ وہ سندھ کے علاقوں سے گزرتا ہوا کیچ مکران پر جا پہنچا۔ اور ارد گرد کے علاقوں پر قابض ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کے لشکروں نے کوہ سلیمان اور اس کے اطراف کو فتح کرلیا۔ اور ملتان تک آپہنچا۔ کچھ عرصہ کے بعد محمد بن قاسم کو واپس شام بلا لیا گیا۔ مگر اس دوران بہت سے عرب قبائل جو بنی اسرائیل کے مظلوم تھے۔ اور بخت نصر کے جور و ستم سے تنگ آکر کوہ سلیمان میں آباد ہو گئے تھے۔ ان فاتحین کو متاثر کئے بغیر نہ رہ سکے چنانچہ محمد بن قاسم کے اکثر ساتھی ان علاقوں میں آباد ہونا شروع ہو گئے رشیدی اور خالدی قبائل سے رشتہ داریاں ہو گئیں۔ محمد بن قاسم کے یہ مجاہد ان علاقوں پر قابض رہے اور وہاں کے لوگوں کے ساتھ باہمی رشتہ داریوں میں منسلک ہوتے گئے چند سال گزرنے کے بعد یہ لوگ بھی اس علاقہ کا ایک حصہ بن گئے تھے۔ اور انہی کی اولادیں حکمرانی کرتی رہیں۔

۷

حضرت امام باقر ابن زین العابدین رضی اللہ عنہما

حضرت امام محمد عبداللہ ناصر الدنیا والدین امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حسین ابن علی مرتضیٰ قوتِ بازوئے مصطفیٰ ہمارے خانوادہائے تصوّف کے امام ہوئے ہیں۔ امام ابراہیم شجاع الدنیا والدین المعروف قدوۃ الفقہائے عصر ابن امیر ابو احمد عبداللہ بن امیر قاسم زید بن سید العلماء امیر ہاشم بن امیر سیّد ابو المفاخر علی بن ابو علی زید بن امام حسن بن علی مرتضیٰ قوت بازوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خانوادہ امامت وولایت کا اوّلین سلسلہ تصوّف تھا۔ ان دونوں

marfat.com

حضرات کے مزارات پرانوار پر یہ رباعی درج ہے۔

امام ابراہیم و ناصرالدین و زمان
نور دو جہاں دو چشم چشم ایمان
خوش طالع سونی پت کہ بعدین شرف
در برج یکے مزار کردند قرآن

۸

حضرت امام باقر کی اولاد کے حالات

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کے خاندانِ سادات کے وہ مقتدر امام ہیں جن سے تصوّف کے سلسلوں کو ترویج ملی تھی۔ حضرت امام ناصرالدین بچپن میں واسط میں آئے اور بڑے مصائب سے گزر کر تصرفات و برکات کا مظہر بنے۔ آپ اپنے برادرِ اکبر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں زیر تربیت رہے۔ آپ نے ہی آپ کو برصغیر پاکستان و ہندوستان جانے کی بشارت دی تھی۔ اور آپ نے ہی آپ کو شہادت کی خوشخبری سنائی تھی آپ کے سفر اور شہادت کے واقعات تواریخ کی کتابوں میں مرقوم ہیں۔ ابن ابوالخیر شامی سیفر واسطی عباسی دربار میں حاضر تھے جہاں امام ابوالفضل کو عباسی خلفاء کے ساتھ معاملات پیش آئے۔ اسی طرح آگے چل کر ہم شیخ محمد اسحاق کرمانی کا ذکرِ خیر بھی کرینگے۔ جنہیں اسی خاندان کی بدولت فیضان روحانی میسر آئے۔

حضرت امام ناصرالدین ماموں تھے اور حضرت امام ابراہیم آپ کے بھانجے تھے ناصرالدین سبط دوم کی اولاد ہیں۔ اور حضرت امام ابراہیم سبط اوّل کی اولاد ہیں یہ

marfat.com

سادات کرام جگر گوشہ رسول کی نسبتی اولاد تھے۔ اب ہم تفصیل سے رقم طراز ہیں کہ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کے پانچ بیٹے تھے۔ حضرت امام جعفر صادق حضرت امام عبداللہ۔ حضرت امام عبیداللہ۔ حضرت امام ابراہیم۔ اور حضرت امام علی رضی اللہ عنہم۔ تاریخی کتابوں۔ انساب کی دستاویزات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام عبداللہ کی والدہ جو آپ کے بیٹے تھے اور ہم انہیں ناصر الدنیا والدین سونی پتی کے نام گرامی سے یاد کرتے ہیں) حکیم بن سفیان کی بیٹی تھیں۔ حضرت امام جن دنوں نیشاپور تشریف لائے تو آپ کی عمر ابھی دو سال تھی۔ ابھی وہ دودھ پیتے تھے۔ کہ والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ آپ کو واپس بلا لیا گیا۔ آپ کی دائیہ بی بی حلیمہ آپ کو گود میں لئے روانہ ہوئیں۔ دوران سفر ایک بہت بڑا دریا طغیانی پر تھا۔ لوگ کشتی پر سوار ہوئے۔ تو پانی کے درمیان کشتی طوفان میں پھنس گئی۔ بھنور نے کشتی کو بے بس کر دیا۔ کشتی کو بچانے کی تدابیر کی جانے لگیں۔ بحری ماہرین تگ و دو کرنے لگے۔ مگر کشتی بھنور سے نہ نکل سکی۔ نوبت تباہی اور غرقابی تک پہنچی۔ اسی کشتی میں حضرت امام ناصر الدین اپنی دائی کی گود میں طوفان اور بھنور سے بے نیاز بیٹھے تھے۔ کشتی ٹوٹ گئی۔ مگر کشتی کا ایک تختہ جس پر حلیمہ بی بی بچے کو لئے بیٹھی تھی۔ ٹوٹ کر بھنور سے علیحدہ ہو گیا۔ چند دنوں بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے یہ تختہ کنارے پر آ لگا۔ بی بی حلیمہ بچے کو اٹھا کر پاس ہی ایک شہر میں جا پہنچی۔ اس شہر کا ایک بڑا تاجر محمد اسماعیل ابن موسیٰ طوفان سے بچ کر آنے والی دونوں پریشان حال جانوں کو لے کر اپنے گھر آیا۔ اور بڑی خاطر مدارات سے ان کی دیکھ بھال کی۔ بی بی حلیمہ کے پاس اس بچے کے علاوہ حضرت علی کی تلوار ذوالفقار۔ حضرت امام باقر کی انگوٹھی بھی تھی۔ بی بی حلیمہ نے بچے کا تعارف کرایا۔ تو یہ دونوں نشانیاں تصدیق کے لئے پیش کیں تو تاجر کا سر ادب و احترام سے جھک گیا۔ اس نے اس بچے کی پرورش اور نگہداشت کو

marfat.com

اپنے لئے باعث برکت تصور کیا۔ لیکن ان دونوں کو بڑے اعزاز واکرام سے لے کر اپنے شہر کو روانہ ہوا اور لوگوں سے چھپا کر رکھا۔ اسے یہ خدشہ تھا۔ کہ اگر خلیفہ وقت کو اس بچے کا علم ہو گیا تو دربار میں طلب کرلے گا اور وہ اس سعادت سے محروم رہ جائے گا کشتی کی تباہی۔ اس کے غرق ہونے کے واقعات اور کشتی میں سوار لوگوں کی اموات کے واقعات نے سارے عالم اسلام میں صف ماتم بچھادی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ نادرالعصر ابودر۔ باہلی۔ نیشاپوری نے اس کشتی کی غرقابی کو بنیاد بنا کر سید ناصرالدین کی موت کی روائیت لکھ دی تھی دوسری طرف واسط شہر کے لوگوں میں اس صاحبزادہ کے تصرّف سے دلوں میں اتنی محبت اور عقیدت ہو گئی تھی کہ ان میں سے اکثر علی الصبح بچے کی زیارت کرنے آتے۔ اور سارا دن اپنے کاموں میں مصروف رہتے۔

ایک وقت آیا۔ کہ واسط کے کچھ لوگ مصری قافلوں کے ساتھ کسی ضروری مہم پر دیار مغرب کو روانہ ہوئے۔ حضرت صاحبزادہ کو بھی اس سفر میں ساتھ لے لیا گیا واپسی پر یہ قافلہ لیٹروں اور ڈاکوؤں کے حملہ سے مغلوب ہو گیا۔ ان کے تجارتی مال کو لوٹ لیا گیا۔ مگر اسی بیابان میں اچانک عربی گھوڑوں پر سوار ایک زبردست لشکر نمودار ہوا۔ جس سے ڈاکوؤں کو بھاگے بغیر کوئی چارہ کار نہ رہا۔ لوگوں میں یہ مشہور ہوا۔ کہ لشکر کے سپہ سالار حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابلق گھوڑے پر سوار اپنے فرزند کی امداد کو پہنچے ہیں۔ اس واقعہ کو واسط کے سفیر ابوالخیر شامی نے عباسی دربار میں شرعی قسم کے ساتھ پیش کیا۔ امام ابوالفضل ان دنوں عباسی دربار میں موجود تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب تاریخ فضلی میں صراحتًا اس واقعہ کو لکھا۔ اور دربار عباسیہ کے کئی معتبر امراء اور عمائدین کی شہادتیں قلمبند کیں۔ اس واقعہ کے علاوہ انہوں نے صاحبزادہ ناصرالدین کی برکات وکرامات۔ شیخ ابواسحاق کرمانی کے حالات واسط

marfat.com

کے لوگوں کی مشاہدات کی روشنی میں لکھے ہیں۔

جن دنوں حضرت امام ناصر الدین سن شعور کو پہنچے۔ تو واسط کے معززین نے فیصلہ کیا۔ کہ صاحبزادہ کو علم کی تحصیل میں لگایا جائے۔ چنانچہ اس وقت کے امام حضرت مولانا محمد ابن مبارک بغدادی کو آپ کی تعلیم کے لئے مقرر کیا گیا۔ امام بغدادی کچھ عرصہ آپ کی تربیت میں مصروف رہے۔ مگر اس بچے کی کرامات برکات اور دوسرے احوال کو اپنے طور پر ضبط تحریر میں لاتے جاتے تھے۔ ادھر واسط کے لوگ آپ کے وجود کی برکات اور اکرام کو اپنے لئے باعث نعمت تصور کرتے تھے۔ انہوں نے مولانا کی ان تحریروں کو پڑھا۔ تو حیران رہ گئے انہیں یہ خدشہ لاحق ہوا۔ کہ بچپن کے یہ اسرار اور یہ راز مستقبل میں اور نمایاں ہوں گے اور عباسی حکومت ہم سے یہ دولت چھین نہ لے۔ انہوں نے ان مشاہدات کے ذریعہ کو ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور حضرت مولانا محمد ابن مبارک بغدادی کو شہید کرنے کا پروگرام بنا لیا۔ مولانا بغدادی حضرت صاحبزادہ کے استاد تھے۔ محبت کرنے والے تھے۔ انہیں خواب میں ان ارادوں کا علم ہو گیا۔ آپ راتوں رات واسط سے اٹھے۔ اور خراسان میں جا پہنچے۔

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کا وصال ۱۱۸ھ میں ہوا تھا ان کے بعد حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ سجادۂ امامت پر تشریف ہوئے۔ مولانا محمد نے واسط کے لوگوں کو افشاء کر دیا تھا۔ کہ امام ناصر الدین سادات کے فرزند اور صاحب کرامت ہیں حضرت امام جعفر صادق کو خبر ہوئی تو آپ نے بھی تحقیق و تفتیش کے لئے چند معتمد آدمیوں کو واسط میں بھیجا۔ واسط کے لوگوں نے انہیں بتایا کہ واقعی حضرت ناصر الدین اس کشتی سے بچ کر آئے تھے۔ چنانچہ آپ کو بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق کی خدمت میں لایا گیا۔ حضرت امام جعفر صادق اپنے اس گمشدہ بھائی کے استقبال کے لئے کئی میل آگے آئے اور دیدار فرحت آثار سے آنکھوں

marfat.com

کو ڈھونڈا گیا کچھ دن گزرے تو امام وقت سے اجازت لے کر موضع داماں جس کا بعد میں مشہد آباد نام رکھا گیا۔ قیام پذیر ہو گئے ایک عرصہ کے بعد حضرت امام جعفر صادق نے حضرت ناصرالدین کے خواہر زادہ امام سید ابوالمجد شجاع الدنیا والدین ابراہیم کو گراں تحائف اور ضروریات دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا۔ امام سید ابوالمجد امیر ابراہیم اپنے خال بزرگوار کی مجلس میں حاضر ہوئے تو چند ہی دنوں میں آپ کی محبت نے غلبہ کیا تو آپ نے فیصلہ کیا کہ میں آپ کو داماں میں چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا۔ چنانچہ دونوں شہزادے داماں میں رہنے لگے۔ پھر دونوں نے کیانی کیقبادی شہزادیوں سے شادی کر لی۔ یہ قصبہ خلافت عباسیہ کی طرف سے آپ کے نام کر دیا گیا۔ اور آپ اس سارے علاقہ کی آمدنی سے اپنے اخراجات پورے کرتے رہے دونوں حضرات کے اولاد ہوئی۔ مورخین نے امام ناصرالدین کی اولاد میں سے ابوالاشجع۔ قاسم اسمٰعیل حسین ذوالشہب بی بی آمنا کے نام لکھے ہیں۔ اسی طرح امام ابراہیم کی اولاد میں سے ابوعبدالرحمان ابوعبداللہ حسن اور بی بی خدیجہ کے اسمائے گرامی لکھے ہیں۔

ایک دن دونوں حضرات نے خواب میں دیکھا کہ سید الانبیاء جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام صحابہ کے درمیان جنت الفردوس میں جلوہ فرما ہیں۔ آپ اپنی زبان مبارک سے فرما رہے تھے۔ کہ میرے دونوں شہزادوں میں سے عبادات اور اطاعت خداوندی میں کون سا شہزادہ زیادہ عبادت گزار ہے ہر ایک صحابی اپنے اپنے مشاہدات کی روشنی میں اظہار خیال کر رہا تھا۔ سیدنا عمر فاروق نے عرض کی یا رسول اللہ لَیْسَ العِبَادتِ مثل الشہادت (شہادت سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی شہادت کو اعلیٰ ترین عبادت قرار دیا۔ دونوں بزرگوں کی بات سن کر دونوں شہزادوں نے عہد کر لیا کہ وہ جب تک شہادت حاصل نہ کر لیں گے۔ زندگی کو مکمل نہیں پائیں گے چنانچہ بیدار ہو کر دونوں نے مشورہ کیا۔ اور

ارادہ کیا۔ کہ ان دنوں ہندوستان کی سرحدیں اور اس کے اندرونی علاقہ ایسے ہیں جن میں جام شہادت نوش کیا جا سکتا ہے چنانچہ انہوں نے اعلان کیا کہ ہم سندھ سے گزر کر ہندوستان جانا چاہتے ہیں اور جام شہادت نوش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس اعلان کے بعد ہزاروں لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ سامان سفر تیار کیا۔ اور کئی ہزار جانباز سوار اور پیادہ ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئے ان تمام حالات اور عزائم کو عامر بن نوفل اور ابوالصفر اور بلال بن اسماعیل واسطی کی وساطت سے حضرت امام جعفر صادق کی خدمت میں پہنچایا گیا ہے آپ نے یہ بات سنتے ہی اپنے بیٹے حضرت امام موسیٰ کاظم کو ان کے پاس بھیجا۔ اور بڑے بڑے تمغے دے کر الوداعی تیاریوں میں شرکت کے احکامات دیئے۔ امام کاظم چند روز ٹھہر کر اپنے چچا اور بھائی کو الوداع کہہ کر واپس آ گئے۔

جب دونوں بھائیوں نے یہ عزم کر لیا کہ انہوں نے برصغیر پاک و ہندوستان کو روانہ ہونا ہے۔ تو انہیں یہ اطلاع ملی کہ ہندوستان میں قنوج کا راجہ ہندوستان کے تمام راجاؤں میں شہرت یافتہ اور طاقت ور ہے۔ چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ پہلے اس تک رسائی حاصل کی جائے اور راستہ میں نہ کسی سے تعرض کیا جائے اور نہ کسی کے پاس قیام کیا جائے الغرض ایک ہزار سواروں کا لشکر لے کر روانہ ہوئے اور غزنی میں پہنچے۔ غزنی سے روانگی کے وقت آپ نے اعلان کیا کہ ہم جام شہادت نوش کرنے کے لئے سفر کر رہے ہیں لہٰذا جو حضرات ہمارے قافلہ سے علیحدہ رہنا چاہیں انہیں اجازت ہے۔ چنانچہ آپ کے اس اعلان کے بعد آپ کے ساتھ چھیاسٹھ جانثار جانے کو تیار ہو گئے۔ ان میں سے اکثر کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

امام ناصر الدین والدنیا

امام ابوالمجد امیر ابراہیم

marfat.com

شریف ابوبرکات بن امیر ابی طلعی بن امیر عبداللہ بن امیر عبدالرحمان بن امیرالمومنین ابی بکر صدیق یار غار شیخ المہاجرین والانصار سابق الایمان والتصدیق آپ حضرت امام ناصرالدین کے داماد بھی تھے۔

امیر سید رماغ

خواجہ ابوالفصل خاوند بھکری۔

خواجہ عبدالرحمان زید	حارث بلال بن اسماعیل واسطی
سلیمان	ایوب
سعد	ابوالفارح
فرخ	بذیل
ثانوی طویل بغدانی	ثانوی قیصر بغدانی
ابوالمکارم	ابوجمیل واعظ مواحدی
خلیل مقدسی	فرخ ثانی ترکی
بہرام ترکی	خواجہ محمد جلیل باجمیل یزدی
خواجہ جبرئیل یزدی	جبرئیل (یہ دونوں حقیقی بھائی تھے)
احمد نیشاپوری	تامون نیشاپوری
صالح نیشاپوری	املح نیشاپوری

حلمان نیشاپوری (یہ پانچوں سگے بھائی تھے) بہروز

قاری معاد مضر	محمد شریف
فضل شاعر	امیر نصبی
بدیع مغربی نحوی	فضال محدث دشیائی
شہاب نوفلی	ابوذرین غفاری

marfat.com

ابوالاحد مسربی	قریش شعبانی
قرت نور عراقی	خواجہ شاہ عراقی
رسال کرد	جمشید عراقی
فیروز اصطغری	فیروز ثانی اصطغری
ابوصفر اصطغری	عرب ملک رے
شہاب الدین محدث عسقلانی	ابو موسیٰ مصری
فریدون کیانی	مہتر رشید قلماقی
مہتر جوہر بندی فرنجی	مہتر فتح فرنجی
مہتر علید حبشی	مہتر سال
مہتر سلیمان کوہی	مہتر رشیدی زنگی
مہتر زلال نہاوندی	مہتر شبلی
مہتر صنوبر یرشالی ہندی	مہتر قاسم ترکستانی
مہتر رشید ترکستانی	مہتر اسود حبشی
مہتر احمد رومی	مہتر غراب حبشی

ماجب علوی قدس اسرارہم ۔ ونوراللہ مرقدہم

ہزار سواروں کے لوٹ جانے ۔ اور صرف چھیاسٹھ وفادار جانثاروں کے رہ جانے کے باوجود ان حضرات کے عزائم میں فرق نہ آیا اور قلت وکثرت کی پرواہ کئے بغیر رواں ہوئے ۔ منزل بمنزل طے کرتے ہوئے بحیرہ سندھ کے کنارے آپہنچے ۔ وہاں کے حاکم نے رسومات مہمانداری بجالاتے ہوئے نہایت احترام کیا مگر اس شہر کے لوگوں نے جب چاک وچوبند عربی گھوڑے دیکھے اور ان پر نوجوان سوار نظر آئے تو انہیں تعجب ہوا ۔ کہ یہ کون لوگ ہیں ۔ ان لوگوں نے انہیں بتایا ۔ کہ

marfat.com

ہم گھوڑوں کے سوداگر ہیں اور قنوج کے راجہ کے پاس جا رہے ہیں کیونکہ قنوج کا راجہ ہندوستان کے تمام راجاؤں سے بڑا ہے اور گھوڑوں کا شوقین ہونے کی وجہ سے زیادہ قیمت ادا کرتا ہے

اس زمانہ میں ان ملکوں میں یہ دستور تھا کہ سلطنت کے فرماں رواؤں کے بغیر کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہونے کا مجاز نہ تھا۔ مگر اس قسم کے عربی گھوڑے نہ ہر ایک کو میسر آتے۔ نہ ہر ایک سوار ہو سکتا تھا۔

۴۹۶ھ ماہ ذوالحجہ کے آخری دن د. ور دراز منازل طے کرتے ہوئے۔ یہ سوار سونی پت جا پہنچے یہ وہ مقام ہے۔ جہاں سادات کرام اور ان کے وفاداروں کی جائے شہادت بنی تھی۔ اس شہر میں ایک بہت بڑا بت خانہ تھا تمام لوگ زنّار باندھے پھرتے تھے۔ اور بے پناہ لوگ اس شہر میں آتے جاتے تھے وہ ہر صبح و شام اپنے بتوں کا طواف کرتے رہتے تھے۔ اس بڑی عمارت کے تہہ خانہ میں زنار داروں کا سردار سکونت پذیر تھا۔ امیر ممالک ہند نصیر الدین نے بڑی محنت کے بعد اس شہر کے علاوہ سارے مضافات پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور حسب فرمان خلافت اسلامیہ معز الدین سام المعروف شہاب الدین غوری کے تصرف میں دے دی تھی۔ حالانکہ اس وقت ابھی تک ان حالات کا نام و نشان بھی نہ تھا۔

اس علاقہ پر ارجن دیو حکومت کر رہا تھا۔ وہ ہندوستان کے اکثر راجاؤں میں عالی نسب مانا جاتا تھا۔ اسے دہلی کے حکمران سے قرابت بھی تھی اور اس کا داماد بھی تھا۔ سونی پت سے چند میل کے فاصلے پر لہرارہ شہر میں اس کا پایۂ تخت تھا۔ عربی نوجوانوں کا قافلہ آیا۔ تو اسے خبر ملی۔ کہ اتنے چاک و چوبند خوبصورت اور خوش شکل حضرات نہایت خوش لباسی اور خوش اطواری میں آتے ہیں۔ اور وہ گھوڑوں کی تجارت کا دعویٰ کرتے ہیں اور قنوج جانا چاہتے ہیں۔ اس راجہ نے

marfat.com

اپنے ایک وزیر کو بھیجا اور کہا ان میں سے کوئی سمجھ دار آدمی ہمارے پاس آئے تاکہ حقیقت حال کا علم ہو سکے۔ چنانچہ اس وزیر کی آمد پر امام ناصر الدین نے اپنے وفادار مہتر ملک جوہر کو جسے ہندوستانی زبان پر عبور حاصل تھا بھیجا ارجن دیو نے اس سے تمام حالات دریافت کئے اور اپنے دربار میں بڑی عزت و احترام کی جگہ دی اس نے مہتر ملک جوہر کو کہا۔ آپ لوگوں کو قنوج کے راجہ جے چند کے دربار میں جانے کی ضرورت نہیں ہم ہی آپ کے گھوڑے خرید لیں گے۔ یہ درست ہے کہ راجہ جے چند کو ہندوستان کے تمام راجاؤں اور مہاراجاؤں پر برتری ہے اور شرافت اور خاندانی نسب میں اسے ہم پر کوئی برتری نہیں ہے۔ ہم ہی تمام گھوڑے خرید لیں گے۔ اور جے چند سے جس قدر قیمت کی امید رکھتے ہو۔ ہم ان سے دگنا روپیہ ادا کریں گے۔

ملک جوہر نے کہا۔ مگر ہمارا آقا، مہاراجہ قنوج کے علاوہ کسی دوسرے کو گھوڑے دینے کو تیار نہیں۔ اگرچہ ملک جوہر کو اس انکار کے ساتھ رخصت کر دیا۔ مگر چند نگران مقرر کر دیئے کہ یہ عرب لوگ میری ریاست سے کہیں نہ جاسکیں۔

دوسرے دن ارجن دیو چند۔ عمائد دربار کو لئے خود حاضر ہوا۔ اور کاروان کا محاصرہ کر لیا اور اعلان کیا کہ آپ لوگوں کو آگے جانے کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی جب تک آپ لوگ ہماری مرضی پر راضی نہیں ہوتے مہتر جوہر اور مہتر امین زبان دانی کی وجہ سے ترجمان تھے۔ نے بحث و تکرار کی۔ سوال و جواب کی ترجمانی کی اور کہا۔ ہمارے سردار نے عرب سے چلتے ہی قنوج جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اور اس کے علاوہ کسی اور جگہ سودا بازی کرنا گوارا نہیں کرتے لہذا آپ لوگ ہمارے ارادے کے سامنے سدِ راہ نہ بنیں۔ ہم کسی دوسرے سے خرید و فروخت کا ارادہ نہیں رکھتے۔ اس بات پر ارجن دیو کو غصہ آگیا۔ اس نے اپنی فوج کو حکم دیا۔ کہ عربوں کے قافلہ کے ارد گرد گھیرا ڈال دیا جائے۔ ایک آدمی یا ایک گھوڑا بھی یہاں

marfat.com

سے باہر نہ جانے پائے۔ چنانچہ اسی محاصرہ کی حالت میں چار دن گزر گئے۔ ہندوستانیوں نے اعلان کر دیا اگر آپ لوگ یہاں گھوڑے نہیں بیچیں گے تو ہماری تلواریں تمہیں اور تمہارے گھوڑوں کو تہہ تیغ کر دیں گی۔

اس گفتگو کی ناکامی کے بعد حضرت نے دیکھا کہ لڑائی کے بغیر چارہ کار ہی نہیں ان ہندوؤں نے ہمارا محاصرہ کر لیا ہے اور یہاں سے جنگ وجدال کے بغیر نکلنا محال ہو گیا ہے۔ ادھر ہم بھی شہادت کی آرزو لے کر برصغیر میں آئے تھے قنوج اور سونی پت کی تخصیص نہیں ہے۔ اب ہمیں تیار رہنا چاہیئے۔ مگر ہر کام کی پہل مخالفین اسلام کی طرف سے ہی ہونی چاہیئے! اتمام حجت کے بعد پھر جو اللہ کو منظور ہو آگے بڑھ کر مقابلہ کرنا چاہیئے۔ حسن اتفاق سے عاشورہ کے دن ارجن دیو بے شمار سواروں اور پیادوں کو لے کر سامنے آ کھڑا ہوا۔ ان مجاہدوں نے بھی شکست تسلیم کرنے کی بجائے لڑائی کی تیاری شروع کر دی۔ وضو کیا۔ نماز ادا کی۔ امام کی اقتداء میں خیر و برکت کی دعا مانگی۔ آخرت کی بہتری کے لئے التجا کی۔ اور اللہ کا نام لے کر لڑائی شروع کر دی۔ مخالفین نے حملہ کیا۔ مجاہدین نے روکا۔ مگر جب مجاہدین نے از سر نو حملہ کیا تو ارجن دیو کے لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے جدھر بڑھتے ہندو بھاگ کھڑے ہوتے۔ ارجن دیو نے اس صورت حال کو دیکھا تو منہ پر حجاب پہن کر بذات خود لڑائی میں مصروف ہو گیا اور ایک لشکر کثیر لے کر کارزار میں مصروف ہو گیا اس کے بڑے بڑے جنگ جو بھی اس کے دائیں بائیں قربان ہونے لگے۔ عربوں کی تلوار کی کاٹ کے سامنے ہندوستانی دنگ رہ گئے۔ ہندوؤں کے بہت سے عمائدین ان مجاہدوں کی تلوار سے زخمی ہو گئے۔ خود راجہ ارجن دیو بھی زخموں کی تاب نہ لا کر میدان میں ہی کھیت ہو گیا اب ہندوؤں کا سارا لشکر بھاگ کھڑا ہوا ابھی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ ارجن دیو کا بیٹا یا بھائی ہر ہر دیو ایک تازہ لشکر لے کر آ کھڑا ہوا اس نے اعلان کر دیا۔ کہ وہ تازہ دم فوج سے لڑے گا۔ اس طرف

marfat.com

سے مجاہدینِ اسلام بھی از سرِ نو صف بستہ ہوئے۔ دشمن کو دوبارہ شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر چار گھنٹے کی لڑائی کے بعد ہندوؤں کو تازہ کمک پہنچ گئی۔ اور سخت جنگ شروع ہو گئی۔ یہ معرکہ غروب آفتاب تک رہا۔ حتیٰ کہ رات کی سیاہیوں میں دونوں لشکر آرام کرنے کے لئے رک گئے۔

دوسرے دن ہندوؤں کے بے شمار اور بے پناہ لشکر سونی پت پہنچ گئے انہوں نے یکجا ہو کر غازیوں کے لشکر کے قلب میں حملہ بول دیا یہاں حضرت ناصرالدین ایک سیاہ پرچم کے نیچے کھڑے تھے۔ سادات عظام کا لشکر بھی تیار تھا کسی کافر کو حضرت کے قریب آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ان لوگوں نے دوسری بار ایک اور زبردست حملہ بولا۔ امیر سید رماح نے بائیں ہاتھ سے بڑھ کر کلیان رائے اور پاکندی دالی کرنال کو جو مقتول راجہ جے نرائن کا قریبی رشتہ دار تھا۔ مار مار کر پیچھے ہٹا دیا یہ دونوں ہندو جنگ اور جدال میں آزمودہ کار تھے۔ اور سارے برصغیر میں ان کی بہادری کی شہرت تھی۔ مگر یہ لوگ امیر سید رماح کے حملے سے بچ کر پھر قلب میں حملہ آور ہوئے۔ مگر اب عربی مجاہدین نے اپنے آبدار نیزوں سے اس کا سر اٹھا کر میدان میں چیت گرا دیا۔ اس ضرب حیدری سے ہندوؤں کی فوج کے قدم اکھڑ گئے۔ اور سادات کرام نے ان کا تعاقب کیا۔ اس معرکے میں مہتر زلال نہاوندی۔ فریدوں کیانی۔ حضرت امیر کے حکم سے پا پیادہ لڑ رہے تھے وقت کا تقاضا یہ تھا کہ جنگ مغلوبہ میں سواری کو چھوڑ کر گھمسان کی جنگ لڑی جائے ان مجاہدوں نے تقریباً ایک سو مخالفین کو تہہ تیغ کر دیا۔ اس معرکہ میں کلیان راؤ اور اس کے کئی دوسرے ساتھی امیر سید رماح۔ مہتر زلال۔ فریدون۔ مہتر احمد۔ شہاب نونلی کے ہاتھوں قتل ہوئے۔

دوسری طرف کئی مجاہدین لڑتے لڑتے شکست خوردہ ہندوؤں کے تعاقب میں دُور تک چلے گئے۔ اور سرحد کیری پر پہنچ کر شہید ہونے والے شہاب محدث

marfat.com

ہرکرن کے دستہ کے تعاقب میں نکل گئے پاکندی کو تو اپنے ہی ساتھیوں نے قتل کر دیا۔ قانوں طویل۔ صاحب علوی نے نند کرن جو ہرکرن کا بیٹا تھا۔ جا لیا۔ اور انہیں دُور تک لے گئے مگر ایک مقام پر خود بھی شہید ہو گئے۔ مہتر ملک جوہر معمولی زخمی ہوئے تھے اور ایک طرف گر پڑے۔ حتیٰ کہ اپنے لشکر میں واپس نہ آ سکے۔ اگرچہ ایک مجاہد ابو جعفر ان کے پاس گیا اور کوشش کرتا رہا۔ کہ انہیں اٹھا کر لشکر گاہ میں لے آئے مگر ہندوؤں کے ایک غول نے آپ کو شہید کر دیا۔

اس طرح یہ آتش جنگ دو روز تک شدت سے بھڑکتی رہی ہندوؤں کے ہزاروں آدمی مارے گئے۔ مجاہدین کے بھی تقریباً دو حصے شہید ہو گئے تیسرے دن لڑائی کا آغاز ہوا۔ یہ بارہ [۱۲] محرم الحرام ۱۴۷ھ کا دن تھا۔ دونوں حضرات اپنے بچے کھچے جانثاروں اور عزیزوں کے ساتھ میدان جنگ میں آ گئے۔ ان میں شریف ابوالبرکات۔ خواجہ ابوالفضل۔ خواجہ عبدالرحمان۔ بلال وغیرھم سیاہ پرچم کے نیچے کھڑے تھے ان کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں اور زبان پر تسبیح و تہلیل تھی۔ سر میں شہادت کا نشہ اور دل میں ایمان کی دولت موجزن تھی۔ اب ان لوگوں کے سامنے ایک ہزار پینتیس [۱۰۳۵] کفار تیار کھڑے تھے اس معرکہ میں اکثر ہندوؤں کو داصل جہنم کیا گیا۔ مگر اب امام ابراہیم اور امام ناصرالدین دونوں اپنے آخری جانبازوں کے ساتھ جام شہادت پینے میں کامیاب ہو گئے۔

ـــ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

یہ اوّلین اہل ایمان تھے۔ جو برصغیر پاک و ہند میں پہنچے اور جنہوں نے سونی پت کی سرزمین کو اپنے پاکیزہ خون سے رنگین کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کی ارواح مقدسہ کو اپنی نعمات سے نوازتا رہے۔[۱]

---

[۱] د۔ معرکہ سونی پت کی یہ تفصیل مؤلف نصر عارفان نے بڑی تحقیق کے بعد لکھی ہے۔ تاریخ کی دوسری کتابوں میں یہ تفصیل بہت کم ملتی ہے۔ (مترجم)

marfat.com

۹

فرزندان حضرت امام کا تذکرہ

مہتر ملک جوہر کے دل میں خیال آیا۔ کہ جس قدر روپیہ اس کے پاس جمع ہے۔ اسے صاحبزادگان کو پہنچا دیا جائے۔ پھر ان واقعات شہادت سے بھی انہیں آگاہ کیا جائے چنانچہ ملک جوہر نے یہ روپیہ اس علاقہ کے بعض معتقد ہندوؤں کی وساطت سے سندھ کے راستہ مشہد شریف میں پہنچا دیا۔ چاروں صاحبزادگان اس وقت نیشاپور میں حضرت امام وقت سیدنا جعفر صادق کی خدمت میں گئے ہوئے تھے چنانچہ مہتر جوہر کے معتمد آپ کی خدمت میں پہنچے حضرت امام نے واقعات شہادت سن کر بڑے رنج و ملال کا اظہار کیا اور جتنی رقم موصول ہوئی صاحبزادگان اور دیگر پس ماندگان میں تقسیم کر دی گئی۔ سالار ہرمز قیادی نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے وطن سے ہندوستان پہنچے اور شہداء کرام کی خانقاہوں کی جاروب کشی کرے۔ وہاں پہنچا تو سالار ہرمز قیادی کے پاس ابھی تک صاحبزادگان کے لئے کچھ مال بطور امانت پڑا ہوا تھا۔ ہندو سرداروں کی درخواست پر خصوصاً وزیر شیو چند نے اصرار کیا کہ صاحبزادگان سادات والا تبار کو عرض کی جائے کہ وہ سونی پت میں تشریف لائیں۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا وصال ہو چکا تھا۔ چنانچہ شہادت کے چوتھے سال بعد چار صاحبزادوں میں سے صرف سید شاہ حسین ذو الشہیب جو امام ثالث ناصر الدین کے بیٹے تھے۔ چند معتمدین اور معززین کے ساتھ جن میں سید ہر برالدین سامیر ابو الحسن۔ امیر ابو نصر۔ امیر سید۔ محمد رماح کے ساتھ یہ صاحبزادہ والا تبار ہندوستان تشریف لائے۔ آپ ایک سال اور چند ماہ سونی پت میں رہے۔ وہاں کے لوگوں نے آپ

marfat.com

کی خدمت میں بڑی فتوحات پیش کیں۔ آپ نے اپنے دوسرے بھائیوں ابوالاشجع المعروف ابوالشجاعت اور ابوالمجید سید قاسم اسماعیل اور دوسرے شہدا کے اہل وعیال کے لئے بہت سی رقم ارسال کر دی اور بعض امراء کو بھی ساتھ بھیج دیا۔ اور وعدہ کیا کہ ہم بھی شکار اور سیر وسیاحت کرتے کرتے آنے والے ہیں۔ کچھ دنوں بعد آپ اپنے ساتھیوں اور مہتر جوہر کے ساتھ خراسان کو روانہ ہوئے خیریت سے پہنچ کر مہتر جوہر کو دوبارہ ہندوستان بھیج دیا۔ آپ ایک جنگ میں جہاد کرتے کرتے شہید ہو گئے۔ اور حصار اشہب میں دفن ہوئے۔

۱۰

حضرات شہدا کی اولاد

فخر روزگار حضرت سید محمود بحار قدس سرہٗ صوری اور معنوی کمالات کے مالک تھے جن دنوں خواجہ بادشاہ دہلی میں مسند آرا ہوئے آپ دہلی سے ہوتے ہوئے کیلوگڑھی تشریف لے گئے۔ وہ زندگی بھر بڑے مناصب اور مقامات کے مالک رہے حضرت خواجہ نے آپ سے کیلوگڑھی میں ملاقات کی تھی۔ اور یہ شعر زبان پر تھا۔

گلشن ہند ز یمنِ قدمت یافت بہار
سر گلستان نبی سیّد محمودِ بجار

ہم نے مجالس تصوّف میں معزز ین صوفیاء کرام اور حضرات چشتیہ کے اکثر رسائل میں لکھا ہوا پایا ہے کہ حضرت سلطان الاولیاء نے بھی غیاث الدین کے معاملات میں حضرت سیّد محمود بہاری قدس سرہٗ سے امداد طلب کی تھی۔ بعض حضرات نے ایسے

marfat.com

واقعات حضرت بابا بزودیرا مجذوب تغلق آباد دروازہ حصار کے بارے میں بھی لکھے ہیں ہیں۔ سید محمود بحار قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی لمبی عمر عطا کی تھی حتیٰ کہ آپ سراج دہلی کے زمانۂ شہرت تک زندہ تھے آپ کی اولاد میں سے ایک بزرگ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہوئے ہیں آپ بڑے عالم شریعت ماہر طریقت اور یکتائے روزگار تھے آپ کی علمی یادگاروں میں وہ بلند پایہ تصانیف ہیں جو مختلف علوم میں لکھی گئی تھیں آپ شاہ احمد شرعی ترکی چندیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ یہ بزرگ نادرالعصر اعمال واشغال پر دسترس رکھتے تھے۔ ان کا یہ معمول تھا کہ تسبیح کے زور سے بادشاہ وقت کو اپنے پاس طلب کر لیا کرتے تھے اور وہاں بٹھا کر عوام الناس کے مسائل اور مشکلات کے حل کے لئے احکامات جاری کرایا کرتے تھے حضرت سید بحار نے اپنے ذخائر اور ملفوظات میں آپ کے اکثر مناقب اور فضائل بیان فرمائے ہیں۔

حضرت امام کی اولاد میں سے ایک اور بزرگ شاہ محمد یوسف ہوئے ہیں آپ عارف باصفا زاہد بے ریا خوش کلام بعشق ومحبت تھے آپ کی قبر کا تعویذ آپ کے معرّا اور گراں قدر اشعار اور غزلیات سے مزین ہے اور آپ کے پُرنور اور گداز خیالات کی شہادت دیتے ہیں۔ سادات کرام میں سے ایک اور بزرگ شاہ محمد عاشق قدس سرہٗ اپنے وقت کے یگانہ تھے حضرت امام کی برکات کا یہ نتیجہ ہے کہ ہر زمانہ حتیٰ کہ ہمارے زمانے میں بھی آپ کی اولاد سے گرامی قدر اور بلند رتبہ انسان موجود ہیں۔

۱۱

حضرات شہدا سونی پت کے تصرفات

ہم نے مختلف کتابوں میں پڑھا ہے اور بزرگان دین کی زبان سے سنا ہے کہ دونوں

marfat.com

شہداء کے مزارات پر انوار اپنے تصرفات کی وجہ سے عوام و خواص میں مقبول رہے ہیں بادشاہانِ وقت اور دارالسلطنت کے اکثر سلاطین حاضری دیتے رہے ہیں اور استمداد کرتے رہے ہیں۔ ہم ان صفحات میں ان تصرفات کی تصریح نہیں کر سکتے۔ اکثر زائرین نے آپ کے ملفوظات کو ملاحظہ کیا ہے خصوصاً روحانی اور باطنی حضرات نے بے پناہ فیض اٹھائے ہیں۔ ہم خانوادہ شاہ محمد سلیمان تونسوی کے حالات میں خان رفیع الشان کے حالات میں ان واقعات کو تفصیلی طور پر لکھ آئے ہیں۔

۱۱

حضرات امام کے باطنی تصرفات

ہم نے اکثر کتابی واقعات اور سماعی حکایات میں سنا ہے کہ حضرات شہدا کرام کی دونوں زیارتوں میں ہندوستان کے دارالسلطنت کے بادشاہ اور عوام الناس سے باطنی فوائد حاصل کرتے رہے ہیں ہم اس مختصر سی کتاب میں ان کی تفصیلات بیان نہیں کر سکتے۔ ان حضرات کی قبروں کے زائرین کئی قسم کے روحانی فیضان سے دستیاب ہوئے ہیں خصوصاً وہ بزرگان تصوف جنہیں باطنی نگاہیں ملی ہیں۔ چند سال کی ریاضت اور محنت سے اتنا فیض پا گئے کہ انہیں دوسرے مقامات سے میسر نہیں آیا تھا۔ ہم حضرت خواجہ تونسوی کے خلیفہ خان رفیع الشان قدس سرہٗ کے ذکر میں ایسی تفصیلات لکھ آئے ہیں ظاہری کور چشم بزرگان دین کے تصرفات کے منکر بھی۔ اگر ان حضرات کے مزارات پر حاضر ہوئے ہیں تو خالی نہیں گئے۔ ان پر بھی ایک خاص کیفیت طاری ہوتی سلطان غیاث الدین بلبن سلطان جلال الدین اکبر اپنے اقتدار کے زمانوں میں ان مزارات پر حاضر ہو کر آستان بوسی کرتے رہے ہیں۔ ان بادشاہوں نے کئی بار ارادہ کیا

marfat.com

کہ ان مزارات کو پختہ بنا دیا جائے۔ مگر انہیں خوابوں میں منع فرما دیا جاتا تھا۔ اور یہ اشارہ ہوا کرتا تھا۔ ان مزارات کے ارد گرد ایک قدم بھی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں کسی شہید کا مزار نہ ہو۔

۱۲

چند شہداء اور صلحاء کا ذکر خیر

یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ دوسری صدی ہجری جو حضرات برصغیر پاکستان و ہندوستان میں تشریف لائے تھے۔ ان میں سے چند حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں

۱۔ امام بدرالدین شہید پانی پتی۔ (۲) حضرت امام ابوالقاسم شہید شہداپوری یہ دونوں بزرگ اپنے قافلہ کے سالار تھے اور نام بنام مشہور ہوئے تھے ان کی کرامات کسی شک و شبہ کے بغیر زبان زد عام و خاص ہوئی ہیں۔ صادق ایمان خان خواجہ محمد خان بہادر مغفور بڑائچ سہارن پوری نے جو اولیا اللہ سے عقیدت اور ارادت میں بے مثال تھے۔ حضرت امام بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر ایک عالیشان گنبد تعمیر کروایا تھا۔ یہ قبہ ایک ہزار سال تک قائم و دائم رہا پھر ایک زمانہ آیا کہ اس پر ایک نیا گنبد بنا دیا گیا جس دن یہ گنبد مکمل ہو گیا۔ پہلا گنبد خود بخود گر گیا۔ یہ قبولیت کی علامت تھی۔

۳: حضرت سید محمود پانی پتی قدس سرہٗ بھی ان شہدا میں سے تھے جو کئی ہزار احباب خاص کو لے کر برصغیر میں تشریف لائے۔ سید الانساب کے مؤلف نے لکھا ہے کہ سید الانبیاء جناب رسالتمآب نے حضرت مخدوم جلال قدس سرہٗ الجمال کو ارشاد فرمایا تھا کہ آپ کا کعبہ وہاں ہی ہے جہاں میرے بیٹے سید محمود کا مزار ہے۔ تم نماز جمعہ وہاں ہی ادا کیا کرو بیت اللہ شریف میں بار بار آنے کی ضرورت نہیں ہے۔

marfat.com

۴۔ حضرت سید محمود کرنالی قدس سرہٗ بھی ایک کثیر لشکر لے کر برصغیر میں وارد ہوئے تھے۔ آپ سید شہید بھی قدس سرہٗ کی حمایت کے لیے آئے تھے۔

۵۔ حضرت سید محمد شہید بھی دونوں بھائی تھے۔ آپ کئی رشتہ داروں اور عقیدت مندوں کے ساتھ اسی نواح میں شہید ہوئے تھے ان میں ایک شاہزادہ نوری عالی تبار تھے۔ آپ بھی کئی احباب کے ساتھ کنور کے نواح میں شہید ہوئے تھے۔ رحمہم اللہ علیہم اجمعین

۱۳

چہارم صدی ہجری کے غازیان اسلام

غازیان اسلام جو چوتھی صدی ہجری میں برصغیر میں تشریف لائے انمیں سے حضرت سید سالار مسعود غازی قدس سرہٗ کا اسم گرامی صف اوّل میں نظر آتا ہے آپ شاہ ساہو غازی ابن شاہ عطاء غازی ابن شاہ طاہر غازی کے فرزند تھے۔ اگرچہ مورخین نے آپ کے حالات نہایت اختصار سے لکھے ہیں مگر پھر بھی آپ کا نام رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ بعض مورخیں نے آپ کو حضرت محمود غزنوی کا خواہرزادہ لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ نوجوان محمود غزنوی سے ناراض ہو کر تھوڑی سی فوج لے کر ہندوستان میں آگیا تھا اور بہت سی جنگیں لڑنے کے بعد شہید ہو گیا تھا بعض تذکرہ نگار اور ملفوظات کے جمع کرنے والوں نے آپ کو حضرت خواجہ معین الدین اجمیری ہندالولی کے خلفاء میں لکھا ہے مگر متاخرین میں سے حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار اور ابن عبدالرحیم گازرونی نے سیر الاقطاب میں اس بات کی تردید کی ہے انہوں نے حضرت خواجہ معین الدین سے ملاقات تک کا انکار کیا ہے کیونکہ مسعود غازی کی شہادت چار سو پچاس میں ہوئی تھی جب کہ ابھی تک حضرت

marfat.com

محمود غزنوی اور خواجہ اجمیری برصغیر میں تشریف نہیں لائے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ مورخین اور تذکرہ نگاروں نے آپ کے تفصیلی حالات نہیں لکھے۔ شاہ عبدالرحمان صابری نے اپنی کتاب مرات الاسرار میں آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اسی طرح مرات مداری میں حضرت شاہ بدیع الدین قطب مدار شامی کے حالات میں آپ کا تذکرہ کیا ہے ہماری نگاہ میں مرات مسعودی بھی گزری ہے۔ جس میں آپ کا ذکر خیر آتا ہے۔ ان کے صحیح حالات اوراد چشتی میں بھی پائے جاتے ہیں الغرض آپ کے رفقاء اور احباب سندھ اور ہندوستان کے مختلف علاقوں میں شہید ہوئے اور ان کے مزارات پائے جاتے ہیں۔

۱۴

چوتھی صدی ہجری میں آنے والے فاتحین اسلام

اسلامی دنیا میں اموی خاندان کی امارت اور سلطنت کو زوال آیا یہ امارت حضرت امیر معاویہ سے لے کر مروان حمار بن محمد بن مروان تک تقریباً ایک سو سال رہی۔ مصر کے مقام ذات السلاسل میں عباسی فوجوں نے اس سلطنت کے آخری امیر کا خاتمہ کر کے آلِ عباس کے اقتدار کو قائم کر دیا تھا۔ ابوالعباس عبداللہ سفاح بن محمد بن علی بن عبداللہ عباس (عم رسول پاک) خلافت سلطنت عباسیہ کے پہلے حکمران بنے۔ اس خاندان کے حکمرانوں نے دنیائے تہذیب کے بہت بڑے حصے پر حکمرانی کی حتیٰ کہ معتصم باللہ تک پچیس نسلیں برسر اقتدار آئیں۔ آپ سفاح ابوالعباس سے لے کر سینتیون (۳۷) خلیفہ تھے۔

خلیفہ معتصم باللہ نے اپنے وزیر نصیر الدین محمد بن الناقر کی وفات کے بعد ابی طالب

marfat.com

مویدالدین محمد بن احمد بن علی بن محمد علقمی کو وزیر اعظم بنا لیا تھا۔ یہ بڑا غالی شیعہ تھا۔ اس نے محقق نصیر الدین طوسی وزیر چنگیز خان سے خفیہ دوستی پیدا کر لی تھی۔ اور اسے اپنا ہمراز بنا لیا تھا۔ ان دنوں اسلامی دنیا میں شیعہ سنی اختلافات شدت اختیار کر گئے تھے بغداد کرخ میں کئی فسادات ہو چکے تھے۔ امیر ابوبکر بن معتصم باللہ سنیوں کا حامی تھا۔ اس نے اکثر سادات کو قید میں ڈال دیا۔ ابن علقمی اس تعصب کی بنا پر سلطنت عباسیہ کا اندرونی دشمن بن گیا اور دربار میں بڑے مکر وفریب سے کام کرنے لگا۔ وہ آل عباس کی سلطنت کو ختم کرنے کی تدابیر کرنے لگا۔ چنانچہ اس نے نصیر الدین طوسی کے ذریعہ ہلاکو خان کو آمادہ کیا کہ وہ بغداد پر حملہ کر دے اور خود اس نے خلیفہ وقت کو ان حالات سے اتنا بے خبر کر دیا۔ کہ بغداد کی فوجوں کو ملک کے مختلف حصوں میں بھیج دیا۔ آخر چھ سو چھپن ہجری (۶۵۵) میں ہلاکو خان ایک کثیر لشکر لے کر بغداد پر چڑھ دوڑا۔ خلیفہ قلعہ میں پناہ لینے پر مجبور ہو گیا۔ دو ماہ کی جنگ کے بعد ابن علقمی نے خلیفہ کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ بغداد کے عوام کو بچانے کا ایک یہی طریقہ ہے کہ آپ اپنے دونوں بیٹوں ابوبکر اور عبدالرحمان کو ہلاکو کے لشکر گاہ میں بھیج دیں تاکہ وہ ملاقات کر کے صلح کریں۔ دوسری طرف اس نے ہلاکو خان کو شدید حملہ کرنے پر آمادہ کر لیا۔ چنانچہ اس سازش سے پانچ سو بیس سالہ دور خلافت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ اب دنیائے اسلام کے اکثر حصوں پر چنگیز خانی جھنڈے لہرانے لگے تھے۔ سعدی شیرازی نے اس واقعہ پر بڑا دلسوز مرثیہ لکھا۔

آسمان را حق بود گر خون بگرید بر زمین
بر زوال آل معتصم امیر المومنین
خون فرزندان عم مصطفےٰ بر خاک ریخت
ہم بداں جائے کہ سلطانان نہادندے جبین

marfat.com

الملک والبقا للملک الکریم الودود والصلوٰۃ والسلام علی ناصب لوا الحمد صاحب مقام محمود۔

اگرچہ ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ بعض خلفاء عباسیّہ نے سادات کرام پر اپنے دورِ حکومت میں سختیاں کی تھیں۔ جنہیں اگر لکھا جائے تو دفتر و ل کے دفتر درکار ہیں۔ مگر علماء السلام اور فضلائے دین کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ آل عباس کی خلافت برحق تھی اور اسلامی قلعہ کی محافظ تھی۔ دنیائے اسلام کے تمام بادشاہ اسی خلافت سے خلعت ریاست لے کر جاتے تھے۔ اسی بارگاہ سے انہیں پروانۂ حکمرانی ملتا تھا بہت سے علاقوں اور سلطنتوں میں اگرچہ وہ آزاد تھیں۔ مگر عباسی احکامات چلتے تھے اور ان کے سربراہوں کو شاہ اور سلطان جیسے خطابات دیئے جاتے تھے اسد بن ساماں بہرام کی نسل سے تھا۔ وہ مامون الرشید کی خلافت میں اپنے چار بیٹوں کو لے کر دربار میں حاضر ہوا تھا۔ اُسے خلیفہ وقت نے سلطنت کرنے کی منظوری دی۔ کچھ عرصہ کے بعد اسد کا انتقال ہو گیا۔ مامون الرشید نے بغداد سے خراسان اور ماوراء النہر کے تمام علاقے غسان بن عباس کی نگرانی میں دے دیئے اور ساتھ ہی حکم دیا کہ اسد سامانی کی اولاد کو اعلیٰ مناصب پر رکھا جائے چنانچہ غسان نے نوح ابن اسد کو سمرقند کا گورنر بنا دیا۔ احمد بن اسد کو فرغانہ کا حکمران مقرر کیا۔ اسی طرح آل سامان کو بخارا سمرقند میں بڑا فروغ ملا۔ اور دن بدن ترقی ہوتی گئی چنانچہ دسواسی ہجری (۲۸۰ھ) میں ان لوگوں کے پاس بخارا سمرقند کے علاوہ خراسان۔ سیتان۔ مازندران۔ رے۔ اصفہان کی حکمرانی مل گئی خلیفہ معتضد باللہ نے اسماعیل بن احمد سامانی کو اسلامی سلطنت کا بہت بڑا حصہ دے دیا تھا۔

آل سامان سے بڑے بڑے جلیل القدر اور مشہور حکمران ہوئے عبدالملک سامانی کی وفات کے بعد اعیان سلطنت نے کسی قابل سربراہ سلطنت کے لئے غور کرنا شروع

marfat.com

کیا تو تمام کی نگاہیں البتگین کی عقل و فراست پر متفق ہو گئیں البتگین ان دنوں خراسان کی حکومت کا نگران تھا۔ چنانچہ اسے دارالسلطنت میں بلایا گیا اور اس سے دریافت کیا گیا کہ آلِ سامان کی سلطنت کس کے حوالے کی جائے اس نے کہا ان دنوں منصور بن عبدالملک ایسا نوجوان ہے جسے اپنے چچا کا جانشین بنایا جا سکتا ہے چنانچہ اہل بخارا نے منصور کو حکمران تسلیم کر لیا۔ منصور نے کچھ عرصہ بعد البتگین کو خراسان سے بخارا طلب کیا۔ اس نے منصور بن عبدالملک کی حکمرانی کی تائید کی مگر کچھ عرصہ بعد بعض درباریوں نے دونوں کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کر دیں۔ تو تین سو پچاس ہجری (۳۵۰ھ) میں چند ہزار غلاموں کو ساتھ لے کر البتگین خراسان سے غزنین چلا آیا۔ اس علاقہ کو بزورِ شمشیر فتح کیا۔ امیر البتگین پورے پندرہ سال ساٹھ سال کی عمر تک حکومت کرتا رہا تھا۔ حالانکہ امیر منصور سامانی نے اس علاقہ میں کئی بار لشکر بھیجے تھے مگر ہمیشہ شکست کھا کر واپس آ گئے۔ امیر سبتگین اپنے آقا امیر البتگین کا سپہ سالار تھا۔ اس پندرہ سالہ حکمرانی کے دوران اس نے لشکر لے کر کئی بار برصغیر ہندوستان و پاکستان پر حملہ کیا۔ اور ہر بار اسے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہوئی اور کوئی نہ کوئی علاقہ فتح کر لیا کرتا تھا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ابو اسحاق امیر سبتگین کے ساتھ بخارا گیا۔ تو منصور سامانی نے اسے خلعتِ دربار شاہی عطا کرتے ہوئے اسے اس کے والد کا جانشین قرار دیا دوسری طرف امیر سبتگین کو سپہ سالاری کا منصب دیا گیا کچھ عرصہ بعد ابو اسحاق بھی انتقال کر گیا۔ تو غزنین کے اعیان مملکت نے امیر سبتگین سپہ سالار کو ۳۶۶ھ میں غزنین کے تخت پر بٹھا دیا اور امیر ناصر الدین سبتگین کے لقب سے ملقب کر دیا البتگین کی بیٹی سے نکاح کر دیا گیا۔

سبتگین نے تخت نشین ہوتے ہی برصغیر پاک و ہند پر لشکر کشی کر دی اور ان مقامات پر جا پہنچا جہاں وہ سپہ سالاری کے زمانہ میں نہ گیا تھا وہ جہاں جہاں گیا اسلامی

marfat.com

آثار اور شعار کو فروغ دیتا گیا ان دنوں راجہ جے پال ابن انپال لاہور سے سرہند اور ملعان سے کشمیر تک کا حکمران تھا۔ پھر کشمیر کی وادی سے لے کر ملتان تک اسی کی حکومت تھی۔ جن دنوں سبکتگین نے برصغیر میں قدم رکھا۔ تو راجہ جے پال قلعہ بٹھنڈہ میں مقیم تھا۔ اسے یہ خطرہ محسوس ہوا کہ اب لشکر اسلام آگے بڑھنے سے نہیں رکے گا تو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ آگے بڑھا۔ اس کے لشکر میں بے شمار ہاتھی اور گھوڑے تھے وہ چاہتا تھا کہ مسلمانوں کو سرحد کے اس پار ہی شکست دے کر ہندوستان کو محفوظ کر لے۔ امیر سبتگین نے راجہ جے پال کی اس جرات کا سخت نوٹس لیا اور اپنا لشکر تیار کر کے مقابلہ کے لئے غزنین سے آگے بڑھا۔ ملعان کے میدان میں معرکہ ہوا۔ اور ہندوستان کے بہت سے درباری اور عمائدین گرفتار کر لئے گئے۔ اس بات سے جے پال کو سخت صدمہ پہنچا اس نے آگے بڑھنے کی بجائے امیر سبتگین کی خدمت میں التجا کی کہ وہ ان عمائدین اور درباریوں کو چھوڑ دے وہ اس کے بدلے اسے ایک کروڑ روپیہ نقد۔ پچاس ہاتھی۔ دے گا۔ امیر البتگین نے اس شرط پر اپنے نمائندوں کو یہ مال لینے کے لئے روانہ کیا۔ اور ساتھ ہی ان کے تمام قیدی روانہ کر دیئے۔ جے پال اپنے ملک میں پہنچا تو اپنے معاہدہ سے منحرف ہو گیا اور امیر البتگین کے نمائندوں کو قید میں ڈال دیا۔ اور اعلان کر دیا جب تک امیر البتگین میرا علاقہ خالی نہ کرے گا میں ان قیدیوں کو رہا نہیں کروں گا۔

جے پال کے عائدین۔ اور کھتری قوم کے دانشوروں نے جے پال کو اس بدعہدی سے روکا۔ حتیٰ کہ اس کی بیوی نے بھی اسے ایسے کرنے سے منع کیا مگر دربار میں برہمنوں کی بالادستی تھی۔ انہوں نے جے پال کو قیدی رہا کرنے کی اجازت نہ دی۔ امیر البتگین نے اس صورت حال کو دیکھ کر اپنے سفارت کاروں کے ذریعہ دہلی۔ اجمیر۔ کالنجر اور قنوج کے راجاؤں سے رابطہ پیدا کر کے جے پال کو بدعہدی سے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا۔ بلکہ جے پال

marfat.com

نے ہندوستان کے تمام علاقوں سے فوجیں جمع کرنا شروع کر دیں۔امیر نے اپنے لشکر کو پانچ پانچ سو سواروں میں تقسیم کر کے ہندوستان کی لاتعداد فوج پر مختلف اطراف سے حملے شروع کر دیئے۔اس طرح اتنی بڑی فوج ایک محاذ پر نہ لڑ سکی! ور امیر البتگین کی فوجی حکمتِ عملی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور شکست کھا کر بھاگ نکلی۔وہ دریائے چناب تک بڑھتا گیا اور مملکت لمغان پر قبضہ کر کے پشاور کو اپنا لشکر گاہ بنا لیا۔

۱۔ سراج جوزجانی نے اپنی تاریخ منہاج میں لکھا ہے کہ امیر ناصر الدین سبکتگین ایک ترکی نژاد غلام تھا۔کسی سوداگر نے ترکستان سے بخارا لا کر البتگین کے ہاتھ فروخت کر دیا۔اس نے سبکتگین میں لیاقت اور بہادری کے آثار دیکھے تو اپنے لشکر کا امیر الامراء بنا دیا حتیٰ کہ اپنی تمام فوجوں کا سپہ سالار بنا دیا۔

۲۔ امیر ناصر الدین کا سلسلہ نسب شاہ کیانی تک پہنچتا ہے یعنی امیر ناصر الدین سبکتگین بن جوقان بن قرا بن حکم بن قزل ارسلان ابن قرالقمان ابن فیروزا بن یزدجر شہریار ابن خسرو پرویزا ابن ہرمزا بن نوشیروال۔

۳۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یزدجر شہریار مرو میں قتل کر دیا گیا تھا۔اس کی اولاد ترکستان کی طرف آ گئی۔اور وہاں ہی رشتہ داریاں قائم کر لیں چند پشتوں کے بعد ترک کہلانے لگے۔چنانچہ سیف الدولہ۔امین الملک سلطان محمود غزنوی کے دربار میں بڑے بڑے بلند مناصب پر رہے۔ایک وقت آیا کہ امیر ناصر الدین سبکتگین اپنے والد کے تخت پر بیٹھا۔

۴۔ امیر منصور نے لشکر جمع کیا۔اور سلطان محمود غزنوی پر حملہ کر دیا۔اگرچہ محمود غزنوی کو علم تھا۔کہ منصور کے لشکر اس کے لشکروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔مگر چونکہ وہ اس کا محسن رہا تھا۔کفرانِ نعمت کے الزام سے بچنے کے لئے محمود غزنوی نے منصور کو نیشاپور دے دیا۔کچھ عرصہ بعد آلِ سامان کی سلطنت کو زوال آ گیا۔سامانی حکومت ایک سو اٹھائیس

marfat.com

سال رہی۔ محمود غزنوی اپنے بھائی اسماعیل کے جھگڑوں سے فارغ ہوا تو سامانی سلطنت کا ایک حصہ جسمیں بلخ۔ خراسان اور ہرات تھا اپنے قبضہ میں لے آیا وہاں سے آگے بڑھ کر ستیان فتح کر لیا۔ پھر وہاں سے غزنین پر جھنڈا لہرا دیا۔

۳۹۱ھ میں دس ہزار سوار لے کر پشاور پہنچا۔ راجہ جے پال نے محمود غزنوی کے اس مختصر سے لشکر کے مقابلہ میں بارہ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ اور تین سو ہاتھی لا کھڑے کئے۔ یہ ۳۹۲ھ کا ۸ محرم کی تاریخ تھی۔ محمود غزنوی نے اس مختصر سی فوج سے انہیں شکست دے کر راجہ کے پندرہ قریبی رشتہ داروں کو گرفتار کر لیا۔ ان ہندوؤں کے گلوں میں سولہ ہار تھے۔ یہ قیمتی مروارید سے مزین تھے۔ ہر ایک ہار کی قیمت ایک لاکھ اسی ہزار دینار تھی۔ اس مال غنیمت کے علاوہ محمود غزنوی کے لشکر نے آگے بڑھ کر قلعہ بھٹنڈہ پر قبضہ کر لیا۔ اور پانچ ہزار قیدی لے کر واپس غزنین آ گیا۔

۵۔ جے پال ایک بار امیر ناصر الدین کے ہاتھ اس وقت گرفتار ہوا تھا جب وہ سپہ سالار تھا۔ اب دوسری بار محمود غزنوی کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو والئی سلطنت دو بار غیر ہندوؤں کے ہاتھ گرفتار ہو جائے۔ اس کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے آپ کو آگ میں نہ جلا دے چنانچہ جے پال نے اپنے آپ کو زندہ جلا دیا۔ اور اس کا بیٹا انند پال تخت نشین ہو گیا۔

۶۔ محمود غزنوی ۳۹۵ھ میں قلعہ بھاٹیا فتح کرنے ملتان کی حدود سے گزرا بھاٹیا دراصل شہر کے ارد گرد ایک مضبوط قلعہ تھا۔ اس قلعہ اور شہر کا حکمران بجرہ نامی شخص تھا۔ یہ بڑا سرکش اور مفرور حکمران تھا۔ اسے اپنے قلعہ کی مضبوطی اور بلندی پر ناز تھا۔ اس کے پاس بڑی تعداد میں فوج اور آزمودہ کار لڑاکے نوجوان تھے بے شمار ہاتھیوں کا لشکر تیار کھڑا رہتا تھا۔ وہ کسی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا۔ محمود غزنوی کے عمائدین جو اس علاقہ کے مختلف شہروں کے حکمران تھے کی بھی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ بے پناہ خزانے

marfat.com

ہر وقت بھرے رکھتا تھا۔ شہر اور قلعہ کے ارد گرد گہری خندق تھی جو ہر وقت پانی سے بھری رہتی تھی۔ محمود غزنوی نے پے در پے حملے کر کے چار بار فتح کیا۔ بے پناہ مال غنیمت حاصل ہوا۔ دو سو اسی[۲۸] ہاتھی ہاتھ لگے۔ مکمل ساز و سامان بھی ملا۔ مگر بجیرہ کسی طرح قلعہ سے بھاگ کر جان بچا لے گیا۔

۷۔ ۳۹۶ھ میں سلطان محمود نے ملتان پہ حملہ کیا۔ اس قلعہ پہ ان دنوں شیخ حمید افغان کا پوتا قابض ہوا تھا اسے نصیر الدین سے بڑی عقیدت تھی چونکہ ابو الفتح داود بن ظفر بن حمید نے بھاٹیا کے قلعہ کی فتح کے وقت جان بوجھ کر پہلو تہی کر لیا تھا۔ اور اسے یہ بھی اطلاع ملی تھی کہ اس نے انند پال کو لاہور سے بلا کر بادشاہ کے خلاف مدد کرنے کو کہا تھا۔ اس بات کی سزا دینے کے لئے سلطان محمود نے حملہ کیا مگر وہ قلعہ چھوڑ کر کشمیر بھاگ گیا۔ ملتان پر محمود غزنوی کا قبضہ ہو گیا اور بٹھنڈہ کے قلعہ پہ بھی قابض ہوا۔ ابو الفتح اپنے الحادی نظریہ سے تائب ہو گیا اور بیس ہزار درہم دے کر دوبارہ قلعہ ملتان لے لیا۔

۸۔ اس اثنا میں سلطان محمود غزنوی کو اطلاع ملی۔ کہ کاشغر کے حاکم ایلک خان احسن نے سامانی سلطنت کو تباہ کر دیا تھا محمود سے صلح کرنے آ رہا ہے اور بلخ پہنچ رہا ہے۔ مگر خفیہ ذرائع سے معلوم ہوا کہ اس کے ارادے نیک نہیں ہیں۔ شاہ ختن کی فوجیں اس کی پشت پر کھڑی ہیں۔ محمود غزنوی نے برصغیر پاک و ہند کی مہمات کو شوکپال راجپہ کے سپرد کیا اور خود غزنی پہنچا۔ شوکپال ہندوستان کا ایک راجہ تھا جو محمود غزنوی کے ایک امیر ابو علی سنجوری کے ہاتھوں مسلمان ہوا تھا۔ شوکپال پشاور میں اپنا پایۂ تخت بنا کر نگرانی کرنے لگا۔

غزنین پہنچنے پر محمود غزنوی نے ایک زبردست لشکر تیار کیا اور بلخ کی طرف بڑھا۔ ہرات کے حاکم ارسلان کو ماوراء النہر روانہ کر دیا۔ اسی اثنا میں ایلک خان

marfat.com

قدر خان۔ شہنشاہ ختن اور پچاس ہزار کا لشکر جرار لے کر دریائے جیحون عبور کر رہا تھا۔ اور بلخ سے چار میل پر لشکر کی صف بندی کرنے لگا۔ محمود غزنوی نے اپنی فوجی حکمتِ عملی سے اتنے بڑے لشکر کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ شاہ ختن اپنا لشکر لے کر بھاگا۔ مگر محمودی لشکر نے تعاقب کر کے اس کی فوج کو تباہ و برباد کر دیا۔

۹۔ اب برصغیر ہندو پاکستان سے اطلاعات موصول ہونے لگیں کہ شوکپال بھی باغی ہو گیا ہے چنانچہ سلطان محمود غزنوی منزل بمنزل پشاور کی طرف بڑھا۔ مگر اسی اثنا میں غزنوی امراء نے شوکپال کو پکڑ کر غزنی پہنچا دیا محمود نے چار ہزار درہم جرمانہ لے کر اسے رہا کر دیا۔

۱۰۔ ۳۹۹ھ کو ملتان پر چڑھائی کے وقت ابو الفتح افغان نے جو حرکت کی تھی اس کو سرزنش کرنے کے لئے غزنوی لشکر آگے بڑھے ان دنوں انند پال تمام ہندوستان کے راجاؤں کا سردار مانا جاتا تھا۔ اس نے اوجین گوالیار۔ کالنجر۔ قنوج دہلی اور اجمیر کے راجاؤں سے امداد طلب کی اور پشاور کے قریب زبردست جنگ ہوئی۔ مگر ہندوؤں کی تمام فوجیں شکست کھا کر بھاگیں پانچ ہزار سوار عرب اور دس ہزار سوار ترکی ان بھاگنے والوں کے تعاقب میں رہے دو تین دن رات ان بھگوڑوں کو قتل کرتے رہے اس ہزیمت میں ہزاروں قتل کئے گئے ان فتوحات کے بعد چوتھی صدی ہجری میں نگر کوٹ پر لشکر کشی کر دی۔

اس علاقہ میں بھیم کا قلعہ پڑتا تھا۔ ہندوؤں کا عقیدہ تھا۔ یہ خمِ اعظم کا مخزن ہے یہ جواہرات سے بنایا گیا قلعہ ہے مگر محمود غزنوی نے اس علاقہ کو بھی تہس نہس کر دیا اس فتح سے ساٹھ لاکھ دینار سرخ۔ سات من سونے کے ہتھیار۔ کئی من چاندی کے ہتھیار۔ سات طبق سونا۔ جس میں دو سو من سونا تھا۔ دو ہزار من چاندی بیس من مختلف قسم کے جواہرات جن میں مروارید۔ یاقوت الماس مرجان زبرجد تھے۔ اٹھا کر غزنین پہنچا

marfat.com

دیئے گئے۔

۱۵

پانچویں صدی ہجری میں غزنوی فتوحات

۱۔ ۴۰۱ھ میں ریاست غورستان کو محمد بن سوری سے چھین لیا گیا۔

۲۔ ۴۰۶ھ میں تھانیسر پر چڑھائی کی گئی۔ وہاں کے راجہ انندپال نے بڑی منت سماجت کی کہ اس کا بت کدہ ویران نہ کیا جائے۔ اور وہ ہر سال کئی لاکھ دینار ادا کرتا رہا کرے گا۔ مگر محمود غزنوی نے قبول نہ کیا۔ اور اس بت خانہ کو تہس نہس کر دیا۔ اس جنگ میں دو لاکھ ہندوؤں کو قید کر لیا گیا۔ اور بے شمار خزانے لوٹے گئے۔ حاجی محمد خان قندہاری کی روائیت کے مطابق چار سو پچاس مثقال یاقوت لایا گیا تھا۔

۳۔ ۴۰۴ھ میں کوہ مالنات شمالی ہند کے قلعہ نندون کو فتح کیا گیا۔

۴۔ ۴۰۶ھ میں کشمیر پر حملہ کیا گیا۔ لوہ کوٹ قلعہ کا محاصرہ کیا گیا۔ مگر برفباری اور سردی کی شدت کے ساتھ ساتھ کشمیریوں کی اعانت کی وجہ سے محاصرہ اٹھانا پڑا اور غزنین کو واپس آگئے۔

۵۔ اسی سال ایک لاکھ بیس ہزار سوار اور پیادہ فوج لے کر قنوج پر حملہ کیا گیا۔ قنوج پر ان دنوں گورہ نامی حکمران تھا اس نے صلح کی پیش کش کی جسے قبول کر لیا گیا وہاں سے میرٹھ آئے۔ وہاں کے حکمران ہردت دو لاکھ پچاس ہزار نقد اور تیس ہاتھی خراج ادا کر کے امان حاصل کر لی۔ وہاں سے چل کر صابن پہنچے۔ وہاں کا حکمران گل چندر بھاگ گیا۔ غزنوی لشکر نے تعاقب کیا۔ اس نے پہلے تو اپنی عورتوں بچوں

marfat.com

کو اپنی تلوار سے قتل کیا۔ پھر مقابلہ میں نکلا۔ اور مارا گیا۔ اس معرکے سے بڑا مال غنیمت ملا اور اسی ہاتھی پکڑے گئے۔ وہاں سے متھرا پہنچا۔ وہاں ہزار قصر قلعہ آسمان کی بلندیوں سے باتیں کر رہا تھا۔ یہ قلعہ سنگ رخام سے بنا تھا اس پر تقریباً ایک لاکھ دینار سرخ خرچ آیا تھا اور بیس سال میں مکمل ہوا تھا۔ اس سے پچاس ہزار دینار کا خالص سونا اور بے شمار جواہرات حاصل ہوئے۔

۶۔ ۴۱۲ھ میں خبر ملی کہ ہندوستان کے تمام راجاؤں نے قنوج کے حکمران گورہ کو طعن و تشنیع کی۔ کہ تم نے لڑے بغیر محمود غزنوی کی اطاعت قبول کر کے بزدلی کا اظہار کیا ہے چنانچہ والی کالنجر جس کے پاس فوج اور اسلحہ سب سے زیادہ تھا نے غصہ میں آکر اسے قتل کر دیا۔ اور ریاست قنوج پر خود قابض ہو گیا۔ محمود غزنوی نے سنا۔ تو اسے سبق سکھانے کے لئے آگے بڑھا۔ تمام راجے ایک لاکھ چالیس ہزار سوار لے کر آگے بڑھے ان میں پانچ ہزار پیادہ فوج چھتیس ہزار سوار۔ اور چھ سو ہاتھیوں کا لشکر تھا۔ محمود غزنوی کے لشکر نے اتنے بڑے لشکر کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔

۷۔ اسی سال محمود غزنوی نے دوبارہ کشمیر پر حملہ کیا اور لوہ کوٹ کے قلعہ پر یلغار بول دی۔ قلعہ فتح کرنے کے بعد لاہور تک کا علاقہ اپنی سلطنت میں شامل کر لیا جے پال کا پوتا اجمیر میں پناہ گیر ہو گیا ۴۱۳ھ میں لاہور سے گوالیار کی طرف بڑھے وہاں سے کالنجر پہنچے۔ گوالیار۔ کالنجر کے راجاؤں نے اطاعت قبول کر لی اسی سال کے آخر میں غزنین کے دارالخلافت میں واپس آگئے اور ایک سال آرام میں گزارا۔

۸۔ ۴۱۵ھ میں بلخ کی طرف بڑھے۔ اور ماوراءالنہر کے حکمران نے رعایا پر ظلم و ستم کرنا شروع کر دیا تھا قید کر کے ہندوستان بھیج دیا۔

۹۔ اسی سال ہندوستان کے برہمنوں نے یہ اعلان کیا کہ جنگوں میں مرنے والے ہندوؤں کی روحیں بدنوں سے جدا ہو کر سومنات چلی آتی ہیں اور یہاں جمع ہو کر سومنات

marfat.com

کی عبادت کرتی ہیں۔ محمود غزنوی نے جتنے بت کدے ہندوستان میں برباد کئے ہیں۔ اُس کی وجہ یہ بھی کہ سومنات ان بت کدوں سے ناراض تھا۔ یہ سومنات کی ناراضگی کی وجہ سے تباہ و برباد ہوئے ہیں ورنہ سومنات اتنا طاقت ور ہے کہ ایک لحظہ میں محمود جیسے ہزار لشکروں کو نیست و نابود کر سکتا ہے۔ اور آج تک اس سے محمود کو اپنی طرف بڑھنے نہیں دیا جس دن ادھر قدم بڑھائے پہلی منزل پر ہی خاک سیاہ ہو جائے گا۔

۱۰۔ اس اعلان کے ساتھ ہی محمود غزنوی نے سومنات پر حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں اور تین ہزار ترک سوار صرف اسی حملہ کے ہراول دستہ میں شامل کئے گئے۔

۱۱۔ سومنات برصغیر میں بہت بڑا شہر تھا اس میں بت کدہ بھی سب سے بڑا تھا یہ سنگ لعاب دار سے بنایا گیا تھا اور دو ذراع زمین میں دھنسا ہوا تھا۔ دریائے عمان کے کنارے پر واقعہ تھا جو گجرات سے چالیس میل اور بندر دیو سے بھی فاصلہ پر تھا۔ حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر اپنے الفاظ میں یوں کیا ہے۔

لشکرے محمود اندر سومنات یافت آں بت را کہ نامش بود لات

اس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ سومنات صرف ایک شہر کا نام تھا۔ لات بت کا نام تھا۔ یہ وہ بت تھا۔ جو کسی زمانہ میں کعبۃ اللہ میں نصب تھا نبوت محمدیہ نے اسلام کی ضیا پاشیوں سے بت کدہ کو تباہ کر دیا۔ اور عربوں نے اسے ہندوستان کی سرزمین میں منتقل کر دیا۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

بتر سید از صیت او سومنات
نگوں سار گردید عزیٰ و لات

اس قول سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ لات بت کا نام ہے اور سومنات شہر کا نام تھا حضرت شیخ سعدی محمود غزنوی کے معرکوں کے کئی سال بعد سومنات میں آئے تھے اور آپ نے اس شہر اور بت کو اپنی آنکھوں دیکھا تھا۔

marfat.com

حبیب السیر کے مؤلف نے انہیں اقوال سے اپنی تاریخ میں لکھا ہے محمود کے لشکر کے مجاہدین اس روائیت کے ناقل ہیں کہ ہندوؤں کے اعتقاد میں اس بت (لات) کی بڑی قدر و منزلت تھی اور یہ بت ایک ہزار چار سو سال سے یہاں نصب ہے۔ دریائے گنگا سے سومنات کا فاصلہ چھ سو کوس ہے۔ ہندو ہر روز دریائے گنگا کے تازہ پانی سے لات کو نہلاتے تھے۔ اور اب بھی ان کا یہ معمول ہے۔

یہ بت کدہ محمود غزنوی کے زمانہ میں نہایت عریض اور طویل جگہ پہ تھا۔ چھ جڑاؤ دار ستون اس بت کدہ کی عمارت میں تھے یہ بت کدہ ایک ایسے تاریک مقام پر واقع تھا۔ کہ سورج کی شعاعیں براہ راست نہ پہنچ سکتی تھیں صرف قندیلوں کی روشنی۔ اور جواہرات اور زیورات کے عکس اسے روشن رکھتے تھے۔ سونے کی زنجیریں لٹک رہی تھیں جواہرات کی لڑیاں جھلمل جھلمل کرتی تھیں اس روشنی کے اہتمام کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اس شان و شوکت کے علاوہ اس بت کدہ پہ پانچ سو رقاصائیں ہمیشہ حاضر رہتی تھیں۔ ساز ندے۔ گوتیے اور کئی سو نازک اندام لڑکے زائرین کی خدمت کے لئے چاک و چوبند رہتے۔ ہندوستان کے علاوہ دوسرے ممالک سے بے پناہ برہمن اس بت کدہ پہ حاضری دیتے اور دن رات اس بت کی عبادت ہوتی رہتی۔

وہاں ایک ایسی طلائی زنجیر تھی جس کا وزن کئی من تھا اس کا ایک سرا بہت بڑے ٹل سے بندھا رہتا وہ دن میں مقررہ وقت پر دو بار خود بخود بجتا تھا۔ اس کی آواز پانچ پانچ میل دُور تک سنائی دیتی تھی۔ کسوف اور خسوف کے موقع پر کئی کروڑ ہندو جمع ہوتے ہندوستان کے راجہ و مہاراجہ بھی نذرانے لے کر پہنچتے۔ وہ مال و متاع کے علاوہ خوش جمال لڑکیاں نذرانہ لاتے اس بت کدہ کی روزانہ آمدنی اور اخراجات حد و حساب سے باہر تھے دو ہزار شہر اور ان کی زمین اس بت کدہ کے لئے وقف تھیں۔

۱۲۔ ہندوں کا یہ طریقہ عبادت تھا کہ خواص و عوام سے جو بھی اس بت کدہ کی

marfat.com

زیارت کو آیا تمام بدن کے بال صاف منڈوا دیتا تھا۔

۱۳۔ سومنات کا قلعہ پانچ منزلوں پر مشتمل تھا۔ ہر منزل کے ارد گرد ایک عمیق خندق تھی وہ پانی کی بھری رہتی تھی۔ بسا اوقات اس میں حفاظتی فوج کی کشتیاں گھومتی رہتی تھیں اس بت کدے کی زیارت کے لئے خشکی اور آبی راستوں سے لوگوں کا ہجوم چلا آتا تھا

۱۴۔ آسمان کی طرح اس سومنات کے بارہ بُرج تھے۔ اور ہر بُرج پر کئی ہزار سپاہی پہرہ دار ہر وقت تیار کھڑے رہتے تھے۔

۱۵۔ محمود غزنوی کی فتوحات کا ستارہ عروج پر تھا۔ اس نے برصغیر میں اپنے معرکوں کی دھاک بٹھا دی تھی۔ ہندو اس کے نام سے خوف زدہ تھے۔ اس نے اللہ کا نام لے کر اس شہر پر یلغار ہو لی تو تمام کے تمام بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس نے بے پناہ خزانہ دفینے لعل و جواہرات اٹھائے اور غزنی بھیج دیئے ہندوستان کے راجاؤں سے مل کر درخواست کی کہ آپ چند کروڑ دینار لے لیں۔ مگر سومنات کا بت نہ لے جائیں۔ مگر محمود غزنوی نے اعلان کیا کہ میں قیامت کے دن اپنا نام "بت فروش" نہیں رکھانا چاہتا۔ مجھے "بت شکن" کہا جائے تو فخر ہے۔ لہذا یہ بت توڑا جائے کہتے ہیں۔ اس بت کے قالب سے اتنی دولت برآمد ہوئی کہ راجاؤں کی پیش کش سے دس گنا زیادہ تھی محمود غزنوی نے سومنات کی فتح کے بعد ایک جشن امن منعقد کیا۔ تمام لوگوں کی معافی کا اعلان ہوا۔ تمام رعایا کو مراعات دیں گجرات کا پایہ تخت قلعہ۔ بندرگاہ لشکر کے حوالے کر دیا گیا بیرم دیو نے آگے بڑھ کر عرض کی۔ کہ اب مجھے نگرانی کے فرائض سپرد کئے جائیں۔ چنانچہ محمود غزنوی وہاں سے روانہ ہو کر غزنین واپس آ گیا ۴۱۵ھ کے آخری دنوں دریائے جودی کے کنارے پر ایک سرکش قوم کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا۔ مگر اس دوران سومنات کے نگران نے معاہدے کی شرائط پوری نہ کی تھیں۔ اس لئے محمود غزنوی ملتان سے پلٹ کر پھر سومنات آیا۔ اور چار سو کشتیوں پر

marfat.com

لشکر کشی کی۔ ان بد عہدوں کو سزا دے کر واپس غزنین چلا گیا۔

۱۶

غزنوی فتوحات اور برصغیر میں اسلام کی سربلندی حضرات چشت کی برکات کا ثمرہ تھی

قدوۃ الدین ابو احمد ابدال قدس سرہ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ ابو محمد اور آپ کے خلفاء کرام کے قدوم میمنت لزوم کی برکات کا نتیجہ تھا کہ فاتحین اسلام کو پے درپے فتوحات حاصل ہوئیں اگرچہ ظاہری طور پر برصغیر ہند و پاکستان کو اولیائے چشت کی عملداری میں نہیں دیا گیا تھا۔ مگر روحانی طور پر یہ سرزمین انہی حضرات کی نگرانی تھی۔ لہذا حضرت خواجہ ابو محمد قدس سرہ کو بڑھاپے کے باوجود سلطان محمود کے لشکر کے ساتھ بھیجا گیا آپ ظاہری صحت کے نکتۂ نظر سے سفر کے قابل نہیں تھے۔ مگر خواجگان چشت نے آپ کو روانہ کیا۔ ان معرکوں کے دوران آپ سے بے پناہ کرامات کا ظہور ہوا۔ محمود غزنوی کے بعد ان کے بیٹے اور جانشین آپ حضرات کی نگرانی میں رہے۔ یہ لوگ مختلف مقامات پر مقیم رہے خصوصاً غزنوی سلاطین نے لاہور کو اپنا پایۂ تخت بنایا۔ تو انہیں چشتی حضرات کی راہنمائی حاصل تھی۔

۱۷

۴۲۴ھ کے واقعات

شہاب الدولہ جمال الملک مسعود ابن محمود غزنوی نے سرسی کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔

marfat.com

یہ قلعہ کشمیر کا دروازہ خیال کیا جاتا تھا کچھ دنوں بعد یہ قلعہ فتح ہوا۔ تو پھر ہانسی کے قلعہ پر حملہ کیا گیا یہ چھ دن کے بعد فتح ہوا۔ پھر سونی پت کا قلعہ فتح کیا گیا

۱۸

شہاب الدولہ امیر مودود بن مسعود

۴۳۵ھ کو ابو الفتح قطب الملک شہاب الدولہ امیر مودود بن مسعود نے نگرکوٹ کے قلعہ کو فتح کیا۔ چار ماہ کے محاصرہ کے بعد یہ قلعہ فتح ہوا۔ اس فتح کے بعد ہندوستان کے اکثر علاقہ زیر اقتدار آ گئے۔

۱۹

ظہیر الدولہ ابراہیم ابن مسعود

۴۷۲ھ اجودھن (پاک پٹن) کے قلعہ کو فتح کر کے تقریباً ایک لاکھ ہندوؤں کو گرفتار کر کے غزنی پہنچا دیا گیا۔

۲۰

بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم بن مسعود بن محمود غزنوی

۵۱۲ھ میں بہرام شاہ ہندوستان میں وارد ہوا۔ اس نے ملکی معاملات کو درست کیا۔ خسرو شاہ بن بہرام خسرو ملک ابن خسرو شاہ غزنوی دَور کے زوالی سالوں میں لاہور میں مقیم تھے! در لاہور اور اس کے مضافات پر حکمران تھے آخر کار غوری فوجوں کے ہاتھ چڑھ گئے

marfat.com

مورخین نے لکھا ہے کہ ۵۸۵ھ تک غزنویوں کے نسل سے ایک بھی ایسا آدمی باقی نہیں رہنے دیا گیا تھا۔ جو کسی وقت بھی اپنی سلطنت کا دعوی کر سکتا۔ انہیں غوریاں نے چن چن کر مارا اور ہر مقام سے تلاش کر کے ختم کر دیا۔

الحکم للّٰہ وعظمتہٗ والملک تحتہٖ والملک والبقا والملک المعبود وھو منعم الخیر و مغیض الجود

۲۱

شہاب الدین غوری (سلطان معزالدین)

ارباب تاریخ نے غوریوں کی نسل کو ضحاک تازی تک پہنچایا ہے فریدون اور سوری ضحاک کے دو پوتے تھے یہ دونوں بھائی اپنے خویش و اقارب کو لے کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں مدینہ پاک میں پہنچے اور دامن اسلام میں آ گئے یہ اس وقت بھی اپنے علاقہ کے حکمران تھے۔ پھر ان کی نسل کے لوگوں نے سلاطین سنجری اور غزنوی کی زیر امارت حکمرانی کی۔ عزیزالدین حسین ابن سام ابن قطب الدین حسن ابن محمد ابن عباس ابن محمد۔ ابو علی ابن محمد سوری کا بھتیجا تھا۔ اور محمود غزنوی کا ہم عصر تھا۔ سلاطین غزنوی نے ان کے اسلاف کو ختم کر دیا تھا۔ اور اس خاندان کا تقریباً قلع قمع کر دیا تھا۔ ان کے خاندان کے کئی افراد جان بچا کر سمندر کے راستہ بھاگے۔ بہت سے غرق ہو گئے۔ مگر کچھ افراد جان بچا کر برصغیر پاک و ہند کی طرف نکل آئے۔ یہ اللہ کی قدرت سے تمام آفات و بلیات سے محفوظ رہتے ہوئے ہندوستان کے جنگلوں میں رہنے لگے۔ وہاں انہیں ڈاکوؤں کے ایک گروہ سے دوستی ہو گئی اور انہی کے ساتھ رہنے لگے۔ ایک بار ڈاکوؤں کی ایک جماعت ابراہیم شاہ غزنوی کے ہاتھوں گرفتار ہو گئی

marfat.com

تو ان میں اس خاندان کا بھی ایک فرد حسین بھی تھا۔ اس نے بادشاہ کے ہاں فریاد کی اور امان طلب کی۔ بادشاہ نے اس کی صورت حال معلوم کر کے اور اس کی مجبوری کا خیال کرتے ہوئے نہ صرف اسے امان دی بلکہ اپنے دربار میں بطور مصاحب رکھ لیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کی طبعی بلندی اور اخلاقی برتری کو دیکھ کر اپنا داماد بنا لیا۔ غورستان کی سلطنت چونکہ اس کے آباؤ اجداد کے زیر اقتدار رہ چکی تھی۔ اسے ہی دے دی۔ محمود غزنوی نے محمد سوری کی گرفتاری کے بعد اس کے بیٹے ابو علی پر جو خراج مقرر کیا تھا۔ حسین کو اس سے بھی بری الذمہ کر دیا۔

بعض تواریخ میں تو یوں لکھا ہے کہ ابراہیم شاہ نے اپنے بھائیوں کی ایک بیٹی حسین کے نکاح میں دے دی تھی اور غورستان کی حکومت مسعود بن ابراہیم غزنوی کے زمانہ میں دی گئی تھی۔ عزیز الدین حسین کی وفات کے بعد اس کے سات بیٹے یادگار زمانہ زندہ رہے ان میں ایک قطب الدین محمد ضیا نے بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم شاہ غزنوی نے اپنا داماد بنا لیا تھا۔ اس نے قلعہ کوہ فیروز تعمیر کیا۔ اور غزنین کی فتح کا منصوبہ بنایا۔ بہرام شاہ کو اس صورت حال کی خبر ہوئی۔ تو قطب الدین کو اپنے پاس بلایا۔ اور اسے قید میں ڈال دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اسے زہر دے کر ختم کر دیا۔ قطب الدین کا بھائی سیف الدین انتقام لینے کی تدابیر کرنے لگا اور اپنا لقب سلطان رکھ لیا بہرام شاہ نے اسے بھی غزنوی سپاہیوں کی وساطت سے گرفتار کر کے اپنے پاس لا کر منہ کالا کر دیا! اور ایک لاغر سے بیل پر بٹھا کر سارے شہر میں تشہیر کی اور بدترین عذاب دے کر قتل کرا دیا۔ سر کاٹ کر شاہ سنجر کے دربار میں بھیج دیا۔ اب تیسرا بھائی علاء الدین حسین میدان میں نکلا۔ اس نے بہرام شاہ کے لڑکے اور اس کی فوجوں کے سپہ سالار کو قتل کر دیا مگر خود بہرام شاہ اس معرکہ میں شکست کھا کر ہندوستان بھاگ آیا اور وہاں ہی مر گیا۔

ایک روائیت میں ہے کہ کچھ عرصہ بعد علاء الدین حسین نے غزنین پر قبضہ کر لیا۔ اور وہاں

marfat.com

تخت نشین ہو کر ملکی نظام اور معاشرت کو درہم برہم کر کے رکھ دیا۔ غزنوی خاندان کے ممتاز افراد کی قبروں تک کو اکھاڑ دیا۔ قبرستانوں کے قبرستان بیوست خاک کر دیئے۔ صرف محمود غزنوی مسعود غزنوی اور ابراہیم غزنوی کے مزارات رہنے دیئے۔ اپنے چوتھے بھائی بہاء الدین کے بیٹوں کو سنجر کا علاقہ دے دیا۔ اور غورستان کی سرزمین ان کے حوالے کر دی۔ غیاث الدین اور شہاب الدین دونوں بھائیوں کو اقتدار بھی ملا۔ تو انہوں نے اپنے اپنے علاقوں میں عدل و انصاف کی مثالیں قائم کیں سخاوت کو رواج دیا۔ نرم زبانی اور شیریں بیانی سے لوگوں کے دل جیت لئے رعایا اور عوام الناس میں خوشحالی آگئی۔ ان حالات میں بھی علاء الدین کو اپنے ان بھائیوں سے ہر وقت خدشہ رہتا۔ چنانچہ اس نے موقعہ پاکر انہیں قید کر کے جرجستان کے قلعہ میں قید کر دیا دوسری طرف شہنشاہ سنجر سے مخالفت مول لے لی اور جو تحائف ہر سال دربار سنجر میں بھیجے جایا کرتے تھے۔ روک دیئے گئے بلکہ بلخ اور رے پر لشکر لے کر چڑھ دوڑا آخر کار سنجر کی فوجوں کے مقابلہ میں اسے شکست ہوئی اور وہ گرفتار ہو کر دربار میں لایا گیا۔ بایں ہمہ شاہ سنجر نے اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے اور غورستان کی حکومت دوبارہ اسے دے دی۔ وہ ۵۵۱ھ میں فوت ہو گیا۔

اب اپنے باپ کے تخت پر سیف الدین بن علاء الدین بیٹھا۔ اور غزنین کی سلطنت اپنے بھتیجے غیاث الدین ابن بہاء الدین کے حوالے کر دی۔ سلطان سنجر سلجوقی کے وفات کے بعد بلخ پر بھی قبضہ کر لیا۔ مگر چند سال بعد فوت ہو گیا۔ اب سارے ملک کا وارث اکیلا غیاث الدین ابوالفتح بن بہاء الدین محمد سام تھا اس نے اپنے بھائی شہاب الدین کو ۵۶۰ھ میں غزنین کی سلطنت عطا کر دی۔ اور گرد کے ممالک کو فتح کیا اور چالیس سال تک حکمران رہا۔ ۵۹۹ھ میں خراسان کے اکثر علاقے اپنے اقرباء میں تقسیم کر دیئے اور خود غزنین کو اپنا پایہ تخت بنا لیا۔

دوسری طرف ظہیر الدولہ خسرو شاہ بن بہرام شاہ اور خسرو ملک بن خسرو شاہ ۵۴۵ھ

سے ۵۸۵ھ تک حکمران رہے اور غزنوی سکہ چلتا رہا۔ پھر ہندوؤں راجاؤں اور پہاڑی افغانوں کی مسلسل مخالفت اور حملوں کی وجہ سے ان غزنوی حضرات کا دائرہ اقتدار لاہور تک محدود رہ گیا ہے حتیٰ کہ شہاب الدین غوری نے آگے بڑھ کر نہ صرف خاندان غزنوی کا خاتمہ کر دیا بلکہ ہندوستان کے راجاؤں کی سرکوبی کرتا ہوا وسط ہند تک قابض ہو گیا۔

۲۲

سلاطین سلجوق دقائق

یہ بات یاد رہے کہ سلجوقی سلاطین ایک ایسے شخص کی اولاد میں سے ہیں جس کا نام دقائق تھا۔ یہ ترکی جنگلات میں رہنے والے ایک قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ اپنی عقل و دانش کی بنا پر بڑا مشہور تھا۔ ایک وقت آیا کہ بعض مقامی غلط فہمیوں اور توہمات کی بنا پر اپنے بیٹے سلجوق کو لے کر سمرقند آ گیا۔ یہاں اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اللہ نے اسے جو اولاد دی وہ بہت بہادر تھی۔ اس کے دوست اعوان و انصار اس کی قوت کا باعث بن گئے۔

ایک بار ایلک خان والی کاشغر نے جو قدرخان شاہ ختن کے مطیع تھا۔ سلجوق کے پوتے طغرل پر حملہ کر دیا۔ اتفاق سے طغرل کو فتح ہوئی۔ اور اس نے ماہ محرم الحرام ۴۲۷ھ کو سلطان رکن الدین طغرل کے لقب سے نیشاپور کے پایۂ تخت کو اپنے زیر نگیں کر لیا یہ آل سامان کا تخت تھا۔ مگر ان دنوں مسعود غزنوی کی حکمرانی تھی۔ مسعود کی وفات کے بعد طغرل نے آگے بڑھ کر بلخ اور خوارزم پر بھی قبضہ کر لیا ادھر قائم عباسی نے اسے امیرالمومنین یمین الدولہ کا لقب دے دیا۔ دن بدن اس کی قوت بڑھتی گئی۔ چنانچہ اس خاندان میں سلطان ابوالشجاع الپ ارسلان۔ معز الدین ابوالفتح ملک شاہ سلجوقی۔ ابوالمظفر رکن الدین سلجوقی۔ ابوالشجاع

marfat.com

غیاث الدین محمد جیسے بڑے بڑے نامور بادشاہ گزرے ہیں۔ ان کا عدل وانصاف زمانے بھر میں مشہور تھا۔

تاریخ گزیدہ میں لکھا ہے کہ سلطان محمد اپنی آخری عمر میں ایک بار ہندوستان آیا تھا اسے ایک شہر سے بڑا عظیم الجثہ بت ملا۔ ہندوؤں راجاؤں نے اسے اس بت کے وزن پر مروارید دینے کا اعلان کیا مگر اس نے یہ کہہ کر اس پیش کش کو ٹھکرا دیا کہ وہ قیامت کے دن بت فروش بن کر اللہ کے سامنے نہیں آنا چاہتا۔ بت کو اٹھا کر اصفہان لے آیا اور اسے اپنے دربار کے سامنے اوندھا پھینک دیا یہ واقعہ ۵۱۰ھ ہجری کا ہے۔ اس کے بعد اس کا بھائی سلطان سنجر بڑا نامور فرمانروا بنا۔ اسے بڑا عروج ملا۔ اس نے اپنے بھتیجے محمود کو عراق عجم کا حکمران بنا دیا۔ اور اپنے بھانجے بہرام شاہ غزنوی کی مدد کے لئے کئی بار غزنین آیا۔ اس نے سلاطین غوری پر بھی بڑے بڑے احسانات کئے تھے وہ ۵۵۲ھ میں فوت ہو گیا تھا۔

سلطان سنجر کی موت کے بعد اس کی سلطنت کے کئی علاقے غوری بادشاہوں کے زیر اقتدار آ گئے بعض علاقے خوارزم شاہیوں نے دبا لئے۔ یاد رہے۔ سلجوقی بادشاہوں کی کئی شاخیں ہیں۔ بخارا اور سمرقند میں ایک شاخ حکمران رہی۔ کرمان میں دوسری۔ روم میں ایک اور شاخ حکمرانی کرتی رہی بعض عراق عجم کے بادشاہ رہے سلجوقی بادشاہوں کے آخرین حکمران ناصر الدین سبکتگین کے رشتہ دار تھے۔ اس خاندان نے غوری امراء پر بڑے احسانات کئے تھے۔ ان کی غلطیوں اور سرکشیوں کو ہمیشہ معاف کیا۔ علاء الدین حسین کو تاج بخشا تھا اور سلطنت دے کر سرفراز فرما دیا تھا۔ خوارزم شاہ بھی اسی خاندان کا ایک امیر تھا اتابک کئی گروہوں میں تھے۔ اور مختلف ممالک پر حکمران رہے اسی خاندان کے کئی شاخیں تھیں۔

marfat.com

۲۳

برصغیر پاک و ہند میں ایرانی سلاطین نے کیوں قیام نہ کیا؟

یہ بات ذہن نشین رہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم الایوم الدین کے زمانہ کے بعد مہلب بن ابی صغری پہلے شخص ہیں جو برصغیر میں تشریف لائے اور ایک فاتح کی حیثیت سے تاریخ کے اوراق میں جلوہ گر ہوئے۔ ان سے لے کر بہرام شاہ غزنوی تک جتنے صلحاء امت برصغیر میں آتے رہے۔ انہوں نے بھی اسلامی بادشاہوں کے شانہ بشانہ دادِ شجاعت دی ان میں اکثر نے جام شہادت نوش کیا اور بادشاہوں کے ساتھ مل کر شعار اسلام اور قوانین شریعت کو نافذ کرتے رہے مگر ان میں سے کوئی بھی ایسا حکمران نہ ہوا جس نے برصغیر میں مستقل رہائش کا خیال کیا ہو۔ محمود غزنوی کو آخری عمر میں ایک بار خیال آیا تھا کہ برصغیر کو ہی اپنا پایۂ تخت بنا لے۔ مگر اس کے امراء اور وزراء نے یہاں کے سیاسی حالات کی ناہمواری اور پھر سلطنت اسلامیہ کی وسعت کے پیش نظر مشورہ دیا کہ وہ غزنی کو ہی دارالسلطنت قرار دے۔ چنانچہ اس بار بھی محمود غزنوی رائے دا تسلیم کو جنوبی ہند کا فرماں روا بنا کر خود غزنی چلا گیا۔

۲۴

برصغیر کی روحانی سلطنت کے پہلے حکمران

حضرت خواجہ معین الدین اجمیری ہندالولی رحمۃ اللہ علیہ

یہ حقیقت ہے کہ ظاہری سلطنتیں باطنی سلطنتوں کے تابع ہوا کرتی ہیں اور ان کے

marfat.com

نظم ونسق کی نگرانی باطنی طاقتیں سرانجام دیتی ہیں۔ ہندوستان کی سرزمین اور پاک وہند کا یہ باغ حضور خواجہ خواجگان حضرت ہند الولی قدس سرہٗ کی آبیاری کا مرہون منت ہے یہ روحانی قوت مشیت ایزدی سے اس خطہ کی تربیت کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ آپ چند درویشوں کو لئے دہلی کے اطراف میں پہنچے اور اجمیر کو اپنا مسکن بنا لیا ہندوستان کے راجاؤں نے کچھ رکاوٹیں کھڑی کیں۔ کچھ مخالفتیں برپا کیں۔ مگر آپ کے تصرفات کے سامنے یہ رکاوٹیں اور مخالفتیں بے اثر ثابت ہوتی گئیں۔ یہ چھٹی صدی ہجری کا واقعہ ہے۔ راجے اور عوام الناس آپ کے سامنے نیازمندانہ آتے گئے۔ کچھ اسلام قبول کرتے گئے کچھ مطیع ہوتے رہے۔ ایک دن رائے پتھورا نے آپ کے درویشوں کو بہت تنگ کیا تو آپ کی زبان حق ترجمان سے نکلا کہ "ہم نے اس کی مملکت کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا ہے اور پتھورا کو زندہ معزالدین سام کے سپرد کر دیا ہے"۔ کچھ عرصہ کے بعد ایسا ہی ہوا۔

۲۵

سلطان شہاب الدین غوری کی فتوحات اور اسلامی شعار کی فرمانروائی

برصغیر پہلی بار ایسی فتوحات کی زد میں آیا جس کے ساتھ ساتھ اسلامی قوانین کی فرمانروائی کا عمل بھی جاری ہو گیا۔ ارکان اسلام کی پابندی ہونے لگی۔ ایک خدا پرست بادشاہ ابوالمجاہد معزالدنیا والدین محمد ملقب بہ شہاب الدین ابن بہاءالدین سام محمد غوری صوری میدان سیاست میں نمودار ہوا۔ اس کی شمشیر آبدار نے ہندوستان کے مختلف علاقے تسخیر کئے پھر حضرت خواجہ ہندالولی حضرت معین الدین اجمیری کی برکات اور تصرفات نے مستقل تسلط فرما کر دلوں کو مسخر کر دیا۔ اور مقامی لوگوں کی کثیر تعداد دامن اسلام میں آ گئی۔

marfat.com

۵۶۹ھ میں شہاب الدین غوری کو اس کے بھائی نے غزنین کا حکمران مقرر کیا۔ اپنے حالات کو درست کرنے کے بعد اس کے دل میں خیال آیا کہ برصغیر پاک و ہند کو سلامی سلطنت کے حدود میں داخل کرنے کے لئے فتح کیا جائے چنانچہ بارہ سال بعد ۵۷۲ھ میں ملتان کو فتح کر کے سلطنت اوچ تک جا پہنچا۔ اوچ کے راجہ کے پاس لاتعداد فوج تھی۔ مگر شہاب الدین غوری نے راجے کی بیوی کی وساطت سے دربار کے تمام اندرونی راز حاصل کر لئے اور راجہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اور معاہدے کی رو سے اس کی بیٹی کو اپنے نکاح میں لے آیا ۵۷۴ھ میں اوچ اور ملتان کو باقاعدہ اپنی سلطنت کا حصہ قرار دیا۔ اور ریگستان کے راستہ سے گجرات کو فتح کر لیا۔ اس جنگ میں راجہ پریم دیو نے سخت جنگ لڑی سلطان شہاب الدین کو موسمی حالات کی شدت کے پیش نظر شکست کا سامنا کرنا پڑا مسلمانوں کے لشکر کو بڑی ذلت کے ساتھ لوٹنا پڑا ان کے مال و متاع کو لوٹ لیا گیا اور نہایت بے بسی کے عالم میں اپنے پایۂ تخت تک واپس پہنچے۔

۱۔ ۵۷۵ھ میں شہاب الدین نے پشاور کے بادشاہ (پشاور کو ان دنوں تکرام ہرسور یا فرسور کے ناموں سے یاد کیا جاتا تھا) سے خراج طلب کیا خسرو ملک ابن خسرو شاہ صرف پشاور اور لاہور پر ہی قناعت کئے ہوا تھا۔ شہاب الدین سے صلح پر آمادہ ہو گیا اس سے کئی ہاتھی بطور تحفہ لے کر سندھ کی طرف روانہ ہوا اور دیول کا قلعہ فتح کر لیا۔

۲۔ ۵۸۰ھ میں پھر لاہور پر حملہ آور ہوا۔ اور راوی اور چناب کے درمیان ایک مضبوط قلعہ سیالکوٹ کو اپنے قبضہ میں کر لیا گیا۔ اور آئندہ اقدام کے لئے اسلحہ جمع کرنے لگا اور فوج کو تیار کرنے لگا۔ خسرو ملک اسی دوران گکھڑوں سے مل کر سیالکوٹ پر قابض ہو گیا۔ ۵۸۲ھ میں شہاب الدین غوری نے ایک بار پھر پنجاب پر حملہ کیا خسرو ملک اور اس کے بیٹے ملک شاہ کو گرفتار کر لیا۔ اس کے تمام خویش و اقارب اور رشتہ داروں کو جمع کیا اور انہیں کوہ فیروز میں اپنے بھائی کے پاس بھیج دیا۔ اس نے تمام کو غرجستان کے قلعہ میں قید کر دیا پھر غوریوں

marfat.com

نے فیصلہ کیا کہ غزنوی نسل کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ غزنویوں کو چن چن کر قتل کیا گیا۔ اور ان کے تمام خیل و تبار کو ختم کر دیا گیا۔

۳۔ ۵۸۷ھ میں اجمیر کے راجہ کے قبضہ سے قلعہ اجمیر واگذار کرا لیا گیا۔ اور بارہ سو جنگی سواروں کو ملک ضیاء الدین ٹونکی کی قیادت میں دے کر قلعہ کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیا اور واپس غزنی جانے کی تیاری کر دی۔ مگر اچانک اسے اطلاع ملی کہ اجمیر کے راجہ پتھورا رائے۔ اس کا بھائی کھانڈی راؤ۔ دہلی کا راجہ دو لاکھ سوار اور کئی ہزار ہاتھی لے کر لڑائی کے لئے آگے بڑھ رہے ہیں اور اس قلعہ پر قبضہ کا بدلہ لینے کے لئے جنگ کرنا چاہتے ہیں چنانچہ دریائے سرستی کے کنارے جو کرنال اور تھانیسر کے درمیان موضع ترائن جسے آج کل تراوری یا اعظم آباد کے نام سے پکارا جاتا ہے کے نزدیک میدان جنگ بنا لیا گیا۔ دوران جنگ دہلی کے راجہ بذاتِ خود اپنا ہاتھی سلطان غیاث الدین کے نزدیک لا کر لڑنے لگا۔ سلطان نے ایک نیزے سے راجہ کے دانت توڑ دیئے۔ منہ سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا۔ مگر راجہ اس ضرب کاری کے باوجود ابھرا۔ اور بڑی بہادری سے سلطان پر ایک ایسا وار کیا کہ بازو توڑ کر رکھ دیا۔ سلطان گھوڑے کی پشت سے گرا اور زمین پر آ رہا۔ اسی وقت ایک ترکی نژاد سوار نے بادشاہ کو اٹھایا۔ اور اپنے گھوڑے پر بٹھا کر حفاظتی فوجوں میں لے گیا۔ میدان جنگ سے باہر اسے علیحدہ کر لیا۔ سلطان کے گم ہونے پر لشکر میں یہ شور برپا ہو گیا کہ غیاث الدین مارا گیا۔ مسلمانوں کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ فوج بھاگ کھڑی ہوئی راجوں کو فتح نصیب ہوئی اور اس قلعہ پر ان کا قبضہ ہو گیا۔ بادشاہ کو اٹھا کر غورستان لے گئے۔ — جہاں وہ کچھ عرصہ کے بعد صحت یاب ہو گیا۔

۴۔ دوسرے سال سلطان شہاب الدین غوری پھر لشکر جمع کرنے لگا۔ اور جنگی تیاری ہونے لگی۔ ایک لاکھ بیس ہزار ترکی۔ تاجیکی۔ افغانی سوار تیار کئے گئے ان کا ساز و سامان اور اسلحہ بنایا گیا۔ عربی گھوڑے اور اعلیٰ قسم کی وردیاں تیار کرائی گئیں۔ اس بار سید نعمت اللہ شاہ

marfat.com

ابوالفتح شہید ہانسوی سید شاہ احمد سلطان یمنی۔ عرب کے شرفا کی ایک بڑی جماعت اور دوسرے حضرات سلطان غیاث الدین کی خدمت میں آئے اور ہندوستان کے ہندو راجاؤں کے ظلم وستم کی فریاد کی۔ ان بزرگوں کو سرکار مدینہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں حکم دیا تھا۔ کہ وہ لشکر کے ساتھ جائیں۔ چنانچہ یہ بزرگانِ دین سلطان کے ہم رکاب ہوئے۔ ہم ان حالات کو خانوادہ قلندری نعمتی کرمان شاہی کے حالات میں تفصیلاً بیان کر آئے ہیں سلطان شہاب الدین نے دوبارہ اعظم آباد کے میدان میں جھنڈے گاڑے اور کوس جنگ بجائے۔ اب اس نے اپنی جنگی حکمت عملی کو بدل دیا تھا۔ اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اور چاروں طرف پھیلا دیا۔ ہر حصہ میں دس دس ہزار سوار تھے۔ صبح پھوٹتے ہی حملہ کا حکم دیا۔ کفار کے لشکر ابھی غسل عبادت سے فارغ بھی نہیں ہوئے تھے کہ مسلمانوں کی تلواریں سروں پہ لہرانے لگیں۔ چاروں طرف سے اتنے بڑے لشکر پر سخت حملے شروع ہوئے۔ راجاؤں کے لشکر میں ہزاروں گھڑ سوار ہاتھی سوار اور پیادہ سپاہی تھے راجپوت نوجوان ملک کے مایۂ ناز کھتری بے شمار برہمن جنگی آلات آتشی اسلحہ اور پھر لاکھوں سپاہی مسلمانوں کے نرغے میں آگئے ان کی تیاری کرتے کرتے مسلمانوں نے دس ہزار سپاہیوں کو کاٹ کر رکھ دیا۔ راجہ پتھورا۔ کھانڈی راد کا لشکر پچھتر ہزار سے بھی زیادہ تھا پھر یہ لشکر ہتھیاروں سے آراستہ پیراستہ تھا۔ چنانچہ ان دونوں کے لشکر نے بادشاہ کے لشکر کو پسپا کر دیا۔ اور ہزاروں ترکی سوار خاک وخوں میں تڑپنے لگے اس طرح سلطان کے چار ہزار سپاہی مارے گئے۔ سلطان نے ہندوؤں کا زور دیکھا تو اپنے لشکر گاہ کی طرف چلا آیا۔ اور اس کا لشکر بھی میدان جنگ سے پیچھے ہٹ کر ایک پناہ گاہ کی طرف بڑھا۔ راجاؤں کو خیال ہوا کہ اب مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے فتح ہماری ہے انہوں نے مسلمانوں کا تعاقب شروع کر دیا اور جنگی صفیں اور جنگی قواعد درہم برہم کر دیئے گئے اور فوج میں فتح کے شادیانے بجائے گئے اس وقت بادشاہ نے اپنی فوج کے چاروں لشکروں کو پیغام بھیجا کہ وہ چاروں طرف

marfat.com

سے ان کا پیچھا کرنے والوں کو گھیریں۔ چنانچہ ہندوؤں کے ہزاروں نوجوان ان لشکروں کے حلقے میں گھر گئے اب سخت لڑائی ہوئی۔ میدانِ جنگ میں دہلی کا بہادر راجہ قتل کر دیا گیا۔ دوسرے راجے بھی مارے گئے راجہ پتھورا تاجیکی لشکر کے ہاتھوں قید ہو گیا اور اس طرح ہندوستان کے لشکر کو سخت شکست ہوئی۔

لڑائی کے خاتمہ پر سلطان شہاب الدین نے اعلان کیا کہ اب ہر ایک ہماری امان میں ہے تمام قیدی رہا کر دیئے جائیں ان کا سامان لوٹا دیا جائے۔ سامانہ۔ سرہند۔ کہرام سرستی۔ تھانیسر۔ ہانسی اور رہتک کے مضبوط قلعوں پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔ پتھورا کا بیٹا گولا سلطان شہاب الدین غوری کی طرف سے اجمیر اور اس کے اطراف کا حاکم بنا دیا گیا۔ دہلی کے راجہ کو بھی معافی دی گئی۔ قطب الدین ایبک کو قلعہ کہرام کا گورنر بنا دیا گیا اور اسے سارے ہندوستان کا نگران مقرر کیا گیا۔ اور ان انتظامات کو مستحکم بنانے کے بعد خود فتح مندانہ غزنی کی طرف روانہ ہو گیا۔

۵۔ قطب الدین ایبک نے اسی سال میرٹھ اور دہلی کو راجہ پتھورا کے وارثوں سے واپس لے لیا۔ کول کے اطراف فتح کر لئے دہلی کو دار السلطنت بنا کر دار الملک اسلام قرار دیا گیا اور وہاں مستقل قیام پذیر ہو گیا ۵۸۹ھ میں شہاب الدین غوری پھر دہلی آیا قنوج اور بنارس کے راجہ جے چند جس کے پاس چار سو ہاتھی۔ جنگی ایک گراں قدر فوج۔ بے شمار خزانے تھے چندوار اور اٹاوہ کے قریب قطب الدین ایبک نے شکست دے دی سلطان کو اسی کے قلعہ سے اس راجہ کا بے پناہ خزانہ ہاتھ آیا پھر مسلمان فوجوں نے بنارس تک کا علاقہ دشمنوں سے صاف کرا لیا اسلامی قانون نافذ کیا۔ اور واپس غزنین آ گیا۔ ہندوستان کی سلطنت قطب الدین ایبک کی نگرانی میں رہی۔

۶۔ راجہ پتھورا کا ایک رشتہ دار ہیم راج آگے بڑھا۔ اور ایک لشکر لے کر گولا پر حملہ آور ہوا۔ گولا مسلمانوں کی طرف سے حاکم اجمیر تھا۔ ہیم راج کو فتح حاصل ہوئی مگر قطب الدین

marfat.com

ایبک گولا کی امداد کے لئے آگے بڑھا۔ اور اجمیر کو فتح کر کے اسلام کا پرچم لہرا دیا۔ پھر مزید آگے بڑھ کر سارا گجرات فتح کر لیا۔ سلطان کے احکام سے غزنی گیا اور کچھ عرصہ کے بعد پھر دہلی آ گیا۔

۷۔ ۵۹۲ھ سلطان شہاب الدین غزنین سے چل کر تنگر بیانا اور گوالیار فتح کئے بہاؤالدین طغرل کو ان قلعوں کا حاکم مقرر کیا اور واپس چلا گیا۔ اسی دوران قطب الدین نے قلعہ کالنجر کالی اور بدایون فتح کر لئے۔

۸۔ اسی سال ۵۹۲ھ میں سلطان اپنے بھائی کی سلطنت طوس اور سرخس کے انتظامات درست کرنے کے لئے گئے بادشاہ اسی علاقہ میں تھا کہ اس کے بھائی کے انتقال کی خبر پہنچی تعزیت سے فارغ ہو کر بادغیس چلا گیا۔ اور وصیت کی کہ خراسان کا سارا علاقہ آل سام کو دیا جائے گا فیروزکوہ کا تخت اور غورستان اپنے چچا کے لڑکے ملک ضیاء الدین کے سپرد کر دیئے۔ خزانہ نسبت الفرائین سلطان محمود غیاث الدین کو دے دیئے۔ ہرات اور اس کے مضافات اپنے خواہر زادہ ناصر الدین کو عطا کر دیئے واپس غزنین پہنچے تو اپنے بھائی کی وصیت کے مطابق تخت غزنین پر جلوہ فرما ہوئے ۶۰۰ھ میں خوارزم پر لشکر کشی کر دی چند سخت جنگوں کے بعد مزید آگے بڑھے۔ خطا کا سپہ سالار سلطان عثمان بادشاہ سمرقند بھی خوارزم شاہ کی امداد کو پہنچ گئے اگرچہ سخت جنگیں ہوئیں مگر فریقین کو طاقت آزمائی کے بعد صلح کرنا پڑی۔

۹۔ اسی سال کے آخر میں سلطان شہاب الدین غوری گکھڑوں کی تادیب کے لئے برصغیر کی طرف بڑھا۔ یہ کھوکھر پہاڑوں میں وحشیوں اور حیوانوں کی سی زندگی بسر کر رہے تھے نہ ان کا کوئی مذہب تھا۔ نہ مشرب۔ ایک عورت کئی خاوند کرتی تھی۔ لڑکیوں کو کسی دوسرے کی درخواست پر دے دیئے اگر کوئی نہ آتا تو اسے قتل کر دیا کرتے تھے۔ ان کھوکھروں پر ایک طرف سے بادشاہ نے حملہ کیا دوسری طرف سے قطب الدین ایبک کا لشکر آ پہنچا۔ چنانچہ کچھ تو مارے گئے مگر اکثر

marfat.com

دامن اسلام میں آ گئے بادشاہ نے یہ علاقہ ایک مسلمان کھوکھر کے سپرد کر دیا۔ اور خود کوھستانی کافروں کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا۔ یہ لوگ مسلمانوں کے قتل کو عبادت کا حصہ تصور کرتے تھے۔ بعض کفار تو صلح مندی پر اُتر آئے۔ مگر بعض کو سختی سے کچلنا پڑا۔ ان میں سے بھی اکثر مسلمان ہو گئے۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ کھوکھر کفار چار لاکھ کے قریب مسلمان ہوئے تھے۔

۱۰۔ ۶۰۲ھ میں سلطان لاہور سے چلا اور غزنین کو روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک کھوکھر[۱] نے آپ کو قتل کر دیا۔ ۱۶ شعبان ۶۰۲ھ میں غزنین میں اس مقبرہ میں دفن کر دیا گیا جسے اس نے اپنی بیٹی کے لئے تعمیر کیا تھا۔

ندیدہ کسے تا ابد زندگی
خدائے جہاں راست پائندگی

۲۶

ظاہری اور باطنی حکمرانوں کے اختیارات

اگرچہ ہم نے اپنی کتاب قصرِ عارفان کو انبیاء کرام۔ اولیائے عظام صالحین امت اور شہدا رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اذکار اور احوال کے لئے مختص کیا ہوا ہے۔ مگر ضمناً ہم نے سابقہ صفحات پر ان ظاہری حکمرانوں کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکے جن کی شمشیر دل نے اسلام کے لئے راستہ ہموار کیا تھا۔ محمود غزنوی سے لے کر شہاب الدین غوری تک جو

ع۱:۔ اگرچہ زیرِ نظر نسخہ میں کھوکھر کا لفظ لکھا گیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ گکھڑ قوم تھی۔ اور گکھڑ قوم کے ایک فرد نے ہی سلطان کو شہید کیا تھا۔ ہمارے خیال میں یہ ایک لفظی اور قلمی غلطی ہے (مترجم)

marfat.com

کچھ فتوحات ہوئی ہیں حقیقت میں ان فتوحات کے پیچھے ان مردان حق کا ہاتھ تھا جن کا ہم تذکرہ کرتے آئے ہیں۔ ان میں سے اکثر نے اپنی برکات و تصرفات سے اسلامی لشکروں کی پشت پناہی کی اور ان میں سے اکثر نے شہادت قبول کی۔ اس کتاب کی ترتیب کا اصل مقصد اولیاء اللہ کی زندگیوں کو پیش کرنا تھا۔ بادشاہوں کے حالات تو ہر جگہ مل جاتے ہیں۔ مگر چونکہ برصغیر کے اکثر سلاطین نے اکتساب طریقت اور ریاضات کو اولیاء اللہ کی زیر نگرانی اپنا شعار بنایا تھا خصوصاً حضرات چشت کی باطنی تربیت کے زیر اثر رہے ہیں اور ان سے قلبی صفائی اس حد تک حاصل کی تھی کہ بعض کو تو اولیائے وقت میں شمار کیا جا سکتا ہے اندریں حالات ہم آئندہ منازل میں ان حکمرانوں کی خلافت کے تسلسل کے ساتھ بعض حضرات چشت کا ذکر کریں گے چونکہ ان سلاطین کے دور میں اکثر اولیاء اللہ کی خدمات نمایاں نظر آتی ہیں لہذا ہم دونوں قوتوں کا ذکر کرتے جائیں گے اس طرح فتوحات ہند کا تذکرہ بھی ہو جائے گا اور جن اولیاء اللہ کی نگاہ فیض نے ان فتوحات کو آسان بنایا تھا۔ ان کا ذکر خیر بھی ہو گا

۲۷

سلطان محمد قطب الدین ایبک

سلطان قطب الدین ایبک بڑا بہادر، سخی، باوقار اور جہاں دیدہ حکمران تھا بچپن میں ایک تاجر نے اسے اٹھایا اور نیشاپور لا کر قاضی فخر الدین عبد العزیز کوفی نعمانی کے پاس فروخت کر دیا۔ قاضی مذکور کے بچوں کے ساتھ قطب الدین بھی مروجہ علوم سے واقف ہو گیا۔ اور اسے دینی علوم پر مہارت حاصل ہو گئی۔ قاضی صاحب کی وفات کے بعد آپ کی اولاد نے قطب الدین کو ایک تاجر کے پاس بڑی قیمت پہ فروخت کر دیا اور

marfat.com

اسے بادشاہ وقت کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کیا چونکہ علمی اورادبی اور عقلی طور پر بڑا بالغ نظر تھا۔ بادشاہ کی نظروں میں اہمیت اختیار کر گیا۔ سلطان تاج الدین کرمانی نے بادشاہ شہاب الدین کے حکم پر اپنی بیٹی سے شادی کردی۔ اس نے سپہ سالاری کے دوران بڑے بڑے معرکے سر کئے اور برصغیر پاک وہند کے بہت سے علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ آگے بڑھتا بڑھتا پراجمیر کو دارالسلام قرار دیا۔ ہندوستانی راجاؤں سے سارا گجرات چھین لیا ان معرکوں میں ہندوؤں کی پچاس ہزار فوج کو تہہ تیغ کیا۔ پچاس ہزار فوجیوں کو قتل کرنے اور پچیس ہزار قیدی بنائے جو بڑے خوبرو تھے۔ ملکی حالات کو درست کیا۔ ادھر اپنی دریا دلی سے پچیس ہزار قیدیوں کو بلا کسی معاوضہ کے آزاد کر دیا۔ اپنی سخاوتوں کی وجہ سے "لک بخش خطاب پایا"۔

جب اس نے کالنجر کے قلعہ پر فوج کشی کی تو وہاں کے راجہ نے استدعا کی تحائف لے کر جان بخشی کرے۔ مگر دوسری طرف اس قلعہ کے قلعہ دار نے بغاوت کردی۔ اور اس بغاوت کا نتیجہ یہ ہوا کہ قلعہ کے اندر جانے والا پانی خشک ہو گیا۔ تمام ہندو باہر آگئے اور عافیت اور امان کی استدعا کرنے لگے۔ اس موقعہ پر قطب الدین ایبک کی سخاوت کا شہرہ سن کر پچاس ہزار غیر مسلم دامنِ اسلام میں آگئے اسی طرح کالپی اور بدایون فتح کرلیا — محمد بختیار خلجی ان دنوں بہار کا حکمران تھا۔ وہ قطب الدین کی ملاقات کے لئے آیا۔ اور بڑے تحفے پیش کئے۔ قطب الدین نے سلطان شہاب الدین سے مل کر کھوکھروں سے جنگ کی۔ اور ان کی سرکوبی کے بعد واپس وسط ہند چلا گیا۔

سلطان شہاب الدین کی وفات کے بعد اس کے بھائی کا بیٹا غیاث الدین محمود تخت نشین ہوا۔ وہ اپنے دادا اور اپنے چچا کے تمام علاقوں کا حکمران بنا اور غورستان کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا۔ ادھر قطب الدین کو سلطان قطب الدین کا خطاب دے کر غزنین کے تخت پر بٹھا دیا۔ چتر جہاں بانی۔ خط آزادی اور امارت ہندوستان عطا فرمادیتے ۱۸ ذلیقعدہ ۶۰۲ھ میں سلطان قطب الدین ایبک لاہور میں تخت نشین ہو کر فرمانروائے ہندوستان ہوا

marfat.com

دوسرے سال ہی تاج الدین یلدوز جو سلطان شہاب الدین کے معتمد روساء میں سے تھا کرمان کے ملک پر قابض ہو گیا۔ ادھر پنجاب میں آکر سلطان قطب الدین سے نبرد آزما ہوا۔ قطب الدین نے اسے سخت شکست دی وہ کرمان کی طرف بھاگ گیا۔ قطب الدین کی سلطنت کا ابھی چوتھا سال ہی تھا۔ کہ لاہور میں (چوگان بازی) پولو کھیلتا ہوا شہید ہو گیا۔

سلطان شہاب الدین کے اکثر غلام اور دربار کے پروردہ صاحب سلطنت ہوئے ہیں۔ انہیں امارت اور خلافت ملی تھی۔ سلطان قطب الدین کی شہادت کے وقت ہندوستان اور کرمان اسی کے تصرف میں تھے وہ سلطان محمود کے علاقہ میں سیر کر رہا تھا۔ استدعا کی کہ غزنین میں آپ اپنے چچا کے تخت پر جلوہ فرمائی کریں سلطان نے سلطان تاج الدین یلدرز کو لکھا کہ میرے لئے میرے والد کا تخت فیروز کوہ اور غور ہی کافی ہے۔ اس طرح اس نے غزنین کی خلعت خلافت اور خط آزادی لکھ بھیجا۔ چنانچہ اس فرمان کی رو سے یلدوز غزنین کا بادشاہ بنا۔ قطب الدین اگرچہ اس کا داماد تھا مگر پنجاب کی سرزمین پر حملہ کر دیا۔ مگر شکست کھانے کے بعد غزنین کو بھی اپنے قبضہ میں نہ رکھ سکا۔ اور اس پر قطب الدین کا قبضہ ہو گیا مگر قطب الدین نے دوبارہ تاج الدین یلدرز کو بخش دیا۔

جن دنوں خوارزم شاہ غزنین پر قابض ہوا تو تاجدین صرف اپنے قدیم علاقوں کرمان اور سوران پر ہی قابض رہا۔ مگر پھر اسے لالچ نے آلیا اور برصغیر پر حملہ کر دیا۔ تلاوری کے علاقہ میں شمس الدین التمش کے ساتھ جنگ ہوئی اور گرفتار ہو گیا قطب الدین کے بعد ناصر الدین قباچہ شہاب الدین غوری کا غلام تھا۔ یلدوز کا داماد بھی تھا۔ سندھ کے علاقوں کی طرف بڑھا۔ ملتان۔ اوچہ۔ بھکر۔ سنوران پر قبضہ کر لیا۔

ان دنوں خلجی خاندان کے بادشاہ بنگال پر حکمران تھے۔ بہاء الدین طغرل گوالیار کی حدود تک حکمران تھا۔ اسے قطب الدین کے ساتھ عناد تھا۔ مگر وہ سلطان قطب الدین

marfat.com

ایبک کے سامنے ہی فوت ہو گیا۔سلطان عادل داد گر رعیت اور سلطان شمس الدین التمش بھی شہاب الدین کے غلاموں میں سے تھا وہ سلطان قطب الدین ایبک کا منہ بولا بیٹا تھا۔اس کا داماد بھی تھا۔وہ ایک عرصہ تک برصغیر پاک و ہند کا نامور بادشاہ رہا۔

۲۸

سلطان السلاطین شمس الدین التمش

طبقات ناصری میں شاہ التمش کے نسب میں لکھا ہے کہ آپ فراختائی بزرگ زادوں میں سے تھے۔آپ کے والد مکرم ایلام خان آلبری قبائل سے تعلق رکھتے تھے آپ کے بھائیوں نے آپ کو حضرت یوسف کی طرح شکار گاہ میں لے جاکر ایک بخاری تاجر کے ہاتھ بیچ دیا تھا۔کئی جگہ بکے مگر ایک تاجر شہاب الدین کے دربار میں پیش کر کے بیچنے لگا۔تاجر نے ایک ہزار دینار قیمت مانگی مگر شہاب الدین نے یہ قیمت ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ اور ساتھ ہی اعلان فرما دیا کہ اس غلام کو کوئی دوسرا نہ خریدے۔تاجر ایک سال انتظار کرتا رہا۔آخر کار قطب الدین نے بادشاہ سے اجازت لے کر ایک اور غلام کے ساتھ آپ کو خرید لیا۔کچھ عرصہ کے بعد اپنی بیٹی کے ساتھ شادی کر دی۔اسی طرح قطب الدین نے اپنی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے ناصر الدین قباچہ کے نکاح میں دیں۔

۶۰۷ھ میں التمش تخت نشین ہوئے تو برصغیر کے بعض سرداروں نے بغاوت کر دی۔ چنانچہ آپ قلعہ چتور پر حملہ آور ہوئے۔کچھ عرصہ بعد خوارزم شاہ کی آمد پر ملک تاج الدین یلدوز نے غزنین کا تخت چھوڑ دیا۔اور دہلی پر حملہ آور ہوا۔کرنال کے نواح میں تھانیسر کی جنگ ہوئی تو حضرت التمش کے ہاتھوں قید ہو گیا۔آپ نے اسے بدایوں کے قلعہ میں قید کر دیا۔ حتیٰ کہ یلدوز ۶۱۴ھ میں مر گیا۔

marfat.com

اب ناصر الدین قباچہ نے آگے بڑھ کر حضرت التمش سے دریائے چناب پر جنگ کا آغاز کیا۔ مگر شکست کھا کر میدان چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ دوسرے سال قباچہ نے خلجی بادشاہوں سے ساز باز کر لی۔ مگر انہی کے خلاف صف آرا ہو گیا۔ اور سارے سندھ پر قبضہ کر لیا۔ شاہ التمش خلجیوں کی امداد طلبی پر آگے بڑھا۔ اور ناصر الدین کو شکست فاش دیکر تادیب کر دی۔

دوسرے سال خوارزم شاہ چنگیزی فوجوں سے شکست کھا کر برصغیر میں داخل ہوا اور غزنین کے تخت کو چھوڑ کر ہندوستان آ پہنچا ۶۲۲ھ میں لکھنوتی پر لشکر کشی کر کے خلجیوں کو شکست دی۔ اور مفتوحہ علاقہ کو اپنے بیٹے ناصر الدین کے حوالے کر دیا۔ پھر ناصر الدین قباچہ پر حملہ آور ہوا مگر اسی دوران چنگیزی فوجوں کے ایک معرکے میں دریائے سندھ میں ڈوب گیا۔ دوسرے سال التمش نے لشکر کشی کی۔ اور علاقوں کے علاقے فتح کرتے گئے۔ قلعہ مندو فتح کر لیا ۶۲۶ھ میں عرب کے قاصد آپ کے لئے خلعتِ خلافت لے کر دربار میں حاضر ہوئے۔ دوسرے سال آپ کے بیٹے ناصر الدین نے پھر بنگال میں علم بغاوت بلند کر دیا۔ آپ وہاں پہنچے شکست دے کر اپنے دوسرے بیٹے کو اس لقب اور خطاب سے بنگال کا حکمران بنا دیا۔ ایک سال بعد گوالیار پر لشکر کشی کر دی۔ اور ۶۳۱ھ میں مالوہ کی طرف آگے بڑھے۔ اور اوجین پر قبضہ کر لیا۔ وہاں ایک بت کدہ تھا۔ جس کی دیواریں سو سو گز بلند تھیں۔ یہ قلعہ دنیا کے عجائبات میں شمار ہوتا تھا اسے سومنات کی طرح فتح کر لیا۔ اس بت کدہ کو پیوست زمین کر کے ملتان کا رُخ کیا۔

سلطان شمس الدین التمش کی تمام فتوحات اور کامیابیاں حضرت قطب الاقطاب فرد الاحباب قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی برکات اور فیوضات صحبت کا ثمرہ تھیں حضرت کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس نے آپ کو اتنا بلند رتبہ بنا دیا تھا۔ کہ تحریر میں نہیں آسکتا۔ آپ پندرہ سال کی عمر میں ظاہری حسن و جمال میں بے مثال تھے۔ ایک دن آپ حضرت شیخ الشیوخ سہروردی اور حضرت اوحد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہما کی

marfat.com

مجلس میں حاضر ہوئے تو حضرت شیخ سہروردی نے کہا۔ اس بچے کی پیشانی سے انوار سلطنت چمکتے نظر آتے ہیں۔ حضرت شیخ کرمانی نے اضافہ کرتے ہوئے فرمایا۔ آپ کی نگاہ فیض کی برکت سے اسے دنیاوی سلطنت کے ساتھ ساتھ دینی سربلندی بھی ملے گی۔ ان اقوال کو فوائدالفواد۔ سیرالعارفین کے مولفین نے اپنی کتابوں میں نقل فرمایا ہے حاجی قندھاری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ پھر ابوالقاسم نے تاریخ فرشتہ میں بھی تحریر کیا ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی حضرت التمش کے دورِ حکومت میں دہلی تشریف لائے تھے۔ بادشاہ نے آپ کی بے پناہ تعظیم و تکریم کی۔ اور کچھ عرصہ آپ کی مجلس سے استفادہ کیا۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری بھی آپ کے زمانہ اقتدار میں دہلی تشریف لائے تھے۔ یہ بڑا بابرکت زمانہ تھا۔ ایران۔ خراسان میں ابتری کی وجہ سے وہاں سے علماء و مشائخ برصغیر میں چلے آرہے تھے۔ سادات۔ علماء قاضیان وقت۔ اور دوسرے ارباب علم یہاں پہنچنے شروع ہوئے۔ دہلی ایک شہر علم و طریقت بن گیا۔ دہلی کے اعمال و افعال کا اندازہ ایک واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس شہر پر اللہ کی کس قدر رحمتیں تھیں کہ ایک دن سلطان التمش کے دل میں خیال آیا کہ عوام الناس کی سہولت کے لئے ایک تالاب بنایا جائے جس پر سدا رواں کنواں ہو۔ اور یہ چیز یادگار زمانہ رہے۔ رات ہوئی۔ خواب میں دیکھا۔ کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک گلرنگ گھوڑے پر سوار تشریف لائے ہیں۔ اور دہلی کے قریب ہی ایک مقام پر نشاندہی فرمارہے ہیں اور اشارہ فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو۔ تو اس مقام پر کنواں کھو دلو۔ گھوڑے کے سموں کے نشانات زمین پر نظر آرہے تھے۔ بادشاہ کے دیکھتے دیکھتے صاف شفاف پانی کا چشمہ بہنے لگا۔ آدھی رات کو آنکھ کھلی تو بادشاہ نے کوتوال شہر کو طلب فرمایا۔ اور ایک حاجب قطب الاقطاب کی خدمت میں روانہ کیا۔ کہ اگر اجازت ہو تو حاضر ہو جاؤں۔ حضرت قطب الاقطاب نے جواب میں کہلا بھیجا میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں۔

marfat.com

آپ نے جو خواب دیکھا ہے وہاں پہنچ جائیں۔ میں خود وہاں حاضر ہو رہا ہوں۔ شہر کا دروازہ کھولا گیا۔ اس مقام پر پہنچے تو گھوڑے کے سموں کے نشان موجود تھے۔ اور پانی رواں تھا۔ ہر ایک نے پانی پیا۔ اسی پانی سے وضو کیا۔ نماز شکرانہ ادا کی۔ بادشاہ نے صبح تک اسی مقام پر اپنا خیمہ نصب کر دیا۔ صبح حکم دیا کہ یہاں تالاب بنایا جائے یہاں حوض تیار کیا جائے۔ جب سب چیزیں تیار ہو گئیں۔ تو دعا کی سلے اللہ میری اس خدمت کو قبول فرما۔ اس مقام پر اولیاء اللہ کا گزر ہونے لگا۔ اوتاد و اقطاب آنے لگے۔ حضرت خضر سے ملاقات ہوئی مردان غیب آنے لگے اور جنوں کے بادشاہ حاضری دینے لگے۔

اس مقام سے ایک کثیر جہاں کو دنیاوی اور روحانی فیض ہوا ہے مگر زیادہ فائدہ اسی طریقہ سے حاصل ہوتا ہے کہ حضرات چشت کے طریقہ عالیہ پر عمل کیا جائے حضرت قطب طریقت نے مختلف واقعات اور مشاہدات کو اپنی زبان سے بیان فرماتے ہوئے حیران کن احوال بیان فرمائے ہیں حضرت قطب الاقطاب بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال حضرت سلطان التمش کے زمانہ اقتدار میں ہوا تھا حضرت مولانا ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تجہیز و تکفین کے بعد جنازے سے پہلے آپ کی ایک وصیت کا اعلان کرتے ہوا کہا کہ آج حضرت کی نماز جنازہ کی امامت ایسا شخص کرے گا۔ جس میں چند خصوصیات پائی جاتی ہوں حضرت مولانا نے وہ خصوصیات بیان کی تو ہزاروں کا مجمع جس میں علماء و زہاد کی ایک خاصی تعداد موجود تھی۔ ساکت ہو گیا اور کسی نے آگے بڑھنے کی جرأت نہ کی۔ توقف کے بعد حضرت سلطان التمش نے پہلے تو دائیں بائیں نگاہ ڈالی۔ پھر آگے بڑھے۔ اور فرمایا۔ میرا زندگی بھر یہ معمول رہا ہے کہ میں ان خصوصیات کو مخفی رکھوں۔ مگر آج حضرت قطب الاقطاب کی موت نے مجھے افشا کر دیا ہے۔ اب تمام حاضرین نے آپ کی قیادت میں نماز جنازہ ادا کی۔

marfat.com

ہم اس موقعہ پر بعض نامور حضرات طریقت اور علماء کرام کے اسمائے گرامی پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ جو التمش کے زمانہ میں دینی اور روحانی تربیت میں مصروف رہے اور برصغیر میں اسلامی فرائض کی عملداری اور اشاعت میں پیش پیش رہے۔ آپ کا وصال ۶۳۳ھ میں ہوا تھا اور دہلی کی مسجد قوت الاسلام کے پہلو میں آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کو ایک ایسی قبر میں دفن کیا گیا۔ جس کے اردگرد دیواریں تو تھیں مگر چھت نہیں تھی۔ آپ کی قبر دوسری تمام قبروں سے بلند مقام پر تھی حضرت خواجہ ہندالولی معین الدین اجمیری۔ حضرت خواجہ قطب الاقطاب دہلوی۔ حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر اجودہنی (پاک پتن) حضرت خواجہ حمیدالدین سعیدی ناگوری حضرت مخدوم بہاءالدین زکریا ملتانی۔ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی حضرت شیخ نظام الدین ابوالموید غزنوی شیرازی حضرت مولانا معزالدین جاجرمی حضرت شیخ نورالدین مبارک غزنوی۔ حضرت خواجہ حسن خیاط حضرت شیخ ضیاءالدین دست غیب۔ حضرت شیخ تاجدین اوشی حضرت شیخ حسن دانا حضرت سید خضر رومی۔ حضرت سید نجم الدین غزنوی۔ حضرت خواجہ محمود موئینہ دوز۔ حضرت خواجہ بدرالدین موئے تاب بدایونی۔ حضرت شیخ شاہی موئے تاب بدایونی۔ حضرت شیخ عین الدین قصاب۔ حضرت مولانا علاءالدین کرمانی۔ حضرت شاہ ترکمان شمس العارفین بیابانی۔ حضرت مولانا برہان الدین بلخی حضرت قاضی منہاج الدین سراج جوجانی۔ حضرت مولانا رفیع الدین معتز غزنوی حضرت مولانا مجیب الدین تاری۔ حضرت مولانا مسعود برہان حضرت سید قطب الدین غزنوی۔ حضرت شیخ مولانا عبدالعزیز بسطامی حضرت شیخ جلال الدین منانی حضرت مولانا برہان الدین بزاز۔ حضرت مولانا نجم الدین دمشقی حضرت مولانا سراج الدین سنجری۔ حضرت مولانا جلال الدین کاشانی۔ حضرت قاضی رکن الدین سامانی۔ حضرت خواجہ علی سنجری۔ حضرت خواجہ محمد ترکی نارنولی حضرت شیخ سعدی گنگوہی حضرت شیخ عبید مجذوب لاہوری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ تھے وہ جلیل القدر عمائدامت جو حضرت سلطان التمش

marfat.com

کے عہد حکومت میں پاک و ہند میں رہے۔

۲۹

سلطان ناصرالدین محمود غازی قدس سرہٗ

آپ حضرت سلطان التمش کے فرزند ارجمند تھے۔آپ کے اخلاق عالیہ اور صفات حمیدہ سے دفتروں کے دفتر بھرے ہوئے ہیں حضرت التمش کی وفات کے بعد کئی ایک جانشین اٹھے۔ان میں سے آپ کی بیٹی رضیہ سلطانہ کا اسم گرامی تاریخ میں روشن حروف میں لکھا ہوا ہے ۶۴۴ھ میں سلطان التمش کے بیٹے محمود غازی کی عمر ابھی بارہ سال تھی۔یہ بادشاہ بڑا عادل۔انصاف پسند درویش صفت اور درویش سیرت تھا۔وہ رعایا پروری میں مشہور تھا خدا ترس شب بیدار تھا۔وہ اہل علم اور اہل روحانیت کا بے حد قدر داں تھا اس میں اپنے باپ کی اکثر عادات موجود تھیں

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ سلطان محمود غازی کو قطب الاقطاب کے خلفاء میں شمار کرنا زیادتی ہے۔کیونکہ وہ حضرت خواجہ بختیار کاکی کے زمانہ میں پیدا نہیں ہوئے تھے راقم کی تحقیق کے مطابق یہ بات سند سے کہی جاسکتی ہے کہ محمود غازی کا اقتدار حضرت قطب الاقطاب کی زندگی کے دوران نہیں تھا۔مگر آپ نے بچپن میں حضرت قطب الاقطاب کی خدمت میں حاضری دی تھی اور حضور کی خصوصی نگاہ کرم اس بچے پر تھی۔اس سے انکار کرنا بڑی زیادتی ہے آپ کے فیضان کرم سے بچپن میں جو حصہ پایا وہ کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔بعض عبادات اور ریاضات میں اسے اپنے والد التمش سے بھی سبقت حاصل تھی۔ اور برصغیر میں اس نے جس انداز سے روش درویشی کو اختیار کیا کسی دوسرے حکمران کو میسر نہیں آئی۔اس نے ساری زندگی بادشاہ ہونے کے باوجود اپنی بیوی کے علاوہ کسی

marfat.com

سے خدمت حاصل نہیں کی۔ وہ اپنے اہل و عیال کے تمام اخراجات شاہی خزانے کی بجائے قرآنِ مجید کی کتابت سے حاصل کرتا رہا اور یہ کتابت بھی عام ہدیہ پر فروخت ہوا کرتی تھی۔ اس میں خصوصیت روا نہیں رکھتا تھا۔

طبقات ناصری میں قاضی صدر جہاں منہاج الدین سراج جرجان نے لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس بادشاہ میں اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے۔ اس کی پیشانی نے ان اخلاق کی روشن شعاعیں نظر آتی تھیں۔ غالباً وہ چوسٹھ سال کی عمر میں زہر خورانی سے فوت ہوا تھا۔ اس کی وصیت کے مطابق دفنانے کے وقت آپ کو ایک عام قبر میں رکھا گیا مگر ایک وقت آیا کہ اس پر ایک عظیم الشان مقبرہ تعمیر ہوا یہ مقبرہ پہاڑ کے دامن میں بمقام ملک پور دہلی سے دس میل کے فاصلے پر ہے۔ ان کے عرس پر اولیاء کرام کے اعراس کی طرح لاکھوں لوگ جمع ہوتے ہیں اور برکات و فتوحات حاصل کرتے ہیں۔

۳۰

سلطان محمد غیاث الدین بلبن رحمۃ اللہ علیہ

سلطان غیاث الدین بلبن بھی حضرت التمش کے غلاموں میں سے تھا۔ وہ حضرت التمش اور اس کے قبیلے کا وفادار رہا۔ اور یہ ترک غلاموں کے ان چالیس غلاموں میں سے ایک تھا جنہیں چہل گانی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور وہ تمام کے تمام شاہان التمشی کے قابلِ اعتماد تھے۔ مگر ان چالیس حضرات میں سے غیاث الدین بلبن نے حضرت غازی محمود کی وفات کے بعد حقِ غلامی اور بادشاہ کے احسانِ دامادی کو بُری طرح پامال کیا اور ایک جابر دانا محمود اور ہوشیار بادشاہ کی حیثیت سے نمایاں ہوا اس کی عادت تھی کہ

marfat.com

وہ مملکت کے پرانے خدمت گزاروں کو معمولی سی غلطی پہ سزا دیتا اور انہیں معزول کر دیا کرتا۔ اس کے زمانہ میں ترکستان۔ ماوراالنہر۔ خراسان۔ عراق فارس روم اور شام کے شہزادے چنگیزی حملوں سے تنگ آ کر برصغیر ہندو پاک میں وارد ہوئے تھے اس نے ہر ایک کو اپنے اپنے منصب کے مطابق محلات مہیا کئے اور انہیں آرام پہنچایا دہلی میں پندرہ محلات خصوصی تیار کئے گئے اور ان پریشان حال بادشاہوں کو دیئے گئے۔ عباسی۔ سنجری۔ خوارزمی۔ دیلمی۔ علوی۔ غوری۔ اتابکی۔ چنگیزی۔ رومی۔ تنقرمی۔ یمنی۔ موصلی۔ سمرقندی۔ کاشغری۔ خطائی۔ جیسے عظیم الشان معلات تیار ہوئے۔ وہ قواعد جہانگیری اور انداز سلطانی کو خوب جانتا تھا تمام مقبوضہ علاقوں کے انتظامات کو درست کیا ہندوستان کے سرکش اس کے سامنے مطیع ہو گئے۔ بعض کو قوت بازو اور بعض کو حکمت عملی سے تابع فرمان بنا لیتا تھا۔ مختلف علاقوں کے بادشاہ اس سے دوستی اور صلح کے معاہدے کر لیا کرتے تھے۔ اس کا بڑا بیٹا خان شہید ملتان کا بادشاہ تھا۔ وہ علم و فضل کا بڑا قدرداں تھا حضرت امیر خسرو اس کے خاص دوست تھے سعدی شیرازی کو کئی بار طلب کیا وہ نہ آئے۔ تو نقد و اجناس کی صورت میں تحائف بھیجے حضرت سعدی اپنی طویل عمری کا عذر فرما کر حضرت امیر خسرو کی ملاقات کے لئے بے تابی کا اظہار فرمایا کرتے تھے حضرت سعدی نے اپنی تالیفات میں سے گلستان بوستان کریما۔ دیوان غزلیات اور ہزلیات کی ایک ایک جلد امیر خسرو کی خدمت میں بطور تحفہ بھیجیں ان تحریروں نے پاک و ہند کے اہل علم میں ایک نیا ولولہ پیدا کیا۔ اور حضرت سعدی کا نام ہر صاحب علم کی زبان پہ آ گیا۔ شیخ آذری جواہر الانوار میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی حضرت امیر خسرو کی زیارت کے لئے ایک بار برصغیر میں آئے۔ مگر یہ بات دوسری کسی کتاب میں نہیں ملتی۔

ابوالقاسم محمود شاہ لکھتے ہیں کہ امیر خسرو کو امیر حسن سے بے حد محبت تھی۔ ایک بار خان شہید نے امیر حسن کے ہاتھ پہ ایک تازیانہ مارا۔ تو اس کا نشان امیر خسرو کے ہاتھ پہ

marfat.com

نظر آیا۔ امیر خسرو نے اس موقعہ پر ایک غزل لکھی۔ جس کا مقطع یہ تھا

زین دل خود کام محمد ما برسوائی کشید

خسروا۔ فرمان دل بردن ہمیں بار آورد

چونکہ امیر خسرو اور امیر حسن کی محبت حقیقی اور سچی تھی۔ اس لئے یہ دونوں دو قالب یک جان کی حیثیت رکھتے تھے۔ خان شہید کے ایک مصرع کے جواب میں آپ نے کہا۔

؎ گواہِ عاشق صادق در آستین باشد

خان شہید کو اس صورت حال کا علم ہوا تو دونوں کو انعام واکرام سے نوازا۔

سلطان محمد غیاث الدین بلبن حضرت خواجہ قطب العالم وحید العصر فرید الدھر خواجہ فرید الدین شکر گنج کے بے پناہ معتقد تھا۔ یہاں تک کہ اپنی بیٹی حضرت کے نکاح میں دے دی۔ شیخ نصر اللہ کے علاوہ آپ کی ساری اولاد اسی بیوی سے تھی۔ اس طرح حضرت کی تمام اولاد سلطان بلبن کے نواسے ہیں۔ ۶۸۵ھ میں اسی سال کی عمر میں سلطان بلبن نے وفات پائی تھی۔ اپنے تعمیر شدہ مقبرہ جو اپنے بیٹے خان شہید کے مزار کے سامنے دفن کیا گیا اس عمارت کا نام دارالامان تھا۔ بڑے تکلفات اور شان و شوکت سے آراستہ کیا گیا تھا ان دنوں یہ ساری عمارتیں دادہ سرائے کے کھنڈرات میں ہیں۔ بایں ہمہ اس بلند و بالا عمارت کا نشان اپنی جگہ قائم ہے۔ اودھ کے سلاطین نے اپنے دورِ اقتدار میں ان عمارات کو سنگِ مرمر سے آراستہ کیا تھا۔

سلطان غیاث الدین بلبن کے بعد بغرا جان کا بیٹا معز الدین کیقباد تخت نشین ہوا اس نے ایک عظیم الشان شہر کیلوگھڑی کی دریا کے کنارے بنیاد رکھی جس میں بڑے بڑے محلات اور قلعے تعمیر کئے۔ اس شہر میں اس نے عیش و عشرت کے دروازے کھول دیئے اور دنیا بھر کے عیش زدہ لوگوں کو دعوت عیش دی۔ اس کے والد اس وقت لکھنوتی کے حکمران تھے۔ بیٹے کی ان عیش پسندیوں کو دیکھ کر بنگال سے دہلی پہنچا دوسری طرف خان شہید کا

marfat.com

بیٹا کیخسرو بھی ملتان سے دہلی روانہ ہوا لیکن رہتک کے نزدیک قتل کر دیا گیا۔ ناصر الدین بغرا خان اور معز الدین کیقباد دریائے گھاگرا کے کنارے ملے۔ اور وہاں ہی مصالحت کر لی۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی قرآن السعدین ان دونوں باپ بیٹا جو بنگال اور دہلی کے بادشاہ تھے کے حالات اور ملاقات پر لکھی گئی تھی آخر کار ۸۰ سال سلطنت کے بعد اصل خاندان کے ہاتھ اقتدار آ گیا۔

۳۱

سلاطین خلجی اور ان کا اقتدار

جلال الدین خلجی فیروز کی بادشاہی کا اعلان ہوا۔ اس نے معزی عمارات کو مکمل کیا۔ اور شہر کو تازہ رونقیں میسّر آئیں۔ اس کے برادر زادہ علاء الدین اس کے داماد بھی تھے۔ اسے بڑی شہرت ملی۔ یہ صاحب رُشد عظیم بادشاہ تھا۔ وہ مانک پور میں مقیم ہوا۔ تلنگا (تلنگانہ) کے تمام علاقے جہاں ابھی تک اسلام کی روشنی نہیں پہنچی تھی۔ آپ کے ہاتھوں مفتوح و مسخر ہوئے ان ممالک سے آپ کو چھ من خالص سونا۔ سات من مروارید۔ دو من جواہرات جن میں لعل۔ یاقوت الماس اور زمرد تھے۔ ہاتھ آئے۔ ان خزانوں کے علاوہ ایک ہزار من چاندی بھی ملی۔ اگرچہ یہ بادشاہ رعیّت پرور تھا۔ دیندار اور متحمل بھی تھا۔ مگر بعض حاسدوں نے اسے کہا۔ کہ اندرپت کے علاقہ میں ایک ایسا درویش ہے۔ جس کے پاس بہت بڑا خزانہ بھی ہے۔ اور کیمیا گر بھی ہے۔ اس کا نام سیدی مولا ہے وہ کئی ہزار من چاول اور گوشت گھی شکر پکا کر خاص و عام کو کھلاتا ہے اس کے دستر خوان پر ہندو اور مسلمان کی کوئی تمیز نہیں ہوتی۔ امیر غریب یکساں دعوت میں شریک ہوتے ہیں ہو سکتا ہے ایک دن بادشاہی پر بھی ہاتھ صاف کر دے بادشاہ اس خبر سے بڑا متفکر ہوا اور اس سخی انسان

marfat.com

کو قتل کرا دیا۔ اس قتل پر سیاہ بادل آئے گرجے۔ اور خاک و خون برسنے لگا۔ شہر اور علاقہ تاریک ہو گئے۔ اسی دن سے اس کی سلطنت کا زوال شروع ہو گیا آخر کار چند سال بعد اپنے خاندان کی باہمی لڑائی میں مارا گیا۔ مانک پور بہار۔ اودھ کے مختلف شہروں میں اس کا سر ذلت سے پھرایا گیا۔ ۶۹۵ھ علاء الدین تخت نشین ہوا۔ اس نے تقریبًا چوبیس سال حکومت کی۔ غیاث الدین بلبن کے کوشک لعل محل کو خصوصی طور پر از سر نو مرمت کیا گیا۔ نئی دہلی کیلوکھری کو نیا رنگ دیا گیا اندرپت میں نئے محلات اور فصلیں بنائی گئیں۔ ہندوں راجاؤں کے قدیم قلعے مرمت کرلئے گئے انتظام سلطنت کو از سر نو درست کیا گیا۔ رعایا پر خراج مقرر کیا گیا۔ ہر گاؤں پر مناسب ٹیکس عائد کیا گیا۔ ہر موضع پر محاسب مقرر کئے گئے۔ عادل حکام کی تقرری عمل میں لائی گئی۔ شہروں میں انصاف پسند قاضیوں کی عدالتیں قائم کی گئیں۔ تمام سلطنت کی خبریں حاصل کرنے کا بذات خود اہتمام کیا گیا۔ تاجروں کی آسائش راستہ کی حفاظت کا بہترین انتظام کیا گیا۔ کابل سے بحر ترقی تک اور کوہ ہمالہ سے جنوبی بحر ہند تک دن رات سفر جاری رہتا اور کسی کو مجال نہ تھی کہ کسی مسافر کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ جائے۔ چوری۔ ڈاکہ زنی بلا وجہ دھونس دھیا غرضیکہ چھوٹے بڑے جرائم پر فوری اور سخت سزا دی جاتی تھی۔ تمام برصغیر ایک سرسبز و شاداب علاقہ بن گیا۔ تمام دنیا میں اس کی شہرت پہنچی چنگیزی فوجیں کئی بار برصغیر پر حملہ آور ہوئیں۔ ملتان سندھ۔ لاہور حتیٰ کہ دہلی تک لاکھ دو لاکھ فوج لے کر حملہ آور ہوئے۔ مگر ہر میدان میں انہیں شکست کا سامنا ہوا۔ اور واپس جانا پڑا۔ ہندوستان کے سرکش بھی پامال کر دیئے گئے۔ چتوڑ کا قلعہ ابھی تک کسی مسلمان بادشاہ سے فتح نہیں ہوا تھا۔ وہ بھی اسی کے ہاتھوں فتح ہوا۔ بدعادات کی حکایات کا نظم و نثر میں ترجمہ کرا کے عام کی گئیں۔

حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء اللہ کو اسی زمانہ میں عروج حاصل ہوا۔ یہ بادشاہ امیر خسرو کی معرفت آپ سے اور حضرت شاہ شرف بو علی قلندر سے استمداد کیا کرتا تھا۔ اس بادشاہ کے دونوں بیٹے شادی خان اور خضر خان حضرت خواجہ کے غلام تھے

marfat.com

اور ہر وقت خدمت میں کھڑے رہتے تھے۔ علاء الدین خلجی کا عہد برکات وکرامات سے مالا مال تھا۔ عارفین۔ عابدین۔ صلحا اور علماء کی ایک کثیر تعداد موجود تھی۔ خصوصاً حضرت محبوب الٰہی کی ذات گرامی مورد فیوض نامتناہی تھی۔

علاء الدین خلجی کے بعد قطب الدین مبارک شاہ تخت نشین ہوا وہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے گستاخانہ پیش آتا۔ ایک بار حکم دیا کہ چاند کی پہلی تاریخ کو دربار میں حاضری کریں۔ ابھی چاند کی پہلی تاریخ نہیں آئی تھی۔ کہ خسرو خان مرادن زادی ایک ہندو نے قصر ہزار ستون میں خنجر سے قتل کر دیا۔ اس طرح ۷۲۱ھ کو خلجی سلطنت خاندان تغلق کے ہاتھ آگئی۔

۳۲

غازی غیاث الدین تغلق

ملک غازی نے ملتان کے مضافات دیپال پور سے اٹھ کر پراؤن پر لشکر کشی کر دی اور فتح حاصل کر لی۔ ہراؤن نے اپنا لقب ناصر الدین خسرو رکھا تھا۔ مگر ملک غازی نے اپنا لقب غیاث الدین تغلق رکھ کر چار سال تک بادشاہ رہا اور ۷۲۵ھ تک حکومت کرتا رہا۔ شاہجہان آباد سے دس میل دور تغلق آباد کا قلعہ تعمیر کیا۔ اس کے علاوہ اس کے زمانہ کی کئی عمارتیں یادگار زمانہ ہیں۔ کوہستان کے درمیان باون محلات تعمیر کرائے چھپن دروازوں والا مقبرہ بنایا۔ اس میں خود اور اس کا بیٹا دفن ہے۔ گزرنے والے اس بلند و بالا عمارت کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ اسے بناتے کئی سال لگے ہوں گے۔ مگر ان کی تیز تعمیری دیکھ کر لوگ کہتے تھے کہ اس کے قبضہ میں جنات ہیں۔ جن سے عمارت گری کا کام لیتا تھا۔ اس نے چار سال کے قلیل عرصہ میں بڑی بڑی عمارتیں کھڑی کر دیں۔ ان دنوں قلعہ ویران ہو گیا

marfat.com

ہے مگر سادات بخاری کے مقبرے ابھی تک آباد ہیں ۷۲۴ھ میں بنگال کی طرف گیا۔ وہاں ناصر الدین ابن غیاث الدین حکمران تھا۔ تحائف و ہدایا کے ساتھ ملاقات کی۔ تاج و چتر عطا فرما کر کوڑ۔ بنگال۔ ستار کا فو اور سمندری کناروں کے علاقے اس کے حوالے کر دیئے۔ اس نے حکم دیا تھا۔ کہ ہم شہر میں داخل ہوں تو خواجہ نظام الدین اولیاء اللہ شہر سے باہر چلے جائیں۔ اس حکم سے حضرت کے غلاموں اور عقیدت مندوں میں بڑا اضطراب پیدا ہوا۔ وہ قریب پہنچا تو عرض کی حضور تغلق آ رہا ہے۔ آپ یہاں سے جانے کی تیاری فرمائیں۔ سن کر فرمایا "ہنوز دہلی دُور است۔" ان دنوں حضرت مخدوم نصیر الدین اور آپ حضرت محبوب الٰہی کے دوسرے جلیل القدر خلفاء آپ کے حکم سے حضرت سید محمود بخاری کی خدمت میں گئے ہوئے تھے۔ سید محمود بخار ایک دیوار بنانے میں مصروف تھے۔ اور مٹی اٹھا کر لا رہے تھے۔ کھانے کا ایک برتن بھی سر پر اٹھا رکھا تھا۔ تھوڑا سا کھانا کھا کر حضرت چراغ دہلوی کو دیا۔ اور حکم دیا کہ آپ بھی کھائیں۔ پھر فرمایا حضرت بابا نظام الدین دنیا بھر کی صفات تو خود لے لیتا ہے۔ مگر برائیاں ہمارے حوالے کر دیتا ہے ایک ٹوکرا اینٹ گارے کا اٹھایا۔ اور دیوار کے پاس لا پھینکا اور زور سے کہا۔ باد بر سر بادشاہ (یہ بادشاہ کے سر پہ ہے) انہی دنوں ایک نو ساختہ عمارت جسے افغانان پور میں بنایا تھا۔ گر پڑی۔ بادشاہ کے بیٹے الف خان نے اس محل میں زبردست دعوت کی ہوئی تھی۔ بادشاہ اور اس کے چند وزراء نیچے دب کر مر گئے اب الف خان اپنے آپ کو سلطان محمد شاہ تغلق کا خطاب دے کر بادشاہ بن گیا۔

سلطان محمد شاہ ایک سخاوت شعار انسان تھا۔ دیوگیری کے علاقہ میں دولت آباد تعمیر کیا۔ اور یہ شہر برصغیر ہندو پاکستان کے عین وسط میں بنایا گیا تھا۔ اس شہر میں تمام اہل ہنر ہر فرقہ کے باکمال لوگ بسنے لگے۔ تمام کو خوراک۔ رہائش اخراجات اور ضروریات شاہی خزانے سے مہیا کی جانے لگیں مگر بادشاہ انتظامی معاملات کی زیادتی کی وجہ سے

marfat.com

برہم اور خشمگین عادت بنا بیٹھا۔ علماء صلحاء کو خاطر میں نہ لاتا۔ تھوڑی تھوڑی بات پر گردن اڑانے کے احکامات جاری کر دیتا۔ آخر کار سندھ اور مکران کے سفر پر نکلا حضرت مخدوم چراغ دہلی قدس سرہ کو حکم دیا کہ وہ اس سفر میں ساتھ رہیں۔ آپ نے دل میں کہا کہ اگر حضرت خواجہ نظام الدین کا ارشاد نہ ہوتا تو میں اس شہر میں ہر گز قیام نہ کرتا۔ میں جفاو قفاء تو برداشت کر سکتا ہوں۔ میں کہاں اور بادشاہ کہاں! ہم درویش بادشاہوں کے ساتھ کس طرح چل سکتے ہیں تاہم میں تو حاضر ہوں۔ مگر یہ سفر بادشاہ کے لئے مبارک نہیں دکھائی دیتا۔ کرنال سے پندرہ میل دور گوندل کے مقام پر پہنچے تھے کہ بادشاہ کی طبیعت خراب ہو گئی ۶۵۲ھ دریائے سندھ کے کنارے پہنچ کر انتقال کر گیا۔ فیروز شاہ تغلق حضرت چراغ دہلی کے اصرار اور اعیان مملکت کے انتخاب سے بادشاہ بنا دیا گیا۔

۳۳

سلطان فیروز شاہ تغلق کا دَورِ عدل

فیروز شاہ تغلق کی تخت نشینی سلسلۂ چشتیہ کے چار عارفانِ نامدار کے تصرف کا نتیجہ ہے اور ان کی دعا سے یہ شہنشاہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پہ چلتے ہوئے مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف رہا۔ پھر حضرت مخدوم جہانیاں بخاری اوچی قدس سرہٗ الباری کی وساطت سے تبرکات نبوی حاصل کئے۔ سندھ کے علاقہ فیروز میں بادشاہ کا انتقال ہو گیا۔ تو فیروز شاہ نے سلطنت کے فرائض سنبھالنے سے معذرت کر دی تھی مگر حضرت مخدوم چراغ دہلی نے اصرار کیا کہ وہ حکومت کی باگ ڈور سنبھال لے آپ کی دستگیری اور توجہ سے اس کی ہمت بندھی۔ اور اس پر اللہ کے انعامات اور برکات کا اس قدر نزول ہوا کہ عدل و انصاف کی وجہ سے اس کا نام صفحہ روزگار پر لکھا گیا اس نے سابقہ

marfat.com

بادشاہوں کے ظلم وستم کے تمام طریقے یکسر موقوف کر دیئے۔ مجرمین کی غیر انسانی سزائیں ختم کر دیں۔ ہندوستان کی سرزمین میں اتنے قلعے اور شہر تعمیر کرائے کہ لوگوں کو آرام اور تحفظ ملنے لگا۔ قلعہ دہلی۔ دریائے جمنا پر نیا شہر جہاں نما فیروزی۔ قلعہ فیروزی۔ حوض خاص اور ہانسی کے حدود میں تعمیرات اسی کی یادیں ہیں۔ حضرت شاہ بہلول رحمۃ اللہ علیہ کے اشارے سے کئی شہر آباد کئے گئے جن کا نام فیروز شاہ رکھا گیا پھر مساجد۔ مسافر خانے اوقاف کے مکانات اور فتح آباد کی آبادی اسی بادشاہ کے دم قدم سے عمل میں آئی تھی۔

شاہزادہ فتح خان مولفِ تاریخ فیروز شاہی حضرت مولانا ضیاء الدین برنی - اسی بادشاہ کے خصوصی رفقاء میں سے تھے۔ فیروز شاہ خود حضرت محبوب الٰہی کے خاص غلاموں میں سے تھا زندگی کے آخری ایام میں وہ تجرید و تفرید پر اس طرح عامل ہوا۔ کہ موت آئی تو اس کے گھر پر ایک بوریا تھا۔ باقی تمام اثاثہ اللہ کے راہ پر تقسیم کر دیا۔ مرشد برحق کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

صاحبِ تاریخ فیروزی سراج الدین شمسی عفیف اپنے وقت میں حضرت شیخ قطب الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے دبیر تھے۔ بادشاہ نے فتوحات فیروزی بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے لکھی تھی ایک اور عالم نے دلائل فیروزی لکھی۔ دامن کوہ میں مورچند کا ایک مینارہ پڑا تھا۔ یہ بہت بلند اور بھاری مینار تھا۔ بادشاہ ہندوؤں کے باطل عقیدہ کے اظہار اور اسلام کی سربلندی کی علامت کے طور پر اسے اٹھا کر لایا۔ اور اپنی عمارت میں نصب کر دیا۔ جو اب تک قائم دایستادہ ہے۔

فیروز شاہ ابھی امیر ہی تھا کہ چند باطنی درویشوں نے سلطنت کی بشارت دی۔ ان میں ایک تو حضرت مولانا علاء الدین موج دریا اجودھنی تھے۔ دوسرے حضرت شیخ ابوالفتح رکن الدین ملتانی تھے۔ تیسرے حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی چوتھے مخدوم جہانیاں بخاری تھے قدس سرہم۔ مخدوم جہانیاں نے سرکار دو عالم کی بارگاہ سے قدم مبارک اٹھایا۔ اور پاپیادہ

marfat.com

مدینہ پاک سے برصغیر پہنچے۔ اور دربار دہلی نہ آئے۔ فیروزشاہ نے کئی منازل آگے بڑھ کر استقبال کیا۔ اور یہ قدم مبارک بذات خود اپنے سر پر رکھ کر ننگے پاؤں پیادہ بصد اعزاز و احترام شہر تک لایا۔ اس کی دلی خواہش تھی۔ کہ مرنے کے بعد یہ قدم مبارک کا پتھر اس کے سینے پر رکھ کر دفن کیا جائے۔ مگر یہ نعمت کسی اور کا حصہ تھی۔ ایک دن شاہزادہ حضور نبی کریم کے قدم مبارک کے سامنے کھڑا تھا اور دستہ بستہ سلام پیش کر رہا تھا۔ مگر بے حد ملول نظر آ رہا تھا بادشاہ نے از رہٗ شفقت وجہ دریافت کی۔ اس شہزادے کا باپ جنگ بہرائچ میں شہید ہو چکا تھا۔ وجہ ملال پوچھی تو شہزادہ خاموش رہا۔ اعلان فرما دیا کہ شہزادے کو لعل و جواہرات کے خزانوں سے مالا مال کر دیا جائے۔ اور خزانہ شاہی سے جو چیز طلب کرے دے دی جائے۔ شاہی افسران ہر چیز پیش کرتے رہے مگر شہزادہ کسی پر نگاہ نہ ڈالتا جب قدم مبارک کی باری آئی۔ خوشی سے جھوم اٹھا۔ اٹھا کر سر پر رکھ لیا۔ اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ بادشاہ نے کہا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہوئے تو یہ مبارک تحفہ تجھے دیا جائے گا۔ ورنہ ہمارے لئے یہ تبرک وقف کر دینا۔ اس وعدہ کے بعد شہزادہ مطمئن ہو گیا۔ مگر جس ولی اللہ کے پاس جاتا اسے موت کی دعا کراتا۔ اسے معلوم ہوا۔ کہ حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ بیمار ہیں۔ حضرت مخدوم جلال پانی پتی نے اپنی عمر شریف کے چند سال آپ پر نثار کر دیئے تھے۔ آپ کو صحت ہو گئی۔ چنانچہ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی گازرونی قدس سرہٗ کو ایک خاص قاصد بھیجا۔ اس وقت شاہ زینا آپ کے خادم تھے۔ اور آستانہ عالیہ کے دربان بھی تھے انہوں نے منع کیا کہ اجازت کے بغیر نہ جانا چاہیئے۔ کیونکہ حضرت حجرہ خاص میں مشغول عبادت ہوتے ہیں مگر اس نے یہ بات نہ مانی اور منزل بمنزل چلتا گیا حضرت شیخ اس وقت عالم استغراق میں تھے۔ کافی دیر گزر گئی۔ آپ نے توجہ نہ فرمائی۔ اور پھر دیکھ کر فرمایا۔ جاؤ تمہارا نصیب ہے! خان آپ کا یہ اشارہ سن کر خوش خوش باہر آیا۔ زینا! دہلی تک سلامتی سے نہیں جا سکو گے۔ فرمایا میری تو دلی خواہش یہی ہے اللہ کا شکر ہے کہ مجھے یہ بشارت تمہاری زبانی بھی مل گئی ہے دہلی کے

marfat.com

قریب پہنچے۔سفر کی تھکاوٹ تھی۔ایک درخت کی ٹھنڈی چھاؤں میں سو گئے۔اور وہاں ہی جان اللہ کے حوالے کردی بادشاہ نے اپنے وعدہ کے مطابق قدم رسول کا پتھر فتح خان کے سینہ پر نصب کرکے دفن کردیا۔وہاں ایک وسیع فصیل بنادی۔عالی شان مسجد تعمیر کی گئی۔خانقاہ تیار ہوئی۔ اور وہاں کے آنے جانے والوں کے اخراجات کے لئے کئی گاؤں بطور جاگیر وقف کر دیئے۔

بر زمینے کہ نشان کفِ پائے تو بود

سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

بعض تذکرہ نگاروں نے فتح خاں کو فیروز شاہ کا اصلی بیٹا لکھا ہے۔بعض نے خواہرزادہ بتایا ہے۔شاہ میر ایک بار حضرت مخدوم پانی پتی کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور آپ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے؟ حضرت مخدوم نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے نہیں دیکھا جاسکتا ہاں ہم نے ظل حق کو دیکھا ہے۔

اس بادشاہ کے عہد حکومت میں امرائے زمانہ جنوبی ہندوستان پر والی مقرر کئے گئے تھے۔یہ تمام حضرت کی دعاؤں سے مقرر ہوئے تھے۔فیروز شاہ امیر تیمور کا ہمعصر تھا۔امیر تیمور نے اسی کے عہد حکومت کے دوران برصغیر پاکستان وہند کو فتح کرنے کا ارادہ کرلیا تھا مگر وہ دوسری مہمات سے فارغ نہ ہوسکا۔امیر تیمور نے ایک دن خود اپنی تقریر میں کہا۔

چو فیروز گردم دواں تخت گاہ

زنم سکہ بر نقد فیروز شاہ

فیروز شاہ نوے سال کی عمر میں ۷۹۰ھ میں اس دار فانی سے دنیائے جاودانی کو چلا گیا حوض خاص میں مقبرہ موجود ہے۔

marfat.com

۳۴

قطب الدین گورگانی امیر تیمور

امیر تیمور نے بچپن میں سید مسعود میر قدس سرہ کے
ہاتھ سے جو کے چند دانے لے کر کھائے تھے ان دانوں
کی تعداد کے مطابق اس نے دنیا کے ممالک فتح کیئے تھے

تاریخ عالم میں کائنات ارضی میں اتنا عظیم فاتح جسے امیر تیمور کے مقابلہ میں دیکھا جائے نہیں ملتا۔ ترکی زبان میں بادشاہ۔ تیمر۔ تمرائن اور گورگان کے الفاظ داماد کے معنیٰ میں استعمال ہوتے ہیں۔ امیر تیمور کی شادی چغتائی خان باقراچار نویاں کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ امیر تیمور کی پیدائش کے وقت دو سعد ستارے ایک ہی برج میں اکھٹے تھے۔ محلات کے دروازے خود بخود گر پڑے اور زمین بوس ہو گئے۔

زنسل قراچار نویانش داں!
گل بوئے باغ قراچار جانش داں
قراچار و چنگیز ابن عم اند
بکشور کشائی ترین ہم اند

قراچار نویاں چنگیز خان کے لشکروں کے سپاہ سالار کو کہا جاتا تھا۔ امیر تیمور

marfat.com

کے آباؤ اجداد میں سے سب سے پہلا شخص قراچار نویان ہی تھا جس نے اسلام قبول کیا۔ امیر طغرل خان امیر تیمور کے والد تھے۔ وہ صوفیاء کی مجالس میں حاضری دیا کرتے تھے۔ ان مجالس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے آبائی سپہ سالاری اور مناصب کو ترک کیا۔ اور نہایت سادگی سے سبز شہر میں زندگی بسر کرنے لگے۔ امیر تیمور ابھی بچہ ہی تھا کہ ان کے والد حضرت سید امیر مسعود کلال سوخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے۔ امیر طغرل حضرت کلال کے عقیدت مند مرید تھے۔ امیر نے آگے بڑھ کر حضرت سید مسعود کے ہاتھ سے جَو کے دانے اٹھا لیئے۔ اور کھانے شروع کر دیئے۔ مورخین کہتے ہیں کہ ان دانوں کی تعداد قریباً چار سو تھی مستقبل میں امیر تیمور نے چار سو ممالک فتح کئے۔ اور تیموری سلطنت تقریباً چار سو سال دنیا کے کسی نہ کسی حصہ پر قائم رہی۔ حساب کے اعتبار سے نادر شاہ کے حملہ تک یہ سلطنت تیموری بادشاہوں میں رہی۔

امیر تیمور بلوغت کو پہنچا۔ صاحب شعور اور فراست نوجوان کی حیثیت سے ابھرا۔ ان کے گاؤں سبز سے بیس کوس کے فاصلے پر بلخ پایۂ تخت تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ابو سعید مرزا کی وفات کے بعد چنگیزی فتوحات انتشار کا شکار ہو چکی تھیں ہر شہزادہ خود مختاری کا جھنڈا بلند کر رہا تھا۔ ایران توران کی سلطنتیں انتشار کا شکار تھیں۔ امیر تیمور نے سپہ سالاری پر پہنچ کر مغل فوجوں کو مربوط کیا۔ اور فاتح کی حیثیت سے باہر نکلا۔ ۷۷۰ھ میں تھنتہ فتح کر لیا۔ ۷۸۱ء میں خوارزم کے علاقہ کو زیر نگیں کیا۔ ۷۸۳ء میں ہرات اور اس کے ملحقہ علاقے فتح کر لئے ۷۸۶ھ میں سلطانیہ اور ۷۸۸ھ میں عراق۔ آذربائیجان۔ گورجستان اور قراباغ کو مفتوح کیا ۷۸۹ھ میں اصفہان۔ شیراز اور ۷۹۳ھ میں دشت قبچاق کے ایک ہزار سے زیادہ علاقے کو فتح کر لیا۔ سمرقند کے شہر کو ۷۹۴ھ میں اپنے قبضہ میں لے لیا اس سال ایران

marfat.com

پر قبضہ کر لیا گیا۔ پھر ۷۹۶ھ میں تمام شمالی علاقوں کو فتح کیا گیا۔ ۸۰۰ھ میں ہندوستان پر زبردست حملہ کر کے۔ فیروز شاہی خاندان کی سلطنت کو نیست و نابود کر دیا۔ ۸۰۳ھ میں بڑے بڑے راجہ اور مہاراجہ تیمور کے زیر اطاعت آ گئے اس طرح تیموری فوجیں ۸۰۴ھ میں ایران۔ سیستان۔ زابلستان۔ دمشق اور شام پر قابض ہوتی گئیں ۸۰۴ھ میں ہی روم کا سارا علاقہ دریائے فرنگ فتح کر لیا گیا دوسری طرف تیموری لشکر ۸۰۵ھ میں خطاء کا سارا علاقہ فتح کرتی گئیں

سلطان تیمر کہ مثل وے شاہ نبود

در ہفت صد و سی و شش در آمد بوجود

در ہفت صد و ہشتاد و یکے کرد جلوس

در ہشت صد و ہفت کرد عالم بدرود

امیر تیمور نے جب دہلی پر حملہ کیا تو فیروز شاہ کے جانشینوں نے چند معرکوں میں امیر تیمور کا مقابلہ کیا۔ مگر بری طرح شکست کھائی۔ امیر تیمور فتح کی خوشی میں فیروز شاہی مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے گیا۔ اس کی فوجوں نے نہ صرف دہلی کو قتل عام کی نذر کر دیا۔ بلکہ فیروز شاہی لشکروں کو دور دراز علاقوں سے ختم کر دیا گیا۔ تیمور دہلی سے واپس سمرقند کی طرف آیا۔ تو خاندان سادات نے ہندوستان پر قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کر لی۔ امیر تیمور خوش عقیدہ مسلمان تھا۔ حضرات سادات سے عقیدت رکھتا تھا۔ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ مختلف قسم کے تبرکات محفوظ کئے۔ اور حضرت حسین کی رسم تعزیہ کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ ایک عرصہ تک امیر تیمور کی اولاد شیعہ ہو کر بخارا۔ سمرقند۔ ایران۔ خراسان ماوراالنہر اور ہرات پر حکمران رہی۔ برصغیر میں ظہیر الدین بابر بادشاہ سے لے کر محمد شاہ رنگیلے تک سلطنت تیمور خاندان کا اقتدار تھا۔ اس دوران ہمایوں

marfat.com

کے عہد حکومت میں ایک مختصر سے عرصہ تک خاندان سوری کو ہندوستان کی سلطنت پر قابض ہونے کا موقعہ ملا۔

امیر تیمور کے دربار کے ایک مشہور شاعر اور عالم دین فضیلت مآب مولانا شرف الدین علی یزدی نے جو امیر کے وزیر بھی رہے ہیں ظفر نامہ تیموری لکھا۔ یہ کتاب تاریخی ہے۔ جو فصاحت و بلاغت کا ایک گراں قدر نمونہ ہے اس طرح ترکی میں ایک تاریخ مرتب کی گئی۔ توزک تیموری بھی اسی مؤرخ نے لکھی تھی حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی دیا خواہر زادہ) مولانا ہاتفی نے تیمور نامہ لکھا جو منظوم تاریخ ہے۔ انہوں نے لکھا ہے۔ روئے زمین پر سکندر اور تیمور جیسا فاتح نہیں ملتا۔ حقیقت یہ ہے جہانگیری اور کشور کشائی ان دو جلیل القدر شہنشاہوں کا مقدر تھی۔

۳۵

سیّد محمد خضر خان بن ملک سلیمان اور خاندان سادات

امیر تیمور کی واپسی پر خاندان سادات دہلی پر قابض ہو گیا۔ اور اپنی حکومت قائم کر لی۔ سیّد خضر خان ملک سلیمان کا بیٹا تھا۔ ملک سلیمان کو فیروز شاہی حاکم ملتان ملک مردان نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ ملک سلیمان نے اپنی زندگی میں سیادت کا دعویٰ نہیں کیا تھا ایک دن حضرت مخدوم جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک دعوت پر ملک مردان کے گھر پر تشریف لائے۔ ملک سلیمان نے حضرت مخدوم کے ہاتھ خود دھلانے شروع کئے۔ حضرت مخدوم بخاری نے ملک سلیمان کو دیکھ کر فرمایا۔ آپ تو سیّدزادے ہیں۔ آپ کو یہ خدمت بجا نہیں لانا چاہیئے۔ طبقات محمود شاہی اور تاریخ مبارک شاہی کے مؤلفین نے آپ کو سیّد زادہ لکھا ہے۔ آپ کا نسب سیّدنا

marfat.com

علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچایا ہے۔ ملک مردان خان اور اس کے حقیقی فرزند کی وفات کے بعد دیپال پور۔ اور ملتان کی حکومت جناب سید خضر خان کے حوالے کر دی گئی۔ امیر تیمور نے دہلی فتح کی۔ تو سید خضر خان امیر تیمور کی خدمت میں آئے اور امیر تیمور نے آپ کو لاہور ملتان اور دیپال پور کی حکومت دے دی۔ محمود شاہ فیروز شاہی خانوادے کا آخری بادشاہ تھا جس نے ۸۱۵ھ میں وفات پائی تھی۔ اس کے بعض امراء نے دولت خان لودھی کے ہاتھ پر بیعت کر لی بعض خضر خان کے ساتھ آ ملے۔ خضر خان نے لاہور اور ملتان سے ساٹھ ہزار لشکر تیار کیا اور دہلی پر حملہ آور ہو کر اسے فتح کر لیا۔ لودھی کو قلعہ فیروز شاہی میں محصور کر لیا۔ اور اپنی حکومت کا اعلان کر کے امیر تیمور اور شاہرخ مرزا کا سکہ جاری کر دیا گیا معزالدین ابوالفتح مبارک شاہ بن خضر خان و محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان کے علاوہ چند اور بادشاہوں نے پچیس سال تک حکومت کی۔ ان حضرات کے عہد حکومت میں گجرات۔ مالوہ۔ جون پور اور بنگال کے علاقے خود مختار ہوتے گئے۔ اور ایک وقت آیا کہ مغلیہ حکومت کے زیر نگیں ہوتے گئے۔ اور سلطان بہلول لودھی کی حکومت صرف دہلی اور گرد و نواح کے علاقوں تک محدود ہو گئی۔

۳۶

سلطنت خاندان افغانان لودھی

افغانان لودھی ابتدائے کار میں گھوڑوں کی تجارت کیا کرتے تھے۔ بہلول ماں کے پیٹ ہی میں تھا کہ ماں کا پیٹ چاک کر کے اسے زندہ بچا لیا گیا۔ اور ماں فوت ہو گئی۔ بہلول ان صدمات اور زخموں کے باوجود زندہ رہا۔ اور اپنے والد کی

marfat.com

زیر نگرانی پرورش پاتا رہا۔ سن بلوغت کو پہنچا تو باپ سے ناراض ہو کر اپنے چچا ملک فیروز۔ ملک اسلام خان اور ملک سلطان شاہ کے پاس چلا گیا۔ ایک دن اپنے چچا کے ساتھ گھوڑوں کا ایک تجارتی قافلہ لئے نارنول کے نزدیک پہنچے تو دیکھا کہ ایک غریب شاہ نامی درویش دونوں ہاتھ زمین پر مار کر اعلان کر رہا ہے کہ ہے کوئی جو سلطنت دہلی کو نوسو روپیہ میں خرید لے۔ بہلول یہ آواز سنتے ہی گھوڑے کی زین سے کود کر نیچے آگیا۔ اور نوسو روپیہ نکال کر فقیر درویش کے سامنے رکھ دیا درویش نے روپیہ لیا۔ حاضرین مجلس میں بانٹ دیا اور خود خاموش ہو گیا بہلول کا چچا اس کی اس طفلانہ حرکت پر بڑا خشمناک ہوا۔ اور اسے اپنے کاروبار تجارت سے علیحدہ کر دیا۔ بہلول لودھی اپنے دوسرے چچا اسلام خان کے پاس سرہند چلا گیا۔ اسلام خان کے پاس اس وقت بارہ ہزار افغان زیر کمان تھے۔ یہ سارے ان کے رشتہ دار اور قبیلے کے لوگ تھے۔ بہلول آہستہ آہستہ ترقی کرتا گیا حتیٰ کہ ۵۰۵ھ میں سلطنت دہلی پر قابض ہو گیا۔

بعض مورخین نے اپنے تذکروں میں یوں لکھا ہے کہ بہلول لودھی بچپن میں ہی اپنے باپ یا چچا سے کچھ چیز مانگ رہا تھا۔ بڑی مشکل سے وہ چیز میسر ہوئی۔ تو ایک درویش وہاں سے گزرا۔ اور انہیں کہنے لگا۔ تھوڑی سی چیز کے لئے دہلی کے بادشاہ کو ناراض کر رہے ہو۔ اس طرح آپ کو شاہ غریب نے بھی بادشاہی کی بشارت دی تھی۔ آپ نے چالیس سال حکومت کی۔ آپ کے بعد سلطان سکندر کا بیٹا نظام خان بادشاہ بنا۔ یہ نظام خان بڑا علم دوست۔ عالم نواز۔ رعایا پرور اور منتظم بادشاہ تھا۔ وہ اپنی رعایا اور سلطنت کی خبر گیری کرتا تھا۔

شیخ نظام الدین احمد اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ بادشاہ کو ظاہری دبدبہ اور معنوی کمالات حاصل ہیں۔ عدل۔ رحم کو سامنے رکھتا ہے۔ ہر روز دربار میں نقد

marfat.com

اور اجناس درویشوں۔ غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کی جایا کرتیں۔ شریعت کے اوامر و نواہی کو جاری کیا جاتا۔ اور ملک اسلامی نظام کا گہوارہ بن گیا۔ فرہنگ سکندری اور فتوحات سکندری آپ کے عہد میں مرتب ہوئیں سلطنت کے دُور دراز علاقوں کی خبروں کے حصول کا بڑا زبردست اہتمام تھا دربار کے لوگ خیال کرتے کہ آپ کو جنات پر تسخیر حاصل ہے۔ اس لئے آپ دُور دراز کے حالات سے باخبر رہتے ہیں۔ آپ ۲۸ سال حکمران رہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کا بیٹا ابراہیم لودھی حکمران بنا۔ ابراہیم بھی اپنی سلطنت کے تینتیس ۳۲ سال کے اختتام پر ۹۲۴ھ میں فوت ہوا۔

حضرت شیخ علاء الدین مجذوبؒ

حضرت شیخ علاء الدین مجذوب اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عہد کے بہت بڑے صاحب کمالات بزرگ تھے۔ سلاطین وقت نے آپ کی خانقاہ کو بارہ مواضعات کی جاگیر دے رکھی تھی۔ مگر ابراہیم لودھی نے اپنی سلطنت کے آخری ایام میں اس جاگیر کو ضبط کر لیا۔ نوبت بایں جا رسید کہ آپ کی خانقاہ کے کئی سو درویش مسافر۔ اور خاص و عام فاقہ کشی کا شکار ہو گئے۔ ابراہیم اکثر و بیشتر شراب میں دھت رہتا۔ درویشوں کی حالت زار بیان کی جاتی تو اس کو توجہ نہ دیتا ایک دن کئی درویش بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فریاد و فغاں کرتے رہے۔ بادشاہ نے ایک بار نشے سے سر اٹھایا اور کہا۔ یہ کیا شور ہے؟ لوگوں نے عرض کی۔ حضور! آپ نے درویشوں کو عطا کردہ جاگیر ضبط کر لی ہے اور اب یہ لوگ فاقہ زدہ ہو گئے ہیں اور تباہ حال ہو چکے ہیں۔ کئی بار پوچھا مگر لوگوں نے یہی جواب دیا۔ لیکن بادشاہ نشۂ دولت سے باہر نہ آیا۔ حضرت علاء الدین

marfat.com

مجذوب اکبر آبادی نے جوش میں آکر فرمایا۔ درویشوں کی جاگیر کو ضبط کرنے والے کا ملک ضبط کر لیا گیا ہے۔ اور سلطان بابر کے حوالے کر دیا گیا ہے" بابر ہمارے مواضعات کو واگزار کرے گا"

اسی زمانہ میں ظہیر الدین بابر کابل سے روانہ ہوا۔ اور پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودھی کے مقابل ہوا اور اسے شکست دے کر قتل کر دیا۔ ابراہیم لودھی کی قبر اس کے خاندان مع لشکری مقتولین کے ایک ٹیلے پر ہے۔ بابر نے دہلی فتح کر لی۔ اپنے جلوس تخت کے بعد سب سے پہلا جو فرمان جاری ہوا۔ وہ درویشوں کی خانقاہ کی واگزاری تھا۔

۳۷

ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کے اساطین۔ ظہیر الدین بابر نصیر الدین ہمایوں جلال الدین اکبر وغیرہم۔

ہندوستان پر قبضہ کرنے کے بعد بابر کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹے ہمایوں کو تخت نشین کیا۔ ایک وقت آیا کہ ہمایوں غرور و تکبر کے نشہ میں خلاف ادب باتیں کرنے لگا۔ اس کی یہ باتیں خدائے جبار و قہار کو پسند نہ تھیں۔ اس کی فوج اور لشکر تنگ دل ہو کر کٹنے لگی۔ امراء سلطنت علیحدہ ہونے لگے۔ کاروبار سلطنت خراب ہونے لگا۔ چنانچہ خاندان افغانان کے سپہ سالاروں نے حکومت پر قبضہ کر لیا۔ ایک وقت آیا کہ ہمایوں کی آہ وزاری کو رب کریم نے قبول کیا اور ایران کے صفوی بادشاہ کی امداد سے ہمایوں کو دوبارہ اقتدار نصیب ہوا۔ وہ تقریباً گیارہ سال بے تاج و تخت رہنے کے بعد برصغیر پر حکومت کرنے لگا۔

marfat.com

ہمایوں کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اکبر تخت نشین ہوا۔ اکبر کو حضرت ہند الولی سے بڑی عقیدت تھی وہ ادباً پیادہ پا دہلی سے آگرہ پہنچا۔ اکبر کے دربار کے وزرا، اگرچہ بڑے صاحب بصیرت اور عالی خاندان تھے۔ مگر مذہب کے معاملہ میں کمزور تھے۔ بادشاہ کے اکثر شعائر خلاف اسلام ظاہر ہونے لگے۔ یہ بات اس وقت کی سیاست اور ماحول میں شاید درست ہو۔ مگر دینی نقطۂ نظر سے مسلمانوں کے لئے سخت نقصان دہ تھی۔ اکبر کو حضرت مخدوم شیخ سلیم چشتی فتح پوری سے بے حد عقیدت تھی۔ اس نے فتح پور کی پہاڑی پر آپ کے لئے بلند و بالا خانقاہ تعمیر کی مسجد بنائی۔ قلعہ تعمیر کیا پھر اپنی تخت گاہ بنائی۔

۳۸

نورالدین جہانگیر و شہاب الدین شاہجہان بزرگان دین کی آستان پر

نورالدین جہانگیر حضرت شیخ سلیم فتح پوری کی دعا سے پیدا ہوا۔ اور آپ کی خانقاہ میں ہی پرورش پاتا رہا حضرت شیخ کی دعاؤں کی برکات اور نگاہ فیض کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہانگیر تخت نشین ہونے کے بعد حسن عقیدت۔ عدل و انصاف کا پیکر بن گیا۔ جہانگیر کے بیٹوں میں سے شاہجہان اتنا جلیل القدر بادشاہ ہوا کہ اس نے دہلی کو ایک عالی شان شہر میں تبدیل کر دیا۔ شاندار جامع مسجد بنائی۔ اس بادشاہ کے اوصاف حمیدہ تحریر و تقریر میں نہیں سما سکتے۔ وہ اہل فضل و کمال کا قدر داں تھا۔ بذل و ایثار کا پیکر تھا۔ علو ہمت اور فراخ دلی میں اپنی مثال آپ تھا۔ رفعتِ شان و منزلت میں لاثانی تھا۔ پھر ریاضت و عبادت میں پورا ذوق رکھتا تھا۔ درویشوں کی خدمت گذاری اور ان سے حسنِ عقیدت اس کی زندگی کا محبوب مشغلہ رہا ہے۔

marfat.com

۳۹

خلافت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

شاہجہان کے تمام بیٹوں میں سے محی الدین اورنگ زیب اپنے قیدی باپ کے تخت پر قابض ہوا۔ یہ بادشاہ عالم۔ عابد۔ زاہد۔ متقی۔ منتظم و دانا تھا۔ اور شعار اسلام اور حدود شریعت کو نافذ کرنے والا تھا وہ پورے پچیس سال جنوبی ہند کے علاقوں کے باغیوں کی سرکوبی میں مصروف رہا۔ چنانچہ اسی علاقہ میں اورنگ آباد کے مقام پر فوت ہوا۔ اور آسودۂ خاک ہوا۔

۴۰

قاضی القضاۃ ملا قوی

اورنگ زیب کے عہد حکومت میں قاضی القضاۃ قاضی ملا قوی کو بڑا اقتدار حاصل رہا۔ اس کی سیاسی تلوار شریعت کے پردے میں بعض علماء حق کے خون بے گناہ سے آلودہ ہوتی رہی۔ جو شخص بھی اس کی تلوار کی زد میں آتا کسی نہ کسی فتویٰ کی دھار سے قتل کرا دیا کرتا تھا ہم اس کے مظالم کی تفصیل شاہ سرمد کاشانی کے حالات میں آئندہ چل کر لکھیں گے۔

۴۱

شاہ سرمد کاشانی اور اس کی شہادت کے واقعات

حکیم سرمد اصل کاشان کے یہودی خاندان سے تھے۔ آپ کے آباء و اجداد

marfat.com

تجارت وصنعت میں مشہور تھے۔ ان کے ہاں علوم طب بھی موجود تھا۔ سرمد بچپن میں ہی کاشان سے سفر اختیار کر کے مغربی ممالک میں چلے گئے تھے اور وہاں ہی کسی پیر طریقت کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ خراسان کے ایک تاجر کے خوبصورت بیٹے سے محبت کرنے لگے۔ اور اسی کی رفاقت میں نیشاپور پہنچے۔ وہاں سے باپ کی موت کی خبر سن کر واپس کاشان گئے۔ باپ کا مال و دولت لے کر سندھ روانہ ہو گئے وہاں آپ کی نگاہ ابھی چند ایک ہندو زادہ پر پڑی۔ اگرچہ وہ لڑکا بھی بہت دولت مند تھا۔ اور تجارت میں کامیاب تاجر تھا۔ مگر سرمد نے اپنا تمام مال و متاع اسی کے حوالے کر دیا۔ اور خود خالی ہاتھ اس معشوق خوبرو کے آستان پر پڑے رہے کچھ عرصہ بعد ہندو زادہ کے دل پر بھی سرمد کے عشق و محبت کے اثرات ظاہر ہونے لگے۔ چنانچہ تمام دنیاوی مال و منال غریبوں میں تقسیم کر کے حضرت سرمد کی خدمت میں مشغول ہو گیا۔ تجارت کے کاروبار کو خیرباد کہتے ہوئے دونوں شاہجہان آباد دہلی میں پہنچے۔ وزیر آباد میں ایک مجذوب رہتا تھا۔ اسے معروف شاہ مجذوب کہتے تھے۔ یہ مجذوب حضرت شاہ شرف الدین عراقی پانی پتی کے روحانی فیضان سے منصب قطب ابدالی پر فائز تھا۔ سرمد نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ بھی سرمد کو اپنا بیٹا کہا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد سرمد پر عالم وجد۔ خود رفتگی استغراق اور مستی چھا گئی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ سرمد کو اپنے جسم اور ستر کی ہوش نہ رہی بے قید و بند صحرا و بیابان میں پھرتے رہتے تھے۔ بسا اوقات برہنہ جسم شہر دلی میں بھی چلے آتے ابھی چند اگرچہ ہوش میں رہا۔ مگر وہ بھی اپنے پیر و مرشد کے ساتھ ساتھ رہا کرتا۔ برہنگی کے باوجود آپ کی خدمت میں ایستادہ پا رہا کرتا تھا۔ اور حضرت سرمد کی خدمت گزاری سے کوتاہی نہیں کرتا تھا۔

سلطان محمد دارا شکوہ کو حضرت سرمد سے عقیدت تھی۔ وہ اکثر آپ کی خدمت

marfat.com

میں حاضر ہوتا تھا۔ آپ سے مسائلِ تصوف تحریراً اور تقریراً دریافت کرتا رہتا تھا۔ حضرت سرمدؔ کبھی تو مست ہوتے۔ اور کبھی ہوش میں۔ ان دونوں حالات میں مسائل بیان فرماتے۔ مستی کے عالم میں اور جواب ہوتا مگر ہوش کے عالم میں مختلف بیان ہوتا تھا۔ مستی میں انہیں کسی روایتی فکر کی پرواہ نہ ہوتی تھی۔ بایں ہمہ آپ کی گفتگو میں حلیمی، سلامتی اور ادب ہوتا۔ اور ہر بات کا جواب صحیح دیا کرتے تھے۔ بعض اہل منزلت کہا کرتے تھے کہ آپ عقلاً مجانین میں سے تھے۔ بعض صوفیا آپ کو سُکر کے غلبہ میں شمار کرتے تھے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ آپ ایک ایسے سالک تھے۔ جو مجذوبی کے منازل طے کرتے رہے۔ اور شہادت کے باوجود وہ عالم برزخ میں اپنے مناصب اور کمالات میں ترقی کرتے رہیں گے۔ آپ نے شہزادہ دارا شکوہ کو کئی بار خلافت دینا چاہی مگر وہ ہمیشہ دست کش ہو جایا کرتا تھا۔ پھر دارا شکوہ کو سلطنت کی بشارت دی مگر وہ اورنگ زیب کے حکم سے قتل ہو گیا۔ لوگوں نے حضرت سرمدؔ کو کہا آپ جسے سلطان ہند بنا رہے تھے۔ وہ تو قتل کر دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہم تو اسے سلطنت عقبیٰ کا سلطان بنا رہے تھے۔ سلطنت ہند کیا چیز ہے۔ جس شخص نے یہ خبر پہنچائی اس نے دوسری رات خواب میں دیکھا کہ دارا شکوہ جنت میں ایک شاندار تخت شاہی پر جلوہ فرما ہیں۔

شہزادہ دارا شکوہ اہل عرفان کا بڑا عقیدت مند تھا۔ اس کا اکثر وقت اہل اللہ اور بزرگانِ دین کی مجالس میں گزرتا تھا۔ ان کی تعظیم و توقیر کیا کرتا تھا۔ بزرگان دین بھی اس شہزادہ کو اپنی محبت کی نگاہ میں جگہ دیا کرتے تھے۔ ایک بار ایسا ہوا۔ اپنے بھائی اورنگ زیب سے ایک معرکہ میں شکست کھانے کے بعد لاہور آیا۔ اور حضرت شاہ میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے شہزادے کے بیٹھنے کے لئے اپنا مصلا بچھا دیا۔ اور حکم دیا کہ اس پر جلوہ فرمائی کریں۔ مگر شاہزادہ ادباً کھڑا رہا اور

marfat.com

اس مصلے پر بیٹھنے سے بار بار انکار کرتا رہا۔ آخر میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ داراشکوہ! یہ تو دہلی کا تخت تھا۔ تم نے میرے اصرار کے باوجود انکار کر دیا۔ اچھا۔ اللہ تعالیٰ اب تمہیں جنت کا تخت عطا کرے گا۔ داراشکوہ جب قتل ہوا۔ تو اس کی زبان پر حضرت شیخ غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی کی بارگاہ میں یہ شعر تھا۔

شاہ جیلان خوشا مدد کردی
کشتی و زندۂ ابد کردی[1]

۴۲

شاہ سرمد اور قاضی قوی کی ملاقات اور مکالمات

ایک دن حضرت سرمد اپنے معشوق ولفگار کو لئے داراشکوہ کے محلات کے سامنے کھڑے تھے کہ قاضی القضاۃ مُلا قوی قشری دربار شاہی سے نکل کر وہاں سے گزرا۔ سرمد کو دیکھتے ہی کہنے لگا۔ سرمد تم نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ سرمد نے کہا۔ جناب "شیطان قوی ہے" مُلا قوی خاموش ہو گیا۔ مگر سرمد کی اس ذومعنی گفتگو سے جل اٹھا۔ دل میں کینہ پیدا ہو گیا۔ اس نے کئی بار اورنگ زیب کے دربار میں سرمد کے خلاف کارروائی کرنے کی تجاویز پیش کیں۔ اور سیاسی طور پر اسے خطرناک آدمی ظاہر کیا۔ اور کہا کہ یہ شخص شہزادہ داراشکوہ کو بغاوت اور سلطنت کے حصول پر آمادہ کرتا رہتا ہے۔ عریاں پھرتا ہے۔ نماز نہیں پڑھتا" بادشاہ نے حکم دیا کہ شریعت کے ماتحت ہی اس کا محاسبہ کیا جانا چاہیئے یہ ذاتی مخاصمت کی بنا پر سزا دینا اچھا نہیں۔ قاضی ایک دن سرمد کو پکڑ کر جامع مسجد لے گیا

---

[1] جناب غوث آپ نے کیا خوب امداد فرمائی ہے۔ مجھے قتل کر کے زندۂ جاوید بنا دیا ہے!

marfat.com

اور باجماعت نماز ادا کرنے پر آمادہ کیا مگر حضرت سرمد دوسری رکعت سے اُٹھ کر بھاگ آئے۔ پوچھا کہ ایسا کیوں کیا فرمانے لگے۔ ہمارے امام صاحب تو گھوڑوں کی سوداگری میں لگے ہوئے تھے۔ میں نماز کس کے پیچھے مکمل کرتا۔ بعد میں امام صاحب نے اعتراف کیا واقعی وہ دوسری رکعت میں گھوڑوں کی خرید و فروخت کے خیال میں تھے۔

ایک دن حضرت سرمد کو نیا لباس پہنا دیا گیا مگر تھوڑی دیر بعد اتار پھینکا اور کہنے لگے اس سے اللہ کے غضب کی بو آتی ہے" جب دریافت کیا گیا تو واقعی لباس ایسا ہی تھا۔

۴۳

سرمد اور قاضی قومی قشری کے مکالمات اور خط و کتابت

ایک دفعہ ایسا ہوا۔ کہ قاضی قوی قشری نے مہر سلطان کے ساتھ احکامات جاری کر دیئے کہ" عریاں نہ پھریں اور ستر عورت کا خیال رکھیں۔" حضرت سرمد نے قلم پکڑا اور یہ رباعی جواباً لکھ بھیجی۔

آں کس کہ ترا تاج جہاں بانی داد
مارا ہمہ اسباب پریشانی داد
پوشاند لباس ہر کرا عیبے دید
بے عیباں را لباس عریانی داد[1]

---

[1] جس ذات نے آپ کو جہاں بانی کا تاج پہنایا ہے۔ اس نے ہمیں اسباب پریشانی دیئے ہیں۔ جس میں عیب ہے اسے تو لباس پہنا دیا گیا ہے۔ مگر بے عیب حضرات کو عریانی کے لباس سے مزین فرمایا ہے۔

marfat.com

قاضی قوی نے ایک بار بادشاہ کی طرف سے لکھا۔ کہ اگر تم نعمتوں سے مالامال ہو تو ہمیں بھی ان خداداد نعمتوں میں شریک کر لو۔ حضرت سرمد نے اس حکم کا اس رباعی کے ذریعہ جواب دیا۔

سرمد غم عشق بوالہوس را ندہند
سوز دل پروانہ مگس را ندہند
عمرے باید کہ یار آید بکنار
این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند[1]

ان احکامات کے اجرا کے بعد سرمد کو گرفتار کر لیا گیا۔ آپ نے گرفتاری کے بعد یہ رباعی پڑھی۔

خوش بالائے کرد چناں پست مرا
چشمے بدو جام برد از دست مرا
او در بغل من ست و من در طلبش
دزدِ عجبے برہنہ کرد دست مرا[2]

بادشاہ کے حضور پیش ہوئے۔ تو اورنگ زیب نے پوچھا۔ تم ننگے کیوں رہتے ہو۔ جواب میں یہ رباعی کہی۔

۱:۔ اے سرمد غم عشق ہر ایک کے نصیبوں میں نہیں۔ پروانے کا سوز دل ہر مگس کو نہیں دیا جاتا۔ ایک عمر چاہیئے کہ محبوب آغوش میں آتا ہے یہ پائیدار دولت ہر ایک کے نصیب میں نہیں آتی۔

۲:۔ ایک خوش قامت نے مجھے اتنا پست کر دیا ہے۔ ایک آنکھ نے میرے ہاتھ سے دو جام چھین لئے ہیں۔ میں تو اس کی طلب میں مارا مارا پھر رہا ہوں۔ حالانکہ وہ میری بغل میں ہے۔ یہ بات میرے لئے بڑی عجب ہے۔

marfat.com

خاک نشینی است سلیمانیم
عار بود افسر سلطانیم
عمر ہست چہل سال کہ می پوشمش
کہنہ نہ شد جامہ عریانیم

ہم خاک نشین تخت سلیمانی پر بیٹھے ہیں۔ ہمیں شاہی تاج و تخت سے ندامت محسوس ہوتی ہے مجھے چالیس سال ہو گئے ہیں کہ لباس عریانیت پہنا ہوا ہے۔ مگر نہ یہ پرانا ہوتا ہے نہ میلا۔

علماء و فضلا کے فتوئی پر شہنشاہ اورنگ زیب نے سرمد کو قید کا حکم دیا قید خانے کی طرف جاتے ہوئے۔ آپ نے یہ دو رباعیاں پڑھیں۔

سرمد کہ زجام عشق مستش کردند
خواندند سر فرازش پستش کردند
میخواست خدا پرستی و ہوشیاری
مستش کردند و بت پرستش کردند[۱]

سرمد چہ طلسم را کہ سروا کردم   در شام دریچہ سحر وا کردم
ہر چند کہ خواب را بسر وا کردم   دیدم ہمہ خواب تا نظر وا کردم

قید خانہ میں آپ سے اکثر اوقات کرامات اور خرق عادات کا اظہار ہوتا تھا۔ قید خانہ میں دوسرے قیدی اور محافظ بھی آپ کی خدمت کرتے۔ قوی قشری نے آپ کی عزت افزائی دیکھی تو اسے مزید حسد ہوا۔ اس نے آپ پر جاسوس مقرر کر دیئے۔ وہ آپ کی گفتار و اقوال نوٹ کرتے رہتے۔ آپ کا ہر ایک

۱:۔ اے سرمد جن لوگوں نے جام عشق۔ ؟

marfat.com

کام اور بات ملا قوی تک پہنچتی۔ تاکہ شریعت کے قانون میں ان کی خونریزی کا جواز پیدا ہوسکے۔ ان جاسوسوں کی پوری جاسوسی سے آپ کی ایک رباعی ایسی تھی۔ جو قابل اعتراض محسوس کی گئی اور قاضی تک پہنچا دی گئی۔ اور ساتھ ہی کہا گیا کہ شاہ سرمد صرف لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے۔ محمد الرسول اللہ نہیں کہتا۔

آن را کہ سر حقیقتش باور شد　　خود پہن تر از سپہر مینا در شد

ملا گوید کہ بر فلک شد احمد　　سرمد گوید فلک با احمد در شد ۱

ملا قومی قشری نے ایک محضر نامہ لکھا جس میں شاہ سرمد کے قتل کا جواز بیان کیا گیا اور بیان کیا گیا۔ کہ سرمد واقعہ معراج کا منکر ہے۔ اور محمد رسول اللہ زبان پر نہیں لاتا۔ چنانچہ اس فتوی کی رو سے شاہ سرمد کو آگاہ کیا گیا۔ کہ آپ از روے شریعت دار الانصاف اور دار العمل کے فیصلہ کے مطابق واجب القتل ہیں اگر تمہیں کوئی عذر ہو تو بیان کر سکتے ہو۔ حضرت سرمد نے یہ رباعی لکھ بھیجی۔

ما سر خود را چو گو در زیر پا دالبستہ ایم
شہر دہلی را بجائے کربلا دانستہ ایم
رفت منصور از قضا بر دار و سرمد نیز ہم
دار بازی را عطائے کبریا دانستہ ایم ۲

---

۱ : جس شخص کو حقیقت کے اسرار معلوم ہوئے وہ آسمان کی وسعتوں سے بھی وسیع تر ہو گیا ملا کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر گئے۔ مگر سرمد کہتا ہے نہیں نہیں آسمان تو خود حضور کے قدموں میں آ پہنچا۔

۲ : ہم نے اپنے سر کو گیند کی طرح قدموں میں بچھا دیا ہے۔ شہر دہلی کو کربلا کی طرح جانتے ہیں۔ منصور تختہ دار پر کھڑا ہوا۔ اسی طرح ہم بھی دار و رسن کو اللہ کی رضا اور عطا سمجھتے ہیں۔

marfat.com

۴۴

سرمد کی شہادت اور مناصب روحانی

شاہ سرمد عشق رسول میں فنا تھے۔ وہ اس دنیا کی زندگی سے شہادت کے بغیر نجات نہیں پا سکتے تھے۔ آپ کے منازل و مناصب ترقی پر رہے آپ ایسے صاحب تصرف تھے کہ جس سے صاحب مزارات فیض رسانی کرتے ہیں۔ سرمد بھی شہادت کے بعد اپنے فیضان سے لوگوں کو مالا مال کرتے رہتے ہیں۔

آپ کو قید خانے سے نکال کر باہر لایا گیا۔ تو آپ نے یہ رباعی کہی۔

سرمد گلہ اختصار می باید کرد　　یک کار ازیں دو کار می باید کرد

یا تن برضائے دوست می باید داد　　یا قطع نظر زیار می باید کرد

ایک سپاہی نے تختہ دار کی طرف لے جاتے ہوئے آپ کے بازو پر ایک رسی باندھی تو آپ نے فرمایا۔

سرمد چہ است کہ جانش در دست کسے
تیر لیست ولے کمانش در دست کسے
میخواست کہ مرغ گمرہ دد دیدبام جہد
گاوے شد و ریسمانش در دست کسے

دستور کے مطابق آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کی آخرین خواہش کیا ہے؟ فرمایا۔ میری آرزو ہے کہ جس کے جرم پر مجھے قتل کیا جا رہا ہے۔ اسے میرے سامنے کھڑا کیا جائے۔ یہ بات منظور کر لی گئی اب فیصلہ ہوا۔ کہ ملا قومی قشری اور بادشاہ اورنگ زیب کے سامنے قتل کیا جائے۔ چنانچہ آپ کو جامع مسجد شاہجہانی کے اس مقام پر لایا

marfat.com

گیا۔ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات پڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا اور یہ شعر پڑھا۔

بجرم عشق توام می کشند و غوغائی
تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائی[1]

چند جلاد آبدار تلواریں ہاتھ میں لئے آگے بڑھے۔ آپ کی گردن پر مارنے لگے مگر تلواریں بے کار ہو گئیں۔ ہاتھ شل ہو گئے۔ مگر حضرت سرمد اسی طرح مقتل پہ کھڑے رہے۔ ان جلادوں میں ایک خوبرو نوجوان تھا۔ اس نے آستین کو ہاتھوں پر لپیٹ رکھا تھا۔ حضرت نے اس کے چہرہ پر نگاہ ڈالی۔ تبسم فرمایا۔ اور کہا:۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم[2]

لوگوں نے فیصلہ کیا کہ سرمد کی آنکھیں بند کر دی جائیں۔ کپڑا باندھ دیا گیا مگر آپ نے فرمایا۔

گرم عتاب چوں شود پردہ بوشم از رخش
پردہ کشند مردماں چوں شود آفتاب گرم

بایں ہمہ سر نیاز خم کر دیا۔ اور یہ شعر پڑھا

عمر لیست کہ آوازہ منصور کہن شد
من از سر نو جلوہ دہم دار و رسن را[3]

ح ۱: تمہارے عشق کے جرم میں قتل کرنے والے پورے زور شور سے آئے ہیں تم بھی سر بام آکر جھانک لو یہ بڑا خوش کن نظارہ ہے،

ح ۲: جس رنگ کے لباس میں آؤ میں تو تمہارے اندازِ قد سے تمہیں پہچان لیتا ہوں۔

ح ۳: صدیاں گزر گئیں منصور کی شہرت مدہم پڑ گئی تھی۔ میں از سر نو دار و رسن کی رسم کو عام کر رہا ہوں۔

marfat.com

قتل کے بعد خود ہی اپنے ہاتھ کو اٹھایا۔ اور یہ شعر کہا۔

سرجدا کرد از تنم شوخے کہ با ما یار بود
قصہ کوتاہ شد وگرنہ درد سر بسیار بود[1]

پھر فرمایا۔

سرمد سرداد سرمدی یافت منزل زمقام احمدی یافت

اس شعر کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی شہادت آپ کے مقامات اور مناصب کی بلندی کا ذریعہ بن گئی۔ اور آپ منازل سلوک کی منازل پر دائمی ترقی کرتے گئے۔ کہتے ہیں آپ اپنا سر اٹھائے خود ہی مسجد کی جانب بڑھے زبان پر یہ غزل تھی۔

سوخت بے وجہم تماشا را ببیں کشت بے جرم مسیحا را ببیں
زندہ کش جان بناشد دیدۂ گر ندیدستی بیا مارا ببیں
اے کہ از دیدار یوسف غافلی داغ یعقوب وزلیخا را ببیں
اے کہ از روز بدم در حیرتی یک زماں این روئے زیبا را ببیں
شاہ و درویش و قلندر دیدہ سرمد بدمست و رسوا را ببیں

۴۵

سرمد مقتل سے روانہ ہوئے تو ایک شور اُٹھا

سرمد اپنا سر اٹھائے شاہجہانی مسجد کی سیڑھیاں چڑھ رہے تھے کہ ایک

---

[1] ۔ میرا سر اسی شوخ نے جدا کر دیا جو میرا اپنا دوست تھا۔ زندگی کا قصہ تمام ہوا۔ ورنہ دردِ سر بہت تھا۔

marfat.com

صاحب باطن شخص سامنے آیا۔ فرمانے لگا۔ اَطِیعُواللّٰہ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ:۔ (تم اللہ کی اطاعت کرو۔ اس کے نبی کی بات مانو۔ اور تم میں سے جو شخص صاحب امر ہے اس کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دو) یہ بات سنتے ہی حضرت سرمد کا سر سیڑھیوں پر گر کر لڑکھڑایا۔ اور بدن سے آواز آئی۔ لا الٰہ اِلّا اللہ دوسری طرف سر سے آواز آئی۔ محمد رسول اللہ۔ یہ آوازیں سرمد کے دفن ہونے تک سنائی دیتی رہیں۔

قاضی قوی نے حضرت سرمد کی شہادت کے بعد آپ کے عقیدت کیش ابھی چند کو ستانا شروع کر دیا۔ ابھی چند نے کہا۔ یاد رکھو۔ اگر ہمیں متہم کرو گے۔ تو بچ نہ سکو گے۔ میں شاہ سرمد کا خادم ہوں۔ ان کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا کھاتا پیتا تھا تم لوگوں کو اسلام قبول کرنے پر قتل کرتے ہو۔ اور خود مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہو۔ یاد رکھو۔ اگر سرمد مشرک تھا۔ تو میں مشرک ہوں۔ اور مشرک کسی مشرک کے ساتھ کھانا کھائے تو کیا جرم ہے۔

اکثر اہل طریقت کی رائے میں اگر سرمد مقتول سر کے ساتھ مسجد کی سیڑھیاں گزر جاتا اور صحن مسجد تک پہنچتا تو نظام کائنات درہم برہم ہو جاتا۔ اس نے ایک نگاہ غضب سے ملّا قوی قشری کو دیکھا۔ کہتے ہیں اسی دن سے ملّا قوی اپنے مناصب سے ہٹا دیا گیا۔ سلطنت مغلیہ کا زوال شروع ہو گیا۔ اورنگ زیب کی یہ حالت تھی کہ رات سونے لگتا تو حضرت سرمد ننگی تلوار لئے سرہانے کھڑے نظر آتے اورنگ زیب آپ کے مرشد مقبول کاشانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مگر چوکیدار نے بادشاہ کو اندر جانے سے روک دیا۔ اجازت حاصل کی تو خدمت میں حاضر ہوا۔ بادشاہ اپنی حیرانی کو چھپا نہ سکا۔ حضرت مقبول کاشانی کو کہنے لگا۔

دَرِ درویش را دربان نباید

marfat.com

درویشوں کو دربان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ فرمایا۔

بباید تا سگِ دنیا نیاید

ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ دنیا کا کوئی کتا داخل نہ ہو جائے۔ اورنگ زیب نے ساری صورت حال بیان کی۔ آپ نے فرمایا۔ بادشاہ کے لئے ضروری ہے کہ چند روز دہلی سے باہر چلا جائے تاکہ اردگرد کے مجاذیب حضرت سرمد کی زیارت کریں۔ اور سرمد کی روح کو سکون ملے۔ شاید اس طرح بادشاہ اس غضب سے بچ جائے۔ اورنگ زیب چند دنوں میں اپنا لشکر لے کر دہلی سے باہر چلا گیا بادشاہ کی عدم موجودگی میں آگرہ۔ پانی پت۔ وزیرآباد اور دہلی کے تمام مجاذیب جو قطب ابدال کے مناصب پر فائز تھے۔ حضرت سرمد کے مزار پر حاضری دیتے رہے۔ سرمد کی شہادت کے واقعہ کے بعد بادشاہ اورنگ زیب کو دہلی کے تخت پر سکون نہیں ملا۔ وہ اکثر و بیشتر جنوبی ہندوستان کی شورش کو دبانے میں مصروف پیکار رہا۔ اور مسافرت میں ہی اپنے دشمنوں کی سرکوبی کرتا رہا۔

۴۶

اورنگ زیب کے آخری ایّام اور سلطنت مغلیہ کی جانشینی کے واقعات

اورنگ زیب کا دبدبہ اگرچہ چار دانگ عالم میں مشہور تھا۔ مگر بدقسمتی سے سندھ۔ پنجاب اور بنگال کے اندرونی انتشار نے اسے بڑا مصروف رکھا۔ ان ممالک میں ہر طرف انتشار اور بدنظمی رہی اپنی قوت۔ تسلط۔ ضبط۔ ربط۔ عالی دماغی دینداری۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کے باوجود ملک کے بعض علاقوں میں افراتفری کا دَور دَورہ رہا۔ اور اسے سکون سے بیٹھ کر حکومت کرنا نصیب نہ ہوا۔ وہ عام

marfat.com

طور پر مسافرت میں وقت گزارتا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ معاشرہ اسلامی کو وہ سکون اور تربیت نہ دے سکا جس کی ضرورت تھی۔ اعیان مملکت میں کشیدگی رہی۔ وزراء یکجہتی سے کام نہ کر سکے۔ امراء مربوط نہ رہ سکے۔ حتیٰ کہ اورنگ زیب کی اپنی اولاد وہ تربیت صالح حاصل نہ کر سکی جس کی انہیں اشد ضرورت تھی۔ اعلیٰ طبیعتیں بھی ان صلاحیتوں سے محروم رہیں جو سلطنت کے قیام و انتظام کے لئے ضروری ہوتی ہیں طرح طرح کے فسق و فجور اور بدعات پرورش پانے لگے۔ اورنگ زیب ۱۱۱۸ھ میں فوت ہوا۔ اس کے مرتے ہی اس کے بیٹے جنگ اقتدار میں مصروف ہو گئے شاہزادہ اعظم شاہ کو قتل کر دیا گیا۔ شاہزادہ معظم کو تخت نشین کر دیا گیا۔ شاہزادہ معظم شیعہ ذاکروں میں تربیت پا کر شیعہ مذہب اختیار کر چکا تھا۔ اس نے اعلان کر دیا کہ مساجد میں شیعوں کے طریقہ پر اذاں دی جایا کرے۔ اس پر عام سنی رعایا کے علاوہ خاندان مغلیہ کے تمام شہزادے مخالفت پر اتر آئے۔ اور انہوں نے برملا کہہ دیا کہ بادشاہ کو اذان اور نمازوں میں اس قسم کی ترمیمات کرنے کا کوئی اختیار نہیں اور انہیں ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا حتیٰ کہ بعض صالحین شہر نے اسے قتل کرنے کا بھی مشورہ دے دیا تھا۔

کچھ عرصہ کے بعد تمام بھائیوں میں باہمی آویزش چل نکلی۔ سب سے پہلے جہاندار تخت نشین ہوا۔ شاہزادہ محمد عظیم کے بیٹے فرخ سیر نے سادات حضرات کی مدد سے اپنے چچا پر حملہ کر دیا۔ اور دہلی کے تخت پر براجمان ہو گیا۔ سادات کو اس عہد حکومت میں بڑی سیاسی قوت مل گئی۔ نواب حسن علی خان کے وزیر نواب عبداللہ خان امیر الامرا بن گیا۔ اور تمام اراکین کو معطل و معزول کر دیا۔ بعض لوگ کسی نہ کسی طرح محفوظ رہ گئے۔ ہم نے ایسے حضرات کا تفصیلی طور پر باب اول میں خانوادہ قلندری نعمتی کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔ خان صادق سید شاہ نعمت اللہ دہلوی اور حضرت سید شاہ

marfat.com

شمس الدین پانی پتی کے تصرّف سے محفوظ رہے۔ ہم طوالت بیان کے خوف سے ان تمام حضرات کا ذکر نہیں کرتے جنہیں اس ماحول میں تحفظ ملا تھا

ایک وقت آیا۔ کہ بادشاہ سادات کی بالادستی سے تنگ آگیا اس نے ان سے نجات حاصل کرنے کی تدابیر سوچنا شروع کیں مگر کسی قابل عمل نتیجہ پر نہ پہنچ سکا۔ نواب اسد اللہ خان عالمگیری جو ایک عرصہ سے سیاسیات سے کنارہ کش ہو کر گوشہ عافیت میں پرسکون زندگی گزار رہا تھا سے خفیہ طور پر اس معاملہ میں رائے لی۔ اور بتا دیا۔ کہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہمارے خاندان کے بعض افراد نے آپ پر بڑا ظلم کیا ہے۔ لیکن آپ کے تحمل اور وضع داری کے پیش نظر میں یہ بات دریافت کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آیا مجھے خاندان سادات سے کس قسم کا رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔ نواب اسد خان کے ازرہ نمک خواری تحمل اور پاسداری جواب میں کہا۔ آپ کو خاندانی سادات کی مخالفت نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ ان سے مراعات اور استحسان سے پیش آنا چاہیئے۔

جن دنوں جہاندار شاہ اپنی معشوقہ لال کنور کو لے کر عماری میں سوار آگرہ سے دہلی پہنچا۔ تو امرالامیرا نواب ذوالفقار چاہتے تھے کہ اسے علیحدہ کر کے فوج اور لشکر کا ایک حصہ دے کر امداد دی جائے تاکہ وہ پھر فرخ سیر سے جنگ کر سکے۔ اس نے اس مسئلہ پر اپنے والد بزرگوار سے مشورہ لیا۔ اس نے کہا۔ ان دنوں بادشاہ اور امرائے دہلی کا اقبال رو بزوال ہے اب ہمیں کہیں نہیں جانا چاہیئے چند دن بعد فرخ سیر لشکر لے کر پل باراں آغا مہربان جہانگیری پر آگیا۔ اور نواب اسد خان کو ان کے بیٹے سمیت طلب کیا۔ اور کہا کہ آپ ذوالفقار خان کو یہاں چھوڑ کر چلے جائیں۔ باپ نے با دل نخواستہ یہ بات مان لی۔ مگر اس کے دل میں یہ بات آگئی کہ اب قضائے آسمانی اور بلائے ناگہانی بیٹے کے سر پر آگئی ہے۔

marfat.com

چنانچہ غم زدہ دل اور اشکبار آنکھوں سے وہاں سے چل پڑا۔ اسی دن یا دوسرے دن شمہ کشی کے عذاب میں مبتلا کر کے خان موصوف کو قتل کر دیا گیا۔ قتل کے بعد معزالدین نے بادشاہ کی لاش کو اونٹ پر رکھا۔ اور امیر الامراء کی لاش کو اونٹ کی دم سے باندھ کر سارے شہر میں گھسیٹا۔ نواب اسد اللہ خان کی جاگیریں اور مناصب ضبط کر دیئے گئے۔ نواب ابراہیم کا اصل نام خان اسماعیل تھا۔ ایک شاعر نے اس واقعہ کی تاریخ ان اشعار میں کہی ہے۔

ہاتف شام غریباں با دو چشم خون فشان
گفت ابراہیم اسماعیل را قربان نمود

چند دن بعد سادات نے شاہزادہ فرخ سیر کو ایک آہنی پنجرے میں بند کر دیا۔ دن کو پل سلیم گڑھ میں لا رکھتے اور رات قید خانہ میں بند کر دیتے تھے اس وقت اس نے ایک طبع زاد رباعی کہہ کر نواب اسد اللہ خان کے پاس بھیجی۔

خو کردہ آبست آتش ندہند — لب تشنہ سرابست شرابش ندہند
ہر کس کہ ز احوالِ دل ما پرسد — آبے بلب آرند و جوابش ندہند

نواب نے جواب میں لکھا۔ جو تیر ایک بار کمان سے نکل جائے واپس نہیں آتا دو ماہ اسی حالت میں رکھ کر قتل کر دیا گیا۔ اب سادات کا معمول تھا۔ جسے چاہتے قید سے باہر لاتے اور تخت شاہی پر بٹھا دیتے۔

۴۷

محمد شاہ رنگیلا اور سید امیر کلال کی پیش گوئی

محمد شاہ رنگیلا سلاطین مغلیہ میں سے تھا۔ تخت نشینی کی کشمکش میں اسے

marfat.com

سادات نے ہی تخت نشین کرایا تھا۔

روشن اختر بود اکنوں ماہ شد
یوسف از زنداں برآمد شاہ شد

مگر سادات کی سیاسی تباہی بھی اسی بادشاہ کے ہاتھوں ہوئی۔ اس نے ۱۱۵۰ھ تک بڑی شان سے حکومت کی۔ وہ عیش و طرب کا متوالا تھا۔ اس کی عیش پسندی کی مثال تمام مغلیہ خاندان میں نہیں ملتی۔ اس کے دربار میں ہر قسم کے اہل فن اور اہل کمال جمع تھے۔ ہر ایک کی قدر دانی کرتا تھا۔ مگر اسے عیش و عشرت نے اتنا دیوانہ بنا دیا تھا کہ امورِ سلطنت خراب ہوتے گئے۔ رعایا کا تحفظ نہ رہا۔ آخر کار نادر شاہ نے دہلی پہ حملہ کر کے اس کی سلطنت کا تختہ الٹ دیا۔ حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ عنہ نے امیر تیمور کو چار سو سالہ بادشاہت کی جو بشارت دی تھی وہ محمد شاہ کے زوال کے ساتھ پوری ہوگئی۔ اب مغلیہ خاندان کی سلطنت برائے نام رہ گئی تھی۔ محمد شاہ کی خوش قسمتی ہے کہ مرنے کے بعد اسے حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی اولیاء اللہ کے مزار کے قدموں میں جگہ نصیب ہوئی۔ اس کی یہ بھی خوش قسمتی ہے کہ اسے حضرت خواجہ امیر خسروؒ کے پہلو میں آرام گاہ ملی۔ اس لحاظ سے محمد شاہ کتنا خوش نصیب ہے کہ اس کی قبر حضرت خواجہ محبوب الٰہی اور حضرت امیر خسرو رحمہما اللہ کے مزارات کے درمیان بنائی گئی۔ اللہ کی رحمتیں اور انوار جو ان دو بزرگان دین کے مزارات پہ نازل ہوتے ہیں تو اسے بھی ان انوار سے کچھ حصہ ملتا ہے۔ اس خوش قسمتی سے کوئی سیاہ باطن ہی انکار کر سکتا ہے۔

۴۸

سیّد شاہ راجو رحمۃ اللہ علیہ

سیّد شاہ راجو سادات مارہرہ کے ایک جلیل القدر بزرگ تھے۔ اور حضرت شاہ

marfat.com

ابوالبرکات مارہروی کے مرید خاص تھے۔ آپ نے عبادات اور ریاضات میں بڑی محنت شاقہ سے کام لیا تھا۔ اور اپنے مرشد گرامی کے حکم سے ہی شادی کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو جڑواں بیٹے عطا کئے تھے۔ یہ بچے ابھی چھ ماہ کے ہوئے تھے کہ ان کے مونہوں سے آیات قرآنی اور کلمات توحید و تمجید سنے جاتے تھے۔ جب یہ چار سال کی عمر کو پہنچے۔ تو صبح شام کے اوقات بستر پر آرام نہیں کیا کرتے تھے۔ اچانک غائب ہو جاتے۔ اور تھوڑے سے وقت کے بعد واپس آجاتے۔ اگر پوچھا جاتا تو خاموش رہتے تھے شاہ راجو نے ان بچوں کے واقعہ کو اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے مراقبہ فرما کر بتایا کہ یہ دونوں بچے حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو وضو کرانے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ مگر یہ بچے زیادہ عرصہ تک زندہ نہیں رہ سکیں گے۔ سید راجو نے اس بات کو اپنے بیٹوں کے سامنے بیان کیا تو دونوں نے مسکرا کر اپنے والد کو دیکھا کیونکہ سید راجو سادات بارہ کی مجالس میں رہ کر شعیت کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ اس نے اپنے بیٹوں سے دریافت کیا۔ کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما وضو کس طریقہ پر کرتے ہیں۔ اور نماز کس طرح پڑھتے ہیں۔ بتایا کہ وہ وضو اور نماز تو اہل سنت کے طریقہ پر ادا کرتے ہیں البتہ رفع یدین فرماتے ہیں۔ یہ بچے پانچ سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔ شاہ راجو نے حضرات حسنین کو خواب میں دیکھا۔ تو ان کے دونوں بچے آپ حضرات کی خدمت میں موجود تھے۔

ایک دن نواب حسن علی خان نے دہلی میں ایک بہت بڑی دعوت کی جس میں شہر کے تمام فقرا اور ارد گرد کے درویشوں کو مدعو کیا۔ سید راجو بھی وہاں موجود تھے کھانا کھانے کے بعد حسن علی خان نے سوال کیا مگر حضرت سید راجو نے مبہم سا جواب دیا۔ مگر نواب حسن علی نے سید راجو کو زور دے کر پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا دل میں تو بادشاہ کے قتل کا ارادہ لئے بیٹھے ہو۔ اور ہم سے سوال پوچھتے ہو۔ اس کام

marfat.com

سے توبہ کر لو۔ اللہ تعالےٰ اپنے بندے کی حفاظت کرے گا۔ میں اس وقت صحیح جواب دوں گا۔ نواب حسن علی نے نہایت غصے میں کہا۔ آج رات میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ سے بات کروں گا۔ رات کو سید راجو نے خواب میں دیکھا۔ کہ دونوں بھائی حسن علی خان اور عبداللہ خان جو اس وقت امیر الامراء تھا۔ اور وزارت کے عہدے پر فائز تھا۔ حضرت حسین سید الشہدا رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضر ہیں۔ حضرت امام حسین نے دونوں کو مخاطب کر کے فرمایا:۔ مَبلَغ وَعدَکَ وغلبّ عَدَّدکَ، علی الصباح سید راجو نے اس واقع کو عام کر دیا۔ اس دن سے سادات کی سیاسی قوت ٹوٹنا شروع ہو گئی اور خاندان سادات کو زوال آ گیا۔

۴۹

خاندان سادات کا زوال

محمد شاہ بادشاہ تخت نشین ہوا۔ تو اس نے اندرون خانہ امراء سلطنت اور رعیان مملکت کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور نہایت ہوشیاری سے سادات کے سرکردہ امراء کو دور دراز مقامات پر تعین کر کے ان کی طاقت کو بکھیر دیا۔ اور کچھ عرصہ بعد ان کی سیاسی قوت کو پارہ پارہ کر دیا۔ وہ پھر کبھی نہ اُٹھ سکے۔

۵۰

نواب حسن علی خان اور حیدر علی خان

میر حیدر علی کاشغری نے نواب محمد امین خان کی طرف سے یہ ذمہ لیا کہ وہ

marfat.com

نواب سید حسن علی خان کو قتل کرے گا۔ ایک دن امیر الامراء کی سواری دربار شاہی سے واپس آرہی تھی اور سات سو تیغ بردار سادات نوجوان پالکی کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ حیدر علی کاشغری نے راستہ میں کھڑے ہو کر آہ و فغاں شروع کردی۔ اس وقت اس کے دامن کے نیچے ایک خنجر تھا۔ وہ ایک درخواست پکڑے فریاد کر رہا تھا۔ نواب محمد امین خان نے مجھے تباہ کر دیا۔ میں فریاد دے کر آیا ہوں۔ امیر الامراء تو ہمیشہ پہلے وزراء کی بدنامی کی تجسس میں رہا کرتا تھا۔ اسے قریب لانے کا حکم دیا۔ حیدر علی کو قریب آنے کی اجازت ملی تو وہ پیش ہوا۔ اس کے ہاتھ سے عرضی لے کر امیر الامراء پڑھنے لگا۔ خان حیدر علی نے موقعہ غنیمت جان کر خنجر کے ایک وار سے امیر الامراء کا کام تمام کر دیا۔ اس صورت حال کو دیکھ کر لوگوں نے حیدر علی کاشغری کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ محمد امین خان امیر الامراء نواب حسن علی خان بہادر کی نعش اٹھا کر دہلی لے آیا۔ اور اسے مغل پورہ کے قریب دفنا دیا گیا اسے محمد شاہی امراء میں غازی کا خطاب دیا گیا۔ بہت بڑا مقبرہ تعمیر کیا گیا اس کی اولاد کو بڑے اعزاز دیئے گئے۔ عبداللہ خان کو گرفتار کر لیا گیا اور وہ قید خانے میں ہی جان بحق ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

marfat.com

باب سوم

خواجگان چشت اور خلفا سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے اسمائے گرامی

۱

خلفائے حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہم

ان خلفاء میں سے ایک کا اسم گرامی ہند الولی تھا۔ ان کے مناقب و مناصب دفاتر مناقب میں نہیں سما سکتے۔ ان خلفاء میں سے ایک شیخ سعدی لنگوچی ہیں جو آزاد طبع بزرگ تھے۔ اور زہد و تقویٰ میں شب و روز مشغول رہا کرتے تھے۔ آپ ہندوستان میں آئے تو نارنول قصبہ کو مسکن بنالیا۔ اور ساری عمر وہاں ہی گزار دی۔ آپ کی قبر مبارک نارنول کے ایک علاقہ میں چار دیواری میں موجود ہے۔

ان خلفاء میں سے ایک خواجہ محمد ترک نارنولی قدس سرہٗ تھے۔ آپ کو پیر ترکمان کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ آپ کا مزار شہر کے قریب ہی بڑی شاندار عمارت میں موجود ہے جس پر ایک بلند گنبد اور ساتھ ہی مجلس گاہ اور مسافر خانے بنائے گئے ہیں۔ آپ کو عید کے دن شہید کر دیا گیا تھا۔ مخدوم چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو وہ حضرت محمد ترک نارنولی کے مزار پر حاضری دیا کرے۔

marfat.com

شیخ الاسلام نجم الدین صغریٰ بھی حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے خلفا میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کو حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ سے حسد تھا۔ آپ نے حضرت شیخ کے خلاف ایک جھوٹا محضر نامہ دربار شاہی میں پیش کر کے انہیں رسوا کرنے کی کوشش کی۔ مگر خود بدنام ہوئے اپنے پیرومرشد ہند الولی کو لکھا۔ کہ آپ نے ہمارے دہلی شہر میں ایسے مرید کو بھیجا ہے۔ جس نے ہماری شہرت اور ولائیت کو ختم کر دیا ہے۔ اور ہماری شیخ الاسلامی کو بھی کوئی نہیں پوچھتا۔ شیخ جلال الدین یہ بات سنتے ہی دہلی سے بنگال چلے گئے۔ بنگال میں آپ ایک دن اپنے مریدوں کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ تمام احباب کو فرمایا۔ اٹھو! شیخ الاسلام دہلی نجم الدین صغریٰ کی نماز جنازہ پڑھیں۔ اس نے ہمیں دہلی سے نکالا تھا۔ ہمارے شیخ و مرشد نے اسے جہان سے نکال دیا ہے۔ حاضرین نے شیخ جلال الدین کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی چند دنوں بعد خبر ملی کہ واقعی شیخ الاسلام اسی دن دہلی میں انتقال کر گئے ہیں۔

اُن کی قبر مولانا برہان الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب ایک بلند چبوترے پر مشرق کی طرف حوض شمسی کے کنارے پر ہے۔ آپ کی قبر کے سامنے آپ کے بڑے بھائی جسے نجم الدین کبریٰ کہا کرتے تھے کا مزار ہے۔ یہ نجم الدین کبریٰ وہ نہیں ہیں۔ جو خوارزم میں تاتاریوں کے ہاتھوں شہید ہوئے تھے۔

مؤرخین اور تذکرہ نگار حضرات اس حقیقت سے واقف ہیں کہ التمش دَور میں شیخ جلال الدین کے انکار کے بعد کئی شیخ الاسلام بنے۔ مگر صحیح طور پر انہیں وہ مقام نصیب نہ ہو سکا۔ جو اسلامی سلطنت میں شیخ الاسلام کو ہوا کرتا ہے۔ ان میں ایک شیخ عبدالعزیز بسطامی تھے۔ جن کی قبر حضرت قطب الادنیٰ کے سرہانے کی طرف ہے۔ ایک شیخ جمال الدین بسطامی تھے۔ جن کے گھر حضرت قطب الاقطاب اکثر تشریف لایا کرتے تھے۔ اور بڑے اتحاد و یگانگت کے ساتھ مجالس برپا ہوتیں۔

marfat.com

ایک سید نورالدین مبارک غزنوی تھے۔ جن کا مقبرہ حوض شمسی کے مشرق میں واقعہ ہے۔ سید جلال الدین جو سید محمد خوبرد کے چھوٹے بھائی تھے۔ سید قطب الدین انہی کے برادر زادہ تھے حضرت شیخ نظام الدین ابوالموید سید غزنوی کے حقیقی خواہر زادہ تھے آپ اپنے دادا حضرت شمس العارفین شیخ عبدالواحد کے مرید تھے۔ حضرت قطب الاقطاب دہلی میں تشریف لائے تو آپ انہیں ملنے کے لئے خود تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ نظام کی قبر قدیم مسجد کے عقب میں ایک ٹیلے پر واقعہ ہے حضرت شیخ کی والدہ بی بی سائرہ کی قبر حضرت فخر العصر اور شیخ جمال کوتوی کے مزارات کے ساتھ مسجد کی جنوبی دیوار کے ساتھ ہے۔

سید نورالدین قدس سرہٗ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ کے اصحاب خاص میں سے تھے۔ اور آپ کو شیخ اجل شیرازی غزنوی سے فیض ملا تھا۔ شیخ نجم الدین صغریٰ اور شیخ جلال الدین تبریزی قدس سرہما دونوں شیخ المشائخ ابوسعید بدرالدین تبریزی کے مرید تھے۔ ان کی وفات کے بعد دونوں شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آخرین عمر میں آپ بنگال میں تھے اور وہیں فوت ہوئے اور آسودۂ خاک ہوئے۔

حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بھی آغاز عمر میں شیخ جلال سے فیض یاب ہوئے تھے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید ابوالحسن غزنوی بھی تھے۔ آپ کے پاس ایک ابر رفتار گھوڑا تھا۔ بڑا خوبصورت گھوڑا تھا۔ آپ نے یہ گھوڑا قاضی ابوالقاسم و قاضی ابوالفتح اور قاضی ابوالمعالی جو التمش کے ہم نشین تھے اور قطب الاقطاب کے قریبی جلیس تھے۔ دے دیا تھا حضرت خواجہ کے کلام کی برکات سے ہزاروں گھوڑے صحت یاب ہو جاتے تھے۔ مولانا محمد معین نے اپنے ذخیرہ میں یہ حکایت بڑی تحقیق سے لکھی ہے۔ اور اس کے راوی مولانا سدید الدین

marfat.com

ادنی نواستائی ہیں۔

۲

خلفائے ہند الولی

ان خلفائے میں سے ایک تو قطب الاقطاب دہلوی تھے۔ دوسرے سلطان التارکین حمید الدین صوفی تھے۔ آپ خانوادہ سعیدی سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ مشہور صاحب تصانیف تھے۔ تجرید اور تفرید میں بے مثل تھے۔ آپ کی قبر ناگور کے نواح میں واقع ہے۔ آپ کے بیٹے شیخ عبد العزیز قدس سرہٗ تھے۔ جن کے مشہور بیٹوں میں سے شیخ وحید۔ شیخ فرید اور شیخ نجیب رحمۃ اللہ علیہم بڑے مشہور ہوئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک صاحب رشد بزرگ تھا۔ اور تمام کے لقب چاک پراں تھا۔ آپ نے اپنے دادا کے ملفوظات سرور الصدور کو ترتیب دیا تھا۔ آپ کے مرشد ضیا نخشی بدایونی تھے۔ جو بہت کتابوں کے مصنف ہوئے ہیں جن میں سلک السلوک بڑی مشہور ہے۔ آپ کی قبر لاد وسری میں ہے۔ جو دہلی کے قدیم محلات میں ہے۔ یہ مقام حضرت چراغ دہلی کے مزار کو جاتے ہوئے راستے میں آتا ہے۔ آپ کا سنگ خراس جسے آپ حالت شکر میں گلے میں ڈال لیتے تھے۔ اسی جگہ گر گیا تھا۔ آپ کے بیٹے شیخ عزیز الدین عبد العزیز تھے۔ ان کے بیٹے شیخ سعید الدین کبیر تھے۔ ان کے صاحب نعمت مخدوم خواجہ حسین ناگوری تھے۔ آپ کی روحانی تعلیمات نے گجرات کے علاقہ میں بڑی شہرت پائی تھی۔ ہزاروں لوگ آپ کے دست حق پرست پر تائب ہوئے تھے۔ آپ کا خاندانی شجرہ آج تک جاری ہے۔ ہماری نگاہ سے وہ شجرہ گزرا ہے جو شیخ سعید الدین کبیر سے لے کر شاہ نور قادری گجراتی تک ہے۔ شیخ ممدوح

marfat.com

مخدوم ملک محمد ان سے سید یعقوب چشتی ان سے ان کے بیٹے سید عبدالوہاب چشتی ان سے ان کے بیٹے سید غیاث الدین چشتی ان سے ان کے بیٹے عبدالجلیل عرف سید غریب ان سے شاہ نور محمد کا سلسلہ ملتا ہے۔ ان حضرات سادات نور نہر والی کے دوسرے افراد نے حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا وہ اس طریقہ سے ہے۔ حضرت خواجہ محبوب الٰہی سے سید حسین بن عمر خنگ سوار نہر والی ان سے سلطان العشاق نہر والی ان سے سید یعقوب کبیر نہر والی ان سے سید کبیر عرف شادی ہنر والی ان سے محمود عرف اخوان میران سے سید یعقوب چشتی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے فیض پایا تھا۔

اسی خاندان کی ایک شاخ شیخ فخرالدین سروری سے ہے جو حضرت ہندالولی کے بڑے بیٹے تھے۔ ان کا مزار اجمیر شریف سے اٹھارہ کوس کے فاصلے پر ہے۔ ان میں سے ایک شیخ ابدال حسام الدین تھے۔ آپ حضرت خواجہ معین الدین کے چھوٹے فرزند تھے۔ آپ کے یہ دونوں بیٹے صاحب اولاد ہوئے تھے۔ آپ کے تیسرے فرزند شیخ ابوسعید تھے۔ آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے صاحب اولاد کیا تھا۔ آپ کی اولاد سے سلسلہ چشتیہ کی برکات پھیلیں اور فیضان عام ہوا۔ شیخ ابوسعید کے ایک خلیفہ شیخ اوحدالدین کرمانی نے بڑی شہرت حاصل کی۔ آپ خانوادہ کرمانیاں کے سربراہ تھے اسی طرح ایک خلیفہ شیخ عبداللہ بیابانی المعروف اجی پال جوگی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوامی زندگی دی تھی۔ آپ حضرت خواجہ کے آستان پر آنے والے کی استعانت فرمایا کرتے تھے۔ پھر آپ کے خلفا میں سے قاضی حمیدالدین ناگوری قدس سرہ بڑے بلند پایہ ولی تھے اگرچہ آپ حضرت شیخ الشیوخ خواجہ شہاب الدین سہروردی سے بیعت تھے۔ تاہم آپ کو حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے شیخ محمود موین ددزکی وساطت سے بے پناہ فیضان

marfat.com

ملا اور اجازت وخلافت حاصل ہوئی۔ آپ کا مزار قطب الاقطاب کے آستانہ سے جنوب کی طرف ہے وہاں ہی شیخ عین الدین قصاب کا بھی مزار ہے آستان عالیہ سے ایک میل دور بی بی نور کے علاقہ میں بزرگان چشت کے مزار ہیں۔ شیخ شاہی موتاب نساج شیخ بدرالدین موتاب بھی سلسلہ چشتیہ کے فیض یافتہ ہیں یہ دونوں بھائی تھے اور بدایون میں آسودۂ خاک ہیں۔ اسی شجرہ میں شیخ ناصح الدین جو قاضی کے بیٹے تھے اور ان کی پسری اور دختری اولاد کا تذکرہ آتا ہے۔ ان میں سے ایک بزرگ شید وجیہ الدین مشہدی ہیں۔ آپ کی ایک بیٹی حضرت خواجہ معین الدین ہندالولی کے نکاح میں آئی تھیں۔ اس بی بی کے علاوہ آپ کی ایک اور زوجہ محترمہ بی بی عصمت تھیں جو ہندوستان کے ایک راجہ کی بیٹی تھیں۔ ان سے آپ کی بیٹی بی بی حافظ جمال پیدا ہوئیں تھیں۔

آپ کے خلفا میں سے خواجہ علی سنجری کا اسم گرامی بہت معروف ہے۔ آپ کی خانقاہ میں حضرت قطب الاقطاب نے دوران سماع جان دی تھی۔ آپ کا مزار حضرت قطب الاقطاب کے آستانہ سے باہر چاہ رانی والا میں واقعہ ہے۔ یہاں ہی محمد قلیچ خان اکبری کا روضہ ہے۔ اسی مقام پر حوض جل کارہ ہے جہاں حضرت خواجہ اجمیری کو غسل دیا گیا تھا حضرت خواجہ کے ایک کاتب شیخ حسن دانا قاضی زادہ کا مزار شیخ نظام الدین ابی المؤید کے پہلو میں ہے۔

اسی طرح آپ کے خلفا میں حسن خیاط تھے۔ آپ کا مزار حضور کے حجرے کے دائیں ہاتھ کے اس راستہ پر ہے جو قطب الاقطاب کی دوازدہ[۱۲] مجالس کی طرف جاتا ہے۔ شمالی دروازہ کے وسط میں آرام فرمائیں۔ آپ حضرت خواجہ کا پیراہن سیا کرتے تھے ان میں سے ایک برہان الدین اور دوسرے شیخ احمد تھے۔ پھر شیخ محسن اور شیخ سلیمان غازی اور شیخ شمس الدین تھے۔ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ کا سجادہ

marfat.com

قائم ہے اور آپ کا فیض ابھی تک جاری ہے جونپور کے اس خانوادہ سے حضرت شاہ خضر کے بہت سے روحانی خاندان پیدا ہوئے۔ خانوادہ اودھ جن کے سرگروہ حضرت شیخ محمود قلندر لکھنوی قدس سرہٗ تھے۔ آپ سے ہی فیض یافتہ تھے۔

۳

خلفائے حضرت قطب الاقطاب دہلوی

خلیفہ خاص اوّل حضرت وحید العصر فرید دہر خواجہ فریدالحق مسعود گنج شکر اجودھنی تھے۔

کان نمک و گنج شکر شیخ فرید
کز گنج شکر کان نمک گرد پدید
در کان نمک کرد نظر گشت شکر
شیریں تر ازیں کرامتے کس نہ دید

دوسرے خلیفہ مولانا بدرالدین غزنوی تھے۔ ان کا مزار آپ کے پائین میں ہے۔ ان کے خلیفہ امام الدین ابدالی تھے۔ جو ان کے قدموں میں آسودۂ خاک ہیں ان کے خلیفہ عاشق عاشقاں حضرت شیخ شہاب الدین تھے جن کا مزار قصر سفید راجہ پتھورا کی شمالی دیوار کے ساتھ عیدگاہ میں واقع ہے۔ ان کے ایک خلیفہ حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی ہیں۔ ان کے خلیفہ حضرت شاہ محمد شریف ناولی جو خانوادہ قلندری شریفی ناولی کے موسس تھے۔ شاہ محمد شریف ناولی کے چند خلفاء نامور ہوئے شیخ محمد جھجھانوی شاہ نور محمد ناولی حافظ علی اکبر ناولی صوفی صفی ناولوی شاہ محمد باقر بدولی آپ کے ہی خلفاء تھے۔ شیخ محمد جھجھانوی کے چند خلفاء تھے جن میں

marfat.com

شاہ غلام محمد جھنجھانوی (آپ کے خواہرزادہ بھی تھے) ان کے خلیفہ حافظ محمد سمیع۔ شاہ غلام بو علی (نبیرہ شاہ محمد شریف سجادہ نشین آستانہ نیاول)، شاہ محمد شاکر (نبتی (جنہیں حضرت شاہ شرف کی حضوری بھی حاصل تھی)، شاہ گوہر گھیری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین تھے آخرالذکر چند سال پہلے تک زندہ تھے۔ ایک شاہ محمد زمان پانی پتی تھے (جنہیں شاہ شرف کی حضوری نصیب تھی)، جو ستر سال کی عمر سے اسی سال تک اپنے پیرو مرشد کے آستانہ عالیہ کے حجرے میں معتکف رہے۔ آپ نے ستر سال گوشت نہیں کھایا تھا۔ دنیا دار اور صلحاء کی ایک عظیم اکثریت آپ سے فیضیاب ہوئی تھی۔

شاہ غلام علی انبہ آبادی نے دس سال میں آپ سے اس قدر روحانیت کے منازل طے کئے کہ کئی سالہ محنت کے باوجود کسی دوسری جگہ سے طے نہ ہو سکے تھے۔ آپ وقت کے کاملین میں سے تھے اور اعمال صحیح شرعیہ ان کے ساتھ منسوب ہوئے۔ جنوبی ممالک کے امراء آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ شاہ عبدالہٰی جو شاہ محمد شریف کے نبیرہ کلاں تھے۔ آپ کے خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ بڑے صاحب زہد و تقویٰ بزرگ تھے حافظ اکرام علی نے آپ سے فیضاں پایا اراد ت و اجازت بھی حاصل کی شاہ بو علی ناروی کے سجادہ نشین تھے۔ شاہ عبدالہٰی کے فرزند رشید تھے۔ اسی طرح شاہ نور محمد۔ صوفی صیفی اور حافظ علی اکبر سے فیض و برکات جاری ہوئیں۔ حضرت شاہ شرف الدین گنگوہی انہیں حضرات چشتیہ کے فیض یابوں میں سے تھے۔ آپ بڑے عالی طبع بزرگ تھے اور عاشق مزاج تھے۔ آپ نے پہلے بہت سے عالی منزلت درویشوں سے فیض پایا تھا۔

شاہ نذر محمد۔ گامی شاہ۔ منیر شاہ۔ شاہ دیدار بخش اور شاہ عبدالرحمان نے تو اپنی عمریں دربار عالیہ اجمیریہ کی جاروب کشی اور خدمت میں صرف کر دیں تھیں۔ شاہ نذر محمد مرشد شہیر شاہ غلام علی نے کئی کرامتیں دیکھیں اور ریاضتیں حاصل کیں

marfat.com

مردان شاہ جیسے لوگ جن کے دروازے پر شاہ و گدا یکساں حاضری دیتے تھے۔آپ سے ہی فیض یافتہ تھے۔ابھی پانچ سال ہی ہوئے ہیں کہ آپ اس دنیا سے دارالبقا کو روانہ ہوئے بقول بزرگے اگرچہ ان کے حالات تفصیلاً جمع نہیں ہو سکے۔مگر ان کی کرامات اور کمالات کی شہرت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔شاہ غلام علی کو سو سال کی زاید عمر میں کرنال کے قصبہ نور ہنج کرو ہی میں نے خود دیکھا ہے۔

شاہ محمد باقر بدولی۔سید شاہ میر جہانوی اور ان سے قاضی غلام غوث پانی پتی اور ان سے حاجی کریم اللہ پانی پتی۔حاجی ولی محمد کاشمیری نے سلسلہ چشتیہ میں اپنا مقام پایا تھا۔حاجی شاہ ولی محمد صلحائے روزگار اور عارفان نامدار میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کو اوائل عمر میں حضور نبی کریم سے بشارت نصیب ہوئی تھی اور آپ کو خواب میں اپنے پیر و مرشد کی شکل دکھا دی گئی تھی۔آپ سات سال تک اسی صورت کی تلاش میں پھرتے رہے اور کئی شہر اور ممالک کا سفر کیا۔آخر ایک دن پانی پت کے محلات کے راستہ سے گزر رہے تھے۔کہ قاضی غلام غوث کے قدموں کی خاک کو سرمہ چشم بنا لیا۔آپ تیس سال سے زائد عرصہ پانی پت میں عوام و خواص کی حاجت روائی میں مصروف رہے۔بڑے سوز و گداز کے مالک تھے۔مجرد اور مفرد بزرگ تھے اصحاب وجد و حال میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کی نگاہ خاص حالت میں جس پر پڑتی تھی اسے اپنے جیسا بنا دیتے۔لباس درویشانہ صورت نورانی سیرت پاکیزہ کے مالک تھے۔آپ حضرت شاہ شرف کی خدمت میں مشرف ہوئے۔اکثر فرمایا کرتے تھے۔کہ حضرت شاہ شرف رحمۃ اللہ علیہ نے حکم کیا ہے کہ مجھے اپنی ہمسائیگی میں جگہ دیں گے۔ابھی چند سال ہی ہوتے ہیں کہ وہ اس دنیا سے انتقال فرما گئے ہیں۔آپ کو شاہ شرف اور شاہ فاضل کے مزارات کے دالان میں دفن کیا گیا۔

marfat.com

آپ کے خلفا میں سے ایک حضرت سید شاہ خضر رومی رحمن کا ذکر خاندان قلندری چشتی خضری میں گزر راہے ہے تھے۔ جن کی وجہ سے یورپی ممالک میں فیضان چشتیہ عام ہوا تھا۔ آپ جونپور میں قیام فرما ہوئے۔ آپ کی مجالس سے بڑے نامور بزرگوں نے استفادہ کیا۔ ان میں سید نجم الدین غوث الدہر محی النور قلندر ہجری بن سید نظام الدین غزنوی۔ شاہ قطب الدین بینا دل۔ شاہ محمد۔ شاہ عبدالسلام عرف شاہ علی جونپوری۔ شاہ عبدالقدوس جونپوری اور دیگر مشاہیر وقت کے اسمائے گرامی خان باز لاہرپوری کا خاندان۔ حضرت شاہ مجتبیٰ قلندر لاہرپوری کا خاندان۔ کنتور کا خاندان۔ کاکوری کا خاندان یہ تمام خاندان اور سلاسل فیضان چشتت اہل بہشت سے مالا مال تھے۔ ہم اس خاندان کے حالات شاہ عبدالسلام جونپوری اور حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی صابری چشتی اور خانوادۂ مجددی کے ضمن میں لکھ آئے ہیں۔

۴

خانوادۂ شاہ عبدالرحمان جانباز و شاہ محی قلندر لاہرپوری

امیر عبداللہ ابو سلیمان بن متخذ نور اللہ مرقدہم خلفائے عباسیہ کی اولاد میں سے تھے۔ تجدید اسباب اور آرائش دنیا سے بالکل علیحدہ ہو گئے تھے اور درویشوں کی صحبت میں بیٹھا کرتے تھے۔ آپ کے بیٹے مولانا شاہ محمد سلیمان بارہ سال کی عمر میں علوم مروجہ اور دینیہ سے فارغ ہو گئے تھے۔ پھر حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے حضرت کو سلطان التارکین کا خطاب دیا پھر کچھ عرصہ اپنے برادر زادہ مولانا صدرالدین کے ساتھ دہلی آ گئے۔ سلطان التمش نے آپ کو بڑے اعزاز و اکرام سے نوازا آپ نے دہلی میں رشد و ہدایت کا مرکز قائم

marfat.com

کیا۔ سلطان التمش نے آپکی خانقاہ کے اخراجات کے لئے اسی ہزار روپیہ سالانہ کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ آپ نے حضرت قطب الاقطاب اور شیخ جلال الدین تبریزی رحمہا اللہ جو آپ سے ملاقات کو تشریف لائے تھے۔ اس وظیفہ اور سلطان کی توجہ کے بارے میں مشورہ طلب کیا۔ حضرت قطب الاقطاب نے مراقبہ فرمانے کے بعد فرمایا آپ کی قیامگاہ کنتور ہو گی۔ آپ ۶۶۵ھ میں فوت ہو گئے۔ آپ کو حجرۂ عبادت گاہ میں دفن کر دیا گیا مولانا صدر الدین آپ کے قائم مقام بنے۔ آپ نے چھوٹے بیٹے ظہیر الدین اور مولانا محمد سلیمان کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی۔ تعلیم کے مکمل ہونے کے بعد انہیں خاندانی خلافت عطا فرما کر معزز و مشرف فرما دیا۔ مولانا صدر الدین بہتر سال تک زندہ رہے تھے اور آپ کے بیٹے ہی آپ کے سجادہ نشین بن گئے۔ مولانا خیر الدین بڑے زاہد اور متقی تھے۔ وہ صاحب عرفان تھے۔ آپ ستر سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے خلف الصدق مولانا ظہیر الدین ثانی ایک سو چالیس سال تک سجادۂ مشائخیت پر فائز رہے آپ فقہی طور پر حضرت امام شافعی کے مقلد تھے دہلی کے علماء کرام سے سلطان محمد شاہ تغلق کے دربار میں حضرت مخدوم چراغ دہلوی کی صدارت میں مناظرہ کیا۔ بادشاہ کی موجودگی میں بعض مجالس میں بڑی بڑی طویل ابحاث بھی ہوئی تھیں۔ بادشاہ نے آپ کو چند دیہات کی جاگیر پیش کی مگر آپ نے قبول نہ فرمائی۔ البتہ درویشوں کی ضیافت کرنے کے لئے بیس ہزار روپیہ کی پیش کش کو قبول فرمالیا تھا۔ آپ دہلی واپس آگئے۔ اور اس طرح ۸۰۳ھ میں فوت ہوئے۔

شاہ نصیر الدین محمد عطاء اللہ قدس سرہٗ نے اپنے خلف الرشید کو جو حضرت شیخ حسام الدین فتح پوری کے داماد تھے۔ اپنی خلافت دی۔ اور وصیت فرمائی کہ اگر ہمارے بعد اس علاقہ میں قحط پڑے تو یہاں سے اٹھ کر فتح پور سیکری میں مقیم ہونا۔ آپ ۸۴۵ھ میں پیدا ہوئے۔ مگر اپنے والد کی وفات کے وقت آپ کی عمر پچیس برس تھی۔ جن دنوں

marfat.com

قحط پڑا تو آپ نے اپنی بیٹی بی بی پیاری اور داماد شاہ محمد عطا کو فتح پور طلب فرما لیا حضرت مخدوم کا دستر خوان قحط کے دنوں میں زیادہ وسیع ہو گیا تھا۔ کئی ہزار اشخاص ہر روز کھانا کھاتے۔ شاہ محمد عطا پینسٹھ سال کی عمر میں انتقال کر گئے اور آپ کو وہاں ہی دفن کیا گیا۔ حضرت مخدوم کے گنبد کے باہر دائیں ہاتھ آپ کا مزار بنا۔ آپ کو اپنے خاندان کے علاوہ حضرت مخدوم سے بھی اجازت اور خلافت ملی تھی۔

آپ کی ولادت ۸۹۶ھ میں ہوئی۔ والد کی وفات کے وقت آپ کی عمر تیس سال تھی۔ وہاں سے سفر اختیار کر کے حرم مکرم میں پہنچے اور وہاں سات سال تک قیام پذیر رہے شاہ مجتبیٰ اپنی کتاب تحفۃ العارفین میں لکھتے ہیں کہ آپ کو خواب میں حکم دیا گیا کہ شادی کریں تاکہ ایک ایسا فرزند ہو۔ جو اپنے وقت کا قطب ہو۔ آپ حرمین الشریفین سے روانہ ہو کر بغداد شریف پہنچے اور وہاں سے فتح پور سیکری آئے آپ کچھ عرصہ راستے میں ابو حنیفہ ثانی فخر زمانی شیخ اعظم عثمانی کرمانی جنہیں آپ سے بڑی الفت اور دوستی تھی۔ کے پاس قیام کیا اس کے بعد آپ لکھنو آئے۔ کئی ہزار افراد نے آپ سے بیعت کی۔ بایں ہمہ بعض حضرات کو آپ کی شہرت سے بڑا حسد پیدا ہوا۔ ان لوگوں کی خواہش پہ شیخ سعد خیر آبادی نے اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں التماس کی۔ کہ آپ شیخ علاء الدین کو سمجھائیں کیونکہ یہ علاقہ ہماری ولائیت کا ہے۔ کسی دوسرے ولی اللہ کو اس شہر میں رہنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ اسی رات شاہ محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے خواب میں حکم دیا۔ کہ شاہ مینا صاحب ولایت یہاں رہیں گے۔ تم ان کی خدمت میں حاضر رہو۔ صبح اس بات پر عمل شروع ہو گیا۔ شاہ مینا نے کہا۔ یاد رکھیں حضرت شاہ سلیمان آپ سے خوش ہوئے ہیں آپ کچھ عرصہ قیام کریں اس کے بعد آپ کی ولایت لاہر پور ہو گی۔ اس کے بعد آپ فتح پور آ گئے

marfat.com

وہاں آکر حضرات سادات کنتور میں شادی کی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا عطا فرمایا اس کا نام نظام الدین تھا جو پچیس سال کی عمر میں اپنے والد کی زندگی میں ہی انتقال کر گیا ایک دن اپنے مخدوم اور والد سے بشارت پائی کہ ابھی تغلق پور چلے جاؤ۔ اس سرزمین کو نور اسلام سے منور کرنا ہے۔ سادات و علماء تمہارے منتظر ہیں۔ آپ اسی وقت روانہ ہو گئے۔ نظام الدین۔ اس کی ہمشیرہ اور والدہ کو بھی ساتھ لے لیا۔ اثنائے راہ شیخ بری فاروقی جو موضع بحیرہ سے آ رہے تھے۔ ملاقات ہو گئی۔ آپ انہیں اپنے گھر لے گئے اور اہل و عیال سمیت آپ کے بیعت ہو گئے۔ چند دن قیام کے بعد ایک دن التماس کی کہ ہم حضرت ابراہیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ مگر ہمیں اپنا شجرہ نسب یاد نہیں رہا۔ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ ہم کس بیٹے کی اولاد ہیں کیونکہ حضرت ابراہیم بلخی کے بہت بیٹے تھے۔ حضرت شاہ نے چند لمحات مراقبہ کیا۔ اور فرمایا۔ کہ آپ حضرت ابراہیم کے بڑے بیٹے شیخ نصیح الدین کی اولاد میں سے ہیں۔

آپ تغلق پور پہنچے۔ تو سب سے پہلے خضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی آپ نے بتایا۔ یا حضرت اس سرزمین کے شہدا آپ کے منتظر ہیں آپ بہت اچھے وقت تشریف لائے ہیں۔ اس علاقے کے کفار اسلام کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ آپ اس وقت پچپن برس کے تھے۔ ۸۴۱ھ میں محمد شاہ خضری کی حکومت تھی۔ آپ پورے چار سال شہر کے مشرق کی طرف تالاب سلطانی کے سرسبز درختوں کے سایہ میں قیام پذیر رہے۔ اور درویشوں کی طرح مسافرانہ زندگی بسر کرتے رہے۔

اسی سال حضرت شاہ طاہر غازی دو ہزار بہادر سواروں کو لے کر پہنچے اور چند ہی دنوں میں کفار کا قلع قمع کر دیا۔ کفار کا زور ٹوٹ گیا حضرت شاہ نے وہاں ایک مسجد۔ ایک خانقاہ اور ایک محل سرا بنایا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اسی جگہ دو بیٹے دیئے کمال الدین عبدالرحمٰن جانباز اور جمال الدین۔ عبدالرحیم۔ جمال الدین کو بارہ سال کی عمر میں ۹۱۱ھ

marfat.com

میں انتقال کر گئے۔ شاہ علاء الدین بھی سکندر لودھی کے عہد حکومت میں ایک سو پچیس سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ آپ کو خانپورہ سادات کی آبادی کے قریب دفن کیا گیا۔ تالاب کربلا کے ساتھ ہی حضرت شاہ طاہر غازی کا مزار ہے اب تک ان بزرگوں کے مزارات سے تصرّف جاری ہے۔ آپ ستر سال تک ولایت پر رہے۔ تیس سال والد کی خدمت میں رہے پچیس سال زیارات حرمین و دیگر ممالک میں بسر کی۔

ا

تغلق پور میں فروغ اسلام

سلاطین غوری کے عہد سے لے کر حضرات سادات و مشائخ ممالک اسلامیہ سے وارد ہند ہوتے رہے ہیں۔ ان میں سے بعض نے خانپور کو اپنا مسکن بنالیا۔ قاضی رکن الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت خواجہ محبوب الٰہی دہلوی کے مصاحبین میں سے تھے۔ کلتاج پور میں قیام پذیر ہوئے۔ وہ عام رعایا کی طرح رہتے تھے۔ جن دنوں سلطان غیاث الدین تغلق بنگال جاتے ہوئے اس راستہ سے گزرے ہر شہر کے علماء، و مشائخ کے وظائف مقرر کرتے گئے۔ انہوں نے ایک خصوصی فرمان جاری کیا۔ جس میں سادات خان پور اور کلتاج پور کے شیوخ کو رعایات دینے کا اعلان کیا۔ اور ہندو راجاؤں کو اس بات کا پابند کیا۔ ان ہندو راجاؤں نے زبانی طور پر تو سلطان کے فرمان کو مان لیا۔ مگر دلی طور پر ان مشائخ اور سادات سے حسد کرتے رہے۔ سلطان نے قصبہ لاہر پور میں ایک مسجد بنائی۔ تالاب تعمیر کیا۔ اور ایک عظیم الشان باغ بنایا۔ جس کا نام اپنے نام سے رکھا۔ آج سے یہ شہر تغلق پور کے نام سے مشہور ہو گیا۔ بادشاہ جب اس طرف آتا۔ قبائل اسلامیہ کے ساتھ اس جگہ پر قیام کرتا۔ اس علاقہ میں رلائے ہر چند پاسی کو تسلّط حاصل تھا۔ اس

marfat.com

اطراف میں تمام مہاراجوں سے ایسے ہی اعزازو اکرام حاصل تھا۔ وہ بادشاہ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ اس نے بتایا کہ ایک ہندو فقیر اتنے سال ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر عبادت میں مصروف رہا۔ ایک دن ہاتھ سے ایک اینٹ اٹھا کر اس پر دم کیا اور مجھے پکڑا دی۔ میں نے دیکھا تو اینٹ سونے کی اینٹ تھی۔ ان دنوں ایسے صاحب کمال فقرا کہاں ؟ بادشاہ نے کہا۔ اب بھی اللہ کے ایسے جلیل القدر بندے موجود ہیں جو صحرا میں کھڑے درختوں پر نگاہ ڈالیں تو کیمیا بنا دیتے ہیں یہ بات کہی ہی تھی۔ کہ حاضرین نے اور اس ہندو راجہ نے صحراء پر نظر ڈالی تو تمام درخت سونا بن گئے تھے۔ ہندو راجہ بادشاہ کے قدموں پر گر پڑا اور کہا اس علاقہ میں کسی مرد خدا کا گزر نہیں ہوا اور ہم پر شیطان کا سایہ رہا۔ وہ دیو (شیطان) ہر سال ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ایک خوبرو لڑکی قربان کریں۔ بادشاہ نے مجلس میں ایک درویش کو حکم دیا کہ وہ راجہ کے محل سرائے میں جائیں اور اعلان کریں کہ اب صاحب ولایت آگیا ہے اب جنات یہاں سے چلے جائیں۔ وہ درویش محل میں داخل ہوا۔ تو ایک زبردست طوفان اٹھا۔ سارا شہر گرد و غبار میں چھپ گیا۔ ایک مہیب آواز آئی۔ کہ علاءالدین نے ہمارے ہزار سالہ گھر سے نکال دیا ہے ہم شمالی پہاڑوں میں جا رہے ہیں۔ یہ راجہ جب تک زندہ رہا۔ بادشاہ کا تابعدار رہا۔ مگر اس کی اولاد نے نافرمانی کا آغاز کر دیا۔

ان رائے زادوں کے خلاف شکایات آنے لگیں۔ وہاں کے سادات مشائخ اور علماء نے بھی ان کی زیادتیوں کی شکائتیں کیں۔ بادشاہ نے تمام حضرات کو تسلی دی اور صبر کی تلقین کی۔ اور فرمایا آج رات بیس جمادی الاوّل ۸۴۵ھ ہے اور ساتھ ہی طاہر خان غازی کو حکم دیا کہ وہ دو ہزار سوار لے کر قنوج سے فوراً پہنچے۔ طاہر خان دو ہزار سوار لے کر حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اپنی فوج سے بارہ ہزار نوجوانوں کو اس کی

marfat.com

زیر کمان دے دیا۔ اور رائے زادوں پہ حملہ کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اس معرکہ میں بادشاہ کے غازیوں کو فتح نصیب ہوئی۔ طاہر خان نے اس فتح کی خوشی میں شیخ نظام الدین جو بادشاہ کے فرزند تھے کی خدمت میں چودہ ہزار روپیہ نقد اور تین عراقی گھوڑے پیش کئے۔ پھر مکانات کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا۔ رائے ہری چند کے محلات کی جگہ غریبوں کے مکانات بنائے گئے۔ درویش اذان دینے لگے۔ آدم خور دیو وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے ایک مسجد بنائی گئی۔ اس کے اردگرد دوسری عمارتیں بننے لگیں۔ دائرہ۔ خانقاہ۔ محل سرائے۔ مجلس گاہ تعمیر ہو گئیں۔ خود ایک حجرے میں عبادت میں مشغول رہتے۔ یہ حجرہ اس تالاب کی جگہ بنایا گیا تھا۔ جو خانپور کے سادات نے تالاب سلطانی میں بنایا تھا۔ جمعہ کے دن مسجد میں نماز کے لئے آیا کرتے تھے۔ ایک دن طاہر خان نے ازرہ عقیدت کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میری قبر آپ کے قدموں کے نیچے ہو۔ فرمایا تمہاری قبر ہماری قبر کے سرہانے کی طرف ہوگی۔ بادشاہ نے غازی طاہر کے بعد سند فتوی اور چند فرمان جاری کئے کہ چند مواضعات بطور جاگیر دیئے جاتے ہیں مگر آپ نے فرمایا۔ ایسی چیزیں درویشوں کی ضرورت نہیں ہیں۔

ایک دن مخدوم شیخ سعد خیر آبادی جسے بادشاہ سے خصوصی راہ و رسم تھی۔ آپ کے حجرے میں آئے۔ بادشاہ نے چنوں کے چند دانے پیش کئے۔ اور کہا۔ چونکہ ہم دونوں دوست ہیں اس لئے میں نے بلا تکلف آپ کی خدمت میں یہ چنے پیش کر دیئے ہیں۔ حضرت سعد خیر آبادی نے پوچھا حضور! اگر تکلف فرماتے تو کیا کرتے۔ فرمایا نصف بھون لیتا اور نصف کا نمک خرید لیتا۔ بادشاہ وفات کے بعد اپنے عبادت والے حجرہ میں دفن کیا گیا۔ کہتے ہیں دفن کے بعد حجرے کی چھت خود بخود پھٹ گئی۔ لوگوں نے از سر نو چھت بنانا چاہی۔ آواز آئی۔ مجھے زیر آسمان آرام ملتا ہے۔" کچھ عرصہ کے بعد آپ کے سرہانے چند درخت خود بخود اُگے اور قد آور ہو گئے۔ قبر کے چبوترے کو گھیر لیا۔ ایک بار ایک فیلبان ان درختوں

marfat.com

پر چڑھ کر ہاتھیوں کے لئے پتے کاٹنے لگا۔ خانقاہ کے درویشوں نے اسے منع کیا۔ مگر وہ نہ رکا۔ آخر سر کے بل گر کر مر گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھی جو درخت کے نیچے کھڑے تھے۔ مر گئے۔ اس دن سے تمام درختوں کی شاخوں اور تنوں پر نوکیلے کانٹے ابھر آئے۔ کوئی شخص ان کانٹوں کو دیکھ کر آگے بڑھنے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ لوگ اپنے بیمار بچوں کے علاج کے لئے پتے لے جاتے اور کھلاتے شفایاب ہوتے ہر قسم کی بیماریاں دُور ہو جاتی تھیں۔ دو سو سال تک یہ درخت مزار پر سایہ فگن رہے ۱۲۲۰ھ میں ایک زبردست طوفان اٹھا۔ ان درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ دیا اور ان کی جگہ اور قسم کے درخت نمودار ہونے لگے مگر یہ درخت بے خار تھے اور سرسبز۔

آپ کے مزار کے پاس ہی شیخ نظام الدین کے دو بیٹوں کی قبریں ہیں عبدالواحد مدرس جو لا ولد تھے۔ عبدالمقتدر رحمٰن کا ایک بیٹا شیخ فضیل اور دو بیٹیاں بی بی صندلی اور بی بی لہر تھیں۔ بی بی صندلی تو جان باز کے بڑے بیٹے سے بیاہی گئیں۔ اور بی بی لہر شیخ بدیع الدین خلف قاضی محمود صدیقی ملا پوری کے عقد میں آئیں! ان دونوں بیٹیوں کی اولاد آپ کے نواسوں پر مشتمل تھی۔

۳

امام کمال الدین عبدالرحمٰن جانباز۔ قدس سرہٗ

امام کمال الدین تغلق پورہ میں اس وقت پیدا ہوئے۔ جب آپ کے والد ماجد کی عمر ۵۰ سال تھی۔ باپ کے مرنے کے بعد پچپن ۵۵ سال کی عمر میں فوت ہوئے چودہ سال میں ہی علمی دنیا میں بحر العلوم بن گئے۔ طلبا کی تدریس میں مصروف ہو گئے فقراء کو تعلیم دینا شروع کر دی۔ شریعت کے فتاویٰ جاری کرنے لگے اور والد کی خانقاہ

marfat.com

میں درویشوں کی خدمت کرنے لگے۔ سکندر لودھی کے عہد حکومت میں دہلی آئے اور بعض مسائل شرعیہ میں ملا الہداد ملک العلماء سے تحقیق کی فنون حکمت میں کمال پیدا کیا بادشاہ کے دربار میں بارہ سال گزارے۔ پھر واپس وطن آئے۔ جونپور تشریف لے گئے۔ راستہ میں ایک بہت بڑا دریا سیلابی انداز میں بہہ رہا تھا۔ پار جانے کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے دریا میں اُتر پڑے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریا عبور کر لیا۔ حضرت عبدالسلام جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے آپ کو فرمایا۔ تم تو جانباز ہو کہ بڑے دریا کو بلا کشتی عبور کر کے آ گئے۔ ایک ماہ آپ کی خدمت میں رہے اور روحانی فیوض سے مالا مال ہوئے۔

آپ کے ظاہری و باطنی برکات و کرامات اتنی ظہور میں آئیں کہ ضبط تحریر میں نہیں لائی جا سکتیں۔ کئی ایک شادیاں کیں۔ ایک قاضی پیاری صدیقی کے خاندان میں کی۔ اس سے ایک لڑکا رکن الدین اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ان لڑکیوں کو یکے بعد دیگرے سید خضر سے نکاح کر دیا۔ آپ نے ایک شادی سید محمد ماہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں کی۔ مگر اس سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ ایک اور شادی شیخ بری صدیقی کے خاندان میں کی مگر اس سے بھی کوئی اولاد نہ ہوئی۔ بعض حضرات کے قول کے مطابق ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس نے اسی خاندان میں شادی کی تھی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ کی تیسری بیٹی جو آپ کے خاندان قاضی کی بیوی سے ہوئی تھی۔ بری صدیقی کے نبیرہ سے بیاہی گئی تھی۔ لفظ صدیقی کی جگہ بعض نے فاروقی لکھا ہے۔ جس کا تذکرہ شاہ ولایت کے حالات میں کیا جا چکا ہے کہ فتح پور اور سلاہر پور کے راستہ میں شیخ بری فاروقی نے آپ کو اپنے گھر قیام کرنے پر آمادہ کیا۔ چند دن مہمان رہے شیخ نے اپنے نسب کے بارے میں دریافت کیا تھا۔ اس وقت آپ نے اپنی بیٹی صاحب ولایت شیخ نظام الدین کے عقد میں دی تھی۔ اس سے عبدالواحد اور عبدالمقتدر پیدا ہوئے تھے۔

marfat.com

شیخ ممدوح کے بزرگوں میں ایک بزرگ معز الدین بلخی بلخ سے آئے تھے۔ اور حذار اور بحرہ میں سکونت پذیر ہوئے اکثر تذکروں اور تواریخ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم ادہمؒ کی اولاد نہیں تھی۔ حالانکہ حقیقت میں آپ جب بلخ میں تھے آپ کے چند بیٹے پیدا ہوئے آپ کا بڑا بیٹا شقیق بلخی تھا۔ جسے ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے روحانی تربیت دی تھی۔

آپ نے ایک اور شادی خاندان سادات ترمذی میں کی تھی جس سے آپ کے سات بیٹے پیدا ہوئے آپ نے ستر سال کی عمر میں آخرین نکاح کیا۔ یہ نکاح سیدہ ملک رائے جو خضر سید کی ہمشیرہ تھیں سے ہوا۔ ان کے اجداد ترمذ سے سامانہ میں آ گئے تھے۔ ان کے سب سے اول بزرگ شہید سامانی تھے۔ یہ وہی شہید سامانی تھے۔ جو سید الہدیا ای زید حسینی حضرت سید الشہداء کی اولاد میں سے تھے۔ زید شہید ہمایوں بادشاہ کے عہد حکومت میں دہلی آئے جن دنوں شہنشاہ سوری اور مغل بادشاہوں کے درمیان ہنگامے ہوئے تو آپ کو برائچ کے سرکشوں کی تادیب دسر کوبی پر مقرر کیا۔ آپ جنگ کرتے ہوئے تبنور تک پہنچے۔ جب آپ کی شہادت کا وقت آیا۔ تو آپ زخمی ہوئے تو موضع ھتیا کے قریب آبادی شیوخ میں قیام پذیر ہوئے اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اپنی اولاد اور مریدوں کو اپنے بیٹے سید خضر اور امام عبدالرحمن جانباز کے ہمراہ کر دیا۔ آپ نے ہر قدم پر ان لوگوں کو قیام کی اجازت دی۔ اپنی دونوں لڑکیوں کو سید خضر سے یکے بعد دیگرے بیاہ دیا اور اُن کی ہمشیرہ سیدہ ملک رلئے کو اپنے نکاح میں لے لیا اب تک شہید سامانی اور امام جانباز کے خاندانوں میں یہ رسم چلی آ رہی ہے کہ جب تک ممکن ہو یہ دونوں خاندان آپس میں شادیاں کرتے ہیں۔ اور کسی دوسرے خاندان میں رشتہ نہیں کرتے۔ خصوصاً اپنی بیٹیوں کو دوسرے خاندان میں نہیں جانے دیتے۔

ان دونوں خاندانوں میں بڑے بڑے فاضل علماء کرام اور معروف درویش ہوئے ہیں

marfat.com

سیدہ ملک رلئے کی خواہش تھی کہ اپنے لئے اور شیخ کے لئے شاندار مقبرے بنائے پہلے تو آپ نے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ مگر بعد میں حضرت شاہ بدیع الدین مدار اور مخدوم رضی جمشید کے ایما پر شہر کے درمیان ایک مسجد بنائی۔ محل میں ایک مجلس سرائے تعمیر کی۔ شاندار مقبرہ بنایا۔ آخر کار ۹۷۶ھ میں ایک سو پندرہ سال کی عمر میں وفات پائی۔ حضرت جانبانہ کی وفات اور مقبرہ کی تعمیر کی تاریخ ان اشعار میں بیان کی گئی ہے۔

بنا کرد گنبد بصد زیب وفر
پے قبر خود حضرت شیخ ما
چو اندر صفا بے مثال آمدش
بجو سالش از گنبد با صفا
شیخ جم مرتبہ عبد الرحمان
عالمے نیست دریں دھر چو او
وعظ می گفت ہمیشہ بہ خلق
سال تاریخ وے از وعظ بجو[1]

۵

اولاد جان باز اوّل قدس سرہٗ

شاہ عبد السمیع سجادہ نشین نعمت کی وفات کے وقت اپنے خاندان کو ساتھ لیا مسجد کے پہلو میں آسودۂ خواب ہیں۔ مسجد کی جنوب کی طرف شیخ امین الدین جنہیں

---

[1] :- ۱۲ ذوالحج ۹۷۶ھ

marfat.com

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ سے خرقۂ خلافت ملا تھا۔ مسجد کی شمالی عمارت کے ساتھ آسودۂ خاک ہیں۔ ایک حاجی شیخ عبداللطیف دوسرے شیخ ابوالفضائل تیسرے شیخ ابوالفضل چوتھے شیخ ابوالمعالی۔ پانچویں شیخ محمود قلندر لکھنوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین تمام کے مزارات وہاں ہی بنگالی باغ میں ہیں۔ شیخ رفیع الدین کو اپنے باپ کی اجازت سے شیخ محمود قلندر لکھنوی کی فرزندی میں دے دیا۔

حضرت جانباز رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر بیٹے صاحب اولاد ہوئے ہیں۔ جس وقت حضرت مجتبیٰ ابن شاہ مصطفیٰ کی باری آئی۔ اپنے خاندان کو خالی پایا۔ پہلے تو شیخ امین الدین کی ہدایت پر لاہور روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک نقاب پوش سوار نے ھاپڑ کے باغات میں یہ خبر دی کہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا ہے پھر اس بات پر بھی آگاہ کیا کہ آپ کا نصیبہ جونپور میں چمکے گا۔ وہاں ہی چلے جاؤ چنانچہ آپ جونپور واپس چلے گئے۔ اور شاہ عبدالقدوس جونپوری سے بڑی روحانی نعمت حاصل کی۔ مقتدائے روزگار اور عارفان زمانہ میں شمار ہونے لگے۔ اکثر اہل طریقت نے آپ سے فیض پایا آپ کے بہت سے خلفاء نے آسمان شہرت پر قدم رکھا۔ آپ علوم شریعت اور طریقت میں یکساں مصروف ہوئے آپ بہت صاحب تصانیف تھے آپ کی چند مثنویات اور رسائل یادگار زمانہ رہے آپ کے بہت سے موضوعات حالتِ اشتداد سُکر میں سپرد قلم کئے گئے جن میں توحید کا غلبہ تھا۔ رجوع وعود کے وقت صحو و اشتہاد میں محو ہوتے تھے۔ پھر آپ نے ان تصانیف کو پانی سے دھو ڈالا۔

شاہ علاء الدین احمد الہدیا تغلق پوری۔ شاہ عبدالرحمان (ان کے بیٹے) شاہزادہ محمد عاشق خراسانی مولانا سید الہدیا ئے ہرگامی قاضی محمد مبارک گوپاموی۔ مولوی محمد مقیم بریلوی۔ مولوی محمد عزت بہاری (آپ حضرت شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے) شاہ محمد رحیم مجرد بہاری شاہ ضیا سورتی۔ شاہ شرف آزاد آتش گاہ ایرانی

marfat.com

شاہ مراد رسول صاحب تفسیر توحید۔ شاہ باسط علی قلندر صاحب کشف الرموز قدس سرہم
آپ کے ہی فیض یافتہ تھے۔ شاہ علاء الدین کا مزار شاہ مجتبیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے احاطۂ مزار
میں واقع ہے۔ ان مزارات پر رفیع الشان گنبد وسیع احاطے میں عالی شان مسجد اور حکام
وقت کے محلات بنائے گئے۔ آپ کی اولاد کے افراد۔ سجادہ نشین حضرات۔ سید خضر
ہرگامی کی قبریں صف بصف اور قطار در قطار اسی احاطہ میں ہیں۔ اس خاندان کے
اکثر افراد فیض رسانی میں مشغول رہے ہیں۔ ان دنوں حضرت شاہ عبدالرحمان اپنے
دادا اور والد کے سجادہ نشین ہیں۔ آپ بڑے بااخلاق، متواضع اور متحمل بزرگ ہیں۔

مولانا شاہ محمد افضل:۔ مولانا شاہ محمد افضل قدس سرہٗ بھی عباسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ظاہری اور باطنی فضائل کے جامع تھے۔
شریعت کے عالم طریقت کے عارف تھے کئی سال تک صلحاء۔ علماء کی خدمات میں سرگرم
رہے آپ کے مخدوموں میں شاہ مدنی شاہجہان پوری شاہ محمد واضح بریلوی مولانا شاہ عبدالعزیز
دہلوی۔ شاہ نیاز بریلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے کسی نہ کسی طرح علوم ظاہری و باطنی حاصل
کیا۔ آپ کچھ عرصہ سے پابند روزگار ہو گئے اور تجدید و تفرید کی وجہ سے یاد خداوندی میں
گوشہ نشین ہو گئے۔ حال ہی میں آپ کا انتقال ہوا ہے۔ آپ خاندان شاہ خضر اور شہید سامانی
کی آخری نشانی تھے۔ اور جامع البرکات مولانا حکیم شاہ محمد حامد ہرگامی تعلق پوری رحمۃ اللہ
علیہ کے والد مکرم تھے۔ بچپن کی عمر سے اسی سال کی عمر تک تعلیم و تدریس۔ اور عبادت
میں بسر کی۔ آپ کی تعلیم میں اس قدر فیض تھا کہ طالب علم کوتاہ ہمتی کے باوجود علم حاصل
کرنے میں کامیاب ہو جاتا۔ وقت کے اکثر علماء کرام مشکل مسائل کے حل کے لئے آپ
کی طرف رجوع فرمایا کرتے تھے۔

شاہ محمد افضل فرماتے ہیں کہ میں نے سفر و سیاحت میں اکثر جلیل القدر لوگوں کی زیارت کی۔
ان لوگوں کی فصاحت و بلاغت نے میرے اندر نقش مرتسم کر دیا تھا حضرت مولانا شاہ مدنی

marfat.com

قدس سرہٗ وسیع بیانی میں کمال رکھتے تھے۔آپ کو اکثر کتابوں کے مطالب از بر تھے۔ خصوصی مقامات کی مشکلات کے ورق در ورق یاد تھے۔ ہر قسم کے معانی اور فوائد کو متعدد انداز میں یاد رکھتے تھے۔آپ کا ماحصل اور مستقر یہ تھا۔کہ حضرت مولانا حامد رحمۃ اللہ علیہ نہایت مختصر بیان میں طلبا،کو سمجھاتے۔مبتدی طلباء مولانا مدن کی تفصیل اور مبسوط اسباق کو ذہن نشین نہیں کر سکتے تھے ہاں پختہ فکر اور محنتی طلباء آپ کی تفصیلات کو مشکل سے ذہن نشین کر پاتے تھے اور یہ لوگ آپ کے بیان سے مکمل استفادہ کرتے۔

شاہ مدن کو اشعار اور امثال کا بڑا ذخیرہ ازبر تھا۔اور حسبِ عادت سامعین کو اپنی مخصوص طرز اور انداز سے تعلیم دیا کرتے تھے۔مولانا شاہ محمد حامد طبیب کی حیثیت سے سریع العصر بزرگ تھے آپ کی اولاد سے مولوی سید احمد و مولوی شمس الدّین صاحب علم اور صاحب ذوق بزرگ ہوئے۔اگرچہ آپ کی ابتدائی عمر دنیاداری میں گزری مگر ایک وقت آیا کہ دنیا کے علایق سے علیحدہ ہو گئے۔مولوی سید احمد نے شاہ عبدالغفار فتح پوری قدس سرہما حضرت مولانا فخر زماں کے ایک خلیفہ مجاز سے بعیت کی۔ابتدائی دور میں چند سال کے لئے شاہ مغربی سے ارادت رکھتے تھے۔

شاہ مغربی دیار مغرب کے صلحائے کبار میں سے تھے۔آپ سیر و سیاحت کے دَوران برصغیر میں وارد ہوئے۔چند سال سندھ میں قیام فرمایا بے پناہ مخلوق کو فیض ملا۔ آپ حضرت شاہ جہاں مغفور سندیلوی رحمۃ اللہ علیہ کے داماد تھے۔شاہ ممدوح علاقہ اَود کے معروف عارف تھے۔شاہ محمد رمضان بہلول۔شاہ عبدالرحمان لکھنوی اور قصبات و شہروں کے ہزاروں لوگ آپ سے بعیت ہوئے تھے۔جس وقت آپ کے ہاتھ پر نگیں نقش سلیمانی آیا۔ہزار در ہزار لوگ مرد و عورت آپ کے ہاتھ پر بعیت ہوئے۔تائب ہوئے اور مغفور و مقبول ہوئے تھے۔

ان میں سے ایک بزرگ مولانا برہان الدین محمود ابن ابی الخیر اسعد بلخی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

غیاث الدین بلبن کے دور سے اکابر علماء میں سے تھے آپ صاحب وجد و سماع تھے۔ احادیث کی سند میں کمال رکھتے تھے۔

بچپن میں صاحب ہدایہ حضرت مولانا برہان الدین مرغینانی قدس سرہٗ آپ کو سلام کرنے حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپ نے ہی آپ کو بشارت دی تھی کہ ایک وقت آئے گا کہ اس بچے کے دروازے پر بادشاہان وقت سلام کرنے حاضر ہوا کریں گے آپ کی قبر تخت نوریں ہے۔ مولانا کمال الدین زاہد جو حدیث میں حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے آپ کے ہی شاگرد تھے۔ آپ کی قبر میں ایک شگاف ہے جس سے ہزاروں لوگ مٹی اٹھاتے ہیں۔ اور بیمار بچوں کو کھلاتے ہیں جو شفایاب ہوتے ہیں۔ پھر یہ بچے دوسرے بچوں کی نسبت ذہانت و فطانت میں تیز ہوتے ہیں ان پر علوم الٰہیہ کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ ایسے بچوں میں سے مولانا علاء الدین کرمانی سرسوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کی قبر عید گاہ شمسی کے عقب میں ہے۔

حضرت خواجہ ہندالولی کے دربار سے سرفرازی رکھتے تھے۔ حضرت شرف الدین کرمانی رحمہ اللہ جنہوں نے سماع میں جان دے دی تھی آپ کے سگے بھائی تھے۔ پھر ایسے حضرات میں سلطان شمس الدین التمش، سلطان ناصر الدین غازی ملک زادہ سعید الدین سلطان تعارکین غیاث الدین غوری۔ مولانا ضیاء الدین دست غیب۔ شیخ تاج الدین ادشی دان دونوں کی قبریں قطب الاقطاب کے مزار کے قدموں میں ہیں، مولانا ابو سعید نحوی بابا سنجری بحر دریا مولانا برہان الدین حلواری مولانا فخر الدین حلوائی مولانا معز الدین حاجرمی المعروف موج (آپ حضرت شیخ الشیوخ سہروردی کے خلیفہ تھے اور بارہ حج کر کے برصغیر میں آئے تھے۔ اور بادشاہ نے آپ کا بڑا احترام و اعزاز کیا۔ اور بعض مہمات ملکی میں آپ کو سپہ سالار بنایا گیا تھا۔ تاکہ آئندہ حج پر نہ جائیں۔ اس بات کو حضور رسول مقبول نے بھی منظور فرمایا تھا) پھر حکم دیا تھا۔ کہ ایام تشریق میں اپنی خانقاہ

marfat.com

میں درس دیا کریں۔ یہ سلسلہ تاحیات رہا۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، جیسے جلیل القدر حضرات آپ کے فیض یافتہ تھے۔ ایسے علماء کرام میں سے حضرت مولانا ضیاء الدین رومی آپ بھی جناب سہروردی کے خلیفہ تھے۔ اور برصغیر میں آکر اسی آستانے سے برکات خلافت حاصل کی (آپ سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی کے مرشد تھے۔ آپ کا مزار شیخ نجیب الدین متوکل محاذی بحیٰی منڈل نزد قلعہ محمد شاہ تغلق وہ سڑک جو دہلی سے مہرولی کو جاتی ہے کے دائیں جانب واقع ہے) اس قبر کے ساتھ ہی آپ کے خاندان کے دوسرے افراد بھی آرام فرما ہیں) شیخ احمد ترپاچی صاحبزادہ (آپ کی قبر بائیں ہاتھ پر ہے) شیخ حسن دانا (آستان کے عقب میں آپ کا مزار ہے) شیخ محمد شیخ فیروز اور شیخ محمود قدس سرہم آپ کے شاگرد مرید اور فیض یافتہ ہیں۔

۴

خلفائے حضرت قطب العالم فرید الحق والدین پاک پٹنی قدس سرہٗ

* سلطان المشائخ رحمتِ عالمیاں حضرت خواجہ محبوب الٰہی مورد فیض نامتناہی قدس سرہٗ۔
* قدوہ اہل حقیقت زبدۂ ارباب معرفت متجلی بجلائل موسوی متصف بہ صفات

مرتضوی مخدوم حضرت سید علاء الدین علی احمد صابر قدس سرہٗ

یہ دونوں حضرات صاحب سلاسل خاص تھے۔ یہ حضرات نبی نوع حضرت آدم کے مخصوص تھے۔ ولایت محمدیہ کے خاتم تھے عمدۃ الاوتاد شیخ بزرگوار تھے خواہرزادہ بھی تھے۔ داماد بھی تھے۔

marfat.com

* جمال حقیقت و کمال طریقت قطب عرفان نور ریزداں شیخ جمال الدین احمد ہانسوی قدس سرہٗ
* خادم خاص صاحبِ اختصاص شہرۂ آفاق مولانا سید بدرالدین اسحاق دہلوی قدس سرہٗ
* صاحب سجادہ خاندان. مولانا شاہ بدرالدین سلیمان فرزند کلاں قدس سرہٗ
* مولانا شہاب الدین گنج الدین علم فرزند ثانی قدس سرہٗ
* شیخ احمد صوفی ابن شیخ محمد عمر صوفی لاہوری قدس سرہٗ
* شیخ نظام الدین شہید فرزند ثالث قدس سرہٗ
* شیخ یعقوب فرزند رابع قدس سرہٗ
* شیخ نجیب الدین متوکل برادر خورد قدس سرہٗ
* شیخ نصیر الدین فرزند متبنٰی قدس سرہٗ
* شیخ زین الدین دمشقی قدس سرہٗ
* شیخ علی شکر ریز قدس سرہٗ
* شیخ علی شکر بار قدس سرہٗ
* شیخ محمد سراج قدس سرہٗ
* شیخ جمال عاشقانِ کامل قدس سرہٗ
* شیخ محمد عارف سیوستانی قدس سرہٗ
* شیخ زکریا سندھی قدس سرہٗ
* شیخ صدر دیوانگی قدس سرہٗ
* مولانا داود پالی قدس سرہٗ
* شیخ جلال الدین قدس سرہٗ
* شیخ رکن الدین قدس سرہٗ

marfat.com

* شیخ شہاب الدین خطیب ہانسوی قدس سرہٗ
* شیخ برہان الدین صوفی ہانسوی قدس سرہٗ

۱

مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ

آپ صاحب جاہ و جلال جذبۂ موسوی کے مالک تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ سید شمس الدین ترک صاحب ولایت پانی پت قدس سرہٗ کے علاوہ کسی کو اپنا خلیفہ یا نائب نہیں بنایا اسی طرح خواجہ ترک صاحب ولایت نے حضرت مخدوم جلال الدین عثمانی گازرونی رحمۃ اللہ علیہ ہی کو مسند خلافت پر بٹھایا۔ اس طرح حضرت مخدوم شیخ جلال رحمۃ اللہ علیہ کا فیض عام ہوا۔ اور اہل دنیا اور عقبیٰ نے آپ سے بے پناہ استفادہ کیا خانوادہ صابریہ کو ہندوستان سے لے کر بلخ تک آپ کی وساطت سے ہی فروغ ملا۔ سلسلہ صابریہ کی روحانی خدمات کا تفصیلی جائزہ خلفائے مخدوم پانی پتی سلسلہ نظامیہ کے تذکرے سے کے بعد کیا جائے گا۔ الحمد للہ حضرت مخدوم کا یہ فیضان تا ہنوز جاری و ساری ہے۔ حضرت مخدوم کو اللہ تعالیٰ نے اولاد کثیر سے نوازا تھا حتیٰ کہ پانی پت کا نصف شہر ہر صدی اور ہر قرن میں آپ کی اولاد سے آباد و معمور رہا ہے۔ یہ لوگ ہمیشہ دنیا و عقبیٰ صلاح و تقویٰ میں ممتاز رہے ہیں۔ مخدوم پانی پتی حضرت شاہ شرف رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی منظور نظر و قلب تھے اور یہ منظوری کے اثرات آپ کی اولاد و احفاد میں بھی دکھائی دیتے ہیں حضرت شاہ شرف قطب ابدالی کے منصب اعلیٰ پر فائز تھے اور آپ کا فیض اصحاب قبور تک جاری و ساری رہا ہے۔ پھر خصوصاً مجاذیب پر خصوصی مناصب اور مقامات کے دروازے کھلتے رہے ہیں۔ ۱۱۷۰ھ ہجری تک کوئی مجذوب اس

marfat.com

وقت تک کامل نہیں ہو سکتا تھا۔ جب تک حضرت شاہ علاء الدین مجذوب اکبر آبادی۔ شاہ سرمد شاہجہاں آبادی۔ شاہ مجذوب وزیر آبادی اور حضرت شاہ شرف بو علی قلندر قدس سرہم کے مزارات کی جاروب کشی نہ کرتا۔

حضرت مخدوم صابر کی قبر کلیر شریف میں ہے۔ ترک صاحب ولایت کا مقبرہ پانی پت میں دہلی دروازے کے قریب ہے۔ مخدوم گازرونی کا مقبرہ پانی پت میں اس کے اندرونی علاقہ میں ہے جہاں آپ کی اولاد آباد ہے۔ شاہ شرف کا مقبرہ آبادی کے وسطی چوک میں ہے اس جگہ امرائے نامدار زمانہ صلحائے کبار کے مزارات بھی ہیں۔ شاہ علاء الدین آگرہ میں منڈی حجاماں میں آرام فرما ہیں۔ حضرت شاہ سرمد زیر جامع مسجد شاہجہانی دہلی میں آسودۂ خواب ہیں اور شاہ مجذوب کوہ وزیر آباد میں مدفون ہیں۔ قدس سرہم العالیہ۔

۲

حضرت قطب جمال از مخصوصان خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہما

آپ بڑے صاحب کمال بزرگ تھے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت سید شاہ نعمت اللہ ولی کرمانشاہی کے نواسگاں کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہٗ اولیائے نامدار میں سے ہوئے ہیں۔ آپ کے مکاشفات اور توحید کے رسائل نے دنیائے تصوف کی راہنمائی فرمائی ہے۔ غزلیات کے دیوان۔ قلندری طریقہ کے اذکار اور صوفیانہ اشعار یادگار زمانہ رہے ہیں۔ آپ کو خاندان صوفیہ کی قرابت حاصل تھی۔

حضرت قطب جمال خطیب ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ بھی صاحب دیوان تھے۔ اور فارسی ادبیات میں آپ کا کلام زندہ جاوید ہے۔ آپ کے رسائل ملہمات عربی میں

marfat.com

صوفیاء کی روحانی غذا رہے ہیں آپ جس کسی کو خلافت عطا فرماتے۔اس کا سینہ کھل جاتا اور دل انوار الٰہیہ سے مالا مال ہو جاتا تھا دربار دہلی کی خلافت پہلے پہل حضرت مخدوم علی احمد صابر کو عطا ہوئی تھی۔ اسے ہانسی میں پارہ پارہ کر دیا گیا۔ دوبارہ حضرت صابر خلافت کی تصدیق و تائید کے لئے نہیں آئے اور بالا بالا مقامات علیہ حاصل کر لئے حضرت سلطان المشائخ نے لکھا تھا۔

ہزار دل درد و صد ہزار دل سپاس
کہ گوہر سپردی بگوہر شناس

حضرت قطب جمال کی وفات کے وقت قطب برہان الدین صوفی ابھی کم سن تھے تاہم حضرت خواجہ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خرقہ خلافت اور عصا مرحمت فرما دیا تھا۔اور تاکید کی تھی کہ حضرت مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں زانوئے ادب طے کر کے تعلیم مکمل کریں۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔جب تک حضرت خواجہ محبوب الٰہی زندہ رہے کسی کو مرید نہ بنایا قطب جمال قدس سرہٗ دستگیری اور مریدی میں بہت کم حصہ لیا کرتے تھے۔آپ کے مشاہیر مریدوں میں شیخ القضات والخطباء حضرت مولانا حسام الدین پانی پتی تھے۔حضرت شیخ قطب الدین منور ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ خلف الرشید قطب برہان صوفی حضرت محبوب کے خلیفہ خاص تھے۔اس خاندان عالیہ کا فیض طریقت مختلف سلاسل میں پہنچا قطب نورالدین ہانسوی آپ کا بیٹا اپنے باپ کی طرح سجادہ نشین ہوا حضرت مخدوم جہانیاں بخاری ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کو اسی قطب نورالدین سے فیض ملا تھا سید تاج الدین شیر سوار نارنولی بھی آپ کے خلیفہ مجاز تھے۔تاریخ فیروزی کے مؤلف حضرت مولانا سراج الدین عفیف آپ کے مرید۔ کاتب۔ ہمراز اور مشیر ہوئے ہیں رحمہم اللہ علیہم۔

یہ چاروں بزرگ اپنے اپنے وقت میں سلسلہ صابریہ چشتیہ کے قطب ہوئے ہیں۔قطب جمال الدین خطیب۔قطب برہان الدین صوفی۔قطب الدین منور۔قطب نورالدین نورجہاں

marfat.com

قدس سرھم۔ ان بزرگان دین کے مزارات ہانسی شہر کے مغربی کنارہ پر آبادی کے پاس ہی واقع ہیں۔ ان مزارات کے احاطہ میں رفیع الشان مسجد مجلس خانے۔ بڑے بڑے مقبرے قدیم وجدید عمارات۔ قبروں کے احاطے جن میں آپ کی اولاد اور عقیدت مند آسودۂ خاک ہیں۔ بھی نظر آتے ہیں۔ قطب جمال کے والد مکرم کا مزار پاس ہی ایک چبوترے پر ہے۔ مسجد کے ایک کونے میں سایہ دار درخت کے نیچے آپ کے استاد کا مقبرہ ہے۔ حضرت فرید الدھر سید جمال کا سنگ سیاہ کا ایک مصلّٰی بھی موجود ہے۔

ان چاروں بزرگوں کا ایک خادم اور فیض یافتہ کا مزار بھی یہیں ہے۔ ایک اور بزرگ معروف بہ حاجی صاحب کا مزار بھی خانقاہ کے صحن میں واقع ہے۔ اس کے قرب وجوار میں بہت سے بزرگوں کی قبریں ہیں۔ شاہ محمد رمضان کا مزار بھی قریب ہی ہے۔ یہ بزرگ بزرگان صابریہ کے طریقہ پر بیعت لیتے تھے اور عوام الناس کی خدمت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ آپ کے عالی قدر بھائی بھی اسی طرح فیضان چشتیہ پھیلا رہے ہیں۔

میں نے آپ کے مریدوں کے شجرات میں دیکھا ہے کہ قطب نور جہاں سے مخدوم سراج الدین ان سے مخدوم علاء الدین ان سے مخدوم بہاء الدین ان سے مخدوم سید شاہ حامد مالک پوری ان سے شاہ ادھن ان سے شاہ محمد ماہ ان سے سید شاہ محمد بن سید منتخب ان سے مخدوم شیخ محمد بن شیخ فضل اللہ ان سے مخدوم شیخ احمد صدیقی ان سے مخدوم شیخ میر حمید جنیدی۔ ان سے مخدوم شاہ محمد فضل ان سے شاہ غلام محمد حنفی ان سے شاہ نظام الدین ان سے شاہ محمد اویس ان سے شاہ محمد رمضان اور ان سے ان اقطاب اربع کی اولاد نے ہانسی میں فیض پایا تھا۔ قدس سرھم العالیہ۔ بعض دوسرے قصبات میں شاہ محمد قلندر بخش سجادہ آرائے بزرگان چشتیہ رہے ہیں۔ آپ بڑے حلیم۔ سلیم اور عبادت گزار بزرگ تھے۔

marfat.com

۳

سیّد شیر سوار قدس سرہٗ

آپ حضرت سید شاہ محمد عثمان نارنولی معروف کفر مل کی اولاد میں سے تھے۔ اسلام کی ابتدائی فتوحات کے دوران برصغیر ہند میں وارد ہوئے تھے۔ اور نارنول میں سکونت اختیار کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کثیر الاولاد بنایا تھا۔ ان میں سے اکثر صاحبزادے صاحب تصرفات اور ارباب کرامات ہوئے ہیں۔ آپ کا مزار نارنول میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ سید شیر سوار کا مقبرہ بھی اسی شہر کے بیرونی علاقہ میں ہے۔ راقم الحروف (شیخ احمد علی) جن دنوں نارنول میں ان حضرات کی زیارت کے لئے حاضر ہوا تو میر حیدر علی حضرت سید شیر سوار کی خانقاہ کے سجادہ نشین تھے حضرت سید شاہ حسن رسول نما شاہجہان آبادی جو طریقت و شریعت میں طاؤس ثانی (نسبت باویس قرنی رضی اللہ عنہ) کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ ہی کے خاندان میں سے تھے۔ آپ کی دختری اور پسری اولاد جو دہلی میں مقیم ہے اب تک نارنول میں رشتہ داری سے وابستہ ہے۔

۴

مولانا بدرالدین اسحاق قدس سرہٗ

۔ اپنے زمانے کے علماء نامدار اور عرفاء روزگار مانے جاتے تھے۔ حضرت شیخ کے خادم تھے۔ داماد تھے اور صاحب خلافت تھے۔ آپ کی بہت سی تصانیف

marfat.com

یادگار زمانہ ہیں شہر کے اندر آپ کا مقبرہ آستان گنج شکر کے ساتھ واقع ہے۔ لوگ زیارت کے لئے حاضری دیتے ہیں حضرت نے آپ کو بدرجمال کا خطاب دیا تھا۔ آپ کے بیٹے حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب علم وفیض کرتے رہے ہیں آج تک ان کی اولاد دہلی کے سادات حضرات کی خادم ہے اور صاحب خدمات و ریاضت ہیں

۵

حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندان گرامی

حضرت گنج شکر قدس سرہٗ کے بیٹے صاحب اولاد ہوئے۔ ان بزرگوں کی اولاد کی شاخیں پنجاب۔ سندھ۔ گجرات اور ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں جابسیں۔ ان کے آباؤ واجداد کی برکت سے ان کے فیض کے مختلف سلسلہائے تصوف قائم ہوئے صرف شیخ عبداللہ بیابانی ایک ایسے صاجزادے تھے۔ جو کم سنی میں شہید ہو گئے تھے۔ چاروں بیٹے صاحب اولاد ہوئے بڑے بیٹے کا مزار حضرت والد کے پہلو میں ہے۔ ان کے چھ بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں۔ ان میں سب سے بڑے مولانا علاء الدین موج دریا رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کے کمالات کا شہرہ ازکاف تاکاف پھیلا تھا۔ ریاضات۔ مجاہدہ۔ محنت اور اللہ کی یاد میں مشغولیت ضرب المثل تھی۔ آج تک حضرت موج دریا کی اولاد مزار کے سجادہ نشیں ہیں۔ حضرت قطب العالم فرید العصر کے مقبرہ کے پایاں جانب آپ کا مزار ہے بڑی شاندار عمارت میں مدفون ہیں بڑی وسیع و رفیع عمارت ہے۔ اسے سلطان محمد شاہ عادل نے بنایا تھا۔ ان عمارات میں آپ کی اولاد کے علاوہ حضرت موج دریا کے سات خلفاء کے مزارات ہیں۔ ان

marfat.com

میں ایک خالص مرید تھے۔ جن کا مزار دریا کے کنارے پران کے نام کی آبادی میں واقعہ ہے آپ کے مقبرہ کا نام پیر خالص ہے۔ آپ کی اولاد کی قبریں بھی ساتھ ہی ہیں۔ جن دنوں میں ان مزارات کی زیارت کو حاضر ہوا۔ شاہ شاہد الدین سجادہ نشین تھے۔ اس علاقہ کے با اقتدار بزرگ تھے۔ بڑے خلیق ہیں۔ آپ نے بتایا کہ میں اور میرے آبا و اجداد حضرت سلطان تغلق دہلوی کی اولاد سے ہیں۔ میں نے آپ کے خاندانی کاغذات اور شجرات اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ تو آپ کا نسب نامہ پشت تا پشت خلیفہ عباسی ہارون الرشید سے ملتا تھا۔

اسی جگہ حضرت شیخ صدر الدین کا مزار ہے وہاں ایک آتش افروز مجذوب درویش سے ملاقات ہوئی۔ بڑے خوش بیان اور شیریں زبان بزرگ تھے۔ جب انہیں معلوم ہوا۔ کہ میں دہلی کے زائرین کے قافلہ کے ساتھ آیا ہوں تو خصوصی شفقت سے پیش آئے۔ فرمایا۔ ہم آستانِ دہلی کے غلام ہیں ہمارے پیشوا شاہ سرمد سرمست شہنشاہ مجاذیب وہاں آرام فرما ہیں انہوں نے حضرت سرمدؔ کے چند اشعار بھی سنائے۔ اور خود مدہوش ہو گئے ان کی اس مدہوشی نے میرے دل پر بڑا اثر کیا۔ مجھے دو شعر یاد رہ گئے ہیں۔

بچشمت می دہم سوگند جاناں چشم بالا کن[۱]
شہیدانِ نگاہِ خویش را ظالم تماشا کن

دوش در آغوش شبنم خفتی اے گل تا سحر
ناز بر بلبل مکن دیگر کہ تردامن شدی[۲]

۱: میں تمہاری آنکھوں کی قسم دیتا ہوں ذرا آنکھیں اٹھاؤ تو سہی۔ اپنی نگاہِ ناز کے شہیدوں کو ایک نظر دیکھ تو لو۔

۲: اے میرے پھول۔ کل رات تم آغوشِ شبنم میں سوتے رہے ہو۔ تم بلبل کو کچھ نہ کہو تم بھی تردامن ہو گئے تھے۔

marfat.com

مخدوم شیخ سلیم فتح پوری:۔ حضرت مخدوم شیخ سلیم فتح پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سجادہ نشین کے بزرگوں میں سے تھے۔ آپ کے والد شیخ بہاء الدین کا مزار لدھیانہ شہر کے درمیان واقعہ ہے۔ سلطان شیخ بن شیخ آدم بن شیخ موسیٰ بن شیخ مودود بن شیخ بدرالدین سلیمان بن سلیم قدس سرھم حضرت شیخ سلیم چشتی دوبار بلاد اسلامیہ کی سیاحت پر نکلے۔ روم۔ شام۔ بصرہ۔ حرمین الشریفین میں چوبیس سال رہے۔ ہر سال حج کیا کرتے تھے۔ مغرب۔ حرم پاک اور دیار یمن کے بہت سارے مشائخ کی زیارت کرتے ہوئے واپس آئے۔ تو آگرہ میں شیخ علاء الدین مجذوب کی مجلس میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا سلیم کوہ سیکری کو تمہارے لئے سونے سے آراستہ کردیا گیا۔ وہاں قیام کرو۔ شیر شاہ سلیم شاہ اور خواص خان جیسے بادشاہ آپ کے دروازے پر کھڑے رہا کرتے تھے اکبر بادشاہ نے تو فتح پور کو اپنی تخت گاہ بنالیا تھا۔ شہر کا نام فتح پور رکھا۔ مختلف فتوحات کے بعد اکبر نے دہلی شہر جیسی بلند و بالا عمارات بنائیں۔ اور یہ شہر دہلی اور آگرہ کا ہم پایہ بن گیا آپ ۹۷۰ھ میں واصل بحق ہوئے۔

آپکے بڑے بیٹے شیخ بدرالدین آپ کے جانشین اور سجادہ نشین قرار دیئے گئے وہ حج بیت اللہ کو گئے اور وہاں ہی قیام پذیر ہوگئے۔ پھر چھوٹے لڑکے شیخ قطب الدین جو نورالدین جہانگیر کے رضاعی بھائی تھے۔ سجادہ نشین بنے۔ یاد رہے کہ جہانگیر حضرت شیخ سلیم کی دعا سے پیدا ہوا تھا۔ اور فتح پور سیکری میں آپ کے ہی زیر تربیت رہا اور نام بھی آپ کے نام پر رکھا گیا۔ نوجوانی کے عالم میں جہانگیر نے شیخ قطب الدین قدس سرہٗ کو بنگال کا صوبہ دار بنا کر بھیجا وہاں آپ کو شیر افگن شوہر اول نور جہاں نے قتل کردیا تھا۔

علاء الدین جسے اسلام خان کا خطاب ملا تھا۔ سجادہ نشین کا بیٹا تھا۔ اسے سجادہ نشین درگاہ حضرت سلیم مقرر کیا گیا۔ ان دنوں حضرت شیخ سلیم رحمہ اللہ کے

marfat.com

سجادہ نشینوں میں سے مخدوم کمال الدین انوری جلوہ آرائے مسند روحانیت ہیں۔

حضرت شیخ گنج شکر کے دوسرے بیٹے کا مزار بھی یہاں ہی ہے آپ کے پانچ بیٹے تھے۔ حضرت کے تیسرے بیٹے جنوبی ہند کے ایک قلعہ میں شہید ہوئے تھے۔ ان کا مزار وہیں ہے۔ ان کے دو بیٹے تھے۔ اسی طرح حضرت گنج شکر کے چوتھے بیٹے ابدال کی صحبت میں بیٹھنے لگے تھے۔ ان کے بھی دو بیٹے تھے۔ شیخ نصیر الدین کے چھ بیٹے تھے وہ اپنے قدیم آبائی وطن میں آ گئے تھے اور یہاں ہی دفن ہیں۔ شیخ احمد صوفی حضرت کے داماد تھے۔ ہم ان کا ذکر خیر، ۴ منزل باب اوّل میں کر آئے ہیں۔

حضرت شیخ نجیب الدین متوکل دہلی میں اپنے گھر کے قریب بی بی نور کی خانقاہ میں آسودۂ خواب ہیں آپ کی اولاد کے اکثر مزارات وہاں ہی ہیں حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بیٹی بی بی فاطمی کا مقبرہ بھی حضرت گنج شکر کے روضہ اطہر کے پاس اجودھن میں ہے آپ کے دربار کے چند دروازے ہیں جن میں جنوبی دروازہ بہشتی دروازہ کہلاتا ہے یہ دروازہ پنجم و ششم ماہ محرم کو ہر سال مغرب سے صبح تک کھول دیا جاتا ہے۔ شمالی دروازہ آخر وقت میں کھولا جاتا ہے مشرقی دروازہ ہر روز کھلا رہتا ہے۔

شیخ علاء الدین ابن شیخ نور الدین بھی آپ کی اولاد سے ہیں آپ ۸۰۰ھ کے وسط میں اجودھن سے دہلی تشریف لے آئے تھے۔ حضرت چراغ دہلوی کے مزار کے پاس ہی ایک سرائے اور موضع آپ کے نام پر ہے آپ کی اولاد اسی جگہ سکونت پذیر ہے۔ سید سلطان بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہی مرید تھے۔

شیخ جنید حصاری رحمۃ اللہ علیہ بھی گنج شکر کی اولاد سے ہیں بڑے عمر رسیدہ اور صاحب تصانیف کثیرہ بزرگ ہیں آپ کی کتابوں سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے عالم سکر یا استغراق میں املا کرائی ہیں اور جو مشاہدات آپ کے سامنے آئے نقل

marfat.com

کراتے گئے ہیں آپ کا آستانہ نہر فیروزی کے کنارے ناگوری دروازہ کے باہر ہے وہاں ہی شاہ چندن اور حافظ محمود کا مزار ہے۔ شہر کے ستون پر سرخ نقش نمایاں ہیں مربع نقوش میں سورۂ اخلاص بخط طغریٰ لکھی ہوئی ہے۔ لوگ اس خطاطی کے بے نظیر نمونے کو سفید کاغذ پر نقل کر کے طبع کر لیتے ہیں پھر یہی نقش تعویز کے طور پر استعمال کر کے بیماروں کی شفایابی کا سبب ہیں۔ البتہ ان نقوش کے اثرات دس بارہ میل کے علاقہ میں نہیں ہوتے جہاں شاہ بہلول رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت ہے۔

شہر حصار کی بنیاد فیروز شاہ کے زمانے میں رکھی گئی تھی حضرت بہلول کی اولاد حصار میں ہی رہتی تھی۔ مگر سن ۱۹۴۰ھ میں سخت قحط پڑا۔ لوگ اِدھر اُدھر نکل گئے دو تین گھر وہاں سے اٹھ کر بیکانیر چلے گئے مگر ایک گھر حصار میں ہی رہا جب راقم الحروف نے زیارت کی تو اس وقت مسجد اور مزار خستہ حالت میں تھے اور مرمت طلب تھے سید نجیب حسین بہاری نے بڑا کام کیا۔ بہاری صاحب شاہ عیرائے حصاری نے لوگوں کو توجہ دلائی تو یہ مسجد اور مزار از سر نو مرمت کئے گئے۔

۵

سلطان المشائخ کے خلفا و مریدین

ان خلفا میں سے حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی رحمہ اللہ کا نام سرفہرست ہے،

* شیخ قطب الدین منور ہانسوی قدس سرہ جن کا ذکر سابق صفحات میں گزرا ہے۔
* مولانا محمد شمس الدین یحیٰی قدس سرہ ان کا مزار چبوترہ یاران میں ہے۔ ان سے حضرت مخدوم جہانیاں کو بھی فیض پہنچا۔
* مولانا علاء الدین نیلی قدس سرہ جن کے پاس ہی مولانا شمس یحیٰی کی قبر ہے۔

marfat.com

* شیخ حسام الدین ملتانی قدس سرہٗ جن کا مزار پر انوار گجرات میں ہے۔
* مولانا فخر الدین زرداری قدس سرہٗ جو سفر حجاز کے دوران بحیرہ عرب میں جاں بحق ہوئے تھے۔
* مولانا وجوہ الدین یوسف چندیری جن کا مزار چندیری ہی میں ہے۔
* مولانا سراج الدین عثمان بنگالی قدس سرہٗ
* مولانا برہان الدین غریب جو اپنے پیر کی وفات کے بعد دیوگری میں چلے گئے اور وہاں ہی فوت ہوئے۔ اور شیخ زین الدین کو جانشین بنایا گیا جب آپ کے مرید نصیر خان فاروقی فرمانروائے خاندیس حصار میں قید ہوا تو اس نے حضرت برہان الدین کو وہاں تشریف آوری کی درخواست کی۔ شیخ نے استدعا قبول کر لی اور دریا کے راستہ سے وہاں پہنچے اور قلعہ میں اندر جانا چاہا۔ جواب ملا۔ کہ اس دریا سے گزرنے کے لئے پیر کی اجازت کی ضرورت ہے چنانچہ خان کو چند دن وہاں ہی رکنا پڑا ہر روز صبح کی نماز شیخ کے پیچھے پڑھا کرتا تھا۔ رخصت کے وقت جاگیر اور مواضع کے بارے میں اصرار کیا۔ مگر شیخ نے کوئی چیز بھی قبول نہ کی۔ جب خان کا اصرار حد سے گزر گیا۔ کہ جب تک آپ کوئی چیز قبول نہیں فرمائیں گے جانے کی اجازت نہ ہوگی۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا پھر ہمارے شیخ کے نام کا ایک شہر آباد کیا جائے خان نے اسی وقت برہان پور شہر کی بنیاد رکھی۔ اپنے لشکر کی ایک چھاؤنی بنائی۔ لشکر کی آبادی کا نام زین آباد رکھا جہاں شیخ قیام فرما ہوئے۔ برہان پور کی آبادی تھوڑے ہی عرصہ میں بہت زیادہ پھیلتی گئی۔ زین آباد بھی ایک بہت بڑا قصبہ بن گیا۔
* مولانا شہاب الدین امام شیخ رکن الدین آپ کے بیٹے بھی تھے اور مرید بھی خواجہ مسعود بک قدس سرہٗ صاحب مراۃ العارفین بھی آپ کے مرید تھے۔ ابتدائے کار میں خاندان فیروز شاہی سے منسلک تھے۔ مگر بعد میں تجرید اور درویشی اختیار کر کے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ تذکروں میں لکھا ہے کہ حضرات چشتیہ میں سے آپ جیسا بے باک بزرگ کوئی نہ تھا۔ آخر

marfat.com

آپ منصور ثانی کے لقب سے ملقب ہوئے۔ کچھ عرصہ کے لئے آپ کی ہڈیوں کو حضرت خواجہ محبوب الٰہی کے مزار کے ساتھ ہی امانتاً دفن کیا گیا۔ پھر ان کے والد اور پیر کے قدموں میں دائرہ لاڈو سرائے میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

* مولانا وجوہ الدین یوسف پابلی رحمۃ اللہ جن کا مزار قتلغ خان کے احاطہ میں حوض شمسی کے کنارے ہے۔

* قاضی محی الدین کاشانی قدس سرہٗ جن کی اولاد کے اکثر افراد خادمین مزار ہیں اور خود بھی اسی احاطہ میں آرام فرما ہیں۔

* مولانا فخر الدین فیروزی جو چبوترا یاراں میں مدفون ہیں۔

* مولانا فصیح الدین رحمۃ اللہ علیہ

* سلطان الشعرا عدیم المثال شکر مثال طوطی ہند خواجہ ابوالحسن امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت امیر سیف الدین محمود ترکی لاچین ہزاری کے بیٹے تھے۔ اور ۸۵ سال کی عمر میں شہید ہوئے تھے۔ ان کے دو بیٹے تھے جسام الدین اور ابوالحسن خسرو۔ قدس سرہما۔

* مولانا جلال الدین قدس سرہٗ

* خواجہ کریم الدین سمرقندی جو ست گانوہ میں آرام فرما ہیں۔ آپ کو شیخ الاسلام والوزراء کا خطاب ملا تھا۔ آپ خواجہ کمال الدین وزیر خراسان کے فرزند ارجمند تھے۔ اور حضرت مولانا بدر الدین اسحاق کے داماد تھے۔

* امیر حسن علائی سنجری قدس سرہٗ آپ فواد الفوائد کے مولف علام ہیں۔ ایک عرصہ تک سلاطین نامدار کی خدمات سرانجام دیتے رہے حضرت امیر خسرو آپ کے جلیس اور ہم راز دوست تھے۔ ایک دفعہ دونوں ایسے جدا ہوئے کہ ایک عرصہ تک ملاقات نہ ہو سکی۔ دونوں آتش ہجراں میں تڑپتے رہے۔ ایک دفعہ امیر خسرو قدس سرہٗ اپنے پیر مرشد کے ساتھ تالاب شمسی کے کنارے بیٹھے تھے کہ امیر حسن اپنے دوستوں کے ساتھ دوسری

marfat.com

طرف تفریح کر رہے تھے اور امیر حسن نے یہ شعر پڑھا۔

سالہا باشد کہ تا ہم صحبتیم
گر ز صحبت ہا اثر بودے کجا
زہد تاں فسق از دل ما کم نکرد
فسق ما محکم تر از زید شما

حضرت امیر خسرو نے جواب میں فرمایا۔

صحبت نیکاں بداں را سود نیست
کم بود آں بد کہ بہتر می شود

جواباً امیر حسن سنجری نے کہا۔

ہر کہ از تاثیر صحبت منکر است
جہل او بر ما مقدر می شود
طوطی اندر صحبت مردم چرا
ہم سخن داں ہم سخن دا می شود

حضرت خواجہ محبوب الٰہی قدس سرہٗ نے تبسم فرماتے ہوئے امیر حسن کو نگاہ لطف سے دیکھا کہ واقعی صحبت کا اثر ہوتا ہے یا نہیں۔ اسی دن سے آپ کا دل فسق و فجور سے تائب ہو کر پاک باز ہو گیا اور احباب صالح میں داخل ہو گئے۔ وہ ہمیشہ حضرت امیر خسرو قدس سرہٗ کا ادب کیا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں۔

خسرو از راہ کرم نپزیدد !!!
آن کہ من بندہ حسن میگویم
سخنم چوں سخن خسرو نیست
راست این ست کہ من می گویم

marfat.com

اپنے توبہ کرنے کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

اے حسن تائب آں زماں گشتی

کہ ترا طاقت گناہ نماند

حضرت امیر حسن کا کلام اہل علم نے بڑا پسند کیا۔ خصوصًا ان کی کتاب فواد الفوائد (ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین) تو مقبول خاص و عام ہوئی حضرت امیر خسرو فرمایا کرتے تھے کاش کوئی میری ساری کتابیں لے لے اور یہ کتاب میرے نام پر منسوب کر دے۔ عمر کے آخرین حصہ میں دیوگری چلے گئے ایک عرصہ تک وہاں ہی سکونت پذیر رہے۔

* خواجہ بہاء الدین۔ ادھمی۔ دارالامانی قدس سرہٗ
* قاضی شرف الدین فیروزی قدس سرہ۔ آپ دیوگیری میں رہائش پذیر تھے
* شیخ مبارک امیرداد کوہاموی جن کا مزار امیر خسرو کے پاؤں کی طرف ہے قدس سرہ
* خواجہ موید الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ کا مزار بھی پاؤں کی طرف ہے۔
* شیخ تاج الدین داورئی جن کا مزار چبوترہ یاراں پر واقع ہے۔
* شیخ مویدالدین یاوری انصاری معروف بہ نورالدین موید کا مزار بھی چبوترہ یاراں میں ہے۔
* خواجہ اعزالدین علی شاہ حضرت امیر خسرو کے برادرزادہ یا خواہرزادہ ہیں۔
* خواجہ شمس الدین قدس سرہٗ حضرت امیر خسرو کے یہ بھی خواہرزادہ ہیں۔ یہ دونوں حضرت امیر خسرو کی قبر کے پاؤں کی طرف آسودۂ خاک ہیں۔
* مولانا نظام الدین شیرازیؒ بلند قلعہ پر آرام فرما ہیں۔
* خواجہ سالار نبی۔ قدس سرہٗ
* مولانا فخرالدین میرٹھی قدس سرہٗ
* مولانا علاءالدین اندرپتی قدس سرہ

marfat.com

- مولانا شہاب الدین کستوری قدس سرہٗ
- مولانا محب الدین ملتانی قدس سرہٗ
- مولانا بدر الدین فوق قدس سرہٗ
- مولانا رکن الدین حقیر قدس سرہٗ
- خواجہ عبد الرضا سارنگ پوری قدس سرہٗ
- خواجہ احمد بدایونی قدس سرہٗ
- خواجہ لطیف الدین کھندسانی قدس سرہٗ
- مولانا نجم الدین محبوب شکرخا قدس سرہٗ تھانیسری
- مولانا یوسف بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
- مولانا سراج الدین حافظ بدایونی قدس سرہٗ
- قاضی شاہ پائلی قدس سرہٗ
- قوام الدین اودھی قدس سرہٗ
- مولانا برہان الدین سادی قدس سرہٗ
- خواجہ عبد العزیز بان کرموی قدس سرہٗ
- مولانا جمال الدین اودھی قدس سرہٗ
- خواجہ شمس الدین دھارسی ظفر آبادی قدس سرہٗ
- مولانا محمود نوہتی قدس سرہٗ
- مولانا ضیاء الدین برنی قدس سرہٗ صاحب تاریخ فیروز شاہی
- خواجہ ابوبکر باندوی قدس سرہٗ
- قاضی قیام الدین قدوائی قدس سرہٗ
- قاضی عبد الکریم قدوائی قدس سرہٗ

marfat.com

- فخر الدین صدیقی قدس سرہٗ
- قاضی محمد رکن الدین گلتاج پوری قدس سرہٗ
- سید علاء الدین خراسانی قدس سرہٗ صاحب ترجیع بند معروف اودھی۔
- شاہ غیاث الدین قریب قدس سرہٗ
- مولانا ابو سلیمان مندوی حضرت قطب الاقطاب کے عقب میں آرام فرمائیں۔
- مخدوم شیخ حیدر دہلوی قدس سرہٗ قطب الاقطاب سے تغلق آباد جاتے ہوئے بائیں ہاتھ آپ کا بڑا پاکیزہ مقبرہ ہے آپ خلیفہ خواجہ محمد موسائی ہلوی دو کروہی میوات میں آسودۂ خاک ہیں آپ کی اولاد وہاں ہی دامن کوہ میں رہائش پذیر ہے۔
- شاہ منتخب الدین زری زر بخش دولت آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔آپ خانوادہ زر بخشی کا موسس ہیں۔
- شیخ یعقوب گجراتی قدس سرہٗ
- سید حسین بن عمر خنگ سوار قدس سرہ نہروالی۔
- سید علاء الدین اودھی قدس سرہٗ

نور اللہ تعالیٰ مرقدھم وجعل اللہ نورھم ابداً ابداً۔

ا

حضرت قطب العالم قدس سرہٗ کے نواسگان و نبیرگان

حضرت قطب العالم کی دختری اور پسری اولاد حضرت سلطان المشائخ کی نظر شفقت سے مہذب و معزز زمانہ ہوئی۔ان میں سے حضرت شیخ سعد الدین مولانا علاء الدین مرج دریا قدس سرہ مولانا وجوہ الدین یوسف پائلی کے شاگرد رشید تھے۔آپ بادشاہ

marfat.com

کے طلب کرنے پر اپنے والد کی جانشینی اور سجادہ نشینی کے لئے دہلی تشریف لے آئے کچھ عرصہ بعد گجرات چلے گئے۔ اور وہاں ہی شہادت پائی۔

* حضرت شیخ علم الحق والدین برادر ثانی ہندوستان کے عہدہ شیخ الاسلامی پر ممتاز ہوئے۔
* شیخ افضل الدین بن شیخ معز الدین اپنے بزرگان سلسلہ کے سجادہ پر جلوہ فرما ہوئے۔
* شیخ مظہر الدین جو اپنے والد کے بعد شیخ الاسلام بنے۔
* خواجہ عزیز الدین ابن شیخ یعقوب جو حضرت کے چہ تھے فرزند تھے۔ دیوگری میں شہید ہوئے۔
* چھوٹے بھائی قاضی یوجبوترہ یاراں پر دفن کئے گئے۔
* شیخ کمال الدین ابن شیخ بایزید ابن شیخ نصیر الدین متبنیٰ بیٹے تھے۔
* اعز الدین قدس سرہٗ اور ان کے بھائی۔ ان دونوں بزرگوں کو خواجہ نظام الدین قدس سرہٗ نے مالوہ اور دیوگیری کا شیخ بنا دیا تھا۔
* شیخ عزیز الدین ابن خواجہ نظام الدین فرزند ثالث آستانہ نظامیہ کے پایاں میں آرام فرما ہیں
* خواجہ محمد بن مولانا بدر الدین اسحاق جامع انوار مجالس تھے۔
* خواجہ موسیٰ اور ان کے بھائی دونوں کے مزارات مشرقی آستان پر دائرہ کے باہر ہیں۔ ان دونوں انہی کی اولاد ہی خدام آستان ہیں۔ علوی خاندان ذاتی اور صفاتی کمالات سے متصف ہیں۔
* خواجہ عزیز الدین صوفی ابن شیخ احمد ابن شیخ محمد عمر صوفی صاحب اسماعیل قصری قدس سرہم

marfat.com

۲

قطب العالم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب منصب خلفاء

خواجہ رفیع الدین ہارون۔خواجہ نقی الدین نوح قدس سرہما۔یہ دونوں حقیقی خواہرزادہ کے بیٹے تھے۔خواجہ عزیزالدین بن ابوبکر مصلی دار بھی آپ کے حقیقی خواہرزادے تھے۔مولانا محمد قاسم ابن شیخ عمر صاحب لطائف التفاسیر تھے۔آپ نے تفسیر کے دیباچے میں اپنے آپ کو خواہرزادہ کا بیٹا لکھا ہے۔آپ خواجہ ابوبکر مصلی دار کے برادرزادہ تھے قدس سرہم۔

۳

حضرات سادات کرمانی قدس سرہم

ان میں سے ایک سید محمد کرمانی قدس سرہ تھے۔آپ تجارت چھوڑ کر اٹھارہ سال تک حضرت شیخ کی خدمت میں رہے۔باقی عمر عزیز حضرت سلطان المشائخ کی صحبت میں گزار دی۔ان سادات کرمانیہ میں سے ایک سید نورالدین مبارک قدس سرہ تھے۔اسی طرح ان کے بیٹے بھی معروف ہوئے پھر سید کمال الدین امیر احمد کرمانی قدس سرہ تھے۔انہی سادات کرام میں سے سید قطب الدین حسین کرمانی فرزند ثالث تھے۔چوتھے بیٹے حضرت سید شمس الدین خاموش کرمانی قدس سرہ یہ حضرات بھی چبوترۂ یاراں پر آسودہ خاک ہیں۔البتہ سید خاموش رحمۃ اللہ علیہ دیوگیر میں مدفون ہیں۔

marfat.com

سیّد مبارک کرمانی رحمۃ اللہ کی اولاد:۔ شیخ محمد کرمانی قدس سرہٗ سیر الاولیا کے مؤلف سید مبارک کرمانی کے بیٹے تھے۔ پھر سید داؤد کرمانی اور سید لقمان کرمانی قدس سرھما بھی آپ کے فرزندان نامدار تھے۔

۴

حضرت خواجہ نظام الدّین محبوب الٰہی کی زندگی کے چند واقعات

آپ اولیائے عالم کے سردار تھے۔ نسل آدم کے صوفیاء کے پیشوا تھے۔ اقالیم ولایت کے سلطان وادی تشنہ لب کے لئے فیض رسانی کے عمان تھے محرم راز لامکان اور دائرۂ امکان کے محیط تھے۔ مرشد کامل راہبر واصل۔ دریائے توحید کے عارف۔ تفرید کی منازل کے واقف قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین۔ عالم باعمل۔ فاضل اکمل۔ امام زماں مقتدائے دَوراں سید پاک ذات گوہر صدف مراد جلیس منزل قدس انیس محفل انس۔ جامع الشریعت والطریقت۔ خازن المعرفت والحقیقت رحمۃ للعالمین۔ محبوب الرحمٰن۔ وارث الانبیاء والمرسلین۔ دلیل المشاقین حافظ کلام قدیم رہنمائے صراط مستقیم۔ صاحب فیوض مخلّہ مولانا و سیدنا حضرت خواجہ نظام الحق والدّین محمد بدایونی دہلوی خلفت السلف حضرت خواجہ سید احمد بخاری خالدی قدس سرہٗ

آپ کے آبائے کرام بخارا کے سادات ذوالاکرام میں سے تھے۔ خالد بخارا کے ایک محلے کا نام ہے۔ آپ کا گھر اسی محلے میں تھا۔ آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔

خواجہ سید علی بخاری بن سید عبداللہ بن سید حسین بن اصغر بن سید احمد بن سید ابی عبداللہ بن سید علی اصغر بن جعفر بن حضرت امام تقی ذکی امام تقی جواد بن امام موسیٰ علی رضا رضی اللہ عنہم

marfat.com

اس نسب میں بعض بزرگانِ کرام کی تشریح یوں کی جاسکتی ہے. خواجہ سید عرب سے کہ وہ ابن ابو المفاخر بن سید محمد طاہر قدس سرہٗ جو حضرت قطب ربانی سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے اور سید عبد اللہ کے برادر حقیقی تھے۔ الغرض خواجہ سید علی اور خواجہ سید عرب دونوں بھائی تھے۔ اور سادات پاکیزہ کے خانوادہ سے تھے۔ اسلام کی ابتدائی فتوحات کے زمانہ میں سلطان محمد معز الدین عم زاد بن کے ساتھ ہندوستان میں آئے پہلے لاہور شہر میں قیام کیا. مگر کچھ عرصہ کے بعد بدایون میں تشریف لے آئے حضرت بی بی زلیخا خواجہ سید عرب کی بیٹی تھیں۔ آپ صالحات وقت۔ عارفات عصر مستجاب الدعوات اور صاحب تصرفات عورت تھیں۔ آپ اپنے عم زاد بھائی حضرت خواجہ سید احمد بن خواجہ سید علی سے بیاہی گئی تھیں۔ ان دونوں کے ہاں حضرت خواجہ سلطان المشائخ محبوب الہٰی جیسا نابغہ روزگار پیدا ہوا تھا حضرت سلطان المشائخ کا سن پیدائش ۶۳۰ھ ہے یہ بروز بدھ ۲۷ ر ماہ صفر تھا. یہ سلطان التمش جیسے منصف اور عادل بادشاہ کا عہد حکومت تھا۔

۲- آپ کی عمر ابھی پانچ سال کے قریب تھی. کہ آپ کے والد مکرم سخت بیمار ہو گئے غیب سے آپ کی ماں کے دل میں خیال ڈالا گیا ان دونوں میں سے ایک کو زندہ دیکھ سکو گی. خاوند یا بیٹا۔ اس عفیفہ نے بیٹے کو زندہ دیکھنے کی تمنا کی اور اس دن کے بعد آپ کے والد بزرگوار راہی ملک بقا ہو گئے اور حضرت سلطان المشائخ اپنی والدہ کی نگرانی اور اللہ کے سایہ میں پرورش پانے لگے۔

۳- بارہ سال کی عمر میں آپ نے فقہ کی ابتدائی کتابیں قدوری تک پڑھ لیں۔ قدوری حضرت مولانا علاء الدین اصولی اور مولانا علی جو حضرت شیخ جلال الدین تبریزی کے شاگرد تھے سے مکمل کی۔ اسی زمانہ میں آپ کے دل میں حضرت فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کی محبت اور عقیدت کا جذبہ بیدار ہوا۔ دن بدن محبت بڑھتی گئی چنانچہ اٹھارہ سال کی عمر میں حضرت والدہ ماجدہ کو لے کر دہلی پہنچے۔ اتفاقاً حضرت شیخ نجیب الدین متوکل

marfat.com

قدس سرہ العزیز کے قرب وجوار میں رہائش ملی۔ اس پیر طریقت کے فیضان صحبت کا اثر تھا کہ حضرت خواجہ فرید شکر گنج کی قربت کی راہیں کھلتی گئیں۔ آپ چار سال تک مولانا شمس الملک شمس الدین خوارزمی رحمۃ اللہ کے پاس ٹھہرے۔ حضرت مولانا خوارزمی اپنے وقت کے فضل وکمال کے مایۂ ناز عالم تھے۔ حضرت مولانا کمال الدین زاہد نے مولانا ابوالخیر برہان الدین محمود بن ابی الحسن اسعد البلخی محدث قدس سرہٗ سے علوم شریعت کی تکمیل کی۔ اس طرح آپ بیس سال کی عمر میں حضرت شیخ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو نکلے۔

۴۔ پندرہ ماہ رجب المرجب بروز بدھ حضرت گنج شکر سے بعیت کا شرف حاصل ہوا۔ چند ماہ قیام کیا۔ اکتساب فضائل اور حصول اجازت کے لئے بے پناہ رضایات کیں۔ قرآن پاک کے چھ پارے قرائت وتجوید سے پڑھے عوارف المعارف کے چھ باب پڑھے۔ خواجہ عبدالشکور رسالمی رحمۃ اللہ علیہ کی تمہید پڑھی پھر دہلی میں حاضری دی۔

۵۔ دہلی میں دوبارہ قیام پذیر ہوئے۔ اپنے پیرو مرشد کے حکم پر وہاں ریاضت اختیار کی۔ اور تعلیم وتعلم کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ اس عرصہ میں تکمیل دین کی۔ اور تمام علمی فضائل حاصل کئے حتیٰ کہ اپنے وقت کا کوئی عالم وفاضل آپ کا ہمسر نہ رہا۔

۶۔ دُوسری بار حضرت مرشد عالی قدر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چند سال خدمت میں گزارے۔ بے پناہ فیض وبرکات حاصل کیں۔ توحید۔ تصوّف وعرفان۔ علم کلام۔ اصول پر کئی کتابیں پڑھیں۔ پیرو مرشد کے سامنے کئی کتابیں سنیں۔ اس بار جب آپ کو رخصت ملی۔ تو ایک دعا یا باسط الیدین آخر تک یاد کرائی۔ اور فرمایا۔ اس دعا کو ہمیشہ یاد رکھو۔ اس کا وظیفہ پڑھا کرو۔ اس پر قائم ودائم رہو۔ تاکہ ہماری لیاقت تم پر نمایاں ہو۔ اپنے دشمنوں سے صلح وآشتی رکھو۔ کسی سے قرضہ نہ لو۔ ایسا نہ ہو کہ عدم ادائیگی کی صورت میں زندگی وبال جان بن جائے۔ درویش کو آتش سوزاں میں گرنا آسان ہے۔ مگر کسی سے قرض نہیں لینا چاہیئے۔ جس گدڑی پر آپ بیٹھا کرتے تھے۔ حضرت سلطان الاولیا کو دیدی۔

marfat.com

آپ ہر سال ایک بار دہلی سے اجودھن حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور یہ ضروری تھا کہ سال میں ایک بار تازہ زیارت سے مشرف ہوں۔ آپ تیسرے سال حسبِ معمول روانہ ہوئے اور مزید نعمتوں سے حصہ ملا۔ حضرت قطب العالم کی طبیعت خراب تھی۔ اہل مجلس میں سے اکثر حضرات کو شہداء کی قبروں پر بھیجا گیا کہ دعائے صحت کریں واپس آئے۔ تو آپ نے فرمایا تمہاری دعاؤں نے اثر نہیں کیا۔ خواجہ علی بہاری دور کھڑے تھے۔ جھک کر آداب بجالائے اور عرض کی حضور ہم ناقص ہیں۔ اللہ کے حضور ناقصوں کی دعا کاملوں کے حق میں مقبول نہیں ہوتی۔ حضرت سلطان المشائخ دُور ہونے کی وجہ سے علی بہاری کی بات نہ سن سکے۔ لیکن حضرت خواجہ فرید نے تمام بات سن لی۔ آپ نے سلطان المشائخ کو قریب بلایا اور مخاطب فرماتے ہوئے کہا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ہے۔ کہ جو کچھ بھی اس سے طلب کرو گے وہ دے گا۔ آپ نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا عصا دیا۔ انہی دنوں حضرت شیخ نے عرض کی کہ مجھے دولتِ ذوق عطا ہو۔ مولانا بدرالدین اسحاق کو فرمایا کہ جو مکتوب حضرت قاضی حمید الدین ناگوری نے لکھا تھا۔ لاؤ۔ وہ مکتوبات کا ذخیرہ جس صندوقچہ میں تھا پیش کیا۔ جب اس رباعی پر پہنچے۔

خواہم کہ دوام در وفائے تو زیم
خاکے شوم و زیر پائے تو زیم
مقصود این بندہ ز کونین توئی
در بہر تو میرم برائے تو زیم

تو وجد آگیا ہے۔ مولانا باہر آئے۔ حضرت آپ کو بار بار بلاتے تھے اور بٹھاتے اس موقعہ پر حضرت مولانا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کو عرض کی۔ آج سے ہماری جگہ حضرت شیخ کی دربانی کے لئے آپ رہیں۔ کیونکہ کوئی دوسرا شخص اب اندر نہیں جا سکے گا۔ حضرت خواجہ نے مولانا بدرالدین کی بات سنی اور اندر تشریف لے گئے

marfat.com

اور حضرت خواجہ مسعود شکر گنج کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ حضرت گنج شکر کا چہرہ چمک اٹھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے فرمانے لگے۔ نظام الدین تم کیا چاہتے ہو۔ حضرت سلطان المشائخ نے عرض کی حضور ہم جو چیز چاہتے تھے۔ وہ تو سب کچھ آپ نے عطا فرما دیا۔ آپ نے ہمیں دین اسلام سکھایا۔ ہم پشیمان ہیں۔ کاش ہم سماع میں جان دے دیتے۔ حضرت خواجہ نظام الدین نے قاضی محی الدین کاشانی کو بتایا۔ ہم نے حضرت گنج شکر سے جو کچھ مانگا مل گیا آپ نے ہمیں استقامت علیٰ سنتِ نبی اللہ عطا فرمائی قدس سرہ

۸۔ آپ کو ایک پورا سال دہلی قیام کرتے گزرا۔ آپ چوتھی بار دوم ماہ ربیع الاول ۶۶۹ھ اجودھن روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچے تو حضرت گنج شکر نے بروز بدھ ۲۵ ذوالحجہ ۶۶۹ھ اپنا لعاب دہن حضرت سلطان المشائخ کے منہ میں ڈالتے ہوئے فرمایا قرآن پاک حفظ کر لو۔ پھر فرمایا بابا نظام الدین ہم نے تمہیں دنیا دے دی ہے۔ جاؤ۔ سارے ہندوستان پہ تمہاری بادشاہی ہوگی۔

یہ واقعہ حضرت کے اپنے قلم سے لکھا ہوا دیکھا ہے۔ مزید یہ آن آپ نے شعبان کی پہلی تاریخ کو یہ دعا کی کہ آپ کبھی مخلوق کے محتاج نہ ہوں۔

قبالۂ خلافت:۔ رمضان المبارک میں حضرت خواجہ نظام الدین قدس سرہ سے پوچھا کیا تمہیں دعا باسط الیدین یاد ہے۔ اسے ہمیشہ ہمیشہ پڑھتے رہا کرو۔ حضرت سلطان الاولیاء نے عرض کی کہ حضور مجھے یاد ہے۔ فرمایا آج تم خلافت کے لائق ہو گئے ہو۔ تمہارے لئے خلافت کے احکامات کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت قطب العالم کے ارشاد پر مولانا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت نامہ لکھا اس پہ چودہ صیام کی تاریخ ثبت کی۔ بے پناہ مفید نصیحتوں اور وصیتوں کے ساتھ یہ قبالۂ خلافت حضرت خواجہ نظام الدین کو عطا کیا گیا۔ پھر ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو درویشی کے تمام صفات سے سرفراز فرمایا ہے۔ اس سے بھی بلند درجات اور

marfat.com

منازل حاصل ہوں گے اور یہ کام بطریق احسن کرتے رہو گے۔ اس قبالہ خلافت کو ہانسی میں شیخ جمال کی خدمت میں پیش کرو۔ پھر وہاں سے دہلی میں شیخ منتخب کو دکھاؤ۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں جب حضرت شیخ نے شیخ نجیب الدین متوکل کا اسم گرامی نہ لیا تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ شاید آپ حضرت متوکل سے قدرے رنجیدہ خاطر ہیں۔

الغرض میں ہانسی پہنچا تو حضرت قطب جمال ہانسوی قدس سرہٗ العزیز نے قبالہ خلافت کے نیچے یہ شعر لکھ کر دستخط فرما دیئے۔

ہزاروں درود وہزاروں سپاس
کہ گوہر سپردی بہ گوہر شناس

میں جونہی دہلی پہنچا۔ تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ شیخ نجیب الدین متوکل چند روز قبل نہم رمضان کو رحلت فرما گئے ہیں۔ جب کہ ابھی قبالہ خلافت لکھا نہیں گیا تھا۔ آپ ستر سال دہلی میں قیام پذیر رہے آپ کی ریاضت اور توکل کا شہرہ سارے عالم میں مشہور تھا۔ حضرت قطب جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی سال فوت ہوئے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کو جب خلافت ملی۔ تو آپ کی عمر شریف تیس سال سے زیادہ اور چالیس سال سے کم تھی یہ ۶۶۹ھ کا واقعہ ہے۔ کیونکہ حضرت نے اپنے قلم سے عربی زبان میں لکھا تھا۔ کہ آج میری عمر چالیس سال ہو گئی ہے میں اپنی عمر رفتہ کو یاد کرتا ہوں تو مجھے شرم محسوس ہوتی ہے۔ مولانا بہرام رحمۃ اللہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکل کے پوتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے حضرت نظام الدین قدس سرہٗ کو حضرت خواجہ مسعود شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مصروف دیکھا۔ آپ نے دوسرے دن ارشاد فرمایا نظام الدین آج جو مسلمان تیرے چہرے کی زیارت کریگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا۔ حضرت سید کرمانی کے قول کے مطابق بھی آپ

marfat.com

کی عمر چالیس سال کی تھی جب آپ اس مقام کو پہنچے تھے۔ آپ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ کہ آج سے ہماری ہر رات شب قدر ہے۔ ہر رات عالم غیب سے کچھ نہ کچھ ظہور ہوتا ہے۔ میں صبح خوش خوش ہوتا ہوں۔

چنداں بر نشینم کہ بر آید نفس صبح
کاں وقت بدل می رسد از دوست پیامے

ایک دن آپ کتاب الاسرار کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ توحید کے دو معانی جو آپ کو الہاماً عطا ہوئے تھے۔ لکھے گئے تھے۔ ناگاہ آپ کا قلم گر گیا۔ اور آپ سجدہ ریز ہو گئے۔ اور یہ شعر پڑھا۔

امشب قدر تست بشتاب
قدر شب قدر خویش دریاب

یاد رہے کہ آپ کو یہ درجہ حضرت گنج شکر کے بعد ملا تھا۔

حضرت گنج شکر کا سال وصال:- حضرت خواجہ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وفات کے متعلق تذکرہ نگاروں میں اختلاف پایا جاتا ہے اکثر تذکرہ نگار آپ کا سال وصال ۶۶۴ھ لکھتے ہیں۔ مگر بعض نے ۶۶۶ھ لکھا ہے بعض محققین نے ۶۶۸ھ لکھا ہے سیر الاقطاب کے مولف نے آپ کا سال وفات ۶۹۰ھ لکھا ہے۔ اور مادۂ تاریخ مخدوم کے لفظ سے لیا ہے اسی طرح آپ کے سالِ ولادت میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے حضرت سید کرمانی نے آپ کا سالِ ولادت ۵۶۹ھ اور ۶۶۴ھ سال وفات لکھا ہے۔ آپ کی عمر پندرہ یا سترہ سال تھی۔ جب آپ نے حضرت قطب الاقطاب سے بیعت کی تھی۔ اس کے بعد آپ اسی سال زندہ رہے۔ جو لوگ چوسٹھ سال لکھتے ہیں ان کے خیال میں آپ حضرت مرشد کے بعد پینتیس ۳۵ سال مسند خلافت پر رہے جن تذکروں

marfat.com

میں ستر سال سے کم لکھا گیا ہے وہ صحیح نہیں۔ کیونکہ آپ کو خلعت خلافت بتاریخ چودہ ماہ رمضان المبارک سنہ ۶۶۹ھ بروز بدھ ملی تھی۔ اور یہ تحریر آپ کے منشور خلافت میں ملتی ہے۔ آپ کے زمانہ میں لکھی گئی تمام کتابیں یا قریب العہد کی کتابیں افضل الفوائد از امیر خسرو طوطی ہند۔ راحت القلوب سیر الاولیاء۔ کتاب الاخبار میں یہی تاریخ لکھی ہے اسی طرح اکثر ذخائر اور ملفوظات جو حضرت فرید العصر اور قطب جمال ہانسوی۔ مولانا علاء الدین موج دریا۔ مولانا حمید قلندر (خیر المجالس) میں بھی ایسا ہی لکھا گیا ہے بعض تذکروں میں صاف تصریح کر دی گئی ہے کہ حضرت سلطان المشائخ خلافت پانے کے بعد یا حضور گنج شکر کی غلامی میں آنے کے بعد مشہور و معروف نہیں ہوئے تھے۔ آپ ارادت کے دن سے لے کر حضرت کے یوم وصال تک ہر سال دہلی سے پاکپتن حاضری دیا کرتے تھے۔ اور ایک سال بھی ایسا نہیں گزرا تھا۔ کہ آپ نے مفارقت مرشد برداشت کی ہو۔ یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ خلعتِ خلافت حاصل کرنے کے بعد آپ صرف چار بار اجودھن حاضر ہوئے تھے۔ اور اسی ماہ صیام میں رخصت پائی تھی۔ اور حضرت فرید الدہر قدس سرہٗ نے آپ کے قبالۂ خلافت پر پنجم محرم کی تاریخ نقل فرمائی تھی۔ ان حالات میں یہ بات قرین حقیقت ہے کہ سنہ ۶۷۰ھ کی پنجم محرم کو حضرت کا وصال ہوا تھا۔ اور لفظ "خلیل" سے مادۂ تاریخ نکلتا ہے۔

شاہ مظہر الحق نے مادۂ تاریخ کو اپنی کتاب مخبر الواصلین میں نظما یہ تھا اور یہ تاریخ اور بھی بہت سے نسخوں میں لکھی ملتی ہے۔ ہندوستان کے بادشاہوں کی تاریخی کتابیں بھی اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ سلطان غیاث الدین کی سلطنت کے ابتدائی ایام حضرت شیخ فرید الدین اجودھنی۔ صدر الدین عارف۔ شیخ نجیب الدین متوکل۔ شیخ جمال ہانسوی رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے دم قدم سے منور تھے۔ حضرت کا اکثر زمانہ سلطنت بلبن میں گزرا ہے ان تواریخ میں یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ آپ کی عمر ۹۵ یا ۹۷ سال تھی۔

marfat.com

قیام دہلی:- حضرت سلطان المشائخ پچپن سال سے زیادہ مسند خلافت پر جلوہ افروز رہے۔ خصوصاً دہلی شہر میں آپ کا فیض عام ہوا۔ آپ نے یہاں سے نقل و حرکت نہیں کی۔ صرف حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے سات بار پاک پتن گئے تھے۔

غیاث پور کی رونق:- غیاث الدین بلبن کی سلطنت کا آخری زمانہ تھا۔ ملک میں انتشار اور افراتفری کا دَور دَورہ تھا۔ وہ بحکم خداوندی غیاث پور میں رہے۔ جن دنوں معزالدین کیقباد نے کیلوگرھی کو آراستہ پیراستہ کیا۔ تو لوگوں کی کثیر تعداد غیاث پور کو آنا شروع ہوئی اور اس شہر کی آبادی بہت زیادہ بڑھ گئی۔

سلطان ناصرالدین غازی۔ غیاث الدین بلبن۔ معزالدین کیقباد۔ شمس الدین کیومرث کے بعد جتنے بادشاہ تخت نشین ہوئے۔ حضرت نظام الدین اولیاء کے عہد خلافت میں تھے۔ ایسے بادشاہوں کے بعد واقعات آئندہ صفحات پر قلمبند کئے جائیں گے۔

جلال الدین خلجی کی استدعا:- غوری سلطنت ادران کے زیر انتظام علاقے ایک سو سال تک رہے حضرت خواجہ کی خدمت میں جلال الدین خلجی نے استدعا کی۔ کہ اگر اجازت ہو تو چند مواضعات جاگیر کا فرمان جاری کر دوں تاکہ خانقاہ کے درویشوں کے اخراجات پورے ہو سکیں۔ مگر آپ نے قبول نہ فرمائے۔ اس نے بار بار التجا کی۔ مگر آپ نے نہ صرف نامنظور فرمایا۔ بلکہ خلجی کو ملاقات کی اجازت نہ دی۔ اس نے خفیہ طور پر قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ جو حضرت امیر کے حالات میں درج کر دیا جائے گا۔

۶۹۵ھ میں علاء الدین شہاب الدین مسعود کو اُن کے داماد جلال الدین نے

marfat.com

قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن گیا۔ اس طرح ہندوستان کے امور سلطنت سخت ہو گئے انہوں نے چنگیزی مغلوں سے دوبارہ جنگ کا آغاز کر دیا۔ اور کئی معرکوں میں انہیں شکست دی۔ اس نے چار لاکھ پچھتر ہزار بہادر اور جنگ آزمودہ سپاہیوں کا ایک لشکر تیار کیا تھا۔ اس کی آرزو تھی کہ ایک نیا دین ایجاد کرے۔ اور ساری کائنات کو فتح کرے۔ لیکن اس نے سوچ بچار کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ بات قابل عمل نہیں۔ بایں ہمہ اس نے اپنے آپ کو سکندر ثانی کا لقب دیا۔ بہت سے مشہور قلعے جو ابھی تک اسلامی فتوحات سے باہر تھے۔ فتح کر لئے۔ قواعد و اصول مملکت وضع کئے۔ عدل و انصاف کو عام کیا۔ امیر و غریب سے محصولات حاصل کرنے کا نظام قائم کیا اور سلطنت کی شان و شوکت میں بے پناہ اضافہ کیا۔ ہاتھیوں پر سنہری ہودے رکھوائے اور بڑی ٹھاٹھ باٹھ سے سوار ہوتا حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

زشاہاں کس بہنگام سواری
جز او ننہا د برپیلاں عماری

بادشاہوں کی تواریخ اور حضرت امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

بزرگان دین کے تذکروں میں لکھا ہے۔ کہ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ ۶۵۱ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ زمانہ سلطان السلاطین بادشاہ درویش مقبول بارگاہ باری ناصر الدنیا والدین محمود غازی غزنوی قدس سرہ العزیز کا عہد حکومت تھا۔ اسی عہد معدلت گستر کے ساٹھویں سال میں آپ کے والد ماجد امیر سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت ہوئی تھی سلطان غیاث الدین جمادی الاول ۶۶۴ھ میں مسند آرائے تخت ہندوستان ہوا تھا۔ خان ملتان۔ جو بادشاہ کا بڑا بیٹا اور جانشین تھا سن ۸۴ھ میں مغلوں کے ہاتھوں شہید ہوا تھا حضرت امیر خسرو اس کے ساتھ رفیق حکومت اور مصروف جنگ تھے۔ اور یہ رفاقت اور

marfat.com

مصاحبت کئی سالوں سے چلی آرہی تھی۔ امیر خسرو بھی اس دار و گیر میں گرفتار ہو گئے مگر کچھ دنوں بعد امیر خسر ران کے قید خانہ سے نجات پانے میں کامیاب ہو گئے اور واپس دہلی پہنچے۔ ان واقعات کی روشنی میں ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ جلوس سلطانی کے چودھویں سال حضرت امیر خسرو کی ولادت ہوئی۔ اور آپ کی گرفتاری چونتیس سال کی عمر میں ہوئی تھی۔ غیاث الدین ۶۸۵ھ سال تخت نشینی میں فوت ہوئے اور معزّ الدین کیقباد تخت نشین ہوا۔ اس کے باپ نے بنگال سے اُٹھ کر اس پر حملہ کر دیا۔ آخر کار دونوں میں صلح و آشتی قائم ہوئی۔ اور یہ سلطنت از سر نو مستحکم ہو گئی۔ حضرت امیر خسرو نے اس واقعہ کو اپنی مثنوی قران السعدین میں لکھا ہے۔ اس کتاب کا سال تصنیف ۶۸۶ھ لکھا گیا ہے اس میں اپنی عمر تیس سال لکھتے ہیں۔ اس کتاب میں حضرت محبوب الٰہی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کہیں بھی ذکر خیر نہیں کیا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک حضرت امیر خسرو خواجہ محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز کی غلامی میں نہیں آئے تھے اور بعیت سے سرفراز نہیں ہوئے تھے۔ ورنہ کسی نہ کسی عنوان سے حضرت کی مدح یا ذکر خیر کیا جاتا۔ کیونکہ بعیت کے بعد امیر خسرو کی تمام کتابوں میں حضرت خواجہ کا ذکر خیر آتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ طالب علمی میں بھی حضرت امیر خسرو خواجہ محبوب الٰہی سے روحانی طور پر وابستہ نہیں ہوئے تھے۔ فوادالفوائد میں حکیم سنائی کا یہ شعر درج ہے۔

بر سر طور ہوا طنبور شہرت می زنی
عشق شاہ بن ترانی اندرین خواری مجو
خار راہ شوق عیاراں این درگاہ را
در کف پائے عروس مہد عماری مجو

عمار نامی ایک کاریگر نے عماری ایجاد کی تھی۔ اس کے نام سے یہ لفظ منسوب

marfat.com

ہوا۔ شیخ جمال اللہ ابوالفضل مجمع الفضائل تھے۔ آپ کو جمالی کے تخلص سے یاد کیا جاتا تھا۔
وہ مولانا ضیاء الدین سنامی محتسب اعلیٰ صاحب نصاب الاحتساب کی روایت سے سیر العارفین میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن علاء الدین خلجی نے قرابیگ کو حضرت شیخ المشائخ کی خدمت میں بھیجا۔ اور التماس کی کہ ایک عرصہ ہو گیا ہے کہ ہم نے ایک بہت بڑا لشکر اپنے بھائی الف خان کی قیادت میں جنوبی ہندوستان میں ارنگل کی مہم پر بھیجا تھا۔ ابھی تک اس کی خبر نہیں ملی۔ مجھے بڑی فکر ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں خود چلا جاؤں اور معلوم کروں کہ کیا صورت حال ہے۔ آپ براہ کرم ہمارے غریب خانہ کو اپنے جمال سے منور فرمائیں۔ اور جو مناسب حکم ہو ارشاد فرمائیں۔ بادشاہ کا خیال تھا کہ حضرت خواجہ اس تدبیر سے اس کے محل میں تشریف لائیں گے اور آپ کی تشریف آوری سے تمام بادشاہوں میں اسے ممتاز مقام حاصل ہو جائے گا۔ آپ نے قرابیگ کو جواب دیا۔ کہ سلطان کو سلام و دعا پہنچائیں۔ اور جا کر اطلاع دیں کہ آپ کو اسلام کا احترام اور ہماری عقیدت باعث مسرت ہے کل چاشت کے وقت اس ملک کی فتح کی اطلاع ملے گی۔ اور بھائی اور اس کے لشکر کی سلامتی کی خبر آئے گی۔ الف خان بھی بے پناہ مال غنیمت لئے عنقریب دربار سلطانی میں پہنچ جائے گا جس سے آپ کو راحت اور مسرت نصیب ہو گی۔ بادشاہ حضرت کا پیغام سن کر بے پناہ خوش ہوا۔ اور اعلان کیا کہ کل خوشخبری سنتے ہی پانچ سو سُرخ دینار درویشوں کے لئے ارسال کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوسرے روز ہی ایک سانڈنی سوار بڑی تیزی سے آیا فتح و کامرانی کی بشارتیں لے کر آپہنچا سلطان کے دل میں حضرت خواجہ محبوب الٰہی کی عقیدت میں مزید اضافہ ہوا۔ اور نذرانے پیش کئے جب قرابیگ حاضر ہوا اور حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں کھڑا رہا۔ اسی دن ایک قلندر اسفندیار نامی خراسان سے آیا تھا۔ اس نے دیکھا اور قریب آگیا۔ اور کہنے لگا: "الہدایا مشترک،" نذرانے میں شرکت ہو گی حضرت نے فرمایا: "یل تنہا خوشترک،" نہیں نہیں تم

marfat.com

اکیلے کو ہی ٹھیک رہیں گے۔ تمام نذرانے اور ہدایا اس قلندر کو بخش دیئے۔ وہ لے کر واپس وطن چلا گیا۔

حاسدین کا کارنامہ:۔ ایک بار ایسا ہوا کہ بادشاہ علاؤالدین کے چند درباری حاسدوں نے حضرت سلطان زمان خواجہ نظام الدین اولیاء اللہ کے خلاف دربار میں بدگوئیاں شروع کر دیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ اُن کی شہرت اور کمالات کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بج رہا تھا۔ ان کے کمالات و فضائل کا ایک عالم معترف تھا۔ آپ کی عظمت و کرامت کا جھنڈا اکناف عالم میں لہرا رہا تھا۔ شریف وضیع۔ شہری و لشکری درباری۔ بازاری۔ امرائے نامدار شہزادگانِ والا تبار غرضیکہ کوئی شخص ایسا نہ تھا۔ جو آپ کے دروازے کی خاک کو اپنے سر پر رکھنے کے لئے بے تاب نہ ہو۔ ان حالات میں یہ چال بڑی تباہ کن تھی۔ اس سے ساری سلطنت میں انتشار پیدا ہو سکتا تھا کیونکہ ان حالات سے تاریخ کے اکثر حکمرانوں کے اقتدار کا تختہ الٹا دیا گیا۔ اس صورت حال سے بادشاہ کو بڑی تشویش ہوئی۔ اس نے چند سوالات ایک کاغذ پہ لکھے۔ اور اپنے ولی عہد خضر خان کے ہاتھ دیئے۔ خضر خان دونوں جانب کے معتمد علیہ تھے! اور صورتحال دربار شاہی میں پیش کرنے کو کہا۔ اور یہ چاہا کہ آیا اس معاملہ میں حضرت شیخ کو خبر ہے یا نہیں۔ یا آپ کچھ دلچسپی لیتے ہیں یا نہیں۔

حضرت سلطان المشائخ نے جواب دیا کہ ہم درویش لوگ ہیں گوشہ نشین ہیں بادشاہ کے دعاگو ہیں۔ خاص و عام کی خدمت کے لئے کمربستہ ہیں۔ اگر اس کے بعد بادشاہ سلامت کوئی چیز پیش کرنا چاہیں تو عرض کروں گا کہ اللہ تعالیٰ کی زمین کے میدان بڑے وسیع ہیں۔ ہم کسی دوسری جگہ چلے جاتے ہیں۔ بادشاہ آپ کی طرف سے یہ جواب پاکر بڑا خوش ہوا۔ التماس کی۔ میرے مخالف مجھے اس بات

marfat.com

پر آمادہ کر رہے تھے کہ میں مقبولان بارگاہ رب العزت کے خلاف کوئی اقدام اٹھاؤں اور مال وجان تباہ کر لوں ہم تو حضرت مخدوم کے معتقد ہیں۔ گستاخی کی معافی چاہتے ہیں۔ اور اب حاضری کی اجازت ملنی چاہیئے۔

حضرت مخدوم سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ہم غائبانہ دعا میں مشغول رہتے ہیں ایسی دعا کا زیادہ اثر ہوتا ہے آپ کو یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔ بادشاہ نے اس کے باوجود اصرار زیارت کیا۔ مگر آپ نے فرمایا۔ درویش کے گھر کے دو دروازے ہوتے ہیں ایک دروازے سے بادشاہ داخل ہو گا۔ دوسرے سے درویش باہر چلا جائے گا۔

امیر خسرو شاہ شرف کی خدمت میں:۔ ایک دفعہ بادشاہ کو خاص مہم درپیش تھی۔ اس نے حضرت خواجہ سلطان اولیاء کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ آپ براہِ نوازش امیر خسرو کو ایک تحریری سفارش کے ساتھ حضرت شاہ شرف رحمۃ اللہ کی خدمت میں روانہ فرمائیں تاکہ وہ ہماری استدعا حضرت شاہ کی خدمت میں پیش کر سکیں۔ اور ان کا جواب لاکر دیں۔ حضرت امیر خسروؒ حضرت شاہ شرف قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے چند دن مقیم رہے بڑی برکات حاصل کیں جواب باصواب لئے واپس آئے ایک غزل لکھی جس میں ان تاثرات کو بیان کیا۔ ہم اس غزل کا مطلع اور مقطع لکھتے ہیں۔

اے کہ گوئی ہیچ مشکل چوں فراق یار نیست
گر امید وصل باشد آں قدر دشوار نیست!

چند گوئیدم برد زنار بند خود پرست!
بر تن خسرو کدامیں رگ کہ آں زنار نیست

marfat.com

غزل ثانی کا مقطع یہ ہے۔

خلق می گوید کہ خسرو بت پرستی می کند
آرے آرے می کنم با خلق عالم کار نیست

علاءالدین کا قتل:- آخری عمر میں علاءالدین کی سلطنت فتنوں کی نذر ہوگئی ملک نائب نے آپ کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ اور آپ کو گرفتار کر لیا چونکہ ملک نائب کو دربار میں بڑی عزت حاصل تھی۔ بڑا اقتدار دے دیا گیا تھا۔ اس کے دماغ میں فتور آ گیا اور اقتدار پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے ایک منصوبہ بنایا تاکہ سلطنت کے تمام دعویٰ داروں کو ختم کر کے بلا شرکت غیرے حکومت کرے۔ علاءالدین ان دنوں بیمار تھا۔ نائب ملک نے اسے گرفتار کیا۔ خضر خان شادی خان دونوں بھائیوں کو گرفتار کیا حتیٰ کہ بادشاہ کی ملکہ بانو ملک جہاں کو بھی قید خانے میں ڈال دیا۔ اور قلعہ گوالیار میں بند کر دیا۔ دربار کے بہت سے وفادار اور خیر اندیش امرا کو قتل کر دیا گیا۔ اور علاءالدین کے ایک سات سالہ بچہ شہاب الدین کے نام ایک جعلی دستاویز تیار کی اور اسے تخت نشین بنا دیا۔ اور خود اقتدار پر قابض ہو گیا۔ قلعہ میں بادشاہ کو زہر دے کر ختم کر دیا۔ شہاب الدین کے نام پر حکومت کرتے لگا۔ خضر خان شادی خان کو قید خانہ میں نابینا کر دیا۔ شہاب الدین کی والدہ کو ایام عدت میں ہی اپنے نکاح میں کر لیا۔ اس کا معمول تھا کہ ہر روز بام ہزار ستون پر شہاب الدین کو ایک بار لا کھڑا کرتا اور لوگوں کو دکھا دیتا کہ تخت نشین زندہ ہے خود اپنے ساتھیوں۔ اور ہم نوا امراء کے ساتھ قمار بازی۔ نرد اور چوپڑ میں مصروف رہتا۔ اس کا ارادہ یہ تھا کہ قطب الدین کو بھی قتل کر دے۔ ایک دن دربار کے قدیم وفادار ملازمین کو بھی قید خانہ میں بھیج دیا تاکہ قطب الدین کو قتل کر دیں۔ اس کو اپنے والد کے حقوق یاد تھے۔ اس نے ایک مرصع ہاران قیدیوں کو بخش دیا۔ اور کہا اگرچہ میں قید میں ہوں۔ مگر تم لوگ اب بھی ہمارے انعامات کے حقدار ہو۔ قطب الدین کے اس حسن سلوک

marfat.com

سے یہ لوگ بے حد متاثر ہوئے۔ ان کے دل کی کیفیت بدل گئی۔ قتل کرنے کی بجائے وہ بام ہزار ستون پر آئے۔ اور ملک نائب کو قتل کر دیا۔ ملک نائب کا یہ قتل علاءالدین کے قتل کے پینتیس ۳۵ دن بعد ہوا۔

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

حالات درست ہوئے تو قطب الدین کو اپنے چھوٹے بھائی شہاب الدین کی جگہ تخت نشین کیا گیا وہ دو ماہ کے اندر اندر امراء اور عمائد دربار کے اعتماد کے ساتھ بادشاہ قرار دیا گیا۔

حضرت خواجہ اور قطب الدین کی باہمی کشمکش

۷۱۸ھ ہشتم ماہ محرم الحرام کو قطب الدین نے اپنا خطاب مبارک شاہ رکھا اور باقاعدہ تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوا۔ اسے خدشہ تھا کہ شہاب الدین کسی وقت دعویٰ تخت نشینی نہ کر دے۔ چنانچہ اسے قلعہ میں قید کر کے اندھا کر دیا گیا۔ وہ بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ گوالیار کے قید خانے میں رہنے لگا۔ ابتدائے کار میں بڑا حلیم الطبع تھا۔ بڑی سخاوت کرتا چونکہ خود اسے قید خانے کی تکالیف کا احساس تھا۔ اس لئے اس نے حکم دیا کہ سترہ ہزار قیدیوں کو آزاد کر دیا جائے۔ اسی طرح چھ ماہ کی اضافی تنخواہیں تمام لشکر کو دی گئیں۔ مگر ایک وقت آیا کہ اس کی طبیعت میں درشتگی اور دلآزاری کے جذبات پیدا ہو گئے۔ وہ ناحق خونریزی کو استحکام سلطنت کا ذریعہ جاننے لگا۔ باپ کی طرح ایک مرد ہندوستانی لڑکی سے عشق کرنے لگا۔ اور اسے خسرو خان خطاب دیا۔ اپنے قیدی بھائیوں کو قتل کرا دیا۔ حضرت سلطان الاولیاء خواجہ محبوب الٰہی کے بارے میں بھی دلی عناد رکھنے لگا۔ کیونکہ خضر خان اور شادی خان حضرت کے عقیدت مند تھے۔ حضرت کے منکروں کو اپنا معتمد اور درباری بنا لیا۔ ان میں شیخ زادہ حسام الدین جیسے حاسد بھی تھے۔ اس نے اعلان کر دیا۔ جو شخص خواجہ نظام الدین اولیا کا سر لا کر دے گا۔ اسے ایک ہزار دینار

marfat.com

زر خالص انعام دیا جائے گا۔ دوسری طرف اپنے تمام امرا وزراء کو حکم دیا کہ کوئی شخص خواجہ نظام الدین کی ملاقات کے لئے غیاث پور نہ جائے۔ حتیٰ کہ مولانا ضیاء الدین رومی نے حضرت شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ کا سلام دیا مگر اس کا جواب دینا بند کر دیا۔ اور حضرت کی قطعاً کوئی پرواہ نہ کی۔ جب جامع مسجد سیری کو آراستہ کیا گیا تو بادشاہ نے حکم جاری کر دیا کہ تمام درویش اور صلحائے شہر اس مسجد میں جمع ہوں۔ تمام شہر کے صلحاء علماء اور امراء جمع ہوئے مگر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے معذرت کر دی۔ اور فرمایا۔ ہم کیلوکری کی جامع مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں۔ یہاں ہی ادا کریں گے۔ شہر کے تمام صلحا اور عرفا کو حکم دیا گیا کہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو بادشاہ کے آداب کے لئے دربار میں حاضر ہوا کریں۔ مگر حضرت سلطان المشائخ نے اس تاریخ کو بھی دربار میں جانے سے معذرت کر دی۔ حالانکہ خواجہ محمد اقبال یہاں سے ہی جایا کرتے تھے۔ چنانچہ یہ دونوں چیزیں بادشاہ کی ناراضگی کا سبب بن گئیں اس نے ایک فرمان جاری کیا۔ کہ اگر آئندہ ماہ خواجہ نظام الدین حاضر دربار نہ ہوں تو انہیں گرفتار کر کے لایا جائے۔

حضرت مولانا جمال کی روایت کے مطابق، ۲۷ ماہ شوال سلطنت کے چند سپاہی شاہی حکم لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مگر دربار میں واپس جا کر کہہ دیا کہ ہم نے اپنے اثر و رسوخ سے حضرت خواجہ کو آئندہ ماہ حاضری کے لئے آمادہ کر لیا ہے۔ بادشاہ کو اس بات پر بڑی خوشی ہوئی۔ اور غصہ ٹھنڈا ہوا کہ چلو کسی صورت میں تعمیل فرمانِ شاہی ہوا۔ اور میری بات رہ گئی۔ اسی رات خواجہ وحید الدین قریشی پدر سید الحجاب اور اعز الدین علی شاہ حضرت امیر خسرو کے بھائی۔ حضور خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ دونوں آپ کے عقیدت مند اور مرید تھے۔ حضرت سے صورت حال دریافت کی۔ آپ نے فرمایا۔ میں اپنے بزرگان طریقت کے طریقے کے خلاف کچھ نہیں کروں گا۔ یہ جواب سنتے ہی ہر ایک کو بڑی حیرت ہوئی۔ ادھر بادشاہ کو انتظار تھا کہ حضرت کب میرے دربار میں

marfat.com

حاضر ہوتے ہیں۔ دوسری طرف حضرت شیخ دربار شاہی میں جانے کے لئے آمادہ نہیں ہو رہے تھے۔ لوگوں کو خیال تھا۔ اس طرح بادشاہ کا مزاج مزید خراب ہو گا۔ اور شہر میں ایک کشیدگی پیدا ہو گی۔ چند خیر اندیش حضرات نے حضرت کی خدمت میں عرض کی حضور! اگر آپ دربار میں جانا کسی طرح بھی پسند نہیں فرماتے تو حضرت خواجہ فرید شکر گنج سے استمداد کرنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ میں دنیاوی معاملات میں حضرت فرید الدین سے اعانت حاصل کروں۔ انشاء اللہ قطب الدین بادشاہ کو اس سلسلہ میں کامیابی نہیں ہو گی۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک تیز سینگ والا بیل مجھے مارنے کے لئے دوڑ رہا ہے بڑے زور شور سے میرے نزدیک آ پہنچا ہے۔ میں اٹھا ہوں۔ اور دونوں سینگ پکڑ کر اُسے زمین پر گرا دیا ہے۔ اور وہ ہلاک ہو گیا ہے۔

اسی ماہ کی آخری رات تھی۔ خواجہ اقبال حاضر ہوئے۔ عرض کی حضور کل نیا چاند ہو گا۔ تیاری فرمائیں۔ کون سا لباس زیب تن کرنا ہے۔ کون سا تبرک لینا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ابھی خاموش رہو۔ اور اپنا کام کرو۔ عصر کی نماز کے بعد خواجہ اقبال پھر حاضر ہوئے۔ اور عرض کی حضور پالکی تیار ہو چکی ہے۔ کہاروں کو بلاؤں۔ آپ لباس زیب تن فرمالیں۔ مگر آپ پھر خاموش رہے۔ وہ سمجھ گئے کہ آپ تشریف لے جانے کے لئے آمادہ نہیں ہیں۔ اللہ کی قضا دیکھیئے۔ اسی رات ابھی ایک پہر اور چند ساعت گزری تھیں۔ خسرو خان بردان جس کے زیر کمان پچاس ہزار سوار تھے۔ اور شاہی محل کا محافظ تھا۔ اور بادشاہ نے اسے اپنا خاص اعتمادی سپہ سالار بنا رکھا تھا۔ وہ ہزار ستوں کے محل میں داخل ہوا۔ فصیل کے دروازے کے قریب جا کر اس نے قطب الدین کو اپنی تلوار سے قتل کر دیا۔

سیر الاولیاء کے مؤلف فخر النساء بی بی زلیخا کے تصرفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بادشاہ نے جوانی کے غرور اور نخوت میں اعلان کر دیا تھا۔ اگر خواجہ نظام الدین

marfat.com

اس ماہ حاضر نہ ہوئے تو میں ایسی سزا دوں گا کہ یاد رکھیں گے اسی رسم کے مطابق اس مہینے کی پہلی کو شہر کے تمام علماء فضلا، صلحا۔ اکابر مشائخ حاضر ہو گئے۔ اس صورت حال کی خبر حضور کو پہنچی تو آپ خاموش رہے ہاں آپ والدہ ماجدہ کی زیارت کو چلے گئے۔ اور عرض کی۔ مجھے بادشاہ وقت نے تنگ کر دیا ہے۔ اگر آپ نے کوئی فریاد نہ سنی تو میں آئندہ ماہ حاضر نہیں ہوں گا۔ چاند نکلا۔ لوگوں کو انتظار تھا کہ کل حضرت سلطان المشائخ ضرور حاضر دربار ہوں گے۔ مگر اسی رات اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آ گیا۔ اور قضا نے اپنا تیر پیوست کر دیا اور بادشاہ کو ختم کر دیا خسرو خان نے بادشاہ قطب الدین کا سر تن سے جدا کر دیا۔ اور بے سر لاشے کو قلعہ کی دیوار سے نیچے گرا دیا اور کٹے ہوئے سر کو نیزہ پر چڑھا کر تمام مخلوق کو دکھایا گیا۔

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ کچھ عرصہ سے عمائد دربار خسرو خان کے خلاف شکایات پیش کر رہے تھے کہ اس کی باتوں اور اشاروں سے خلافت اور حکمرانی کی بو آ رہی ہے۔ اس کے ارادے اچھے نہیں ہیں۔ بادشاہ اس پر مہربان تھا۔ مکمل اعتماد رکھتا تھا۔ پرواہ نہ کی بلکہ جو شخص بھی خسرو خان کے بارے میں بات کرتا۔ اسے اس کی ذاتی دشمنی پر محمول کرتا۔ حتیٰ کہ قاضی ضیاء الدین۔ قاضی خان نے جو بادشاہ کے استاد تھے۔ علیحدگی میں خسرو خان کے بارے میں خدشات کا اظہار کیا اور احتیاط برتنے کی نصیحت کی۔ بادشاہ اس خاص راز کو بھی ضبط کرنے سے قاصر رہا۔ خسرو خان کو کہہ دیا۔ جو قاضی خان کے خلاف ہو گیا۔ جس دن بادشاہ قتل ہوا۔ تو اس نے اپنے خویش و اقارب اور خاص احباب بیس ہزار کے قریب محل ہزار ستوں کے ارد گرد جمع کئے ہوئے تھے۔ رات کا ایک حصہ گزرا تو قاضی خان بام مہرو رج سے اتر کر نیچے کی منزل میں آ رہا تھا۔ خسرو خان کے چیلنے راستہ میں ہی اسے بڑی دلچسپ باتوں میں لگا لیا۔ اسی اثنا میں جاجریا نامی ایک شخص پیچھے سے آیا اور اس نے قاضی کا سر تلوار سے اڑا کر رکھ دیا۔ لوگ جمع ہوئے۔ تحقیق کرنے لگے شور

marfat.com

برپا ہوا۔ بادشاہ نے اپنے محل سے سنا۔ خسرو خان سے پوچھا۔ کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اس نے بتایا۔ ہزار ستون کے گھوڑے کھل گئے ہیں۔ لوگ انہیں پکڑ رہے ہیں۔ اسی اثنا میں خسرو خان کے رفقا ابراہیم اور اسحاق کے علاوہ دوسرے معتمد افسران آگے بڑھے۔ اور محل سرا کے وفادار دربانوں کو تہہ تیغ کر دیا۔ بہت سے محافظ زخمی ہو گئے۔ شور و غوغا اور بڑھا ہر طرف شور برپا ہو گیا۔ بادشاہ وہاں سے دوڑا اور پرانی محل سرا کی طرف بڑھا اور جان لیا کہ وقت نے دھوکا دیا ہے۔ خسرو خان نے نہائیت جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بادشاہ کو بالوں سے پکڑ لیا اور نیچے گرا لیا۔ بادشاہ واپس لوٹا اور حسب عادت خسرو خان کو نیچے گرا لیا۔ مگر خسرو خان نے بادشاہ کے بال نہ چھوڑے۔ اسی اثنا میں خسرو خان کا بھائی حسام الدین اور قاضی خان کا قاتل جا جریا پہنچ گئے اور بادشاہ کا سر کاٹ دیا۔ اسی وقت حرم سرا میں آ کر فرید خان اور علی خان اور دوسرے لڑکوں کو قتل کر دیا گیا۔ حرمات شاہی کو قید کر دیا گیا۔ یہ واقعہ رات پنجم ماہ ربیع الاول ۷۲۱ھ کو ہوا تھا۔

دوسری صبح خسرو خان نے ناصر الدین کے نام سے تخت نشینی کا اعلان کیا اور تخت ہزار ستون پر جلوہ فرما ہو گیا۔ اور اس طرح اس نے پانچ ماہ تک حکومت کی۔ ایک طبق جس میں سونے کے زیورات اور جواہرات اور موتی بھرے تھے حضرت خواجہ نظام الدین کی خدمت میں نذر کئے۔ خانقاہ کے تمام صلحا۔ فقرا۔ علماء فضلا کو ان کے مراتب کے مطابق ہدایا اور تحائف دیئے۔ البتہ غیاث الدین ملک غازی نے اپنے آپ کو ان تمام تقریبات سے دور رکھا۔ تمام امراء وزراء اور علماء سے کٹ گیا وہ صرف حضرت خواجہ سلطان الاولیاء کی مجلس میں حاضری دیا کرتا تھا۔ لوگوں کا یہ خیال تھا۔ کہ خسرو خان چند دن کا مہمان ہے تمام نے ان تحائف کو امانتاً محفوظ کر دیا تھا۔ تاکہ اس کے زوال کے وقت کسی قسم کی دشواری نہ ہو۔ صرف خواجہ نظام الدین اولیاء اللہ نے ان تحائف کو درویشوں میں تقسیم بھی کیا اور لنگر میں خرچ بھی کیا۔

marfat.com

خسرو خان کا نذرانہ:- سیر العارفین میں لکھا ہے کہ شہنشاہ تغلق نے پانچ ہزار روپیہ زر خالص خسرو خان کے ذریعہ حضرت شیخ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ حضرت شیخ نے جواب دیا کہ یہ روپیہ بیت المال سے آیا ہے۔ مستحقین میں تقسیم کر دیا جائے یہ میرے خاص ذاتی خرچ کے لئے استعمال نہیں ہوگا۔ مولانا نور الحق مشرقی لکھتے ہیں کہ خسرو خان نے پانچ زر مسکوک طلائی نذرانہ پیش کئے اس کے علاوہ لعل و جواہرات کے طاق بھی نذرانہ دیئے۔ ان جواہرات میں لعل شب تاب اور گوہر رخشاں بھی تھے۔ بعض مورخین اور تذکرہ نگاروں نے انہیں تابندہ اختر لکھا ہے۔

مسئلہ سماع پر اختلاف:- سلطان غیاث الدین تغلق تخت شاہی پر مسند افروز ہوئے پہلے تو اس نے خسرو خان کے تحائف پر اعتراضات کئے کہ یہ خواجہ محبوب الہیٰ نے کیوں قبول کئے پھر آپ کے طریقہ وجد و سماع۔ مجالس و اجتماع پر اعتراضات کرنے لگا۔ پھر ایک محضر نامہ تحریر کیا۔ جس میں سماع و وجد کی ممانعت کر دی گئی۔ یہ ممانعت امام اعظم ابو حنیفہ کی روایات کی روشنی میں فقہی دلائل کے ساتھ کی گئی۔ پھر اپنے نو تعمیر کردہ محل میں حضرات مشائخ صلحائے شہر و فضلائے وقت کے ساتھ حضرت خواجہ محبوب الہیٰ کو طلب کیا۔ تغلق کے دربار میں اس وقت دو سو چون علمائے نامدار موجود تھے۔ یہ بڑے زبردست علماء حق پرست تھے ان پر مشتمل ایک دار الشریعت قائم کیا۔ مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ان علماء میں سے بادشاہ نے دس علماء کی ایک مجلس قائم کی۔ جو ان حضرات میں سے سر برآوردہ علم و فضل تھے۔ انہیں اختیار دیا گیا کہ وہ شرعی مسائل پر بادشاہ سے بحث کرتے اور دلائل کے ساتھ کسی فیصلہ پر پہنچتے تھے۔ بادشاہ نے مسئلہ سماع پر ایک مجلس مباحثہ قائم کی۔ اور قاضی رکن الدین کو جو سب سے بڑے عالم دین اور قاضی تھے۔ وہ حاکم وقت بھی تھے

marfat.com

اور سر آمد زمانہ بھی تھے۔ مخاطب کیا۔ وہ اس مسئلہ پر دوسروں سے زیادہ ہی تیز تھا۔ حتیٰ کہ غلو کی حد تک آگے بڑھا ہوا تھا۔ اس نے حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ کے پاس جا کر کہا۔ حضرت آپ درویش ہیں اور اس میں شک نہیں کہ آپ اپنی مجالس میں سماع اور سرود میں مشغول رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ بات تو درست ہے قاضی قیشری نے پوچھا۔ آپ کے پاس سماع کے جواز کی کوئی دلیل ہے۔ آپ نے حضور کی احادیث سے سماع کا جواز ثابت کیا۔ تو قاضی قیشری نے کہا۔ آپ مجتہد وقت تو نہیں ہیں آپ حدیث نبوی کو بطور سند پیش نہیں کر سکتے۔ آپ حضرت امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں آپ ان کی روایت کو پیش کریں۔ تاکہ آپ کی بات مستند ہو۔ آپ نے فرمایا۔ سبحان اللہ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے سامنے آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کو مستند مانتے ہیں۔ قاضی قیشری نے کہا۔ اگر آج کے بعد آپ نے محافل سماع و سرود جاری رکھیں تو آپ شریعت کے مجرم ہوں گے۔ آپ نے فرمایا تمہیں حکومت کے اقتدار کی رعونت نے یہاں لا کھڑا کیا کہ اب یہ مسائل بیان کرتے ہو۔ انشاء اللہ عنقریب اس رعونت سے نجات پاؤ گے۔ پھر اہل اللہ سے گستاخی اور تکبر کے نتیجہ میں ایمان کی سلامتی کو بھی خطرہ ہو گا۔ اسی اثنا میں مولانا علیم الدین جو حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ کے نبیرہ تھے۔ آئے۔ بادشاہ ان کے استقبال کے لئے آگے بڑھا۔ مگر مولانا علیم الدین نے سب سے پہلے حضرت سلطان المشائخ سے ملاقات کی۔ احوال کی پرسش کی۔ پھر بادشاہ کو ملے۔ اور کہا۔ حضرت خواجہ کو استقبال کے لئے آنے کی کیوں تکلیف دی گئی ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ علماء عصر نے آپ کے خلاف ایک محضر نامہ ترتیب دیا ہے۔ جس میں سماع و سرود کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ اللہ کا شکر ہے آپ تشریف لے آئے ہیں اب حق و باطل میں امتیاز ہو جائے گا۔ حضرت مولانا نے فرمایا۔ ہم نے بیت الحرام مسجد نبوی۔ روم۔ شام۔ مصر میں حاضری دی ہے۔ علماء کرام اور

marfat.com

مشائخ عظام کی مجالس میں شرکت کی ہے وہاں دیکھا ہے کہ تمام مشائخ سماع سنتے ہیں کسی ملک کا قاضی یا مفتی مانع نہیں ہوتا سماع اہل سماع کے لئے بلاشک وریب ہر مذہب وملت میں جائز ہے حضرت شیخ اور آپ کے درویش اہل سماع ہیں۔ اہل کمال ہیں صاحب حال ہیں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سماع سنا تھا۔ پھر وجد میں آ کر اظہار مسرت فرمایا تھا۔ یہ بات سنتے ہی بادشاہ اٹھا۔ اور معذرت کرتے ہوئے اعیان مملکت کو لے کر غیاث پور چلا گیا۔

دیوانگان سماع کی حکمرانی:- حضرت شیخ عثمان سیاح سنامی حضرت مخدوم رکن الدین ابوالفتح ملتانی قدس السرہ السامی کے مریدوں سے تھے۔ دہلی میں تشریف لائے۔ حضرت سلطان المشائخ کی مجلس سماع میں شریک ہوتے۔ غیاث الدین تغلق نے ایک فرمان شاہی کے ذریعہ سماع پر پابندی نافذ کر دی تھی۔ پھر یہ حکم تھا کہ اگر کوئی مطرب قوال یا سازندہ کوئی سماع یا ساز بلند کرے گا۔ زبان منہ سے کھینچ دی جائے گی۔ ایک دن امیر حسن امیر صامت قوال کا بیٹا جو حضرت سلطان المشائخ کی مجالس کا بہترین قوال تھا۔ شیخ سیاح کی خانقاہ کے سامنے سے گزرا۔ آپ نے بلا کر کہا حسن آج کچھ چیز نعت یا غزل سنا سکو گے؟ اس نے بتایا۔ حضور! ان دنوں بادشاہ کے احکام اتنے سخت ہیں کہ آپ نعت و غزل کی بات کرتے ہیں۔ خوش الحانی سے قرآن پاک کی تلاوت کرنے پر بھی پابندی ہے۔ شیخ نے اصرار کیا۔ کہ تم اندر چلے آؤ۔ کوئی غیر یہاں نہیں ہوگا۔ میں دروازے کی زنجیر لگا دیتا ہوں۔ نرم آواز سے مجھے کچھ سنا دو۔ امیر حسن مجبور ہو کر آ گیا۔ یہ شعر ترنم سے اٹھایا۔

زاہد ز دین بر آمد و صوفی ز اعتقاد[1]
ترسا محمدی شد و عاشق ہماں کہ ہست

---

[1]:- زاہد دین سے پھر گیا ہے صوفی نے اپنا اعتقاد بدل لیا ہے آتش پرست مسلمان ہو گئے ہیں۔ مگر عاشق جس مذہب پر تھا۔ وہاں ہی ہے۔

marfat.com

حضرت شیخ سیاح کو اس شعر پر وجد آگیا اٹھے۔ مکان کے دروازے کی زنجیر کھول دی اور فرمایا بلند آواز سے سناؤ اور کسی بادشاہ کی پرواہ نہ کرو! حسن بھی شیخ کی حالت دیکھ کر بے خود ہو گیا۔ اور بلند آواز سے سماع کرنے لگا۔ یہ آواز سنتے ہی قرب وجوار کے دو سو قوال جمع ہو گئے۔ خانقاہ کا میدان بھر گیا۔ ہر صوفی اور درویش درد دل کی آواز پر دوڑا دوڑا خانقاہ میں آگیا۔ اس رات اتنی مخلوق خاص وعام جمع ہوئی کہ خانقاہ سے نکل کر بازار اور چوک بھر گئے۔ شہر میں ایک شور برپا ہو گیا۔ شیخ اسی حالت میں قوالوں اور درویشوں کے اس عظیم مجمع کو لئے ہوئے سماع وسرود کے جلوس کی صورت میں تغلق آباد کو روانہ ہوئے۔ وہاں سے زیادہ سے زیادہ ایک کوس کا فاصلہ تھا۔ شہر کے چھوٹے بڑے یہ رنگ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ ان قوالوں صوفیوں اور درویشوں کو کیا ہو گیا ہے۔ حتیٰ کہ بادشاہ نے محل کے بام سے دیکھا۔ تو دنگ رہ گیا کہ یہ ماجرا کیا ہے۔ اپنے خاص مصاحب ملک شادی کو بھیجا کہ دیکھو یہ کیا تماشا ہے۔ وہ سوار ہو کر آیا۔ جلدی سے واپس لوٹا۔ بادشاہ کو خبر دی کہ شیخ سنامی عثمان سیاح کی قیادت میں بے شمار صوفیاء اور قوال نعتیں پڑھتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ وہ قطار در قطار رقص کرتے ہیں۔ اور سرور کرتے چلے آ رہے ہیں۔ بادشاہ کو بہت غصہ آیا۔ اور کہا کہ خسرو خان کے کئی لاکھ روپے انعامات کا یہ اثر ہے کہ آج یہ صوفی اور درویش بھی ہمارے احکامات کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ ہر شخص یہ جانتا تھا۔ کہ اس نذرانے یا انعامات سے شیخ عثمان سیاح نے ایک پائی بھی نہ لی تھی۔ چنانچہ سید علاء الدین مجاوری رحمۃ اللہ علیہ اٹھے آپ نے بادشاہ کو سمجھایا اور صورت حال سے آگاہ کیا۔ بادشاہ نے کہا اگر خسرو خان کے روپے لینے والے ہوتے تو آج میں انہیں سخت سزا دیتا۔ ملک شادی کو حکم دیا کہ ان تمام لوگوں کو شاہی محل میں لایا جائے اور حضرت شیخ سنامی کو کمال اعزاز واحترام سے بٹھایا جائے مطبخ سلطانی سے تمام لوگوں کو اعلیٰ قسم کا کھانا دیا جائے۔

marfat.com

قوالوں کو نقدی دی جائے صوفیاء اور مشائخ کو خلعتیں دی جائیں۔ اور شاہی خزانے کھول دیئے جائیں۔ مورخین لکھتے ہیں کہ چند دنوں تک ان حضرات پر بارش لطف و عنائیت ہوتی رہی۔ ملک شادی نے بادشاہ کے حکم سے بڑھ چڑھ کر خدمات پیش کیں حضرت شیخ چوتھے روز شکریہ ادا کیئے بغیر غیاث پور لوٹ آئے۔

حضرت رکن دین ملتانی سے ملاقات:

حضرت شیخ ابوالفتح رکن الدین ملتانی قدس سرہٗ السامی کئی بار دہلی تشریف لے گئے۔ ایک بار آپ قطب الدین مبارک شاہ کی دعوت پر دہلی آئے۔ حضرت سلطان المشائخ رحمہ اللہ نے سنا تو آپ اپنے درویشوں کو لے کر حوض خاص طلائی تک آپ کے استقبال کے لیئے آئے نماز صبح کے وقت دونوں بزرگوں کی ملاقات ہوئی جب شیخ بادشاہ کو ملے۔ تو بادشاہ نے آپ سے دریافت کیا۔ دہلی میں سب سے بڑا بزرگ کون ہے؟ اور آپ کس کو ملے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو شخص اس شہر کا بہترین بزرگ ہے۔ اسے میں نماز فجر کے ساتھ ملا ہوں۔

ایک دن سید کمال الدین نے یہ خبر دی کہ شیخ غیاث پور کی طرف تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت اس وقت اپنی خانقاہ سے باہر ایک باغیچہ میں قیام فرما تھے۔ چبوترہ متصفا جسے خواجہ جہاں احمد ایاز کی طرف منسوب کیا جاتا تھا اور جسے شیخ حسن نے تعمیر کیا تھا سے حوض کی طرف تشریف لائے۔ حضرت شیخ گنبد کی درمیانی دہلیز یہ چبوترہ مقابر یاراں کے نزدیک ہے۔ کے پاس پہنچے۔ اور چاہا کہ آپ پالکی پر بیٹھ کر تشریف لائیں۔ مگر حضرت نے ازرہٖ کمال محبت یہ بات گوارا نہ کی۔ اور سواری پر اندر لا کر سامنے تشریف فرما ہوئے۔ مولانا عماد الدین اسماعیل برادر خورد نے کہا۔ یہ وقت ایسا ہے جب دونوں جلیل القدر یک جا مجلس فرمائیں ہم اسے خیر المجالس کہیں گے۔ اگر اس موقعہ کی علمی موضوع پر گفتگو کی جائے تو یہ یادگار زمانہ ہوگی اور اس کے فیضان حاضرین مجلس پر رہیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی

marfat.com

اللہ علیہ وسلم کی ہجرت میں کیا مصلحت اور حکمت تھی۔ ہر دو بزرگوں نے اس موضوع پر جُدا جُدا گفتگو کی اور اپنے اپنے الفاظ میں بڑی عمدہ تاویلات بیان کیں مگر ہر ایک نے ایک دوسرے کی گفتگو کی تعریف کی۔

ہجرت رسُول میں حکمت :۔ حضرت شیخ نے بتایا کہ حضور نبی کریم کے وجود مسعود میں جو کمالات و درجات نبوت تقدیر کر دیئے گئے تھے۔ وہ اس بات کے متقاضی تھے کہ آپ مدینہ پاک تشریف لے جائیں تو یہ درجات اور کمالات پایۂ تکمیل تک پہنچیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اگرچہ میں نے کسی تفسیر یا دوسری کتاب میں نہیں دیکھا۔ لیکن میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء کی دعوت وارشاد اہل مکہ پر مکمل طور پر نازل ہوئی تھی۔ ہر شخص اس دولت سے مشرف ہوا تھا۔ سوائے ان ناقص القلب اور ناقص العقل لوگوں کے جو ایمان سے محروم رہے مدنی لوگوں کا آپ کی خدمت میں حاضر رہنا دشوار تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا۔ کہ آپ بذات خود تشریف لے جائیں تو وہ محرومانِ مدنی بھی اس نعمت سے مشرف ہو جائیں۔ اور حضور کے کمالات سے حصہ پا سکیں۔ اس گفتگو کے بعد کھانا لایا گیا۔ لوگوں کی بے پناہ درخواستیں پالکی میں رکھی گئی تھیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا۔ یہ اہل دنیا کی درخواستیں ہیں۔ میں انہیں بادشاہ کے پاس لے جاؤں گا۔ ان لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ میں بادشاہ دہلی کے پاس نہیں جا رہا ہوں۔ رخصت کے وقت گراں قدر تحائف پیش کئے گئے۔ دونوں حضرات کے حکم سے یہ تحائف مولانا عماد الدین نے قبول کر لئے۔ غیاث الدین تغلق کے زمانہ میں جس قدر تحائف آتے رہے آپ مولانا عماد الدین کو تفویض فرماتے چلے گئے۔

شیخ نظام الدین دہلوی عالم وجد میں :۔ بحر المعانی میں لکھا ہے کہ جن دنوں شاہ تغلق کے دل میں حضرت سلطان

marfat.com

المشائخ کے سماع اور وجد کے بارے میں غبار و تکدر تھا۔ ایک سیاح نے ملتان میں حضرت شیخ ابوالفتح ملتانی کی خدمت میں بیان کیا۔ آپ نے دہلی جانے کا ارادہ فرمایا۔ وہاں پہنچ کر آپ نے صحیح صورت دریافت کی ملاقات کے وقت آپ کی خدمت میں صامت قوال بھی حاضر ہوا۔ اس نے سماع شروع کیا۔ سلطان المشائخ وجد میں آ گئے آپ سماع کے دوران اٹھے۔ مگر حضرت ملتانی نے آپ کی آستین مبارک پکڑ لی۔ اور آپ کو بٹھا لیا۔ دوسری بار وجد آیا تو آپ نے آپ کا دامن مبارک پکڑ کر نیچے بٹھا دیا۔ تیسری بار اٹھے تو آپ نوافل ادا کرنے میں مشغول ہو گئے۔

مولانا محمد شاہ امام نے آپ سے دریافت کیا۔ یا حضرت آپ کی ان حرکات میں کیا مصلحت تھی۔ فرمایا کہ میرے بھائی حضرت نظام الدین پہلی بار وجد میں آئے تو ان کا ایک قدم ساتویں آسمان پر تھا۔ میں نے آستین پکڑ کر نیچے بٹھا دیا۔ دوسری بار وجد میں آئے۔ تو آپ کا قدم سقف عرش پر تھا میرا ہاتھ وہاں تک نہ پہنچ سکا۔ میں نے دامن پکڑ لیا۔ اور نیچے بٹھا دیا۔ تیسری بار میں نے دیکھا۔ تو آپ کہیں نظر نہ آئے۔ میں عالم ناسوت میں آیا۔ اور نوافل ادا کرنے لگا۔

شاہ غلام مصطفیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے نفحات القدس میں ایک ایسا ہی واقعہ لکھا ہے کہ ایک دن دوران سماع حضرت نظام الدین کے حجرہ میں سے نور کی شعاعیں نمودار ہوئیں۔ شیخ رکن الدین اور دوسرے حضرات نے دیکھیں تو ادباً کھڑے رہے۔

سلطان المشائخ کی عیادت :-

سیر الاولیاء میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ حضرت ذکریا ملتانی چوتھی بار دہلی تشریف لائے تو ان دنوں حضرت سلطان المشائخ بیمار پڑے تھے۔ یہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ تھی۔ صبح عید تھی۔ آپ حضرت شیخ کی عیادت کو پہنچے۔ آج یوم عید ہے۔ ہر شخص حج کی برکات میں مصروف سعی کی سعادت حاصل کر رہا ہے ہم بھی اس مبارک دن کو حضرت کی زیارت

marfat.com

سے مشرف ہو کر حج کا ثواب حاصل کر رہے ہیں۔

اسرار السالکین میں مذکور ہے کہ ایک دن حضرت سلطان المشائخ پر خاص حالت طاری تھی۔ نماز فجر کا وقت تھا۔ ایک سُرخ ٹوپی بام سے نیچے آتی دکھائی دیتی اور نماز کے بعد یہی سُرخ ٹوپی واپس چلی جاتی ایک دن تمام احباب اوراد و اشغال میں مشغول ہونے کی بجائے آپ کے چہرہ انور کے جمال جہاں آرا کی زیارت میں مشغول ہو گئے اور سب کی نگاہیں روزن بام پر لگی ہوئی تھیں۔ کچھ عرصہ کے بعد روزن کی طرف سے وہ کلاہ سُرخ آتا دکھائی دیا۔ تو آپ پر ضعف اور زرمی جاری تھی کچھ اور بے ہوش ہو گئے تھے۔ ہوش میں آتے تو پوچھتے کیا وقت ہوا ہے۔ اور میری کتنی نمازیں فوت ہوئی ہیں آپ پھر اٹھتے۔ غسل فرماتے۔ کپڑے بدلتے۔ سفید کپڑے زیب تن کرتے اور تمام قضا نمازوں کو ادا فرماتے۔

ایک دن اس خاص وقت میں شیخ رکن الدین موصوف الصدر جا پہنچے آپ نے دیکھا کہ آپ پر ایک حالت طاری ہے۔ سلام کیا۔ جواب نہ ملا۔ جلدی سے وہاں سے باہر نکل آئے۔ جب حضرت کو اس حالت سے افاقہ ہوا تو محسوس ہوا کہ یہاں سے کوئی ہو کر گیا ہے۔ لوگوں سے پوچھا۔ مجھے اس جگہ سے "بوئے ولائیت" آ رہی ہے کون آیا تھا۔ لوگوں نے بتایا۔ حضور شیخ رکن الدین ملتانی تشریف لائے تھے۔ ہم انہیں روک نہ سکے تھے۔

ایک دن لوگوں نے اس دن کی حالت کے بارے میں آپ سے دریافت کیا فرمایا۔ میری حالت اللہ سے دریافت کرنا چاہیئے۔ ایک دن دعا کے دوران آپ نے اللہ تعالیٰ سے استدعا کی کہ یا اللہ حضرت نظام الدین کس حال میں ہوتے ہیں ندا آئی۔ یہ شخص اولیاء امم سابقہ کا بھی امام ہے۔ موجودہ اولیاء کا بھی سرخیل ہے۔ عرض کی کہ ان الفاظ سے اطمینان قلب نہیں ہوا فرمایا آپ مقام محبوبیت اور منزلِ معشوقیت پر فائز ہیں۔

marfat.com

حضرت سید محمد جعفر مکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں

مقام سیّد عبدالقادر اور خواجہ نظام الدین کہ ایک دن مجھے دریائے نیل میں ایک کشتی پر حضرت خضر کی مصاحبت میں سفر کا اتفاق ہوا۔ آپ نے مجھے بتایا کہ سیدنا عبدالقادرؒ جیلانیؒ اور سید نظام الدین بدایونی رحمہما اللہ کو اللہ تعالیٰ نے مقام معشوقی عطا فرمایا تھا آپ کے سلسلے اور مشرب سرکارِ احمدیت کے روح سے سرفراز تھے۔

مقام محبوبیت: اہل تصوف نے تصوف کی اعلیٰ ترین کتابوں میں لکھا ہے اور ان بزرگان دین نے اپنے مشاہدات میں دیکھا ہے کہ جب صاحب ولایت کو منزلت اقطاب و افراد سے بلند کیا جاتا ہے۔ تو وہ منزلِ محبوبی میں پہنچتا ہے۔ وہ اللہ کی ذات اور اوصاف سے متصف ہوتا ہے۔ اس کا ارادہ اللہ کا ارادہ ہوتا ہے۔ اس کا حکم اللہ کا فرمان ہوتا ہے۔ سر سے لے کر قدم تک اس کا تمام جسم نور بن جاتا ہے۔ وہ غیب کے عطریات سے معطر ہوتا ہے جو چیز اس کے ہاتھ لگتی ہے معطر ہو جاتی ہے۔ اور اس سے خوشبو آنے لگتی ہے اس کی اقامت گاہ سے عود اور عبیر کی خوشبو آتی ہے۔ اور اس سے عام و خاص مستفیض ہوتے ہیں قبر میں آتا ہے تو قبر کو معنبر و معطر کر دیتا ہے آج ہم دیکھتے ہیں یہ ساری کیفیت حضرت شیخ نظام الدین رحمہ اللہ کی قبر سے ظاہر ہو رہی ہیں دیکھنے والی آنکھ ہونی چاہیئے محسوس کرنے والا دل ہونا چاہیئے۔ اندھوں کے لئے شب عصیاں بھی ایک ذرہ ہے وہ خورشید تاباں کو ذرّہ حقیر جانتے ہیں۔ ایک چیونٹی کو دربار سلیمان میں لے جائیے وہ اپنا حصہ اپنی بساط کے مطابق ہی حاصل کرے گی ہم اس کی بے پناہ مغفرت سے امیدوار مغفرت ہیں۔ اور اس کے دامان شفاعت کو اپنا دستگیر جانتے ہیں۔

marfat.com

موبیچارہ ہوس داشت کہ درکعبہ رسد
دست در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

معمور حجرہ:- ایک دن دہلی کے قوال مولانا ظہیر الدین حضور سلطان المشائخ کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوئے۔ عرش سے فرش تک سارا آستانہ عالیہ معطر تھا۔ خیال آیا۔ غالباً حجرہ میں عنبر و عود جلایا جا رہا ہے۔ ایک خادم نکلا۔ حجرے کا دروازہ کھلا۔ مگر کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی۔ بڑا حیرت زدہ ہوا۔ حضرت سلطان الاولیا نے قوال کی حیرانگی کو محسوس کرتے ہوئے۔ فرمایا۔ مولانا۔ یہ عود کی خوشبو نہیں ہے۔ یہ کسی اور چیز کی خوشبو ہے۔

عطار بند کرد دکان را کہ من زدست
بوئے کشیدہ ام کہ زمشک و عبیر نیست [۱]

بوئے زکوے دوستاں:- ایک بار حضرت سلطان المشائخ نے اپنی خاص گدڑی جسے آپ عام استعمال میں لایا کرتے تھے۔ قاضی محی الدین کاشانی کو عطا فرمائی۔ اس گدڑی سے بڑی خوش کن خوشبو آ رہی تھی۔ قاضی نے اسے سر و چشم پر رکھا۔ وہ جان سے بھی عزیز رکھتے تھے۔ ایک عرصہ تک خوشبو آتی رہی تو قاضی کو سخت تعجب ہوا۔ کیونکہ اس کے خیال میں یہ ایک عارضی چیز تھی۔ ایک دن اسی گدڑی کو از رہ آزمائش پانی سے دھو ڈالا۔ مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ اور خوشبو اسی طرح آتی رہی۔ کئی کئی بار ایسا ہوا۔ مگر خوشبو آتی رہی۔ قاضی نے حضور کی خدمت میں اس معاملہ کو پیش کیا۔ آپ نے دیدۂ پُر آب کرتے ہوئے فرمایا۔ قاضی یہ اللہ کی محبت کی خوشبو ہے۔ دھونے سے نہیں جائے گی وہ اپنے محبانِ خاص کو خوشبو تا ابد دیتا ہے۔ یہ اللہ کا کرم ہے۔

---

[۱] - عطار نے اگرچہ دکان بند کر دی ہے مگر میں ایسی خوشبو محسوس کرتا ہوں۔ جو کستوری اور عبیر میں نہیں پائی جاتی۔

marfat.com

این بوئے نہ بوئے بوستان است
این بوئے زکوئے دوستان است[1]

حضرت شیخ سعدی شیرازی نے اسی کیفیت کو بیان فرمایا ہے۔

جمال ہم نشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم[2]

دُنیا کی دولت کی فراوانی:- رمضان کے روزے تھے حضرت شیخ کبیر فرید قدس سرہٗ کی زیارت کے بعد حضرت سلطان المشائخ دہلی کو روانہ ہوئے حضرت خواجہ شکر گنج رحمتہ اللہ نے مختصر سا زادراہ ساتھ دیا۔ مگر پاک پتن میں ہی افطار کا وقت آگیا اس دن مطبخ میں کچھ نہ پکا تھا اور نہ ہی درویشوں کے لئے سامان خور و نوش موجود تھا حضرت شیخ المشائخ نے عرض کی حضور اگر اجازت ہو تو اسی زادراہ سے سارے افطار کریں۔ آپ بہت خوش ہوئے اور اجازت دے دی۔ اور دعائے خیر میں یاد فرمایا۔ پھر فرمایا" بابا۔ نظام الدین! ہم نے بارگاہ رب العزت سے تمہارے لئے دنیا کی استدعا کی ہے۔ اُمید ہے قبول ہوگی،، حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ دنیا کی دولت تو انسان کو امتحان میں ڈال دیتی ہے۔ ہزاروں بابرکت حضرات اس مصیبت میں گرفتار ہو چکے ہیں۔ میں اس امتحان سے کب عہدہ برا ہو سکوں گا۔ یہ خیال آتے ہی۔ آپ نے فرمایا۔ بابا۔ دنیا تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ اور اس کے حصول کے لئے تمہیں کوئی تردد نہ کرنا پڑے گا،، ایسا ہی ہوا حضور کے پاس ہر روز ہزار دینار آتے۔ شام کو صرف درویشان و مہمانان خانقاہ ہو جاتے۔

---

[1]: یہ خوشبو بوستان کی نہیں یہ تو کوئے یار کی خوشبو ہے۔

[2]: میرے ہم نشیں کے حسن و جمال نے مجھے یوں بنا دیا ہے۔ ورنہ میں وہی خاک ہوں جو تھی۔

marfat.com

آپ طویل بیماری میں صاحب فراش رہے۔ مگر اس طویل بیماری کے دوران آپ کو بول و براز کی حاجت نہ ہوئی یکم ربیع الاول ۷۲۵ھ سے پورا نصف ماہ آپ نے نہ کوئی چیز کھائی نہ پانی پیا۔ مگر عبادت و اطاعت میں ذرہ بھر فرق نہ آیا۔

مرض الموت:- آپ کا وقت اخیر تھا۔ حضرت ابوالفتح ملتانی قدس سرہ السامی برائے عیادت دہلی آئے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنے انبیاء کرام کو موت و حیات کا مختار بنا دیا ہے۔ اولیاء کرام کو بھی وہی اختیار دیا ہے کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ حضور چند روز مزید زندگی طلب فرمالیں تاکہ مخلوق خدا مزید فیضیاب ہو سکے۔ آپ نے فرمایا بات تو درست ہے مگر مجھے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اب تمہیں دیکھنے کو جی چاہتا ہے جلدی آؤ ہم سارے بے قرار ہیں تمہارا فیض حیات و ممات میں برابر رہے گا۔

وصیتیں:- موت سے پہلے آپ نے حاضرین کو چند وصیتیں فرمائی تھیں۔ بزرگان دین کے تبرکات ساتھ دفن کئے جائیں۔ امیر خسرو کو ہمارے پاس دفن کیا جائے جنازے کے ساتھ ساتھ سماع کا اہتمام کیا جائے اور آخری آرام گاہ کھلے آسمان کی چھت کے زیر سایہ ہو۔

سب کچھ تقسیم کر دیا گیا:- انتقال سے پہلے خانقاہ میں جس قدر نقد و اجناس موجود تھیں۔ اسے جاروب سے صاف کر کے غربا میں تقسیم کر دیا گیا۔ درویشوں کے لئے یک روزہ خوراک بھی نہیں رکھی گئی۔ فرمایا۔ انشاء اللہ میرے بعد تمہیں اس قدر ملے گا کہ کسی قسم کی کسر نہ رہے گی۔ ہر ایک کی قسمت اچھی رہے گی۔

تاریخ وصال:- ۱۸ ربیع الآخر بعد طلوع صبح بروز بدھ انتقال فرمایا۔ بادشاہ تغلق کی شہادت ایک اور چند روز پیشتر ہوئی تھی۔ یعنی ربیع الاول میں اور حضرت شیخ سلطان المشائخ نے ہی تغلق کی نماز جنازہ پڑھائی تھی فرمایا۔ مجھے پتہ تھا کہ

marfat.com

...ں آخری چار سال یہاں کیوں رہا۔

۶

حضرت شیخ چراغ دہلوی قدس سرہٗ کے خلفائے مجاز قدس سرہم

• مخدوم کمال الدین علامت الفاردتی قدس سرہٗ آپ کے حقیقی خواہرزادہ تھے۔ وہ اپنے خال باکمال کے مزار کے پاؤں کی جانب آرام فرمائیں۔

• شیخ زین الدین دوسرے خواہرزادے تھے جو آپ کے قدموں میں آسودۂ خاک ہیں۔

• سید محمد بن یوسف دہلوی قدس سرہٗ معروف بہ گیسو دراز تھے۔ آپ جامع ولائیت وسیادت تھے۔ اور علوم ظاہریہ کے ماہر تھے صاحب تصنیف تھے۔ اور گلبرگہ حسن آباد میں آرام فرمائیں آپ کا بے شمار فیض عوام و خواص تک پہنچا۔

• سید محمد بن جعفر یہ مکی قدس سرہٗ بحر المعانی۔ دقائق المعانی۔ بحر الانساب پنج نکات روح الارواح (پنج تمہیدات شیخ مسعود بک عرف شیر خان منصور ثانی) جیسی نادر و معروف کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ سرہند شریف میں آسودۂ خاک ہیں۔

• قاضی عبدالمقتدر تھانیسری ابن قاضی رکن الدین شریحی کندی تھے۔ دینی علوم اور حقائق میں ایک بحر مواج تھے حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی آپ کے شاگرد تھے۔ مخدوم شیخ حسام الدین فتح پوری صاحب خلافت۔ مخدوم شیخ ابوالفتح جون پوری ابن شیخ محمد عبدالحی دہلوی ابن قاضی ممدوح صاحب سجادہ قاضی شاہ پائلی آپ کے مریدوں کی صف اول میں تھے۔ شیخ محمد آب کش دریاآبادی۔ شیخ فخر الدین بجنوری۔ شیخ عبدالسلام بیران سید علاء الدین اودھی بھی آپ کے ہی روحانی خانوادہ کے جلیل القدر افراد ہیں۔ قدس سرہم حضرت قاضی عبدالمقتدر آپ کے فرزند شیخ محمد عبدالحی۔ قاضی رکن الدین آپ کے والد تمام کی قبریں اس خانقاہ میں واقع ہیں۔ جو حوض شمسی کے جنوب میں ہے۔

marfat.com

• مخدوم جلال الدین بخاری معروف بہ مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ آپ کے خلیفہ مجاز تھے۔

• حکیم شیخ صدر الدین ابن شہاب الدین تاجر معروف طبیب دل دہلوی حصار علائی میں آسودۂ خاک ہیں۔

• مولانا خواجگی کالپوی شاگرد مولانا معین الدین عمرانی اور استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی۔

• مولانا احمد تھانیسری قدس سرہٗ آپ کا مزار حصار کالپی میں واقع ہے۔

• قاضی محمد سادی جو شیخ اختیار الدین کے۔ عم ایرجی قاضی (آپ مخدوم چراغ دہلوی کے علاوہ حضرت مخدوم جہانیاں سید صدر الدین راجو قتال سے بھی مجاز تھے) شیخ یوسف بدہ خوارزمی ایرجی جو شیخ اختیار الدین کے شاگرد رشید ہیں (منہاج العابدین کے مترجم) ان دونوں حضرات کو حضرت اوچی بخاری سے بھی فیض ملا تھا۔ شیخ قوام الدین لکھنوی نے بھی آپ سے اجازت حاصل کی تھی۔ مگر انہیں مخدوم جہانیاں سے بھی اجازت ملی تھی۔ شیخ یوسف قدس سرہٗ کی وفات دوران سماع ہوئی تھی۔ ایرج میں اپنی خانقاہ میں دفن ہیں۔ علاء الدین مندوی بادشاہِ وقت نے آپ کا شاندار مقبرہ تعمیر کرایا تھا۔ آپ کے مرشد عم ایرجی کی قبر بھی اسی شہر میں ہے۔ شیخ قوام الدین کا مزار لکھنو کی گنجان آبادی میں ہے آپ نے شیخ سارنگ مجگانوی کو اجازت و تربیت ملی تھی۔ مخدوم شیخ سارنگ نے راجو قتال سے بھی خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ پھر مخدوم شیخ مینا فرزند اصلی شاہ قطب شیخ قوام الدین کے خادم اور معنوی فرزند تھے۔ آپ شیخ کے نعم البدل تھے۔ اور حضرت شیخ سے ہی تعلیم حاصل کی تھی۔ آپ شیخ سارنگ کے مرید تھے۔ اور لکھنو کے صاحب ولایت تھے۔ آپ کا مزار اندرون شہر واقع ہے۔ شیخ سارنگ ابتدائے کار میں امرائے فیروزی سے تھے۔ سارنگ پور کا شہر آپ نے ہی آباد کیا تھا۔ آپ کا مزار مجگانویں جو لکھنو سے پندراں میل ہے پر واقع ہے۔

marfat.com

مخدوم شیخ سعد خیرآبادی بڑے صاحب علوم معرفت و شریعت تھے۔ آپ شاہ مینا کے خلیفہ مجاز تھے۔ مجمع السلوک اور دوسری تصانیف یادگار زمانہ ہیں۔ آپ نے حضرت شیخ سے خیرآباد جانے کے لئے رخصت لی۔ بہت سے لوگ آپ کے دم قدم سے ہدائت یافتہ ہوئے اور تعلیم حاصل کرتے رہے۔

- سید خورد زید پوری قدس سرہٗ
- مخدوم شیخ صفی۔ صفی الدین صفی پوری قدس سرہٗ
- شیخ مبارک سندیلوی قدس سرہٗ جن کے مرید صفی انباوی تھے۔
- سید نظام الدین حسنی رضوی بخاری شویزی معروف مخدوم الہدایائے خیرآبادی تھے۔ آپ نے بڑی عمر پائی۔ اور اکبری عہد میں دہلی میں تشریف لائے۔ بادشاہ نے آپ کی بے پناہ تعظیم و تکریم فرمائی۔ آپ سے آثار عظمت و کرامت ہر خاص و عام کے لئے عام ہوئے تھے حتیٰ کہ اکبری دربار کے متکبرین بھی آپ کے سامنے زانوئے ادب طے کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ہزار صدی کے آخری عشرہ میں وفات پائی۔ آپ کے مقبرہ کی عمارت فیضی فیاضی نے تعمیر کرائی تھی۔ اور اس طرح آپ سے اظہار عقیدت کی۔ آپ کی اولاد آج تک دہلی میں قیام پذیر ہے۔ اکثر حضرات صلاح و تقویٰ میں مصروف ہیں اور آپ کی خانقاہ کے سجادہ نشین ہیں۔ شیخ کا مقبرہ آبادی کے جنوب میں واقع ہے ان کے صحن میں حضرت حاجی نعمت۔ منشی شیخ برکت علی خان کی قبریں ہیں۔ شاہ مینا کے خاندان کے بزرگوں کی برکات کا فیضان آج تک جاری و ساری ہے۔ اور پیری و مریدی کا سلسلہ ابھی تک قائم ہے۔
- حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلفاء میں سے شیخ دانیال المعروف مولانا محمد عود تھے۔
- شیخ محمد متوکل کن توری قدس سرہٗ
- شیخ ذکریا صالح قدس سرہٗ

marfat.com

- شیخ سلیمان مسلم الایمان قدس سرہٗ
- شیخ احمد چشتی قدس سرہٗ
- سید ناصر الدین چشتی قدس سرہٗ
- مولانا شاہ حمید قلندر صاحب خیر المجالس قدس سرہٗ
- صوفی قطب الدین حسن قدس سرہٗ
- مخدوم علاء الدین احمد قدس سرہٗ
- سراج الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ

خلفائے مخدوم سیّد محمد گیسو دراز گلبرگی قدس سرہٗ

- سید محمد اکبر رحمۃ اللہ علیہ
- سید علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ ابوالفتح علاء الدین قریشی رحمۃ اللہ علیہ
- قدوۃ ارباب تصوّف و توحید سید شاہ یداللہ رحمۃ اللہ علیہ دکنی۔
- شیخ پیارائے دکنی۔ آپ جب بیعت ہوئے تو کہنے لگے۔ جب کوئی شخص عشق و محبت میں گرفتار ہو تو اسے خاموشی اور سکوت اختیار کرنا چاہیئے۔ مجھے جب حضرت سیّد محمد گیسو دراز قدس سرہٗ کی طرف جانے کی کشش ہوئی تو میں اس وقت ایک ہندو عورت کے عشق میں گرفتار تھا اس سے ملاقات اور وصال میسّر نہیں آتا تھا میں نے زنار باندھا۔ ایک بت کی پرستش پر آمادہ ہو گیا۔ میں نے یہ تصور کرتے ہوئے حضرت گیسو دراز کے چہرے کی طرف غور سے دیکھا۔ آپ نے میرا یہ حال دیکھا اور واقعہ سنا تو مجھے گلے لگا لیا۔ اور فرمایا۔ تم بڑے عالی ہمت ہو تمہیں کہاں تلاش کیا جائے مجھے حضرت فریدالدھر کے حجرہ میں جو قطب الاقطاب کے آستانہ

marfat.com

پر تھا۔ اعتکاف بٹھا دیا۔ اور تمام خیالات سے نجات دلا کر کمالات تک پہنچا دیا۔ شاہ جلال گجراتی بنگالی آپ کے ہی مرید تھے۔ شاہ جلال کی خانقاہ شاہانہ دربار کی طرح تھی اخراجات اور شان و شوکت شاہانہ تھے۔ بنگال کے بادشاہ نے آپ کو شہید کرا دیا۔ یہ شہادت ایک دنیاوی غلط فہمی پر ہوئی تھی جس طرح فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کو ایک تاتاری نے شہید کر دیا تھا شیخ محمد ملا نوی صاحب مصباح العاشقین نے آپ سے ہی نعمت پائی۔ قدس سرہٗ۔

۸

قاضی عبد المقتدر تھانیسری قدس سرہٗ کے خلفاء

آپ شریعت۔ طریقت فصاحت اور بلاغت میں یکتائے روزگار تھے صبر و قناعت توکل و ریاضت کی دولت سے مالا مال تھے۔ آپ کے دروازے پر سونے کی بارش ہوا کرتی تھی۔ آج تک آپ کی خانقاہ "سون برس" کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کے ایک بیٹے قاضی عبد الصمد جونپوری قدس سرہٗ نے اس خانقاہ کو سکندر لودھی کے زمانہ میں از سر نو مرمت کیا۔ بائیں جانب کی عمارتیں اور موجودہ تالاب بنایا۔ دائیں ہاتھ پر مولانا سماالدین کی اولاد کی قبروں کی قطاریں بنائی گئیں شمالی کی طرف سے سکندر لودھی اور بادشاہ کو سڑک جاتی ہے۔

شیخ عبد الحی دہلوی آپ کے ہی فرزند تھے۔ آپ بڑے متبحر عالم دین تھے خلافت فیروزی کے دور میں آپ کے علوم معقول و منقول کا چرچا تھا۔ مخدوم سید صدر الدین راجو قتال بخاری اپنے برادر کلاں کی وصیت کے مطابق دہلی آئے اور تمام اہل اسلام کے عقیدہ ختم نبوت پر علوم حاصل کرنے حاضر ہوئے تھے۔ اور اس موضوع پر بعض علماء اسلام سے بحث کی گئی۔ اس بحث میں علماء دہلی نے باہم مشورہ کیا کہ مخدوم سے گفتگو اور بحث کون کرے گا! شیخ عبد الحی نے یہ کام اپنے ذمہ لیا جب مجلس

marfat.com

بعدل منعقد ہوئی۔ بادشاہ مشائخ۔ قاضی اور امراء اپنی اپنی نشست پر آ بیٹھے۔ ابھی تقریر کی نوبت نہ آئی تھی کہ مولانا شیخ عبد الحی نے حضرت مخدوم قدس سرہ سے صرف اتنا پوچھا۔ کہ حضور کیا آپ اس ہندو کا تنازعہ طے کرنے کے لیئے تشریف لائے ہیں آپ نے فرمایا۔ نہیں میں تو مسلمانوں کے تنازعہ کو طے کرنے کو آیا ہوں اس موقعہ پر آپ نے خشمگیں نگاہوں سے شیخ کو دیکھا۔ اور انہیں ڈانٹ پلائی۔ اس پر حضرت قاضی مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور حضرت مخدوم کی خدمت میں التماس کی کہ حضور! میرا یہ ایک ہی بیٹا ہے۔ حضرت مخدوم نے فرمایا۔ اللہ اسے ایک ایسا بیٹا عطا فرمائے گا۔ جو آپ جیسا ہوگا۔ شیخ کو اسی وقت درد اٹھا اور خانقاہ پہنچ کر آپ کا انتقال ہوگیا۔

مخدوم شیخ ابو الفتح جونپوری اپنے والد عالی قدر کے انتقال کے بعد ۱۴ محرم ۷۶۲ھ کو پیدا ہوئے۔ اور آپ کے دادا نے ان کی بڑی نفیس طریقہ پر پرورش فرمائی سچی بات تو یہ ہے کہ یہ لڑکا حضرت مخدوم کی دعا و برکت سے پیدا ہوا تھا۔ اس کی عمر بیس سال کو پہنچی تو قاضی عبد المقتدر قدس سرہ کا انتقال ہوگیا۔ یہ ۷۹۱ھ کا سال تھا اس صدی کے نویں سال امیر تیمور گورگانی نے برصغیر پر حملہ کیا اور دہلی کے پایۂ تخت پر قبضہ کر لیا۔ اس سے کئی سال پہلے حضرت سید محمد گیسو دراز نے ان حالات کو خواب میں مشاہدہ کر لیا تھا۔ اور آپ نے ان معاملات کا اظہار بعض احباب طریقت کے سامنے بھی کیا تھا۔ اہل باطن میں سے مخدوم شیخ ابو الفتح۔ مخدوم شیخ حسام الدین قاضی شہاب الدین مولانا خواجگی قدس سرہم ان حالات سے باخبر تھے۔ مولانا خواجگی دہلی کو چھوڑ کر کالپی چلے گئے۔ دونوں مخدوم اور قاضی اودھ کی طرف چلے گئے۔ جب کنتور میں پہنچے۔ تو شیخ ابو الفتح نے شیخ حسام الدین کو کہا۔ کہ آپ کی ولائیت کا مقام فتح پور ہے۔ اور خود قاضی کو ساتھ لے کر جونپور تشریف لے گئے۔ اور وہاں ہی اقامت اختیار کر لی۔ ان کی اولاد میں سے شیخ عبد الوہاب شیخ عبد الصمد صاحب رشد و ہدائیت ہوئے تھے۔ ابھی تک اس شہر میں

marfat.com

آپ کے فضل وکمال کی شہرت ہے مخدوم حسام الدین فتح پور میں قیام پذیر ہوئے آپ غزنوی تھے۔صدیقی تھے۔ آپ کے بزرگان اور اسلاف حضرت شیخ ضیاء القدس عبدالقادر ابونجیب سہروردی اُسکمری کے بزرگوں سے چوتھی پشت پر جا ملتے ہیں۔ آپ محمد شاہ عادل کے زمانہ اقتدار میں غزنوی علماء اور اکابر کی ایک جماعت کے ساتھ برصغیر تشریف لائے تھے کچھ عرصہ ملتان میں سکونت پذیر رہے کچھ عرصہ بعد مولانا محمد معین الدین عمرانی قدس سرہٗ بھی ملتان پہنچے یہ حضرات غزنی کے سادات اور شیوخ کی ایک جماعت کے ساتھ دہلی جا رہے تھے۔ تمام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان سب کو شاہی مراعات سے نوازا گیا اور اپنے ساتھ دہلی لے آیا۔ شیخ حسام الدین حضرت قاضی کی خدمت سے تحصیل علم کر کے فارغ ہوئے تو آپنے بھی مولانا احمد تھانیسری مولانا عمرانی ممدوح شیخ عبدالمجید نادلی دبرادر زادہ) اور مولانا محمد شمس الدین یحیٰی قدس سرہم سے تحصیل علم کیا اور حضرت قاضی کے ہاتھ پر بیعت کر کے کسب طریقت کی۔ ایک وقت آیا کہ بڑی شان وشوکت کے مالک تھے اور علمی طور پر بڑا بلند درجہ پایا۔ آپ کو حضرت قاضی قدس سرہٗ سے اتنا قرب حاصل تھا کہ ایک دن حضرت قاضی اپنی خانقاہ میں درس وتدریس میں مصروف تھے۔ ایک ریاضت کیش بزرگ وارد ہوئے حضرت قاضی نے اس کا نام ونشان دریافت فرمایا۔ اس نے بتایا۔ ایک عرصہ ہو گیا ہے۔ میں اور آپ مسجد ابوسعید سامانی کے عقب میں ملے تھے۔ آج آپ میرا نام دریافت کرتے ہیں حضرت قاضی نے ایسی کسی ملاقات سے انکار کر دیا۔ وہ رنجیدہ خاطر ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اور باہر چلا گیا۔ قاضی صاحب کا ایک مرید اس شخص کے پیچھے دوڑا۔ اور پوچھا واقعی جو تم کہہ رہے ہو یہ بات تو سچی تھی۔ مگر اس وقت قاضی مقتدر صاحب اقتدار ہیں۔ جاہ وحشم کے مالک ہیں عقیدتمند شاگردوں کا ایک حلقہ موجود ہے وہ تو لوگوں کے باطنی حالات بیان فرماتے ہیں۔ وہ کسی پوشیدہ راز کو افشا کرنا نہیں چاہتے تھے۔ مصلحتاً ایسا ہوا ہے۔ ایسی باتیں کر کے اس نووارد کو راضی کر لیا مقصد یہ تھا کہ قاضی کے رازوں

marfat.com

سے واقف آدمی سے کچھ باتیں حاصل کر لی جائیں۔ شیخ حضرت مخدوم کا بے حد احترام کرتے تھے۔ حضرت مخدوم بھی شیخ کی بے حد عزت کرتے تھے اور قاضی کو دیکھنے کے لئے جونپور جایا کرتے تھے۔

شیخ حسام الدین کو اس ملک میں بڑی مقبولیت اور شہرت ملی نذرو نیاز کا ایک سلسلہ آپ کی خانقاہ میں جاری رہتا۔ ایک دفعہ قحط پڑا دو ہزار اشخاص ہر روز آپ کی خانقاہ سے کھانا کھاتے تھے۔ مستقل درویشوں کا دوامی لنگر اس کے علاوہ چلتا تھا۔ آپ نے اس قحط کے زمانہ میں اپنے داماد شاہ عطاء سہروردی عباسی کو اپنی بیٹی بی بی پیاری سمیت اپنے پاس بلا لیا قطب الاقطاب کے خلیفہ سید خضر رومی قدس سرہ کے حالات میں ہم اس قحط کی داستان لکھ آئے ہیں۔

حضرت مخدوم سے خلافت چشت شاہ عطاء کو ملی اگرچہ یہ بات ہمیں بزرگان دین کے تذکروں اور ملفوظات میں کہیں نظر نہیں آئی۔ لیکن بایں ہمہ اگر شاہ عطاء سے سلسلہ سہروردیہ میں حضرت مخدوم کو خلافت ملی ہو تو تعجب کی بات نہیں۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرات سہروردیہ جو دادا پردا دا میں ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں روحانی فیض ملا ہو اور چند حضرات نے آپ کو سہروردی لکھ دیا ہو۔

آپ کے فرزند مخدوم منہاج الدین اور مخدوم سراج الدین تھے۔ ان کے دو لڑکے مخدوم مبارک اور مخدوم قطب الدین تھے۔ محمد مخدوم مبارک کے ایک بیٹے مخدوم عبدالغنی تھے۔ ان سے اور مخدوم قطب الدین سے بڑی اولاد ہوئی اور نسل چلی۔ ان میں سے اکثر حضرات ہر وقت ہر زمانہ میں صاحب علوم و دانش ہوئے ہیں۔ ان میں سے بہت سے بزرگ صاحب ریاضت اور فقر ہوئے ہیں۔ اکثر صاحب جاہ و حشمت اور صاحب مال و متاع بھی ہوئے ہیں اور انہیں شاہی مناصب بھی ملے تھے۔

متاخرین میں مخدوم عبدالغنی حاذق زماں اور فاضل دوراں حکیم مولانا شاہ غلام حسن

marfat.com

عرف محمد امام اور ان کی اولاد کو اللہ کے فضل و کرم سے سلاطین کے ہاں بڑی قدر و منزلت حاصل تھی۔ وہ دینی اور دنیاوی نعمتوں سے مالا مال تھے۔ عابد۔ زاہد درویش منش۔ شب بیدار اور نوادر روزگار تھے۔ ان کی مہر کا سجع یوں تھا: غلام تو ام اے امام حسنؓ

شیخ احمد رضا شہید حضرت مخدوم قطب الدین قدس سرہٗ کی اولاد سے تھے وہ فرخ سیر کے دربار کے مجاہدین میں سے تھے۔ پھر آپ محمد شاہی دور میں صاحب اقتدار رہے محمد شاہ نے آپ کو اپنی لڑکی سے منسوب کیا تھا۔ اس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ پھر ہر ایک کی اولاد بڑھتی گئی۔ شاہ حسام الدین لکھنوی شاہ غلام حسن کے نبیرہ دختری تھے جس نے اپنے نانا کے زیر سایہ تربیت پائی اور دہلی میں قیام فرما ہوئے۔ آپ کی طبعی رغبت درویشی کی طرف تھی آخر عمر میں شاہ علیم اللہ دہلی سے جو شاہ سعید شاہ غلام محمد ٹھٹی کے مرید تھے۔ بیعت کر لی۔ بڑی ریاضتیں کیں۔ لکھنو میں معبر خانقاہ کے ایک کنارے پر مسکن بنا کر مسند ارشاد پر جلوہ فرمائی کرتے رہے وزراء اور امراء آپ کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ یاد الٰہی کے بغیر کسی چیز کی طرف التفات نہ فرماتے تھے۔ اپنے زمانے کے اہل عرفان آپ سے فیض یاب ہوئے تھے۔

شاہ مدد علی قدس سرہٗ بھی انہی سے تھے۔ وہ عالم باخبر اور عابد باثمر تھے صفات جلی و خفی کے مرقع تھے۔ مولوی اکبر علی جو حکیم محمد امام کے خانوادہ میں سے تھے حضرت حسام الدین کے عقیدت مند اور ارادت کیش تھے۔ آپ نے ان کے حالات میں ایک شاندار کتاب تعریف العارفین لکھی تھی۔ آپ کے انتقال کے بعد آپ کو انہی کی خانقاہ میں دفنایا گیا۔ آپ کے بعد آپ کا نبیرہ شاہ خرم علی سجادہ نشین بنے۔ آپ کا عقیدہ درست تھا۔ اور اسلامی غیرت کے مالک تھے۔ اگر بیگانہ مجالس اور صحبت میں چلے جاتے تو ان پر کچھ اثر نہ ہوتا تھا اور درویشوں کی صحبت سے کے

marfat.com

اثرات پکے تھے۔

آپ کی وفات کے بعد شاہ کریم الدین ان کی جگہ مسند آرا ہوئے اب تک وہ زندہ ہیں۔ محافل اعراس اور سجادگی کی دوسری رسموں کا آپ ہی اہتمام کرتے ہیں حضرت مخدوم شیخ حسام الدین فتح پوری کی سجادگی آپ کے دم قدم سے قائم ہے۔ حال ہی میں حافظ رحیب علی اس خدمت پر مامور تھے۔ حکیم محمد امام کی اولاد کے اکثر حضرات صاحب علم و ریاضت ہوئے ہیں۔ خصوصاً اس وقت فائض البرکات جامع فضائل و کمالات مولانا حکیم حافظ محمد علی خلف الصدق جناب صاحب التعریف العارفین ضوابط اوقات ادائے لوازم ریاضات اور کسب عادات کا اہتمام فرماتے ہیں قدس سرہم۔

۹

خلفائے مخدوم جہانیاں جہاں گشت جلال الدین بخاری اوچی قدس سرہٗ

ہم اس خاندان کے بعض نامور حضرات کے حالات خانوادۂ بخاری میں لکھ آئے ہیں یہاں حضرات ایرجی کا شجرہ اور حضرات اودی کا نسب تحریر کرتے ہیں۔ اودی سے مخدوم نظام الدین تک کا تذکرہ بھی قاضی محمد ساوی قدس سرہٗ کے حالات میں منزل ششم میں آچکا ہے۔ اب ان سلاسل کا ذکر کیا جاتا ہے جو برصغیر کے دوسرے سلاسل کے خلفاء کی معرفت آپ تک پہنچا ہے۔ ایک سلسلہ سید اجمل بہڑاچی کی وساطت سے شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تک چلا جاتا ہے۔ اس کی وضاحت سلسلہ مجددیہ میں دی گئی ہے۔ دوسرا سلسلہ حضرت ممدوح سے لے کر سید مبارک و سید جلال عبدالقادر شیخ قطب الدین و شیخ قیام الدین سے ہوتا ہوا شاہ جمال اولیا سے جا ملتا ہے تیسرا سلسلہ حضرت شیخ فخر الدین مہوبی و شیخ نظام۔ شیخ قطب الدین۔ ایشیخ سالار بدہ کر دی

marfat.com

شیخ بہاؤالدین کرڈی۔ مخدوم جہاں گرد سے شاہ جمال اولیا تک جا ملتا ہے۔ تیسرا سلسلہ سید صدر الدین راجو قتال سے ہوتا ہوا۔ علاء الدین ساری و بہاء الدین جونپوری۔ شیخ ادھن جونپوری اور ان کے بیٹے قطب الدین اور ان کے بیٹے شیخ قیام الدین قدس سرہم سے ہوتا ہوا شاہ جمال اولیا تک جا پہنچا ہے۔ جو شیخ قطب الدین سے ہو کر ان کے والد مکرم شیخ ادھن سے جا ملتا ہے۔ ایک سلسلہ شیخ جلال عبدالقادر مجاز شیخ سالار بدہ کرڈی (دو طرفہ اجازت یافتہ ہیں) پھر ایک شیخ قطب الدین بن شیخ نظام الدین مھوبی دحن کا ذکر اوپر آچکا ہے تک جا ملتا ہے۔ ایک اور سلسلہ شیخ بہاء الدین جونپوری مختلف سلاسل سے فیض یافتہ ہیں ایک اور سلسلہ جو شیخ علاء الدین ساری سے جا ملتا ہے۔ ایک شیخ محمد عیسٰی جو مولانا شیخ فتح اللہ اودھی کے مرید تھے۔ اور صاحب نعمت حکیم شیخ صدالدین طبیب دل سے جا ملتا ہے۔ ایک سید راجا حامد شاہ جو خانوادہ سراجیاں سے تعلق رکھتے تھے۔ اسی سلسلہ سے فیض یافتہ ہیں۔ شاہ حسین گجراتی صاحب لخت شاہ محمد عیسٰی اور ان کے والد شیخ احمد عیسٰی جو غارتی امیر صاحب قرآن تھے۔ آپ دہلی سے چل کر جون پور میں چلے گئے تھے۔

شاہ جمال قدس سرہ کو اولیا اودی کی اس اجازت میں حضرات خاندان سہروردیہ نظامیہ سراجیہ اور مداریہ کا بھی فیضان ہے۔ خانوادہ قادری نے شیخ ضیاء الدین قاضی حاجو شیخ ہنکاری کے مرید تھے۔ اور صاحب ارشاد تھے۔ سے اجازت پائی تھی۔ شیخ ہنکاری کو سید محمد ابراہیم بن معین عبدالقادر حسنی قادری ایرجی جو تمام کمالات عقلی و نقلی رسمی و حقیقی میں اپنے وقت میں اپنی مثال آپ تھے۔ درویشوں کی صحبت کے فیض اور مختلف سلاسل تصوف سے روابط رکھنے کی بنا پر مختلف مشائخ میں ممتاز تھے۔ ان کے پاس اوراد نما ماثورہ اور اذکار مفیدیہ کتابیں موجود ہیں۔ یہ حضرات سلطان المشائخ سے کسی وسیلے کے بغیر ہی باطنی طور پر بیعت بھی تھے اور

marfat.com

خلعت خلافت سے بھی سرفراز تھے۔ایک دن شیخ رکن الدین ابن شیخ عبدالقدوس قدس سرہٗ نے آپ کو کہا کہ آج حضرت قطب الاقطاب کا عرس منایا جائے گا۔ آپ بھی تشریف لے چلیں۔آپ نے جواب دیا۔نہیں آپ ہی جائیں اور ان کی زیارت سے مشرف ہوں تم پر حقیقت حال ظاہر ہو جائے گی۔جب حضرت شیخ محمد رکن الدین وہاں پہنچے اور حضرت قطب الاقطاب کے روح کو مراقبہ میں مخاطب کیا۔تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ان بدبختوں نے ہمارا دماغ چاٹ لیا ہے۔اس وقت قوال اور صوفیا جوش و خروش سے قوالی کر رہے تھے آپ کبھی قوالی کی مجالس میں نہیں گئے تھے۔سید بہاء الدین بن ابراہیم محمد عطا انصاری قادری شطاری کی مجالس میں بیٹھا کرتے تھے۔جن کی اصل حضرت جنید بغدادی کے نواسوں سے تھی۔منڈو کے ایک بادشاہ کی استدعا پر اس علاقہ میں آئے تھے۔پھر حج کیا۔اور وہاں سے ہی حضرت سید احمد حلبی قادری سے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔اور سید حلبی کو خلافت حضرات ساداتِ قادری سید حسن و سید موسیٰ و سید علی و سید ابو نصر محی الدین و سید ابو صالح و سید عبدالرزاق کی وساطت سے حضرت سید غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کی بارگاہ سے خرقہ حاصل ہوا تھا۔قدس سرہم۔اسی طرح آپ کو شطاری خانوادہ میں انہیں حضرات کی وساطت سے خرقہ خلافت ملا۔سید ابراہیم کی تعلیم کے لئے ذخیرہ شطاری لکھا گیا تھا۔سید ابراہیم ایرجی قدس سرہٗ کی وفات ۹۵۲ھ میں ہوئی۔آپ کی قبر مبارک حضرت امیر خسرو دہلوی قدس سرہ کے مزار کے پاؤں کی طرف ہے۔شیخ عبدالعزیز حسن اور دوسرے ہزاروں صوفیا نے آپ سے فیض روحانی پایا تھا۔

خاندان حضرت سید محمد کالپی قدس سرہٗ

آپ کے اسلاف ترمذ سے تشریف لائے تھے۔وہ گیارہویں صدی ہجری

marfat.com

یں برصغیر میں وارد ہوئے۔ اور صوبہ پنجاب میں جالندھر شہر میں قیام فرما ہوئے سب سے پہلے ابوسعید ترمذی جالندھر سے کالپی میں تشریف لائے۔ اور اقامت پذیر ہو گئے سید محمد کو بچپن سے ہی علم کا شوق تھا۔ سب سے پہلے آپ مولوی محمد عمر حاجوی سے اکتساب علوم کیا۔ پھر حضرت شاہ جمال اولیا کی خدمت میں حاضری دی آپ نے فرمایا۔ ہم اسے شاگرد بناتے ہیں جو ہمارے ہاتھ پہ بعیت کرے چنانچہ آپ ان سے بعیت ہوئے علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ آپ نے سخت ریاضت اختیار کرلی خلعتِ خلافت پائی اور اجازت بعیت بھی ملی۔ اور زمانہ کے یکتا بنے۔ نقشبندیہ سلسلہ کے صاحب تصنیف بھی ہوئے کیونکہ آپ کو حضرت شاہ ابوالعلائی اکبرآبادی سے سلسلۂ نقشبندیہ میں فیض ملا تھا۔

حضرت ابوالعلائی حضرات سادات میں سے تھے۔ انہیں خاندان احرار نقشبندیہ سے خلافت ملی تھی۔ اور آپ کا سلسلۂ طریقت ابوالعلائی سمنانی سے ملتا ہے چشتیہ خاندان کا فیض باطنی طور پر حضرت ہندالولی خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہ سے ملا تھا۔ آپ کا مقبرہ آگرہ شہر کے باہر ایک دائرہ میں ہے۔ جہاں مسجد۔ کنواں اور دوسری قبریں ہیں۔ آپ کی قبر کھلے آسمان کے نیچے ایک درخت کے سایہ میں ہے جہاں سید محمد کالپوی کے خلفاء کے مزارات ہیں۔ ان میں شاہ محمد افضل الہ آبادی خصوصی طور پر معروف ہیں۔

سید محمد کالپی کی وفات ۱۰۷۱ھ میں ہوئی تھی۔ غلام علی آزاد نے آپ کی تاریخ ان اشعار میں کہی تھی۔

غوث عالم یگانۂ آفاق   میر سید محمد ذی شان

گفت تاریخ رحلتش آزاد   رفت قطب زمان بسوئے جنان

۱۰۷۱ھ

marfat.com

سیّد احمد الرشید قدس سرہٗ:۔ آپ اپنے والد متخلص بہ کاشفی کے جانشین تھے ظاہری اور باطنی طور پر اپنے والد کی تصویر تھے۔ آپ کی وفات ۱۰۸۴ھ میں ہوئی۔ آپ کے بیٹے شاہ فضل اللہ تھے۔ جو ۱۱۱۰ھ میں فوت ہوئے۔ پیران کے بیٹے سید احمد سعیدان کے جانشین شاہ حسین علی جوان دنوں سجادہ نشین ہیں شاہ فضل اللہ اور شاہ برکت اللہ مارہری کے مشہور خلیفہ ہیں۔ آپ شاہ محمد سعید محمد خان بنگش فرخ آبادی کے معروف مریدوں میں سے تھے۔ ان حضرات کے مقابر و مزارات کالپی میں ہیں۔ شاہ لطیف اللہ بلگرامی جو سید محمد کالپی کے خلیفہ مجاز تھے۔ بلگرام میں آسودۂ خاک ہیں۔

خاندان سیّد محمد افضل الہ آبادی

یہ خاندان سادات کرام کا مشہور خانوادہ ہے۔ ان کے بہت سے بزرگ نامور صاحب رشد و منزلت ہوئے ہیں شاہ محمد افضل کو سید محمد سے خلافت ملی تھی۔ دوسری طرف شاہ محمد خوب اللہ۔ شاہ محمد فاخر و شاہ محمد ناصر و شاہ غلام قطب الدین و شاہ محمد اجمل و شاہ محب اللہ تمام بزرگوں نے ابو سعید گنگوہی صابری قدس سرہٗ سے خلافت حاصل کی تھی۔ شاہ عبد الجلیل سنے شاہ محمد صادق گنگوہی قدس سرہٗ نے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ مگر باطنی طور سے حضور ہند الولی خواجہ معین الدین چشتی سے فیض پایا تھا۔ آپ کو دستارِ خلافت ملی تو آپ اسے ہر وقت سر پر رکھتے اور اس سے کوتاہی نہ کرتے تھے آپ اپنے وقت کے بے نظیر اور بے مثال ولی اللہ تھے جس دن سے آپ کو صوفیاء کرام سے تعلق ہوا تھا۔ اس دن سے سیر و سیاحت میں رہنے لگے تھے۔ آپ کا طریقہ تھا کہ تنہا سفر کرتے۔ جو لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے ساتھ دفنانے کی وصیت کی۔ آزادانہ پاؤں کو جوتوں کی قید میں رکھنا بھی کبھی پسند نہیں کیا تھا کبھی لاٹھی ہاتھ میں نہیں

marfat.com

رکھی۔ کبھی کوئی زاد راہ ساتھ نہیں رکھا۔ بچپن میں مسجد میں داخلہ لیا تو چند دنوں میں سارا قرآن پاک حفظ کر لیا۔ آپ کی گفتگو اتنی شائستہ تھی کہ میں اور تو کا لفظ زبان پر کبھی نہ لاتے تمام عمر کسی چیز کی تعریف میں وقت ضائع نہیں کیا کسی بُری شکل کو دیکھ کر ناک نہیں چڑھایا۔ کسی بد رنگ یا بدبو کو پا کر سیخ پا نہیں ہوئے آپ نے بہت سے رسائل لکھے۔ جن میں توحید۔ منازل رخصت درویشیاں اور اذکار و اشغالِ بزرگان دین لکھے گئے ہیں۔

خاندان سادات بلگرام

بلگرام کے سادات سید ابوالفرح واسطی قدس سرہٗ کی اولاد میں سے ہیں آپ کا شجرہ نسب سیدنا علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے سید ابوالفرح ابن سید داود۔ ابن سید حسین ابن سید یحیٰی ابن سید زید ثالث ابن سید عمر ابن سید زید ثانی ابن سید علی عراقی ابن سید حسین ابن سید علی ابن سید محمد ابن سید عیسٰی ابن سید زید شہید ابن امام زین العابدین ابن سید امام حسین سید الشہدا ابن سید علی مرتضیٰ توست بازوے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

سید ابوالفرح محمود غزنوی کی خلافت میں غزنین سے برصغیر میں تشریف لائے آپ کے ساتھ آپ کے چار بیٹے تھے۔ سید معز الدین جنہیں آپ نے اپنے ساتھ رکھا سید ابوفراش سید ابوالفضائل اور سید داؤد قدس سرہم۔ یہ حضرات برصغیر میں تشریف فرما رہے۔ سید ابوفراش جاخ میر میں سکونت پذیر ہو گئے۔ سید ابوالفضائل بمقام چہاتر قیام فرما ہوئے اور سید داؤد تن پور میں سکونت فرما ہوئے۔ یہ سارے بزرگ صاحب اولاد تھے۔ سید محمد صغری۔ بن سید علی بن سید حسین بن سید ابوالفرح ثانی بن سید ابوفراش جاخ میر سے اُٹھ کر سب سے پہلے شہر بلگرام میں تشریف لائے۔ ان دنوں سرداری

marfat.com

بلگرام کا حکمران تھا وہ بڑا متعصب ہندو تھا۔ اور سادات کرام سے خصوصًا دشمنی رکھتا تھا سادات کرام نے حضرت بادشاہ وقت سلطان شمس الدنیا والدین سے رجوع کیا اور بادشاہ کی اجازت سے انہوں نے سرداری سری سے باقاعدہ جنگ کی اور فتح یاب ہوئے اس دن سے بلگرام کو دارالسلام بنادیا گیا اس واقعہ کی تاریخ لفظ خداداد سے ماخوذ ہے

سید محمود صغریٰ اکتیس سال بعد انتقال فرماگئے آپ کا مزار سید مبارک کلاں دستار کے باغ میں واقع ہے۔ جسے سید صغریٰ غازی کے نام یاد کیا جاتا ہے۔ عبدالواحد بلگرامی بن سید ابراہیم بن سید قطب الدین بن سید کمال بن سید ادریس بن سید قاسم بن سید حسین بن سید نصیر بن سید حسین بن سید عمر بن سید صغریٰ غازی قدس سرہم زمانہ کے مشہور اور مقبول بزرگوں سے ہوئے ہیں آپ چھوٹی عمر میں ہی علم وفضل سے بہرہ ور ہو کر درویشوں کی مجالس میں جانے لگے تھے آپ کو شیخ صفی الدین سائی پوری سے عقیدت تھی۔ مگر آپ کی عمر ابھی اٹھارہ سال ہی تھی کہ سید صفی الدین کا انتقال ہو گیا۔ آپ شاہ حسین سکندری سے جو دہلی سے دو منزل کے فاصلہ پر تھے بیعت ہوئے۔ آپ سے ہی خلافت اور کرامت ملی۔ خانوادہ قادری چشتی اور سہروردی سے اجازت وخلافت حاصل کی آپ کو یہ مقامات حضرات شاہ حسین شیخ صفی مخدوم۔ شیخ علا مخدوم شیخ مینا مخدوم۔ شیخ سارنگ سید صدرالدین راجو قتال مخدوم جہانیاں قدس سرہم سے حاصل ہوئے تھے۔

اکبر بادشاہ نے سید عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ کو آگرہ میں طلب کیا۔ آپ وہاں پہنچے تو اکبر خود آپ کو ملنے آیا۔ اور درخواست کی کہ آپ کوئی ارشاد فرمائیں۔ مگر آپ نے کچھ نہ کہا۔ جہاں بانو آپ کی مرید اور عقیدت مند تھی۔ ان کے ہاتھ اکبر نے چند مواضعات کی جاگیر کے کاغذات بھیجے تاکہ درویشوں کے اخراجات کے کام آسکے۔ مگر آپ نے یہ دستاویزات واپس کر دیں بادشاہ نے آپ کو بڑے اعزاز کے ساتھ واپس بھیج دیا۔

marfat.com

حضرت سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ صاحب تصانیف عالیہ ہیں آپ کی کتاب سبع سنابل عقائد تصوف اور مقامات عرفان میں بے مثال ہے۔ یہ کتاب حضور رسالت مآب میں قبول و منظور ہوئی تھی اور اسی کتاب کی برکات سے آپ کو حضور کی بارگاہ کی حضوری ملتی رہی۔ آپ کی ایک اور تصنیف میزان الاعمال ہے۔ یہ اصطلاحات صوفیہ میں ایک منظوم شاہکار ہے اس میں ہندی زبان کے صوفیانہ اشعار ہیں اور صنعات ہیں۔ ایک اور کتاب شرح حکایات چار برادر اور رسائل حل شہادت بھی اہل علم کے ہاں بڑی مقبول ہوئی۔

بلگرام میں ایک ایسا فرد تھا جس کے چار بیٹے تھے (۱) سید عبدالجلیل صاحب ولائیت مارہرہ قدس سرہٗ (۲) سید فیروز قدس سرہٗ (۳) سید یحیٰی قدس سرہٗ (۴) سید طبیب قدس سرہٗ آپ اکثر علوم و فنون میں بڑے ماہر تھے۔ آپ کے ساتھ مولانا مجذوب دہلوی کو خصوصی ربط اور تعلق تھا۔ آپ اپنے والد کے سجادہ نشین بنے آپ کے مفصل حالات اس خانوادہ کے باب میں درج ہیں۔

خاندان مارہرہ

یہ خانوادۂ تصوف تقریبًا پچاس سال سے روحانی راہنمائی کر رہا ہے۔ اس خانوادے کے سجادہ نشین جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ سید عبدالجلیل قدس سرہٗ تھے۔ جن کی تاریخ وفات ان شعروں میں درج ہے۔

میر عبدالجلیل شاہ زمان — منبع فیض و معدن عرفان
مرشد راہنمائے روح زمین — ہادی پیشوائے اہل یقین
محو و مدہوش مدتے آں شاہ — بود در ذاتِ حق خدا آگاہ
بعد دہ سال چوں افاقت شد — ہادی خضر را رفاقت شد

marfat.com

از جناب الہٰ واحمد داں
شہر مارہرہ شد حوالت آں
چہل و نو سال راہنمائی کرد
اندریں شہر مقتدائی کرد
بود دو شنبہ از صفر ہشتم
کہ سفر کرد آں ستودہ شیم
سالِ حیست بگفت ہاتف جاں
رفت آں قدوہ زمین و زماں

حضرت شاہ عبدالجلیل کے بعد اس کے بیٹے سید اویس قدس سرہٗ باپ کے سجادہ پر جلوہ فرما ہوئے۔ ان کے بعد سید برکت اللہ المعروف بہ شاہ ابوالبرکات متخلص بہ عشقی سجادہ نشین بنے۔ آپ بڑے صاحبِ تصانیف بزرگ تھے۔ آپ کا ایک دیوان آبدار اشعار کی دولت سے مالا مال ہے۔ آپ نے اپنے والد مکرم اور جد معظم کے عرفان وفیضان پر اکتفا نہیں کیا تھا۔ بلکہ متعدد حضرات اہل عرفان سے اکتساب فیضان کیا۔ آپ کے چچا سید غلام مصطفیٰ بن سید فیروز آپ کے فیض رسال بنے پھر سید مربی بن سید عبدالنبی بن سید طیب سجادہ نشین بلگرام قدس سرہٗ سے روحانی تربیت پائی حضرت شاہ لطف اللہ بلگرامی جنہیں سید احمد کالپی قدس سرہٗ سے خلافت ملی تھی۔ آپ کے فیض رسال بنے۔ شاہ فضل اللہ کالپی قدس سرہٗ جن سے کئی خانوادوں کو خلافت ملی۔ آپ کے روحانی مربی بنے۔ آپ کی وفات پر سید غلام علی آزاد نے مرثیہ لکھا۔

سید کامل روشن دل صاحب برکات
رفت زین عالم و با حضرت حق یافت وصال
کرد آزاد رقم سال وفاتش بدو طرز
یوم عاشورہ ہزار و صد و چہل دو سال

شاہ آل محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کی جگہ سجادہ نشین ہوئے آپ کے خلفا میں سے ایک شیخ فقیر اللہ عارف باللہ بنارس میں آرام فرمائیں۔ آپ کا وصال

marfat.com

ایک ہزار ایک سو چھیاسٹھ سال میں ہوا تھا۔

شاہ آلِ محمد از دنیـــا نقل فرمود سوئے دارجناں
گفت تاریخ وصل او حافظ شمس گردید زیر ابرنہاں

شاہ آل حمزہ قدس سرہٗ صاحب کاشف الاستار آپ کے فرزند ارجمند تھے اور آپ کے سجادہ پر مسند آرا ہوئے آپ کے خلفاء میں سے شاہ سیف اللہ ملانوی جو حضرت شیخ محمد رمضان سہاردی کے مرشد تھے۔ بڑے نامور ہوئے حضرت شاہ آل حمزہ کی مسند ارشاد ان کے بیٹے حضرت شاہ آل احمد نے سنبھالی۔ مولانا شاہ عبدالمجید بدایوانی اور شاہ غلام نقشبند خان آپ کے خلفا میں سے تھے۔ حافظ عبدالعزیز و شاہ شمس الحق بزاز آپ کے مریدان مجاز ہوئے ہیں۔ خانقاہ مارہرہ کے بزرگانِ دین کا فیض شاہ آل محمد نے جاری وساری رکھا ہوا ہے۔

خاندان مولانا شاہ بدرالدین رہتکی قدس سرہٗ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دو نامور بیٹے تھے۔ جن کی اولاد آگے چلی۔ ایک تو حضرت ابو محمد عبدالرحمان رضی اللہ عنہ برادر عینی حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دوسرے ابوالقاسم محمد رضی اللہ عنہ تھے۔ ابوالقاسم محمد شام کی جنگ میں امیر لشکر تھے۔ آپ سیدنا صدیق اکبر کی صوری اور معنوی خلافت و ولایت کے مالک تھے۔ آپ کو باغیان اسلام کی ایک جماعت نے بڑی بے دردی سے شہید کر دیا تھا۔ ان باغیوں میں نہروان کے خوارج پیش پیش تھے۔

مولانا بدرالدین رہتکی کے ذخائر میں لکھا ہوا ہے کہ حصار فیروزہ کے بعض بزرگان سہروردیہ کا خیال ہے کہ سیدنا صدیق اکبر کی صحیح اولاد وہ لوگ ہیں۔ جن کے ہاتھ پاؤں سیاہ سانپ کی نیش زنی کا سیاہ نشان پایا جائے۔ جس نے حضور کے یار غار غار ثور

marfat.com

میں ڈسا تھا۔ کیونکہ حصار میں رہنے والے تمام صدیقوں کے ہاں ایسا نشان پایا جاتا ہے۔ اگر اس بات کو درست مان لیا جائے تو حصار کے تمام سہروردی ان بزرگوں کی اولاد میں سے ہوں گے جو حضرت ابو قاسم محمد بن صدیق اکبر سے جاری ہوئی۔ کیونکہ ابو القاسم محمد مار گزیدگی کے زمانہ کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ مگر حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ بعثت سے پہلے پیدا ہوئے تھے۔

راقم کتاب نے یہ بات چند معتمد علماء انساب سے سنی ہے کہ واقعی حضرت محمد بن ابو بکر کی اولاد میں ہاتھ یا پاؤں پر سیاہ خال پایا جاتا ہے۔ سید شرف الدین حسین خان ہروی قدس سرہٗ جو سادات کا فواسہ ہونے کی وجہ سے شہرت سادات رکھتے ہیں حقیقت میں حضرت ابو القاسم محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے ان کے دائیں پاؤں پر سیاہ خال پایا جاتا ہے ان کا دعویٰ ہے۔ کہ ان کے تمام مرد اور عورتوں کے ہاں ایسا سیاہ خال پایا جاتا ہے آپ اسے صحیح النسب کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

ہمارے ہاں حضرات رہتک کے یہ سیاہ خال نہیں پایا جاتا بایں ہمہ اپنے آپ کو حضرت محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں شمار کرتے ہیں۔ چنانچہ قاضی قوام الدین بن شیخ حسام الدین بن شیخ نظام الدین بن شیخ فخر الدین بن شیخ علاء الدین بن شیخ معین الدین بن شیخ کمال الدین قدس سرہٗ دیار یمنی سے سیستان میں وارد ہوئے تھے اور یہاں ہی سکونت پذیر ہوئے۔ ان کی زبان پر یہ شعر عام طور پر جاری رہتا تھا

گر ہوس سلطنتے داشتمے
ملک یمن را ہیچ نگذاشتمے

شیخ کمال الدین بن سلطان شمس الدین قدس سرہٗ یمن پر قابض رہے۔ شیخ حسام الدین بن شیخ احمد بن شیخ محمود بن شیخ ابو بکر بن شیخ ابراہیم بن شیخ اسماعیل بن

marfat.com

یشخ ابو اسماعیل عبداللہ یمن کے حکام ہوئے ہیں۔ ان کے والد حضرت ابو عبدالرحمان رضی اللہ عنہ۔ قاضی یمن رہے ہیں ساتبدائی دور میں یہ بزرگ سیستان میں آئے حج کیا اور ایک عرصہ کے بعد دہلی چلے آئے۔ اور وہاں قیام پذیر ہوئے۔ یشخ محمد موسیٰ آپ کے برادر زادہ بھی آپ کے ساتھ دہلی آئے تھے[1] جو کچھ عرصہ مکتیہ میں قیام فرما ہوئے اور بڑے صاحب اولاد ہوئے۔ ان میں سے ایک بیٹا بنام اللہ بخش گنج عرفان تو بڑے معروف زمانہ بزرگ ہوئے تھے آپ کے دو اور برادر زادے محمد اسحاق محمد اسماعیل وسط رہتک کے موضع مدینہ میں اقامت پذیر ہوئے تھے۔ خود قاضی قدس سرہ شہر رہتک میں سکونت فرما ہوئے۔ حضرت قاضی کی قبر اس قلعہ کی دیوار کے زیر سایہ ہے جو آپ کی اولاد نے تعمیر کیا تھا۔ آپ قاضی سراجدین کے فرزندوں اور قرابت داروں کے ساتھ رہے۔ قاضی صاحب کی اولاد آج تک رہتک میں آباد ہے۔ آپ کے دو بیٹے شیخ افتخار اور کبیر آپ کی یادگار رہے[2]۔ یشخ افتخار تو رہتک شہر میں رہے۔ مگر شیخ کبیر

ع[1] :۔ تصحیح! مولف کتاب ہذا نے جو کچھ لکھا ہے۔ کہ صرف یشخ محمد موسے قاضی قوام الحق والدین کے ہمراہ آئے تھے۔ اس میں کچھ فروگذاشت ہے۔ حقیقت میں قاضی صاحب ممدوح الصدر کے ساتھ تھے۔ ان کے ہمراہ ان کی ایک بھتیجی بھی تھی۔ ایک بندگی یشخ موسیٰ جو گڈھ مکتیہ چلے گئے تھے اور وہاں ہی انہوں نے شادی کر لی تھی۔ ان کے دو بیٹے ہوئے۔ یشخ اللہ بخش اور یشخ گنج بخش قدس سرہما۔ دوم یشخ محمد اسماعیل اور سوئم یشخ محمد اسحاق — ۱۲۔

ع[2] :۔ قاضی صاحب کے پانچ بیٹے تھے۔ یشخ افتخار الدین۔ یشخ کبیر الدین۔ یشخ رشید الدین۔ یشخ عبدالوحید اور یشخ سلیمان قدس سرہم۔ فاضل مولف نے صرف دو کے نام لکھے ہیں جو ان کے مشائخ ہیں۔

marfat.com

موضع مہیم ہی چلے آئے۔ ان حضرات کو سلاطین وقت نے بڑے اعزاز سے نوازا۔ کچھ عرصہ کے بعد شیخ افتخار عماد الدین کے بیٹے بھی اپنے چچا زاد بھائیوں کے ساتھ ریاستی امور میں اعلیٰ مناصب پر فائز ہوتے رہے۔ خدمات رفقاء احتساب تو شیخ عماد الدین کے خاندان میں رہیں۔ اور عدالت خطابت اور تولیت شیخ کبیر الدین کی اولاد میں ہیں ان دونوں بزرگوں کی اولاد اپنے اپنے وقت کے علماء فضلاء صلحاء کے طور پر دینی خدمات سرانجام دیتی رہی۔ محمد فضل اللہ قدس سرہٗ عرف ماہر و ہمایوں بادشاہ کے مدیر (منشی) رہے ہیں قاضی نظام الدین مفتی عماد الدین اور شاہ حبیب اہل مہم بھی صاحب فضل کمال بزرگ تھے۔ حضرت شاہ محمد رمضان بن شاہ محمد عظیم مجذوب تھے۔ ان حضرات کے بے پایاں فضائل زبان زد عوام و خواص ہیں۔

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز (محدث دہلوی) رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ محمد رمضان مہمی کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص اصحاب رسول مقبول کی زیارت کا خواہاں ہو۔ تو اسے ایک نظر شاہ محمد رمضان کی زیارت کر لینا چاہیئے۔ شاہ محمد رمضان کے افعال و اقوال میں حضور کی سنت جھلکتی ہے۔ آپ کی اقتداء میں ہزاروں مسلمانوں اور اہل اسلام کے گروہ در گروہ نجات یافتہ ہوئے۔ اور ان کی پند و نصائح سے ہزارہا انسانوں نے عادات کفر۔ جہالت۔ شرک صریح اور رسومات قبیح کو چھوڑا تھا۔ اور توبہ کی تھی۔ آپ ایک عرصہ تک اس ملک کی رہنمائی فرماتے رہے۔ شاہ محمد عظیم قدس سرہٗ آپ کے والد بڑے صاحب

ما: شیخ کے رفقاء رہتک شہر میں نہیں رہے تھے ان کی اور شیخ کبیر کی اولاد موضع مہیم میں کثیر تعداد میں موجود ہے اور مہیم ہی کہلاتے ہیں۔ ہاں شیخ رشید الدین۔ شیخ عبد الوحید اور شیخ سلیمان کی اولاد رہتک میں آباد ہے اور وہ رہتکی کہلاتے ہیں۔ عہدہائے قضا۔ رفقاء احتساب تولیت اور میر عدل ان حضرات کے پاس رہے۔

(ڈکٹر بن محمد رشید النعمان ابن قاضی فضل الرحمان قاضی زادہ قصبہ مہم ضلع رہتک)

marfat.com

جذب و تصرف بزرگ تھے۔ شاہ محمد رمضان حج سے واپس آرہے تھے اور راہ میں دیار جنوب میں شہید ہو گئے۔ آپ مہم میں بیٹھے بڑے مغموم اور متفکر دکھائی دیتے تھے آپ اس اضطراب اور غم کا اظہار بھی کرتے لوگوں کو بتاتے۔ کچھ عرصہ کے بعد شاہ محمد رمضان کا جسد خاکی مہم میں پہنچا تو لوگوں پر حقیقت واضح ہوئی۔ اندرون شہر آپ کے گھر میں ہی آپ کو دفنایا گیا۔ آپ کے مزار کے ساتھ ہی آپ کے والد حضرت شاہ محمد عظیم کا مزار ہے

آپ کے مرشد شاہ محمد عظیم قادری قدس سرہٗ ہی تھے۔ حضرات رہتک میں سے متاخرین میں سے مولانا شاہ بدرالدین رہتکی المعروف شاہ اوحد لکھنوی تھے۔ آپ جامع علم و فضل تھے صاحب وجد و کمال تھے کاملان وقت اکثر و بیشتر آپ کے پاس آتے تھے آپ کے معاصرین میں سے شاہ محمد فاخر بن شیخ محمد یحییٰ معروف بہ شاہ خوب اللہ تھے آپ حضرت کے برادر زادہ بھی تھے اور داماد بھی تھے۔ اور شاہ محمد افضل الہ آبادی کے سجادہ نشین بھی تھے۔ شاہ محمد اجمل ابن شاہ محمد ناصر ابن شاہ خوب اللہ نے بھی آپ سے ہی فیض پایا تھا۔ شیخ غلام قطب الدین شاہ فاخر موصوف کے مرید تھے۔ شاہ محمد فتح گمتصلی جو شاہ محمد شریف نادلی کے خلیفہ اور سلسلہ قلندری کے مجاز تھے۔ سلسلہ صابری سہروردی چشتیہ سے بھی فیض یافتہ تھے۔ پھر شاہ محمد حیات بن شیخ محمد بن شیخ محمد صادق گنگوہی صابری بھی آپ کے ہم عصر تھے آپ نے اپنے چچا شیخ ابوسعید گنگوہی سے فیضان پایا تھا۔ ان حضرات میں سے ایک تو بادشاہ نور قادری گجراتی قدس سرہٗ تھے۔ حضرات سادات نہروالی کے دو شجروں کے واسطوں سے آپ حضرت شیخ جند الولی سے نسبت روحانیت رکھتے ہیں۔ یہاں ہم ان شجروں کی تشریح کرتے ہیں۔

(۱) شیخ شہاب الدین سہروردی۔ شیخ حسین۔ شیخ حماد۔ شیخ احمد۔ شیخ جمال بہروچی۔ شیخ نصیر الدین شہابی سید یعقوب کبیر۔ برادر سلطان العشاق نہروالی۔ ان کا بیٹا سید کبیر الدین عرف سید شاہ شادی ان کے بیٹے سید محمود عرف اخمن میرادران سے ان کے بیٹے سید

marfat.com

یعقوب چشتی پھراں سے ان کے بیٹے عبدالوہاب ان کے بیٹے سید غیاث الدین اور ان سے ان کے بیٹے عبدالجلیل عرف شاہ غریب اللہ ان سے شاہ نور محمد قادری گجراتی قدس سرہم

۲- دوسرا شجرہ حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی سے شروع ہوکر سید محمد صفدر ابو الفتح عرف سید محمد گیسو دراز دکنی سید محمد اکبر سید ید اللہ شیخ عبدالفتاح کالو پوری کی وساطت سے سید محمود عرف اخون امیر تک پہنچتا ہے۔

۳- ایک اور سلسلہ سید محمد گیسو دراز شیخ عبدالفتاح تک پہنچتا ہے۔

۴- ایک اور سلسلہ سید محمد سے شیخ علاء الدین سالک عبیدی کی وساطت سے شیخ عبدالفتاح تک پہنچتا ہے۔

۵- ایک اور سلسلہ سید اخون امیر سے سید حسین سید یحییٰ۔ سید مصطفیٰ سید ابو محمد سید عبدالجلیل عرف غریب شاہ بلکہ سید ابو محمد پیر محمد نور شاہ قادری کی وساطت سے سید مصطفیٰ سے ہوتا ہوا پیر ثالث سید محمود سے سید ابو محمد تک پہنچتا ہے۔

۶- ایک سلسلہ شاہ محمد واضح بریلوی کا ہے۔ آپ حضرات چشت کے خانوادہ میں حضرت شاہ ولی اللہ نے آپ کو مجددی سلسلہ میں بھی مجاز فرمایا تھا۔ اس سلسلہ میں حضرت شاہ ولی اللہ کو اپنے والد مکرم شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل تھی آپ دونوں سلسلوں میں منتسب تھے ایک نسبت حضرت شاہ رفیع الدین جو اپنے نانا قطب عالم کے مجاز تھے۔ وہ شیخ نجم الدین اور وہ شیخ عبدالعزیز بن شیخ حسن ابن طاہر اور وہ قاضی خان ظفر آبادی کے خلیفہ تھے۔ شیخ حسن ابن طاہر دوسری طرف راجی حامد شاہ کے مرید تھے۔ وہ شیخ حسام الدین مانک پوری وہ شیخ علاء الدین کے اور وہ خاندان سراجیان سے فیض یافتہ تھے۔ ایک تو سید عظمت اللہ اکبر آبادی حسین اپنے والد عبدالرسول اور انہیں شاہ عبداللطیف انہیں عبدالعزیز بن شیخ حسن طاہر ممدوح شاہ عبدالعزیز ملقب بہ شکر بار سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ شاہ عبدالعزیز شکر بار وقت کے عائدین

marfat.com

یں سے تھے اور مشائخ چشت کی یادگار تھے۔ آپ کو حضرات دہلی کی مجالس کا شرف ملا تھا۔ اپنے بڑے بھائی شیخ محمد حسین خیالی سے استفادہ کرتے تھے۔ پھر سید ابراہیم ایرجی قدس سرہٗ سے فیض پایا تھا۔ اپنے بزرگان سلسلہ میں سے قاضی ظفرآبادی سے اجازت لی۔ فیروزی کی قدیم عمارت کے سامنے شاندار خانقاہ تعمیر کی۔ آپ ۹۰۵ھ میں واصل بحق ہوئے تھے اور اسی خانقاہ کی صحن میں دفن ہوئے تھے۔ حضرت محدث دہلوی نے آپ کا سال وفات ان شعروں میں بیان کیا ہے۔

شیخ کامل عارف دوران خود عبدالعزیز
آنکہ می داد اہل دل را مجلس یاد از بہشت
ہرچہ از اوصاف اہل اللہ در عالم بود
حق تعالیٰ از ازل فطرت بذات او سرشت
یادگار اہل چشت او بود در دوران خود
گشت زاں تاریخ فوتش یادگار اہل چشت

شیخ قطب عالم کی اولاد اپنے والد کی سجادہ نشین ہوئی۔ شاہ نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ جوان کے والد کے مرید تھے خلافت حاصل کی ان حضرات کے مزارات اسی خانقاہ کے ساتھ ساتھ قلعہ شاہجہانی کے دہلی دروازہ کے باہر مینارہ فیروزی کے سامنے ہیں۔

حضرت شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالرحیم قدس سرہما کے مکانات قدیم زمانے سے اسی جگہ تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے ان مکانات کو اسی لئے ترک کر دیا تھا کہ وہاں جنات کا قبضہ ہو گیا تھا۔ مگر ان بزرگوں کے مزارات وہاں ہی رہے پھر حضرت شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیز مولانا شاہ رفیع الدین مولانا شاہ عبدالقادر قدس سرہم کے مزارات بھی یہیں بنائے گئے۔ مولانا شاہ بدرالدین عمر کے آخری حصہ میں رہتک سے چلے گئے تھے۔ لکھنؤ کے محلات میں سے آرام نگر میں قیام فرما ہوئے۔ دس سال تک

marfat.com

مخلوق خدا کو فیض پہنچاتے رہے۔ آخر کار ۱۲۰۵ھ میں رحلت فرما ہوئے۔ آپ کا مزار شالی باغ جسے خان زمیندار نے بنایا تھا۔ واقع ہے۔ زمیندار مذکورہ کا مقبرہ بھی اسی باغ میں ہے حضرت شاہ غلام جیلانی جو آپ کے صاحبزادہ تھے۔ آپ کے خلیفہ اور سجادہ نشین بنے۔ غلام جیلانی نے اپنی ساری عمر عبادات و ریاضات میں گزار دی آپ سے بڑا فیض جاری ہوا۔ شیخ محمد ابراہیم ذوق خاقانی ہند آپ سے ہی بیعت تھے۔ آپ کے خاندان اور مریدوں میں سے مثلاً شاہ غیاث الدین حاجی شجاع الدین مولوی کریم الدین مولوی امام الدین جیسے حضرات نے آپ سے منازل سلوک طے کئے۔ یہ تمام حضرات اپنے زمانے کے منتخب تھے ان دنوں شاہ عیاض الدین سجادہ نشین ہیں۔ عابد زاہد صاحب ذوق سلیم با اخلاق ہیں ریاضت اور تقوی میں اپنے خاندان کا نشان ہیں قدس سرہم۔

خاندان مولانا سماء الدین قدس سرہٗ

مولانا سماء الدین قدس سرہٗ کنبوہ قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ مولانا سناءالدین جو میر سید شریف جرجانی اور میر سید کبیر الدین اسماعیل فرزندِ مخدوم جہانیاں کے تلامذہ میں سے تھے۔ آپ ملتان سے دہلی پہنچے۔ آپ کی آرمگاہ حوض شمسی پر سون برس قاضی کے سامنے ہے۔ آپ نے لمعات عراقی پر حواشی لکھے۔ آپ کی تصانیف میں سے مفتاح الاسرار بڑی مشہور کتاب ہے سید کبیر الدین اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے دو بیٹوں سید عبدالشکور اور سید عبدالغفور نے آپ کی صحبت میں رہ کر تعلیم حاصل کی۔ حضرت کا ایک بیٹا شاہ عبداللہ بیابانی جنہیں سلطان المجردین کا لقب ملا تھا۔ حضرت محبوب الٰہی کے آستانہ پر رہتے تھے۔ آپ ہر نماز کے لئے علیحدہ غسل کرتے تھے۔ انہوں نے ایک بار بادشاہ وقت کو بعض بے گناہ سادات

marfat.com

کی رہائی کی سفارش کی۔ مگر بادشاہ نے اسے منظور نہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہمیں ایسے شہر میں رہنا حرام ہے جس کی حکومت تم جیسے انسان کے پاس ہو۔ آپ وہاں سے مندد چلے گئے۔ اور ساٹھ سال لگاتار ایک جنگل میں یادِ الٰہی میں گزار دیئے۔ آپ ہر روز ایک قرآن پاک ختم کرتے۔ اور برگ اشجار اور پھلوں کے بغیر کچھ نہ کھاتے۔ آپ کے ارد گرد صحرائی جانور بیٹھے رہتے اور ایک دوسرے کو بھی کچھ نہ کہتے۔ آپ کے ایک بیٹے کا نام شاہ نصیر الدین تھا۔ جن کا ایک بیٹا شیخ عبدالغفور عمائد روزگار میں سے ہوا۔ حضرت مولانا سماء الدین کی تاریخ وفات شیخ جمالی نے ان اشعار میں کہی ہے۔

مرشد انس وملک شاہ سماء الدین چو رفت
اے جمالی بر سر یہ عرش آمد گام او
ہشت خلد آمد بنام او اگر پرسد کسے
سالِ تاریخش بگو شب آمدہ بر بام او

مولانا شاہ حامد بن فضل اللہ جمالی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا شاہ حامد بن فضل اللہ جمالی زمانہ کے صلحاء و اتقیاء میں سے تھے۔ آپ کو اپنے ہم عصر شعراء میں ایک ممتاز مقام حاصل تھا۔ آپ بھی حضرت مولانا سماء الدین قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ آپ اکثر علوم وفنون میں بے مثال تھے۔ حج۔ طواف کعبۃ اللہ زیارات اور زیارت روضہ منورہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہوئے تو ممالک اسلامیہ کی سیاحت کو نکلے۔ بلاد اسلامیہ کے مختلف ممالک کو دیکھا۔ یمن بیت المقدس روم۔ شام۔ عراق۔ عجم آذربائیجان۔ گیلان۔ ماژندران اور خراسان جیسے ممالک میں سیاحت کرتے رہے شیراز میں سید نظام الدین محمود خلف الرشید شاہ تاج الدین حسن اور

marfat.com

اس شہر کے شیخ الاسلام صاحبِ نعمت شاہ نعمت اللہ ولی۔ شیخ شہاب الدین احمد سجادہ نشین خانقاہ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ جیسے مشاہیر سے ملاقات کی۔ اور کچھ عرصہ تک بغداد میں مصاحب اہل اللہ رہے۔ بغداد سے ہرات آئے۔ شیخ صوفی مکی قدس سرہٗ جو شیخ زین الخوافی اور مولانا محمد روحی۔ شیخ عبدالعزیز جامی۔ مولانا عبدالغفور لاری جیسے معروف حضرات سے ملاقات کی حضرت جامی سے ملاقات کا اس شعر میں ذکر ملتا ہے۔

بازارِ خاک کوبیت پیراہنی است بر تن
آہم ز آب دیدہ صد چاک تا بدامن

ایک عرصہ کے بعد آپ برصغیر واپس آئے مولانا جلال الدین محمد دوانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وقت کے دوسرے مشائخ سے بھی فیض حاصل کیا۔ آپ حضرت شیخ بایزید جو شیخ بدرالدین غجندی قدس سرہٗ کی اولاد میں سے تھے۔ سید شمس الدین طاہر مرید شیخ نور بنگالی جیسے مشاہیر زمانہ سے فیض یاب ہوئے۔ آپ نے طویل عمر پائی تھی ایک سو پچاس سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ ابتدائی زندگی میں آپ کا تخلص جلالی تھا۔ آخر کار حضرت مرشد کے ارشاد پر جمالی رکھا۔ آپ نے شاعری میں بھی نام پایا اور درویشی میں بھی نامور ہوئے۔ سلطانیں کے نام پر مرصع قصائد لکھے۔ سکندر لودھی کے زمانہ سے ہمایوں کے عہد حکومت تک زندہ رہے۔ بابر کی شان میں ایک قصیدہ لکھا اور کہا۔

شاہ دشمن کش ظہیر الدین محمد بابر
آں کہ لشکر بنگالہ از الفار کابل بشکند

ایک نعتیہ قصیدہ بارگاہِ جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا۔

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پر تو صفات
تو عین ذات می نگری در تبسمی

آپ کی یادگار زمانہ تصانیف میں سے دیوان جمالی۔ غزلیات۔ قصائد سیر العارفین

marfat.com

مثنوی مہر و ماہ بڑی مشہور ہوئیں۔ ایک امیر کی مدح میں انکا ایک شعر ہے۔

گر ماہ شود بڑا دستارہ شود بڑے

باخوان نعمتت نتواند برابری !!!

یہ شعر ہندو فارسی کی زبانوں کا امتزاج تھا۔ حضرت مولانا عبدالرحمان جامی رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو آپ نے اپنی ذہانت و فطانت سے اس شعر میں چوسٹھ نکتے پیدا کئے پھر ایک جگہ فرمایا کہ شاید بڑا۔ بڑے ہندوستان کے لطیف کھانوں میں سے ہیں جن کا ذکر حضرت جمالی نے کیا ہے۔

آپ ۹۴۲ھ میں ہمایوں بادشاہ کے ساتھ گجرات کی مہم پر گئے اور وہاں ہی قاصد اجل کو لبیک کہا۔ آپ کا جسد مبارک دہلی لایا گیا۔ آپ کی زندگی میں ہی آپ کا مقبرہ بنا دیا گیا تھا جو آپ نے اپنے گھر کے پاس ہی عالی شان مسجد کے پہلو داؤد سرائے کے ساتھ بنایا تھا۔ اس میں مدفون ہوئے۔ حضرت جمالی کا مقبرہ ظاہراً ایک چھوٹا سا محل ہے جس کے چھت پر رنگ برنگ پھول منقش ہیں۔ لاجوردی۔ زر وسیم کے عجیب و غریب نقش و نگار سے مزین ہے۔ آپ کی دو غزلیں آپ کے مقبرہ پہ منقش ہیں۔ ان میں ایک شعر یہ ہے۔

زحد گذشت بعشق تو بے قراری ما

امید ہست کہ رحم آوری بزاری ما

آپ کے مقبرہ کے سامنے ہی آپ کے بیٹے گدائی کی قبر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بیٹا بھی باپ کا عکس جمیل تھا۔ اس کا انتقال ۹۷۶ھ میں ہوا۔ آپ کے روضہ کے باہر آپ کی اولاد کے بہت سے افراد کی قبروں کی قطاریں ہیں۔ گدائی کے بیٹے شیخ علائی قدس سرہٗ کی قبر بھی پاس ہی ہے۔ چبوترے کے دروازے کے سامنے شیخ عبدالحی قدس سرہٗ کا مزار ہے۔ شیخ عبدالحی شیخ جمالی کے دوسرے فرزند تھے۔ یہ فرزند عالم جوانی

marfat.com

میں انتقال کر گیا تھا۔ یہ لڑکا مجمع الفضلاء، مرجع النظر نا اور آزاد طبع نوجوان تھا۔ دل میں عشق کا درد اور بڑا خلیق انسان تھا۔ سیدی عالی نسب نے آپ کی تاریخ وفات ان اشعار میں کہی تھی۔

نادر العصر شیخ عبد الحی — کہ بوصفش زباں مرا بنود
وقت نزعش بسر رسیدم من — گفتم اے چوں تو درزماں بنود
سالِ تاریخ خویشں خود فرما — کہ خبر آں در این زماں بنود
گفت تاریخ من بود نا مم — بندہ دستے کہ درمیاں بنود
کہ بوصفش مرا زباں بنود — زانکہ درماں ایں زیاں بنود

مخدوم سید جلال الدین بخاری کی اولاد کے حالات

(اوچ شریف کے علاوہ)

حضرت مخدوم جہانیاں کے نبیرہ سید برہان الدین قطب عالم اپنے اصل وطن سے گجرات تشریف لے گئے۔ اور وہاں ہی سکونت اختیار کر لی۔ آپ کو وہاں عبداللہ جلالی کے نام سے بھی شہرت ملی تھی۔ وہ احمد آباد سے چند کوس کے فاصلہ پر تتوہ کے مقام پر آرام فرما ہیں۔ آپ نے ۸۵۷ھ میں وفات پائی تھی۔ سید حسن بن سید قطب الدین حسنی و سید برہان و سید عثمان علاء الدین حسنی کے فرزند ہیں۔ اور سید شاہ عالم آپ کے خلیفہ ہیں انہیں باطنی فیض حضرت مخدوم جلال الدین اور سید ناصر الدین محمود اور سید معز الدین و سید شرف الدین حسین بن سید علاء الدین موسوی صاحب جواہر جلالی قدس سرہم سے ملا۔

سید شاہ عالم محبوب الحق معروف بہ شاہ منجن احمد مغربی قطب العالم کے فرزند رشید تھے۔ آپ کو قطب الوقت مخدوم احمد گنج بخش و گنج شکر شیخ احمد کھتو سے نعمت روحانی ملی۔

marfat.com

آپ گجرات کے قدیم شہر میں آسودۂ خاک ہیں۔ آپ ۸۰۸ھ کو فوت ہوئے مادۂ تاریخ لفظ فخر سے برآمد ہوتا ہے سید ناصر الدین ابی الفضل راجو آپ کے مرید تھے۔

شیخ کمال الدین کبیر (بھگت کبیر)

شیخ کمال الدین ابن کبیر نساج بھی آپ سے فیض یاب تھے۔ آپ کا مزار احمد آباد میں ہے۔ آپ کے والد شیخ کبیر قدس سرہٗ مخدوم شیخ تقی مالک بن شیخ محمد رمضان سہروردی کے اولین ملامتی مرید تھے۔ آپ کا مزار جہانسی کے قریب الہ آباد میں ہے۔ آپ کو جلال الدین تبریزی کے خاندان سے خلافت ملی تھی۔ اس کے بعد بندہ بیراگی کے طریقہ محبت کو اختیار کر لیا۔ آپ کو شاہ بھیک فردوس سے بھی خرقۂ خلافت ملا۔ آپ کی وفات ہوئی۔ تو ہندو اور مسلمان دونوں مذاہب کے لوگ آپ کے حجرے کے دروازے پہ جمع ہو گئے۔ اور آپ کی نعش کا مطالبہ کرنے لگے۔ ناگاہ غیب سے ایک شخص ظاہر ہوا اس نے اعلان کیا۔ کہ مرحوم کبیر ایک ایسا شخص تھا۔ جو عارف حق تھا۔ اور ہر دلعزیز تھا وہ زندگی میں اہل اسلام اور ہندو دونوں کا محبوب نظر تھا۔ آج اس کی موت بھی دونوں مذاہب میں یگانگت کا سبب بنتی ہے، لوگوں نے حجرے کا دروازہ کھولا۔ تو دیکھا۔ تو اس میں گل سفید کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ دونوں فریق خاموش ہو گئے۔ اہل اسلام نے وہاں قبر تعمیر کی۔ اور ہندوؤں نے سمادہ بنا دی۔ آپ کے مریدوں اور فقیروں میں سے بعض مسلمان اور بعض ہندو ہیں۔ چنانچہ آپ سے منسوب مریدان باو فا گجرات۔ احمد آباد اور اس کے نواحی علاقوں میں آباد ہیں سید قطب العالم کا خاندان اور شاہ عالم بڑے نامور ہوئے اور آج تک ان کے سلاسل موجود ہیں۔

شیخ احمد کھتو قدس سرہٗ

حضرت شیخ احمد کھتو کا مزار ایک عالی شان مقبرہ میں ہے۔ جو ایک بہت بڑی خانقاہ

marfat.com

میں تعمیر کیا گیا ہے آپ دہلی میں پیدا ہوئے بچپن میں اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے ایک دن کھیلتے کھیلتے ایک شدید طوفان میں گر گئے۔ یہ طوفان باد و باراں آپ کو اٹھا کر دُور لے گیا اور ایک عرصہ کے بعد بابا محمد اسحاق مغربی قدس سرہٗ کی تربیت میں آ گئے۔ بابا محمد اسحاق موضع کھتو مواضعات اجمیر شریف میں رہتے تھے۔ شیخ احمد نے علمِ دین حاصل کیا۔ باطنی اسرار سے واقف ہوئے اور ریاضات شاقہ میں بسر کرنے لگے بابا اسحاق سے خلعت خلافت پائی۔ ان کے انتقال کے بعد آپ نے کھتو کو خیر باد کہا اور عالمِ اسلام کی سیاحت کو چل نکلے۔ حج کیا۔ زیارات سے مستفید ہوئے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بشارت ملی ہندوستان واپس آ گئے۔ ان دنوں امیر تیمور نے دہلی پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور اس کا عہد حکومت عروج پر تھا۔ آپ نے دہلی کے قتل عام کی پندراں دن پہلے ہی پیش گوئی کر دی تھی۔ اور حضرت سید محمد گیسو دراز نے اپنے خلفاء کو اس آنے والے سانحہ سے آگاہ کر دیا تھا۔ اور خود شیخ نجم الدین کبریٰ کی طرح میدان کارزار میں نکلے۔ مغلوں نے آپ کو گرفتار کر لیا۔ مگر قید میں ہی آپ سے بہت سی کرامات کا ظہور رہا۔ امیر تیمور نے آپ کو طلب کیا۔ اور بڑے اعزاز و اکرام سے آپ کو رہا کر دیا۔

آپ کا دستر خوان بڑا وسیع تھا۔ بے پناہ مخلوق آتی اور آپ کے لنگر سے پیٹ بھر کر کھانا ملتا۔ نہروالا کے حاکم ظفر خان نے آپ کو بے پناہ اصرار کے ساتھ اپنے وطن جانے پر آمادہ کیا۔ آپ کو سیدنا غوث الاعظم شیخ عبد القادر گیلانی سے روحانی فیض ملا تھا۔ مگر ظاہری فیوض حضرت مخدوم جہانیاں سے حاصل ہوئے۔ آپ کے ملفوظات تصوف کی نادر کتابوں میں مانے جاتے ہیں۔ تحف المجالس آپ کے ایک مرید محمود بن سعید ایراجی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کئے۔ آپ کا شجرہ ہم سابقہ صفحات میں پنج شجرات کے ضمن میں لکھ آئے ہیں آپ اپنے وقت کے قطب ولائیت تھے۔ حضرت مخدوم جہانیاں کی اولاد سے ایک بزرگ شاہ عبد اللہ بخاری جن کا مزار دہلی کے

marfat.com

قریب ہے۔ آپ کے مزار کے متولی ہیں۔

مخدوم جہانیاں کے چند اقارب اور خلفا قدس سرہم

شیخ حاجی عبدالوہاب بخاری قدس سرہ سید بہاء الدین محمود کی اولاد سے تھے ایک دن آپ نے اپنے پیر اور استاد سید صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی دو نعمتوں کی قدر نہیں جانتے۔ ایک تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود اقدس کی ہے۔ اور دوسرا قرآن پاک۔ جو نبی کریم پر اللہ کے کلام پاک کا ایک مقدس مجموعہ ہے۔ آپ نے دونوں باتیں سنیں۔ تو خشکی کے راستہ دیار حبیب کا رُخ کر لیا۔ اور زیارت کے بعد سکندر لودھی کے زمانے میں واپس دہلی آئے۔ سلطان نے آپ کی بے پناہ عزت کی۔

آپ کو حضرت رئیس الفضلاء المحاسن شاہ عبداللہ بن یوسف القرشی ملتانی قدس سرہٗ سے محبت اور نیازمندانہ نسبت تھی۔ آپ کی محبت کو دیکھ کر لوگ کہتے تھے کہ دونوں بزرگوں کا تعلق ایسا ہے جیسے مولانا رومی کو حضرت شمس تبریزی سے تھا آپ دوسری بار دہلی سے حج کو روانہ ہوئے آپ کی وفات ۹۳۲ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار اور شاہ عبداللہ کا مزار دونوں چراغ دہلی کی خانقاہ کے قریب واقع ہیں

شاہ عبداللہ قدس سرہٗ حضرت مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کو بادشاہ دہلی نے اپنی بیٹی دے دی تھی۔ اس بیوی سے اولاد ہوئی۔ شاہ عبدالوہاب نے قرآن پاک کی ایک تفسیر لکھی۔ آپ نے یہ تفسیر اپنی علمی قابلیت سے فنا فی الرسول کے مقام ہوتے ہوئے لکھی۔ قرآن پاک کی تمام

marfat.com

آیات کی تفسیر جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بیان فرماتے ہیں۔ آپ کو حضرت سید جلال الدین بخاری قدس سرہٗ سے سلسلہ سہروردیہ میں فیض ملا تھا۔

شیخ حمزہ کشمیری قدس سرہٗ

آپ قوی تصرّف اور بلند شان کے مالک تھے فرمایا کرتے تھے کہ میں میثاق کے دن کئی بار اولیاء امت رسول کی صف سے اٹھ کر انبیاء کی صفوں میں گیا۔ مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پہلو میں بیٹھنے کا حکم دیا۔

ایک دن اپنی خانقاہ میں تشریف فرما تھے۔ بادشاہ کشمیر غازی چک نے اپنے وزیر زادہ کو زندہ ہی ایک تابوت میں بند کر کے حضور کی بارگاہ میں بھیجا۔ اور عرض کی کہ حضور اس کا نماز جنازہ پڑھا دیں۔ لوگوں نے روتے دھوتے عرض کی کہ وزیر زادہ نوجوانی میں ہی فوت ہو گیا ہے۔ آپ ہی نماز جنازہ پڑھائیں۔ آپ اٹھے اور فرمانے لگے۔ یہ گناہ تم لوگوں کے ذمہ ہے تبسم فرماتے ہوئے اپنے ایک مرید شیخ حیدر کو حکم دیا کہ اس کا جنازہ پڑھا دیں۔ اس نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ کے بعد تمام لوگ ہنسنے لگے۔ اور کہنے لگے۔ حضور آپ نے ایک زندہ شخص کا جنازہ پڑھوا دیا۔ مگر جب جنازہ پڑھا جا چکا تو لوگوں نے وزیر زادہ کو اٹھنے کا کہا تو وہ نہ اُٹھ سکا۔ دیکھا تو مرا پڑا تھا۔ مجبوراً انہیں تجہیز و تکفین کرنا پڑی۔ ایک ہفتہ گزرا۔ تو اس لڑکے کی والدہ روتی روتی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کی حضور۔ ہمارا تو ایک ہی بیٹا تھا۔ آپ اس کی آہ وزاری سے متاثر ہوئے۔ اس کی قبر پر گئے اور اشارہ کیا تو نوجوان زندہ ہو کر قبر سے باہر آ گیا۔ وزیر زادے کے والدین اس دن سے وزارت کے تمام آرام و آسائش چھوڑ کر درویش بن گئے اور ریاضت اور عبادت

marfat.com

میں مشغول ہو گئے۔ اور کاملان وقت میں سے ہو گئے۔

شیخ حمزہ کچھ عرصہ کے بعد حج پہ گئے۔ اور راہ حبیب میں جان دے دی۔ آپ کے مرید خطہ کشمیر اور پنجاب میں ابھی تک فیض رسان مخلوق ہیں۔

حضرت شیخ صدرالدین طبیب دل قدس سرہٗ

شیخ صدرالدین طبیب دل قدس سرہٗ ایک تاجر کے بیٹے تھے۔ حضرت خواجہ محبوب الٰہی دہلوی قدس سرہٗ کی دعاء سے آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے والد نومولود کو اٹھا کر حضور محبوب الٰہی کی بارگاہ میں لے گئے اور ان کی گود میں لا رکھا آپ کی نگاہ فیض نے آپ کو تربیت روحانی کے لئے منتخب فرمایا۔ یہ بچہ ہر وقت آپ کے چہرہ انور کا دیدار کرتا رہتا۔ حضرت خواجہ محبوب الٰہی نے اپنے جبۂ مبارک کا ایک ٹکڑا پھاڑا۔ اور اپنے ہاتھ سے پیرایئں سجا کر حضرت مخدوم چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کیا۔ اور اس بچے کی شان سے آگاہ کیا حضرت چراغ دہلوی نے آپ کو بڑی محبت سے پرورش فرمائی جب بڑا ہوا۔ تو حضور چراغ دہلوی کے مقتدر خلفاء میں معروف ہوا۔

شیخ صدرالدین طبیب دل کو فن طب میں کمال حاصل تھا۔ ایک بار آپ کو پریوں کے ایک غول نے اٹھایا۔ اور دُور کہیں لے گئیں۔ ان کی رانی بیمار تھی۔ آپ نے اس کا علاج کیا صحت یاب ہو گئی۔ واپسی پر پریوں نے آپ کو ایک تحریر دی۔ اور کہا کہ آپ اپنے شہر جائیں تو خانقاہ طوسی کے عقب میں آپ ایک کتے کو دیکھیں گے یہ رقعہ اس کتے کو دے دینا۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ کتا وہ کاغذ لے کر دریا کی طرف روانہ ہو گیا۔ آپ بھی پیچھے پیچھے چل پڑے۔ دریا کے کنارے پہنچ کر کتے نے ایک جگہ زمین کو کھودا۔ ایک صندوق ظاہر ہوا۔ آپ نے کھولا تو اس میں کروڑوں روپے کے زیورات

marfat.com

وجواہرات بھرے پڑے تھے۔ مگر آپ نے ان جواہرات کی طرف نگاہ بھی نہ کی اور واپس چلے آئے۔

آپ کے مکتوبات حقائق اور اسرار سے بھرے پڑے ہیں۔ آپ کی قبر حصار علائی میں ہے شیخ فتح اللہ اودھی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہی مرید خاص تھے۔ آپ ایک عرصہ تک اپنے بزرگان خلف کی طرز پر منارہ شمسی کے زیر سایہ قرآن کا درس دیا کرتے تھے آخر کار پیک اجل آپہنچا۔ اور حضرت طبیب دل کا وصال ہو گیا۔ شیخ فتح اللہ اودھی مرشد کے وصال کے بعد اپنے وطن اودھ چلے گئے۔ شیخ قاسم دہلوی اودی۔ شیخ محمد عیسٰی سرتاج جونپوری آپ کے مرید تھے۔ شیخ قاسم نے آداب السالکین جیسی معروف زمانہ کتاب تصنیف کی۔

شیخ کے والد کا اسم گرامی محمد درویش تھا۔ وہ کئی واسطوں سے سادات برایخ سے ملتے تھے اور مخدوم جہانیاں بخاری کے خلیفہ مجاز تھے۔ اسی طرح اپنے والد محترم سے بھی بیعت تھے اور ان سے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا آپ تصوف کے تمام سلاسل میں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ان فیوضات سے بہرہ ور ہوئے تھے جو آپ کی وساطت سے تمام سلسلوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ چشتی۔ صابری۔ مجددی اور شریعتی خانوادے حضرت شیخ عبدالقدوس قدس سرہٗ سے جا ملتے ہیں۔ ہم ان فیوضات کا تذکرہ سلسلہ مجددی کے ضمن میں کر آئے ہیں۔

شیخ فتح اللہ اودھی قدس سرہٗ کو ابوالفتح بدایونی کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا تھا حضرت شیخ محمد عیسٰی کے وسائل سے یہ خانوادہ شاہ جمال اولیا قدس سرہٗ تک جا پہنچا ہے۔ یہ تفصیل خاندان شاہ محمد افضل۔ میر — سید عبدالجلیل اور شاہ اوحد رحمۃ اللہ علیہم کے شجرات سے نمایاں ہوئی ہے۔ ہم منزل ہم میں ان چاروں خانوادوں کا مفصل ذکر کر چکے ہیں۔

marfat.com

قاضی محمد ساوی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی سلسلے

آپ حضرت چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ پھر حضرت مخدوم جہانیاں سے بھی نعمت یافتہ تھے۔ بڑے صالح۔ عابد اور ضروری علوم کے ماہر تھے۔ حضرت مولانا اختیار الدین ایرجی آپ کے شاگرد خاص تھے اور مرید مخلص تھے۔ ان سے شیخ سالار۔ خواجہ حسن سرمست چندیری خواجہ اسماعیل ان سے خواجہ خانوں گوالیاری جو مشاہیر وقت میں سے تھے۔ فیض پایا تھا۔ آپ نے حضرت خواجہ مخدوم حسین ناگوری سعیدی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خلافت حاصل کی تھی۔ آستانہ اجمیر سے اپنے مخدوم کی وضع پر بڑا فیض پایا تھا حضرت شیخ نظام نارنولی جو اپنے زمانے میں اپنے ابنائے عصر میں ممتاز تھے۔ اور خواص و عوام میں مقبول و مقتدا تھے۔ بھی آپ ہی سے سرفراز ہوئے تھے۔ آپ کا مزار پرانوار شہر نارنول میں ایک پُر فیض اور بابرکت مقام پر ہے۔ آپ کی اولاد میں سے بہت سے حضرات کو جاہ و منزلت حاصل ہوئی تھی۔ ان لوگوں کے مقابر پاکیزہ۔ مصفا ہیں۔ عالی شان مسجد بلند و بالا عمارات میں مزارات بنائے گئے تھے۔ آپ کے خاندان کا فیض عام ہوا۔ کثیر اولاد ہوئی۔ اور ہر ایک صاحب وقار ہوا تھا۔ حال ہی میں شاہ محمد مستقیم شیخ نظام الدین نارنولی کے خانوادے سے سجادہ نشین تھے۔ وہ عبادت و ریاضت میں دُور دُور تک مشہور رہیں۔

سید فیروز شاہ دہلوی کو آپ سے بڑے تصرفات ملے تھے وہ بھی شیخ نظام کے مریدوں میں سے تھے۔ شیخ محمد وارث جن کا مزار میوات میں موضع کھوری کے پہاڑ کی چوٹی پر ہے۔ یہ مقام ہنگوان کے قریب ہے۔ یہ بزرگ بھی شیخ نظام الدین کے مرید

marfat.com

تھے۔آپ کا عرس میوات میں بڑی شان وشوکت سے ہوتا ہے۔اس علاقہ کی زبان میں آپ کو چوکھا پیر کہا جاتا ہے۔

شیخ عبدالسلام عرف شاہ محمد اعلائی پانی پتی جو شیخ نظام الدین پانی پتی کے بیٹے تھے۔حضرت شیخ جلال کی اولاد سے تھے۔اور شیخ نظام کے مرید تھے۔آپ ایک سو بیالیس سال تک زندہ رہے۔سو سال کی عمر گزارنے کے بعد آپ کے نئے دانت نکل آئے تھے۔آپ نے دنیا کی بڑی سیاحت کی تھی۔عالم اسلام کے بیشتر مشائخ سے ملاقات کی۔جونپور میں شیخ بہاء الدین جونپوری سے ملے۔امیر سید علی قوام الدین شیخ شمس الدین ساوجی سے صحبت حاصل کی۔بہار میں شیخ علی مغربی مولانا حسام الدین بغدادی کی زیارت کی۔حاتم پورہ میں مولانا علی احمد۔شیخ عبدالصمد سے ملاقات کا شرف رہا۔امیٹھی میں شیخ الاسلام شیخ نظام اور گجرات میں قاضی محمود کی مجالس میں شریک ہوتے رہے ہیں آپ کا نسب نامہ ان بزرگوں پر مشتمل ہے۔شیخ عبدالسلام بن شیخ نظام الدین ابن شیخ عثمان زندہ پیر بن شیخ کبیر بن شیخ عبدالقدوس بن شیخ شبلی بن شیخ جلال الدین عثمانی گازرونی پانی پتی (صاحب سیر الاقطاب) رحمہ اللہ بھی آپ کے مریدوں میں سے تھے۔وہ اپنے ذخیرہ موسوم بجواہر اعلیٰ میں آپ کے حالات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

دوبارہ شد سیاہ موئے سفیدش
سفیدی داد دوبارہ نویدش

آپ ۱۰۳۳ھ میں فوت ہوئے۔دو سال گزرنے کے بعد آپ کی ایک عقیدت مند صالحہ عورت نے آپ کی قبر کو پختہ کرنے کا اہتمام کیا تھا تعمیر مزار نو کے وقت آپ کے تابوت پر کچھ پتھر لگے۔رات کو معمار نے خواب دیکھا۔آپ نے فرمایا۔کہ تمہارے پتھر گرنے سے تابوت کے اندر میرا گھٹنا دب گیا ہے۔اور پتھر

marfat.com

ابھی تک ہمارے پاؤں پر پڑا ہوا ہے۔ اسے ہٹا دو۔ صبح تابوت کو دیکھا گیا واقعی ایک پتھر زانو کو دباتا ہوا پاؤں پر پڑا ہوا ہے پتھر ہٹایا گیا۔ دیکھتے دیکھتے آپ نے اپنا پاؤں سیدھا کر لیا۔ آپ کا کفن اور جسم ابھی تک تر و تازہ تھا۔ آپ کے بعد صاحبزادہ شاہ محمد ابن شاہ منصور قدس سرہٗ سجادہ نشین ہوئے۔

۱۲

حضرت مخدوم اخی سراج بنگالی کے خلفاء قدس سرہم

آپ کا اسم گرامی حضرت مخدوم سراج الدین عثمان تھا۔ بچپن میں حضرت سلطان محبوب الٰہی سے عقیدت تھی۔ آپ کے زیر سایہ تربیت پائی تھی۔ چند سال کی تربیت کے بعد آپ اپنی والدہ کی ملاقات کے لئے لکھنوتی جا رہے تھے کہ حضرت مولانا فخر الدین اور مولانا رکن الدین کے درسوں میں شریک ہو کر ظاہری علوم و فنون میں کمال حاصل کیا۔ حضرت محبوب الٰہی فرمایا کرتے تھے کہ آپ "آئینہ ہند" ہیں شیخ علاء الحق والدین بنگالی آپ کے مشہور خلفاء میں سے ہوئے ہیں۔ آپ کے بھائی بادشاہ کے وزیر خاص تھے۔ خود بھی بڑے امیر کبیر تھے۔ جس وقت آپ شیخ کی خدمت میں ارادت و عقیدت سے حاضر ہوئے تو ساری امارت اور دولت کو خیر باد کہہ دیا۔

آپ کے پیر و مرشد اکثر سفر میں رہتے۔ حضرت کے خادموں کی عادت تھی کہ کھانا پکا کر گرم گرم دیگچہ آپ کے سر پر رکھ دیتے۔ مگر آپ اظہار تکلیف نہ کرتے بلکہ سب امراء و علماء کے سامنے دیگچہ اٹھائے پھرتے۔ اور بلا تکلف سب کی خدمت کرتے جس وقت آپ سجادہ مشیخیت پر تشریف فرما ہوتے تو بے پناہ خرچ کرتے اور ہزاروں لوگ آپ کے دستر خوان پر کھانا کھاتے۔ حتیٰ کہ اس صورت حال پر بادشاہ وقت

marfat.com

کو بھی حسد آنے لگا۔ اس نے اپنے ایک خادم کو روانہ کیا۔ کہ آپ سے بڑھ کر خرچ کرے۔ مگر آپ کا لنگر بادشاہ کے لنگر سے دوگنا بڑھ گیا۔ بادشاہ نے کہا۔ ہم حضرت مخدوم کے عشر عشیر بھی خرچ نہیں کر سکتے۔ آپ کا مزار پر انوار پنڈوہ میں ہے۔

شیخ نور قطب عالم ہندوی قدس سرہٗ آپ ہی کے فرزند تھے اور میر سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ صاحب لطائف اشرفی آپ کے خلیفہ مجاز تھے آپ نے اطرافِ عالم کی سیاحت کی۔ ایک بار سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سفر رہے بیعت سے پہلے ہی تصرفات نمایاں تھیں۔ مگر بیعت کے بعد تو تصرفات وکرامات بے حد وحساب سامنے آئیں۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ غوث الدھر کی منزل پر فائز ہونے کے بعد اپنے مرشد کی وصیت کے مطابق شیخ نور الحق قطب العالم کو قطب ولائت بنگال مقرر فرمایا۔ آپ کی ذات بہت سے روحانی سلاسل کی مرجع تھی۔ شیخ رفعت الدین اور شیخ انور آپ ہی کے فرزندان ارجمند ہیں۔ شیخ حسام الدین مانک پوری قدس سرہٗ صاحب رفیق العارفین آپ کی روحانی نعمتوں سے مالا مال ہوئے۔ شیخ نور قطب عالم اور ان کے دادا مولانا جلال الدین مانکپوری عالم وعابد مفتی اور صابر تھے۔ شیخ محمد کے مرید تھے۔ ان دنوں شیخ ممدوح جناب محبوب الٰہی کے مجاز تھے مگر اپنے آپ کو خادمان شاہی میں مستور رکھتے تھے۔ آخر کار مانک پور میں اقامت فرما ہوئے شاہ سیدو ابتدائے کار میں بڑے مالدار تھے۔ ایک عورت پر دل دے بیٹھے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت حسام الدین کے دربار میں حاضر ہوئے اور فقیر ہو گئے۔ اس عورت نے بھی آپ کے پیچھے درویشی اختیار کر لی۔ آپ کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

دل گویدم سیدو بگو احوال خود یک براد
آنم کہ خود می آید او سیدو کجا گفتار کو

راجی سید حامد شاہ مانک پوری قدس سرہٗ بھی شیخ حسام الدین کے با منزلت مرید

marfat.com

تھے. آپ ان ساداتِ گردیز سے تھے۔ جو التمش کے زمانے میں دہلی آئے تھے۔ پھر میوات۔ بہار اور اودھ میں پھیلتے گئے. راجی سید نور آپ کے ہی فرزند ہیں۔ شیخ حسن ابن شیخ طاہر ملتانی بہاری سید حامد شاہ راجی کے مرید تھے. اور حضرت سید راجی شاہ سے نعمت یافتہ تھے۔ نور مانک پوری صاحب مفتاح الفیض اور دیگر رسائل صوفیہ سکندر لودھی کے عہد حکومت میں دہلی آئے. کوشک یحییٰ منزل میں قیام پذیر ہوئے تھے. اور یہیں سکونت اختیار کرلی۔ آپ کے بیٹے بڑے لائق فائق ہوئے اور دنیا میں شہرت یافتہ ہوئے۔

ایک تو شیخ محمد حسین المتخلص بہ خیالی تھے۔ جو صاحبِ حال اور عالی مشرب تھے آپ خلوت کدہ سے باہر آتے۔ تو جس شخص کی نگاہ آپ کے چہرے پر پڑتی. اللہ اکبر پکار اٹھتا۔ آپ حسین بھی تھے اور حسن پرست بھی۔ ایک عرصہ تک مسجد نبوی کی مجاوری میں رہے۔ شیخ حاجی عبدالوہاب بخاری دوسری بار حج کو گئے۔ تو آپ کو ہندوستان لے آئے. آپ کی ولادت جونپور میں ہوئی. آگرہ میں زندگی بسر کی۔ اپنے والد محترم سے بھی فیض پایا. قادری شجرات طیبات سے مجاز ہونے میں خاص حصہ پایا تھا اور ایک وقت آیا۔ کہ آپ کی مشیخیت کے جھنڈے چار دانگ عالم میں لہرائے۔

شاہ عبدالرزاق جھنجانوی قدس سرہٗ آپ کے خاص مریدوں میں سے تھے پھر شاہ جھنجھانوی کے بے پناہ مرید تھے۔ جس میں سے اکثر کو خلعتِ خلافت ملی تھی آپ کا شجرہ ارشاد آج تک بار آور ہے. سید علی خیل مست لودیانوی رحمۃ اللہ علیہ آپ ہی کے خلیفہ مجاز تھے۔ آپ لدھیانہ کی مسجد کے ساتھ ہی آبادی سادات میں آرام فرما ہیں. سید سلطان علی۔ سید محمد بخش وغیر ھم آپ کی اولاد سے ہیں۔

شیخ عبدالعزیز المعروف شیخ شکر بار جن کا ذکر خیر منزل نہم میں حضرات رہتک کے ذکر میں گزر چکا ہے۔ ان کا شجرہ شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کی وساطت سے

marfat.com

آپ کے خلفاء نسبت سے جاری ہے۔ مولانا جونپوری۔ شیخ الہداد بھی راجی سید حامد شاہ قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ ان سے شیخ معروف جونپوری۔ ان سے شیخ احمد زین جون پوری اور شیخ الاسلام نظام الدین امیتھوی کو منصب خلافت ملا تھا۔ یہ سلاسل آج تک جاری ہیں اور اس خانوادۂ سراجیان میں بڑے کاملان طریقت اور شاہبازان اَوج حقیقت پیدا ہوئے ہیں۔

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ السامی جنہیں بعد میں حضرت مخدوم جہانیاں سے عظیم منزلت حاصل ہوئی تھی۔ آپ کے ہی فیض یافتہ تھے حضرت سمنانی کے خلفائے توسل و باتوسل عارفان و صادقان حق ہوئے ہیں مثلاً شمس الدین فریادرس شیخ معروف جنیدی۔ شیخ عباسی سرہرپوری مخدوم خیرالدین انصاری سادھوری مخدوم علی انصاری۔ شیخ سماالدین۔ حاجی عبدالرزاق (جن کی عمر ایک سو بیس سال تھی) سید احمد۔ سید حسین۔ شاہ موسائی عاشقاں۔ سید شمس الدین۔ مخدوم صفی الدین حنفی۔ شاہ محمد اسماعیل وغیرھم نوراللہ مرقدہم آپ کے چشمہ فیض سے سیراب تھے۔ ان حضرات کے سلاسل جاری ہیں اور کئی روحانی خانوادے آگے بڑھے ہیں۔ ہرایک صاحب طریق ہے۔ اور فیض رساں خلق رہا ہے خصوصاً مشرقی ہندوستان میں دہلی کے اطراف شمال و جنوب میں ان حضرات کا فیض عام ہوا تھا۔

حضرت شیخ حسن شاہ کی آمد سے یہ علاقہ روحانیت کی تربیت گاہ بن گیا تھا آپکے دونوں نامور فرزندان ارجمند شہرہ آفاق ہوئے برصغیر کے اکثر عالمان طریقت اور عالمان شریعت ان دونوں کی روحانی تربیت کے مرہون منّت ہیں۔

شیخ محمد حسن خیالی قدس سرہٗ اولیائے مجازوین سے خانوادہ مدینی شاذلی اور قادری سے خلافت لے کر آئے۔ شیخ عبدالعزیز شکر بار نے اپنے والد ماجد سے

marfat.com

خلافت لی۔ اپنے بڑے بھائی اور قاضی خان ظفر آبادی سے بھی خلافت پائی تھی۔ پھر سید ابراہیم ایرجی دہلوی سے نعمت حاصل کی۔ اور اجازت پائی آپ ساٹھ سال تک دہلی میں درس و تدریس میں مصروف رہے طلبا دین کو تعلیم سے مالا مال کرتے رہے۔

شیخ عبدالعزیز صاحب نعمتِ اصلی تھے۔ جس طرح صاحب نعمت اصلی حضرت شیخ کمال الحق والدین حسن طاہر قاضی خان یوسف ناصحی ظفر آبادی تھے۔ شاہ نجم الدین میواتی دیار میوات میں مدفون ہیں۔ حضرت کے فرزند شیخ قطب العالم نے آپ سے ہی اجازت پائی تھی۔

شاہ رفیع الدین دہلوی قدس سرہ قطب العالم

شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ۔ کے خلف الرشید تھے۔ آپ کو اپنے نانا شاہ عبدالرحیم دہلوی نے آپ کی پیدائش سے پہلے ہی از روئے کرامت فیض باطنی سے نوازا تھا۔ ولادت اور عمر تمیز کے بعد یہ نواسہ اپنے نانا کی تربیت میں رہا۔ شاہ عبدالرحیم قدس سرہ چند حضرات قادریہ نقشبندیہ کے انوار سے فیض یاب ہوئے تھے۔ ان میں اپنے بابا شیر حضور اور دوسرے سید اکبر آبادی سے افاضہ حاصل کیا تھا۔ پھر آپ نے حضرت سید عبداللہ اور انہوں نے شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا تھا۔ حضرت بنوری کو شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نقشبندی سے فیض ملا تھا۔ ایک سلسلہ خلافت۔ شاہ ابوالقاسم سے ملا۔ شاہ ابوالقاسم ملا ولی محمد کے مرید تھے اور وہ امیر ابو العلائی اکبر آبادی کے مجاز تھے۔ وہ باطنی طور پر حضرت خواجہ معین الدین اجمیری ہندالولی قدس سرہ کے فیض یافتہ تھے۔ ظاہری فیض امیر عبداللہ سے ملا تھا انہیں امیر یحیی اور انہیں خواجہ عبدالحق اور انہیں سلسلہ احراری سے روحانی نعمت ملی تھی۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے رسائل اور آپ کے خاندان کے بزرگوں کی تصانیف سے یہ رنگ نمایاں ہوتا ہے کہ اس خانوادہ عالیہ کو کن کن سلاسل سے فیض ملا

marfat.com

تھا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے رسائل سے بھی یہ بات ملتی ہے۔ کہ شاہ عبدالرحیم قدس سرہ کو بشارات نومی یعنی خواب میں نفی و اثبات کی تعلیم ملی تھی۔ اور یہ تعلیم براہ راست جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی۔ اسم ذات کے ذکر کی تلقین حضرت زکریا علیہ السلام سے پائی۔ سلسلہ قادری چشتی اور نقشبندی کی اجازت وخلافت سیدنا غوث الاعظم۔ بندالولی اور خواجہ بزرگ نقشبند رحم اللہ علیہم اجمعین سے باطنی طور پر حاصل ہوئی تھی۔ ان حضرات کے ارواح پاک نے حضرات ولی اللہی دہلوی کو نوازا تھا۔ ظاہری علوم کی تحصیل تفسیر۔ احادیث۔ عقائد۔ صرف نحو کلام اصول منطق براہ راست شیخ عبدالرحیم سے حاصل کی گئی انہوں نے میرزاہد ہروی صاحب حواشی درسیہ سے تعلیم لی تھی۔ انھوں نے ملا یوسف کوسج سے انہوں نے ملا میرزاجان سے انہوں نے محقق ملا جلال الدین دوانی سے انہوں نے اپنے والد مکرم ملا سعد اور دیگر علامہ تفتازانی۔ سید جرجانی رحمہم اللہ علیہم سے اجازت حدیث۔ سند مشکواۃ۔ صحیح بخاری اور دوسری صحاح کی دوسری کتابوں کے بارے میں حاصل کی۔ ان بزرگان دین کے علاوہ شاہ عبدالرحیم نے حاجی محمد افضل سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ سے سند حدیث پائی تھی۔ حاجی محمد افضل اپنے دور کے عظیم محدث تھے۔ اور علوم دینیہ میں فاضل کامل تھے۔

حاجی محمد افضل سیالکوٹیؒ: حاجی محمد افضل سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا درس برصغیر میں ایک مثال تھا۔ آپ نے کئی ہزار درسی کتابیں اپنی خانقاہ پر طلباء علم کے لئے وقف کر رکھی تھیں۔ آپ کا ذاتی ذخیرہ کتب بھی علماء اور تلامذہ کے لئے ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ آپ کو ان علوم کی سند اور اجازت حضرت شیخ عبدالاحد دلیل الصمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل تھی آپ اپنے والد حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ سے سند یافتہ تھے

marfat.com

آپ کے دوسرے نامور شاگردوں اور مریدوں میں حضرت عبدالعزیز شکر بار شیخ عبدالغنی بدایونی کا نام خصوصی طور پر قابل ذکر ہے۔ جنہوں نے تمام عمر علوم اور ریاضت پر وقف کر دی تھی۔

حسن دہلویؒ:۔ ان بزرگوں میں سے ایک حسن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ طبع رسا رکھتے تھے ذہن عالی کے مالک تھے۔ نظم و نثر پر قادر تھے۔ ان کے اشعار اہل دل کے لئے آبدار موتیوں کی طرح تھے۔ محمد صادق ہمدانی کشمیری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے قریبی رشتہ داروں میں سے تھے۔ آپ نے شاہ محمد حسن خیالی قدس سرہٗ سے شاہ عبدالرزاق جھنجھانوی۔ شاہ اماں پانی پتی۔ شیخ حاجی دہلوی۔ شیخ یوسف جامع ملفوظات جھنجھانوی کے وسائل سے طریقت حاصل کی تھی۔ شاہ نجم الحق نے اضلاع میوات میں رسوم کفریہ۔ بدعات عامہ کو ختم کرنے میں بڑا کام کیا۔ لوگوں کو اسلام کا گرویدہ اور خدا شناس بنا دیا۔ اس خاندان کے اکثر فیض یافتہ حضرات اورنگ زیب کے لشکر میں اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے اور جنوبی ہند کے معرکوں میں کام کرتے رہے۔

۱۳

حضرت مخدوم شیخ جلال الدین گاذرونی عثمانی کے خلفاء

حضرت گاذرونی پانی پتی عثمانی قدس سرہٗ کے خلفاءؒ میں سے ایک مخدوم شیخ احمد عبدالحق دودلوی تھے۔ آپ بڑے صاحب منزلت بزرگ تھے۔ آپ کے پر عشق و محبت خداوندی کا غلبہ تھا۔ آپ نے سیاحت ممالک اسلامیہ کے دوران بہت سے عارفین اور صوفیا سے ملاقات کی تھی۔ مگر اصلی تصوّفِ خلافت سلسلہ صابریہ سے

marfat.com

حاصل پائی تھی۔ آپ موسوی جاہ و جلال کے مالک تھے ابراہیمی عز و جمال کے حامل تھے۔ اپنے وقت میں قطب ابدال کے منصب جلیلہ پر فائز تھے۔ آپ کے فرزند شیخ محمد عارف جانشین بنے۔ پھر ان کی جانشینی ان کے بیٹے شیخ محمد کو ملی۔ آپ سے حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت و خلافت ملی تھی حضرت گنگوہی نے اس خانوادے سے اور نعمتوں کے علاوہ جو خصوصی چیز پائی تھی اس کا ایک نتیجہ یہ تھا کہ آپ کی خانقاہ اور خاندان میں صوفیان پُر نور اور زاہدانِ باقوت و زور کا اجتماع رہتا تھا۔ ان دنوں آپ کی اولاد رودلوی میں فیض رسانی کے سجادہ اور مسند پر متمکن ہے۔ اور بڑے صاحب عز و شان ہیں شاہ لقا احمد جو ایک عرصہ تک دہلی میں رہے آپ کی اولاد سے ہیں آپ کے دربار پر جس قدر توشہ آتا۔ آپ رب العرش و السموات کے سامنے بزرگان دین کے ایصالِ ثواب میں غریبوں کو کھلا دیتے تھے، اس کا اثر ردِ حرج پیدا ہوتا تھا۔ آپ کے مشہور خلفاء کے اسمائے گرامی یہ ہیں شرف الدین قطب ابدال پانی پتی۔ شیخ نظام الدین سنامی (آپ اپنے شیخ کی خدمت میں تیس سال تک مجاہدہ میں رہے اور یہاں ہی وفات پائی ا ن کی قبر سے آج تک نور کی شعاعیں ابھرتی ہیں۔ اور رات کے وقت نظر آتی ہیں) شیخ عبدالقادر آپ کے بیٹے شیخ ابراہیم آپ کے بیٹے شیخ شبلی آپ کے بیٹے شیخ کریم الدین آپ کے بیٹے۔ شیخ زینا (جن کی قبر اندری میں ہے) شیخ احمد قلندر (جو قلعہ ملتان کے عقب میں آسودہ خاک ہیں) شیخ بہرام (جن کی قبر پرونی میں ہے) شیخ شہاب الدین جھنجھانوی سید موسائی بہاری قاضی محمد اولیاء سلطان پوری۔ شیخ شعیب سونی پتی۔ شیخ حسن بودلا۔ شیخ عبدالصمد سنامی (جامع ملفوظات مرشد خود) پیر نبوی سنامی۔ سید محمود پانی پتی اور سید سراج الدین پانی پتی قدس سرہم۔

marfat.com

۱۴

خلفائے شیخ عبدالقدوس قدس سرہٗ

آپ کے خلفائے کرام میں سے مخدوم شیخ جلال تھانیسری فاروقی شیخ رکن الدین فرزندرشید شیخ حنفی۔ شیخ حمید عبدالعزیز کرانوی شیخ عبدالغفوراعظم پوری اور شیخ جان جونپوری قدس سرہم قابل ذکر ہیں۔

۱۵

حضرت مخدوم شیخ جلال تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء

شیخ نظام الدین تھانیسری بلخی قدس سرہٗ (آپ نورالدین جہانگیر بادشاہ کے زمانہ میں بلخ میں چلے گئے تھے۔ اور وہاں بڑا نام پیدا کیا) احمد صوفی بنوری شیخ عبدالشکور فاروقی قاضی محمد سالم کرانوی شیخ موسیٰ اور شیخ عیسیٰ قدس سرہم آپ کے نامور خلفاء میں سے تھے۔

۱۶

حضرت شیخ نظام الدین بلخی قدس سرہٗ کے خلفاء

حضرت ابوسعید گنگوہی (آپ شیخ حنفی کے بیٹے کے پوتے تھے اور شیخ جلال کے نواسے تھے۔ ہندوستان سے بلخ چلے گئے تھے۔ اور شیخ بلخ سے نعمت روحانی

marfat.com

پائی تھی۔ اور وہاں سخت مجاہدے کئے، شیخ فتح اللہ حنفی۔ شیخ حسین بہدوری۔ شیخ الحداد لاہوری شیخ پایندہ نبوری شیخ عبدالفتاح آندری سید اللہ بخش لاہوری شیخ صادق برہانپوری۔ شیخ عبدالرحمان کشمیری شیخ دوست محمد صوفی لاہوری سید قاسم برہانپوری اور قاضی عبدالحق گرانوی قدس سرہم آپ کے خلفائے نامدار تھے۔

۱۷

شیخ ابوسعید گنگوہی رحمۃ اللہ کے خلفاء

شیخ محمد صادق گنگوہی شیخ محب اللہ الہ آبادی شیخ ابراہیم رامپوری۔ شیخ ابراہیم سہارنپوری (آپ کے مریدان صادق میں سے شیخ احمد عبدالحق شیخ جمال گوہر المعروف جمال الاولیاء اور شیخ بختشار بڑے صاحب کمال ہوئے تھے۔ شیخ عبدالقدوس بن شیخ اسماعیل حنفی گنگوہی کے سات بیٹوں میں سے ہر ایک صاحب زہد و تقویٰ تھا۔ شیخ حمید۔ شیخ رکن الدین اور شیخ احمد فائق اور دوسروں سے شیخ عبدالعزیز و شیخ عبدالنبی آپ کے پوتے تھے۔ سید علاء الدین کو ثانی صاحب نعمت شیخ عبدالغفور شیخ ابواسحاق شیخ احمد سراج العارفین قدس سرہ آپ کے بیٹے تھے شیخ دوست محمد صوفی لاہوری شاہ داود راجپوت اور ان سے سید علی اکبر بن سید پیر محمد برتی ان سے شیخ معین الدین صاحب ارشاد اور شاہ داؤد مذکور قدس سرہم نے شیخ مہر محمد سلونی صاحب نعمت عبدالکریم چشتی سے خلافت پائی تھی۔

شیخ محب اللہ الہ آبادی شاہ محمد افضل چشتی کے خاندان سے تھے۔ آپ جامع فضائل و کرامات تھے۔ ان کے بہت سے خلفاء یادگار زمانہ ہے۔

حضرت شیخ ابوسعید کے خلفاء میں سے میر سید محمد قنوجی بھی تھے ان کے خلفاء

marfat.com

میں سے سید عالم شاہ قادری وزیر آبادی ابن سید کبیر ابن سید مخدوم عالم اکبر آبادی تھے ان سے میر سید شاہ جہاں آبادی ان سے سید شاہ محمد نصیر شاعر معروف بھی تھے حضرت شیخ ابراہیم رام پوری بھی آپ کے نعمت یافتہ تھے ایک تو شیخ محمد دہلوی ایک شاہ محمد شریف نیا ولی صاحب خانوادہ قلندری شریفی نا ولی تھے۔ آپ کے خاندان کے بعض حضرات کا ذکر منزل سوم میں لکھا جا چکا ہے۔ اور ان فیضان کا تفصیلی تذکرہ باب ششم میں دیا جا چکا ہے۔ جو شاہ فتح محمد کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے عام ہوا تھا۔ ہم منزل ششم میں مخدوم جہانیاں کے خلفاء کے ضمن میں شاہ اوحد رہتکی کے حالات میں تشریح کر آئے ہیں۔ پھر ہم نے ان فیضان کا مجمل ذکر سلیمانی فخر زمانی کے حالات میں لکھا ہے۔ جو حضرت شیخ محمد چشتی دہلوی کی وساطت سے جاری ہوا تھا۔ اب ہم ذرا تفصیل کے ساتھ شیخ محمد چشتی کے حالات ہدیہ ناظرین کر رہے ہیں

شیخ محمد چشتی دہلوی قدس سرہٗ

آپ دہلی میں دریائے جمنا کے کنارے اقامت فرما تھے۔ آپ کی خانقاہ نہایت پاکیزہ حالات میں مرجع خلائق تھی۔ اب اسے باولی شیخ محمد کہا جاتا ہے۔ آپ کے سلسلہ میں بہت سے مرید آئے۔ ان میں سے شاہ محمد نصیر قدس سرہٗ کا اسم گرامی خاص طور پر نمایاں ہے۔ ان سے شاہ غلام سادات چشتی رامپوری بن شیخ عبدالواحد عرف نواب محمد بشارت خان برادر زادہ حقیقی قطب العارفین حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ کو نعمت روحانی حاصل ہوئی تھی۔ آپ وقت کے مشاہیر عارفوں میں شمار ہوتے تھے۔ اور مولانا فخر دوران کے ہم عصر تھے۔ آپ سے نعمت سجادگی آپ کے بیٹے شاہ نصیر الدین کو ملی تھی۔ ہاں جب آپ اپنے والد مکرم کے سامنے فوت ہوئے تو آپ کے بیٹے سید شاہ صابر علی معروف بہ صابر بخش دہلوی اپنے دادا کی طرف سے اس منصب جلیلہ پہ فائز ہوئے آپ ایک لمبے عرصہ تک دہلی میں قیام فرما رہے اور عوام الناس کو

marfat.com

فیض روحانی سے سرفراز فرماتے رہے آپ کا دستر خوان وسیع تھا۔ جود وسخا میں معروف زمانہ تھے۔ مہمانوں کی خدمت آپ کا شعار تھا۔ آپ پر انوار توحید کا غلبہ تھا۔ ۱۲۳۷ھ میں انتقال فرمایا۔ اور شہر کے قریب دریا گنج کی خانقاہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کی سجادگی شاہ محمد عسکری قدس سرہٗ کو ملی۔ ان دنوں آپ کے بیٹے سید شاہ عبداللہ سجادہ نشین ہیں۔ شاہ صابر بخش اور اس خاندان کے دوسرے افراد زہد وتقویٰ میں مشہور رہیں۔

۱۸

حضرت محمد صادق گنگوہی قدس سرہٗ کے خلفاء

آپ اپنے مرشد کے عم زاد بھائی تھے۔ آپ کے مخلص دوستوں میں سید عبدالجلیل محمد صدر الدین الہٰ آبادی تھے۔ جو بڑے صاحب تصنیف اور جلیل القدر مناصب کے مالک تھے۔ ان کا ذکر خاندان شاہ محمد افضل میں سابقہ صفحات میں گزرا ہے۔ شیخ محمد صادق گنگوہی کے ایک خلیفہ شیخ محمد تھے۔ جو اپنے باپ کے سجادہ نشین تھے جنہیں حضرت مخدوم علاء الدین صابر کلیری قدس سرہٗ کی سجادگی میسّر تھی۔ ایک اور خلیفہ شاہ محمد غریب تھے ان سے شاہ محمد عظیم ان سے شاہ جمال رنبوی ان سے شاہ محمد حیات شاہ غلام علی بلہانوی ان سے شاہ امیر الدین اور شاہ کریم الدین نے فیض پایا تھا۔ ان دنوں شاہ بلہانوی کی خانقاہ پر شاہ امیر الدین کی جگہ شاہ غریب شاہ کی اولاد سے شاہ کریم بخش سجادہ نشین ہیں۔ آپ کے ایک فرزند ثانی شاہ داؤد تھے قدس سرہم۔

marfat.com

۱۹

شاہ داؤد کے خلفاء

ان کے خلفاء میں سے ایک تو شاہ ابوالمعالی انبھٹوی تھے جو بڑے ہی صاحب تصرّف تھے۔ شاہ بھیک کھڑامی قدس سرہٗ آپ کے خلیفہ نامدار تھے۔ آپ کا ایک شعر ہے۔

بھیکا مالی پرواریاں اور پل میں اُک لک بار
کاگا سے ہنسا کوئی اور کرت نہ لائے بار

محمد شاہ بادشاہ کے نواب روشن الدولہ ظفر خان بہادر حضرت شاہ بھیک کے مرید صادق تھے۔ دنیا خورد دین برد سے سالِ وفات برآمد ہوتا ہے اس مزار کی سجادہ نشینی اسی خاندان کے پاس ہے۔ آپ کے فقراء باطنی کی آراستگی میں قائم رہتے ہیں ظاہر ریاضات پرکاربند رہتے ہیں۔

حضرت شاہ بھیک رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر ان دنوں شاہ بہادر علی سجادہ نشین ہیں۔

۲۰

صوفی سوندھی سیدونی کے خلفاء

آپ حضرت شاہ داؤد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ بیس سال سیاحت میں رہے۔ آپ نے کئی سال نہ کھانا کھایا اور نہ پانی پیا۔ اور چند سال صحرا میں درختوں

marfat.com

کے پتوں اور پھلوں پر گزارا کرتے رہے۔ آپ کا مزار سفیدوں میں حاکم وقت کے قلعہ کے سامنے ہے۔

حضرت صوفی سوندھی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے عارف کامل تھے صبر قناعت زہد و عبادت محنت و مشقت کے خوگر تھے قطب الابدال ردولوی کے علاوہ آپ کا کوئی بھی ثانی نہیں تھا آپ کے فضائل حد و شمار سے باہر ہیں۔

ایک دن آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اور آکر کہنے لگا۔ حضور! لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ سری کرشن جی مہاراج کی کئی ہزار بیویاں تھیں۔ ہر رات سحری کے وقت ہر ایک سے وظیفہ زوجیت ادا کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا ایسا ہو سکتا ہے اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کائنات ارضی پر اللہ کے ایسے بندے ہیں۔ جن میں ایسی خوارق عادات اور کرامات پائی جاتی ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ کارنامے سرانجام دے سکتے ہیں۔ اس شخص نے عرض کی۔ کہ یا حضرت اس وقت بھی کوئی ایسا ہے۔ فرمایا۔ ہاں ہے! اس سے کہا۔ اگر ایسا ہو سکتا ہے تو آپ بھی ایسی کرامت کے مالک ہیں صوفی صاحب نے فرمایا۔ میں تو اللہ کے نیک بندں کا غلام ہوں۔ مگر دنیا میں صاحب کرامات بہت لوگ ہیں۔ اس شخص نے بار بار تکرار اور اصرار کیا۔ تو صوفی ممدوح اٹھے اور نماز کے لئے وضو کرنے لگے آپ نے سامنے پلکھن درخت کی طرف اشارہ فرمایا اس شخص نے دیکھا کہ اس درخت کے پتے پتے پر صوفی صاحب بیٹھے وضو فرماتے نظر آرہے ہیں یہ درخت آج تک آپ کے آستانے کے صحن میں موجود ہے۔

حضرت شاہ مدار آپ ہی کے مریدوں میں سے تھے ان کا مزار ان کے مرشد کے برابر ہے۔ ان دنوں صوفی صاحب کی سجادگی شاہ کریم بخش صاحب ارلانوی قدس سرہ کے پاس ہے کریم بخش عبادت گزار اور عمر رسیدہ بزرگ ہیں۔ کئی بزرگوں کی

marfat.com

صحبت سے استفادہ کیا ہے طبع رسا کے مالک ہیں۔

حضرت صوفی صاحب کے ایک مرید محمد اکرم صابری دہلوی قدس سرہٗ تھے آپ محمد شاہ بادشاہ کے عہد حکومت میں نئی عیدگاہ کے عقب میں طلبا علم کو درس و تدریس دیتے تھے۔ اور خاکساراں جہاں کی طرح صبر و شکر سے زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ کو حضور قطب الاقطاب سے مکرر فیضان ملا تھا سواطع الانوار۔ اقتباس الانوار آپ کی مشہور تصانیف ہیں آپ کے نامور خلفاء میں سے شاہ محمد فاضل پانی پتی۔ جو اپنے مریدوں کی تعلیم و تعلم میں ید بیضا رکھتے تھے اور باطنی مشغولیت میں اپنے ہم عصروں میں سبقت رکھتے تھے۔ مولوی بدرالدین کرانوی۔ مولوی صدرالدین کرانوی۔ شاہ محمد نصیر پانی پتی۔ حکیم محمد سکھوہ پانی پتی۔ آپ کے صاحب مجاز خلفاء ہیں۔ مکرمی نواب محمد شکر اللہ خان مغفور حضرت شاہ محمد نصیر کے مرید باصفا تھے۔ ان حضرات کی قبریں ایک دوسرے کے سامنے قطار در قطار ہیں۔ شاہ انتظام علی ان سب حضرات کے سجادہ نشین ہیں۔ معظمی مفتی محمد عبدالواحد خاں صاحب کا مزار بھی اسی احاطے میں ہے۔ شاہ غلام حسین فہمی قدس سرہٗ بھی اسی خاندان سے ہیں۔ اس زمانے میں اس علاقے میں آپ کو شہرت عظیم ملی ہے۔ ریاست جھجھر کے اکثر متقصب اور ضلع ہریانہ کی رعایا آپ کی ارادت مند ہے۔ آپ بعض اوقات طریق ملامت اختیار کر لیا کرتے تھے آپ کی ایسی حکایات مشہور زمانہ ہیں۔

شاہ عزیز اللہ مدینوی قدس سرہٗ آپ کے خلیفہ ہیں اور ابھی تک زندہ تھے مگر تھوڑے دن ہوئے فوت ہوئے ان کا مزار اپنے مرشد کے ساتھ بنایا گیا ہے شاہ ذکا اللہ فہمی ان دنوں سجادگی فرماتے ہیں۔ آپ عرس کا اہتمام کرتے ہیں۔ بڑے نیک نوجوان اور خوش رو ہیں۔ عادت میں تواضع اور خوش خوئی ہے شمالی ہندوستان میں آپ کی وجہ سے سلسلۂ صابری کا بڑا زور ہے۔ مشرقی ہندوستان میں حضرت

marfat.com

قطب الاقطاب ردولوی قدس سرہٗ کی وجہ سے اس سلسلہ عالیہ کی مقبولیت ہے۔ شاہ محب اللہ الہ آبادی، سید عبدالجلیل شاہ عبدالرحمان صاحب مرات۔ سید قنوجی وغیرہم اسی سلسلہ کے نادر بزرگ ہیں خراسان اور ترکستان میں شاہ نظام الدین بلخی کے قدوم میمنت تزوم سے اس سلسلہ کو فروغ ملا ہے۔ دہلی کے اطراف میں شیخ محمد چشتی کی وساطت سے روحانی فیض جاری ہے۔ جنوبی ہند میں اس سلسلہ کی اشاعت کا موقع نہیں ملا۔ البتہ ان دنوں سید شاہ خاموش حیدر آبادی ان علاقوں میں روحانیت کی تربیت کے لئے کوشاں نظر آتے ہیں۔ آپ درویشی کے کمالات فضائل و عادات میں معروف زمانہ ہیں ریاضت اور عبادت میں آپ کی مثال نہیں ملتی۔ چند حضرات کے واسطے سے آپ کا شجرہ شاہ بھیک قدس سرہٗ سے جا ملتا ہے۔ حیدر آباد دکن کے علاقوں میں اکثر لوگ حضرت شاہ خاموش کے ہاتھ پر تائب ہوئے ہیں شاہ خاموش حال ہی میں بزرگان دہلی کی زیارت کو تشریف لائے تھے آپ نے مانک پور میں جو پہاڑ کے دامن میں حضرت حافظ شاہ موسیٰ کی منزل گاہ ہے۔ بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کی ہیں اب اپنے خدا شناس درویشوں کے ساتھ مخلوق خدا کو راہ حق پر لانے میں کوشاں ہیں حیدر آباد دکن کے قیام کے دوران میں نے بھی آپ کی زیارت کی تھی۔ آپ اس خاندان کے مخلصین سے نظر شفقت فرماتے ہیں بعض حضرات جن میں حکیم تبارک علی خاں صاحب وغیرہم قابل ذکر ہیں آپ کی رفاقت میں رہتے ہیں۔

ترقیم:۔ تمام شد باب ثالث از قصر عارفاں بعون اللہ جل جلالہٗ از دست فقیر حقیر و ماندہ بدست نفس شریر خاکبوس آستانہ اولیا اللہ بالیقین محمد رکن الدین ابن قطب الاقطاب مرشد برحق ہادی خلائق محمد معزالدین قادری شطاری غزنوی ثم الحصاری ۔ سوم شعبان ۱۲۹۱ھ

marfat.com

بابِ چہارم

سلسلۂ خاندانِ قادریّہ

قادریہ خلفاءِ کرام کے اسمائے گرامی اور سلسلہ قادریہ کے مریدانِ باصفا کے احوال و مقامات

منزلِ اوّل

اس میں حضرتِ محبوب سبحانی قطب ربّانی غوث الصمدانی شیخ السماء والارضین محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے فرزندانِ خاص کا ذکرِ خیر ہے۔

marfat.com

۱۔ آپ کے فرزندانِ نامور سے ایک سید یوسف الدین عبدالوہاب قدس سرہٗ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو لمبی عمر سے نوازا تھا۔

۲۔ آپ کے ایک فرزند ارجمند سید ابو عبدالرحمان شرف الدین عیسیٰ قدس سرہٗ ہیں۔ آپ کی مشہور تصنیف جواہر الاسرار ہے جو طریقت میں بے مثال کتاب ہے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کی تعلیم کے لئے مشہور زمانہ کتاب فتوح الغیب مرتب فرمائی تھی۔

۳۔ آپ کے بیٹے سید ابوبکر شمس الدین عبدالعزیز قدس سرہٗ ہیں۔

۴۔ آپ کے ایک خلف الرشید سید ابوالفتح تاج الدین عبدالرزاق قدس سرہٗ ہیں۔

۵۔ آپ کے ایک نورِ نظر سید ابو اسحاق ابراہیم قدس سرہٗ ہیں۔

۶۔ آپ کے ایک لڑکے سید ابوالفضل محمد قدس سرہٗ ہیں

۷۔ آپ کے ایک فرزندِ ارجمند سید ابو عبدالرحمان عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۸۔ آپ کے ایک لختِ جگر ابوبکر زکریا یحییٰ قدس سرہٗ ہیں۔

۹۔ آپ کے ایک صاحبزادے سید ابونصر موسیٰ قدس سرہٗ ہیں۔

marfat.com

۲

برکاتِ آلِ غوث الاعظم اور اُنکے مقامات مناصب

تاریخی طور پر یہ بات درست ہے۔ کہ برصغیر ہندوستان میں اسلامی اقتدار جناب غوث الاعظم کی حیات ظاہریہ کے بعد قائم ہوا تھا۔ مگر آپ کی زندگی میں ہی اس علاقہ میں حضرت خواجہ ہندالولی معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ جلوہ فرما ہو چکے تھے۔ آپ ابتدائی عمر میں کچھ عرصہ جیلان اور بغداد میں آپ کے زیر تربیت اعتکاف میں رہے تھے آپ کا حجرہ ابھی تک وہاں موجود ہے۔ آپ اجمیر آئے ابھی تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ حضرت غوث الاعظم نے بغداد میں اعلان فرمایا قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رقبۃ کل وَلِیّ اللّٰہ کہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ حضرت ہندالولی قدس سرہٗ نے اجمیر میں بیٹھے بیٹھے اپنا سر جھکا دیا تھا۔ اور فرمایا بَل عَلٰی راسی وعَیْنی۔ بلکہ میرے سر اور آنکھوں پر

حضرت قطب الاقطاب فرد الاحباب نے ایک بزرگ کے دریافت کرنے پر فرمایا۔ کہ ہمیں حضور غوث الاعظم کے اس اعلان کا علم ہو گیا تھا۔ بعض مستند اور معتمد کتابوں میں موجود ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ اولیاء امت کے ارواح کو اور موجود اولیاء اللہ کے اجسام کو حضور غوث پاک کے اس اعلان پر جھکا دیا تھا۔ البتہ اصحاب نبوت اہل بیت رسالت اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم اس سے بالا بالا رہے۔ تمام اولیاء جہاں نے دور و نزدیک سے اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں تھیں۔ ایک عجمی ولی اللہ نے انکار کر دیا۔ اس کی ولائت سلب ہو گئی۔ اور تباہ حال ہو گیا تھا ایک وقت جناب غوث پاک سید الاوتار بغداد کی جامع مسجد میں منبر پر کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ آپ پر ناگاہ یہ بات غیب سے وارد ہوئی کہ پانچویں صدی ہجری میں حضور کی اولاد میں سے

marfat.com

ایک شخص کو ایسی عظمت اور مقام نصیب ہو گا۔ جو قطب اور غوث اعظم کے منصب جلیلہ پر فائز ہو گا۔ اور اسے اللہ تعالیٰ اس دعویٰ پر مامور فرمائے گا۔ کہ وہ اعلان کرے۔

قدمی ھٰذہٖ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ۔

حضور غوث پاک کے بیٹوں میں سے کوئی بزرگ برصغیر ہند میں تشریف نہیں لائے تھے۔

۴

حضور غوث الاعظم کی اولاد جو ہند سندھ پاک ہند میں آسودۂ خاک ہے

حضور غوث پاک کی اولاد میں سے حضرت مخدوم سید اوچی ابن سید محمد ماہ ابن سید شاہ امیر ابن سید علی ابن سید مسعود ابن سید احمد ابن سید صفی الدین ابن سیف الدین خلف اکبر حضرت غوث الدھر رضی اللہ عنہم تھے جو دوبار دیار روم سے برصغیر میں آئے۔ دوسری بار بڑے خیل وحشم کے ساتھ وارد پاکستان ہوئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے لواحقین مریدین مخلصین کی بڑی تعداد تھی۔ دارالامارت ملتان میں پہنچے اور قصبہ اوچ میں سکونت پذیر ہوئے

تذکروں میں لکھا ہے کہ پانچویں صدی ہجری میں

دشتِ اوچ میں آبادی:۔ گازرونیوں کے خانوادہ کے سربراہ سید صفی الدین قدس سرہٗ نے اپنے حقیقی خواہرزادے کو خرقہ خلافت عطا کیا۔ اور حکم دیا کہ برصغیر میں چلے جاؤ اور جہاں تمہارا اونٹ بیٹھ جائے وہاں قیام کر لینا۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی۔ کہ کئی منزلیں طے کرنے کے بعد آپ کا اونٹ اللہ کی منشاء کے مطابق اوچ کی سرزمین میں ٹھہرا۔ چنانچہ سید مذکور نے وہاں ہی رختِ اقامت رکھا اور قیام کا اعلان فرما دیا۔ ابتداء میں اس ویرانے میں آپ کے ساتھیوں کے سوا کسی آبادی کا نشان نہ ملتا تھا مگر آہستہ آہستہ ساتویں صدی ہجری میں مخدوم سید جلال سرخ بخاری قدس سرہ الباری مخدوم ملتان

marfat.com

کی اجازت سے اس قصبہ کی آبادی میں اضافہ کرنے لگے یہ ویرانہ بڑا دلکش مقام بننے لگا لوگ جوق در جوق اوچ پہنچنے لگے چنانچہ مخدوم سید جلال قدس سرہٗ نویں صدی ہجری میں اوچ پہنچے۔ اور مستقل قیام فرما ہوئے۔ آپ نسبی اور حسبی کمالات کے مالک تھے۔ تصوّف و عرفان میں اشعارِ آبدار کہتے تھے۔ حمد و نعت اور مناقب عارفین میں کلام کہتے تھے۔ شعروں میں قادری تخلص کرتے تھے۔

مخدوم ثانی سید عبدالقادر قدس سرہٗ

آپ سید ممدوح کے فرزند ثانی تھے۔ عبدالقادر ثانی لقب تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ اسی خاندان شرف و سیادت میں سید اصغر الدین گاذرونی کے خانوادے سے تعلق رکھتی تھیں آپ شیخ ابوالفتح کی بیٹی تھیں۔ شیخ ابوالفتح اپنے بزرگوں کے سجادہ رشد و ہدایت پر گاذرونی خانوادے کے فیضان کی اشاعت کرتے تھے۔ زہد و تقویٰ میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا خصوصاً آپ کو جنوں اور پریوں کی تسخیر کا علم تھا۔ سید عبدالقادر نے بچپن اور ابتدائی جوانی کا زمانہ بڑے ناز و نعمت میں گزارا تھا۔ ایک دن آپ صحرائے اوچ میں شکار کھیل رہے تھے۔ کہ ایک صاحب دل بزرگ سے ملاقات ہوگئی۔ پاس ہی ایک کبک بڑی دردناک آواز میں چلا رہا تھا۔ اس بزرگ نے فرمایا ایک وقت آئے گا کہ یہ شکاری نوجوان اللہ کی یاد میں اس کبک کی طرح چلائے گا یہ بات سنتے ہی آپ کی طبیعت میں انقلاب آگیا۔ آپ کے لشکر میں عیش و نشاط کا جتنا سامان تھا۔ دریا برد کردیا گیا اور گھر آکر ریاضت و عبادت میں مشغول ہوگئے حضرت قطب العالم کا تصرّف تھا کہ آپ تھوڑے ہی عرصہ میں واصلان حق اور عارفان وقت میں شمار ہونے لگے آپ سے تصرّفات کا ظہور ہونے لگا۔ کرامات کی شہرت عام ہوئی۔ ملتان کے نواح میں زبردست طاعون پھیلی۔ ہزاروں لوگ

marfat.com

طاعون کا شکار ہو رہے تھے۔ آپ وضو فرماتے وضو کا پانی جس گھاس پر پڑتا لوگ اس گھاس سے مریضوں کا علاج کرتے تو شفا ملتی۔ اس سے لاکھوں طاعون زدہ مریض موت سے بچ گئے۔ کچھ عرصہ بعد ملتان کے تمام علاقے میں ایک ایسی بیماری پھیلی جس کا علاج طبیبوں کے پاس نہ تھا۔ موتیں ہونے لگیں۔ حضرت مخدوم کی مجلس کا ایک درویش غیاث الدین تھا۔ آپ نے اسے سرکنڈے کا ایک کانا دیا۔ اور فرمایا اس میں شفا ہے اسے عبدالقادر کو دے آؤ۔ وہ بیماروں کی تکالیف کا علاج کرے تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے۔ کہ اس سرکنڈے سے ہزاروں جان بلب مریض شفایاب ہو گئے ایسے ہزاروں اور واقعات نے لوگوں کو حیرت زدہ کر دیا تھا۔ آپ کا انتقال ۹۴۰ھ میں ہوا تھا۔ مخدوم عبدالقادر قدس سرہٗ کے ایک بھائی سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ بڑے صاحب کمال اور کرامت تھے۔ کلام میں لطافت اور شگفتگی پائی جاتی تھی۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اشعار اکثر آپ کو بھیجا کرتے تھے اور آپ کی نظم و نثر آپ تک پہنچتی رہتی تھی۔

حضرت مخدوم کے برادر ثالث سید محمد مبارک شاہ تھے۔ جن کے فرزند ارجمند میر میراں مکی لاہوری قدس سرہٗ تھے۔ پھر ایک اور بزرگ سید شاہ عبدالرزاق تھے۔ آپ سید عبدالقادر ثانی کے فرزند ارجمند تھے۔ والد کی وفات کے بعد آپ دو سال تک سجادہ نشین رہے۔ ۹۴۲ھ میں آپ کا انتقال ہو گیا اس خانوادے سے سید زین العابدین حضرت مخدوم کے فرزند ثانی تھے جو والد کی زندگی میں ہی انتقال کر گئے تھے۔ اسی طرح سید مخدوم سید حامد تھے۔ آپ سید عبدالرزاق کے بیٹے بھی تھے۔ خلیفہ مجاز بھی تھے اور اپنے دادا سید عبدالقادر ثانی قدس سرہٗ سے براہ راست خلعت خلافت سے مشرف ہوئے تھے بڑے صاحب جلالت و عظمت تھے۔ آپ نے اپنے خانوادہ کی سجادگی اپنے فرزند ارشد سید محمد جمال الدین موسیٰ قدس سرہٗ کے سپرد کی تھی آپ ۹۷۸ھ میں فوت ہوئے۔

marfat.com

ان بزرگان قادریہ میں سے سید محمد اسماعیل تنبوری تھے۔ آپ کا نسب حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند سید عبد الرزاق قدس سرہ سے ملتا ہے۔ آپ دسویں صدی ہجری میں دہلی اور آگرہ میں تشریف لائے تھے اور خاندان قادریہ کی سجادگی اس علاقہ میں قائم ہوئی۔ شیخ محمد حسن خیالی شیخ امان انصاری شاہ عبد الرزاق قادری اور شاہ شکر بار فیروز آبادی قدس سرہم جیسے بزرگان علاقہ آپ کا بے حد احترام و اعزاز کرتے تھے۔ اور آپ کی مجالس میں حاضری دیا کرتے تھے۔

سید شاہ قمیص قادری قدس سرہٗ کا نسب بھی سید عبد الرزاق سے جا ملتا ہے آپ سیاحت کرتے ہوئے برصغیر میں تشریف لائے۔ کچھ عرصہ بنگال میں رہے۔ پھر پنجاب آئے۔ اور شمالی پہاڑوں کے دامن میں خضر آباد کے مضافات میں موضع سادھوڑا میں قیام فرما ہوئے۔ آپ کا نکاح سید نصر اللہ خضر آبادی کے خاندان میں ہوا تھا۔ آپ کو اس علاقہ میں بڑی شہرت ملی تھی۔ آپنے ۹۰۲ھ میں وفات پائی۔ وفات کے وقت ایک تقریب پر بنگال تشریف لے گئے تھے۔ وہاں سے آپ کی نعش سادھوڑا میں لائی گئی۔ اور یہاں دفن کی گئی۔ درویشان حق پرست کی ایک خاصی تعداد آپ کے حلقہ ارادت میں آئی۔ اور اپنے مناصب حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے آپ کی اولاد اس آبادی میں ابھی تک موجود ہے۔ حضرت قمیص شاہ کا عالی شان مزار سادھوڑا میں ہے

حضرت غوث الاعظم کی اولاد میں سے سید شاہ عبد اللہ ابن سید عمر مہتھالوی رحمۃ اللہ علیہ تھے آپ کا نسب بارہ واسطوں سے حضرت غوث الاعظم سے جا ملتا ہے اسی طرح نسب موروثی کے مالک تھے۔ آپ کے دادا کا نام نامی حسن سید شاہ عبد اللہ تھا آپ پندرہ سال کی عمر میں برصغیر میں وارد ہوئے تھے۔ بغداد سے چلے دہلی پہنچے۔ اور دہلی کے نواح میں لونی کے قریب مہتا میں سکونت پذیر ہوئے۔ آپ ہمیشہ باوضو رہا کرتے تھے۔ اور اکثر وقت حالت استغراق میں گزرتا تھا۔ وقت کے اکثر علماء و صلحا

marfat.com

آپ سے استفادہ کیا کرتے تھے۔ آپ کی کرامات علاقہ بھر میں مشہور ہوئیں آپ کے گاؤں میں کوئی چور چوری کے ارادے سے آتا تو علی الصباح آبادی کے باہر یا مردہ پایا جاتا یا اندھا دکھائی دیتا تھا۔ آپ سو سال سے زیادہ زندہ رہے۔ آپ کا زمانہ شاہجہاں بادشاہ کی ابتدائی سلطنت کا دور تھا۔ آپ کا وصال ۱۰۳۶ھ میں ہوا تھا۔ آپ کی زیارت گاہ موضع متھا میں ہے۔ یہ مزار لوگوں کی حاجت روائی کا زندہ نشان ہے۔

حضرت غوث الاعظم کی اولاد میں سے ایک اور بزرگ سید عبداللہ بغدادی قدس سرہٗ تھے۔ آپ گیارہویں صدی ہجری میں دہلی پہنچے۔ یہاں ہی شادی کی بے شمار مرید حلقۂ ارادت میں آئے۔ خاندان کا فیضان عام ہوا ظاہری اور باطنی سطوت و شکوہ کے مالک تھے۔ آپ بیلدار پورہ متصل مغلپورہ میں نواب ذوالفقار خان ابن نواب اسد خان وزیر عالمگیر کے باغ کے قریب آرام فرمائیں۔ آپ کے بیٹوں میں سے ایک سید شاہ محمد سجادہ نشین ہیں۔ آپ کے دوسرے بیٹے بغداد میں شاہ بیابانی کے نام سے شہرت رکھتے ہیں۔

۵

مخدوم الشیخ حامد شاہ جیلانی کے خاندانی خلفاء

شیخ حامد شاہ جیلانی کے خلفاء میں سے سید داؤد شاہ کرمانی شیرگڑھی قدس سرہٗ بڑے معروف بزرگ تھے۔ آپ نے بچپن ہی سے طریقہ زہد و عبادت اختیار کر لیا تھا۔ بڑی ریاضت اور مشقت سے زندگی گزاری۔ کئی سال تک صحرا و بیابان میں رہے۔ آخر غیبی بشارت سے حضرت سید حامد گیلانی کی خدمت میں حاضر ہوئے

marfat.com

اور بڑے روحانی مقاصد حاصل کئے۔ آپ کی وفات ۹۹۲ھ میں ہوئی تھی مادہ تاریخ وفات مشتاق منان ہے آپ کو حضرت غوث الاعظم سے سخت عقیدت و محبت تھی۔ آپ کا مزار پُر انوار شیر گڑھ پنجاب میں ہے۔

حضرت داؤد شاہ کے سجادہ نشین شاہ ابو المعالی قادری

شاہ ابو المعالی لاہوری: لاہوری ہوئے ہیں آپ کو حضور غوث پاک سے عشق تھا۔ آپ کے روحانی فیضان سے نصیب یافتہ تھے۔ آداب طریقت براہ راست جناب غوث پاک سے سیکھے تھے۔ آپ نے حضرت غوث الاعظم کے مناقب اور مناصب میں بڑی نظمیں لکھیں ہیں۔ فارسی نثر میں آپ کی تحریر دلپذیر اور دلنشیں ہے آپ کی کتاب تحفہ قادریہ تو بڑی مقبول ہوئی۔ ۱۰۲۴ھ میں وصال ہوا تھا اور لاہور میں آسودۂ خاک ہیں۔

سلسلہ قادریہ کے ایک جلیل القدر بزرگ شاہ ابو اسحاق قدس سرہ ہیں۔ آپ کو حضرت شاہ داؤد شیر گڑھی رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت ملا۔ اسی طرح شیخ شمس الدین صوفی شاہ ابو اسحاق کے ایک معروف مرید اور خلیفہ ہوئے ہیں۔ شاہ بلاول قادری لاہوری جنہیں شیخ شمس الدین صوفی سے خرقہ خلافت ملا تھا سلسلہ قادریہ کے بڑے بزرگ تھے آپ حضرت میاں میر قادری لاہوری کے ہم عصر تھے۔ بڑے صاحب تصرف بزرگ تھے۔

حضرت میاں میر قدس سرہٗ

حضرت میاں میر قادری لاہوری قدس سرہٗ: بڑے صاحب تصرف بزرگ تھے۔ اور سلسلہ قادریہ کے بڑے نامور بزرگ تھے اور صائم الدھر تھے دستر خوان کھلا تھا۔ امیر غریب آپ کے دستر خوان سے حصہ پاتا تھا بیماروں کو پانی دم کر کے دیتے تو پانی "آبِ شفا" بن جاتا۔ ہزاروں حاجت مند آپ کے آستانہ کے سامنے کھڑے

marfat.com

ہوئے۔ امراء اور اغنیاء سے رغبت نہ تھی۔ آپ کے دروازے پر سلاطین حاضر ہوتے مگر آپ پرواہ نہ کرتے۔ ایک دن ابو المظفر شہاب الدین نہائیت حسن عقیدت سے حاضر خدمت ہوا۔ اور نقد و جنس پیش کرنے کی اجازت چاہی۔ مگر حضرت نے لینے سے انکار کر دیا یہ تمام تحائف شاہ بلاول قادری کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ تو آپ نے قبول فرما لئے۔ بادشاہ نے حضرت شاہ بلاول سے دریافت کیا "حضور آپ دونوں اللہ والے ہیں مگر میاں میر نے تو میرے تحائف ٹھکرا دیئے۔ مگر آپ نے بلا غور قبول فرما لیئے ہیں حالانکہ بلاشک وشبہ آپ دونوں حضرات خدا رسیدہ بزرگ ہیں" آپ نے فرمایا کہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ ایک سفید چادر کی طرح پاکیزہ اور شفاف سیرت کے مالک ہیں وہ نہیں چاہتے کہ اس سفید براق چادر پر کوئی جائز آلودگی یا گرد پڑے ہم سراپا آلودہ نجاست ہیں آپ کا نذرانہ ہمیں کچھ نہیں کہتا۔

بادشاہ کو کئی دنوں بعد حضرت میاں میر قادری کی زیارت کا موقعہ ملا۔ تو میں نے بات عرض کی۔ کہ حضرت آپ نے میرا نذرانہ رد کر دیا تھا۔ مگر حضرت شاہ بلاول رحمۃ اللہ علیہ نے بلا تامل قبول فرما لیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ بابا شاہ بلاول ایک بحر بے کراں ہیں۔ اس میں ہر قسم کی چیز خواہ نجاست ہی کیوں نہ ہو سما جاتی ہے اور اس بحر ذخار کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ ہم لوگ پانی کا ایک پیالہ ہیں۔ اس میں ایک ذرہ مشکوک پڑ جائے تو سارا پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔

حضرت شاہ بلاول کی وفات ۱۰۴۶ھ میں ہوئی تھی آپ کا مزار لاہور میں مشہور ہے

قادری سلسلہ کے بزرگوں میں حضرت شاہ

شاہ محمد خضر ابدال قدس سرہٗ:۔ محمد خضر ابدال قدس سرہٗ کا اسم گرامی بڑا مشہور ہے آپ ابدالوں میں ممتاز مقام رکھتے تھے اور قادری سلسلہ کی نعمت اور برکات سے مالا مال تھے آپ خاندان قادریہ مخدوم اوچی سے بھی فیض یاب ہوئے تھے۔ شاہ

marfat.com

خضر ابدال کا تعلق شاہ میر لاہوری قادری سے تھا۔ اور آپ صاحب خانوادہ شاہ میری تھے۔ ہم ان کا مختصر سا تذکرہ اس خانوادہ کے ضمن میں کر آئے ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کو جناب سید عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ سے نسبت خاص تھی۔ اصل میں یہ حضرات جناب غوث الاعظم کے اویسی تھے۔

بہادل شیر قادری قدس سرہٗ:۔

خانوادہ قادریہ میں شاہ بہاء الدین معروف بہ بہادل شیر قادری صاحب حال قوی بزرگ تھے۔ آپ کی طبیعت پر سُکر کا غلبہ تھا۔ اور تصرفات کی بہتات تھی۔ آپ کی نسبت اکثر زندہ بزرگوں اور بعض بعد از ممات بزرگوں سے قائم تھی باطنی نسبت جناب غوث الاعظم سید عبدالقادر گیلانی سے تھی پھر مخدوم حامد جیلانی سے تھی۔ اور قطب المجاذیب شیخ حیدر زاوجی صاحب سلسلۂ قلندری حیدری ترکی سے تھی۔ حیدر زاوجی کے اکثر قلندر ہندوستان سندھ۔ اور کوہ شمالی میں پھیلے ہوئے تھے۔ متقدمین اور متاخرین میں حضرت شیخ ابوبکر طوسی حیدری اندریتی۔ شاہ مقبول فارسی قدس سرہما بڑے صاحب منزلت ہوئے ہیں۔ یہ دونوں حضرات سلسلہ قلندری نعمتی کرمانشاہی سے بھی نسبت رکھتے تھے۔ حضرت شاہ مقبول کا ایک شجرہ شیخ ابوبکر زاوجی کی وساطت سے جاری ہے۔ اور دوسرا شاہ نعمت اللہ کرمانشاہی اور حضرت امام یافعی کی نسبت سے جناب غوث پاک تک پہنچتا ہے۔ اسی خاندان میں شیخ طوسی کا توسل ہے شیخ قطب المجاذیب قادریہ کے علاوہ خاندان چشتیہ سے بھی فیض یافتہ تھے اور آپ کا فیض اس خانوادہ میں بھی عام ہوا تھا کیونکہ آپ کو قدوۃ الدین حضرت ابواحمد قطب ابدال قدس سرہٗ سے بھی خرقہ خلافت ملا تھا۔ اسی طرح حضرت ابواسحاق علی شامی چشتی سے بھی خلافت حاصل ہوئی تھی۔ اپنی طرف سے حضرت خواجہ ابو محمد خلف الصدق خواجہ ابواحمد ابدال کو خلعت خلافت بخشی تھی۔ میں نے ذخیرہ بدخشی میں پڑھا ہے کہ شیخ حیدر بلا توسّل

marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے فیض یافتہ ہیں شاہ بہاول قادری کی نگہ میں یہ قوت تھی۔ کہ اکثر اولیاء کرام کی نسبت باطنی دیکھ لیا کرتے تھے۔ آپ حجرہ شاہ مقیم نواح ملتان میں آرام فرما ہیں حضرت شاہ محمد مقیم قادری حجروی قدس سرہٗ شاہ بہاول قادری کی اولاد میں سے تھے۔ بڑے صاحب کمال صاحب وجد و حال تھے۔ آپ کی مجلس میں بڑی مخلوق آتی۔ مگر آپ اطاعت اور ریاضت میں وقت دیتے تھے آپ کا فیضان ابھی تک سارے پنجاب، سندھ اور اطراف و اکناف میں جاری ہے۔

قادری بزرگوں میں حضرت موسیٰ آہنگر قدس سرہٗ

حضرت موسیٰ آہنگر لاہوری:۔ کاملان وقت میں سے تھے۔ اخفائے حال کے لئے آپ لاہور میں لوہارا کام کیا کرتے تھے۔ تاکہ لوگوں کو آپ کے زہد و تقویٰ کا علم نہ ہو سکے۔ ایک دن ایک ہندو عورت جو بہت ہی خوش شکل تھی اپنا تکلا درست کرانے کے لئے آپ کی بھٹی پر آئی شیخ نے تکلا تو آگ کی بھٹی میں ڈال دیا۔ مگر آپ کی اپنی نگاہیں اس ہندو عورت کے چہرے پر گڑ گئیں۔ عورت نے اس صورت حال کو دیکھا تو غیرت سے بھڑک اٹھی۔ اور کہنے لگی۔ تم نامحرم عورتوں کو تاڑتے رہتے ہو۔ اللہ سے شرم نہیں کرتے آپ نے فرمایا۔ بیٹی! میں تمہیں ناپاک نظروں سے نہیں دیکھ رہا اگر تمہیں شک ہو تو مجھے دیکھو۔ لوہے کا تکلا جو آگ بن چکا تھا۔ بھٹی سے باہر نکالا۔ اور دیکھتے دیکھتے اپنی آنکھوں میں پھیر دیا۔ مگر اس آہنی سلائی سے آپ کی آنکھوں پر کچھ اثر نہ ہوا ہندو عورت آپ کے قدموں میں آگری اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئی۔ اس نے اپنے گھرانے میں یہ بات کسی پر ظاہر نہ ہونے دی۔ مگر اندرونی طور پر نیک اعمال میں مشغول ہو گئی۔ جب اس کی موت واقع ہوئی۔ تو لوگ اس کا جنازہ اٹھائے حضرت موسیٰ آہن گر کی دکان کے سامنے سے گزرے آپ کو علم ہوا اٹھے۔ اور جنازہ روک دیا۔ اور اعلان کر دیا کہ اس عورت نے تو اسلام قبول کر لیا تھا۔ اسے جلایا نہیں جائے گا۔ ہندوؤں نے اصرار کیا۔ جھگڑا بڑھا

marfat.com

تو حاکم وقت تک معاملہ جا پہنچا۔ فیصلہ یہ کیا گیا کہ عورت خود اُٹھ کر شہادت دے دونوں راضی ہو گئے۔ شیخ آگے بڑھے۔ عورت کو اشارہ کیا وہ اُٹھ کر کہنے لگی میں مسلمان ہوں اللہ اور رسول پر ایمان لائی ہوں مجھے دفنایا جائے جلایا نہ جائے۔ یہ کہہ کر پھر لیٹ گئی مسلمانوں نے جنازہ اٹھایا اور اسلامی طریقہ پر تجہیز و تکفین کر کے دفن کیا گیا۔ اس واقعہ کے بعد ہزاروں ہندوؤں نے اسلام قبول کر لیا۔ مگر اس واقعہ کے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کا مزار لاہور میں واقع ہے۔

شاہ ابوالمعالی دہلوی قدس سرہٗ:- شاہ ابوالمعالی دہلوی کو حضرت میاں میر قادری اور شاہ بلاول قادری سے بڑی عقیدت تھی آپ محی الدین عالمگیر کے عہد حکومت میں لکڑی کی ایک لاٹھی پر سوار ہو کر دہلی پہنچے۔ لوگ آپ کے دونوں اطراف پر کھڑے لا رہے تھے۔ ایک پر ہجوم جلوس کے جلو میں دہلی کے دربار میں پہنچے۔ آپ کے ہاتھ پر ہمیشہ جام شراب چھلکتا رہتا تھا اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ مسلسل شراب نوشی کرتے جا رہے ہیں رات کے وقت بہت کم کھاتے تھے۔ بادشاہ سے ملاقات کا وقت آیا تو جام بکف پہنچے اور پیالہ ایک رومال سے ڈھکا ہوا تھا۔ بادشاہ نے پوچھا۔ اس میں کیا ہے۔ فرمایا۔ دودھ ہے! رومال اٹھا کر دیکھا گیا تو واقعی دودھ تھا۔ بادشاہ نے کہا۔ کچھ نذرانہ قبول فرمایئے اور کچھ نصیحت ارشاد فرمایئے فرمایا۔ آئندہ کے لئے مجھے بادشاہ اپنے دربار میں ہرگز طلب نہ کرے۔ اور نہ ہی بادشاہ خود مجھے ملنے کو آئے۔ آپ غیاث پور میں رہتے تھے۔ ۱۰۸۰ھ میں فوت ہوئے آپ کی قبر اراک کے درخت کے نیچے ہے۔ اور اس شاہراہ پر جو آستانہ محبوب الٰہی کو جاتی ہے

شاہ نعمت اللہ بنگالی قادری رحمۃ اللہ علیہ:- حضرت شاہ نعمت اللہ قادری نارنول کے رہنے والے تھے۔ آپ کا مزار فیروز پور سے چند ماہ کے فاصلہ پر راج محل میں واقع ہے۔ آپ کو اتنی باطنی

marfat.com

اور ظاہری نعمت ملی تھی کہ کئی ہزار محتاج و غنی صبح و شام آپ کے دستر خوان سے کھانا کھایا کرتے تھے۔ دس محرم کو اتنا کھانا پکتے تھے کہ عام مہمانوں کے علاوہ دس دس کوس تک کسی گھر میں کھانا نہ پکتا صرف آپ کے لنگر سے کھانا پہنچتا تھا آپ کی خانقاہ پر ہر وقت کھانا آتا اور وہاں سے مختلف لوگوں تک پہنچتا رہتا تھا۔ شاہ شجاع آپ کا بے حد عقیدت مند تھا۔ اور بے حد و بے حساب مخلوق آپ کی خانقاہ پر جمع رہتی تھی۔ ایک دن آپ نے شجاع کو بتایا۔ کہ ہندوستان کی سلطنت تو عالمگیر اورنگ زیب کے نام لکھی گئی ہے۔ مگر بایں ہمہ تمہاری ذات اور تمہاری اولاد پر دستِ ظلم وستم نہیں اٹھنے دوں گا۔ جب شجاع بنگال میں اپنے لاؤ لشکر لے کر کشتیوں پر سوار ہوا۔ تو اورنگ زیب نے اعظم خان سپہ سالار بنگال کو یہ فرمان بھیجا کہ شاہ نعمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو دربار پہنچایا جائے مگر آپ نے دربار جانا پسند نہ کیا آخر کار بادشاہ نے اپنا فرمان واپس لے لیا آپ کی وفات ۱۰۸۰ھ میں ہوئی تھی۔

۶

خانوادہ حضرت شاہ محمد کمال کیتھلی قدس سرہٗ

آپ ہندوستان کے صحیح النسب سادات میں سے تھے اور وقت کے مشاہیر اولیا کرام میں شمار ہوا کرتے تھے۔ آپ کا فیضان مختلف قادری سلسلوں میں رائج تھا ہندوستان کی سرزمین آپ سے بڑی مستفیض ہوئی تھی آپ ظاہری طور پر دنیاداری میں مشغول دکھائی دیا کرتے تھے۔ مگر باطنی طور پر بحق مشغول رہتے تھے ایک وقت آیا کہ آپ کے کمالات کی شہرت دُور دُور تک جا پہنچی۔ آپ نے اپنے آپ کو مخفی رکھنے کا ارادہ کر لیا گھر سے نکلے اور سیاحت پر چلے گئے۔ بغداد پہنچ کر فضل قادری بغدادی کی مجالس

marfat.com

یں بیٹھنے لگے۔حضرت فضل قادری ایک عالی نسب سید تھے عرفان وحقائق سے واقف تھے۔آپ کا وقت وصال آیا تو اپنے مریدوں کو بلا کر حکم دیا کہ ہماری قبر درست کر کے بنانا لوگوں نے ایسا ہی کیا۔آپ نے موت سے پہلے غسل فرمایا۔اور خاندانی خلافت ونعمت معہ تبرکات جن میں موئے مبارک جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم شانہ مبارک حضرت علی مرتضیٰ سید شاہ کمال قدس سرہٗ کے حوالے کئے اور فرمایا۔کہ ہمارے بعد فوراً یہ تمام تبرکات اور خلعت خلافت برصغیر ہندوستان لے جانا۔ابھی تک ہمارے رشتہ دار نہیں پہنچے۔وہ سیر وشکار کو گئے ہیں اگر انہیں اس بات کا علم ہوا تو تنازعہ کریں گے اور آپ سے اُلجھیں گے حضرت فضل شاہ تو فوت ہو گئے اور اس قبر میں جو باغ بغداد میں تیار کی گئی تھی آسودۂ خاک ہو گئے۔شاہ کمال نے ہی نماز جنازہ پڑھائی۔قبر کو آراستہ کیا۔اور عازم برصغیر ہوئے۔کچھ دنوں بعد حضرت سید فضل کے لواحقین اور فرزند آئے تو حضرت شاہ کمال کے تعاقب میں نکلے۔تاکہ آپ سے تبرکات اور خلعت واپس لے سکیں بغداد سے بارہ میل دُور ان لوگوں نے شاہ کمال کو جا لیا۔شاہ کمال نے تمام تبرکات زمین پر رکھ دیئے۔اور انہیں کہا۔تم لوگ انہیں اٹھالو۔میں تو انہیں اپنے مرشد کے ارشاد سے لا رہا ہوں۔سید فضل قادری کے بیٹوں نے بڑا زور مارا مگر تبرکات زمین سے نہ اٹھا سکے۔چنانچہ ہاتھ ملتے ہوئے واپس بغداد آگئے۔شاہ کمال بخیر وعافیت ہندوستان آگئے۔

شاہ فضیل ممدوح قدس سرہٗ حضرت سید شاہ گدا رحمان اصغر ابن سید محبوب علی کے مرید تھے۔وہ شاہ شمس الدین عارف کے مرید تھے اور سید شاہ گدا رحمان اعظم بن ابوالحسن کے اور وہ سید عبدالوہاب اور وہ سید شرف الدین قتال اور وہ سید عبدالرزاق خلف الرشید جناب سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔قطب الاقطاب سید شاہ محمد کمال کیتھلی سامانی ملک العشاق کا لقب کرتے تھے۔ایک دن آپ سمندر کے کنارے

marfat.com

پہنچے تو وہاں آپ کا روح قالب عنصری سے پرواز کر گیا۔ اور آپ کا جسم سمندر کے کنارے پڑا رہا۔ ایک تاجر جو لعل و جواہرات کی تجارت کو نکلا تھا۔ اپنا جہاز لیے کر وہاں سے گزرا تو ایک نعش دکھائی دی۔ تو جہاز سے اترا۔ اس کا خیال تھا۔ کوئی انسان فوت ہو گیا ہے اور اس کی لاوارث نعش پڑی ہے۔ تجہیز و تکفین کا انتظام کیا۔ کفن میں رکھ کر ایک صندوق میں رکھا۔ تاکہ کسی شہر میں پہنچ کر آپ کو دفن کر سکے۔ مگر ابھی تھوڑی دُور گئے تھے۔ آپ کے جسم میں حرکت ہوئی۔ اور آپ دوبارہ زندہ ہو گئے۔ صندوق میں سے آواز آئی کہ مجھے اس تاریکی میں کیوں بند کر دیا گیا ہے۔ تاجر نے تابوت کھولا۔ اور دریافت حال کر کے معافی مانگی اور ارادت و عقیدت کے ساتھ دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ وہ ایک ایسے شہر میں پہنچے۔ اس شہر میں کوئی انسان نظر نہیں آتا تھا صرف ایک صاحب جمال نوجوان عورت دکھائی دی۔ جو ایک شاہی قلعہ کے محل میں جلوہ گر تھی اس نے آپ کو دیکھا اور درویش سمجھ کر سلام کر کے کہنے لگی۔ آپ یہاں کیوں آ گئے۔ اس شہر پر ایک دیو کا قبضہ ہے۔ اس نے سارے افراد کو مار دیا ہے۔ صرف مجھے زندہ رہنے دیا ہے۔ میں یہاں کے بادشاہ کی شہزادی ہوں۔ حضرت نے آپ کو تسلی دی۔ کوئی فکر نہیں اللہ کی قدرت پر بھروسہ کرو۔ اسی اثنا میں وہ دیو شکار سے واپس آ گیا۔ وہ آپ کو دیکھ کر گرجا۔ مگر حضرت کے ایک اشارہ انگشت سے اس کا سر تن سے جدا ہو گیا۔ لڑکی نے اپنا سر آپ کے قدموں میں رکھ دیا۔ حضرت نے اسی شہزادی کو اپنی بیٹی بنا لیا اور وہاں سے ضرورت کے مطابق لعل و جواہرات لاد کر تاجر کے شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ اس شہزادی کو اس تاجر جواہرات کے نکاح میں دے دیا اور تمام مال و متاع جو اس ویران شہر سے لائے تھے۔ اسی کے حوالے کر دیئے۔ اور خود دوسرے شہر کو روانہ ہوئے۔

کرنال سے چند کوس کے فاصل پر ایک درویش رہتا تھا۔ وہاں سے کوئی صاحب نعمت گزرتا تو اس درویش کے تصرّف سے اس کے کمالات اور نسبت ضبط ہو جاتے

marfat.com

تھے۔ ایک بار شاہ کمال قدس سرہٗ کا اسی راستے سے گزر ہوا۔ اس درویش نے حسب عادت کہا۔ اس راستے سے گزرنے کا "محصول" ادا کیا جائے حضرت شاہ کمال نے فرمایا۔ میں حاضر ہوں۔ درویش نے مراقبہ فرمایا۔ تو چند لمحوں کے بعد فرمایا۔ مجھے معاف فرمانا۔ بعض تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ یہ درویش حضرت شاہ شرف تھے۔ قدس سرہٗ مگر تاریخی طور پر یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے کیونکہ ان دونوں بزرگوں کی زندگیوں میں بے حد تفاوت ہے۔

حضرت شاہ کے مریدوں میں سے ایک سوداگر تھا۔ وہ ایک بڑے جہاز پر مال تجارت لئے سمندر میں جا رہا تھا کہ طوفان نے آ گھیرا فریاد کی۔ یا حضرت میری امداد فرمایئے! حضرت شاہ کمال نے از نظر باطن دیکھا۔ اور خود امداد کو جا پہنچے اور جہاز تباہی سے بچ نکلا۔ جہاز کے مالک نے اس وقت یہ نذرانہ مانا تھا کہ اگر جہاز سلامت کنارے پر جا لگا۔ تو اپنے مال کا چوتھا حصہ حضرت کی خدمت میں پیش کروں گا۔ مگر کنارے پر آ کر اس کی نیت بدل گئی اور نذر پیش کرنے میں حیلے بہانے کرنے لگا۔ دوسری بار پھر ایک ایسا واقعہ ہوا۔ مگر تاجر سلامتی سے بچ جانے پر نذرانہ پیش کرنے سے قاصر رہا۔ تیسری بار اسے ایک اور طوفان کا سامنا ہوا۔ اس نے نذر مانی۔ مگر حضرت نے التفات نہ فرمایا۔ شاہ عماد الدین قدس سرہٗ حضرت کے بیٹے تھے اور آپ نے فریاد رسی کرتے ہوئے اس تاجر کو طوفانی موجوں سے نجات دلائی اور مجلس میں واپس آ بیٹھے۔ آپ کا دامن پانی سے تر تھا۔ حضرت شاہ کمال نے پوچھا۔ یہ کپڑا کیوں بھیگا ہوا ہے۔ حقیقت ظاہر ہونے پر حضرت شاہ نے نہایت غضب سے دیکھا اور بیٹے سے یہ کرامت اور تصرف سلب کر لیا۔ شاہ محمد محسن آپ کے چھوٹے بیٹے تھے۔ یہ واقعہ دیکھا تو والد کے غضب سے ڈر کر کنارہ کش ہو گئے۔ اور کوٹ قبولا کی طرف چلے گئے۔ حضرت شاہ کمال نے ان کی تلاش میں مختلف لوگوں کو خطوط لکھے مگر شاہ محمد محسن واپس نہ آئے آپ نے اسے براہ راست بھی خطوط لکھے۔ مگر بیٹے نے جواب میں لکھا اب آپ کی زیارت قیامت

marfat.com

کے دن ہی ہو گی۔

ایک دن آپ نے شاہ سکندر فرزند شاہ عماد الدین مسلوب النعمت کو اپنے پاس طلب کیا۔ اور انہیں اپنے جدی اور پدری انعامات اور برکات سے سرفراز فرمایا اور مسند سجادگی پر فائز کر دیا۔ ایک دن حضرت شاہ کمال کا ایک خورد سال بچہ فوت ہو گیا۔ آپ بذات خود عالم ارواح کا نظارہ کرتے کو جسد عنصری سے فارغ ہو گئے تاکہ وہاں کے حالات دیکھ سکیں۔ خانقاہ کے خادموں کو خیال ہوا شائد حضرت کا انتقال ہو گیا ہے۔ تجہیز و تکفین کا انتظام کیا۔ اور تدفین کی تیاری ہونے لگی۔ آپ کی روح واپس قالب میں آ گئی۔ اُٹھ بیٹھے اور فرمایا۔ تم لوگوں نے کیا کیا لیکن چونکہ اب تم لوگوں نے اتنی محنت سے قبر تیار کی ہے میں قبر کو انتظار میں رکھنا نہیں چاہتا یہ کہہ کر آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور آپ کو آسودۂ خاک کر دیا گیا۔

یہ بات بڑی عجیب و غریب ہے کہ اس اختیاری موت کے چند روز بعد آپ برہان پور میں اپنے ایک عقیدت مند تاجر کو ملے اور بتایا کہ اب ہم نے اس دنیا سے رخت سفر باندھ لیا ہے۔ تم ہماری قبر پر روضہ بنانے کے لئے کیتھلی میں آؤ۔ اور ہمیں جو نذر و نیاز بھیجا کرتے تھے۔ ہمارے مزار پر بھیج دیا کرو۔ آپ نے بڑی لمبی عمر پائی تھی۔ حکومت افغاناں سے لے کر جلال الدین اکبر شہنشاہ ہند کے زمانہ تک زندہ رہے۔ آپ کا مزار بڑا پر وقار ہے اور خلائق کے لئے ذریعہ برکات و قضائے حاجات ہے۔

marfat.com

۷

شاہ کمال قدس سرہٗ کے اخلاف

سید عماد الدین جن کی کرامات اور احوال کو آپ نے سلب فرما دیا تھا اور مہجور کر دیا تھا۔ آپ کے بڑے بیٹے تھے سید شاہ محسن جو اپنے بھائی کے احوال کی سلبی کے بعد کوٹ قبولا چلے گئے تھے۔ آپ کے فرزند ارجمند تھے۔ کوٹ قبولا کے قاضی نے آپ کی مخالفت کی۔ اور قاضی کے بیٹوں نے آپ کے خلاف بے پناہ الزام تراشی کی۔ مگر آپ ہمیشہ خاموشی سے برداشت کرتے رہے۔ ایک دن قاضی صاحب کے لڑکے شکار گاہ میں تھے۔ گرد و نواح کے لوگ بھی ان شکاریوں کو دیکھنے کے لئے اکٹھے ہو گئے تھے۔ شاہ محسن کے بیٹے نے بھی والد سے اجازت لی تاکہ وہ بھی یہ تماشا دیکھ سکے۔ قاضی کے لڑکے بڑے چاک و چوبند گھوڑوں پر سوار تھے۔ مگر سیدزادہ پیادہ عام لوگوں کے ساتھ پیچھے پیچھے پیدل دوڑ رہا تھا۔ طویل سفر میں تھکاوٹ کی وجہ سے . . . . آپ بے بس ہو گئے۔ اور قاضی برادران سے سواری طلب کی مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا بلکہ مذاق کرنے لگے سیدزادے نے صحرا میں مایوس نظریں دوڑائیں تو ایک اونٹ دوڑتا ہوا آتا دکھائی دیا۔ آپ نے مہار پکڑی اور سوار ہو گئے۔ قاضی زادے دیکھ کر بڑے پریشان ہوئے اور وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور گھر آ کر۔ سیدزادے کے والد شاہ محمد محسن کی خدمت میں پہنچ کر فریاد کی۔ کہ آپ کے بیٹے کا اونٹ ہمیں کھا جائے گا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد جب صاحبزادہ پہنچے تو والد نے ایک غضب ناک نگاہ سے دیکھا اور بیٹا وہاں ہی ہلاک ہو گیا۔

marfat.com

۸

حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہٗ

آپ سید شاہ کمال قدس سرہٗ کے بیٹے کے پوتے تھے اپنے دادا کے پاؤں کی طرف آرام فرما ہیں۔ بڑے عالی قدر رفیع شان اور صاف مشرب کے مالک تھے۔ آپ ملامتی طریقہ سے متعلق تھے۔ اپنے وقت کے بے پناہ بے باک مرد خدا تھے داڑھی منڈواتے۔ موچھیں بڑھاتے تھے گدھے پر سوار ہوتے۔ اور بچوں کو ترغیب دیتے کہ انہیں گالیاں دیتے پھریں۔ کبھی کبھی منہ کالا کر کے سواری کرتے سامانہ۔ کیتھل اور دوسرے قصبوں کی گلیوں اور بازاروں میں گھومتے تھے۔ اپنے نفس کو ذلت و ملامت کا نشانہ بناتے بایں ملامت وقت کے بڑے بڑے شاہبازان طریقت آپ کے دام فیضان میں پھنستے۔

ان بزرگوں میں سے خانوادہ مجددی کے حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ تھے۔ آپ نے اسی بزرگ سے اجازت قادریہ حاصل کی تھی۔ اور آپ کے الطاف وانعامات کو سلسلہ نقشبندیہ اور صابریہ میں رائج کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی نے آپکی بدولت حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے فیضان قادریت کو حاصل کیا تھا۔ آپ کے دوسرے خلیفہ حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری قدس سرہٗ تھے جنہوں نے ابتدائی دینی تعلیم ملا محمد جمال تلونڈی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی تھی۔ آپ جامع مسجد وزیر خان لاہور میں تدریس میں معروف تھے کہ شاہ سکندر کیتھل لاہور آئے اور مسجد کے نیچے سے گزرے۔ شاہ محمد طاہر قدس سرہٗ نے مسجد سے آپ کو دیکھا۔ نیچے آئے۔ ملاقات کی۔ اور قدم بوسی کی۔ شاہ سکندر نے آپ کو حکم دیا کہ بھنگ لاکر دو۔ حضرت مولانا

marfat.com

نے بایں علم وفضل برسر بازار بھنگ کا ایک پیالہ پیش کیا اس دن کے بعد حضرت ملا طاہر لاہوری اور شاہ سکندر کیتھلی دونوں بھنگ اور حشیش کے نشے میں مست رہنے لگے۔ مگر شاہ طاہر درویشی اور تجدید سے مالا مال ہو گئے۔ اپنے مرشد کی مجالس میں صبح و شام سفر و حضر میں رہنے لگے۔ اور مقامات بلند حاصل کئے ایک وقت آیا کہ آپ مرد عارف بنے اور کمالات سلوک حاصل کئے۔

۹

حضرت طاہر بندگی کے خلفاء کرام

حضرت طاہر بندگی قدس سرہٗ کے ایک خلیفہ شاہ نعمت اللہ سیالکوٹی تھے۔ آپ حضرت کی خدمت میں ایک عرصہ تک رہے۔ اور بے پناہ نعمت و فیوضات حاصل کئے۔ حضرت مولانا طاہر کو کتاب نویسی کے لئے سیالکوٹی کا غذ درکار ہوتا تھا۔ یہ بزرگ لاہور سے رات کے وقت چلتے اور صبح کی نماز سے پہلے سیالکوٹ پہنچتے اور وہاں سے پھر شام سے پہلے پہلے لاہور آجاتے تھے۔ سیالکوٹ میں ایک اور درویش منظہر شاہ جلالی نامی بھی تھے۔ ان کی مسجد میں جو مسافر یا درویش رات بسر کرتا۔ صبح کو مردہ حالت میں ملتا۔ ایک دن حضرت شاہ نعمت اللہ کا گزر اس مسجد سے ہوا۔ آپ کو حبس دم کی عادت تھی بعض اوقات یوں ہوتا کہ سارے دن میں صرف چار بار سانس لیتے تھے۔ آپ نے رات اسی مسجد میں بسر کی۔ اس درویش نے بڑا زور مارا مگر اس کی تدبیر سے شاہ نعمت اللہ پر اثر نہ ہوا بلکہ وہ خود ہلاک ہو گیا۔ سیالکوٹ اور لاہور کے درمیان ایک مزار تھا۔ جسے پیر غیب کا مزار کہا جاتا تھا۔ دوران سفر ایک دن آپ وہاں رُکے۔ اور کہا "السلام علیکم یا پیر غیب"! قبر سے آواز آئی۔ وعلیک السلام یا سلطان الاولیاء آپ نے عرض کی۔

marfat.com

یا حضرت مجھے پیاس لگی ہے۔ قبر سے ایک ہاتھ برآمد ہوا جس میں ایک صراحی تھی۔ شاہ نعمت اللہ بسا اوقات حضرت شاہ محمد طاہر لاہوری کی معیت میں قبروں کی زیارت کو جاتے اور اہل قبور کے حالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کرتے تھے۔ لاہور میں آپ کی قبر زیارت گاہ عام ہے۔ اور حضرت طاہر لاہوری کے قدموں میں ہے حضرت شاہ ابوالمعالی حضرت شاہ نعمت اللہ کے مرید بھی تھے اور داماد بھی۔ حافظ شاہ محمد عثمان نفحات القدس کے مؤلف کے والد تھے۔ شاہ محمد خاص مرید شاہ جلال الدین محمود دھگا قدس سرہٗ کی اولاد میں سے تھے۔ بھی حضرت شاہ نعمت اللہ کے ارادت مند تھے۔ مگر آپ کو خرقۂ خلافت شاہ ابوالمعالی سے ملا تھا۔ شاہ ابوالمعالی کی قبر حویلی نواب زبردست خان کے نیچے ہے۔ یہ قبر لاہور میں فیض رساں ہے۔ شاہ محمد روشن۔ شاہ محمد علی اور شاہ محمد حسن آپ کے بیٹے تھے۔ تمام عابد نا ہد ہیں۔

حضرت شیخ آدم شریف حسینی بھی حضرت ملا طاہر کے خلفا میں سے تھے ان کے مرید شاہ پیر محمد خان لودھی۔ اور ان کے مرید شاہ محمد خان لودھی (جنہیں نقشبندی سلسلہ میں حضرت شیخ سعدی لاہوری سے خلافت ملی تھی) حضرت سعدی لاہوری کو شیخ نفر من الجن (جن کا مزار برج حصار روتاس) میں ہے۔ سے خلافت ملی تھی۔ پھر انہیں حضرت مجدد الف ثانی سے فیض ملا تھا۔ شاہ محمد لودھی قدس سرہٗ کی وساطت سے شاہ محمد قریشی عباسی کو دونوں سلاسل نقشبندیہ قادریہ سے فیض ملا تھا۔ ان سے شاہ محمد سندھی ان سے مقبول بارگاہ سید شاہ محمد زکریا شاہ آبادانی سیالکوٹی کو نعمت کاملہ حاصل ہوئی تھی ان بزرگان دین نے اطراف لاہور میں بڑا فیض دیا

marfat.com

۱۰

سید شاہ محمد زکریا قدس سرہٗ

مقبول بارگاہ کبریا

آپ نوعمری میں اپنے والد مکرم سید امیر محمد کے ساتھ اس کاروان میں برصغیر آئے جو زکریا خاں اور عبدالصمد کی قیادت میں پہنچا تھا۔ یہ دونوں افغان حضرت اورنگ زیب کے دربار میں جلیل القدر عہدوں پر فائز تھے۔ سید امیر محمد دو ہزار سوار پر افسر مقرر ہوئے۔ نقارہ۔ نشان اور بازار آپ کے زیر حکم تھے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ اورنگ زیب کے بیٹوں میں نزاع و اختلاف ہو گیا۔ تو سید محمد ممدوح اپنا لشکر لے کر دارالخلافہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں باغیوں سے لڑائی ہوئی اور اس طرح آپ جنوبی ہندوستان میں شہید ہو گئے۔ آپ کے باقی ماندہ احباب نے حضرت شاہ زکریا کو دہلی پہنچا دیا۔ عبدالصمد نے آپ کو اپنے بیٹوں کی طرح تربیت دی۔ آپ بڑے نیک نوجوان کی شکل میں ابھرے محمد شاہ بادشاہ کے عہد حکومت میں شاہ زکریا خان وزیر الممالک قمرالدین خاں کی بہن سے رشتہ نکاح میں منسلک ہوئے۔ ایک وقت آیا۔ زکریا خاں لاہور کے ناظم الامور مقرر ہوئے۔ اور ملتان کی نظامت عبدالصمد خان کو ملی یہ عبدالصمد آپ کے بیٹے تھے۔ سید محمد زکریا بھی خان ابن خان کی رفاقت میں دارالامان ملتان میں تشریف لے گئے۔ آپ کے دل میں ہمیشہ یہ تڑپ رہی کہ کسی صاحبِ حائیت بزرگ سے ملاقات ہو۔ جہاں جاتے ایسے درویش کی جستجو کرتے۔ اس تجسس کے باوجود ایک عرصہ گزر گیا۔ آپ کو کوئی صاحب نظر درویش نہ ملا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے اب

marfat.com

صوفیا اور اولیا، دنیا سے اُٹھ گئے ہیں۔ اب صرف ان کی باتیں یا کرامتیں رہ گئی ہیں۔

خان کے ملازمین میں ایک ایسا فراشی تھا۔ جو ہمیشہ نشے میں مخمور رہتا تھا۔ رندی سخت گیری ترش روئی اور بدخوئی اس کا شعار بن چکا تھا۔ سر پر گھنگرالے بال سجائے رکھتا۔ آزاد منش تھا۔ آوارہ اور سرگرداں ملتان کی گلیوں میں نعرے لگاتا رہتا تھا۔ شعائر اسلامی کی پابندی نہ کرتا۔ اور ارکان اسلام کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔ ایک دن حضرت سید ممدوح نے اسے ایک نظر سے دیکھا کہ سر تراشیدہ صاف ستھرے لباس میں نماز ادا کر رہا ہے۔ آپ کو بڑا تعجب ہوا۔ نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے پوچھا کہ یہ تبدیلی اور نعمت کہاں سے ملی ہے۔ اس نے بتایا۔ کہ میں ایک درویش کی مجلس میں حاضر ہوا۔ ان کے فیض سے تائب ہوا۔ اس سے نام و نشان معلوم کر کے آپ بھی شاہ محمد سندھی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ پالکی میں سوار تھے۔ حاضر خدمت ہوئے۔ مگر شاہ محمد سندھی نے توجہ نہ فرمائی مگر آپ کے چہرۂ نورانی کو دیکھتے ہی آپ کے دل میں سکون اور انشراح کی کیفیت آگئی۔ آپ کے چہرے سے جلال اور ہیبت نمایاں تھی۔ آپ سارا دن وہاں رہے مگر نگاہ التفات نہ تھا۔ دوسرے دن بھی یہی کیفیت رہی۔ تیسرے دن آپ برہنہ پا حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا فقرا اور درویشوں کو ملنے کا یہ طریقہ ہوتا ہے۔ پالکیوں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر فقرا کے ہاں نہیں آنا چاہیئے۔ قریب کیا۔ اور بیعت فرما لیا۔ آپ نے عرض کی یا حضرت مجھے تجرید و تفرید کی تربیت دیں۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ پالکی میں سوار ہو کر بھی یاد الٰہی میں مشغول رہا جا سکتا ہے۔

حضرت شاہ بان بٹا کرتے تھے۔ اور اسی محنت سے اپنی روزی کماتے آپ کے ہاتھ کا بنایا ہوا۔ بان اتنا باریک اور صاف ہوتا کہ بازار سے مہنگا بکتا تھا۔ آپ کے اہل و عیال اسی مزدوری سے زندگی بسر کرتے تھے۔ ایک عورت ملتان سے پانچ

marfat.com

میل دُور ایک گاؤں میں رہتی تھی۔ غریب تھی۔ روزانہ صاف باطن اور نیک ارادت سے صحرا میں چلی جاتی اور مونج کوٹتی۔ شہر سے گزر ہوتا۔ تو اسے بڑی خوش بو آتی۔ یوں محسوس کرتی جیسے پیراہن یوسفی سے شمیم جاں فزا آ رہی ہے وہ ہر روز ایک خاص وقت پر گزرتی۔ ایک دن حضرت صاحبزادہ کی شادی کا دن مقرر ہوا۔ سید زکریا ایک ہزار روپیہ نقد لے کر حاضر خدمت ہوئے تاکہ نذرانہ پیش کر سکیں۔ حضرت شاہ محمد سندھی اس وقت اپنے گھر میں ہی تھے۔ آپ ساری رات دروازے پر کھڑے رہے سحری ہوئی حضرت باہر تشریف لائے۔ آپ کو اس حالت میں دیکھا۔ آداب طریقت پر غور کیا۔ گلے لگایا اور بہت سے مقامات سے آگاہ فرما دیا۔ اس طرح آپ منزلِ مقصود پر پہنچے۔

عبدالصمد خان ملتان سے لاہور کے ناظم مقرر کئے گئے سید زکریا نے بھی اپنے پیرو مرشد سے اجازت کی درخواست کی حضرت نے آپ کو خلیفہ مجاز بنا کر بہ طیب خاطر اجازت عطا فرما دی۔ آپ ظاہری اور باطنی نعمتوں سے مالا مال ہو کر لاہور پہنچے۔ مخلوق کی راہنمائی فرمانے لگے لاہور میں خاص و عام مرید ہونے لگے۔ اور ہر ایک کو اعتقاد کی دولت ملنے لگی۔ نواب ناظم لاہور کا انتقال ہوا تو آپ نے بھی شاہی ملازمت ترک کر دی

سید ممدوح کے مریدوں میں کشمیر کے اکثر تاجر بھی تھے۔ انہوں نے آپ سے تیس[۳۰] ہزار روپے لے کر تجارت میں حصہ دار بنا لیا۔ تاکہ گزر اوقات ہوتا رہے حضرت خود بھی کئی بار کشمیر تشریف لے گئے۔ وہاں ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوئی جو بڑا امیر تھا مگر جناب غوث الاعظم کا عاشق تھا۔ اسے خواب میں جناب غوث الاعظم کی زیارت ہوئی تھی۔ اسے جناب غوث پاک نے خواب میں بتایا کہ ہماری اولاد سے ایک سید زادہ سید زکریا آپ کے پاس آ رہا ہے۔ اس کے ہاتھ پر تائب ہو جا نا وہ دو سال تک انتظار

marfat.com

کرتا رہا۔ آپ وہاں پہنچے۔ تو آپ کو اپنے محل میں مہمان ٹھہرایا۔ نورالدین حسین خان ناظم کشمیر بھی اس کے پاس موجود تھا۔ حضرت زکریا نے ایک رات عالم مثال میں ایک مہر زدہ قرطاس حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ سے حاصل کیا۔ خواب سے اٹھے۔ تو وہ منقش اور مہر زدہ کاغذ آپ کے ہاتھ میں تھا۔ مہر کھولی۔ تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ آپ کاغذ سازی کی صنعت کو اپنا لیں۔ چنانچہ آپ اس فرمان کے بعد کشمیر سے سیالکوٹ تشریف لے آئے پھر حکم ہوا۔ کہ اب دہلی چلے جاؤ۔ آپ حسب الارشاد اہل وعیال کو لے کر دہلی پہنچے۔ اور کاغذیوں کے محلے میں سکونت پذیر ہو گئے۔ دہلی کے لوگوں میں بڑے بڑے بزرگان عصر موجود تھے۔ عمدۃ الکاملین حضرت مولانا فخرالدین حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں۔ شاہ غلام علی سادات۔ شاہ محمد سعید خان قدس سرہم جیسے بے شمار صوفی موجود تھے۔ بڑے بڑے زاہد و عابد بھی موجود تھے۔ یہ سارے اہل نظر آپ کو بڑے احترام سے ملتے اور آپ کی باتیں سنتے تھے آپ طریقت کے ساتھ ساتھ شریعت اور اوامر و نواہی کی پاسداری پر سختی سے پابندی کرتے تھے۔

۱۱

سید شاہ محمد زکریا قدس سرہٗ کے کمالات و تصرفات

عمدۃ الواعظین مولانا محمد سعد اللہ لاہوری ابتدائے کار میں سید شاہ زکریا قدس سرہٗ کے خلاف تھے۔ ایک دن جامع مسجد میں وعظ فرما رہے تھے۔ بے پناہ لوگ مجلس وعظ میں موجود تھے آپ اپنی تقریر میں اولیاء اللہ کے خلاف بیان فرما رہے تھے۔ کہ اچانک سید محمد زکریا درویشوں کی ایک جماعت لئے جامع مسجد میں داخل ہوئے۔ مولانا سعد اللہ نے یہ بات سنی۔ تو چین بجبین ہوئے۔ مگر تقریر کرتے کرتے درویشوں

marfat.com

کے چہروں پر دیکھنے لگے۔ چند لمحوں میں ان کی کیفیت بدل گئی۔ اور مجلس میں ہی بے صبر اور بے قرار ہو کر آگے بڑھے اور سید زکریا کے قدموں میں آگرے۔ اور زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ اور تائب ہو کر اپنے زمانہ کے عارفانِ وقت سے ہو گئے۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ سید شاہ زکریا قدس سرہٗ سُکر کی حالت میں رہتے تھے دہلی شہر میں مدہوش اور سبک دوش ہو کر پھرتے رہتے۔ ایسی حالت میں آپ کی بعض باتیں شریعت کے خلاف ہوتیں تھیں۔ اس لئے اکثر اربابِ ملت مصطفوی آپ پر اعتراضات کیا کرتے تھے۔ مگر آپ کے تصرفات اور قوتِ باطنی کی وجہ سے آپ کے مطیع ہو جاتے تھے۔ آپ کے نوے سے زیادہ شاگرد لاہور میں ہی علمی مناصب پر سرفراز تھے۔ آپ کے ایک مرید نے خواب میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی علی الصباح یہ رباعی پڑھ رہے تھے۔

در خواب بہ خضر شد ملاقات مرا
از شوق نہا دمش سر بر پا
بر سیدم از دکیست قطب الاقطاب
فرمود کہ میر زکریا خاص خدا

ایک بار سید موصوف سیالکوٹ سے کشمیر روانہ ہوئے۔ آپ نے اپنے صاحبزادگان سید علیؔ اور سید ایوب کو نصیحت کی کہ عنقریب نانک شاہی سکھوں کا ایک شدید حملہ ہوگا۔ تم لوگ اپنا قیمتی سامان مکان کی چھت پر رکھ دینا اور اسے گھاس سے ڈھانپ دینا کچھ دنوں بعد جموں کی طرف سے سکھوں نے سیالکوٹ پر شدید حملہ کر کے شہر کو لوٹا۔ شہریوں کا تمام مال و متاع غارت کر لیا۔ مگر حضرت کے گھر کا تمام سامان محفوظ رہا۔ اور کسی لیٹرے کی نظر آپ کے چھت کے کباڑ خانے پر نہ پڑی۔ دوسری بار سکھوں کے حملہ سے پہلے ہی حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس دفعہ شہر کو چھوڑ جانا چاہیئے۔ چنانچہ آپ کے بیٹے اپنی

marfat.com

قیمتی اثاثہ لے کر کسی دوسرے شہر منتقل ہو گئے۔ اس طرح آپ کی نصیحت کے مطابق سکھوں کی بالادستی سے محفوظ رہے۔ مگر یہ حضرات سیالکوٹ کے پاس ہی دریائے یانگ ؎۱ سے گزرے۔ یہ دریا ان دنوں شدید طغیانی میں تھا سیالکوٹ کے تاجروں نے اپنا مال ومتاع اور سید زکریا قدس سرہٗ کا تجارتی سامان ایک کشتی میں لادا ہوا تھا۔ دریا کی موجوں نے کشتی کو غرق دریا کر دیا۔ اور سارا سامان پانی میں ڈوب گیا طغیانی کا موسم گزر گیا حضور سید ممدوح نے فرمایا۔ ہمارا مال حلال کی کمائی تھا۔ اسے ڈوبنا یا غرق دریا نہیں ہونا چاہیئے چنانچہ اس مقام پر بذات خود تشریف لے گئے جہاں کشتی غرق ہوئی تھی اور بلند آواز سے فرمایا۔ ہمارا مال پاک تھا۔ یہ کیوں برباد ہو گیا۔ آپ نے شناوروں اور غوطہ زنوں کو حکم دیا کہ دریا میں کود جائیں۔ اور بڑے بڑے جال لے کر کشتی کو تلاش کریں۔ تھوڑی سی جدوجہد کے بعد کشتی کو باہر نکال لیا گیا۔ اور تمام مال صحیح سلامت کنارے آ گیا۔ اس طرح آپ کا مال اور دوسرے تاجروں میں سے کسی کا سامان ضائع نہ ہوا۔

۱۲

حضرت شاہ زکریا قدس سرہٗ کے عادات و خصائل

آپ مریدوں کو تلقین فرمایا کرتے تھے کہ دنیاداری میں اللہ کی یاد سے غافل نہیں رہنا چاہیئے۔ "دل بیار و دست بکار" ہونا چاہیئے۔ ہمارے مرشد فرمایا کرتے تھے کہ وہ صاحبِ دل طالب طاعت پر ثابت قدم رہ سکتا ہے کہ ظاہراً تو دنیاوی لباس پہن رکھے

؎۱:۔ تاریخی طور پر اس دریا کا نام نہیں ملتا۔ ہو سکتا ہے مصنف نے دریائے چناب کو لکھتے وقت دریائے یانگ لکھ دیا ہو۔ مترجم۔

marfat.com

مگر باطن میں اللہ کے تقرب میں کوشاں رہے۔ آپ نے ہمیں حکم دیا تھا۔ کہ پالکی میں بیٹھ کر اللہ کی یاد جاری رکھو۔ اور دل کو ذاکر بناؤ۔ آپ بیعت لیتے تو مریدوں کو پوچھتے تمہارے اہل و عیال ہیں؟ کوئی فن یا ہنر آتا ہے؟ کوئی کام کرتے ہو؟ آپ فرماتے۔ اپنے خاندان کو پرورش دینا آدمیت کی شرط ہے۔ اور اہل و عیال دین کا قلعہ ہوتے ہیں۔ ضعیف الایمان انسان اہل و عیال کی وجہ سے فواحش سے محفوظ رہتا ہے متقی اور پرہیزگار لوگوں کے لئے حلال کسب معاش ضروری ہے اور طیب اور حلال کمائی دستکاری کے بغیر ممکن نہیں۔

حضرت شاہ معزالدین رام پوری بعض اوقات عرسوں پر جانے کی اجازت لیتے تو ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ کہ عرسوں پر حاضری ان لوگوں کو زیب دیتی ہے جنہیں صاحب مزار سے دلی تعلق ہو۔ اس کے بغیر حاضری محض بے کار اور رائیگاں ہوتی ہے کچھ مدت گزرنے کے بعد حضرت سید زکریا کی محنت اور ریاضت کے احوال کا تذکرہ حضرت فردوس منزل حضرت قطب الاقطاب فرد الاحباب اوشی چشتی قدس سرہ کی مجالس میں پہنچا۔ نوبت یہاں تک پہنچی تھی کہ سید زکریا آپ کی اجازت اور استصواب کے بغیر کوئی کام نہیں کیا کرتے تھے حضرت خود کسی علاقہ میں جانے کا حکم حاصل کرتے تھے۔ ایک وقت آیا کہ سید زکریا بڑھاپے کی وجہ سے دہلی شہر سے باہر نہیں جا سکتے تھے حتیٰ کہ آپ اپنے گھر کے نزدیک مساجد میں نماز ادا کر لیا کرتے تھے۔ حضرت صوفی شاد آبادانی آپ سے بیعت ہوئے۔ مگر آپ کے بیعت ہونے سے پہلے اکثر فرمایا کرتے تھے اے یاران اسلام۔ غالباً دنیا میں کوئی ایسا طالب حق نہیں رہا۔ جو جامع مسجد میں منادی کرا سکے کہ میں اسے چار سو دینار نقد دوں گا۔ جو قرب خداوندی کی تلاش میں نکلے میں اس کا خریدار ہوں۔ آپ اکثر بیمار ۔ ۔ جا کرتے تھے کبھی کبھی طبیبوں کے مشورہ سے علاج کرا لیتے مگر ماکولات اور مشروبات سے پرہیز نہیں کیا کرتے تھے۔ ایک دن

marfat.com

حضرت مولانا نادرالعصر فخرالزمان نے آپ کی خدمت میں اصرار کیا۔ کہ آج ہم آپ کو درویشوں کی صحبت میں لے جائیں گے آپ نے فرمایا کہ چشتیوں میں سماع ہوتا ہے۔ ہمارے مسلک اور طریقت میں سماع کی مخالفت ہے۔ آپ کے خلفاء حد و حساب سے زیادہ ہیں ہمیں تو صرف ان چشم و چراغ کی زیارت ہی کافی ہے۔ فرمایا کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے گھروں مساجد میں جگہ دی ہے۔ ہم انہیں چھوڑ کر کن مجالس میں جائیں۔ ہماری تو خواہش ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ساری زندگی مساجد میں جگہ دی مرنے کے بعد بھی مسجد کا ایک گوشہ مل جائے۔

ایک دن عصر کے وقت آپ نے اعلان فرمایا اب الوداع فرمائیں۔ آج رات ہم رخصت ہونے والے ہیں۔ ہماری جگہ صوفی کو مقرر کر دیں۔

۱۳

سیّد زکریا کی وفات

آپ نے موت سے پہلے مختلف نصیحتیں کیں۔ پھر وصیتیں فرمائیں اور اپنے پسماندگان کو ستر روپے نقد دیئے۔ اور حکم کیا کہ اس سے میری تجہیز و تکفین کے اخراجات ادا کئے جائیں اس سے زیادہ اصراف نہ کریں کیونکہ یہ اسراف میں آئے گا۔ آپ نے اپنے صاحبزادگان کو بار بار شجرہ لکھنے کا حکم دیا۔ اس خانوادے میں یہ روایت چلی آرہی ہے کہ وہ طویل اور مسلسل شجرہ لکھتے ہیں اور وہ نعمات اور فیضان جو انہیں بزرگان دین سے حاصل ہوتے ہیں اسے شجرہ کا حصہ بنا کر جلد اوّل میں جمع کیا جاتا ہے۔ مگر اس صورت حال کے لئے اتنا وقت کہاں کہ اتنا کام کیا جائے۔ ان حضرات میں شجرات کے محفوظ کرنے کی تخصیص اس لئے بھی ہوتی تھی کہ جو لوگ بیعت کرتے تھے۔

marfat.com

انہیں شجرہ کا ورد ازبر کرایا جاتا تھا۔

حضرت سید زکریا قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ جو شجرہ ہمارے شیخ نے ہمیں عطا فرمایا تھا۔ لایا جائے اس وقت شجرہ اور دوسرے تبرکات لائے گئے۔ آپ نے کلاہ خلافت تو صوفی ممدوح کے سر پر رکھی۔ دوسرے احباب نے بھی عرض کی حضور ہم بھی آپ کے الطاف و اکرام کے متوقع ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر مجھے اختیار ہوتا تو میں اپنے چار بیٹوں میں سے چاروں کو خلافت دے دیتا۔ اور اس نعمت سے انہیں محروم نہ کرتا میں کسی کے حکم کا پابند ہوں۔ اس لئے سید شاہ محمد زکریا صوفی مصدر الوصف کو خلیفہ بنا رہا ہوں۔ آپ آدھی رات ۴ ذی قعدہ ۱۱۸۸ھ کو فوت ہوئے آپ کو صاحب قران ثانی کے عید گاہ کے درمیان حضرت باقی باللہ کے مزار واقعہ بیرون لاہوری دروازہ کی مسجد کے صحن کے ساتھ ایک احاطہ میں دفن کر دیا گیا۔

۱۴

حضرت صوفی شاہ آبادانی قریشی ابن شیخ نور جمال سیالکوٹی کاغذی قدس سرہٗ

جس دن ایران کا قہرمان ہندوستان فتح کرتے ہوئے سیالکوٹ وارد ہوا رات قیام کر کے علی الصباح آگے بڑھا۔ اس شہر کی رعایا اس فاتح فوج اور لشکر کے گزرنے سے بڑی تنگ تھی اور سیالکوٹ اور اس کے مضافات ویران ہو گئے تھے ان حوادث کے ایام میں صوفی شاہ آبادانی کائنات ارضی پر تشریف لائے۔ خاندانی رسم و رواج کے مطابق شیخ نور جمال کے گھر ان حالات میں بھی جشن منایا جا رہا تھا۔ ڈھول باجے بجائے جا رہے تھے۔ اور رقص و سرود کی محفل برپا تھی۔ ایک درویش وہاں سے گزرے تو فرمایا۔ ان حوادث و انقلابات کے باوجود مجھے اس نومولود کے آنے پر اس

marfat.com

گھر میں خوشی اور شادمانی کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ اس بچے کا نام آبادانی رکھا جائے کیونکہ اس کے آنے سے سارے گھر میں خوشیاں آگئی ہیں۔ اور شہر میں مار دھاڑ کے باوجود فرحت وشادمانی نے اس گھر کو اپنی پناہ میں لیا ہے۔ یہ ۱۱۵۰ھ کا سال تھا۔ کہ آپ پیدا ہوئے۔ آپ اپنے والد کے ساتھ دہلی آگئے چودہ سال کی عمر میں حضرت سید زکریا قدس سرہٗ تشریف لائے۔ آپ کے چچا شاہ محمد علوی اور شاہ معزالدین خورد شیخ انور۔ شیخ احمد اور شاہ معزالدین کلاں رام پوری اور کاغذی مارکیٹ کے بہت سے تاجر آپ سے بیعت ہوئے۔ دوسرے سال صوفی آبادی بھی پندرہ سال کی عمر میں ایک غیبی بشارت پاکر حضرت سید قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے۔ آپ اپنے اور سید موصوف کے کاغذی کاروبار کی نگرانی فرماتے تھے۔ اس لئے عدیم الفرصت رہتے تھے۔ شاہ عبدالغفور دونوں کارخانوں کے ناظم تھے۔ سید کی نگرانی کا یہ عالم تھا کہ لگاتار کام ہوتا رہتا تھا۔ پھر ایسے ہی کام کے ساتھ ساتھ یاد الٰہی سے بھی غفلت نہ ہوتی تھی۔ جاگتے سوتے اللہ کا ذکر جاری رہتا تھا۔ آپ تقریباً پچیس ۲۵ سال اپنے مرشد کی زیر نگاہ سعادت حاصل کرتے رہے جن دنوں حضرت سید کا انتقال ہوا تو شہر کی روحانی راہنمائی کا آپ نے ذمہ لے لیا۔ اور ایک عالم آپ کی روحانی تربیت سے فائدہ اٹھانے لگا۔ آپ کے فیضانِ تصرف سے حضرت مولانا انوار قدس سرہٗ نے منازل وجد وحال حاصل کئے اور طبیعت پر تغیر احوال اسقدر ہوا۔ کہ ایک نگاہ میں مجالس میں راست بازان محبت کے ذوق وشوق اور جوش وخروش میں بے پناہ اضافہ ہونے لگا۔ صوفیا کے طریق عبادت وریاضت کے منکرین پر بھی ایک بے خودی طاری ہوگئی اور وہ خود رفتگی کے عالم میں تصوف کے قائل ہو کر مجلس میں حاضری دیتے۔ حضرت سید زکریا کے بعد صوفی صاحب نے اپنے ہم پیشہ اور عصری احباب میں اتنی فوقیت حاصل کرلی کہ ہر ایک آپ کے احترام میں سرنگوں نظر آتا ان دنوں نجف خانی مغل بڑے شورہ پشت۔ منکرانِ تصوف اور طعنہ زنان بزرگان دین

marfat.com

تھے۔ وہ صوفیاء پر نہ صرف اعتراضات کرتے بلکہ بعض اوقات جدل و مناظرہ پر اُتر آتے تھے۔ وہ عرسوں کی مجالس اور ذکر و فکر کی محفلوں میں گھس آتے اور تمسخر اڑاتے تھے۔ مگر آپ کی نگاہ کا تصرّف تھا کہ یہ لوگ بھی آپ کے گرویدہ ہو گئے۔ اور نہایت عجز و انکساری سے محفل میں آنے لگے۔ باطل خیالات اور فاسد عقائد سے تائب ہونے لگے۔ نیک سرشت صوفیا کی خدمت میں فتوحات آنے لگیں اور نذرانے پیش ہونے لگے۔

ایک دن حضرت مرزا طہماس بیگ خان مرحوم و مغفور کی تقریب عرس برپا تھی۔ اہل سماع میں گرمی سرور پیدا ہوئی تھی۔ زور و شور سے ذکر و نعت جاری تھیں۔ وادیٔ معرفت کے راہ رواں جوق در جوق منازل طے کر رہے تھے۔ اس مجلس میں حضرت صوفی قدس سرہٗ کا ایک خاص دوست مراد بخش بلند آواز سے ذکر کر رہا تھا۔ حضرت مولانا زین نے انکشاف کیا کہ یہ مقام بارہ سال کی محنت و ریاضت کے بعد نصیب ہوا تھا۔ حضرت صوفی حقہ نوشی کو مکروہ خیال کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے مرشد برحق حضرت سید زکریا کا فرمان ہے کہ حقہ نوشوں کو حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے محرومی رہتی ہے۔ ایک اور صوفی نے اخبار الابرار میں لکھا ہے کہ یہ عاصی ایک امتحان میں پڑا۔ تو دو شخصوں کو استخارے کی اجازت دی۔ ایک حقہ نوش تھا۔ اسے حضور کی زیارت نصیب نہ ہو سکی۔ دوسرا میرا برادر زادہ احمد باز خان نعمت زیارت سے مشرف ہوا۔

سید زکریا قدس سرہٗ کی وفات کے بعد حضرت صوفی قدس سرہٗ لگاتار کئی سال تک اپنے پیر و مرشد کے فراق کی شدّت کو محسوس کرتے رہے اور آپ کا کسی کام میں دل نہ لگتا تھا۔ آخر آہستہ آہستہ اس حالت سے نجات پائی۔ اور آپ دینی اور دنیاوی کاموں کو سرانجام دینے لگے۔ عارفان وقت سے ملاقات کرنے لگے۔ علماء و مشائخ کو ملنا شروع کیا۔ اور ہر ایک کے لوازمات محبت و عقیدت کو ملحوظ خاطر رکھنے لگے۔ آپ حضرت فخر العصر قدس سرہٗ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپ کے سوز و گداز کا جذبہ

marfat.com

اسی مجلس میں پورا ہوتا تھا حضرت سید زکریا کے خانوادہ میں نغمات و سرور کی اجازت نہیں تھی۔ مگر فخر العصر کی محافل ان نغمات سے زندہ تھیں حضرات چشتیہ اسی طرز سے اپنی عقدہ کشائی کرتے ہیں۔

حضرت مولانا فخر العصر صوفی آبادانی پر خاص نظرِ شفقت فرمایا کرتے تھے۔ اس کے بعد آپ حضرت صوفی صاحب کے احباب مولوی عظمت اللہ۔ مولوی روشن علی۔ حاجی شاہ لعل محمد صوفی الہٰ یار اور سید احمد جیسے حضرات پر بھی نگاہِ لطف فرماتے کچھ زمانہ گزرا۔ ظاہر بین اور باطن کو حضرات نے ایک محضر نامہ مرتب کیا۔ کہ صوفی آبادانی ریاکارانہ چند کاغذ سازوں کو جمع کر کے مجالس سماع اور اعراس بزرگان دین میں شور و شغب برپا کرتا رہتا ہے۔ شرعی طور پر انہیں متنبہ کیا جائے اور ان پر قواعد شریعت کے مطابق پابند بنانا چاہیئے۔ حضرت مولانا نے اس محضر نامے کو جسے ایسے زاہدان ناواقف امورِ عشق کی مہروں سے مزین کیا تھا۔ جو مقامات فقر سے ناآشنا تھے کو مسترد فرماتے ہوئے اعلان کیا حضرت صوفی راہ طریقت پر گامزن ہیں۔ پھر ان غلط فہموں کو علیحدہ علیحدہ سمجھایا۔ کہ ایسے درویشوں کا وجود غنیمت ہے۔ جو عوام الناس اور کاروباری حضرات کو شریعت و طریقت کا پابند بناتے ہیں۔ تم لوگ ان کی ان کوششوں کو اچھی نظر سے دیکھنے کی کوشش کرو تم میں سے ایک بھی شخص ایسا نہیں جو کسی منکر شریعت یا معاند طریقت کو دلائل اور محبت سے قائل کر سکے۔ حضرت صوفی شرعاً پھر خوارق عادت اور کرامت کے زور سے بھی دوسروں کو قائل کرتے ہیں۔ تم نے دیکھا نہیں کہ صوفی موصوف کی مجالس میں جو لوگ مخالفت کا طوفان لئے شور و غل کرتے ہوئے جدال و قتال کے لئے آتے ہیں ایک نظارۂ جمال سے خاموش ہوتے ہیں اور تائب ہو کر آئندہ کے لئے سلیم الطبع بن جاتے ہیں اور پھر آپ کی صحبت میں رہ کر مقامات درویش کے منازل طے کرتے جاتے ہیں۔

جس سال حضرت فردوس منزل اکبر آباد میں رونق افروز ہوئے تھے تو دائی گوا لیار

marfat.com

مہاراجہ بہادر منتظم ممالک شاہی نے حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ کی نیاز کا اہتمام کیا ملک بھر کے صوفیاء و مشائخ کو دعوتِ شرکت دی گئی۔ صوفی آبادانی کو خصوصی طور پر بلایا گیا۔ مہاراجہ کی اس تحریر کے مطابق شاہ نظام الدین حاکم علاقہ نے ان تمام بزرگوں کو آگرہ پہنچانے کا انتظام کیا۔ دربار میں پہنچنے کے بعد مہاراجہ نے ہر ایک بزرگ سے عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے علیحدہ علیحدہ نیازمندانہ حاضری دی۔ مہاراجہ صوفی صاحب کی خدمت میں بھی حاضر ہو گئے۔ اور کہا میں نے شاہی دربار میں بادشاہ کی زبانی آپ کی تعریف و توصیف سنی تھی مگر آج نیاز حاصل ہوئے ہیں۔ یہ محفل بڑی شاندار تھی۔ شاہ و گدا ہر طرح کے لوگ موجود تھے۔ پہلے تو صوفی موصوف قدس سرہٗ کو ایک خاص حالت طاری ہوئی۔ پھر آپ کے تمام اہل دل درویش جوش و خروش میں اٹھے۔ ایک خاص حالت کا مظاہرہ ہوا ان کے ذکر و سرور سے تمام حاضرین پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی۔ ہر شخص اضطراب۔ بے طاقتی۔ تاب و تب میں تڑپ رہا تھا۔ ناظم اعظم آپ کا بہت معتقد ہوا۔ دوسرے دن پیغام بھیجا کہ براہ کرم آپ اپنے درویشوں کے لئے چند مواضعات کی جاگیر بطور نذرانہ قبول فرمائیں۔ آپ نے بتایا۔ ان جاگیروں کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور درویشوں کے لئے بڑے اسباب پیدا فرمائے ہوئے ہیں الحمد للہ ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں آخر کار مہاراجہ نے مرزا محمد طہاس بیگ خان کے ہاتھ ایک سند ارسال کی۔ جس میں حضرت صوفی صاحب کے کارخانہ کے بنے ہوئے کاغذ پر جاگیر کی عام معافی بھیجی جسے آپ نے نہائیت کد و جرح کے بعد قبول فرمالیا۔

ایک دن حضرت سید زکریا قدس سرہٗ کے عرس کے موقعہ پر بے پناہ مخلوق جمع تھی۔ شاہ نظام الدین چار سو حضرات کو ساتھ لئے عرس کی محفل میں شریک ہوئے حضرت صوفی اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ ایک قیمتی چادر لئے دربار پہ حاضر ہو رہے تھے اور ساتھ ہی عوام الناس کے لئے دیگیں تیار رکھی ہوئی تھیں۔ چادر چڑھانے کے بعد

marfat.com

تبرکات کی تقسیم شروع ہوئی۔ ہر اعلیٰ و ادنیٰ کھانا کھا رہا تھا۔ حتیٰ کہ تمام کھانا تقسیم کر دیا گیا۔ شاہ نظام الدین پورے بیس سال عہدہ نظامت پر رہے والیٔ گوالیار فوت ہوئے تو اس عہدے پر مہاراجہ دولت رام کو مقرر کیا گیا۔ بادشاہ کے بیٹے کو ایک نوجوان کی صحبت بڑی پسندیدہ تھی اس کے ساتھ اکثر پتنگ بازی کیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نوجوان نے حضرت صوفی موصوف کے کارخانے کے بنے ہوئے کاغذ کی تعریف کی اور کہا صوفی صاحب کے کاغذ کی پتنگ آسمان کی بلندیوں تک پہنچتی ہے۔ دولت رام نے آپ سے چار سو روپیہ کا کاغذ منگوایا۔ آپ نے ایک سو دستہ شاہ صاحب کی معرفت ارسال فرمایا جس کی قیمت چار سو روپے سے بھی زیادہ تھی۔ مگر راستے میں بادشاہ کے ملازمین خورد بُرد کر گئے۔ ادھر بادشاہ نے گلاب رائے مختار کی معرفت صوفی صاحب کے دوستوں سے کاغذ کی کمی کا گلا کیا پھر بار بار تقاضے کئے۔ یہ معاملہ طول پکڑ گیا۔ بادشاہ کی طرف سے بار بار مطالبہ آتا رہا۔ مگر صوفی صاحب نے اس موضوع پر بات تک کرنا مناسب نہ سمجھا اور فرمایا۔ اگر ہمارے صاحبزادے اس قدر اخراجات کرتے ہیں۔ تو یہ ہماری سعادت ہے۔ مگر اس واقعہ کے بعد خورد بُرد کرنے والے خود بخود گرفتار ہوئے اور انہوں نے بغیر کسی شکایت کے اعتراف کیا کہ کاغذ انہوں نے چرائے تھے۔

یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ صوفی آبادانی کے صبر نے ہمیں تباہ کر دیا۔ اگرچہ صوفی صاحب کے کئی معتقد دل گرفتہ ہوئے تھے۔ مگر بعد میں انہیں اطمینان ہو گیا آپ نے ایسے تمام لوگوں کو معاف کر دیا۔ جو اس معاملے میں کسی قسم کی بد زبانی کے مرتکب ہوئے تھے شاہ نظام الدین اس چوری کے سلسلہ میں گرفتار ہو کر گوالیار اور آگرہ کو لے جائے جا رہے تھے۔ صوفی صاحب وداع کرنے کے لئے اجمیری دروازہ کے باہر کے قید خانے میں تشریف لے گئے (ان دنوں یہ محلات۔ قید خانہ اور باغات ویران ہو چکے ہیں) اور نذرانے پیش کئے۔ معذرت کی۔ اور کہا۔ آپ ہمارے مخدوم ہیں۔ بزرگ ہیں۔

marfat.com

پیرزادہ ہیں صاحبزادہ ہیں۔ ہم خاندان غوث پاک کے غلام ہیں۔ اور جناب غوث پاک آپ کے جدامجد ہیں۔ ہماری نذر قبول فرمالینا ہماری نیازمندانہ سعادت ہے۔ اس نذرانے کے علاوہ ہم تو آج بھی آپ کو ہی دہلی کی نظامت کا سربراہ تسلیم کرتے ہیں۔

دو سال گزرے۔ حضرت صوفی صاحب کی زبان سے جو الفاظ نکلے تھے۔ پورے ہوئے۔ شاہ ممدوح جو حضرت قطب العصر۔ غوث الدھر عبدالقادر جیلانی کی اولاد اور حضرت باقی باللہ کے پوتے تھے۔ درویشی میں مشہور تھے مگر کبھی کبھی درویشوں سے کج روی اور تند خوئی کر لیا کرتے تھے۔

یہ واقعہ عارف ربانی زبدہ ریاضت کیشان جانسوز جناب مرزا محمد بخش اللہ بیگ زردوز جو مجاہدات اور بزرگان دین کی تعلیمات کی وجہ سے اپنے نفس حزیں پر قابو رکھتے تھے۔ اور انہیں پاس انفاس کی قوت میں بے پناہ درک تھا۔ کی زبانی نقل کیا جاتا ہے کہ حضرت شاہ ممدوح جن کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ اپنے اقتدار کے زمانے میں درویشوں کی خانقاہوں میں نیاز پکایا کرتے تھے۔ اس طرح آپ صالحان رقت کے قریب تھے۔ ایک دفعہ ایک خانقاہ پر چند درویش سماع کی مجلس میں حالت رفت و وجد میں تھے۔ آپ بھی ان مجاہدین کے ساتھ بیٹھے تھے۔ مگر آپ کے دل میں وہم یہ تھا۔ کہ یہ سب باتیں نمائش و نمود کی ہیں۔ تمام خوش گو اور خوش الحان قوال اور نعت خواں مجمع میں موجود تھے۔ میراں صاحب نے چند بار شاہ جلال کو شاہ موصوف کی خدمت میں بھیجا۔ شاہ مذکور ہر بار قوالوں کے لئے سو سو روپے یا پچاس پچاس روپے عطا فرما دیا کرتے تاکہ ان پر نثار کر دیئے جائیں مگر آخری بار نہایت تلخی کی۔ میراں صاحب نے فرمایا۔ اگر آپ درویشوں کی طرح صبر و تواضع نہیں کر سکتے تو خانقاہ کی بجائے گوالیار کے قلعہ میں کیوں نہیں چلے جاتے ایک مہینہ کے اندر اندر شاہ کی گرفتاری عمل میں آگئی۔ اور حضرت سید زکریا کا یہ قول سچا ہو گیا۔ شاہ مذکور کی والدہ کو علم تھا کہ

marfat.com

یہ قید و بند ان کی گستاخی کا نتیجہ ہے۔ اور سید زکریا نے ایسا کہا تھا۔ کئی ہزار روپیہ نقد ایک اعتمادی آدمی کے ہاتھ دیا۔ اور حضور کی خدمت میں ارسال کیا۔ اور عرض کی کہ متصرفانِ عالم اگر قید کرنا جانتے ہیں تو آزاد کرانے کی بھی قوت رکھتے ہیں۔ حضرت سید زکریا نے تمام نذرانہ قبول فرما لیا۔ اور جواب میں فرمایا ہاں خلاصی بھی دلائی جا سکتی ہے سارا نذرانہ شاہ جلال کے حوالے کیا اور فرمایا آج خوشبودار حلوہ پکایا جائے اور اتنے من لطیف کھانا تیار کیا جائے دعوتِ عام سے پہلے حکم دیا کہ تمام حضرات ہاتھ دھولیں۔ وضو کر لیں۔ اور فتح پوری کے صحن میں پتھروں کے فرش پر کھانا لگا دیا گیا۔ اور اذنِ عام دے دیا گیا۔ آپ خود دیکھتے رہے کہ سب سے پہلے کون ہاتھ بڑھاتا ہے۔ حضرت شاہ جلال خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور سب سے پہلے حضرت آفتاب شاہ نے کھانے کو ہاتھ بڑھایا ہے۔ آپ نے ہنستے ہی فرمایا شاہ نظام الدین آزاد ہو گیا ہے چنانچہ اسی دن گوالیار قلعہ کے قید خانے کے دروازے کھلے اور شاہ نظام الدین کو رہا کر دیا گیا۔

آفتاب شاہ ایک مجذوب اور صاحب تصرف بزرگ تھے جن دنوں نجف خان بہادر فوت ہوا۔ افراسیاب مختار شاہی مقرر ہوا۔ محمد بیگ خان ہمدانی کو آپ سے مخالفت تھی چنانچہ اس نے شاہ والی گوالیار کو اپنی حمایت کے لئے گوالیار سے ایک لاکھ سوار لے کر اپنی حمایت کے لئے طلب کیا۔ شاہی خیمے قلعہ سے برآمد ہوئے اور امداد کے لئے روانہ ہوئے۔ ایک دن صوفی آبادانی نے ایک دوسرے صوفی کو فرمایا کہ تعجب کی بات ہے کہ اتنے نجومی۔ رمال۔ دانشور۔ عقلمند۔ سلطنت کے عمائدین نواب افراسیاب کے خیر خواہ موجود ہیں۔ مگر کوئی بھی اندازہ نہیں لگاتا۔ اور حقیقت حال سے آگاہ نہیں کرتا کہ زوال سلطنت کے وقت یہ کام جائز نہیں ہوتا۔ اس کے حق میں مناسب یہ تھا کہ گران بہا جواہرات۔ اچھے لباس اور قیمتی کپڑے۔ گھوڑے۔ ہاتھی۔ اور دوسری عمدہ

marfat.com

اشیاء جسے خان مرحوم پیار کرتا تھا۔ سیم و زر کے ساتھ باہر لاتے۔ اور تمام چیزوں کو اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیتے۔ تاکہ اس کی موجودہ مصائب اور بلیات دُور ہو جائیں ورنہ آج تو اُس پہ وقت بہت تنگ آ گیا ہے۔ یہ بات مرزا محمد طہماس بیگ خان پر بھی واضح کر دی گئی۔ اور صوفی صاحب کا مقصد پہنچا دیا گیا۔ مگر باین ہمہ کسی نے پرواہ نہ کی۔ تیر قضا چل چکا تھا۔ خان والاشان کو ایک شخص نے قتل کر دیا۔ اور ملک و مال برباد ہو کر رہ گیا۔ دوسری طرف عالی جاہ والی گوالیار نے موقعہ پہ پہنچ کر بلا تردّد ساری سلطنت پر قبضہ کر لیا ایسی کلامات اور خوارق صوفی آبادانی سے کبھی کبھی ظاہر ہوا کرتی تھیں۔ اگر کوئی شخص سوال پوچھتا تو آپ فرمایا کرتے کہ میں نجومی نہیں ہوں۔ ہاں اگر کاغذ کی ساخت کے متعلق دریافت کریں تو بتا سکتا ہوں۔ آپ کے ہاتھ میں ہمیشہ نیلے رنگ کا رومال ہوتا۔ آپ اس رنگ کو بہت پسند فرمایا کرتے تھے۔ فقراء اور درویشوں سے اس رنگ کی مناسبت ہے یہ رنگ فقیر درویشوں کے لئے جو ہر عیب پوشی رکھتا ہے۔ یہ رنگ گرد و غبار میں بھی نمایاں رہتا ہے۔

آپ کے زمانہ میں دہلی میں ہی ایک مغنیہ خوش شکل عورت باگاں نامی نے بڑی شہرت پائی۔ شاہ معزالدین کو اس عورت سے اُنس ہو گیا تھا۔ مگر ایک بار حضرت آبادانی کے دربار میں آئے تو عبادت و ریاضت سے دلچسپی ہو گئی۔ اور آپ کے اکثر اوقات عبادات میں گزرتے تھے۔ ایک دن آپ نے درخواست کی کہ وہ حضرت صوفی آبادانی قدس سرہٗ کی دعوت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر اللہ کو منظور رہا تو! مگر وہ بار بار اصرار کرتے کہ حضور آپ نے ضرور آنا ہے۔ آپ بار بار فرماتے اگر اللہ کو منظور رہا تو! اس طرح شاہ معزالدین نے دو بار دعوت پکائی مگر آپ نہ جا سکے شاہ محمد آبادانی اکثر اپنے پیر و مرشد کے مزار پہ حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک بار شاہ معزالدین بھی آپ کے ساتھ چلے گئے حضرت سید ذکریا قدس سرہٗ کی قبر پہ لستنے روئے کے بے اختیار ہو گئے

marfat.com

حضرت زکریا نے خواب میں بشارت دی کہ اب ہمارے صوفی آبادانی تمہاری دعوت پر آئیں گے دوسرے دن اس نے دعوت کا اہتمام کیا۔ حاضر خدمت ہوئے ابھی کچھ کہا نہیں تھا کہ آپ نے فرمایا۔ باگاں کو کہہ دو کہ دعوت پکائے ہم آئیں گے۔ دوسرے دن صوفی آبادانی اپنے دوستوں کو لئے تشریف لے آئے شاہ معزالدین کا گھر مسجد کے قریب تھا۔ جہاں چوک دارا شکوہ ہے کھانے سے فارغ ہوئے تو درویشوں کا ایک حلقہ بنا لیا گیا۔ تمام دوست مترنم آواز اور خوش کن سازوں کی دھنوں سے متاثر ہوئے اور بے خود ہو گئے۔ قوالوں نے سماع کی مجلس کو گرما دیا۔ لوگوں پر وجد و رقت طاری ہو گئی وہ مغنیہ بھی بے خودی میں تڑپنے لگی۔ ہوش آیا۔ مجلس برخاست ہوئی تو عورت نے حضرت صوفی آبادانی سے بیعت کر لی۔ اور گناہ و فجور سے تائب ہو گئی اور دن رات عبادت میں رہنے لگی۔ شاہ معزالدین نے ایک دن شکر رنجی میں اس کے لئے بددعا کر دی۔ اور کہا ابھی چلی جاؤ۔ ورنہ میری زبان سے کچھ ناگفتنی سن لو گی۔ کہنے لگی تم میرے مرنے پر ضرور آنا حضرت شاہ معزالدین نے کہا مرنے پر نہیں جنازے پہ آؤں گا۔ چنانچہ وہ چند دن بعد بیمار ہوئی اور فوت ہو گئی۔ حضرت شاہ معزالدین اس کے جنازے پر حاضر ہوئے یہ ایفائے وعدہ تھا۔ اس عورت نے جنازے سے دونوں ہاتھ نکالے قریب تھا کہ اٹھ بیٹھے۔ حضرت صوفی آبادانی آگے بڑھے اور صبر و رضا اختیار کرنے کو کہا ایک عرصہ تک شاہ معزالدین کو تنہا قبر پر جانے کی اجازت نہ تھی کیونکہ اسے سید زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے قریب ہی دفن کیا گیا تھا۔ اور خدشہ تھا کہ پھر قبر سے کوئی واقعہ ظاہر نہ ہو جائے۔ مگر شاہ معزالدین اصرار کرتے تھے کہ میں تو مردہ کے ساتھ بات کرنا چاہتا ہوں

میر عیسیٰ۔ میر یحییٰ۔ میر ایوب اور میر احمد صاحبزادگان سید زکریا قدس سرہ بھی صوفی آبادانی کے فیض یافتہ تھے۔ اس طرح حضرت صوفی کے بہت سے مرید آپ سے اکتساب فیض کیا کرتے تھے۔ بعض کو حضرت صوفی قدس سرہ نے اجازت بیعت بھی دی تھی ان

marfat.com

میں سے ایک تو شیخ محمد اشرف سوداگر اکبر آبادی تھے۔ اس علاقہ کے اکثر حضرات نے آپ سے استفادہ کیا۔ اور گناہوں سے تائب ہوئے۔

۱۵

حضرت صوفی آبادانی کی وفات

حضرت سید زکریا قدس سرہٗ کے سالانہ عرس کے بعد حضرت صوفی کی صحت کچھ عرصہ تک تو ٹھیک رہی۔ مگر پھر بگڑنا شروع ہوگئی ۱۲۱۰ھ کے آخر تک علاج معالجہ ہوتا رہا مگر بیماری میں اضافہ نہ ہوسکا۔ حاجی صاحب نے کمال محبت کے طور پر نہایت تضرع و زاری سے حضرتِ خداوندی مستجاب الدعوات کے لئے دعا کی۔ اے اللہ! میری نصف عمر حضرت کو دے دی جائے۔ اس دعا کے بعد آپ کو قدرے افاقہ ہوا۔ مگر پھر بگڑ گئی روز بروز حالت خراب ہوتی گئی۔ ضعف و نقاہت بڑھتی گئی۔ آپ نے اپنے خاص ملبوسات طلب فرمائے۔ گیارہ قمیص اور چند ٹوپیاں منگوائی گئیں آپ کے بعض مرید شاہ معز الدین۔ شاہ عبد الغفور۔ شیخ نور احمد۔ شیخ انور۔ شیخ احمد اور دوسرے عزیز و اقارب شاہ غلام رسول برادر خورد۔ شاہ جیون برادر زادہ شاہ لعل محمد برادر کلاں۔ فتح محمد۔ چوہدری غلام رسول اور غلام محمد حاضر تھے۔ ہر ایک نے اپنے اپنے حالات کے مطابق تبرکات حاصل کئے۔ اس طرح بہت سے احباب خلعت و لباس سے سرفراز ہوتے رہے ہر ایک کو نصائح و وصایا سے نوازا گیا۔ اور ہر ایک سے معذرت کرتے رہے۔ شیخ حبیب اللہ صاحب کو بھی خلعت عطا کی گئی۔ اور فرمایا کہ آپ کی استادی کا حق ادا نہیں ہوسکا بچپن میں جب میرا کوئی سرپرست نہیں تھا۔ مال و دولت نہ تھی۔ آپ نے میری امداد فرمائی تھی مجھے آپ نے کاغذ کے حوض پر بٹھایا۔ نقصان برداشت کیا۔ میں نے یہ فن

marfat.com

کاغذسازی سیکھا آپ کے احسانات میری گردن پر ہیں۔ شیخ حبیب اللہ قدموں میں گر گئے اور عرض کی میرا کوئی احسان نہیں ہے ہم نے آپ کے وجود کی نعمت کی قدر نہ کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کس قدر احسان فرما کر آپ جیسا صاحبِ نظر انسان عطا کیا۔ آپ کی برکات قیامت تک ہمارے خاندان پر جاری وساری رہیں گی۔ مرزا حاجی صاحب برادرزادہ حضرت شاہ عالم بادشاہ قدس سرہٗ کو خلافت اور اجازت عطا فرمائی گئی۔ اور لکھا کہ شاہزادگان۔ بیگماتِ قلعہ شاہی جنہیں ہمارے ساتھ نسبت و توسل تھا۔ وہ ہمارے بعد مرزا حاجی صاحب کو اپنا مرشد جانیں۔ اس سے پہلے آپ کی نگاہ التفات مرزا محمد کریم بخش بہادر جو مرزا حاجی کے بھائی تھے۔ پر خاص طور پر تھی۔ آپ نے ایک دن نہایت خوشی سے فرمایا۔ مانگو۔ جو چاہو مانگو! عرض کی مجھے بادشاہ کی حضوری چاہیئے۔ خلوت وجلوت میں بلا اجازت ملاقات کی اجازت ہونی چاہیئے۔ آپ نے جواب میں صرف لفظ "خیر" فرمایا۔ اسی دن بادشاہ نے مرزا کو بلا اجازت آمد و رفت کی اجازت دے دی۔ مرزا حاجی کو ایک خلعت دی۔ اور ساتھ ہی ایک قلم تراش بھی دیا۔ کیونکہ بادشاہوں کا لباس اسلحہ کے بغیر نہیں ہوا کرتا۔ آپ کی بیماری کے دوران پیرجی صاحب پانی پتی۔ شاہ صابر رام پوری نے کئی بار اس بات پر اصرار کیا۔ کہ اگرچہ ہمیں توقع نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت فخر صاحب کی خدمت میں بھی آخری وقت پر التماس کی گئی تھی کہ آپ کسی صاحب کو اپنا جانشین مقرر فرمادیں۔ مگر انہوں نے اسے قبول نہیں فرمایا تھا۔ آپ کی خدمت میں بھی یہی گذارش ہے کہ آپ اپنا خلیفہ یا جانشین نامزد فرمادیں تاکہ تمام مرید اس کے احکام کے پابند ہوں اور عقیدت شعار پریشان اور سرگرداں نہ ہوں۔ آپکے رشتہ دار اس منصب کے زیادہ مستحق ہیں۔ اور امیدوار بھی ہیں۔ آپ نے تقریر سننے کے بعد جواب دیا۔ کہ محصول کی معافی والا مال۔ کاغذ کا کاروبار۔ جندر۔ ردی۔ اثاث البیت تمام زرخرید حویلیاں اور مکانات غلام رسول اور جیون کو نصف نصف ملیں گی۔ اس

marfat.com

کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں۔ آپ کے بے پناہ مرید تھے۔ مگر کسی کو قائم مقام مقرر نہ کیا اور فرمایا ہم کسی کو نامزد کرنے کو تیار نہیں البتہ صوفی ثانی قدس سرہٗ کو اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اپنا اپنا نصیب ہر ایک رکھے گا اور تقسیم کرے گا پھر عرض کی حضور آپ کے رشتہ دار تعزیت کے لئے جمع ہوں گے۔ آپ کسی کی دستار بندی کا حکم فرما دیں اور یہ کام اپنے ہاتھ سے کر دیں۔ آپ نے یہ بات قبول فرمالی۔ چنانچہ آپ نے دونوں مقربین حضرات کے لئے دو پگڑیاں منگوالیں اور ان کے سر پر رکھیں انہی دنوں ایک دن تمام احباب و اصحاب کو مخاطب فرمایا اور کہا کہ جو کچھ ہمارے بڑوں نے ہمیں عطا کیا تھا۔ ہم نے تمہیں دے دیا ہے۔ اکثر کو اپنے کپڑے پہنائے آپ کے حقوق ہماری گردن پر ہیں۔ یاد رکھو۔ کبھی فارغ البال نہ بیٹھنا اور اس بات پر مغرور نہ ہو جانا ان کپڑوں میں کوئی نقدی یا قیمتی چیز لپیٹی نہیں گئی۔ ٹوپی بھی اسی کپڑے سے بنائی جائے یہ عام بازار کے کپڑے سے بنائی جائے جس کی قیمت معمولی ہو گی اگر ہمارے اقوال و افعال پر عمل کرتے رہے تو جہاں کی خلعت ملے گی۔ ورنہ بارگراں گردن پر رہے گا۔ آپ نے حاجی صاحب کے بارے میں وصیت کی کہ حاجی صاحب میری جان ہیں روح ہیں بلکہ جان سے عزیز تر ہیں۔ میں نے ہمیشہ ان کی ناز برداری بھی کی ہے اور ان کی نزاکت مزاجی کو گوارا کیا ہے تم لوگ بھی ان کی رضا جوئی کرتے رہنا۔ ہمارے مرنے کے بعد انہیں ہمارے نزدیک جگہ دینا ہو گی۔ اسی دن حاجی صاحب کے خواہر زادے اسحاق خان آپ سے بیعت ہوئے۔ بی بی کریما بھی شاہی قلعہ سے نیچے آئیں۔ اُسے صوفی صاحب کے حوالے کر دیا کہ آپ بیعت لیں۔

بیماری کے دنوں حضرت حاجی صاحب اور صوفی صاحب حضرت سے ایک لمحہ جدا نہیں ہوئے دوسرے حضرات کبھی کبھی اپنے اپنے کاموں میں چلے جاتے تھے اور غیر حاضر ہو جاتے تھے رات کے وقت شاہ مراد بخش۔ شیخ انور۔ شاہ حاکم اور شیخ عزیز

marfat.com

خدمت میں رہا کرتے تھے۔ آپ کی رحلت سے پندرہ دن کے دوران آپ تھوڑا سا کھانا بھی تناول نہ فرماتے تھے۔ آخر کار اٹھارہ ربیع الثانی دن کے وقت فوت ہوئے تھے مسجد کے سامنے خانقاہ کے روبرد دفن کئے گئے۔ میر غالب علی خان۔ میر منشی شاہی سیّد جو تاریخ گوئی میں بڑے شہرت یافتہ تھے۔ اور نادر العصر اور عزیز الوجود تھے آپ نے آپ کا مادہ سالِ وفات اس مصرع سے نکالا تھا۔

ایا دھلی خلد نہ آبادانی ست

۱۶

صوفی شاہ آبادانی کے اقرباء

آپ کے چند بھائی تھے۔ شاہ لعل محمد آپ کے حقیقی بھائی حضرت سیّد زکریا قدس سرہٗ کے مرید تھے بڑے معصوم صفت تھے۔ جنتی آدمی تھے۔ شکل و صورت بھی اچھی تھی ۱۲۰۴ھ میں برسات کے موسم میں نواب ابوالمنصور خان بہادر صفدر جنگ کے حمام کے چھت سے نیچے گر پڑے اور فوت ہوگئے آپ کو اس خانقاہ میں دفن کیا گیا جو آپ کے اقارب کے لئے مخصوص تھی۔ اس وقت سے لے کر اس وقت تک آپ کے اکثر عزیز آسودۂ خاک ہیں۔ حضرت سیّد زکریا قدس سرہٗ کے مزار کے اردگرد کاغذی لو کی آبادی ہے۔ دوسرے محلات تو ویران ہوگئے ہیں صرف حضرت صوفی آبادانی کی قبر ابھی تک موجود ہے۔ جس سے لوگوں کو روحانی دولت ملتی ہے۔

شاہ جیون اور بی بی خیرہ قدس سرہما آپ کی یادگار ہیں پھر شاہ جیون کی اولاد میں سے محمد بخش اور قادر بخش تھے۔ اور اب شاہ غلام رسول و محمد بخش احمد بخش محمد بخش کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ مجالس اعراس کا اہتمام کرتے ہیں۔ اور اس خاندان

marfat.com

کی سجادگی انہی کے پاس ہے۔

ایک تو خود صوفی صاحب خورد شاہ لعل محمد سے ہیں اور دوسرے شاہ غلام رسول جو آپ کے عم زاد بھائی اور شاہ گل محمد شاہد کے بیٹے ہیں۔ حضرت صوفی صاحب کے متحد البدن تھے۔ آپ کے عم محترم بھی ایسے شخص تھے۔ جو ظاہر و باطن اہل صفا سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت سید زکریا قدس سرہٗ کے مریدوں میں سے شیخ شرف الدین خاطب اور معروف بزرگ تھے۔ انہیں صوفی صاحب سے بھی فیض ملا تھا۔ آپ کو شاہ محمد لقا جو شاہ لعل محمد کے داماد تھے سے بھی فیض ملا تھا۔ یہ بھی حضرت صوفی صاحب کے مریدان خاص میں شمار ہوتے تھے۔ شاہ نصیرالدین آپ کے فرزند جناب مولوی قیام الدین چشتی سلیمانی قدس سرہٗ کے مرید تھے۔

۱۷

صوفی صاحب کے خلفا و مرید

ان میں سے ایک تو مرزا احمد اللہ یار بیگ بہادر الملقب بہ صوفی ثانی تھے آپ رومی امیرزادوں میں سے تھے آپ کے والد کا نام میرزا محمد طہاخ بیگ خان تھا۔ آپ شیر خوارگی کی عمر میں قید و بند میں پابند ہو گئے تھے۔ آہستہ آہستہ نواب معین الملک میر منو جو وزیر الممالک قمر الدین خان بہادر کا بیٹا تھا کے اقتدار کا دور آیا۔ ان دنوں شاہ درانی نے سرہند کے قریب احمد شاہ ابدالی کے ہاتھ شکست کھائی۔ نواب وزیر خان اور میر منو لاہور تک تعاقب کرتے گئے۔ مگر احمد شاہ افغانستان چلا گیا! ور میر منو لاہور کا صوبہ دار بن گیا۔ وزیر خان کی وفات کے بعد وہ بھی تھوڑے عرصہ کے بعد مر گیا تھا۔ اسی سال آصف جاہ بھی انتقال کر گیا۔ چنانچہ کچھ عرصہ

marfat.com

بعد احمد شاہ ہندوستان پر دوبارہ چڑھ آیا اور سارے ہندوستان پر قابض ہو کر بادشاہ بن گیا۔ اس نے صفدر جنگ کو اپنا وزیر بنالیا۔ اور میر منّو کو پھر نظامت لاہور پر مقرر کیا اور ملتان کے علاقوں کو بھی اسی کی نگرانی میں دے دیا گیا چونکہ اس کی اپنی اولاد نہ تھی۔ وہ متبنیٰ بنانے کی فکر میں رہتا تھا۔ چنانچہ اس کے سائیہ عاطفت میں غربا اور امراء کے بہت سے بچے پرورش پاتے رہے اور وہ ان کی حرکات و سکنات کا مطالعہ کرتا رہتا تھا۔ اکثر جوان ہوتے تو انہیں سرکاری عہدوں پر لگا دیا کرتا۔ نواب عارف جان خان نواب قاسم خان۔ میرزا جعفر علی خان صفدر جنگ خان ایسے ہی منصب دار لوگ تھے۔ میر منو زہر خورانی یا کسی خاص بیماری سے فوت ہو گیا۔ تو اس کی بیوی مغلانی بیگم تخت نشین ہو گئی۔ مگر شاہی اقتدار نے اسے بہت سے قبیح کاموں میں لگا دیا۔ پہلے تو اس نے نواب منّو کے بعض مخصوص اور قریبی جرنیلوں کو زہر دے کر مروا دیا پھر اپنے خاوند کے پرورش یافتہ ایک نوجوان سے نازیبا تعلقات کی درخواست کرنے لگی۔ مگر اس نے حقوق ولخت کے پیش نظر ایسے تعلقات سے انکار کر دیا۔ اس نے اس عورت کی خواہشات کی تکمیل کی بجائے درباری اعزازات اور مناصب کو چھوڑ دیا۔ پھر اس عورت نے اپنے دربار میں نالائق اور خوشامدی افراد کو اعلیٰ مناصب دے دیئے اس طرح انتظام سلطنت خراب ہوتے گئے۔ اور لائق اور ایماندار لوگ بددل ہو کر کاروبار مملکت سے دلچسپی نہ لیتے تھے چنانچہ بیگم ممدوح نے خانخانان سردار محمد جہاں خان بہادر کی وساطت سے احمد شاہ ابدالی کو دوبارہ ہندوستان آنے کی دعوت دی۔ احمد شاہ خود بھی برصغیر کی شورش و فساد کی بنا پر تیسری بار حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ چنانچہ اسے غزنی سے لے کر دہلی تک کسی قسم کی مزاحمت کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ اس دفعہ احمد شاہ ابدالی نے سارے ہندوستان پر مکمل خود مختاری کا اعلان کر دیا اور تخت دہلی پر براجمان ہو گیا کرنال کے نواب نجیب خان

marfat.com

اور عماد الملک غازی الدین خان وزیر نے آگے بڑھ کر احمد شاہ ابدالی کا استقبال کیا ادھر بیگم منو بھی ایک لشکر لے کر دہلی پہنچی۔ اس نے شہر کے حالات معلوم کئے خصوصاً اپنی ساس نواب شولاپوری بیگم اور اپنے خاوند کے بھائی خانخاناں انتظام الدولہ بہادر کو استنے خزانوں. دفینوں۔ جواہرات. سونے اور نقدی کی نشان دہی کی۔ کہ کوئی دوسرا فرد نہیں کر سکتا تھا۔ احمد شاہ ایک ماہ سے زیادہ دہلی میں قیام فرما رہے حضرت بیگم محل جو محمد شاہ کی بیٹی تھی اور ملک زمانی بیگم کے بطن سے تھیں۔ سے نکاح کر لیا۔ اور اپنے بیٹے تیمور شاہ کو بادشاہ کی بیٹی سے بیاہ دیا۔ متھرا کا شہر لوٹ لیا گیا اور اسے ہندوؤں کی لشکر گاہ ہونے کی وجہ سے تہس نہس کر دیا۔ میر منو کے رفقا بھی لاہور سے دہلی پہنچے۔ طہماس بیگ خان بھی ایسے لوگوں میں تھا۔ اس طرح ہندوستان کے تمام فرمانروا اور جنوبی ہند کے نواب مغل اور افغان سب جمع ہو گئے۔ اور احمد شاہ کی حکومت کے وفادار بن گئے۔

سعادت یار خاں رنگین:۔ طہماس بیگ خان کی اولاد اپنے باپ سے بھی لائق و فائق نکلی۔ سعادت یار خان رنگین شعر و سخنوری میں بے مثال شاعر تھے آپ شاہ محمد حاتم دہلوی کے شاگرد تھے۔ تصانیف ریختی میں بے نظیر ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ آپ نے اپنی موت سے چالیس سال پہلے اپنی تاریخ وفات لکھ دی تھی اور مرنے پر صحیح ثابت ہوئی تھی۔

گفت حاتم بگوشش رنگیں دوش ـــ سال موت و حیاتش از سر ہوش
تا بہشتاد سال در عالم ـــ زندگانی کنی تو بیش نہ کم
در ہزار و صد و یک ہفتاد ـــ اتفاق ولادتت افتاد
در ہزار و صد و یک پنجاہ ـــ گردوت کشتی حیات تباہ
گفت تاریخ ہیچ کس نہ چنین ـــ تو یقیں داں و نظم کن رنگین

marfat.com

غور بر مطلبش چو کرد خیال ہاتفش گفت پیشتر چل سال

لفظ تاریخ ہی مادہ تاریخ بن گیا۔ یعنی گیارہ ایک ہزار دو صد پر زاید کیا گیا ۱۲۰۰ + ۱۱ = ۱۲۱۱ھ تاریخ وفات نکلی۔

مرزا محمد یار خان فن سپاہ گری صف آرائی شجاعت اور دلاوری میں عدیم المثال تھے مگر صوفی ثانی ان تمام حضرات سے آگے تھے صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ نے آپ کے والد بزرگوار کو اشارہ کیا تھا۔ کہ آپ کے نام کو صرف صوفی سے نہ پکارا جائے اور نشست و برخاست روز و شب ان کے احترام کو ملحوظ رکھا جائے کیونکہ وہ اصلی صاحب نعمت ہوں گے اور اپنے مرشد کے بعد ان کے اصلی جانشین صوفی احمد یار خاں آپ کے برادر زادہ تھے۔ ان حضرات کا تفصیلی تذکرہ اخبار الابرار میں موجود ہے۔

حضرت صوفی آبادانی کے خلفاء میں سے حاجی مکھو قدس سرہ

حضرت حاجی مکھو:۔ بھی تھے آپ منصب داران شاہی کے منصبداروں کی اولاد میں سے تھے۔ زینت باری کے ارد گرد ان کے بزرگوں کے مکانات موجود ہیں آپ نے تجدید کا راستہ اختیار کیا تو حرمین الشریفین کے سفر پر نکلے۔ سات سال کے بعد واپس آئے۔ آپ کے اقارب و آشنا آپ کی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔ آپ کی واپسی پر بے حد خوش ہوئے۔ آپ نے بتایا کہ آپ دو سال تک حرم پاک میں حضرت فصیح اللہ کی خدمت میں رہے، دو سال تک حضرت نصیب شاہ سندھی کی خدمت میں گزارے وہاں سنا کہ ہندوستان میں حصول نعمت کے مواقع پیدا ہو گئے ہیں۔ چنانچہ واپس آ گیا حاجی مکھو قدس سرہ شاہ عبدالحکیم کے ہمسایہ ہونے کی وجہ سے ان کے بیٹے سے بڑا پیار اور محبت کرنے لگے تھے۔ سعادت یار خان رنگین بھی شاہ عبدالحکیم کے خلف الصدق میرزا صاحب کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔ یہاں ہی صوفی صاحب کے خاندانی بھائی شاہ آبادانی کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے خان

marfat.com

رنگین ان کی تعریف اور تذکرہ کیا کرتے۔ چنانچہ حاجی مکھو قدس سرہٗ بھی ان کی خدمت میں حاضری دینے لگے اس سفر سے پہلے آپ اکثر شاہ رحیم بخش۔ اور میرزا صاحب جو دونوں حضرت مولانا کے منظور نظر اور مرید خاص تھے۔ حضرت فخر العصر کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ بھی سلام کے بعد دونوں حضرات کی خیریت دریافت فرمایا کرتے تھے ایک دن ایسا اتفاق ہوا۔ کہ ان دونوں حضرات کی مزاج پرسی طبیعت پہ بڑی گراں گذری تو ذرا ناراضگی سے کہا۔ حضور آپ ان دونوں کی خیریت اس لئے دریافت فرماتے ہیں کہ وہ دونوں خوش شکل ہیں اور آپ مجھے نظرانداز فرماتے ہیں۔ کیونکہ میں ضعیف اور عمر رسیدہ ہوں۔ حضرت مولانا نے فرمایا۔ نہیں۔ جناب آپ ناراض نہ ہوں۔ انہیں ہمارے ساتھ ایک خاص نسبت ہے۔ یہ نسبت آپ کے ساتھ نہیں ہے۔ سفر کی تھکاوٹ دور ہوئی۔ جن حضرات کو دوران سفر ملے تھے۔ ان کی یاد آنے لگی۔ آہستہ آہستہ یہ لوگ بھی واپس ہندوستان پہنچنے شروع ہو گئے تھے۔ اور صوفی صاحب کی خدمت میں آنے لگے آپ بیس سال تک آپ کی مجالس سے استفادہ کرتے رہے۔ اور بڑی منزلت اور منصب پہ فائز ہوئے۔

آپ کے خلفاء میں سے شاہ مراد بخش اور ان کے بیٹے تھے شیخ حبیب اللہ بھی خصوصی مقام کے مالک تھے۔ یہ لوگ حضرت صوفی صاحب کے کاغذسازی میں استاد تھے۔ انہوں نے بڑی محنت کی اور عظیم مقام حاصل کیا تھا۔ مراد بخش کے بھائی عزیز اللہ بھی بڑے عابد اور زاہد آدمی تھے آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مراد بخش نے حضرت سید زکریا سے فیض حاصل کیا تھا۔

آپ کے خلفاء میں سے ایک نواب احمد علی خان تھے جو مجدّ الدولت عبدالاحد خان بہادر نائب وزیر کے پوتے تھے۔ آپ ابتدائی عمر میں شاہزادہ عالی تبار میرزا محمد سلیمان شکوہ بہادر کے وزراء میں سے تھے آخر کار صوفی صاحب سے اجازت اور خلافت حاصل

marfat.com

کی تھی۔ اور مشرقی ممالک میں خصوصاً فیض آباد میں مسند ارشاد پر تشریف فرما ہوئے۔ اطراف میں آپ کے مریدوں کا حلقہ وسیع ہوتا گیا۔ آپ کو حضرت قطب الابدال شیخ عبدالحق رودلی قدس سرہٗ سے بھی روحانی فیض ملا تھا۔ عرس کے موقعہ پر سجادہ نشین مزار پر جو چادر چڑھاتے وہ نواب صاحب کے کندھے پر رکھی جایا کرتی تھی۔ صاحب مزار سے دونوں حضرات چادر چڑھانے والے اور کندھے پر رکھنے والے کو بشارت ملتی تھی۔

آپ کے خلفا میں سے صاحب عالم مرزا حاجی بہادر تھے۔ پھر ایک شاہ اللہ دتا گجراتی بھی خلیفہ مجاز تھے۔ اس علاقہ میں آپ مشہور عارف باللہ تھے اس نواح کے بڑے بڑے منکران تصوف اور باطل لوگ آپ کے سامنے آکر سر نیاز خم کر دیا کرتے تھے پھر ان خلفاء میں سے شاہ احسان علی گجر پنجابی قدس سرہٗ کا نام بھی ہے۔ آپ ابتدائی طور پر ملتان سے حاضر ہوئے۔ دو سال تک حاضر خدمت رہے۔ ایک سال تک آستانہ کی غلامی میں رہے آپ کو براہ راست رسول مقبول اور پیران طریقت سے روحانی فیض ملا تھا۔ آپ بڑے عالی ہمت۔ خدا ترس مرد خدا اور فرزانہ زمانہ تھے۔ صوفی صاحب یا صوفی ثانی آپ کو اکثر کہا کرتے تھے۔ گجرات پنجاب کے سردار زادگاں میں سے ایک حاکم نامی بھی حضرت صوفی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے بیعت کرنے کے بعد انہیں شاہ صاحب کے سپرد کر دیا تھا۔ اور حکم دیا کہ انہیں زیر تعلیم رکھیں اور انہیں ہماری جگہ شمار کریں۔ بیماری کے دنوں میں آپ نے اجازت لی اور گنگا پار کر گئے۔ آپ کو شجرۂ خلافت اور دستار فضیلت عطا فرمائی تھی آپ کے ہاتھ پر تقریباً تیئس ۲۳ اشخاص جو شرفا۔ نجبا اور امرہوے کے پیرزادے تھے تائب ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض تو خاص طالبان خدا تھے شاہ کادبھی آپ کے مرید تھے صوفی صاحب کی وفات کے بعد آپ دہلی میں آگئے تھے۔ صوفی صاحب آپ کو زندہ دل کہا کرتے

marfat.com

تھے۔آپ کو شجرہ نقشبندی اور ایک نیلا رومال عطا فرمایا تھا۔آپ پیرو مرشد کی وفات کے وقت غیر حاضر تھے۔اسی طرح ایک شجرہ اور نیلا رومال شاہ احسان علی کے لئے ارسال کیا تھا۔

بعض معتمد حضرات کی زبانی سنا گیا ہے کہ شاہ عبدالعلیم بھی آپ کے خلیفہ مجاز تھے۔جو دیار مشرق میں رہا کرتے تھے بڑے صاحب عز وجاہ بزرگ تھے اور خوارق وتصرفات کے مالک تھے۔بہت سے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی تھی۔بہت سے شرقی اور غربی جنوبی اور شمالی اور باطل پرست لوگ آپ کے فیض سے تائب ہو گئے تھے۔

آپ کے خلفاء میں سے شاہ فتح محمد کاغذی اور چوہدری غلام رسول منصرمؔ منڈی کاغذی تھے۔ان کے والد چوہدری علی محمد۔اور بھائی شیخ محمد ابراہیم حضرت فخر کے مرید تھے۔آپ نے حضرت فخر قدس سرہ کی اجازت سے ساری زندگی حضرت صوفی جی کی گزار دی۔ایک اور خلیفہ مجاز حافظ سکندر تھے۔ایک دن آپ محفل سماع میں حالت وجد میں تھے کہ قوالی کے ایک منکر نے ایک سوئی آپ کے ہاتھ میں چبھو دی مگر آپ کو خبر تک نہ ہوئی ایک اور خلیفہ محمد پناہ معمار تھے۔جو اپنے مرشد کے قول کے مطابق حضرت قطب الاقطاب کی روح سے استفادہ کیا کرتے تھے پھر ایک اور بزرگ کلو جندری تھے۔ان پر حالت سُکر غالب رہتی تھی۔ایک دن اپنا سر جندر پر رکھے رہے۔ایک اور خلیفہ عبدالرسول خان میرزا پہلو پسر ساقی خان تھے۔پھر میر عزیز خان عیوض دل بیگ خان تھے الغرض صوفی صاحب کے حلقۂ مریدین سے بہت سے احباب فیض یاب رہے اکثر تو خلافت کی خلعت سے نوازے گئے بعض کو اجازت بعیت ملی مگر اصلی تبرکات اور تصرّفات جو صوفی صاحب کو حضرت سیّد زکریا قدس سرہٗ سے ملے تھے دو سال قبل از وفات ایک خاص حالت میں صوفی صاحب ثانی کے حوالے کر دیئے

marfat.com

تھے۔اوران سے صوفی احمد یار کو منتقل ہوئے تھے۔

۱۸

خاندان سید محمد ابراہیم ایرجی قدس سرہٗ

آپ نے سید احمد علی چلی شافعی سے فیض پایا تھا ان کا شجرۂ طریقت یہ ہے۔
سید احمد علی چلی شافعی۔سید حسن۔سید موسیٰ۔سید علی۔سید ابو النصر۔محی الدین۔سید ابو صالح سید عبد الرزاق سیدنا محبوب سبحانی حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ۔

سید ابراہیم سے شجرات اور فیضان کا بے پناہ اجرا ہوا تھا۔ان حضرات کے شجرات جو شیخ بہکاری۔قاضی حیا شاہ جمال اولیا اودھی۔کی وساطت سے ملے۔وہ خاندان کالپی۔الہ آباد۔مارہرہ اور رہتک میں پھیلے ہیں۔ہم ان تمام بزرگوں کا تذکرہ منزل ہم میں تفصیل سے کر آئے ہیں۔آپ چشتیہ خاندان کے حالات میں تفصیل سے پڑھ سکیں گے۔شاہ عبد العزیز شکر بار کے خاندان کے بعض منتسب حضرات بھی قادری سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔انہوں نے بھی سید ابراہیم کی وساطت سے قادریہ فیوض حاصل کئے تھے۔

۱۹

خاندان شیخ علی بن شاہ حسام الدین بن عبد الملک بن قاضی خان قدس سرہٗ

آپ کا لقب چشتی۔متقی۔قادری۔مدنی اور شاذلی ہے آپ کے آباد اجداد جونپور سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کے دوسرے اقارب برہانپور میں قیام پذیر ہیں آپ بچپے

marfat.com

تھے۔ کہ آپ کو شاہ حسام الدین شاہ باجن چشتی کی خدمت میں لے گئے۔ اور مرید بنا دیا سن شعور کو پہنچے۔ تو کچھ عرصہ سلاطین مندوی کے ساتھ مشغول رہے۔ پھر ترکِ دربار کر گئے اور شیخ عبدالحکیم ابن شاہ باجن قدس سرہٗ سے خلعت خلافت بسلسلۂ خاندان چشتیہ مودودیہ حاصل کی۔ اس کے بعد آپ حضرت شیخ حسام الدین متقی ملتانی کی خدمت میں پہنچے۔ شاہ عبدالحکیم اپنے والد بزرگ وار کے توسل سے فیض یاب ہوئے۔ شاہ باجن کو شیخ عزیز اللہ متوکل احمد آبادی کے سلسلۂ چشت میں شجرہ سہروردی میں شامل ہوئے۔ اور ان حالات کی تفصیل شیخ محمود چشتی میں گزر رہے ہیں۔

حضرت ہندالولی خواجہ مودود چشتی۔ شیخ حسام الدین متقی جیسے حضرات خاندانِ چشت میں روشنی کا مینار تھے۔ ملتان میں ایک درویش تھے جو عالم۔ عابد زاہد۔ پارسا بے ریا۔ محتاط تھے۔ خراجی زمین پہ کاشت کیا کرتے تھے۔ اور حلال کی روزی پر گزر کرتے تھے ان کے ایک بیٹے تھے جن کا نام بایزید تھا۔ بایزید ورع۔ تقویٰ میں بے مثال تھے۔ شیخ علی بن حسام الدین برہانپوری قدس سرہٗ کئی سال تک شیخ حسام الدین متقی ملتانی کی صحبت میں رہے۔ آپ نے تفسیر بیضاوی اور عین العلم کا آپ سے مطالعہ کیا تھا۔ پھر آپ حرمین شریفین کو چلے گئے۔ آپ وہاں حضرت شیخ ابوالحسن بکری جو بالاتفاق اولیائے زمان میں سربرآوردہ تھے۔ کی خدمت میں زانوے ادب طے کیا۔ پھر شیخ محمد بن محمد بن محمد سخاوی سے خاندان قادریہ۔ شاذلیہ اور مدینہ میں خلعتِ خلافت حاصل کی۔ تصانیف تو الیف میں بڑا نام پیدا کیا۔ کتابیں رسالے لکھے۔ احادیث۔ تصوّف اور معمولات اولیاء پر بڑی اہم کتابیں لکھیں۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ایک سو سے بھی زیادہ ہے۔ جامع صغیر۔ جمع الجوامع شیخ جلال الدین سیوطی قدس سرہٗ جو فن حدیث میں ایک بے مثال کتاب ہے کی ترتیب و تہذیب کی۔ اور ان کی تبویب اور تہجی حروف میں ترتیب دی پھر فقہی مسائل پر بڑے بڑے عجیب و غریب ابواب قائم کئے۔ شیخ ابوالحسن بکری قدس سرہٗ

marfat.com

اور حضرت امام سیوطی نے یہ کتابیں لکھ کر دنیا بھر پر احسان کیا تھا۔ مگر حضرت شیخ متقی نے ان کی تبویب و تہذیب لکھ کر اپنے آپ بڑا احسان کیا ہے۔ حضرت ابن حجر جو حرمین شریفین کے کاملین فقہاء میں سے تھے۔ حضرت شیخ متقی کے استاد تھے۔ جہاں جہاں احادیث میں انہیں اشتباہ آتا۔ آپ شیخ سے خط و کتابت کر کے دریافت کر لیتے۔ اور پھر جمع الجوامع کے مختلف ابواب میں ترتیب دیتے۔ آپ قرائن اور قیاس سے جو جواب دیتے وہی درست ہوتا۔ آپ بسا اوقات اپنے آپ کو بعض مسائل میں شیخ متقی کا شاگرد کہا کرتے تھے ایک وقت آیا۔ آپ کے مرید ہو گئے اور خلعتِ خلافت حاصل کی۔

الغرض زمانے کے تمام مشائخ اور اکابر آپ کے فضل و کمال کے معترف تھے۔ اور بے حد تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ آپ مریدوں کی تکمیل میں بھی ایک منفرد طریق کار اختیار کئے ہوئے تھے۔ طالب حق کو اپنے افعال و اطوار پر جو کیفیت گزرتی آپ اس کی نگرانی فرمایا کرتے تھے۔ اور متفرقانہ اس کے باطنی حالات پر نظر رکھتے جب مرید کو استدراک کی لیاقت ہو جاتی تو اس کے تکمیل کا تصدیق نامہ عطا فرماتے۔

آپ نے وفات سے پہلے ایک شخص کو ایک تحریر دی۔ اور فرمایا یہ امانت محفوظ رکھنا۔ بعد از وفات یہ تحریر دیکھی گئی تو لکھا تھا کہ یاد رکھو! کہ ہمارے پاس دوستوں کی ایک امانت تھی۔ اسے ہم نے کما حقہ پورا کیا۔ اللہ کے حکم سے سینہ بسینہ شیخ عبدالوہاب متقی تک جو ہمارے یارِ غار اور صاحب نعمت تھے پہنچی تھی۔ شیخ متقی مکی الاصل تھے۔ آخرین وقت پر اپنے پیرو مرشد سے فیض پایا تھا کہ ہم قطب تھے۔ اس منزل پر فائز حضرات کو موت کی سُکرات اُن کے مراتب اور درجے بلند کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے وہ ہمارے معتقد تھے۔ اور اب ایک مدت کے بعد ہماری روح مقام عروج پر پہنچی ہے ہماری اور تمہاری نسبت اس دنیا میں ختم ہو گئی ہے مگر ناامید ہونے کی ضرورت نہیں از روئے ہمت و جوانمردی ہماری صورت کا تصور قائم رکھنا چاہیئے۔ ذکر و فکر۔ دعا دی۔ تلاوت

marfat.com

قران پاک ہماری قبر پر کرتے رہنا۔ تاکہ وہ نسبت آپ کے اندر پیدا ہو جائے جو دوران زندگانی قائم تھی۔ اس کے بعد آپ جہاں جائیں گے۔ یہ نسبت قائم ودائم رہے گی۔

آپ کی وفات کے دو ماہ قبل جنوں کی دو جماعتیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ایک جماعت تو آپ کی معتقد تھی۔ مگر دوسری جماعت آپ کے کمالات کی منکر تھی۔ آپ کے مکتوبات ان دونوں جماعتوں کی طرف موجود ہیں۔ شیخ عبدالوہاب متقی قدس سرہٗ جمادی الاول ۹۷۵ھ کو فوت ہوئے۔ آپ کا سال ولادت ۸۸۵ھ ہے۔ وفات کے بعد آپ کی یہ کرامت ہے کہ آپ کی وفات کے چودہ سال بعد آپ کی قبر مبارک کو ایک ضرورت کے پیش نظر کھولا گیا۔ آپ کے برادر زادہ کے بیٹے سید احمد اس وقت موجود تھے آپ کا جسم زندوں کی طرح تر و تازہ تھا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حرم پاک کی مٹی میں یہ اثر ہے۔ کہ چند ماہ کے بعد انسان کی ہڈیوں کے اثرات بھی ختم ہو جاتے ہیں اس لئے بعض لوگ اپنے مردوں کو کسی عارف باللہ کے مزار کے ساتھ دفناتے ہیں۔

آپ کی وفات کے ایک سال پہلے ۹۷۴ھ میں اطراف ملک میں یہ آوازہ سنائی گئی کہ آپ رحلت فرما گئے ہیں صالحین امت اور اکابر وقت آپ کی خانقاہ پر جمع ہو گئے مگر آپ کو صحت و عافیت میں دیکھا لوگوں کو اضطراب تعجب میں دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ شاید کوئی میرا ہم شکل فوت ہوا ہو۔ اور ہمارے حالات سے واقف ہو کہ اللہ تعالےٰ سے دوبارہ زندگی پا چکا ہو۔ آپ متجاب الدعوات تھے۔ دعا قبول ہوئی وہ بھی دوبارہ زندہ ہو گیا۔ آپ کو اسی دن مقام قطبیت عطا ہوا تھا۔ آپ نے قطب الاقطاب کی مخصوص خلعت زیب تن کی۔

آپ کی ذات سے بے پناہ لوگ علوم شریعت۔ طریقت دنیاوی اعزاز دینی مراتب میں فیض یاب ہوئے تھے خصوصاً حضرت شیخ عبدالوہاب جو آپ کے صاحب سجادہ تھے۔ ممتاز مقام پر پہنچے۔ حضرت شیخ عبدالوہاب صوفیائے شام اور حرم کے مقتدا

marfat.com

تھے۔ آپ درویشی۔ اور فقر کی تمام صفات کا درس اور تعلیم دیا کرتے تھے۔ آپ شیخ ابوالعباس مرسی قدس سرہ کے نقش قدم پر گامزن رہے۔ حضرت ابوالحسن مرسی جناب شیخ ابوالحسن شاذلی قدس سرہٗ کے اکرم خلفاء میں سے تھے۔ آپ کا خانوادہ شاذلیہ میں ایک خاص مقام تھا۔ بعض حضرات دعائے حزب البحر کی تصنیف و تالیف کی آپ سے نسبت قائم کرتے ہیں۔ آپ کے مناقب اور اوصاف میں دفتروں کے دفتر لکھے گئے ہیں۔

بعض مشائخ صوفیا نے حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی کو جناب غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ پر ترجیح دی ہے مشائخ نے جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے جناب ابوالحسن شاذلی قدس سرہٗ کے مقام ولائیت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ گذشتہ زمانہ میں ہمارے شیخ اور مرشد شیخ حماد الدباس قدس سرہٗ تھے۔ اب ہمیں دو دریائے معرفت سیراب فرما رہے ہیں۔ ایک دریائے نبوت مصطفوی اور دوسرا دریائے فتوت مرتضوی مگر ان حضرات نے جب حضرت ابوالحسن شاذلی قدس سرہٗ سے یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ گذشتہ زمانے میں ہمارے شیخ حضرت عبدالسلام قدس سرہٗ تھے۔ اب ہمیں دس مواقع سے فیض مل رہا ہے ان میں سے پانچ سماوی ہیں۔ اور پانچ ارضی ہیں۔ حقیقت یہ ہے ان دونوں حضرات کے مقامات اور مراتب کو چند اقوال کے ترازو میں نہیں تولا جاسکتا۔ دریائے نبوت اور دریائے فتوت تمام موجودات پر محیط ہے۔

شیخ عبدالوہاب متقی قدس سرہٗ مندو میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے والد شیخ ولی اللہ قدس سرہٗ اس علاقہ کے ایک بااثر اور ممتاز بزرگ تھے۔ آپ بعض حالات کے پیش نظر برہان پور میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ حضرت شیخ کے والدین بچپن میں ہی رحلت فرما گئے۔ آپ نے طلب حق میں تفرید و تجرید کا راستہ اختیار کر لیا۔ اور گجرات

marfat.com

کے اطراف میں جزائر سیلان ۔سراندیپ (سری لنکا) اور بحر جنوبی کے ساحلوں پر سیاحت کرتے رہے ۔ پھر دریائی گھوڑے پر سوار ہو کر حرم شریف میں پہنچے ۔حضرت شیخ علی متقی مکی قدس سرہٗ آپ کے والد کے دوست تھے ۔آپ نے آپ کی آمد سنی تو استقبال کے لئے آگے بڑھے ۔اور آپ کو اپنے گھر ٹھہرایا۔ آپ کے حسن خط و کتابت ذاتی اور صفاتی کمالات کو دیکھ کر اپنی خاص مجلس میں شامل ہونے کی دعوت دی ۔حضرت شیخ کے ابتدائی حالات میں آپ کی مجالس میں حاضری اختیار نہ کی ۔آپ کی طبیعت میں استغنا تھا پھر سفر ۔جود ۔جوانی اور درویش مزاجی کی وجہ سے آپ نے آپ کی مجالس کی طرف توجہ نہ دی ۔آپ کی عمر ابھی تک بیس سال تک نہیں پہنچی تھی ۔آخر ایک وقت آیا کہ آپ پر شیخ کے کمالات ۔فضائل نے اپنے اثرات مرتب کئے تو آپ کی مجالس کو اختیار کر لیا۔ آپ خط نستعلیق میں صاحب فن تھے حضرت شیخ نے اشارہ فرمایا ۔کہ خط نستعلیق کے ساتھ ساتھ خط نسخ میں بھی مہارت قائم کی جائے ۔چند روزہ محنت اور ریاض سے آپ خط نسخ میں بھی مشاق ہو گئے ۔آپ نے حضرت شیخ کی اکثر تصانیف اپنے قلم سے لکھیں ایک کتاب بارہ ہزار اشعار پر مشتمل تھی آپ نے بارہ راتوں میں کتابت کر لی ۔آپ تقریباً چودہ سال حضرت شیخ کے زیر تربیت رہے ۔حضرت شیخ کے انتقال کے بعد آپ نے شادی کی ۔ وفات شیخ کے چالیس سال کی عمر میں ایک بار گجرات میں واپس تشریف لائے ۔مگر اسی سال واپس مکہ مکرمہ چلے گئے ۔تاکہ اس سال بھی حج کی نعمت سے محروم نہ رہ جائیں ۔اس برصغیر میں بے بہا علماء و مشائخ آپ کے علم و فضل سے بہرہ ور ہوئے تھے ۔

marfat.com

۲۰

خاندان شاہ محمد حسن خیالی۔ شاہ عبدالرزاق جھنجھانوی شاہ عبدالمالک پانی پتی اور شاہ عبدالعزیز شکربار کے حالات

ہم ان حضرات والاقدر کے مفصل حالات منزل بارہ میں حضرات چشت کے خلفاء رضی سراج بنگالی قدس سرہ کے ضمن میں لکھ آئے ہیں۔ اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

۲۱

خاندان شاہ عبدالصمد خدا نما گجراتی قدس سرہٗ

آپ نے شاہ ہدایت اللہ قدس سرہٗ سے فیض پایا تھا۔ اور انہوں نے شاہ حسین سے انہوں نے شاہ امان اللہ انہوں نے شاہ ابراہیم بکمی۔ انہوں نے شاہ ابراہیم سمنانی انہوں نے شاہ فرید انہوں نے۔ شاہ جلال انہوں نے سید شاہ محمود انہوں نے شاہ بہاالدین۔ انہوں نے شاہ ابوالعباس انہوں نے شاہ حسن انہوں نے شاہ موسیٰ انہوں نے سید امیر علی ہمدانی انہوں نے سید احمد انہوں نے سید محمود انہوں نے ابی صالح انہوں نے عبدالرزاق خلف غوث العصر سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے فیضان حاصل کیا تھا۔ قدس سرہم۔

حضرت شاہ عبدالصمد خدا نما قدس سرہٗ سے گجرات اور اس کے نواح کے ہزاروں لوگوں نے روحانی تربیت حاصل کی۔ مگر ان سب میں حضرت شاہ عبدالرزاق بانسوی نے طریقت معنوی کی نعمت خصوصی طور پر حاصل کی تھی۔ ہم آپ کا ذکر خیر ان کے مریدوں کے ساتھ آپ کے خانوادے کے ضمن میں تفصیلاً کر آئے ہیں۔[1]

---

[1] :۔ باب اول اسی قصر میں ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com

شاہ محمد رمضان بہلوی۔ حاجی الحرمین شاہ محمد عبدالرحمان لکھنوی قدس سرہما اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کے توسل سے تعلیم کو فروغ حاصل ہوا۔اور آپ کے بیٹے شاہ غلام علی اور آپ کے مرید غلام محمد خلف الصدق حضرت شاہ عبدالرزاق نے خصوصی نعمتیں حاصل کی تھیں۔جناب مولوی عبدالرحمان جنہیں خانوادہ چشت سے بھی نسبت خاص تھی۔آپ سے فیضیاب ہوئے۔جناب شاہ محمد عظیم قادری دہلوی قدس سرہٗ جنہوں نے حضرت مولانا فخر سے بھی دین ودنیا کی دولت حاصل کی تھی اور چشتی نظامی طریقت سے حصہ لیا تھا۔اسی طرح آپ نے خاندان قادریہ میں اپنے آباد اجداد کی طرح نعمت روحانیت حاصل کی تھی۔اسی طرح شاہ نورالہدیٰ منگلوری جنہوں نے شاہ محمد منگلوری اور انہوں نے شاہ محمد یوسف رام پوری انہوں نے شیخ محمد دہلوی صابری چشتی (جن کا ذکر خیر خلفائے شیخ ابوسعید گنگوہی کے ضمن میں باب منزل ہفدہم میں حضرات چشت میں گذر چکا ہے) نے فیضان حاصل کیا تھا۔حضرت فخر العصر کے مفصل حالات خاندان چشت میں گزر چکے ہیں۔

۲۲

خانوادۂ جہانیاں بخاری قدس سرہٗ

حضرت مخدوم جہانیاں بخاری کے خانوادۂ عالیہ کا ذکر خاندان قادریہ میں کر چکے ہیں آپ کے خاندان کے ان خلفاء کا بھی تذکرہ آچکا ہے جنہیں سلسلۂ چشت سے فیض ملا تھا۔مگر بایں ہمہ ہمیں بعض احوال وکمالات کا تذکرہ یہاں بھی کرنا ضروری ہے۔حضرت مخدوم کے آخریں اجداد میں سے سید جعفر مرتضیٰ قدس سرہٗ ہیں۔جو حضرت امام ابوالحسن علی بن محمد معروف نقی عسکری رضی اللہ عنہ سے روحانی نسبت رکھتے ہیں حضرت مخدوم

marfat.com

نے اپنے جد امجد اور والد سید احمد کبیر الحق والدین سے بلا توسل فیض حاصل کیا تھا۔ سید جلال الدین بخاری جو آپ کے دادا تھے۔ کی نسبت حضرت شاہ رکن عالم ملتانی قدس سرہٗ سے بھی اور اس سلسلہ میں مختلف کتابوں سے یوں واضح ہوتا ہے کہ سید جلال الدین بخاری کلاں قدس سرہٗ حضرت مخدوم زکریا قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ اور جلال خورد قدس سرہٗ شاہ رکن عالم قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ اس طرح حضرت مخدوم جہانیاں کو چند نسبتوں سے خانوادہ قادری سے واسطہ ہے۔ ایک شیخ علی مجذوب قادری کا واسطہ ہے۔ ایک امام یافعی قدس سرہٗ کا واسطہ ہے۔ یہ دونوں واسطے سلسلۂ قادریہ سے منتسب ہیں۔ ایک نجم الدین اصفہانی قدس سرہٗ کے واسطے سے اور دوسرا حاجی الحرمین مطری ہیں قدس سرہٗ یہ دونوں بزرگ حضرت شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ سے منتسب ہیں۔ حضرت سہروردی کو بھی قادری فیضان حاصل تھا۔ پھر وہ اپنے ماموں حضرت ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے فائض نعمت قادری تھے دوسری طرف آپ کو اپنے والد مکرم اور دادا محترم کی وساطت سے قادری فیض ملا۔ مخدوم زکریا ملتانی حضرت شیخ سہروردی دوسرے شاہ رکن عالم شاہ عارف حضرت مخدوم سے سلسلۂ قادری سے نعمت یافتہ تھے۔ ایک واسطہ عبید غنی سے لے کر قطب الدھر تک جا ملتا ہے۔ پھر ایک واسطہ سید حمید الدین سمرقندی سے شیخ دلی تراش فردوسی (حضرت نجم الدین کبریٰ)، جو اپنے عم محترم کی وساطت سے حضرت شہاب الدین سہروردی سے ہوتا ہوا۔ حضرت غوث الاعظم تک پہنچتا ہے۔ شیخ احمد کو حضرت بابا اسحاق مغربی قدس سرہٗ سے نعمت ملی تھی۔ اور انہیں حضرت غوث پاک جیلانی کی روح سے باطنی دولت نصیب ہوئی تھی۔ اس طرح حضرت مخدوم جہانیاں کا خانوادہ براہ راست یا بالواسطہ مذکورہ حضرت غوث الثقلین سید عبد القادر گیلانی رضی اللہ عنہ سے منسلک ہے۔

marfat.com

۲۳

خاندان مولانا محدث شیخ عبدالحق محقق دہلوی قدس سرہ العزیز

آپ کے بزرگوں میں سے ایک شخص آغا محمد بخاری ترکوں کے ایک کارواں کے ساتھ علاءالدین خلجی کے زمانے میں برصغیر میں وارد ہوا تھا۔ اس نے اس ملک میں بڑی عزت وحرمت پائی۔ عمر کے آخری حصہ میں آپ کے لائق اور قابل بیٹوں کی وفات نے آپ کو مضمحل کردیا تھا تو آپ حضرت شیخ صلاح الدین مغل سفید سہروردی کی خانقاہ میں معتکف ہوگئے۔ ۷۴۰ھ میں فوت ہوئے۔ آپ کا مقبرہ عیدگاہ شمسی التمش کے عقب میں واقع ہے۔ آپ کے ایک بیٹے معزالدین جو والد کی یادگار کے طور پر زندہ رہے۔ ان کے بیٹے ملک موسیٰ آخری عمر میں فیروز شاہی زوال کے ماورالنہر واپس چلے گئے تھے۔ پھر سکندر ثانی صاحبقرانی تیمور بادشاہ کے فاتح لشکر کے ساتھ وارد ہندوستان ہوئے اور دوسری بار دہلی میں قیام پذیر ہوئے۔ یہاں آپ کو اللہ تعالیٰ نے چند بیٹے دیئے۔ ان میں سے ایک شیخ فیروز جو علوم فنون لطافت طبع عشق ومحبت اور دوسرے اوصاف حمیدہ میں یکتا تھے یہ شخص ہندوستان میں حضرت محدث دہلوی کے خاندان کا بانی مانا جاتا ہے۔

سلطان حسین شرقی ۸۶۰ھ میں سلطان شرقی بہلول لودھی کے لشکر کے ساتھ بہرائچ کے علاقہ میں پہنچ کر مقید ہوگیا تھا۔ اس کے بعد شیخ سعداللہ اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ شیخ سعداللہ مصباح العاشقین شیخ محمد منگن ہلالوہ جن کا ذکر خیر حضرت سید محمد گیسودراز قدس سرہٗ کے خلفا میں گزرا ہے کے مرید تھے۔ آپ نے اس سلسلہ میں بڑی قبولیت پائی۔ شیخ رزق اللہ قدس سرہٗ متخلص مشتاقی آپ کے بڑے بیٹے تھے۔ وہ بھی حضرت شیخ محمد منگن کے مرید تھے۔ شیخ سیف اللہ جناب سعداللہ کا چھوٹا بیٹا تھا۔

marfat.com

ابھی یہ بیٹا چھوٹا ہی تھا کہ ۹۲۸ھ میں والد کا انتقال ہو گیا حضرت مولانا عبد المالک شیخ پانی پتی نے اس لڑکے کو فیض باطنی اور علوم ظاہری سے مالا مال کر دیا۔ حضرت مولانا اسے اپنا خلف الرشید کہا کرتے تھے آپ نے توحید۔ مسائل تصوف میں بہت سے رسالے لکھے پھر بڑی مثنویاں اور دیوان لکھے۔ آپ کا تخلص سیفی تھا۔ آپ کا ایک یادگار زمانہ ہے۔

سیفی بخویش نسبت ہستی گمان تست
دسے وائے برکسے کہ بماند درین گمان

آپ کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے روح پُر فتوح سے خاص نسبت تھی۔ آپ ۹۹۰ھ میں فوت ہوئے۔

۲۴

ذکر خاص حضرت محدث دہلوی قدس سرہٗ العزیز

اللہ تعالیٰ نے آپ کو قدوہ محدثین اور عمدہ وقت بنایا تھا۔ آپ نے احادیث نبوی کی مبسوط اور مربوط شرحیں لکھیں اور دین کے ہر فن میں آپ کی عمدہ تصانیف یادگار زمانہ ہیں۔ ان کتابوں سے علماء فضلا اور عوام و خواص نے فائدہ اٹھایا۔ آپ کی تصانیف کا کوئی حد و شمار نہیں ہے۔ آپ کو اہل بیت نبوت سے خصوصی محبت تھی اور حضور کی بارگاہ میں خاص نسبت رکھتے تھے۔ آپ کو سیدنا عبد القادر گیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں خصوصی ارادت تھی۔ پھر عالم اسلام کے تمام صوفیا سے خاص اعتقاد و عقیدت تھی۔ ایک عرصہ تک حرم محترم میں رہے۔ اکابرین شریعت و طریقت عرب و عجم سے آپ کو خصوصی رغبت تھی۔ آپ کا مقتدائے وقت۔ مرجع فضلاء۔ اور اکناف و اطراف کے صلحا سے تعلق علمی تھا۔ ریاضات۔ مجاہدات میں بڑا حصہ لیا۔ آپ شریعت و طریقت

marfat.com

میں جامع و مانع تھے۔کوئی شخص آپ کے اقوال اور افعال پر انگشت نمائی نہیں کر سکا آپ نے آزادوں کی طرح فارغ البال زندگی بسر کی۔عوام الناس سے ملاقات و اختلاط کے باوجود آپ کبھی یاد حق سے غافل نہیں رہے تھے۔آپ فرماتے ہیں۔

صد شکر کہ ہیچ کس کارے نیست

در من بدل ہیچ کس آزارے نیست

آپ کو کئی سلاسل تصوف سے نسبت خاص حاصل تھی۔شاہ محمد ملاقوی قدس سرہٗ العزیز شیخ مشتاقی رزق اللہ قدس سرہٗ جو آپ کے عم بزرگوار بھی تھے۔اور فیض رسان بھی ہوئے پھر اپنے جدِ امجد سے بھی نعمت یافتہ اور مجاز تھے۔حضرت مشتاقی جو ہندی کلام کہتے وقت راجن تخلص فرماتے تھے ۹۸۹ھ میں فوت ہوئے۔حضرت محدث نے آپ کی تاریخ وفات ان اشعار میں منظوم فرمائی ہے۔

مخدومی عارف زماں مشتاقی

دے گفت بوقت نقل مشتاق حقم

حقی چو بتاریخ وفاتش نگریست

نوکِ قلمش ہماں سخن کرد رقم

حضرت مولانا محمد اماں پانی پتی اپنے والد عالی قدر سے فیض یافتہ تھے۔حضرت محدث کے فیض رساں تھے۔اسی طرح حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی دہلوی سے بھی حضرت شیخ نے سلسلۂ نقشبندیہ میں سلوک پایا تھا۔حضرت شیخ عبدالوہاب کی مندوی بھی آپ کے مرشد تھے۔انہوں نے اپنے مرشد شیخ علی متقی مندوی رحمۃ اللہ سے نسبت خاص پائی تھی یہ لوگ چشتی۔قادری۔شاذلی مدینی سلاسل سے تعلق رکھتے تھے۔حضرت شیخ محدث دہلوی قدس سرہٗ نے خصوصی طور پر حضرت جمال الدین ابوالحسن موسیٰ سجادہ نشین مخادیم اوچ شریف سے ارادت و نسبت قوی حاصل کی۔حضرت محدث ۱۰۵۲ھ میں رحلت فرما

marfat.com

ہوئے۔ شیخ نورالحق مشرقی صاحب زبدۃ التواریخ ہند آپ کے لائق فرزند ارجمند تھے۔ آپ نے اپنے والد محترم کی قبر پر بڑی عالی شان عمارت تعمیر کرائی تھی۔ حوض شمسی کے شمالی حصہ میں آپ کی اولاد کے اکثر بزرگ آسودۂ خاک ہیں۔ آج بھی آپ کا مزار مخلوق کی حاجت روائی کا مرکز ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بے پناہ برکات اور انوار اس قبر پر نازل ہوتے ہیں۔ سونی پت پلول۔ ریواڑی اور دہلی جیسے شہروں میں آج بھی آپ کی اولاد کے افراد موجود ہیں۔ ان میں سے اکثر صالح۔ نیک اور صاحب استعداد بزرگ ہیں۔ ان میں عالم بھی ہیں اور شاعر بھی۔ اگرچہ حضرت شیخ کا منظوم کلام یا مستقل دیوان تو مرتب نہیں ہو سکا۔ مگر مختلف عنوانات پر آپ کی بڑی گراں قدر تصانیف ملتی ہیں۔ حمد نعت۔ غزلیات اور مناقب میں آپ کا کلام بکھرا ہوا ہے۔ مگر تاریخ۔ تذکرہ اور حدیث و عقائد پر بے شمار کتابیں راہنمائے عالم بنیں آپ صالحین کے ذکر میں فرماتے ہیں۔

چو من بخیر کنم یاد رفتگاں شائد
امید ہست مرا ہم بخیر یاد کنند
چو شاد میکنم ارواح دیگراں شائد
کساں رسند و مرا نیز روح شاد کنند

هنوز از دم ہستی اثر نبود مرا — کہ جذب عشق تو از خویش می ربود مرا
حقی بیان شوق بہ پایاں نمی رسد — کوتاه ساز قصۂ دور و دراز را

رنگ حناست برکف پائے مبارکت
یا خون عاشقان ست کہ پائمال کردۂ

حضور کریم کی نعت میں لکھتے ہیں

مخواں او را خدا و زبہر امر شرع حفظ دین
دگر ہر وصف کش می خواہی اندر مدحش انشا کن

marfat.com

محب آل و اصحاب تو ام کارِ من حیران
بلطف خویش ہم امروز ہم در روز فردا کن
بیا حقی مدہ تصدیع خدام جنابش را
کہ احوال تو معلوم است اظہارش مکن پاکن
بقسمت باش راضی دم مزن الاّ بشکر حق
سکونت در نزوتسکین دل خود از قسمنا کن
ثنایش گو دے چون نیست القابش ز تو ممکن
باین یک بیت مدحش را علی الاجمال القا کن

۲۵

شاہ نظام الدین ناظم قدس سرہٗ دہلوی کے خاندانی شجرات

سیّد شاہ نظام الدین احمد قادری ممدوح۔ سیّد احمد قادری۔ سید شاہ پیر قادری سیّد محی الدین قادری۔ سیّد شیر محمد قادری۔ سیّد شیخ الہداد قادری۔ سید داؤد قادری۔ سید محمود ابوالحی قادری۔ سیّد شرف الدین قادری۔ سیّد تاج الدین ابوالفضل قادری۔ سید عبدالرزاق قادری۔ سیّد زین العابدین قادری۔ سیّد جمال الدین قادری۔ سیّد ابوالمحفوظ قادری۔ سید سیف الدین عبدالوہاب قادری۔ شیخ الکامل امام الحق محبوب رب العالمین ابومحمد حضرت سید عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی۔ شیخ ابوسعید مبارک ابن علی مخرمی۔ شیخ ابوالحسن محمد یوسف الہنکاری القریشی۔ شیخ ابوالفرح طرطوسی۔ شیخ ابوالفضل عبدالواحد ابن عبدالعزیز التمیمی۔ شیخ ابوبکر عبداللہ شبلی۔ شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی۔ فرد الوقت ابوالمکارم سری ابن مغلس سقطی امام السالکین شیخ العارفین لسان الحق ابوالمحفوظ ابن علی

marfat.com

الکرخی امیر المعصومین حضرت سید برحق علی موسی رضا۔

حضرت شاہ نظام الدین قادری نواب محمد میر خان مغفور کے خلف الصدیق تھے۔ ان کے بیٹے سید غلام محی الدین خان صاحب حال ہی میں دور دراز سفر سے دہلی پہنچے ہیں آپ ریاست بھرت پور میں اپنے آباؤ اجداد کی جاگیر پر گزر کرتے ہیں یہ خاندان حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانیؒ کی اولاد اور حضرت باقی باللہ نقشبندی دہلوی کے پوتے ہیں۔

۲۶

حضرت عبد الجلیل عرف سیّد معصوم بغدادی قدس سرہٗ

آپ حضرت قطب العصر جیلان کی اولاد میں سے تھے۔ آپ نعمت آبادی خانقاہ کے متولی اور سجادہ نشین تھے۔ آپ کی نسبت ان واسطوں سے حضرت سید عبد القادر گیلانی رضی اللہ عنہ سے ملتی تھی۔

سیّد معصوم بن سید محمود بن سید درویش بن سید نور الدین بن سیّد حسام الدین بن سیّد نور الدین بن سید ولی الدین بن سیّد شرف الدین بن سید شمس الدین بن سید محمد ضحاک بن سیّد عبد العزیز خلف الرشید سیدنا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ۔

سیّد معصوم شاہ قدس سرہٗ کے کئی بیٹے تھے تمام کے تمام صاحب منزلت اور نعمت خاندانی کے مالک تھے۔ ان میں سید محمد عبد اللہ۔ سید اسماعیل سید محمد مصطفیٰ سب سے پہلے ہندوستان میں وارد ہوئے تھے۔ تمام بھائی مجرد رہے۔ مگر سید محمد اسماعیل نے سہارنپور میں شادی کی تھی۔ ایک عرصہ تک حضرت سلطان ٹیپو ابن سلطان حیدر علی کی خدمت میں رہے۔ آخر کار دہلی میں آگئے۔ اور وہیں سکونت فرما ہوئے۔ فوت ہوئے تو سبزی منڈی کے قریب خانقاہ دانا شاہ میں دفن کئے گئے۔

marfat.com

سید میر حاجی آپ کے فرزند ارجمند تھے۔ ان کے بیٹے حافظ سید عبدالعزیز تھے جو بڑے صالح اور پارسا نوجوان تھے۔ ان کی ارادت جناب سید شاہ حکیم نورالدین جعفری اکبر آبادی صاحب نعمت خاندان خود سے تھی۔ سید مصطفیٰ بھی دہلی میں فوت ہوئے تھے۔ آپ کی قبر آستان حرم نبوی میں بنائی گئی تھی۔ سید عبداللہ مولوی امجد علی کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمارے دادا نے صرف آپ کی تعلیم کے لئے ہندوستان آنے کو فرمایا تھا آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ مولوی امجد علی کو حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ السامی سے خصوصی نسبت پیدا ہو گئی۔ آپ صاحب ارشاد و خلافت ہوئے۔ سید شاہ نورالدین کے حکم سے سجادہ نشین بن کر بے پناہ مخلوق خدا کی فیض رسانی فرمانے لگے۔ سید عبداللہ رام پور میں مصطفیٰ آباد میں آرام فرمائے مزار ہوئے۔ آگرہ میں ان کے خلفا اور بھائی آپ کی مسند خلافت پر قیام فرما ہوئے۔

۲۷

خاندان شاہ نور قادری و سادات نہر والی

حضرت شہاب الدین شیخ الشیوخ سہروردی کا جو شجرہ جناب غوث الاعظم تک پہنچتا ہے۔ اس میں اس خانوادے کا تذکرہ لکھا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت ابو نجیب سہروردی تک پہنچتا ہے۔ منزل نہم حضرات چشت کا شجرہ ہے۔ باب سوم شاہ بدرالدین اور دوسرے سعیدی حضرات کا تذکرہ بھی ملاحظہ فرمالیں۔

marfat.com

۲۸

خاندان شاہ عبداللہ شطاری قادری قدس سرہٗ

ہم آپ کا ذکر خیر خانوادہ شطاری میں تفصیل سے کر آئے ہیں آپ عمدۃ المہاجرین کی اولاد میں سے تھے۔ اصحاب انصار میں بھی آپ کا خانوادہ ہے۔ رفیق نماز۔ نائب رسول۔ صاحب ایمان و تصدیق اول حضرت ابی بکر صدیق رضؓ کے نسب سے شاہ عبداللہ کا نسب جا ملتا ہے۔ شطاری رسائل میں اپنے نسب کو شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی سے ملا گیا ہے آپ کو خانوادہ فردوسی سے بھی خلعت خلافت ملی تھی۔ خاندان قادریہ میں آپ کا توسل سید عبدالرزاق ابن غوث الاعظم تک قائم ہے۔ اپنے آباد اجداد کے سلسلہ میں برصغیر کے دوسرے خانوادوں سے آپ کے تعلقات ملتے ہیں۔ آپ طریق شطاری۔ قادری۔ فردوسی اور طیفوری میں بھی مجاز تھے۔ قادری شجرات میں آپ کے وسائل پائے جا سکتے ہیں۔ حضرت معروف کرخی کے بعد حضرت داود طائی۔ حبیب عجمی اور ابو سعید حسن البصری کا نام لکھتے ہیں۔

شاہ عبداللہ شطاری کے مریدوں کا تذکرہ

آپ کے مریدوں کا تذکرہ توضیحاً یہاں درج کیا جا رہا ہے ان میں سے ایک بزرگ شاہ دادو مرید پوری قدس سرہ تھے۔ آپ خاندان قلندری خضری کے مرید تھے۔ حضرت عبداللہ شطاری قدس سرہٗ اس علاقہ میں تشریف لے گئے تو شاہ دادو بھی ملاقات کو حاضر ہوئے۔ دروازے پر دربان نے اندر جانے سے روک دیا۔ مگر آپ زور سے اندر چلے گئے۔ حضرت کے خادم نے اس سرکش نوجوان کو اندر آتے

marfat.com

دیکھا تو کہا "کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچ سکتا"۔ آپ نے جواب میں فرمایا "کوئی باادب خدا تک نہیں پہنچا"۔ حضرت شیخ نے اس کی حالت کی وضاحت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں دربان کو نہ پیٹتا تو آپ کے حضور کب رسائی ہوتی۔ اور خدارسی کا دروازہ کب کھلتا؟ شیخ کو آپ کی وضاحت بڑی پسند آئی۔ اور حضرت شاہ داؤد کی راست گفتاری کی تعریف کی۔ آپ کے احوال قلبی کو درست فرمایا۔

آپ کے مریدوں میں سے ایک شاہ نور قصار قدس سرہٗ الغفار تھے۔ ایک دن آپ اپنے کام میں مصروف تھے، کہ شاہ داؤد وہاں سے گزرے فرمایا۔ تم لکڑی کو لکڑی پر کب مارتے رہو گے۔ آپ یہ اشارہ پاکر اس کام سے دستبردار ہو گئے۔ اور ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ کاملان خدا میں شمار ہونے لگے۔

ایک مرید شاہ پیرک انبالوی رحمۃ اللہ تھے۔ آپ ابتدائی زندگی میں گھوڑوں کے سوداگر تھے اور شیخ یوسف قتال دہلوی کے مرید تھے۔ حضرت قتال قاضی جلال الدین لاہوری کے مرید بھی تھے اور داماد بھی تھے آپ کو شیخ جلال الدین سے نعمت ملی تھی۔ آپ کا مزار محمد تغلق کے ہفت پل کے پاس موضع کھڑکی میں ہے۔ ایک دن حضرت شیخ یوسف کی وفات کے بعد دہلی تشریف لائے۔ اور آپ کی خانقاہ میں مجلس ذکر میں شریک ہوئے آپ نے دیکھا کہ شیخ فرما رہے ہیں۔ ہم نے تجھے ابراہیم خلیل کے حوالے کر دیا ہے یہ بات سنتے ہی آپ باہر نکلے اور اس بزرگ کی تلاش میں شہر بہ شہر پھرنے لگے۔ آپ مہرپور سے گزر رہے تھے۔ تو شیخ انور کو ایک جگہ دیکھا۔ جو بڑے عمدہ لباس اور قیمتی خلعت میں جلوہ فرما تھے۔ دل میں کہا۔ کہ ہندوستان کے مشائخ عجیب و غریب ہیں آپ نے فرمایا حدیث نبوی مِن اُمتی اربعون رجلاً علی قلبِ ابراہیم کی روشنی میں مجھے آپ کا پیرو مرشد بتایا گیا ہے۔ انہوں نے بھی شکل دیکھتے ہی پہچان لیا کہ مجھے اپنی بشارت دی گئی تھی۔ آپ کی خدمت میں حاضر رہنے لگے۔ بیعت ہوئے

marfat.com

کچھ عرصہ کے بعد مجاز بن گئے۔ اور قندھار کو روانہ ہوئے۔

وہاں ایک عالم دین سماع اور مشائخ کے وجد کا منکر تھا۔ ایک دن وہ حضرت شیخ کے احتساب کے لئے خانقاہ میں جا پہنچا۔ حضرت شیخ نے چلاّ کر کہا۔ پکڑا گیا! پکڑا گیا! اسی وقت شہر میں زبردست آگ لگ گئی اور طوفانی ہواؤں سے پھیلتی چلی گئی۔ وہ عالم دین ایک بے ہوشی اور خود رفتگی کی حالت میں مارا مارا پھر رہا تھا حضرت کا معتقد ہوا۔ اور مرید ہو گیا۔

حضرت شیخ کا ایک رشتہ دار شیطانی وسوسے میں پھنس گیا۔ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ایک نگاہ سے دیکھا۔ تو اس کے دل سے شیطانی وسوسے جاتے رہے۔ حضرت شیخ انبالہ میں اکبر بادشاہ کے دَورِ اقتدار تک زندہ رہے۔ آپ کے تصرفات کا سارے ملک میں چرچا تھا۔

حضرت دادو کے خلفاء میں سے شیخ ابراہیم چشتی تھے۔ انہیں خانوادہ شطاریہ سے فیض ملا تھا۔ حضرت چشتی سے شیخ احمد جعفر چشتی کو فیض ملا۔ ان سے شیخ علی چشتی ان سے شیخ عبدالغفار چشتی کو ان سے شیخ محمود چشتی کو فیض ملا تھا۔ ان خلفاء میں ایک بزرگ شیخ عبدالرؤف شطاری قدس سرہٗ تھے آپ سلطان سکندر لودھی کے زمانہ میں شیخ وقت تھے۔ پھر شیخ یوسف چریا کوٹی۔ شیخ حاجی ظہور۔ شیخ شاہ قاذن شیخ ابوالفتح (خلف شاہ قاذن)، شیخ حاجی حمید (اپنے وقت کے عالی وقار ولی اللہ تھے) شیخ محمد مخاطب بہ غوث گوالیاری یا شیخ پھول بھی آپ کے خلفاء میں سے تھے۔ شیخ غوث گوالیاری کے آٹھ بھائی تھے۔ ایک عرصہ تک حصار میں رہے۔ کالنجر میں بے پناہ ریاضت کرتے رہے۔ اسمائے جلالی اور جمالی کی دعوت پر عمل کیا۔ آپ کا کاروبار بہت پھیلا ہمایوں بادشاہ آپ کے معتقد تھے۔

علمائے گجرات نے آپ کے رسالے پڑھے تو آپ کے خلاف ہو گئے اور بادشاہ

marfat.com

کی خدمت میں ایک محضر نامہ پیش کیا۔

شیخ محمود گوالیاری قدس سرہٗ سے کئی سلاسل جاری ہوئے جس سے سند اعمال ملی۔ مغربی ممالک کے صوفیاء جنہیں خصوصیت موسوی حاصل ہے۔ آپ سے منسوب ہوئے تھے۔ آپ ۹۶۷ھ میں فوت ہوئے۔ آپ کا مقبرہ گوالیار میں ہے۔

اسی طرح وہاں ایک عامل تھا۔ جو بڑا متصرف تھا۔ مگر غیر آشنا لباس میں رہا کرتا تھا۔ آپ کے خلفاء میں سے نظام الدین فردوسی شطاری تھے۔ ایک شیخ مجتبیٰ شطاری قادری تھے۔ آپ گیارہویں صدی ہجری میں فوت ہوئے۔ ایک خلیفہ بہاد الدین انصاری قدس سرہٗ تھے۔ ان کا تذکرہ اٹھارویں منزل میں گزر چکا ہے۔

۲۹

خاندان شاہ عبدالرحیم قادری دہلوی قدس سرہٗ

آپ سید عبدالقادر جیلانی کی اولاد سے ہیں۔ اور خاندانی نعمات روحانی سے بہرہ ور تھے۔ آپ بارہویں صدی ہجری میں شاہجہان آباد (دہلی) میں پیدا ہوئے گیارہ صدی ہجری میں آپ کے والد اپنے چھوٹے بیٹے شاہ سیف الرحمان جن کی عمر اس وقت پانچ سال تھی۔ بغداد سے ہندوستان پہنچے۔ یہاں قیام پذیر ہوئے۔ اور یہاں ہی شادی کی۔ آپ کے دوسرے بیٹے شاہ اسرار اللہ قدس سرہٗ ہندوستان میں ہی پیدا ہوئے۔ عمائدین وقت۔ امراء، علماء شاہ عبدالرحیم قدس سرہٗ کی بڑی تعظیم و توقیر کیا کرتے تھے۔ آپ کے حالات اور تصرفات کے بڑے معتقد اور فرمانبردار تھے آپ کے دونوں بیٹے بڑے عالی قدر بزرگ تھے۔ اور اپنے اپنے طور پر دو توں سجادۂ ارشاد پر جلوہ فرما ہو کر مخلوق خدا کو ہدایت دینے میں مصروف تھے شاہ سیف الرحمان

marfat.com

کے بہت سے خلفا تھے۔ مگر چند ایک کا مختصر سا ذکر کیا جاتا ہے۔ سید شاہ علی سجاد میر حاجی قدس سرہٗ۔ سید عباد اللہ قدس سرہٗ۔ سید عبد اللہ قدس سرہٗ۔ سید شاہ قمر الدین فرزند سید شاہ علی سجاد قدس سرہما۔ یہ بزرگ اپنے بزرگوں کے طریقہ پر عبادت و ریاضت میں یکتا تھے۔ ہر قدم پر صبر و قناعت کا مظاہر فرماتے۔ تقویٰ اور ورع میں بے مثال تھے۔ طبع سلیم اور زہد مستقیم کے مالک تھے۔ انقلاب کے بعد جب انگریزوں نے دہلی پر حملہ کیا تو آپ فرید آباد تشریف لے گئے۔ اور وہاں ہی فوت ہوئے۔ دونوں بھائیوں سے باقی میر حاجی ہی تھے۔ پھر حضرت کے ایک خلیفہ مولانا سید محمد نے۔ جن کے فضائل و کمالات علمی اور عملی معروف زمانہ ہوئے۔ آپ نوادر عصر اور ممتاز زمانہ تھے۔ آپ مولانا محمد رشید الدین کے نامور تلامذہ میں سے تھے اور حضرت مولانا حافظ شاہ عبد العزیز محدث قدس سرہٗ کے فیض سے وافر حصہ رکھتے تھے۔ پھر اسی طرح آپ کو شاہ رفیع الدین۔ شاہ عبد القادر قدس اللہ اسرا ہم سے بڑا حصہ ملا تھا۔ آپ شاہ محمد عظیم قادری حافظ میرزا مغل بیگ صاحبان سے اکتساب طریقت کرتے تھے۔ فن طب میں حکیم محمد عزت اللہ خان مرحوم کے شاگرد تھے۔ پھر سرکاری طور پر ایک عرصہ تک مدرس اعظم کے عہدے پر رہے اور علوم مروجہ کو رواج دینے میں بڑا کام کیا۔ آپ کے دسترخوان علم سے طالب علموں کو تعلیم و تربیت کا بڑا حصہ ملا تھا۔ ابھی تھوڑے دن ہی ہوئے ہیں کہ آپ فوت ہوئے اور آپ کو حرم نبوت کے پہلو میں جگہ ملی۔ آپ کے بیٹے میر محمود خلف السعید فقر و درویشی میں بے مثال ہیں سیاحی اور ریاضت میں ہر وقت مستعد نظر آتے ہیں۔ آپ کی اولاد پسری اور دختری سے صرف ایک نشانی شاہ اسرار اللہ قادری ہیں قدس سرہٗ

---

marfat.com

۳۰

خانوادہ حاجی خالق داد ملتانی قدس سرہٗ

حقیقت شعار۔ باوقار اور درویشی کے طریقہ پر بڑی بلند شان کے مالک تھے۔ آپ میرزا محمد سنجر بہادر کے ساتھ لاہور تشریف لائے اور حضرت شاہ میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں ارادت وعقیدت رکھتے تھے۔ آپ کو حضرت میاں میر سے فیض اور اجازت ملی سیاحت پر نکلے خانہ کعبہ گئے۔ کئی بار زیارت حرمین الشریفین سے مشرف ہوئے۔ دہلی آئے تو کابلی دروازے کے باہر قیام پذیر ہوئے۔ آپ نے سید عبدالوہاب ابن سید بھوہ سے زمین خرید کر گھر بنا لیا۔ اور ہدایت وارشاد باطنی کی دولت زندہ دلان دہلی کے قلب عاطر میں بھرنے لگے۔ اپنے اوقات عزیز کو عبادت کے بعد علمی رسائل اور تصانیف میں صرف فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے معاصر صوفیا اکثر آپ کے پاس آتے اور مسائل تصوف پر سوال پوچھتے۔ آپ کی کرامات اور خوارق عادت متحد ہوئیں۔ آپ کے دستر خوان علم کے خوشہ چین آگے جا کر صاحب ارشاد ہوئے۔

آپ کا ایک شجرہ میری نظر سے گزرا ہے۔ کئی واسطوں سے سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ علیہ تک جا پہنچتا ہے۔ سید حاجی خالق داد ملتانی دہلوی شیخ شاہ میر قادری لاہوری (میاں میر لاہوری) شیخ خضر ابدال بیابانی۔ سید احمد۔ سید حامد۔ سید مبارک قادری۔ سید محمود قادری سید شاہ علی۔ سید مسعود۔ سید جلال دین مسعود۔ سید عبدالوہاب قدس اسرارہم۔

marfat.com

۳۱

خاندان سیّد شاہ اسمٰعیل قادری حصاری قدس سرہٗ

آپ بارھویں صدی ہجری کے نامور عارفان حق میں شمار ہوتے تھے اپنے علاقہ میں آپ نے بڑی شہرت پائی۔ عبادت وریاضت میں بڑا حصہ تھا۔ عجز وانکسار۔ فقر وایثار آپ کے خمیر میں رچا بسا تھا۔ حضرات سادات کی تعظیم وتکریم میں ہمہ تن سر تسلیم خم رہتے۔ آپ کے اخلاق واطوار اور حسن سلوک کو دیکھ کر حضور کی بارگاہ کے صحابہ کی یاد تازہ ہو جاتی۔ آپ کے درویشوں کی خاصی تعداد برسراقتدار امراء اور صاحب مصاحب حضرات میں تھی۔ دیہات اور قصبات کے اکثر لوگ آپ کے ہاتھ پر تائب ہوئے تھے۔ اس ملک میں آپ کے فیضان کا یہ عالم تھا۔ کہ تمام خورد وکلاں درویشانہ لباس زیب تن کرنے لگے اور ذکر وشغل میں وقت بسر کرتے اکثر لوگ خلوت وجلوت میں اللہ کا ذکر کرتے رہتے آپ کا فیض حضرت قطب شہاب الدین ڈسکہ تک پہنچا۔ آپ شیخ محمد فاضل کے مجاز تھے۔ وہ شیخ محمد باقر اور وہ شیخ محمد یوسف اور وہ حاجی الحرمین شاہ نعمت اللہ اور وہ شاہ عیلی زند اللہ اور وہ شاہ محمد عارف اور وہ شاہ محمد لشکر اور وہ شاہ محمد غوث گوالیاری قدس سرہم سے فیض یافتہ تھے۔

شاہ محمد اسماعیل کے خلف الرشید اپنے والد کے جانشین اور سجادہ نشین بنے۔ ان کا اسم گرامی شاہ محمد معز الدین تھا۔ آپ نے اپنے والد کے نقش قدم پر چل کر ان روایات کو زندہ رکھا۔ جن پر شاہ محمد اسماعیل نے زندگی گزاری تھی۔ ان دنوں اس مسند پر شاہ محمد معز الدین کے فرزند اکبر مولوی محمد رکن الدین جلوہ فرما

marfat.com

ہیں۔آپ علمی فضائل اور کمالات میں اپنے خاندان کی آن ہیں موجودہ انقلاب میں بڑے مصائب سے گزرے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ سے خاندانی بزرگان دین کے تصرفات سے آپ کو نجات بخشی۔آپ بزرگان سلف کی عادت پر ضبط اوقات اور کفایت مہمات میں مصروف رہتے ہیں۔آپ کے چھوٹے بھائی قاری محمد نور صمد صاحب بھی آپ کی طرح زاہد اور عابد ہیں اور سوز و گداز کے مالک ہیں۔

حضرت شاہ اسماعیل کا اصلی وطن: آپ مغلیہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کے آباؤ اجداد میں سے ایک بزرگ حضرت محمود غزنوی کے مصاحب تھے۔سلطان غزنوی نے آپ کو غذنین کے قلعہ کی مرمت کے لئے خزانے کا مختار بنا دیا تھا۔مگر حاسدین نے بادشاہ کے کان بھرے کہ آپ نے حضرت غزنوی کے عطاء کردہ خزانوں کو اپنی ذات پر خرچ کر لیا ہے اور کافی سونا غبن کر لیا ہے۔بادشاہ کو بڑا غصہ آیا۔آپ کی گرفتاری کے احکامات جاری کر دیئے۔آپ کے ایک مخلص دوست نے آپ کو اطلاع دے دی کہ کسی حاسد نے آپ کے خلاف اس قسم کے الزامات اور تہامات لگائے ہیں۔اور بادشاہ نے گرفتاری کا حکم جاری کر دیا ہے اگر ہو سکے تو بھاگ کر غزنوی حکومت سے باہر نکل جاؤ۔آپ نے اہل و عیال کو ساتھ لیا۔اور ہندوستان چلے آئے۔اور لاہور کے قریب سکونت اختیار کر لی۔

ان دنوں محمود غزنوی پے در پے برصغیر ہندوستان پر حملے کر رہا تھا۔چنانچہ آپ نے اپنے آپ کو خفیہ رکھا۔اور اپنی خواہش کے حصول کے لئے ملک میں کوزہ گری شروع کر دی۔کئی سال وہاں گزار دیئے۔امیر تیمور نے ہندوستان پر حملہ کیا۔کفار جاٹ ہمیشہ ڈاکہ زنی۔شراب نوشی اور خوک خواری کیا کرتے تھے آپ نے ٹھہر کر مسلمانوں کو جمع کیا۔اور بھوئنہ سے لے کر سرسر تک ایسے امن

marfat.com

دشمن لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور یہ سارا علاقہ امن کا گہوارہ بن گیا۔ یہ علاقہ خالی ہو گیا۔ دریا کے کنارہ پر زمین آبی ہو گئی۔ فصلیں تباہ ہو گئیں۔ لوگ علاقہ کو چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں چلے گئے۔ آپ بھی ان حضرات کے ساتھ دوسری زمینوں پر چلے گئے۔

حضرت اسماعیل قدس سرہٗ ۱۱۵۶ھ میں پیدا ہوئے۔ چالیس سال کی عمر ہوئی تو آپ ۱۱۹۶ھ میں حضرت شیخ شہاب الدین قادری قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بیعت سے مشرف ہوئے۔ تعلیم ذکر حاصل کی۔ خرقۂ خلافت پایا۔ اور آپ کو حصار کی سرزمین پر مامور فرمایا گیا۔ آپ حصار میں پہنچے۔ بارہ سال تک آپ سنگریزوں پر سوتے رہے۔ ہمیشہ روزہ رکھتے۔ رات کو خشک روٹی کے ایک ٹکڑے سے افطار فرماتے اور گونٹ پانی پی لیتے مگر حضرت مرشد کے احکامات پر سختی سے عمل فرماتے آپ نے تمام لذید کھانوں کو ترک کر دیا تھا۔ نہ کبھی دودھ پیا۔ نہ گوشت کھایا۔ البتہ جنگل میں بعض اوقات پرندوں تیتر بٹیر کا شکار کر لیتے۔ ایسا بھی اس وقت ہوتا جب حضرت خواجہ محمد معز الدین تشریف لاتے کھدر کے کھردرے کپڑے زیب تن کرتے تھے۔ اور قادریوں کے مخصوص رنگ کو اپناتے۔ آج تک آپ کی اولاد اور مرید اس قسم کے کپڑے پہنتے ہیں۔ اگرچہ ظاہری تعلیم سے ناشنا اُمّی تھے مگر مسائل دینیہ میں بڑے سے بڑا عالم دین بھی گفتگو کی تاب نہ لاتا تھا۔ آپ ۲۷ ماہ جمادی الاول ۱۲۳۶ھ میں فوت ہوئے۔ آپ کے مزار پُر انوار پر بہت بڑا گنبد بنایا گیا قریب ہی ایک عالی شان مسجد تعمیر کی گئی[1]۔ پھر ساتھ ہی ایک احاطہ

ف ۱:۔ حصار کی مساجد بہت ہی ویران ہو گئی تھیں ۱۳۰۹ھ میں انہیں ازسر نو مرمت کیا گیا۔ حصار کی عید گاہ کو بھی ازسر نو مرمت کرایا گیا۔ آج تک حصار کی مساجد اور عید گاہ کی امامت آپ کی اولاد کے ذمہ ہے ۱۲۔

marfat.com

تعمیر کیا گیا۔ یہ مقام حصار فیروزہ کے مغرب کی طرف ہے۔

خواجہ محمد معزالدین قدس سرہٗ:۔ حضرت شاہ اسماعیل کے خلیفہ بھی ہیں اور خلف الرشید بھی تعلیم قرآن مجید۔ کتاب فقہ عقائد ضروریہ کی تعلیم سے فارغ ہوئے۔ تو تین سال متواتر شب و روز ریاضت شاقہ اختیار کر لیں۔ دن کو روزہ۔ رات کا قیام۔ پھر افطار پانی کے ایک گھونٹ سے اور سحری کو ایک لقمہ غذا کھاتے تھے۔ خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے تو حکم ہوا۔ کہ اب بچوں کو قرآن کی تعلیم دیا کرو۔ حضرت پیر و مرشد نے حکم دیا قرآن کی تدریس کے ساتھ ساتھ حصار کے سارے شہر کی نگرانی کر کے درویشوں کو کھلایا کرو۔ پانچ چھ ماہ تک یہ معمول رہا۔ پھر خدمت میں طلبی ہوئی۔ فرمایا اب تم مولیٰ کے منظور رہو گئے ہو۔ اب تمہیں دنیا کا کچھ حصہ بھی دیا جاتا ہے۔ یاد رکھو۔ اللہ کی وحدانیت پر ایمان رکھتے ہوئے۔ صوم و صلوٰۃ کی پابندی کرتے رہو۔ اب سے کچھ آرام و آسائش بھی اختیار کر لیا کرو۔

چنانچہ اس اعلان کے بعد آپ زاہد۔ عابد۔ شب بیدار۔ سخی۔ قبیلہ پرور صاحب خلق عام اور جہان نواز بن گئے۔ وقت کے حکام کی دعوت قبول نہ فرماتے۔ طعام اور شرینی آپ کے گھر آتی۔ تو غربا اور مساکین میں تقسیم کر دیا کرتے۔ بیٹوں کو یا اہل خانہ کو ایسی کسی چیز کی اجازت نہ تھی۔ نقد نذرانے علیحدہ رکھتے اور علماء اور پیرزادوں میں تقسیم کر دیتے۔ بازار کی بنی ہوئی مٹھائی نہ کھاتے نہ ہی کسی کے گھر کا

۴:۔ اس عیدگاہ کا جو بھی سجادہ نشین ہوتا ہے وہی عیدگاہ کی امامت کے فرائض سرانجام دیتا ہے حصار کے لوگ اور قرب و جوار کے باشندے عید کے دن اسی عیدگاہ میں نماز ادا کرتے ہیں۔ نماز عید کے بعد سجادہ نشین کی دستار بندی ہوتی ہے۔ نذرانے پیش کئے جاتے ہیں (ابو الحسن)

marfat.com

پکا ہوا میٹھا کھاتے سفر میں ہوتے تو درویش کھانا پکاتا۔ نہایت متقی صاحب نعمت عظمیٰ نفیس مزاج نفاست پسند متحمل عادات صبور اور ضبط و نور میں بے مثال تھے۔ ۱۹ ذیقعد ۱۲۷۲ھ کو انتقال ہوا۔ آپ کا مزار پیر و مرشد کے مزار کے مغرب کی طرف ہے۔

مرید شاہ محمد اسماعیل المعروف یتیم شاہ قدس سرہٗ

ایک چوہان راجپوت تھے۔ بلیانی امی میں رہتے تھے۔ چند روز کی حاضری کے بعد مرید ہو گئے۔ ایک دن نگاہ رحمت سے دیکھا۔ تو بے ہوش کر دیا۔ زمین پہ گھنٹے دو پہر اسی طرح رہنے دیا گیا۔ ہوش آئی۔ تو بیعت کر لیا۔ دوسرے دن مسجد کے مشرقی بام کی طرف انگلی سے اشارہ کیا تو خواجہ صاحب کو مخاطب کر کے کہا۔ بھائی! دیکھو کلکتے کے قلعہ پر کتنی توپیں گاڑی گئی ہیں! فیروز پور کا قلعہ کتنا اچھا ہے!! اسی اثنا میں حضرت شاہ صاحب تشریف لائے۔ فرمایا۔ خاموش۔ خاموش۔ چپ ہو گئے۔ اسے جلد ریاضت اور مشفق نعمت مل گئی ہے۔ تو شور مچاتا پھرتا ہے۔ اس کی کرامات اور خارق عادات علاقہ بھر میں مشہور ہو گئیں۔ موضع دھارن اور اس کے نواح کے لوگ جوق در جوق زیارت کو آتے۔ ان کی قبر دھارن اور اس کے نواح میں تشام میں واقع ہے۔

آپ نے اس راجپوت کے علاوہ دو اور مریدوں کو بھی نعمت سے نوازا تھا ایک گوجر تھا۔ اور دوسرا افغان کابلی تھا۔ ان دونوں کو بیت اللہ جانے کی اجازت دے دی۔

آپ کا طریقہ تھا کہ بہت کم مرید بناتے اگر کوئی مجبور کرتا تو خواجہ صاحب کو حکم فرماتے اسے بیعت کر لو۔

marfat.com

شیخ شہاب الدین قادری قدس سرہٗ:-

آپ حضرت شاہ محمد اسماعیل قدس سرہٗ کے پیرو مرشد تھے۔ آپ راجپوت تور قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والدین لہری کھیڑی میں رہتے تھے۔ آپ اپنی ہمشیرہ کے گھر تھے۔ کہ آپ کے والدین کا انتقال ہو گیا۔ آپ شام کی نماز کے بعد تھوڑا سا دودھ لے کر ایک درویش کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔ جو آپ کی ہمشیرہ کے گاؤں میں رہتا تھا۔ یہ درویش صحرا نشین اور سیاح تھا ایک دن اس درویش نے کہا۔ بیٹا میں جا رہا ہوں۔ تم بھی لاہور جا کر پڑھو۔ آپ لاہور چلے گئے۔ پڑھنا شروع کر دیا صرف نحو۔ منطق۔ معانی اصول و فروع تفسیر و حدیث حاصل کئے۔ علم قرات میں کمال پایا۔ صاحب فضیلت و علمیت قرار پائے۔ آپ کو پیر کامل کی جستجو ہوئی۔ آپ نے اِدھر اُدھر دیکھا کہ کسی مرد کامل سے فیض حاصل ہو۔ مگر کوئی نہ ملا۔ ان دنوں دو اور اشخاص جو قصور کے پٹھان تھے۔ کسی مرد کامل کی تلاش میں نکلے تھے آپ بھی ان کے ساتھ مل کر تلاش مرد خدا میں نکلے۔ انہوں نے سنا کہ لاہور میں حضرت محکم الدین صاحب تصوف بزرگ ہیں۔ ان کی خدمت میں پہنچے۔ آپ اس وقت اپنے کھیتوں کے کنارے کھڑے تھے۔ سلام و علیکم کے بعد مقصد پیش کیا۔ حضرت محکم الدین کا طریقہ تھا۔ کہ جو شخص بیعت کے لئے آتا۔ آپ مراقبہ فرماتے اگر منظوری ہوتی تو بیعت کرتے ورنہ فرما دیتے کہ میرے پاس تمہارا حصہ نہیں ہے۔ آپ نے مراقبہ فرمایا۔ دونوں پٹھانوں کو بیعت فرما لیا مگر حضرت شیخ شہاب الدین قدس سرہٗ کو فرمایا۔ تمہارے نصیبوں میں یہ نعمت نہیں ہے۔ آپ سن کر بے حد مایوس ہوئے غمگین لوٹے تو راستہ میں ایک کھیت کے کنارے ایک شخص کو کھڑا دیکھا۔ السلام علیکم کیا تو اس نے کہا۔ تم تین آدمی اسی راہ سے گزرے تھے۔ دوسرے دو کہاں ہیں۔ حضرت شیخ

marfat.com

شہاب الدین نے بتایا کہ ہم حضرت پیر محکم الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ دونوں کو دولتِ بعیت نصیب ہوگئی مگر میں مایوس واپس جا رہا ہوں۔ اس شخص کا اسم گرامی محمد فاضل تھا اس نے کہا اچھا میں کنواں چلاتا ہوں تم میرے کھیت میں پانی کیاریوں میں درست کرتے جانا۔ پھر چلے جانا۔ آپ نے کسی پکڑی اور کھیت میں پانی کی نگہداشت کرنے لگے۔ ادھر محمد فاضل کنویں پر جا کر پانی چلانے لگے۔ جوں جوں پانی کیاریوں میں چلتا جاتا آپ کے دل ودماغ معرفت الٰہیہ سے روشن ہوتے جاتے۔ حتیٰ کہ کیاریاں بھر گئیں۔ ادھر حضرت شہاب الدین نعمت روحانیت سے پُر ہو گئے۔ حضرت محمد فاضل نے فرمایا۔ شہاب الدین نعمت اتنی ہی کافی ہوتی ہے جسے دل برداشت کرے۔ پانی اتنا ہی کافی ہوتا ہے۔ جس سے کیاری بھر جائے۔ اب اس کیاری کا منہ بند کر دو۔ اور دوسری کیاری کا منہ کھولو۔ کھولو۔ وہ بھر گئی بھر گئی۔

حضرت محمد فاضل دراصل حضرت خواجہ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے پوتوں میں سے تھے۔ آپ نے حضرت شہاب الدین کو سلسلہ چشتیہ میں بعیت کیا۔ خرقہ خلافت دیا۔ کئی قسم کے اذکار کی تعلیم دی۔ اور فرمایا۔ آج سے لوگوں کو بیانگ دھل کہو۔ کہ جس شخص کو محکم الدین نے کہہ دیا ہے کہ خدا تک رسائی نصیبوں میں نہیں وہ چلا آئے۔ اور میں اسے خدا تک راہنمائی کرتا ہوں۔ آپ نے شہاب الدین کو ولایت سرسہ اور نواحی علاقہ جات عطا فرماتے ہوئے رخصت فرمایا۔

آپ کچھ عرصہ موضع پرہاری ضلع سرسہ میں رہے۔ ایک سو چالیس طلبا صرف و نحو حدیث و تفسیر اصول و فروغ کی تعلیم میں لگا دیئے بعض قرآن حفظ کرنے لگے بعض علم قرات میں مشاق ہونے لگے۔ اکثر ناظرہ پڑھتے شاہ محمد اسماعیل اسی درس میں حاضر ہوئے تھے اور بعیت ہو کر عرفان الٰہی حاصل کرتے رہے۔ وہاں سے فارغ ہو کر ڈسکہ ڈوگراں میں چلے گئے۔ یہ قصبہ سنام کے راستہ میں ہے۔ آپ کا مزار پُر انوار

marfat.com

ڈسکہ میں ہی ہے قبر پر چھوٹا سا گنبد ہے جسے شاہ محمد اسماعیل نے تعمیر کرایا تھا۔
حضرت شہاب الدین کا انتقال ۱۸۴۲ء میں ہوا تھا۔

(۵) شاہ اسماعیل قدس سرہٗ کی تعلیمات و آداب:۔ آپ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک دو چیزوں سے خوش رہتے تمام حاضرین کو اسم اللہ کا ذکر کراتے۔ خواہ خفیہ ہو یا جہری۔
منشی سرفراز علی نے آپ کے بارے میں ایک قصیدہ کہا ہے جس کا ایک فرد ملاحظہ ہو۔

شاہ اسماعیل کی سن داستان   تھا حصاری وہ امیر مرشداں
صبح سے تا بشام زر کرتا فدا   شام سے تا صبح در ذکر خدا

بیکانیر کے نواح میں ایک ہندو ٹھاکر نے آپ کی خدمت میں ایک خوبصورت جواں گھوڑی ندرانہ بھیجی۔ جو شخص دیکھتا۔ گھوڑی کی تعریف کرتا رہ جاتا۔ ایک نومسلم موچی بھی آپ کے ہاتھ مسلمان ہو کر وہاں ہی رہتا تھا۔ اس نے گھوڑی کو دیکھا تو بے اختیار کہنے لگا۔ حضرت یہ بہت خوبصورت گھوڑی ہے۔ آپ نے اسے بخش دی۔
ایک وقت آیا کہ سرکار انگریز نے ہانسی۔ حصار۔ سرسہ۔ ہریانہ۔ بھتیانہ اور اردگرد کے علاقے نواب عبدالصمد خان رئیس دجانہ کو بطور جاگیر دے دیئے۔
تو اس نے احمد خان افغان کو پانی پت سے بلا کر ان کو حصار کا صوبے دار مقرر کر دیا۔ اور حکم دیا کہ تم اس علاقہ میں پہنچ کر ایک شہر آباد کرو۔ دہ دکانداروں اور زمینداروں کو لاتا تاکہ شہر آباد ہو۔ مگر علاقہ کے جاٹ اور پچا بدے فصلوں کو برباد کر جلتے دکانوں کو لوٹ لیتے۔ حضرت شاہ اسمٰعیل بھی موضع منگالی کے تین سو آدمیوں کو لے کر یہاں آباد آ ہوئے۔ مگر آپ ان پچادھوں کے ظلم وستم سے نہایت تنگ آ گئے تھے۔ آپ نے ان تمام لوگوں کو حکم دیا۔ کہ تم قادریہ

marfat.com

درویشوں کے رنگ کے کپڑے پہن لو۔ تاکہ ڈاکوؤں سے محفوظ رہ سکو۔ یہ لوگ حضرت صاحب کے درویش کہلاتے تھے۔ حقیقت میں ان تین سو اشخاص سے صرف چار پانچ ہی آپ کے مرید تھے۔ کیونکہ حضرت عام لوگوں کو بیعت نہیں فرمایا کرتے تھے۔ یہ سب حفظ و اماں کی خاطر پناہ میں آتے تھے۔ احمد خاں حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا۔ حضور آپ سب حضرات کو لے کر قلعہ کے اندر آباد ہو جائیں تاکہ ٹاکہ زنی سے محفوظ رہ سکیں۔ اس وقت شہر کے اندر اور باہر تمام عمارات صحیح حالت میں تھیں آپ نے فرمایا۔ احمد خاں میں بیگانہ لوگوں کے گھروں پہ کیسے قبضہ کر کے رہائش کروں۔ اس نے کہا۔ حضرت قاضیوں کا محلہ ہے۔ ان میں سے کوئی بھی نہیں رہتا۔ آپ اس میں آجائیں۔ چنانچہ آپ سارے درویشوں کو لے کر محلہ قاضیاں میں آباد ہو گئے۔

احمد خان نے نواب عبدالصمد خان کو لکھا۔ کہ شاہ محمد اسماعیل تین درویشوں کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ حصار میں آباد ہو گئے ہیں۔ عبدالصمد نے اسے جواب میں لکھا۔ کہ حضرت کو میرا سلام عرض کریں اور دریافت کریں کہ انہیں کون سا موضع پسند ہے۔ تاکہ ان کے نام جاگیر لکھ کر نذر کر سکوں۔ خان احمد خان نے دریافت کیا تو فرمایا۔ سارا جہاں فقیر کی جاگیر ہے۔ ہم بھوک کے وقت چند گھروں سے گدائی کر لیتے ہیں۔ یہی کافی جاگیر ہے۔

سید خان راجپوت آپ کا مرید تھا وہ موضع چوہدری والس کا رہنے والا تھا۔ عرض کرنے لگا۔ حضور موضع والس لے لیں۔ تاکہ نواب صاحب یہ جاگیر آپ کو دے دیں۔ اور ہم بھی چوروں اور ڈاکوؤں سے محفوظ ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا۔ آج سے چوہدری والس ہماری جاگیر ہے۔ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے سید خان راجپوت کو اپنی چادر پہنا دی۔ اور کہا آج سے تم قادری فقیر ہو۔ اس موضع میں رہو

marfat.com

آپ نے تبسم فرمایا۔ اور احمد خان موصوف کو فرمایا چلو اس نے چوہدری والس پسند کیا ہے۔ میں نے بھی چوہدری والس پسند کر لیا ہے۔ احمد خان نے نواب عبدالصمد کو لکھ بھیجا۔ کہ حضور نے چوہدری والس پسند فرمایا ہے۔ اسی اثناء میں دین علی شاہ سید بروالہ جو چوہدری والس میں بیاہا ہوا تھا۔ حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا۔ حضور میں اپنی بیٹی کی شادی کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ میرے پاس اخراجات کے لئے کچھ نہیں ہے۔ کچھ امداد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹھو۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے فقیر کو کچھ دے گا۔ تمہیں بھی پیش کیا جائے گا۔ ہفتہ عشرہ میں نواب عبدالصمد نے جاگیر کے تحریری احکامات ارسال کئے۔ آپ نے سند اٹھائی۔ اور دین علی شاہ کو عطا فرما دی۔ کہ یہ جاگیر آج سے تمہاری ہے۔

۲۔ قلعہ چوڑ میں ایک ٹھاکر باغی ہو گیا۔ راجہ صورت سنگھ والی بیکانیر نے اپنی فوج لے کر قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ مگر کئی دن گزرنے کے باوجود قلعہ فتح ہونے کو نہ آتا تھا۔ راجہ کو فقراء سے بڑی عقیدت تھی۔ ہر روز فقراء کی خدمت میں حاضر ہو کر فتح کی دعا کراتا تھا۔ ایک عرصہ گزر گیا۔ مگر قلعہ پھر بھی فتح نہ ہوا۔ وزیر خان راجپوت موضع منگالی بھی فوج میں ملازم تھا۔ اس نے راجہ کو کہا۔ اگر شاہ محمد اسماعیل قدس سرہ دعا کریں تو قلعہ فوراً فتح ہو جائے گا۔ راجہ نے منشی کو بلایا۔ اور کہا کہ شاہ ممدوح کی خدمت میں خط لکھیں۔ کہ یہاں تشریف لائیں۔ تاکہ ہم زیارت کر سکیں۔ وزیر خان نے کہا۔ آپ کے طلب کرنے پر حضرت کبھی نہیں آئیں گے ہاں کسی سید زادے کو بھیجیں اور وہ کہے کہ میں آپ کو لینے آیا ہوں۔ سید زادے کے کہنے پر تشریف لے آئیں گے۔ راجہ نے سید قاسم علی کو حضرت شاہ محمد اسماعیل کو بلانے کے لئے روانہ کیا۔ اور کہا میرا یہ نیاز نامہ حضرت شاہ محمد اسماعیل کے دربار میں لے جاؤ اور انہیں اپنے ساتھ لے آؤ۔ جب انکار کریں تو پھر کہیں کہ میں سید زادہ ہوں میرے

marfat.com

لئے تشریف لے چلیں۔ میں آپ کو چورد لے جاؤں گا۔ پھر سید قاسم علی کو تحائف اور نذرانہ دے کر روانہ کیا۔ حضور نے خط پڑھا تو فرمایا۔ فقیر کو راجہ سے کیا کام میں جانے کو تیار نہیں ہوں۔ سید قاسم علی نے کہا حضور میں سید ہوں۔ آپ کے بغیر میں تو واپس نہیں جاؤں گا۔ سید کا نام سنتے ہی شاہ محمد اسماعیل اٹھے۔ سید زادے کے پاؤں چومے۔ دوزانو بیٹھ گئے۔ نہایت عجز و انکساری سے عرض کی۔ سید زادے۔ مجھے معاف کرنا میرے بیٹے کو ساتھ لے جاؤ۔ سید قاسم علی نے آپ کا انکسار دیکھ کر کہا۔ اپنے بیٹے کو میرے ساتھ بھیج دیں۔ حضرت خواجہ محمد معز الدین کو بلا کر سید قاسم علی کے ہمراہ روانہ کر دیا۔ جب چورد پہنچے تو راجہ نے بڑی عزت و تکریم سے بٹھایا۔ آپ کے لئے علیحدہ خیمہ گاہ بنایا۔ درویشوں کی ایک جماعت کو آپ کے ساتھ روانہ کر دیا۔ بہترین کھانے کا اہتمام کیا گیا عرض کی۔ میں اس نمک حرام باغی سے تنگ آگیا ہوں آپ حکم کریں کس دن حملہ کیا جائے۔ تاکہ قلعہ فتح کر لیا جائے۔ حضرت خواجہ معز الدین نے فرمایا کہ غیب کی خبر تو بس اللہ کو ہے — میں اس کے حضور دعا کر سکتا ہوں۔ اگر اس کی مرضی ہوئی تو قلعہ فتح ہو جائے گا۔ راجہ کہنے لگا۔ حضور جب تک آپ دن مقرر نہ کر دیں گے۔ میں یہاں سے ہرگز نہیں اُٹھوں گا۔ حضرت خواجہ بڑے فکر مند ہوئے اور دل میں کہا کہ دو دن میں ایک شتر سوار حصار پہنچتا ہے ایک دن قیام کرے گا پھر دو دنوں میں واپس آئے گا۔ پانچویں روز جو حضرت شاہ محمد اسماعیل کا حکم آئے گا۔ راجہ کو سنا دوں گا۔ آپ نے راجہ کو کہا۔ پانچ دن کی مہلت دیں۔ راجہ آداب بجا لا کر رخصت ہو گیا۔ حضرت خواجہ نے ساری صورت حال لکھ کر ایک شتر سوار کو حصار روانہ کیا۔ آپ نے سارا واقعہ سن کر فرمایا۔ راجہ صاحب بے عقل ہیں۔ بھلا خدا کے غیب کو کون جانتا ہے۔ تاہم جواب میں لکھا کہ بیٹا! راجہ کو کہہ دو قلعہ فتح ہو گا اور باغی قلعہ میں ہی مر جائے گا۔ چھٹے دن شتر سوار واپس پہنچا۔

marfat.com

حضرت خواجہ نے خط پڑھا۔سوچنے لگے۔کہ کل راجہ آئے گا۔میں اس کو کیا جواب دوں گا۔تاہم مجھے جو کچھ حکم ہوا ہے۔سنا دوں گا۔مگر راجہ تو دن مقرر کرانا چاہتا ہے۔

اس رات ایک پہر گزرا تھا۔کہ قلعہ چوڑ کا دربان راجہ بیکانیر کے پاس پہنچا راجہ کو خبر دی گئی۔اس نے اسے بلالیا۔اس نے بتایا۔کہ آج رات شام کے وقت ٹھاکر تو مر گیا ہے اور اسے قلعہ کے اندر جلا دیا گیا ہے اور چور دروازے سے اس کے سارے ساتھی نکل گئے ہیں۔راجہ نے صبح قلعہ کا دروازہ کھولا تو وہاں کوئی بھی نہ تھا۔راجہ نے خواجہ معزالدین کو بھی قلعہ میں طلب کیا۔اور سلام کے بعد قلعہ کے فتح کرنے کی مبارک دی۔حضرت خواجہ نے کہا۔کل ہم وطن جانا چاہتے ہیں۔راجہ نے کہا شاہ محمد اسماعیل کو بلائیں میں ان کی زیارت کروں گا۔پھر آپ کو رخصت دوں گا۔جب تک شاہ صاحب تشریف نہیں لائیں گے آپ کو رخصت نہیں دی جا سکتی۔بلکہ آج سے آپ اپنے آپ کو خانہ بند سمجھیں راجہ خواجہ ممدوح کو بیکانیر اپنے ساتھ لے گیا۔حضرت شاہ محمد اسماعیل کی خدمت میں آدمی بھیجا کہ جب تک آپ بیکانیر نہیں آئیں گے راجہ مجھے گھر آنے کی اجازت نہیں دے گا۔

شاہ محمد اسماعیل بیکانیر پہنچے۔راجہ نے آگے بڑھ کر استقبال کیا قدم بوسی کی اور بارہ گاؤں کی جاگیر کے کاغذات پیش کئے۔مگر آپ نے جاگیر قبول نہ کی۔فرمایا فقیر جاگیر لے کر کیا کرے گا۔راجہ نے پھر عرض کیا۔کہ حضور یہ جاگیر درویشوں کے لئے لے لیں۔آپ نے فرمایا۔درویش جب بھوکے ہوتے ہیں۔گدائی کر لیا کرتے ہیں اسی اثنا میں شاہ صاحب کی نظر سید قاسم شاہ پر پڑی جو چاندی کا ایک ڈنڈا لے کر کھڑے تھے۔اور چوبداروں کی صف میں کھڑے ہیں۔آپ اٹھے۔سید کا ہاتھ پکڑ کر

marfat.com

کھینچا وہ آگے آنے سے ہچکچا رہا تھا۔ مگر آپ اسے کھینچ رہے تھے۔ راجہ نے اپنے مصاحبوں کو پوچھا کہ معاملہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ حضرت کو یہ بات پسند نہیں کہ ہم بیٹھیں اور ایک سیدزادہ کھڑا ہوا۔ مگر سید قاسم علی آپ کے ادب کے پیش نظر آگے قدم نہیں اٹھا رہا۔ راجہ نے حکم دیا کہ سید کو کہہ دو جو کچھ شاہ صاحب فرماتے ہیں اسے مان جائیں۔ چنانچہ سید قاسم علی شاہ کو آگے لایا گیا۔ اور راجہ کے پہلو میں بٹھا دیا گیا خود شاہ محمد اسماعیل سید قاسم علی شاہ سے قدرے نیچے بیٹھے۔ پھر فرمایا صورتیا (صورت سنگھ) سید قاسم شاہ کے لئے ایک گاؤں کی جاگیر لکھ دو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے ملک میں برکت ڈالے۔ چنانچہ راجہ نے ایک گاؤں جس کی آمدنی (اس وقت) پانچسو روپیہ سالانہ تھی۔ کی جاگیر پیتل کی تختی پہ کندہ کر کے سید قاسم علی شاہ کے نام لکھ دی گئی۔ یہ تختی راجہ کے دونوں ہاتھوں پر رکھ دی گئی۔ راجہ نے یہ نذرانہ سید قاسم علی شاہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

راجہ نے عرض کی یا حضرت ایک عرصہ سے اس ریاست میں بارش نہیں ہوئی خشک سالی سے فصلیں سوکھ رہی ہیں دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اگر بارش چاہتے ہو تو تمام قیدیوں کو رہا کر دو۔ راجہ نے قیدیوں کی رہائی کے احکامات جاری کر دیئے۔ آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ دیر تک ہاتھ اٹھے رہے جنوب کی طرف سے سیاہ بادلوں کا ایک ٹکڑا اٹھا۔ دیکھتے دیکھتے آسمان پر پھیل گیا۔ اور چند لمحوں میں بارش شروع ہو گئی۔ پھر فرمایا صورتیا! مسلمان ہو جاؤ۔ یہ خوبصورت چہرہ جہنم میں جانے والا نہیں۔ میں اگر اللہ کا پیغام تم تک نہ پہنچاؤں گا تو مجھے بھی تمہارے ساتھ جہنم کی آگ میں جلنا پڑے گا۔ راجہ نے عرض کی۔ باباجی میں تو مسلمانوں کا تابعدار رہوں فرمایا۔ تابعداری اور چیز ہے۔ مگر اسلام لانا اور چیز ہے۔ اسی اثنا میں داروغہ جیل خانہ جات آیا۔ اور آ کر کہنے لگا۔ تمام قیدی رہا کر دیئے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ مگر ایک قیدی ابھی

marfat.com

تک جیل میں ہے۔ اسے بھی رہا کر دیا جائے۔ راجہ نے بھی حکم دیا اسے بھی رہا کر دو۔ انہوں نے بتایا۔ فلاں ٹھاکر خطرناک ڈاکو ہے۔ اور بڑا سرکش ہے۔ حضرت نے فرمایا اس سرکش کو بھی رہا کر دو۔ رہا کر دیا گیا۔ بارش ہوتی رہی۔ لوگ خوف زدہ ہو گئے۔ خدشہ پیدا ہو گیا کہ لوگوں کے مکانات گرنے لگیں گے۔ راجہ نے عرض کی یا حضرت! اب تو بارش بہت ہو گئی ہے اب اسے روک دیں۔ آپ نے ہاتھ اٹھائے۔ اور عرض کی کہ اے اللہ! ہم تیرے عاجز بندے ہیں۔ نہ زیادہ بارش برداشت کرنے کی ہمت رکھتے ہیں۔ نہ خشک سالی کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ بارش رک گئی۔ حضرت جب تک وہاں رہے۔ لوگوں کی مشکلات حل کراتے رہے۔

ایک دفعہ مولوی دیڈوانہ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ کچھ چیز حاصل ہو۔ صوفیا ذکر کر رہے تھے کہ مولوی مذکور نے مثنوی مولانا روم کا ایک شعر بلند آواز سے پڑھا۔ شعر سنتے ہی آپ کو وجد آ گیا۔ فرمایا۔ یہ کلام کسی عارف الہٰی کا ہے۔ مولوی صاحب کو ایک روپیہ دیا۔ مولوی صاحب۔ اس محفل ذکر میں بار بار مثنوی کے اشعار پڑھتے۔ آپ روپے دیئے جاتے حتیٰ کہ انہیں تیس روپے عنائیت فرمائے۔ مولوی صاحب اٹھے تو آپ نے فرمایا۔ قاری جی کل پھر آنا۔ اور راجہ سے پچیس روپیہ ماہوار وظیفہ لگوا دیا۔ راجہ نے گھی اور شکر بھیجا تھا۔ آپ نے فرمایا آج یہ چیز واپس لے جاؤ۔ پچیس روپے لاؤ۔ وہ واپس لے گئے۔ اس وقت راجہ کا وزیر ظالم چند تھا اس نے بتایا کہ راجہ خود حضرت کی خدمت میں حاضر ہو رہے ہیں راجہ نے پوچھا۔ یہ چیزیں واپس کیوں لا رہے ہو۔ بتایا گیا۔ کہ شاہ محمد اسماعیل نے حکم دیا ہے کہ یہ چیزیں واپس لے جاؤ۔ پچیس روپے نقد پہنچا دو۔ وزیر ظالم چند کہنے لگا۔ کہ حضرت شاہ صاحب کے پاس سائلوں کو تقسیم کرنے کے لئے نقد روپے نہیں ہیں۔ میں دربار سے بھیجے دیتا ہوں۔ مگر یہ نیاز زر زینہ تو واپس لے چلو۔

marfat.com

وزیر خود بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور راجہ کی خواہش کا اظہار کیا اور عرض کی یہ روزینہ درویشوں میں تقسیم کردیں میں نقد روپیہ لے کر آرہا ہوں۔ راجہ نے وزیر کو ایک سو روپیہ نقد دیا اور حضرت کی خدمت میں بھیج دیئے۔ وزیر ظالم چند کئی سو روپیہ لے کر حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں پیش ہوا اور راجہ کا پیغام بھی دیا اتفاق سے مولوی صاحب بھی موجود تھے۔ حضرت نے سو روپیہ لیا اور مولوی صاحب کو دے دیا۔ ادھر راجہ نے ظالم چند سے پوچھا کہ تم نے نقد اور نذرانہ روزینہ پیش کردیا۔ اب ایک ہفتہ گزر جائے گا۔ ظالم چند نے کہا۔ میں نے ساری چیزیں پیش کیں۔ مگر ہفتہ کیا آپ نے مثنوی پڑھنے والے مولوی کو سو روپیہ عطا فرما دیا ہے۔

در کف آزادگان نگیرد مال

نہ صبر در دلِ عاشق نہ آب در غربال

دوسرے دن راجہ نے وزیر ظالم چند کو حکم دیا کہ دربار کے منشی کو قلمدان رجسٹر۔ اور سرکاری مہر دے کر حضرت کی خدمت میں حاضر کرو اور عرض کرو۔ کہ یہ منشی تمام کاغذات لے کر یہ گنہ نوہر کی جاگیر لکھنے کے لئے حاضر ہے۔ ان میں سے جتنے مواضعات حکم کریں جاگیر لکھ کر مہر لگا دے گا۔ آپ نے فرمایا۔ اتنی بڑی جاگیریں اور عنایات تو نوابوں۔ بادشاہوں اور امراء کو عطا کی جاتی ہے۔ میں تو فقیر درویش آدمی ہوں۔ مجھے گدائی سے استقدر مل جاتا ہے۔ جس سے میرا اور میرے ساتھیوں کا گوارا ہو جاتا ہے۔ منشی کو کاغذات اور مہر دے کر واپس کردیا گیا۔ حضرت سید شاہ اسماعیل کے گاؤں میں چند ایسے کھیت تھے۔ جسے درویشوں کے لئے کاشت کرلیا جاتا تھا۔ کھیتوں میں فصلیں پکتیں۔ خوشے دانوں سے پُر ہوتے تو آپ درویشوں کو فرمایا کرتے چڑیوں اور پرندوں کو دانے کھانے سے منع نہ کرتا۔ بایں ہمہ خرمن برداری کا وقت آتا۔ تو

marfat.com

غلے کے انبار لگ جاتے۔ فقرا۔ غربا اور دوسرے سوالی جھولیاں بھر بھر کرلے جاتے تھے۔ آپ خود خرمن پر کھڑے ہوتے۔ غلے کا تیسرا حصہ غربا اور فقراء کو تقسیم کر دیتے۔ تھوڑا سا اپنے درویشوں کو دیتے اور تھوڑا سا اپنے گھر لے آتے۔

کرنل اسکنر کا نذرانہ:- کرنل اسکنر بہادر اور ولیم ٹیڈین بہادر عیسائی تھے۔ آپ کو سلام کرنے حاضر ہوئے ایک نے ایک اشرفی اور دوسرے نے پچاس روپے نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے قبول فرماتے ہوئے۔ دربارہ جیب میں ہاتھ ڈال کر کچھ روپے نکالے۔ اور اس نذر کے ساتھ شامل فرما کر ایک اشرفی شیخ قاضی الہیٰ بخش۔ پچاس روپیہ مولوی شیر محمد اور دو دو تین تین روپے دوسرے فقراء کو تقسیم کر دیئے۔

مانگنے والے شرمسار ہو گئے:- حضرت شاہ محمد اسماعیل ایک دفعہ اپنے پیرو مرشد حضرت قطب شہاب الدین کے مزار کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ فتح آباد کے قصبہ میں پہنچے وہاں ایک قاری طالب علم تھا۔ جو آپ کا منکر تھا۔ اس نے وہاں کے بہت سے سائلوں کو جمع کرکے ترغیب دی کہ حضرت کے پاس حاضر ہو کر کچھ نہ کچھ سوال کریں۔ جب کچھ لے آؤ۔ پھر سوال کرو۔ حتیٰ کہ بار بار سوال کرتے جاؤ اور جو کچھ ہے لیتے جاؤ۔ اگر وہ کہیں کہ تم پہلے لے گئے ہو تو انکار کرتے جاؤ۔ اگر انکار کریں تو واویلا کرکے آپ کو شرمسار کر دیں۔ سائل آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ آپ ایک سبزی فروش کی دکان پر گئے۔ اور پچیس ۲۵ روپے لا کر مٹھیاں بھر بھر کر سائلوں کو تقسیم کرنا شروع کر دیئے مگر ہر ایک کہتا جاتا حضور مجھے کچھ نہیں ملا۔ آپ پھر دیئے جاتے حتیٰ کہ وہ خود شرمندہ ہو گئے۔

فتح آباد کے تحصیلدار اور تھانہ دار آپ کے سلام کو حاضر ہوئے اور ان سائلوں

marfat.com

کو ایک دروازے سے داخل ہوتے دیکھتے اور روپے وصول کرنے کے بعد دوسرے دروازے سے نکال دیتے اور اس طرح وہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

جس قاری طالب علم نے ان لوگوں کو سوال کرنے پر آمادہ کیا تھا۔ وہ فتح آباد کے سکھیر اقوام سے تعلق رکھتا تھا اور یہ قوم فتح آباد میں کثرت سے آباد تھی۔ یہ آپ کا منکر تھا۔ لوگوں نے اسے کہا کہ حضرت ہمارے پاس تشریف فرما ہیں۔ تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔ آپ کی زیارت کرو۔ صلح کرو۔ سلام کرو۔ قاری نے کہا۔ میں تو ان کے پاس کبھی نہیں جاؤں گا۔ لوگوں نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور آپ خود قاری کے گھر قدم رنجہ فرما کر صلح کریں اور معانقہ کریں۔ آپ ان لوگوں کے ساتھ قاری کے گھر کو روانہ ہوئے۔ قاری کو خبر ہو گئی۔ گھر سے بھاگ کر شہر کے بڑے دروازے سے باہر نکل گیا دریائے چلی کے کنارے جا پہنچا۔ قاری کے گھر پہنچے تو لوگوں نے بتایا وہ تو گھر سے بھاگ کر دریائے چلی کے کنارے کھڑا ہے۔ آپ نے فرمایا میں وہاں ہی جاؤں گا۔ اس نے حضرت کو آتے ہوئے دیکھا۔ تو بلند آواز سے کہنے لگا میں ان کے ساتھ سلام نہیں کروں گا۔ مگر آپ نے قریب ہو کر دونوں بازو پھیلا دیئے۔ اور قاری کی طرف آگے بڑھنے لگے۔ قاری پیچھے ہٹتا گیا۔ حتیٰ کہ دریا میں گر پڑا مسکراتے ہوئے۔ آپ نے لوگوں کو فرمایا۔ اب حد ہو گئی ہے۔ میں واپس جاتا ہوں۔ آپ واپس آگئے۔ لوگوں نے قاری کو باہر نکالا۔ خشک کپڑے دیئے اور کہا قاری صاحب آپ نے کیا کیا۔ کہنے لگا۔ اگر میں ان سے معانقہ کر لیتا تو پلید ہو جاتا۔ اور یہ بات میرے لئے باعث ذلت بھی تھی۔ لوگوں نے کہا۔ تم نے اچھا نہیں کیا۔ کہنے لگا۔ اچھا تم زور دیتے ہو۔ تو میں اپنے مکان پر جاتا ہوں آپ انہیں دوبارہ لے آئیں میں معانقہ کر لوں گا۔ لوگ حضرت کے پاس گئے۔ آپ نے یہ تجویز بھی قبول فرمالی۔ آپ آئے تو قاری ایک جائے نماز پر رنگین کپڑے پر چھپا کر چوکڑی مار کر بیٹھ

marfat.com

گیا۔ آپ بھی اس کپڑے کے پاس زمین پر بیٹھ گئے۔ لوگوں نے کہا حضور مصلے پر بیٹھیں آپ نے فرمایا۔ نہیں میرے کپڑے سفید نہیں ہیں۔ یہ مصلیٰ خراب ہو جائے گا میں یہاں ہی بیٹھوں گا۔ قاری نے کہا حضرت مصلیٰ پر بیٹھیں۔ آپ نے فرمایا۔ قاری۔ تم ان چوروں اور ڈاکوؤں کے درمیان لقمہ حرام کھاتے ہوئے اتنے مغرور ہو گئے ہو۔ کہ تمہارا دل سیاہ ہو گیا ہے۔ اب مجھے بتاؤ یہ کپڑا اور یہ مصلیٰ کہاں سے لائے ہو۔ کہنے لگا ایک سکھ سے خریدا تھا۔ آپ نے فرمایا بھلا سکھوں کو مصلے سے کیا تعلق ہے اوہ سیاہ دل یہ کپڑا ملتان کے مسلمانوں کے گھروں سے لوٹا ہوا ہے۔ لاہور کے راجہ رنجیت سنگھ کے سکھوں نے اُسے ملتان لوٹتے وقت اٹھایا تھا۔ اے جاہل نادان۔ تم نہیں جانتے کہ بیگانے کے مال پر نماز جائز نہیں ہوتی۔ مگر تم اسی پر نماز پڑھتے ہو۔ اور اسی پر بیٹھ کر قرآن خوانی کرتے ہو۔ اب اس حرام میں مجھے بھی شریک ہونے کی دعوت دیتے ہو۔ تمہیں اس علم سے کیا فائدہ۔ تم عمل نہیں کر سکتے۔ اگر تم مجھ سے معانقہ کرنا چاہتے ہو تو اس حرام مال سے نیچے آؤ اللہ کی پاک زمین پر کھڑے ہو کر معانقہ کرو۔ اس نے بڑی شرف دی۔ اور ندامت سے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ اور آپ کی قدم بوسی کی۔

درختوں کے پتوں سے دولت:- آپ ایک بار سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے۔ دوستوں نے عرض کی حضور پیچھے سے کچھ لوگ آ رہے ہیں۔ شاید سوالی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہم ان درختوں کے نیچے آرام کرتے ہیں وہ آ جائیں گے تو آگے بڑھیں گے۔ ان کی جو قیمت ہو گی۔ لے لیں گے۔ آپ پیپل کے درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ سائل پہنچے۔ لوگ آتے گئے سوال کرتے گئے۔ آپ درخت کے تنے پر ہاتھ مارتے روپیہ لیتے اور سائلوں کو دیتے جاتے اور انہیں رخصت کرتے جاتے۔

اللہ کی رحمتیں:- ایک بار آپ تشریف فرما تھے۔ جو مانگنے والا آتا۔ آپ اپنے

marfat.com

بستر کا کونہ اٹھاتے۔ روپیہ نکالتے اور سائل کو دیتے جاتے۔ ایک روپیہ سے پچاس روپیہ تک تقسیم کرتے جاتے تھے۔ اگر بعد میں کوئی آتا اسے بھی بستر کے ایک کونے کے نیچے سے روپیہ نکال کر دیتے لوگوں نے دیکھا کہ بستر کے نیچے جتنے روپے تھے لوگوں کو دے دیئے گئے ہیں۔ اب کچھ نہیں رہا کچھ وقت پھر سائل آئے آپ نے وہاں سے ہی روپیہ نکال کر دے دیا۔ آپ کے بستر کے نیچے عہد عالمگیری۔ شاہجہانی۔ افغانی غرضیکہ ہر والی سلطنت اور ہر ملک کا سکہ موجود ہوتا۔ روپوں کے علاوہ آٹھ آنہ۔ چار آنہ اور دو آنہ کے سکے بھی موجود ہوتے۔ آپ سوالی کو سوالی نہ کہنے دیتے بلکہ اسے رحمت خداوندی کے نام سے یاد فرمایا کرتے تھے اپنے خادموں کو بھی ہدایت فرماتے کہ سوالی کو ہمیشہ رحمت کے نام سے پکارا کرو۔ اگر دو سوالی آتے تو فرماتے دو رحمتیں آتی ہیں اگر دس آتے تو فرماتے دس رحمتیں آئی ہیں۔

سیّد کا حکم: آپ ایک دن چوہدری داس کی مسجد میں تشریف فرما تھے وہاں سید دین علی شاہ بھی آ گئے۔ اور کہنے لگے حضرت میں نے ایک گھوڑی سید خان راجپوت سے ادھاری خریدی تھی۔ اور وعدہ کیا تھا۔ کہ اتنی دیر کے بعد رقم ادا کر دوں گا۔ وعدہ کی میعاد پوری ہو گئی میں رقم نہیں دے سکا۔ وہ تقاضا کرتا ہے۔ میں گھوڑی واپس دیتا ہوں تو وہ قبول نہیں کرتا۔ اگر آپ سفارش فرمادیں تو وہ گھوڑی واپس لے لے گا۔ آپ نے سید خان کو بلایا اور کہا سید کے پاس روپے نہیں ہیں۔ آپ گھوڑی واپس لے لیں تو اُن کو قرضے کے بوجھ سے نجات مل جائے گی اُس نے انکار کر دیا اور اٹھ کر اپنے گھر چلا گیا۔ گھر پہنچتے ہی اسے ایک دست آیا۔ وہ اپنا تہمند بھی نہ سنبھال سکا تھا۔ کہ پاخانہ نکل گیا۔ سارا جسم نجاست سے بھر گیا پاؤں تک نجاست پھیل گئی

marfat.com

جسم کو پاک کیا۔ کپڑے بدلے اور فوراً حضرت کی خدمت میں واپس پہنچا۔ اور جاتے ہی اپنی گھوڑی اس سید کو بخش دی۔ حضرت سے معافی مانگی۔ آپ نے فرمایا آئندہ کے لئے سادات کے احکام سے انکار نہ کرنا۔

احترام سادات:۔ آپ کا طریقہ کار تھا۔ کہ اگر کوئی سید آپ کی مجلس میں آتا۔ تو آپ تعظیماً کھڑے ہو جاتے قدم بوسی کرتے اور دو زانو ہو کر بیٹھ جاتے جب تک وہ سید مجلس میں رہتا آپ دو زانو ہو کر بیٹھے رہتے تھے۔ پھر سید کو یہ بھی نہ کہتے کہ آپ اٹھ کر دوسرے کمرے میں آرام فرمائیں یا آپ اُٹھ کر کھانا کھالیں اگر وہ سید خود اُٹھتا یا کوئی دوسرا شخص آکر کہتا تو وہ اُٹھتا پھر حضرت بھی کھڑے ہو جاتے ایک دن آپ کے ایک دوست نے عرض کی آپ سید کے سامنے اتنی دیر بیٹھنے کی بجائے اسے کہہ دیا کریں کہ وہ اُٹھ کر پلنگ پر آرام فرمائیں تاکہ آپ بھی آرام سے بیٹھ سکیں۔ آپ نے فرمایا سید الانبیاء کی آل رحمت خداوندی ہے یہ اللہ کے فضل پر اس فقیر پر نازل ہوتی ہے۔ اسے یہ کہنا کہ اٹھ کر وہاں جا۔ ادب کے خلاف ہے آپ سید کے علاوہ کسی کے لئے نہ اُٹھتے۔ خواہ کوئی کتنا بڑا عالم یا فاضل ہوتا آپ مولوی کو مولوی نہ کہتے بلکہ قاری کے نام سے پکارتے۔ لوگ کہتے۔ حضور یہ مولوی ہے فرماتے مولوی وہ ہے جو مولیٰ والا ہو۔ یہ تو قاری ہیں۔

قحط کا زمانہ تھا۔ اور سید زادیاں آپ کے گھر آئیں۔ بھوکی تھیں۔ کہنے لگیں ہمارے پاس کچھ گھاس کے بیج ہیں۔ مگر لوگ ہمیں چکی میں پیسنے نہیں دیتے اور نہ ہم آٹا حاصل کر سکتی ہیں۔ چونکہ ان سید زادیوں کے چہروں پر نقاب تھے۔ حضرت نے پوچھا۔ وہ کون لوگ ہیں۔ جو آپ کو آٹا پیسنے کی اجازت نہیں دیتے انہوں نے بتایا۔ ہم سادات ہیں۔ آپ اندر لے آئے۔ اور اہل خانہ کو کہا کہ یہ

marfat.com

صاحب زادیاں سید زادیاں ہیں۔ اور انہیں روٹی پکا کر کھلائیں۔ اگر گھر میں آٹا تھوڑا ہو تو دوسرے گھر سے لے کر اتنا کھانا پکاؤ کہ سید زادیاں سیر ہو جائیں۔ آپ خود اُٹھ کر باہر چلے گئے۔ اور دروازے کے باہر جا بیٹھے تاکہ سید زادیاں بلا تکلف بیٹھ سکیں۔ بکری کا دودھ دھویا۔ اندر بھیجا۔ اپنی چادر بچھادی۔ تاکہ اس پر آرام سے بیٹھ سکیں۔ ہاتھ باندھ کر عرض کی۔ اللہ نے جو کچھ مجھے دیا ہے آپ حضرات کے صدقے سے ہے مسجد کے ایک خادم ملا نور نے ایک سید زادی سے شادی کر لی۔ آپ نے سنا تو فرمایا۔ ملا نور نے اچھا نہیں کیا۔ وہ جس وقت آپ کے پاس آتا۔ تو آپ منہ پھیر لیتے۔ ساری عمر آپ نے ملا نور کا منہ نہ دیکھا۔ ہاں جو چیز پکاتے سید زادی کی وجہ سے اس کے گھر بھیج دیتے

آداب تبرکات: ایک بار حضرت شاہ اسماعیل قدس سرہٗ اپنے پیر و مرشد کے قطب شہاب الدین قدس سرہٗ کے مزار کی زیارت کو گئے ان کا مزار ڈسکہ میں تھا۔ یہ ایک قریہ ہے جو سنام کے قرب و نواح میں ہے ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میرے پاس موئے مبارک رسولِ مقبول ہے آ کر زیارت کرو حضرت شاہ صاحب دو زانو ہو کر اس کے سامنے آ بیٹھے۔ زیارت کے بعد ایک روپیہ نذر کیا۔ حاضرین مجلس کو جن میں اکثر ڈوگر تھے حکم دیا کہ وہ بھی زیارت کریں۔ اور روپے دیئے جائیں۔ ہر شخص حسبِ توفیق حامل موئے مبارک کو کچھ نہ کچھ دیتا جاتا تھا اس مجلس میں ایک نوجوان ڈوگر مونچھیں رکھی ہوئی۔ کمر بند باندھا۔ ہاتھ میں تلوار پکڑے بڑے متکبرانہ انداز میں کھڑا رہا۔ نہ تو قریب آ کر زیارت کی۔ اور نہ ہی حامل موئے مبارک کو کچھ دیا۔ آپ نے اس ڈوگر کو کہا۔ لڑکے تم بھی اسے کچھ دو۔ آپ کی یہ بات اس نوجوان ڈوگر کو ناگوار گزری۔ کچھ دینے کی بجائے تلوار کھینچ کر آپ کو قتل کرنے کو آگے بڑھا۔ لوگوں نے آگے بڑھ کر بیچ بچاؤ کر دیا۔ اور اس لڑکے سے تلوار چھین لی حضرت

marfat.com

تو بے فکر زیارت موئے مبارک کے سرور میں مسرور تھے۔ ابھی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ صحراء کی طرف ایک شور و غل اٹھا معلوم ہوا۔ کہ پٹھانوں کا ایک قافلہ ڈاکہ ڈال رہا ہے۔ اور گاؤں کے بیل اور بکریاں لوٹنے میں مصروف تھے۔ گاؤں کا ہر ایک آدمی جو ہاتھ میں آیا اٹھا کر ڈاکوؤں کی طرف بھاگا۔ وہ ڈوگر بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر صحراء کی طرف دوڑا۔ ڈاکوؤں سے مقابلہ کرتے کرتے کسی ڈاکو کی تلوار کے وار سے زخمی ہوا۔ اور مر گیا۔ حالانکہ گاؤں کے تمام آدمی سلامت و سالم واپس آ گئے۔

سائل عورتیں عام طور پر ایک چھوٹا سا چرخہ بنا کر اسے کپڑوں میں لپیٹ لیتی ہیں اور اسے حضرت فاطمہ کی چرخی قرار دے کر گداگری کرتی رہتی ہیں۔ یہ عورتیں حضرت شاہ صاحب کے پاس آئیں اور کہنے لگی۔ شاہ صاحب آپ بھی حضرت فاطمہ کے چرخے کی زیارت کریں۔ آپ تعظیماً اٹھے ایک پلنگ پر بچھایا۔ ایک پاک اور خوبصورت چادر اوپر بچھائی۔ اور اس پر چرخے کو لا رکھا۔ حالانکہ وہ عورتیں اس چرخے کو پیڑے پر رکھ لیا کرتی تھیں۔ آپ خود دو زانو ہو کر پلنگ کے سامنے بیٹھ گئے۔ دونوں ہاتھوں سے چرخے کو چھویا اور منہ پر پھیرا۔ لوگوں کو بھی حکم دیا کہ وہ زیارت کریں۔ اور تاکید کی کہ کوئی شخص وضو کے بغیر زیارت نہ کرے۔ ایک ایک روپیہ بارواح فاطمہ رضی اللہ عنہا رکھتے جاتے۔ اس طرح چرخے والی عورت کے لئے کئی روپے جمع ہو گئے پھر آپ تاکیداً حکم فرماتے کہ تمام زائرین حسب توفیق نذرانہ پیش کرتے جائیں۔

ایک دن مولوی شیر محمد نے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کو کہا کہ حضرت شاہ صاحب قبلہ کو عرض کریں کہ اس چرخے کی حضرت فاطمہ سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ تو اگر یہ صحیح چرخہ ہوتا۔ تو بادشاہان وقت کے پاس تبرکات میں رکھا ہوتا۔ یہ ناپاک۔ بے نماز اور جاہل عورتیں اٹھائے پھرتی ہیں۔ ہر مرد اور عورت کے پاس جا کر روپے وصول کرتی رہتی ہیں۔ انہوں نے گداگری کا ایک بہانہ بنا رکھا ہے۔ آپ ان کے دھوکے

marfat.com

میں نہ آئیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں ساری بات عرض کی۔ آپ نے سن کر فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی قاری ستے تمہارے عقیدے میں خلل ڈال دیا ہے۔ ان خیالات بد کو دل سے دور کر دو اور یاد رکھو تبرکات خواہ اصل ہوں خواہ نقل آداب و تعظیم کرنا چاہیئے۔ اس واقعہ کو حضرت خواجہ صاحب نے شاہ صاحب کے ملفوظات میں نقل فرمایا ہے۔

ایک بار حضرت شاہ صاحب خواجہ صاحب اور دوسرے غازی عشار کی نماز ادا کرنے کے بعد مسجد کی چھت پر کھڑے تھے۔ لوگ حضرت امام حسین کا تعزیہ اٹھائے چلے آرہے تھے ان کے ہاتھ میں مشعلیں تھیں۔ مرثیہ خوانی کرتے مسجد کے برابر سے گزرے شاہ صاحب بھی تعزیہ دیکھنے میں مصروف تھے۔ دوسرے نمازی بھی تعزیہ کے جلوس کو دیکھ رہے تھے ایک شخص تعزیے کی طرف پشت کر کے دوسرے سے باتیں کر رہا تھا۔ شاہ صاحب نے نہایت غصّے سے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمانے لگے۔ تعزیے کی طرف پشت نہ کرو۔ حضرت خواجہ معزالدین نے پوچھا۔ حضور اس تعزیہ کا بھی ادب کرنا چاہیئے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں اس طرف تھوکنا بھی بے ادبی ہے اور اس کی طرف پاؤں دراز کرنا بھی گناہ ہے۔ یہ ان شیعہ کا معاملہ ہے کہ وہ اصل اور نقل میں تمیز نہیں کرتے۔ گناہ ہوگا تو ان کو ہوگا۔ جو نقل لے آتے ہیں۔

منکرین سادات کو سزا:۔ رسالہ دار میر محمدی جسے کرنل اسکنر نے ایک سو سوار پر سپہ سالار مقرر کر کے حصار میں تعین کیا تھا رسالے کے پانچ پانچ نوجوانوں کو اجازت دی گئی کہ وہ باری باری حضرت کی زیارت کرنے جائیں۔ ایک دن ایک سوار نے کہا۔ حضور ہمارا سپہ سالار میر محمدی آپ کی زیارت کا بڑا اشتاق ہے۔ مگر اسے ڈر ہے کہ جب وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوگا۔ تو اس کی غیر شرعی بڑی بڑی مونچھیں حضرت کی ناراضگی کا باعث نہ بن جائیں۔ اور

marfat.com

قینچی سے میری مونچھوں کو کاٹ نہ دیا جائے۔ اس نے سن رکھا ہے کہ آپ کی مجلس میں جو شخص بھی غیر مسنون مونچھیں لے کر آتا ہے آپ اپنے ہاتھ سے انہیں تراش دیتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی شخص کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے آئے تو اسے بھی کاٹ دیتے ہیں آپ نے یہ بات سن کر کہا کہ سادات کرام نازنینانِ رسول خدا ہیں۔ ان سے تعرّض کرنا تو بے ادبی ہے۔

ایک دن میر محمدی نے اپنے جوانوں کو کہا

سیّد سالار میر محمدی کی ہدایت: مجھے حضرت کی زیارت کا بے حد اشتیاق ہے۔ چلو جو کچھ ہو۔ میں تو زیارت کو ضرور جاؤں گا چنانچہ چند سواروں کو لے کر زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ آپ میر محمدی کو دیکھ کر تعظیم کے لئے اٹھے قدم بوسی کی ہاتھ چومے اور اپنے پاس بٹھایا۔ خود سامنے دو زانو ہو کر مؤدب بیٹھ گئے فرمایا۔ آپ سید ہیں۔ آل رسول ہیں۔ آپ کے اہل بیت ہیں۔ آپ دوسروں کی طرح کس طرح ہو سکتے ہیں۔ اب آپ ہی فرمائیں کہ کیا واقعی آپ کے نانا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مونچھیں بڑی بڑی تھیں اور انہیں قطع نہیں کراتے تھے۔ اگر ایسا ہے تو ہم بھی بڑی بڑی رکھ لیں۔ میر محمدی کہنے لگے حضرت حضور نے ایسی مونچھیں تو نہیں رکھیں یہ ہماری غفلت ہے اپنے چہرے کو حضرت کے قریب کرتے ہوئے کہا۔ آپ انہیں حضور کے مطابق کر دیں حضرت نے قینچی لی۔ اور میر محمدی کی مونچھیں کاٹ کر چھوٹی کر دیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ ساری دنیا سادات کے دروازے پر سائل ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک سوال کروں۔ میر محمدی نے کیا فرمانا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ذرا کھڑے ہو جائیں وہ کھڑے ہوئے۔ آپ بھی تعظیماً اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا۔ میں نے سنا ہے کہ آپ کے نانا جان نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص ٹخنوں سے نیچے تہمد لٹکا کر چلے

marfat.com

گا۔ اسے دوزخ کی آگ سے جلا دیا جائے گا۔ اور یہ آگ ستر تک پہنچے گی۔ میر محمدی نے اپنے پاؤں آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ حضور اسے بھی سنت کے مطابق درست فرما دیں۔ آپ نے نصف پنڈلی تک کپڑا کاٹ دیا۔ پھر کہا۔ یا سیّد! یہ فقیر سوالی ہے۔ ایک اور سوال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نانا اور ہمارے رسُولِ مقبولؐ کو اپنے نور سے پیدا فرمایا تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضور کے نور سے اور حضرات حسن و حسین کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نور سے پیدا فرمایا تھا۔ اور تم سادات حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے نور سے بنائے گئے تھے کیا آپ یہ بات مناسب خیال کریں گے کہ یہ نور یہ جو پشت بہ پشت آپ تک آیا ہے۔ قحبہ خانوں میں غلط عورتوں پر ضائع ہوتا رہے۔ ان عورتوں کی گندگی غلاظت اور بے دینی سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ پھر یہ نور ایسی گندگی میں پھینکنا کہاں تک درست ہے۔ میر محمدی نے کہا۔ حضور میں آج سے آپ کے سامنے زنا سے توبہ کرتا ہوں اور اسی وقت دو سواروں کو کہا۔ کہ میرے آنے سے پہلے پہلے ان دو طائفوں کو لشکر گاہ سے نکال دیا جائے جو وہاں رکھی ہوئی ہیں جب تک ان عورتوں کو باہر نکال کر مجھے واپس آکر اطلاع نہ دو گے۔ میں یہاں سے نہیں اٹھوں گا۔

حضرت نے فرمایا۔ سید!! میرا ایک اور سوال بھی قبول فرما لیجیئے۔ میر محمدی نے کہا حضرت فرمایئے آپ نے فرمایا۔ سادات دنیائے بھر کے امام ہیں۔ آج کے بعد سارے رسالے کے مسلمانوں کی امامت نماز تو آپ نے کرانی ہوگی۔ یہ آپ کا مسند ہے منصب ہے۔ میر محمدی نے عرض کی مجھے قبول ہے۔ مجھے تہجد۔ اشراق اور چاشت کے نوافل کی اجازت خاص دیں اور ان مخصوص وظائف سے آگاہ کریں۔ جو اہل اللہ کا خاصا ہوتے ہیں۔ آپ نے اجازت دی۔ میر محمدی جب تک زندہ رہا۔ پابند صوم و صلوٰۃ اور نوافل و وظائف کرتا رہا۔

marfat.com

حضرت کی مہر: میر محمدی چاندی کی ایک ایسی انگوٹھی دہلی سے تیار کرا کے لائے جس کے نگینے پر حضرت کا نام کندہ تھا۔ حضرت کی نذر کی۔ اور عرض کی یا حضرت۔ آپ سرداروں۔ نوابوں اور بادشاہوں کو خط لکھتے ہیں۔ ان دنوں مہر کے بغیر کے کوئی خط مستند نہیں مانا جاتا۔ اور بادشاہ اس کے جواب میں تغافل کرتے ہیں۔ اس لئے میں یہ نذرانہ لایا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ نگینہ میں کیا نقش کندہ کیا ہے۔ عرض کی آپ کا نام گرامی آپ نے فرمایا۔ نام تو صرف اللہ کا ہی چلتا ہے۔ دوسرے نام فانی ہیں۔ عرض کی حضور یہ خط آپ کی طرف سے جاری ہوئے ہیں۔ آپ کا نام ہی چلے گا۔ فرمایا اچھا پھر یہ لکھوالاؤ۔

اللہ تو چاہے سو چا کرے

تیرا چاہا ہوے

یہ شعر اس آیۃ کریمہ کے ترجمہ کو بیان کرے گا۔

یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ

آج تک یہ مہر آپ کے خاندان میں موجود ہے۔

شاہ محمد اسماعیل قدس سرہٗ کی کرامات اور خرق عادات

۱۸۰۹ء میں انگریزوں نے اپنے اور اپنی عملداری کو مضبوط کرنے کے لئے کرنیل اسکنر کو سوار فوج کا ایک دستہ دے کر ہانسی میں مقیم کرا دیا تھا۔ اس کا معمول تھا۔ کہ ہانسی سے حصار آتا اور حضرت شاہ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کر کے چلا جاتا مسٹر ولمشڈین جج مقرر ہو کر ۱۸۱۳ء میں حصار میں مقیم ہو گیا۔ وہ عدالت کے مقدمات سنتا تھا۔ گائے۔ اونٹ اور گھوڑوں کی پرورش اور تربیت کا اہتمام کیا کرتا تھا اس نے ایک خط لکھا۔ کہ اس علاقہ میں شاہ صاحب اور ان

marfat.com

کے درویش مختلف دیہات میں مقیم ہیں۔ مگر سرکاری طور پر فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس علاقہ میں ہزاروں اونٹ۔ گھوڑے اور گائے پالنے کے فارم قائم کئے جائیں گے اور تمام چراگاہیں بحق سرکار ضبط کر لی جائیں گی۔ چونکہ آپ کے درویش بہت ہیں اور اس علاقہ کے مختلف دیہات میں آباد ہیں لہذا آپ انہیں حکم دے دیں کہ آئندہ سال حصار کے اردگرد فصلیں کاشت نہ کریں۔ ان دیہات کے بدلے میں وہ دوسرے دیہات لے لیں۔ اس بات پر درویشوں کو بہت تشویش ہوئی اور بہت سے رنجیدہ خاطر ہوئے۔

غلام رسول ساکن جھجر لمیٹڈ کا حاضر باش ملازم تھا۔ اس نے غلام رسول کو کہا۔ کہ آج کرنیل سکیٹر نے تمہارے سامنے حضرت شاہ محمد اسماعیل کی بے حد تعریف کی ہے اور اس نے بتایا ہے کہ وہ خدا رسیدہ عارف بزرگ ہیں میں ان کی زیارت کو حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ بشرطیکہ مجھے ایسے وقت حاضری کا موقعہ دیں جب دوسرے لوگ وہاں نہ ہوں۔ غلام رسول نے معلوم کیا تو آپ شام کی نماز کے بعد تنہا ہوتے ہیں چنانچہ ولیم شیڈین اور غلام رسول دونوں شام کے وقت آپ کے حجرے کے باہر آ کھڑے ہوئے۔ غلام رسول نے اندر جا کر کہا۔ جج لمشڈین زیارت کو حاضر ہوا ہے۔ آپ اجازت دیں حضرت حجرے سے باہر نکل کر اپنے صحن میں دیوار کو تکیہ لگا کر قبلہ رو ہو کر بیٹھ گئے۔ لمشڈین اندر آیا۔ زیارت کی حضرت کے سامنے ایک پتھر پڑا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اس پر بیٹھ جاؤ پھر غلام رسول کو فرمایا۔ میرے بیٹے کو بلا لاؤ۔ وہ آیا تو اس کو فرمایا فلاں فلاں جگہ فلاں چیز رکھی ہے اسے لے آئے اور جج صاحب کو بطور تحفہ دے دو۔ وہ چیزیں لا کر جج ولیم شیڈین کو دے دیں۔ وہ چند لمحے بیٹھ کر چلا گیا۔ جب اپنے گھر کے پاس پہنچا تو اس نے وہ چیزیں کھولیں تو ردی میں ایک

marfat.com

تازہ سیب لپٹا ہوا پایا کہنے لگا غلام رسول۔ شاہ صاحب واقعی وقت کے قطب ہیں۔ اور اس وقت کے عارفین میں سے ہیں جس وقت کرنیل نے آپ کی بے پناہ تعریف کی اور مجھے زیارت کو کہا تھا۔ تو میں نے سمجھا ایک درویش گوشہ نشین ہو گا۔ میں اسی دن سے دل میں ارادہ رکھتا تھا کہ حاضری دوں گا۔ میں نے کسی پر ظاہر نہ کیا کہ مجھے وہاں سلام کو حاضر ہونا ہے۔ میں نے جاتے ہوئے دل میں کہا۔ میں اور کچھ نہ مانگوں گا۔ ملاقات کے وقت صرف سیب مانگوں گا۔ پھر میری یہ بھی خواہش تھی کہ ایسا سیب ہو جس پر تازہ تین پتے ابھی تک سرسبز ہوں پھر میں سمجھوں گا کہ کرنیل سکیٹر کی بات سچی ہے۔ یہ کہتے ہوئے۔ سیب غلام رسول کے ہاتھ پر رکھ دیا مجھے یقین ہے کہ حضرت کاملین وقت میں سے ہیں۔ دس روز بعد آپ نے ایک پروانہ بنام شاہ صاحب لکھا کہ میں نے پہلے لکھا تھا۔ کہ آپ کے درویش آئندہ سال فصل کاشت نہ کریں۔ اور وہ دوسرے مواضعات میں فصلیں کاشت کرلیں اب میں ان درویشوں کو مستقل جاگیر کے طور پر ایک گاؤں دیتا ہوں۔

رات کے آخری حصہ میں کرنل بہادر مجھے مکان کی چھت پر لے گیا اور کہنے لگا کہ مغرب کی طرف کان لگا کر سنو۔ میں نے سُنا۔ تو کرنل بہادر نے پوچھا کیا سنا ہے میں نے بتایا۔ کہ میں نے سنا کہ ہزاروں لوگ اللہ اللہ کر رہے ہیں پھر کہا کہ اب مشرق کی طرف کان لگا کر سنو۔ میں نے ایسا ہی کیا تو مجھے ہزاروں شگریزوں اور پتھروں سے اللہ عم احسانہ اللہ عم نوالہ کی آوازیں آئیں۔ کرنیل بہادر نے کہا۔ یہ حضرت شاہ محمد اسماعیل کی برکت کا نتیجہ ہے۔

دوسرے دن کرنل نے حضرت شاہ صاحب کے نام ایک پروانہ لکھا کہ آپ سارے ضلع حصار یا فتح آباد میں کوئی یا غیر آباد گاؤں لکھ دیں تاکہ میں یہ

marfat.com

آپ کے نام جاگیر کے طور پر لکھ دوں۔ پھر یہ جاگیر آپ کے درویشوں کے اخراجات کے کام آئے حضرت خواجہ معز الدین نے موضع کھارہ بروالہ کو پسند فرمایا حضور شاہ صاحب نے بھی اسے پسند فرمایا۔ مگر اس گاؤں کا پانی نمکین تھا جہاں کنواں کھودتے پانی کھاری برآمد ہوتا۔ درویشوں نے عرض کی کہ حضور اس علاقہ کا پانی شور ہے۔ حضرت خود بروالہ پہنچے لوگوں کو فرمایا۔ جہاں چاہتے ہو کنواں کھود دو۔ لوگوں نے ایک ہی مقام پسند کیا۔ مگر آپ نے بسم اللہ پڑھ کر ایک کسی زمین پر ماری اور کہا یا اللہ۔ اس پانی کو شیریں فرمادے لوگوں نے وہاں کنواں کھودا۔ تیسرے دن پانی نکلا۔ نہایت شیریں تھا۔ لوگوں نے عرض کی حضور اتنے انسانوں مویشیوں اور جانوروں کے لئے ایک کنویں کا پانی کافی نہیں ہوگا۔ لوگوں نے ایک اور جگہ نشان لگایا۔ آپ نے وہاں بھی بسم اللہ پڑھی اور فرمایا۔ اس مقام سے چار بگھہ کے اندر اندر جہاں جہاں پانی نکالو گے۔ میٹھا نکلے گا۔ درویش اس گاؤں کی کاشت کرنے لگے۔ عشر لنگر خانہ میں بھیج دیئے تاکہ درویشوں پر خرچ کیا جا سکے۔

ریاست بیکانیر کے قصبہ سیدہ مکہ کا حاکم رگھ ناتھ سنگھ راجپوت بڑا مشہور ڈاکو تھا۔ وہ حضرت شاہ صاحب اور آپ کے درویشوں کے مواشی ہانک کر لے گیا۔ تمام درویش حضرت کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا۔ کچھ دن صبر کرو۔ اللہ تمہیں اس کا معاوضہ دے گا۔ لوگوں نے کہا۔ اگر حضرت بہ نفس نفیس رگھ ناتھ سنگھ کے پاس جا کر کہہ دیں تو وہ ہمارے مواشی واپس کر دے گا۔ آپ تشریف لے گئے اور اس کے گاؤں کے باہر ایک ٹیلے پر تشریف فرما ہوئے۔ وہاں کے ایک شخص سالم اور سوانی کو پیغام دے کر رگھ ناتھ کے پاس بھیجا کہ اسے کہو کہ رگھ ناتھ۔ ہمارے مواشی واپس کر دے ورنہ تمہارا گاؤں کھیڑا د تباہ)

marfat.com

ہو جائے گا۔ ان لوگوں نے کہا حضور ہمیں معاف فرمائیں۔ وہ متکبر راجپوت ہے اور راہزن ہے۔ ہم یہ بات اس کے سامنے کہنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ شاہ صاحب بذاتِ خود اس کے پاس گئے وہ بڑے تکبر و غرور سے اپنے پلنگ پر بیٹھا تھا۔ شاہ صاحب کی کچھ پرواہ نہ کی آپ نے فرمایا۔ رگھا! درویشوں کے مویشی واپس کر دو۔ کہنے لگا۔ میں نہیں دوں گا۔ اور منہ موڑ لیا۔ آپ نے تبسم فرماتے ہوئے اس کے آگے جا کھڑے ہوئے فرمایا۔ رگھا۔ تم فقیر سے روگردانی کر رہے ہو۔ خدا سے منہ موڑ رہے ہو۔ آپ نے تیسری بار فرمایا۔ تو اس نے ایک آدمی کو کہا حضرت کے خاص مواشی دے دو۔ مگر دوسرے لوگوں کے مواشی نہیں دوں گا۔ آپ نے اپنے مویشی لئے اور تمام درویشوں میں تقسیم کر دیئے۔

سوانی کے راجپوتوں نے خواجہ صاحب کو کہا رگھا بڑا ڈاکو ہے اگر آج راہزنی کی سزا نہ ملی تو یہ درویشوں کے گھروں کی چیزیں بھی لوٹ کر لے جائے گا۔ حضرت خواجہ صاحب سوانی کے قبرستان کے ایک گنبد میں تشریف لے گئے اور کلام الٰہی پڑھنا شروع کر دیا۔ تین دن گزر گئے۔ حضرت سید صاحب خود سوانی تشریف لائے اور خواجہ صاحب کو بلا کر پوچھا۔ بیٹا تم کیا چاہتے ہو۔ تین دن ہو گئے ہیں تم گنبد میں تلاوت قرآن کر رہے ہو۔ آپ نے بتایا میں تو اس موذی کو ہلاک کرنے کی درخواست کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم نے اچھا نہیں کیا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے حضرت نے فرمایا نہ اتنا سخت نہیں ہونا چاہیئے آئندہ کسی کی تباہی کے لئے بد دعا نہ کرنا۔

دوسرے دن خبر آئی کہ رگھناتھ اپنے ڈاکو ساتھیوں کو لے کر موضع بالسمند پہ لوٹ مچانے گیا تھا۔ وہاں کے لوگ پہلے ہی تیار بیٹھے تھے پہلے دس بارہ موچی ان ڈاکوؤں کے مقابلے میں نکلے۔ اور رگھناتھ کو گھوڑے پر سوار پا کر لاٹھیوں سے حملہ کر دیا

marfat.com

وہ گھوڑے سے نیچے گرا۔اور گرتے ہی مرگیا یہ دیکھ کر اس کے ساتھی بھاگ اٹھے۔ اور پھر چند دن بعد اس کی بیوی دو بھائی اور اس کے بیٹے بھی لقمۂ اجل ہو گئے۔

راہزنوں کا حشر

موضع سنکھیاں علاقہ سرسر کے ڈاکو درویشوں کے مویشی ہانک کر لے گئے۔درویش حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی یا حضرت آپ سنکھیاں تشریف لے چلیں اور ہمارے مویشی واپس دلائیں حضرت درویشوں کی دل دہی کے لئے موضع سنکھیاں تشریف لے گئے اور فرمایا۔ان درویشوں کے مواشی واپس کر دو۔انہوں نے کہا کہ ہمارا ایک قافلہ پٹیالہ کی طرف لوٹ مار کے لئے جا رہا ہے۔واپس آکر درویشوں کے مواشی واپس کریں گے۔آپ نے فرمایا۔اگر تم واپس آگئے تو دو گے اور اگر واپس نہ آئے تو تمہارے پس ماندہ لوگوں کو دینا ہوں گے۔بہتر یہی ہے کہ جانے سے پہلے ہی مویشی دے جاؤ۔مگر انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی اور پٹیالہ کی طرف چلے گئے ان چوروں میں سے ایک شخص نے ایک مٹکا دودھ لیا اور حضور کی خدمت میں پیش کیا۔آپ نے ہر ایک درویش کو ایک ایک پیالہ دیا۔اس طرح دو سو درویش دودھ سے سیراب ہو گئے ایک پیالہ اسے واپس دیا اور کہا اسے گھر لے جاؤ۔تمہارے گھر سے کبھی دودھ ختم نہیں ہوگا۔مگر یاد رکھو تم اور تمہارا بیٹا ان ڈاکوؤں کے قافلہ میں شریک نہ ہو۔چنانچہ وہ شخص ان راہزنوں کے ساتھ نہ گیا حقیقت یہ ہے کہ حضرت کی دعا سے آج تک اس کے گھر میں گائیں اور بھینسیں کھڑی ہوتی ہیں اور دودھ سے برتن بھرے رہتے ہیں۔

ادھر راہزنوں کا قافلہ آپ کو وہیں چھوڑ کر پٹیالہ چلا گیا وہ راجہ پٹیالہ کے پیادے اور سواروں کے ساتھ مقابلہ ہوا اور اس مقابلہ میں ایک سو چالیس راہزن قتل کر دیئے گئے سنکھیاں کے راہزنوں میں سے ایک شخص بھی نہ بچا جو واپس آکر اس واقعہ کی اطلاع

marfat.com

دے سکتا۔ جونہی اس تباہ شدہ قافلہ کے حشر کی خبر پہنچی تو گاؤں والوں نے حضرت کے درویشوں کے مویشی واپس کر دیئے۔

موت کے کنارے پر:۔ عبداللہ ولد نور محمد حجام چند ماہ بیمار رہا۔ ایک وقت آیا کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔ اس کی نبض رک گئی۔ اس کی ماں روتی روتی حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں آئی۔ عرض کی حضور! میرا بیٹا آپ کا خادم ہے۔ وہ نزع کے عالم میں ہے۔ آپ دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میں نے اللہ سے دعا کی ہے کہ تمہارا بیٹا ہوش میں آجائے۔ حیات نو کا سن کر۔ ماں گھر گئی تو دیکھا کہ اس کا بیٹا ہوش میں ہے۔ اور صحت یاب ہو گیا ہے۔ اس واقعہ کے کئی سال بعد تک زندہ رہا۔

باران رحمت کے لئے دعا:۔ ایک سال قحط سالی اور بارش کی کمی کی وجہ سے سارے علاقہ کی فصلیں سوکھ گئیں۔ موضع والس چوہدری کے راجپوت نے مشورہ کیا کہ حضرت کو دعوت دی جائے۔ وہ ہماری فصلوں کو بچشم خود دیکھیں گے۔ پھر ہم دعا کی استدعا کریں گے۔ وہ آپ خود حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور کو لے آئے۔ آپ موضع چودھری والس تشریف لائے اور تالاب کے کنارے پیپل کے درخت کے سایہ میں تشریف فرما ہوئے سارے گاؤں کے لوگ حاضر تھے۔ اسی اثنا میں ایک بچھڑا تالاب کی طرف بڑھا۔ پیاسا تھا۔ پانی کے لئے آگے آیا۔ مگر تالاب تو پانی سے خالی تھا۔ وہ تالاب کے کیچڑ میں پھنس کر رہ گیا۔ فریاد کرنے لگا۔ وہ زور لگاتا۔ مگر کیچڑ سے باہر نہ نکل سکا۔ آپ نے بچھڑے کو مشکل میں دیکھا۔ لوگوں کو فرمایا۔ اسے کیچڑ سے باہر نکال لاؤ۔ سید خان راجپوت گاؤں کا نمبردار تھا۔ عرض کی حضور! اگر ہم اسے بچھڑا بھی لائے تو زندہ نہیں رہ سکے گا۔ تالاب میں پانی نہیں اس طرح نہ مرا تو یہاں مر جائے گا۔ آپ ہمارے کھیتوں کو دیکھیں خشک اور زرد ہو گئے ہیں۔ آپ

marfat.com

اللہ سے بارش کی دعا فرمائیں۔آپ نے دیر تک دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ دعا کے بعد فرمایا۔آؤ۔اب گاؤں میں چلے چلیں۔ لوگ گاؤں پہنچے تو شدید بارش شروع ہو گئی اور کئی دن تک بے مثال بارش ہوئی۔

گمشدہ گائیں:- سید خان راجپوت کے بیٹے مسلم خان نماز ظہر کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور میری دو گائیں گم ہو گئی ہیں۔ میں نے انہیں تلاش کیا۔ مگر نہیں ملتیں۔آپ نے چاروں طرف نظر دوڑائی اور فرمایا۔ ذرا مغرب کی طرف جا کر تلاش کرو اور دیکھو جلدی آنا۔ عصر کی نماز با جماعت ادا کرنا۔ مسلم خان اونٹ پر سوار ہوا۔ ایک اور شخص کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور مغرب کی طرف نکل گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک برہنہ پا درویش کھڑا ہے۔ قریب جا کر پوچھا۔ بابا۔ یہاں دو گائیں تو نہیں دیکھیں۔ اس شخص نے کہا تھوڑا سا آگے جاؤ۔ بائیں ہاتھ ایک خرمن پر دو گائیں چارہ کھا رہی ہیں اونٹ کو آگے دوڑایا۔ ہر طرف نظر دوڑائی۔ ایک خرمن دکھائی دیا۔ دونوں گائیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ یہ گائیں اس شخص کے حوالے کیں اور خود اونٹ دوڑا کر حضرت کے پاس آ کر نماز عصر با جماعت ادا کی۔

۳۲

خاندانِ شاہ محمد حفیظ قادری قدس سرہٗ

آپ اپنے والد ماجد شاہ عبدالمجید قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے۔ بھیرہ ضلع خوشاب کے عمائدین میں سے تھے۔ یہ قصبہ پنجاب کے مشہور شہروں میں سے دریائے چناب کے کنارے واقع ہے۔آپ بھی باپ کی طرح تجارت کیا کرتے تھے اور ہر قسم کا مال لاتے اور فروخت کرتے تھے۔آپ بارہویں صدی ہجری میں دہلی آئے۔ یہاں بھی

marfat.com

تجارت سے روزی کماتے۔ اگرچہ والد کی کمائی ہوئی دولت تھی مگر پھر بھی خود محنت کرتے تھے۔ ایک دن ایک نہر کے کنارے بیٹھے تھے کہ بھولو شاہ مجذوب سے ملاقات ہوئی۔ اور جھک کر سلام کیا اور بھولو شاہ سے بڑی میٹھی میٹھی باتیں کرنا شروع کر دیں۔ شاہ صاحب حال سے قال پر آمادہ ہوئے۔ اور فرمایا ہم نے خصوصی طور پر تمہیں پنجاب سے طلب کیا ہے۔ ہم بعض نعمتیں تمہیں سپرد کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اس مجذوب کی صحبت میں رہے اور چند سالوں میں اتنی نعمتیں حاصل کیں کہ سینہ نور سے بھر گیا۔ مگر آپ بھی مرشد کی طرح مدہوش رہنے لگے اور اسی عالم میں نوبت نبوت کئی مقامات اور منازل سلوک طے کرتے رہے۔ ان حالات میں تجارتی مشاغل سے کلیتاً کنارہ کش ہو کر رہ گئے۔

بھولو شاہ قدس سرہٗ ۱۹ محرم الحرام ۱۲۰۴ھ میں اس دار فانی سے عالم جاودانی کو چلے گئے۔ آپ کا مادہ تاریخ وفات مست روز الست سے برآمد ہوتا ہے۔ آپ کا مزار کابلی دروازہ کے باہر کھلے میدان میں واقع ہے۔

شاہ محمد حفیظ قدس سرہٗ اپنے والد کے سجادۂ ہدایت پر جلوہ فرما ہوئے۔ ادھر حضرت بھولو شاہ کے سجادہ نشین بھی بنے۔ آپ کی خدمت میں وقت کے علماء صلحاء حاضری دیا کرتے تھے۔

میرزا جناب حضرت مولانا خدا یار۔ شاہ محمد صابر۔ شاہ صوفی آبادانی۔ شاہ محمد ظہور قدس سرہم آپ کی مجالس سے فیض پایا کرتے تھے۔ ان بزرگان دین کی مجالس عرس میں سماع۔ ذکر بالجہر چشتیہ طریقہ پر ہوا کرتا تھا۔ حضرت شاہ محمد حفیظ قدس سرہٗ نے اپنے مرشد کی وفات کے بعد بیس سال مخلوق خدا کی ہدایت میں بڑا کام کیا۔ بے پناہ لوگ آپ کے ہاتھ پر تائب ہوئے۔ خاص کر پنجاب کی تاجر برادری کے مرد اور عورتیں آپ سے فیضیاب ہوتے رہے آپ کی وفات ۱۲۲۶ھ ماہ ذیقعد میں ہوئی تھی۔

آپ کے فرزند ارجمند مقبول بارگاہ صمد حضرت شاہ غلام محمد تھے اور آپ کے خلیفہ

marfat.com

بھی تھے۔آپ نے اپنی ساری زندگی تجرید و تفرید میں گزار دی۔آپ کو علم و عمل زہد و تقویٰ اور فقر و درویشی سے خاص حصہ ملا تھا۔آپ عارفان صافی دل اور واقفانِ علوم طریقت کی صفِ اوّل میں شمار ہوتے تھے۔آپ رمضان المبارک ۱۲۴۹ھ میں فوت ہوئے۔آپ کا مادۂ تاریخ اس مصرع سے برآمد ہوتا ہے۔

؎ بیا مرزد ایزد غلام محمد

شاہ غلام محمد قدس سرہٗ کے بعد شاہ کرم الٰہی سجادہ نشین ہوئے۔شاہ کرم الٰہی یگانہ نگاہِ مرشد تھے۔مجالس اعراس۔اور خانقاہ کے انتظامات آپ کے ذمہ تھے۔ان بزرگان دین کی روحانی برکات سے آپ کی زندگی بڑی اچھی گزری۔اب تک ان بزرگوں کا نام قائم رکھے ہوئے ہیں۔اس خاندان میں مریدوں کو شجرات تقسیم کرنے کا رواج نہیں ہے مگر حضرت شاہ غلام محمد کا منظوم شجرہ اکثر مریدوں کو زبانی یاد ہے۔ان دنوں حافظ قرآن۔جامع فضائل نوع انسان۔صادق العقیدت نائق الارادت شرف صحبت یاب مقبول بارگاہ حمد حضرت شاہ غلام محمد کی وساطت سے حافظ امام بخش صاحب نے ایک شجرہ تیار کیا ہے۔جو کسی دوسرے صاحب کے پاس نہیں ہے۔آپ کو یہ شجرہ طیبہ تمام و کمال اور صحت لفظی و معنوی کے ساتھ یاد ہے۔نظم و نثر میں پوری تحقیق کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

۳۳

خاندان عالیہ کے بزرگان دین

حضرت خواجہ ابوالمحفوظ معروف ابن فیروز الکرخی قدس سرہٗ۔اس خاندان عالیہ کے بانی ہیں۔آپ کا سلسلہ روحانیت حضرت علی موسیٰ رضا سے حضرت علی مشکل کشا سے ملتا ہے۔پھر ایک اور سلسلہ حضرت خواجہ داود طائی رحمۃ اللہ علیہ سے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

تک پہنچتا ہے۔ ان میں خواجہ ابوالحسن سری بن معلس السقطی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ایک سلسلہ سید الاوتار بغدادی ابوالقاسم جنید بغدادی قدس سرہ تک جاتا ہے۔ اس طرح خواجہ ابو بکر شبلی۔ عبدالواحد بن عبدالعزیز یمیمتی۔ پھر شمس الدین ابوالفرح طرطوسی خواجہ علی حسن النہکاری خواجہ مجدد الدین ابوسعید مغزومی اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ تک جاملتا ہے۔

حضرت غوث پاک کے خلف الرشید شاہ عبدالرزاق سے ایک سلسلہ شاہ عماد الدین شاہ عبدالباسط۔ شاہ شرف الدین شاہ علاء الدین شاہ شہاب الدین۔ شاہ شمس الدین شاہ محمد عثمان۔ سید شاہ حسن میراں سید شاہ عبداللہ۔ بھٹی قدس سرہم کا سلسلہ اسی خانوادہ عالیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ان بزرگان دین کے مفصّل حالات حضرت غوث الاعظم کے خانوادہ کے حالات میں لکھے جاچکے ہیں جو برصغیر پاک وہند میں آسودۂ خاک ہیں۔ یاد رہے کہ یہ سلسلہ باراں واسطوں سے جناب غوث الاعظم تک ملتا ہے ایک شاہ عبداللطیف پھر شاہ محمد اسحاق۔ شاہ محمد جعفر سید شاہ عبدالوہاب قادری جن کا مزار عیدگاہ میں مقام شریف کے عقب میں ہے۔ اس خاندان کی دو مستورات والدہ اور بیٹی حالت جذب وخود رفتگی میں محلات دہلی میں پھرتی رہتی ہیں۔ دہلی کے لوگ خواص وعوام ان دونوں مستورات سے عقیدت رکھتے ہیں۔ سید شاہ عبدالوہاب۔ شاہ محمد حفیظ کے والد شاہ عبدالحمید قدس سرہ کے مرشد تھے۔

۳۴

مجدّدی حضرات خاندانِ قادریہ میں

قادری۔ فردوسی۔ صمدانی اور خوارزمی سلسلۂ تصوّف غوث الدہر شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی قدس سرہ کی وساطت سے آگے بڑھے۔ شیخ سہروردی

marfat.com

سے شیخ عمار یاسر۔ ان سے شیخ نجم الدین کبریٰ ولی تراش فردوسی ان سے شیخ مجدد الدین بغدادی۔ ان سے شیخ رضی الدین علی غزنوی ان سے شیخ جمال الدین احمد جورجانی ان سے شیخ نورالدین عبدالرحمٰن کسرقی ان سے شیخ رکن الدین۔ علاء الدولہ سمنانی ان سے شیخ شرف الدین محمد مزدقانی ان سے امیر سید علی ہمدانی ان سے خواجہ ابو اسحاق ختلانی ان سے سید شیخ عبداللہ برمش آبادی ان سے شیخ رشید الدین الغزالی ان سے شیخ شاہ علی سبزواری ان سے مخدوم اعظمی حاجی الحرمین شیخ محمد جنید شانی ان سے شیخ کمال الحق والدین ملا حسین خوارزمی ان سے ملا شیخ یعقوب صیرفی تخلص کاشمیری قدس سرہم ہوئے ہیں۔ حضرت یعقوب صیرفی کاشمیری قدس سرہٗ نے کشمیر جنت نظیر میں نشو و نما پائی۔ علم و فضل میں ان کی شہرت کے جھنڈے بلند ہوئے نظم و نثر میں قدرت تامہ رکھتے تھے۔ اپنے اوقات عزیز یاد خداوندی میں بسر کرتے تھے۔ برسم تجرید سیاحت کرتے تھے۔ آپ کے سفرنامے نظم و نثر میں اہل علم کے مطالعہ میں آتے رہے ہیں۔ تصوف میں کئی رسالے لکھے۔ اشعار میں صیرفی تخلص کیا کرتے تھے۔ آپ کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

ہم زدل دزدیدہ صبر و ہم دل دیوانہ را
دزد من باخانہ می دزدد متاع خانہ را

آپ دسویں صدی کے آخری عشرہ میں فوت ہوئے تھے عبدالقادر بدایونی نے آپ کی تاریخ وفات شیخ امم سے نکالی ہے۔ آپ سے حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے بھی فیض پایا تھا۔

۳۵

شجرہ قادری جو خانوادہ مجددیہ سے ملتا ہے

شیخ احمد سرہندی اپنے والد شیخ عبدالاحد فاروقی سے فیض یافتہ تھے وہ شیخ محمد رکن الدین

marfat.com

حنفی سے (جو شیخ عبدالقدوس گنگوھی کے فرزند اکبر تھے) وہ اپنے والد شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے۔ وہ سید محمد ابراہیم حسنی سے وہ سید احمد سے وہ سید موسیٰ سے وہ سید عبدالقادر سے وہ سید شاہ حسن سے وہ سید شاہ ابو نصر سے وہ سید شاہ ابو صالح سے وہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے۔ فیض یاب ہوئے تھے۔

حضرت شیخ عبدالقادر سید صالح موسیٰ سے وہ سید عبداللہ دلی سے وہ سید یحییٰ زاہد سے وہ سید محمد سیف اللہ سے وہ سید داؤد سیف اللہ سے وہ سید موسیٰ ثانی جون سے وہ عبداللہ محض سے وہ سید حسن مثنیٰ سے وہ امام حسن سے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منتسب تھے حضرت سید موسیٰ گندم رنگ تھے اس لئے ان کے نام کے ساتھ لفظ جون لگا دیا گیا تھا اسی طرح حضرت عبداللہ کا لقب محض اس لئے رکھا گیا کہ آپ دونوں طرف سے یعنی حسن مثنیٰ خلف الصدق امام ابو محمد حسن فرزند اکبر اور والدہ فاطمی جو حضرت امام ابی عبداللہ حسین فرزند اصغر حضرت علی مرتضیٰ کی بیٹی تھیں۔ نجیب الطرفین تھے۔ سید عبداللہ کو ممدوح اور مجمل بھی کیا جاتا تھا۔

۳۶

خانوادۂ سید شاہ غلام حسین احمد آبادی

آپ کے جد امجد بغداد سے سیاحت کرتے ہوئے وادیٔ کشمیر میں تشریف لائے اور چند سال قیام کے بعد ہندوستان میں آئے اور دریائے چنبل کے قریب ہی اقامت اختیار کر لی۔ وفات کے وقت اپنے بیٹے شہاب الدین کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ اور سلسلہ قادریہ کے فیضان کو جاری کیا۔ شاہ غلام حسین یہاں ہی پیدا ہوئے۔ والد ماجد کے وصال کے بعد احمد آباد میں آ بسے۔ ریاضت میں بے مثال حصہ لیا ایک دن حضرت

marfat.com

غوث الاعظم کو خواب میں دیکھا۔حضور غوث پاک نے فرمایا۔ بیٹا تمہارا روحانی حصہ اسی شہر کے فلاں شخص کے پاس ہے جو فلاں محلے میں رہتا ہے آپ خواب میں دکھائے ہوئے پتہ پر حضرت شاہ علی رضا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔حضرت شاہ علی شیخ خازنی الرحمت محمد سعید ابن شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔آپ اپنے خاندانی کمالات کے علاوہ مجاز بھی تھے۔آپ ۱۱۷۶ھ تک زندہ تھے۔آپ کا فیض سارے برصغیر میں عام ہوا اپنے وقت کے اعظم مشائخ میں سے شمار ہوتے تھے۔آپ کا نسب بارہویں پشت میں حضرت سیدنا غوث الاعظم سے جا ملتا ہے آپ کا وصال دوم جمادی الثانی ۱۱۷۶ھ کو بروز جمعہ قبل از نماز مغرب کو ہوا۔دوسرے دن آپ کو مسجد کے سامنے آپ کی خانقاہ میں دفن کر دیا گیا۔آپ ان دونوں حضرات کے سجادہ نشین اس ملک میں موجود ہیں۔

۳۷

قادری شجرہ جو درگاہی سے ابوسعید مجددی مظہری تک

شاہ ابوسعید قدس سرہٗ شاہ درگاہی سے روحانی نسبت رکھتے تھے انہوں نے شاہ جمال اللہ انہوں نے خواجہ محمد قطب الدین انہوں نے خواجہ محمد زبیر انہوں نے عارف ربانی خواجہ محمد نقش ہند ثانی انہوں نے عروۃ الوثقیٰ شیخ محمد معصوم اور انہوں نے اپنے والد حضرت مجدد الف ثانی انہوں نے اپنے والد شیخ عبد الاحد انہوں نے شیخ رکن الدین فرزند کلاں شیخ عبد القدوس گنگوہی انہوں نے اپنے والد شیخ محمد درویش بن قاسم اودھی انہوں نے سید بدھن انہوں نے سید اجمل برانچی انہوں نے مخدوم جہانیاں بخاری انہوں نے محمد بن علیی انہوں نے شیخ ابو الغیث قطب الدین انہوں نے شیخ شمس الدین انہوں نے شیخ شمس الدین علی المداد انہوں نے غوث الدھر حضرت سید عبد القادر جیلانی سے

marfat.com

نسبت روحانی حاصل کی قدس سرہم۔

میں نے ایک اور شجرہ حضرت شاہ ابو سعید کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہے۔ انہوں نے ان حضرات کے اسمائے گرامی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک لکھے ہیں شاہ ابو سعید شاہ سراج احمد۔ مولوی محمد مرشد۔ مولوی محمد ارشد۔ مولوی محمد فرخ شاہ۔ خازن الرحمت خواجہ محمد سعید حضرت مجدد الف ثانی حضرت شاہ عبد الرحمان بدخشی حافظ محمد سلطان اودھی شیخ محمد شعراری حضرت شیخ سعید معمر جشتی قدس سرہم۔ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم۔

۳۸

خاندانِ حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی قدس سرہٗ

آپ اپنے وقت کے نامور اور نامدار مشائخ میں شمار ہوتے تھے بچپن سے ہی آثار عظمت اور کرامت نمایاں تھے۔ بڑے خوبصورت تھے۔ آپ نے اپنے وقت کے کئی مشائخ اور اکابر سے روحانی فیض پایا تھا۔ بڑے بڑے کاملان طریقت کی صحبت میں رہے آپ کو چشتی۔ قادری خانوادوں سے اجازت تھی۔ آپ نے حضرت مولانا فخر العصر والزمان سے چار سلسلوں کے لئے اجازت بیعت حاصل کی۔ پھر ان خانوادوں کے تمام مروجہ اعمال کو جاری فرمایا۔

حضرات نقشبندیہ میں سے آپ کو حاجی الحرمین شاہ محمد رحمت اللہ شیخ سرہند سے اجازت ملی تھی۔ حضرت حاجی صاحب نے مولانا شاہ محمد عظمت اللہ محقق سرہندی انہوں نے مولانا شاہ محمد ابراہیم ملتانی۔ انہوں نے شاہ کلیم اللہ انہوں نے سید محمد ترمذی کالپی سے فیض پایا تھا۔ حضرت کالپی قدس سرہ العزیز کئی سلسلوں میں معروف تھے۔ آپ نے شاہ جمال اولیا اودی مقیم کورہ اور سید شاہ ابو العلاء احراری اکبر آبادی صاحب خانوادۂ

marfat.com

طلائی اور نعمت یاب معنوی حضرت خواجہ معین الدین اجمیری ہند الولی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا تھا۔ ہم منزل نہم باب سوم میں حضرات چشت کے ضمن میں تذکرہ کر آئے ہیں۔

حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی کے شجرہ عالیہ میں پڑھا ہے اور دوسرے معتمد نقشبندی حضرات سے بھی سنا ہے۔ کہ مولوی امجد علی اکبر آبادی حضرت شاہ نیاز کے قریبی تھے ایک عرصہ تک آپ کے ہم پیشہ اور ہم مجلس رہے ہیں۔ آپ کو بشارت ملی کہ آپ کو ایک عالی قدر سید سے منصب ملے گا۔ جو دیار عرب سے تشریف لائیں گے۔ چنانچہ آپ اس وقت کا انتظار کرتے رہے آپ اس سیدزادے کی تلاش میں کئی شہروں کی سیاحت کو نکل جاتے۔ ایک دفعہ محقرا میں قیام پذیر تھے کہ آپ کو کسی نے بتایا کہ عرب سے ایک عالی قدر سید تشریف لائے ہیں۔ آپ بھی حاضر ہوئے معلوم ہوا کہ آپ کا نام سید عبداللہ بغدادی قدس سرہ ہے۔ آپ حضرت سید عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ ہم نے آپ کا ذکر خیر اسی باب میں چھبیویں منزل میں کیا ہے۔ تاہم یہاں بھی حضرت شاہ صاحب کا مختصر سا ذکر ضروری خیال کرتے ہیں۔

سید عبداللہ بغدادی: حضرت سید عبداللہ بغدادی اپنے رفیع الشان بھائیوں کے ساتھ بغداد سے وارد برصغیر ہوئے۔ اور گیارہویں صدی ہجری کے آخرین عشرہ میں شاہ جہاں آباد میں وارد ہوئے۔ اہل تقوی اور ارباب اعتقاد نے آپ کی مجالس میں جانا شروع کر دیا۔ امیر تیمور کے خاندان کے شہزادے اور مغلیہ خاندان کے امراء بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ اس خاندان کے کئی مرد اور عورتیں آپ سے بیعت ہوئیں۔ خانقاہ فتوحات سے بھرنے لگی۔ اسی دوران غلام قادر نجیب آبادی بڑے ارادوں کے ساتھ آپ کے پاس آیا۔ پہلے تو اس نے اس شہر کے عمائدین اور امراء سے دوستی لگائی۔ اور صالحان وقت سے دعائیں کراتا رہا۔ اور استمداد و دستگیری کے لئے اولیاء اللہ کے پاس جاتا تھا۔ مگر اس کے اندرونی نفاق اور باطنی خبثا کی کسی کو خبر نہ تھی۔ ہاں بعض

marfat.com

عقلمند امراء کو اس کے متعلق خدشات ضرور تھے۔ بعض دُور اندیشی کے طور پر بعض اوقات اسے دبے دبے لفظوں میں نصیحت بھی کیا کرتے تھے۔ ان باتوں سے وہ اور محتاط ہو جاتا تھا۔ اور لوگوں کی غلط فہمیوں کو دُور کرنے اور ان کے خدشات سے بچنے کے لئے بڑی چابک دستی سے کام کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے اقتدار و اختیار کے منازل طے کر لئے اس نے دیکھا کہ با اختیار و صاحب اقتدار طبقہ اس کے سامنے ہیچ دکھائی دیتا ہے اور اب کسی کو یہ جرات نہیں تھی کہ اس کے معاملات پر تنقید و گفتگو کرتا۔ صاحب منزلت امراء بعض تو اپنے مناصب اور عہدوں پر مطمئن تھے۔ اور اپنے اپنے گھروں میں پابند رہتے۔ بعض صاحب اقتدار دربار اور قلعہ کے امور میں مصروف و مشغول رہتے تھے۔ اور وہ اپنی ترقی اور بلند منصبی کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ ان حالات میں ہر شخص اس کی اندرونی حرکات سے واقف ہونے کے باوجود بھی خاموش رہتا تھا

ان حالات میں وہ کور باطن حضرت سید عبد اللہ بغدادی کی مجلس میں بھی جانے لگا نقد و جنس سے کئی نذرانے پیش کرتا رہا جس وقت مہاراج پٹیل بہادر کی فوج نے اسے شکست دی تو میرٹھ کے ارد گرد اسے دور دراز علاقہ میں روپوش ہونا پڑا۔ یہ شخص نادانستہ طور پر بادشاہ سے قربت خاندانی مراعات سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت سے لوگوں کو جمع کرنے میں کامیاب ہو گیا اور بادشاہ کے خلاف ایک قوت بن کر سامنے آنے لگا۔ اب اس کی غداری اور نمک حرامی کی خبریں ملنے لگیں۔ چونکہ وہ بادشاہ کے قریب رہ چکا تھا۔ اس طرح تمام لوگوں کے کارخانوں۔ کاروبار مالی اور تجارتی معاملات پر قابو پا کر ایک بڑی طاقت بن گیا۔ شہری۔ دیہاتی۔ بازاری درباری۔ غرضیکہ ہر طرح کے لوگ اس کے جرائم میں شریک ہونے لگے۔ اسی اثنا میں بعض حاسد اور مخبر بادشاہ کے دربار میں پہنچے اور اسے بتایا کہ غلام قادر حضرت سید عبد اللہ بغدادی کے دربار میں حاضر ہو کر آپ کے خلاف دعا منگواتا ہے۔ اور اپنے مدعا کے حصول کے لئے حضرت سید صاحب کی ولایت کو استعمال کرتا ہے۔ اس خبر سے بادشاہ کو بڑا دکھ ہوا۔ حضرت شاہ صاحب کو دربار میں طلب کیا گیا۔ حضرت کے خیر اندیشوں نے آپ تک سارے حالات

marfat.com

بیان کئے۔ اور آپ کے بادشاہ کے فرمان کو متھرا پہنچایا گیا۔ متھرا میں ایک سردار تھا وہ جنوبی علاقہ سے تعلق رکھتا تھا اور جناب غوث الاعظم کی اولاد میں سے تھا۔ اسے حضرت عبداللہ بغدادی کے آنے کی خبر ملی۔ تو بڑے تحائف اور نذرانے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت سید عبداللہ اس سے باتیں کر رہے تھے۔ کہ اسی اثنا میں مولوی امجد علی حضور کے دربار میں حاضر ہوئے سید صاحب نے مولانا امجد علی کو مخاطب فرماتے ہوئے کہا۔ مولانا میرے پاس آپ کے لئے ایک امانت ہے۔ آپ فرصت کے وقت لے لیں۔ حضرت مولوی امجد علی کو بڑی خوشی ہوئی۔ دل میں خیال کیا کہ انہی بزرگوں کے حق میں بشارت ملی تھی۔ اس دن کے بعد آپ کو متواتر فیض ملتا رہا۔ کئی سال تک آپ کی صحبت میں رہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے دادا حضرت غوث پاک نے صرف آپ کی تربیت اور تعلیم کے لئے ہی ہمیں برصغیر بھیجا تھا۔

ایک دن حضرت سید اپنے حجرۂ خاص میں تشریف فرما تھے اور آپ کا خادم آپ کے دروازے پر کھڑا تھا۔ مولوی امجد علی صاحب اس وقت رات کا ذکر کر رہے تھے رات نصف گزر گئی تھی کہ آپ کے دل میں اچانک اپنے پیرو مرشد کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ بے قرار ہو کر حضور سید صاحب کے حجرے کی طرف دوڑے آئے۔ خادم نے روکا مگر آپ نے پرواہ نہ کی۔ اور حجرے کے اندر چلے گئے دیکھا کہ دو ہم شکل بزرگ ایک مصلے پر تشریف فرما ہیں دونوں کی نورانی شکلیں اور چہروں پر جاہ و جلال دیکھ کر مولوی امجد علی حیران رہ گئے۔ خاموش ہو کر او ّباکھڑے ہو گئے بڑی مشکل سے کچھ دیر بعد اپنے آپ کو حجرے سے باہر لائے صبح ہوئی تو حضرت سید نے فرمایا۔ مولوی صاحب رات تم نے جناب غوث پاک کی زیارت کی ہے۔ عرض کی یا حضرت مجھے تو دونوں شکلیں آپ کی ہم شکلیں دکھائی دی تھیں۔ میں نے ایک دوسرے میں فرق نہیں کر سکا مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ آپ کون تھے اور حضور غوث الاعظم

marfat.com

کون تھے۔ میں رعب وجلال کی وجہ سے نہ قدم بوسی کر سکا اور نہ ہی ڈر کی وجہ سے کچھ التجا کر سکا۔ آپ نے فرمایا۔ انشاء اللہ کچھ عرصہ بعد تمہیں قدم بوسی اور التجا کرنے کی سعادت حاصل ہو جائے گی۔ ذرا کچھ عرصہ ریاضت کرنا ہوگی۔ ہمارے جدامجد حضرت غوث الاعظم کی شکل وصورت ہم سے مشابہ ہے۔ مولوی صاحب ایک عرصہ تک ریاضت کرتے رہے۔ ایک دن آپ نے فرمایا مولوی صاحب آج رات کے آخری حصے میں ہمارے حجرے میں چلے آنا۔ کوئی خادم تعرض نہیں کرے گا۔ آپ حجرے کے دروازے پر پہنچے دروازہ خود بخود کھل گیا اندر گئے دونوں حضرات کی زیارت ہوئی اور دونوں کو پہچان کر ہر ایک کی دست بوسی علیحدہ علیحدہ کی۔ اور قدموں میں دوزانو ہو کر بیٹھ گئے بے پناہ نعمت حاصل کی۔

مولوی امجد علی کی روحانی تربیت کی تکمیل کے بعد حضرت سید بریلی اور رام پور تشریف لے گئے۔ حضرات قادریہ کی روحانی نعمتوں اور اپنے آباء کرام کی برکات کو عام کیا سید عبدالجلیل کے گھر میں سید الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء کا ذکر جاری کیا۔ یہ برکات حضرت سید نیاز بریلوی قدس سرہٗ کو دی گئیں حضرت شاہ صاحب کو اسی خانوادہ میں ایک اور نسبت بھی حاصل ہوئی اس میں سید محی الدین اور شاہ سنامی قدس سرہما کی وساطت سے تھی۔ یہ شجرہ میرے کاغذات میں موجود تھا۔ مگر اب گم ہو گیا ہے اس شجرہ پر حضرت شاہ نیاز بریلوی کے دادا شیخ حسین علی کے دستخط تھے۔

حضرت شاہ نیاز بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ان حضرات کی تربیت اور نظر التفات سے اپنے وقت کے مقتدا ہوئے آپ مرجع خلائق بنے۔ وقت کے کئی صاحب منزلت حضرات آپ سے فیضیاب ہوئے اور مقاصد روحانیہ میں کامیاب ہوئے آپ کے چہرہ مبارک سے اللہ کا نور چمکتا تھا۔ چھوٹی عمر میں بریلی میں رہے۔ میں نے

marfat.com

خود آپ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا تھا آپ کی طبیعت میں شعری ذوق تھا۔ آپ کے اکثر اشعار اہل محبت کا وظیفہ ہے۔ آپ کا کلام اردو۔ فارسی میں پایا جاتا ہے موزوں بحرین اور معاملات کشف میں پایا جاتا ہے۔ اہل دل آپ کے کلام کو بہت پسند کرتے ہیں۔ آپ کے اشعار سے طبیعت میں بڑا گہرا اثر ہوتا ہے ہم آپ کی نظم کا ایک مطلع لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

گر بر سر بالینم نازاں بخرام آئی
جاں از سر نو یابم ہم تاب و توانائی

آپ کی سجادگی کا اعزاز آپ کے صاحبزادے شاہ غلام نظام الدین کو ملا تھا۔ آپ کے بے شمار خلفاء ہیں۔ ہندوستان کے اکثر شہروں اور علاقوں میں یہ خلفاء لوگوں کی روحانی تربیت میں مصروف ہیں ہم بعض خلفاء حضرات کے اسماء گرامی تحریر کر رہے ہیں۔ سید محمد سمیع اللہ بخاری مولوی نعمت اللہ بخاری۔ مولوی جان محمد ولایتی مولوی محمد عمر خان ولایتی۔ محمد عثمان خان ولایتی۔ شاہ شرف الدین۔ شاہ فخر عالم۔ شاہ غلام محمد عرف مسکین شاہ (آپ کشمیر کے شرفائے ذی جاہ میں سے تھے۔ علوم مروجہ کی تحصیل کے بعد دنیا کے کاروبار میں پابند ہو گئے مگر کچھ عرصہ بعد دامن تعلقات سمیٹ لیا اور درویشی میں اختیار کر لی۔ کنکال شاہ قادری نے آپ سے ہی تربیت حاصل کی تھی حضرت شاہ غلام محمد علی صاحب سے ہی خانوادہ مظہری کو فروغ ملا۔ آپ نے اس خانوادے کے درویشوں کو بڑی تعلیم دی۔ آپ کے دل پر عشق غالب تھا۔ اور خواری و ذلت کو اختیار کر لیا۔ اس مقام سے ترقی پا کر حضرت شاہ نیاز قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے سخت ریاضت کی خلعت خلافت حاصل کی۔ جے پور اور راجستان میں آپ کے عقیدت مندوں کی بڑی تعداد موجود ہے۔ آخری عمر میں آپ شاہجہاں آباد دہلی میں سکونت پذیر ہو گئے۔ ہندوستان پر انگریزوں کے تسلط تک زندہ

marfat.com

سلامت تھے۔دہلی کے عام لوگوں کے ساتھ آپ بھی حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی قدس سرہٗ کی خانقاہ پر پہنچے۔وہاں سے راجستھان کو روانہ ہوئے اور جے پور میں قیام پذیر ہوئے کچھ عرصہ کے بعد وفات پا گئے۔آپ کے مریدوں نے آپ کے مزار پر ایک شاندار مقبرہ تعمیر کرایا تھا۔آپ کے بیٹے شاہ ظہور علی چاندنی چوک کے باغ بیگم میں رہے آپ شاہ نیاز کے ان مریدوں میں سے تھے جو آپ کے روحانی ورثہ کے امین تھے۔آپ صاحب سجادہ بنے اور عوام الناس کو روحانی تربیت فرمایا کرتے تھے۔حضرت شاہ غلام محمد کا طریق کار بڑا مشکل اور ریاضت پسند تھا۔ہر شخص آپ کی محنت اور ریاضت کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔)

حضرت شاہ نیاز بریلوی کے دوسرے خلفاء میں سے محمد بخش اللہ خاں محمد نعمت اللہ خان۔مولوی محمود عالم مولوی مقصود عالم مولوی فضل عالم کے اسماء گرامی قابلِ ذکر ہیں۔یہ حضرات حضرت خواجہ گنج شکر کی اولاد میں سے تھے۔پھر حکیم رحیم الدین۔بحرا دین۔مولوی کلیم اللہ۔سید اکبر علی۔شیخ غلام حسین۔شیخ جلال الدین۔مولوی نجف علی مولوی امیر علی بن مولوی امجد علی (آپ کو اپنے والد ماجد سے بھی فیض ملا تھا) آپ آگرہ میں قیام پذیر رہے۔ لوگوں کو بیعت کرتے آپ کے بھائی شاہ مظفر علی کو آپ کی قرابت داری کے علاوہ خلافت بھی ملی تھی۔قدس سرہم۔

۳۹

خاندان حاجی نوشاہ نوشہری قدس سرہٗ

آپ سلسلہ قادریہ کے فیض یافتہ تھے۔آپ رحمانی پیر تھے۔اور نورانی فقیر تھے۔آپ کی ساری زندگی اپنے مریدوں کی تعلیم میں گزری۔آپ کی ایک نگاہ سے طالب حق منزل پہ

marfat.com

تر پہنچ جایا کرتا تھا۔ مگر آپ اپنے مریدوں کو ریاضت شاقہ کا عادی بنا دیا کرتے تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی لمبی عمر دی تھی۔ ایک دفعہ آپ کے چند مریدوں نے آپ کو حج بیت اللہ کرتے دیکھا گفتگو کی۔ حالانکہ آپ کو وفات پائے دو سال گزر چکے تھے میں نے خود کئی نوشاہی درویشوں سے ملاقات کی ہے۔ وہ ریاضت کے خوگر تھے۔ ساری ساری رات قیام کرتے تھے۔ حضرت حاجی محمد نوشاہ کا مزار لاہور کے مغرب سے نوشہرہ میں ہے۔[ل۱]

آپ کے مشہور خلفاء میں سے جناب پیر محمد قدس سرہ بڑے نامور ہوئے ہیں اور آپکے مرید باصفاء قاضی شیخ محمد تھے۔ جو فقر میں اپنی مثال آپ تھے۔ ایک فقیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو تنگ دست دیکھ کر اکسیر پیش کی اور اجازت دی کہ اس سے سونا بنا لیا کریں آپ نے اس اکسیر کو لوٹا دیا۔ فرمایا یہ میری ضرورت کی چیز نہیں۔ میں تو جس کھیت میں پیشاب کرتا ہوں۔ وہ سونا بن جاتا ہے۔ مجھے کسی اکسیر کی ضرورت نہیں ہے۔ کیمیاگر فقیر کو آپ کی بات سے بڑا تعجب ہوا کہنے لگا۔ میں نے ایسے صوفیاء کو دیکھا ہے۔ مجھے یقین نہیں آتا کہ فقر پر اسقدر قائم رہا جا سکتا ہے۔ مگر جب اس نے آپ کو ثابت قدم پایا تو قدم بوس ہو گیا۔ اور مرید ہو گیا۔

پنجاب کی حکومت میں نوشاہی حضرات بڑے بڑے عہدوں پہ فائز ہیں۔ ہر آبادی کا قاضی نوشاہی ہے۔ اور لاہور کی دار السلطنت میں ایک نوشاہی بڑے بلند منصب پہ فائز رہا ہے حضرت نوشاہ کے ایک خلیفہ حضرت زبیر محمد قدس سرہ تھے وہ ابدال کے عہدہ پہ فائز تھے۔ آپ کے مرید شیخ میھون اور نتھو تھے۔ ایک دن دونوں شیخ اور پیر بھائیوں ازرہِ امتحان قاضی محمد کے پاس گئے۔ قاضی محمد ان دنوں سوہدرہ کے بیابان میں عبادت کیا کرتے تھے۔ رات کے وقت یہ دونوں سانپ بن کر آپ کو ڈرانے کے لئے چلے گئے آپ نے ایک کو ڈنڈا مارا اور دوسرے کو جوتے سے مار کر زخمی کر دیا۔ دوسری صبح کو خود ہی ان دونوں کی عیادت

ل۱: یہ مزار ضلع گجرات کے موضع رنمل رانجھیال تحصیل پھالیہ میں واقعہ ہے (فاروقی)

کے لئے ان کے گھر پہنچے۔ عرض کی۔ بھائیو! مجھے معاف کرنا۔ دراصل میں اپنے پیرومرشد شیخ پیر محمد کے حکم کے تصوّر میں مصروف تھا۔ میں مجبور تھا۔ میرے پیرومرشد میری نگرانی فرما رہے تھے۔ تم لوگ مذاقاً سانپ بن کر چلے آئے۔ سزایاب ہوئے۔ ان دونوں بزرگوں کا مزار بھی سوہدرے[1] میں ہے۔

۴۰

خاندان سیّد مخدوم عالم اکبر آبادی قدس سرہٗ

آپ اپنے وقت کے قدوۃ السالکین اور زبدہ عارفان میں سے تھے۔ اور صحیح النسب سید تھے۔ اور حضرت امام حسن ابن علی علیہما السلام کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کو آبائی فیض کے علاوہ رشدی فیض بھی ملا تھا۔ آپ کے فرزندان عزیز بھی اپنے آبائے کرام کی طرح نوبت بہ نوبت صاحب مناصب ہوئے ہیں۔ ان میں سے سیّد محمد۔ سید احمد۔ سید عزت۔ سید عصمت سید کبیر سید شاہ عالم وزیر آبادی قدس سرہم بہت زیادہ مشہور تھے۔ سید شاہ عالم وزیر آبادی ابن کبیر بن سید محمد بن سید مخدوم عالم قدس سرہٗ تھے۔ ہم باب سوم منزل سترہ میں ان کے مختصر سے حالات تحریر کر آئے ہیں۔ المختصر آپ نہایت شوق ذوق کے ساتھ کسی صاحب تصرّف کی تلاش میں تھے پیر سید محمد قنوجی قدس سرہٗ سے ملاقات ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کے انوار آپ کی جبین سے نمایاں نظر آتے تھے آپ کئی سال تک ریاضت اور التجاؤں میں رہے۔ آخر کار خلعت خلافت سے مزین ہوئے مراتب جذب کے طے کرتے ہوئے صفاتِ ذاتی کے وظیفہ کی وصیّت کی وزیر آباد ان دنوں عارفین اور اقطاب وقت کا مرکز تھا۔ آپ نے کئی چلّے کاٹے اور اپنے روحانی مقاصد حاصل کرتے گئے۔ سیّد قنوجی اللہ آباد کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور آپ کا گنگوہی بزرگوں

---

[1] سوہدرہ وزیر آباد کے قریب دریا کے کنارے ایک قصبہ ہے۔ فاروقی

marfat.com

سے بھی تعلق تھا۔ ہم اپنی جگہ پر بیان کر آئے ہیں کہ سید امیر جہاں شاہ جہاں آبادی بچپن میں جب آپ کی شادی کی تقریبات منائی جارہی تھیں۔ اپنے عزیزوں کے درمیان میں سے نوشاہی لباس پہنے ہوئے اچانک غائب ہو گئے اور حضرت سید صاحب کی خدمت میں جا پہنچے۔ اور ریاضت اور مجاہدہ کرنے کے بعد عارف کامل ہو گئے۔ آپ کا مزار اندرون آبادی روشن پورہ میں واقع ہے۔

شاہ محمد نصیر دہلی کے معروف شاعر آپ سے بیعت ہوئے اور روحانی نعمت حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ آپ کی دعا اور برکت سے اپنے وقت کے شعراء میں ممتاز ہوئے۔ حیدر آباد اور دہلی میں کوئی شاعر آپ کے مقام کو نہیں پہنچ سکتا تھا۔ آپ کا کلام ہر ملک اور ہر دربار میں مقبول اور مرغوب تھا۔ وقت کے شاعر آپ کے مطیع اور فرمان بردار تھے۔ یہ ساری قدر و منزلت حضرت شاہ صاحب کی مجالس اور برکات کا نتیجہ تھی حضرت شاہ نصیر فن سخنوری کے علاوہ مناقب درویشی۔ آزادی۔ فقر۔ انکسار۔ عجز۔ و ایثار میں بھی کمال رکھتے تھے۔ شیخ محمد ابراہیم ذوق جنہیں خاقانی ہند کا خطاب ملا تھا۔ آپ کے شاگرد عزیز تھے۔ آپ نے غلام رسول شوق سے جو شاہ نصیر کے شاگرد تھے۔ شاعری میں مشق کی تھی۔ آخر کار آپ کی قدر و منزلت مغل دربار میں اتنی بڑھی۔ کہ ملک الشعراء قرار پائے۔ آپ کے تازہ تخیل کا زمانہ معترف رہا۔ ایک وقت آیا کہ سلطان العصر کی استادی کا شرف حاصل ہوا۔ شاہی شاعر ہونے کے باوجود آپ پر درویشی غالب رہی آپ شاہ غلام جیلانی کے مرید تھے۔ شاہ غلام جیلانی حضرت مولانا شاہ بدرالدین شاہ اوحد صدیقی کے شاگرد اور مرید تھے۔ ہم نے اس خانوادے کے شجرات اور دیگر حالات اسی کتاب کے پانچویں باب منزل نہم میں لکھے ہیں۔

آپ نے بڑی آزاد اور خوشگوار زندگی بسر کی۔ انگریز کے قبضہ سے چند سال قبل فوت ہوئے تھے۔ آپ ہر موضوع ہر زبان میں اظہار خیال کرتے تھے۔ آپ کے شاگردان رشید ہر قصبے اور شہر میں ہیں۔ آپ چونکہ زندگی میں مصروف رہے۔ اس لئے اپنی تصنیف و تالیف بطور یادگار نہ چھوڑ

marfat.com

سکے۔ ان دنوں آپ کے شاگردوں نے آپ کا کلام مختلف مقام سے جمع کر کے ایک دیوان جمع کیا ہے۔ آپ کے تلامذہ ارشد میں سے ایک حافظ غلام رسول ویران جامع کمالات ہوئے ہیں آپ نے ایک طویل عرصہ آپ کی صحبت سے شعروشاعری کی تمام صنعتوں پر عبور پایا۔ اور صنائع و بدائع میں کمال حاصل کیا نوبت یہاں تک پہنچی استاد کی وفات کے بعد شیخ محمد اسماعیل خلف الرشید حضرت ذوق اپنا کلام حافظ صاحب کو برائے اصلاح پیش کیا کرتے تھے۔ آپ کا ذکر خیر اسی بنا پر کیا جا رہا ہے کہ حافظ غلام رسول ممدوح الصدر جوہر ذاتی اور صفاتی درویشی کے ساتھ سوز و گداز محبت ذوق و شوق سخن میں کمال رکھتے تھے کہ عرفاء وقت کی مجالس میں حاضری دیا کرتے تھے آپ اپنے راسخ عقیدہ اور اعلیٰ نظریہ کے پیش نظر حضرات خواجگان نقشبندیہ مجددیہ کی صحبت اختیار کرتے۔ اور شاہ احمد سعید مجددی سجادہ آرائے خانوادہ مظہری قدس سرہما کے مرید تھے۔

۴۱

سیّد شاہ محمد فیروز آبادی قدس سرہٗ

آپ کا نسب شاہ سید عبدالرزاق ابن غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے آپ اپنی آبائی نعمت کے مالک تھے۔ آپ کی عالی نسبی۔ بلند ہمتی۔ طبع استغنا۔ زہد و تقویٰ اور جمال زیبا کے مالک تھے آپ ایک عرصہ تک دولت آباد میں قیام پذیر رہے۔ آپ نے اسی شہر میں چند علماء وقت کے ساتھ مذاہب اربعہ کے اختلافات پر مناظرہ کیا۔ اور اس سلسلہ میں دارالخلافہ دہلی میں بھی آئے۔ یہ ابراہیم لودھی کا عہد حکومت تھا۔ بادشاہ نے آپ کو بڑے اعزاز و اکرام سے نوازا۔ اور التجا کی کہ آپ بابر بادشاہ کے حملہ سے پیدا شدہ حالات کیخلاف دعاء فرمائیں۔ آپ نے استخارہ کرنے کے لئے چند مریدوں کو اعتکاف میں بٹھایا۔ ان مریدوں

marfat.com

میں سے ایک بزرگ محمد سعید تھے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک سیاہ سانپ منہ کھولے ابراہیم لودھی کی طرف دوڑ رہا ہے۔ عارفان وقت اور بزرگان زمانہ کی تمام دعائیں اس سانپ کے منہ میں داخل ہو کر ختم ہوتی جا رہی ہیں۔ حضرت نے ابراہیم لودھی کو اس خواب سے آگاہ کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد بابر فاتح کی حیثیت سے سارے ہندوستان پہ چھا گیا۔

اسلام شاہ بادشاہ بھی آپ کا مرید ہو گیا۔ اسلام شاہی کے اکثر امراء اور زعما آپ سے بیعت ہوئے۔ اسی اثنا میں دو بزرگ سادات کرام میں سے اُبھرے۔ ایک شمس الدین مکی اور دوسرے سید ابو طالب عراقی سیر و سفر کرتے ہوئے ہندوستان وارد ہوئے تھے۔ آپ نے ان دونوں کا استقبال کیا۔ اور اپنے گھر ٹھہرانے کے انتظامات کئے۔ پھر اپنی دونوں بیٹیوں کے نکاح کی پیش کش کی۔ مگر ان بزرگوں نے انکار کر دیا۔ ابھی چند دن گزرے تھے کہ یہ دونوں صاحبزادے اپنے اپنے کمروں میں خاک و خون میں لت پت پائے گئے۔ سارے ملک میں شور برپا ہو گیا۔ ان دونوں سیدوں کے قتل کی خبر نے لوگوں میں احتجاج پیدا کر دیا۔ ہزاروں لوگوں کو قید و بند میں ڈال دیا گیا۔ دونوں صاحبزادوں کے اجساد خاکی کو حرمین الشریفین میں لے جایا گیا اور مسجد نبوی کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ ایک عرصہ تک تحقیقات ہوتی رہی۔ آخر کار وہ قید خانہ میں ہی فوت ہو گئے۔

شیخ محمد عاشق سنبھل و شیخ حسن سرمست بھوکانوی قدس سرہما آپ کے خلیفہ اور مرید تھے۔

۴۲

شیخ کمال قادری قدس سرہٗ

آپ قادری سلسلہ میں مجاز تھے۔ آپ طالبان حق کی تربیت کے لئے پرانی دہلی میں مقیم رہے بڑی ریاضت اور شدید مجاہدوں کو اختیار فرمایا کرتے۔ امراء سے دُور رہتے تھے آپ کے

marfat.com

بیٹے شاہ ظہ متوکل بھی بڑے متقی۔ زاہد اور تجرید پسند بزرگ تھے۔ وہ حضرت سلطان المشائخ کے مزار کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔ اس مقام پر ایک بار نواب مہابت خان آپ سے تعرض کرنے لگا۔ مگر کچھ عرصہ بعد پشیمان ہو کر معتقد ہو گیا اور آپ کے لئے بہت بڑا مقبرہ۔ حویلی اور مسجد بنائی شاہ متوکل کی وفات ۱۰۵۰ھ میں ہوئی تھی۔ آپ کے ہزاروں مرید دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچے۔

۴۳

شاہ جلال الدین محمود کھکاوی قدس سرہٗ

آپ بھی سلسلہ قادریہ کے مجاز تھے۔ لاتعداد مریدوں نے آپ سے فیض پایا تھا اور اپنے وقت میں بڑے مشہور ہوئے۔ ان میں سے ایک شاہ محمد خواص ان کے بیٹے محمد اقبال ان کے بیٹے شاہ محمد عثمان ان کے بیٹے عصمت الدین غلام مصطفیٰ صاحب نفحات القدس قدس سرہم نے آپ کے سلسلہ روحانیت کو جاری رکھا۔

۴۴

مولانا شاہ عبدالرحمان لاہوری قدس سرہٗ

آپ علوم دینیہ کے جامع تھے۔ آزاد منش صوفی تھے بڑے رفیع الشان منزلت کے مالک تھے۔ آپ کو حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم کی حضوری حاصل تھی حضور محبوب سبحانی جناب غوث صمدانی کی روح پر فتوح سے بلا واسطہ فیض حاصل تھا۔ سماع میں بڑی دلچسپی لیتے۔ صوفیان وقت آپ کے کمالات کے قائل تھے۔ حضرت شاہ حسین کاروانی آپ کے محرم راز

marfat.com

مرید۔ دربان اور خادم آستانہ تھے۔ آپ کی خانقاہ مسجدی ہری کے عقب میں جہاں تلواریں تیز کرتے ہیں موجود تھی۔ آپ کا مزار بھی وہاں ہی بنایا گیا تھا۔ شاہ حسین کا مزار کمل پوشوں میں ہے۔ حضرت مولانا اکثر شاہ حسین کو فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمارے لئے سواری لاؤ۔ آپ ایک گدھا پکڑ لاتے۔ بچوں کو اطلاع ہو جاتی۔ روغن کنجد میں سیاہی ملا کر منہ پر مل لیتے۔ اور حضرت مولانا اس آن بان سے دہلی کے گلی کوچوں میں چکر لگاتے۔ اور دار الخلافت کے بازاروں اور منڈیوں میں جاتے۔ آپ کی اس حالت کو دیکھ کر آپ کے شدید مخالف بھی آپ کے مرید ہو جاتے۔ ایسے حال میں لازم ہوتا۔ کہ آپ امراء کے دروازوں کے سامنے سے گزرتے۔ اور بعض نیک بزرگوں کی خانقاہوں میں جاتے۔ مگر بایں ہمہ آپ کے جلال و شان کے سامنے کسی کو جرات نہ ہوتی۔ کہ آپ پر اعتراض کر سکے۔

ترقیمہ:- آج ہم اللہ تعالیٰ ملک الوہاب کی مدد سے کتاب قصر عارفان کی کتابت سے فارغ ہو رہے ہے۔ یہ کتابت بدست فقیر حقیر واماندہ بدست نفس شریر خاکبوس آستانہ عالیہ اولیاء اللہ محمد رکن الدین ابن مرشد برحق راہنمائے خلائق ومقبول بارگاہِ رب العالمین حضرت خواجہ محمد معز الدین ابن شریعت آگاہ حقائق ومعارف دستگاہ ممدوح مصطفیٰ السخی حبیب اللہ الراسخ فی الشریعۃ والطریقۃ والحقیقۃ والموافقۃ کا تخلیل حضرت قطب محمد اسماعیل حنفی قادری شطاری غزنوی ثم الحصاری مکمل ہوئی۔ ہمارے سامنے مصنف علیہ الرحمت کا اصل نسخہ موجود رہا۔

تاریخ کتابت ۸ ماہ رمضان المبارک ۱۲۹۱ھ بمقام حصار فیروزہ پور اس مخطوطہ کو ۱۸ ماہ شوال ۱۲۹۱ھ کو برخوردار جمال الدین اور ابوالحسن نے مقابلہ کر کے تصحیح کی۔

تمت بالخیر

marfat.com